# تصانیفِ احمدیہ

## حصہ اول جلد اول

مشتمل بر

## کتب و رسائل مذہبی

سنہ ۱۳۱۳ نبوی

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام لالہ کلب رائے چھپی

سنہ ۱۳۰۰ ہجری سنہ ۱۸۸۳ ع

# فہرست

## کتب و رسائل جو اس جلد میں شامل ہیں

# تَصَانِيفِ اَحمَدِيَّہ

## حصہ اول

مشتمل بر کتب و رسایل مذهبي

# تمهید

بہت لوگ ہیں جو دنیا کے انقلابوں کو دیکھتے ہیں ، اور کم ہیں جو اُس پر غور کرتے ہیں مگر بہت کم ہیں جو خود اپنے خیالات کے انقلابوں کو دیکھیں اور اُن کے سببوں کو سمجھیں سوچیں — اگر کوئی شخص اپنی تمام زندگی کی باتوں کو یاد کرے اور سمجھے تو جانیگا کہ اُس کے خیالات میں ایسے عجیب عجیب انقلاب ہوئے ہیں کہ ویسے دنیا کی کسی اور چیز میں نہیں ہوئے - اگر پہلا خیال بغیر سوچے سمجھے تقلید و اعتقاد و تمدن و معاشرت کی وجہہ سے قایم ہوا تھا ، پھر اُسی طرح اور اُنہی اسباب سے اُس میں انقلاب ہوا ہی، تو خیال ہوسکتا ہی کہ دونوں بیہودہ اور بے بنیاد تھے ، اور اگر ان دونوں کے لیئے یا دونوں میں سے ایک کے لیئے کوئی معقول بنا تھی ، تو اُس کے سببوں پر غور کرنا اور اسباب کو سمجھنا کہ پہلے خیالات کس بات پر مبنی تھے، اور حال کے خیالات کس پر مبنی ہیں، اور ان دونوں بناؤں میں سے کون سی بنا زیادہ تر سچ اور زیادہ تر مستحکم ہی، انسان کے لیئے نہایت مفید ہی *

دنیا کے تمام خیالوں میں مذہبی خیال ایسا ہی جو انسان کے دل پر سب سے زیادہ اثر کرتا ہی — بہت کم برائیاں ( جو دنیا میں عموما برائیاں مان لی گئی ہیں ) ایسی ہونگی جن کا کرنے والا کبھی نہ کبھی اُن کی برائی کو خیال نکرے، مگر یہہ مذہبی خیال ایسا ہی ، کہ اُسکے سبب سے انسان ہزاروں برائیاں کرتا ہی، اور پھر کبھی اسکو برا نہیں سمجھتا ، ایسے خیال میں کسی قسم کا انقلاب پیدا ہونا سب سے زیادہ توجہہ کے قابل ہی *

گو مجھکو علمی لیاقت کچھہ نہیں ہی، اور میرا درجہ ایک جاہل آدمی سے شاید ہی کچھہ زیادہ ہو ، لیکن الله پن ہی سے سوچنے والی طبیعت تھی — جب حیوانی زندگی سے طبیعت نے دوسری طرف پلٹنا کھایا، تو اُسکی کروٹ بجز مذہبی کروٹ کے اور کیا ہوسکتی تھی — اور وہ پہلو بجز اُس پہلو کے جو عام تھا اور جس پر سب کا یقین تھا اور کیا ہوسکتا تھا ، مگر سوچنے والی طبیعت ہردم ساتھہ تھی، اور وہی تمام انقلابوں کا باعث ہوئی ، اور اُسی نے اُس سچائی تک پہنچایا جس کو میں ٹھیٹ اسلام یقین کرتا ہوں، گو کہ رسمی مسلمان اُس کو ٹھیٹ کفر سمجھتے ہوں — اِس عرصہ میں متعدد مذہبی کتابوں کے لکھنے کا اتفاق ہوا جو ہر ایک وقت کے خیالات کے مطابق ہیں ، اُن سب کا بہ ترتیب جمع کرنا گویا اُن تمام زمانوں کے خیالات کو بہ ترتیب سامنے رکھنا ہی، جس سے شاید خود مجھکو اور آیندہ آنے والی نسلوں کو فائدہ ہو — پس میں اپنی تصنیفات کے اِس حصہ میں مذہبی کتابوں اور رسالوں کو ایک جگہہ جمع کرتا ہوں *

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

## جلاء القلوب بذکر المحبوب

### مؤلفہ سنہ ۱۲۵۸ ھجری مطابق سنہ ۱۸۴۲ع

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم المرسلین و آلہ الطیبین الطاہرین و اصحابہ نجوم الدین – افضل الاذکار ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم – دنیا میں سب سے اچھی یہہ بات ھی کہ اپنے پیارے نبی کا ذکر کیجیئے ' اور ھردم اُس کے نام پر دم دیجیئے'

بیت

دل و جانم فدایت یا محمد * سر من خاک پایت یا محمد

اللہم صلی علی محمد و آل محمد ' سبحان اللہ کیا ذات پاک رسول رب العالمین ھی کہ اُسکے جمال با کمال سے عالم منور ھوا ' اور اُسکے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے زمین نے آسماں پر ناز کیا —

نظم

محمد کافرینش ھست خاکش * ھزاراں آفریں برجان پاکش
چراغ افروز چشم اھل بینش * طراز کار گاہ آفرینش
سرو سر خیل میداں وفا را * سپہ سالار و سرخیل انبیارا
مرقع برکش نر مادہ چند * شفاعت خواہ کار افتادہ چند
ریاحین بخش باد صبحگاھی * کلید مخزن گنج الہی

صل علی' کیوں نہ ھم ناز کریں اپنے مقبول نبی پر ' جسکی اُمت میں ھونے کی نبیوں نے آرزو کی ' اور اُس کی دربانی فرشتوں نے چاھی —

نماند بعصیاں کسی درگرو * کہ دارد چنیں سید پیشرو

اللہ تعالی نے اُس کا نام نبی الرحمۃ رکھا ' اور اُس کے تئیں اُمت کی شفاعت کا اختیار دیا ' اُسکے اشارہ سے شق القمر ھوا ' اُس کی ذات پاک سے چراغ ھدایت روشن ھوا ' مؤدہ ھو کہ ھمارے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف محمد ھی یعنی اللہ اور جمیع مخلوقات کا ممدوح – اللہم صل وسلم علی محمد و آل محمد – اور آپ کے والد ماجد کا نام

عبداللہ اور آپ کے دادا کا نام عبدالمطلب اور آپ کے پردادا کا نام ہاشم ہی اور آپ کی جناب والدہ ماجدہ کا اسم مبارک آمنہ بنت وہب ہی کہ وہ بھی قریشی ہیں *

## بیان ولادت

اور آنحضرت صلی‌اللہ علیہ وسلم ربیع‌الاول کے مہینہ میں پیر کے دن پیدا ہوئے ہیں' اللہم صل وسلم علی محمد و آل محمد - جس رات کہ آنحضرت صلی‌اللہ علیہ وسلم نے ظہور فرمایا انوار الہی ظاہر ہوئے اور کسری کہ کافروں میں بہت بڑا عظیم‌الشان بادشاہ تھا اور ہزاروں برس سے اُس کے گھرانے میں بادشاہی چلی آتی تھی اُسکا محل لرز گیا اور چودہ کنگورے اُسکے گر پڑے ( بیت )

چو صیتش در افواہ دنیا فتاد * تزلزل در ایوان کسری فتاد

اور فارس کا آتشکدہ کہ ہزار برس سے اُس میں آگ جلتی رہتی تھی اور فارس کے آتش پرست اُسی کو پوجا کرتے تھے دفعۃ بجھہ گئی' اور ساوہ کے چشمہ میں ایک بوند پانی نرہا' حلیمہ † بنت ابی ذویب اور ‡ ثویبہ نے آنحضرت صلی‌اللہ علیہ وسلم کو دودہ پلایا اور ام ایمن § نے آپ کو پالا - اللہم صل وسلم علی محمد و آل محمد - جب کہ آپ کا سن مبارک چار برس کا ہوا آپ کی والدہ ماجدہ نے انتقال فرمایا اور آپ کے والد ماجد آپ کے پیدا ہونے سے پہلے رحلت فرما چکے تھے اور عبدالمطلب آپ کے دادا آپ کی پرورش کرنے لگے' جب کہ آپ آٹھہ برس اور دو مہینے کے ہوئے آپ کے دادا نے بھی رحلت فرمائی' پھر ابوطالب آپ کے چچا نے آپ کی پرورش کی - اللہم صل وسلم علی محمد و آل محمد - اور جب کہ آنحضرت صلی‌اللہ علیہ وسلم کا سن مبارک بارہ برس دو مہینہ دس روز کا ہوا اپنے چچا ابوطالب کے ساتھہ آپ نے شام کی طرف سفر کیا' جب بصری || میں پہونچے ایک نصرانی فقیر نے کہ اُسکا نام ¶ بحیرا تھا آپکو دیکھا اور جو پڑھے کہ کتابوں سے اُسکو

---

† حلیمہ سعدیہ بسبب دودہ پلانے کے آپ کی ما ہیں آپ انکی بہت تعظیم کیا کرتے تھے چنانچہ ایک دفعہ حنین میں آپ کے پاس آئیں آپ اوٹھے اور اپنی چادر اُنکے لیئے بچھائی اور وہ اُسپر بیٹھیں -

‡ ثویبہ ابی لہب کی لونڈی ہیں اور آپ کو اور حضرت حمزہ کو دودہ پلایا ہی اور آپ انکی بھی تعظیم کرتے تھے —

§ اُم ایمن ان کا نام برکہ ہی پہلے عبید حبشی کے نکاح میں تھیں اُس سے ایمن لڑکا پیدا ہوا اسواسطے ام‌ایمن کہنے لگے بعد اُسکے زید بن حارث سے نکاح کیا اور اُن سے اُسامہ پیدا ہوئے اس واسطے ام‌اُسامہ بھی کہتے ہیں اور آپ اُنکو ما کہتے تھے اور ہمیشہ اُن کے گھر جاتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر بھی ان کے گھر زیارت کو جایا کرتے تھے -

|| بصری - کھیلی - شام کے پاس ایک شہر ہی —

¶ بحیرا علماء نصاری میں سے تھا کہ سب چیز چھوڑ کر گوشہ اختیار کیا تھا —

معلوم تھے اُن سے پہچانا ، اور آنحضرت صلی‌الله علیه وسلم کے آگے حاضر ہوکر آپ کا ہاتھہ پکڑا اور کہا کہ " یہہ الله تعالی کا رسول ہی اور خدا تعالی آپکو بھیجیگا تاکہ سب جہان پر رحمت عام ہو ، اور بحیرا نے کہا کہ جب آپ یہاں تشریف لائے ہیں اُس وقت سب درختوں نے اور پتھروں نے آپ کو سجدہ کیا اور نبي کے سوا اور کسي کو پتھر اور درخت سجدہ نہیں کرتے ، اور اپني کتابوں میں آپ کي بہت سي نشانیاں پاتا ہوں ، بعد اس کے ابوطالب سے کہا کہ شام میں یہودي بہت سے ہیں اپ کا وہاں لیجانا مناسب نہیں مبادا آپکو ایذا دیویں ، ابوطالب نے آپ کو اولٹا مکہ میں بھیجدیا - اللهم صل وسلم علی محمد و آل محمد - بعد اُس کے دوسري دفعہ † میسرہ کے ساتھہ آنحضرت صلی‌الله علیه وسلم نے شام کي طرف کوچ فرمایا ، جب کہ شام میں پہونچے ایک نصراني فقیر کے تکیہ کے پاس ایک درخت کي سایہ میں اُترے ، اُس نصراني فقیر نے کہا کہ اس درخت کے نیچے پیغمبر کے سوا اور کوئي نہیں اُترا ، اور میسرہ کہتا تھا کہ دو پہر کے وقت جب گرمي کي شدت ہوتي تھي تو دو فرشتہ آنکو آپ پر سایہ کرتے تھے - اللهم صل وسلم علی محمد و آل محمد - جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم نے اس سفر سے پھر کر حضرت خدیجہ بنت خویلد سے نکاح کیا ، اور اس زمانہ میں آپکا سن شریف پچیس برس کا تھا ، جب کہ آپ پینتیس برس کے ہوئے کعبہ کي عمارات کو درست کیا اور اپنے ہاتھہ سے حجر اسود کو رکھا ، اور جب کہ آپکي عمر چالیس برس کي ہوئي الله تعالی نے آپ کے پاس جبرئیل کو بھیجا اور وحي نازل کي ، اور ساري خلقت پر نبي کیا ، ظہور نبوت کا زمانہ جب کہ قریب آیا تھا تو آپکو تنہائي اور خلوت پسند آتي تھي اور اکثر غار حرا میں کہ اُسکو جبل نور بھي کہتے ہیں تشریف رکھا کرتے تھے ، کہ یکایک غار حرا میں پیر کے دن آٹھویں ‡ ربیع‌الاول کو ایک فرشتہ وحي لیکر آیا اور کہا کہ " اے محمد صلی‌الله علیه وسلم آپ کو خوشخبري ہو کہ میں جبرئیل ہوں اور الله تعالی نے میرے تئیں آپ پاس بھیجا ہی اور تم خدائے تعالی کي ساري خلقت پر رسول ہو ، اور حضرت جبرئیل نے کہا کہ اقراء یعني پڑھو آنحضرت صلی‌الله علیه وسلم نے جواب دیا کہ میں پڑھا نہیں ہوں حضرت جبرئیل نے آپکو بغل میں بھینچا اور پھر کہا کہ اقراء یعني پڑھو آپ نے پھر کہا کہ میں پڑھا نہیں ہوں پھر حضرت جبرئیل نے آپکو بغل میں بھینچا اسي طرح دون دفعہ حال گذرا آخر تیسري دفعہ حضرت جبرئیل نے کہا کہ " اقراء باسم ربک‌الذي خلق خلق الانسان من علق اقراء و

---

† میسرہ حضرت خدیجہ کے غلام ہیں —

‡ صحیح یہہ ہی کہ رمضان میں وحي نازل ہوئي — مصححہ سنہ ۱۸۷۸ع

ربک الاکرم الذي علم بالقلم علم الانسان مالم يعلم" يعني پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے بنایا و بنایا
آدمي کو لہو کي پھٹکي سے' پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم هی جسنے علم سکھایا قلم سے' سکھایا آدمي
کو جو نه جانتا تھا -- آپ نے پڑھا اور سب حقیقت اور ماهیت کائنات اور ماورائے کائنات کھل
گئي' اور بآواز بلند الله تعالی کا حکم پهونچانا اور سب آدمیوں کو سیدھا راسته بتانا شروع کیا'
مکه کے جاهلوں نے آپ کي ایذا دینے کا ارادہ کیا' اور شعب میں آپکو گھیر لیا' کچھه کم
تین برس تک آپ اهل بیت سمیت اُس میں گھرے رهے' بعد اُس کے جناب پیغمبر
خدا صلی الله علیه وسلم اُس میں سے نکلے اور اُس زمانه میں آپکا سن شریف اُننچاس
برس کا تھا' اس کے بعد ابو طالب نے انتقال کیا اور اس حادثه کے تین دن بعد حضرت
خدیجه نے رحلت فرمائي' پھر آپ کي خدمت میں جن حاضر هوئے اور اسلام لائے' جبکه آپکا
سن مبارک اکیاون برس اور نو مهینے کا هوا آپکو معراج هوئي' اور پہلے حضرت کو زمزم
اور مقام ابراهیم سے اوٹھاکر بیت المقدس کو لیگئے اور براق کو حاضر کیا اور جناب پیغمبر
خدا صلی الله علیه وسلم اُسپر سوار هوئے اور آسمانوں کي طرف تشریف لے گئے اور عرش
بریں کو اپني ذات پاک سے منور کیا ( بیت )

رسولے کا سمان را پایه داد * رکابش عرش را پیرایۀ داد

اور وهاں جناب باري اور حبیب رب العالمین میں وہ باتیں هوئیں که دوسرے کو خبر
نهیں اور پانچوں وقت کي نماز فرض هوئي' اور جبکه آپ کا سن مبارک تریپن برس کا
هوا پیر کے دن آٹھویں ربیع الاول کو آپ نے مکه سے مدینه منورہ کي طرف هجرت فرمائي
اور پیر کے دن مدینه منورہ میں داخل هوئے' اور وهاں دس برس تشریف رکھي پھر اس
جهان سے رحلت فرمائي' اور اس عرصه میں لوگوں کي هدایت اور الله تعالی کے احکام
کے رواج دینے کے لیئے ستائیس لڑائیاں لڑے اور کفار ناهنجار کو مغلوب و مرهوب کیا منجمله
اُن کے دس بڑي لڑائیاں ١ بدر ٢ اُحد ٣ خندق ٤ بني قریظه ٥ بني المصطلق

---

١ بدر ایک کنوئیں کا نام هی که اُسکو بدر بن قریش نے کھودا تھا --

٢ احد مدینه منورہ میں ایک پہاڑ هی --

٣ خندق آپ نے مدینه منورہ کے گرد کھودي تھي --

٤ قریظه یہودیوں کي ایک قوم هی --

٥ مصطلق حذیمه بن سعد بن عمر کا لقب هی اور یه گانے میں بہت خوش آواز تھا اسواسطے
اس کا یه لقب هوا --

۶ خیبر ۷ طایف ۸ وادي القری ۹ غابہ ۱۰ بني نضیر ' کي هیں '
اور سواے اس کے قریب پچاس جگہہ کے فوج بهیجي مگر آپ بذات مبارک وهاں
تشریف نہیں لیگئے ' اور هجرت سے دسویں برس حج کو تشریف لیگئے اور لوگوں کو
احکام حج کے سکهلائے اس حج کو حجۃالوداع کہتے هیں کہ اس سے پیچهے حضرت علیہ
الصلواۃ والسلام کو پهر اتفاق حج کا نہیں هوا ' مگر پہلے دو بار حج کیا تها اور چار عمرے
کیئے تهے اور یہہ سب حج اور عمرے ذیقعدہ کے مہینہ میں هوئے تهے *

## اسماء مبارک

اور جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم فرماتے تهے کہ میرا نام محمد هی — اللهم صل
علی محمد و آل محمد — اور احمد بهي هی — اللهم صل علی محمد و آل محمد و بارک
وسلم — اور ماحي بهي هی کہ میرے سبب سے الله تعالی کفر کو عالم سے نیست و نابود
کرتا هی ' اور حاشر بهي هی کہ قیامت میں سب سے پہلے اوٹهونگا ' اور عاقب بهي هی کہ
میرے بعد کوئي نبي نہیں آنیکا ' اور بعضي روایتوں میں آپکا اسم شریف نبي الرحمۃ و نبي
التوبہ و نبي الملحمہ بهي آیا هی — اللهم صل وسلم علی محمد خاتم‌النبیین و سیدالمرسلین —
اور الله تعالی نے آپکو قران مجید میں بشیر اور نذیر اور رؤف اور رحیم اور
رحمۃللعالمین و محمد و احمد و طه و یس و مزمل و مدثر اور عبد جیسے
کہ سبحان‌الذي اسری بعبدہ لیلاً اور عبدالله جیسے کہ انہ لما قام عبدالله یدعوہ اور منذر
جیسے کہ انما انت منذر بهي فرمایا هی اللهم صل علی محمدن‌الذي سمیتہ بشیرا و نذیرا
و خطبتہ رحمۃللعالمین و سراجاً منیرا و محمد و احمد و طه و یس و مزمل و مدثر والعبد
و عبدالله والمنذر الف الف صلوۃ وسلم *

## حلیۂ شریف

اور جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم بہت خوبصورت اور حسین تهے ' اپ کا میانہ
قد تها سرخ و سفید رنگت تهي ' اور آپکا سینہ مبارک چوڑا تها ' اور آپ کے دونوں شانوں میں
تهوڑا سا فاصلہ تها ' اور آپ کے موی مبارک کان کي لو تک پهونچتے تهے ' اور آپ کے سر اور

۶ خیبر مدینہ منورہ کے پاس مشہور ایک قلعہ هی —
۷ طایف شہروں کا نام هی —
۸ وادي القری ایک جنگل کا نام هی —
۹ غابہ حجاز میں ایک جگہہ —
۱۰ نضیر یهودیوں کي ایک قوم هي —

داڑھي ميں كل بيس بال سفيد تھے اور آپكا چہرہ مبارک چودھويں تاريخ کے چاند سے
بھي سوا روشن تھا اور آپكا بدن متوسط تھا نہ بہت موٹا نہ بہت دبلا ' اگر جناب پيغمبر
خدا صلى الله عليه وسلم چپ رہتے تو بہت ہيبت اور شان و شوکت معلوم ہوتي تھي
اور اگر آپ بات کہتے تو لطافت اور نازکي ظاہر ہوتي تھي ' اگر کوئي آپ کو دور سے ديکھتا
تو کمال حسن و جمال نظر آتا اور اگر پاس سے ديکھتا تھا تو ملاحت اور شيريني معلوم
ہوتي تھي آپ کي باتيں بہت ميٹھي ميٹھي تھيں ' اور آپ کشادہ پيشاني تھے ' اور باريک
اور لمبي بھويں تھيں اور دونوں بھووں ميں کچھہ فاصلہ بھي تھا ' اونچي بہت خوبصورت
ناک تھي ' دہانہ کشادہ تھا پر بہت خوبصورت ' دانت بہت روشن اور صاف موتي سے بہتر '
اور آپ کے شانوں کے بيچ ميں مہر نبوت تھي ' اور اُس ميں سے يہہ الفاظ پڑھے جاتے تھے
" لا اله الا الله محمد رسول الله " اور جن لوگوں نے کہ آپ کو ديکھا تھا وہ کہا کرتے تھے کہ ہمنے
کبھي پہلے اور نہ پيچھے ايسا کوئي شخص حسن و جمال ميں نہيں ديکھا ' اور آپ بہت
وسيع الاخلاق تھے کسي پر خفا نہوتے تھے ' اور اپني ذات کے ليئے کسي سے بدلا نہ ليتے تھے '
مگر جو شخص کہ الله تعالى کي نافرماني کرتا تھا اُس سے بدلا صرف خالصاً لله ليتے
تھے ' اور جب کہ آپ خفا ہوتے تھے تو کسي شخص کو آپ کي خفگي اوٹھانيکي طاقت نہ
تھي ' اور آپ حد سے زايد اور سب سے زيادہ شجاع اور سخي تھے ' جس شخص نے جو چيز
مانگي اُسيوقت آپ نے دے دي اور کبھي نہيں کہا کہ ميں نہيں ديتا ' اور رات کو آپ کے
گھر ميں ايک کوڑي بھي نرہتي تھي ' اور اگر اتفاق سے رہ جاتي تھي تو جب تک وہ خرچ
نہوتي آپ دولتخانہ ميں تشريف نہ لاتے تھے ' اور بيت المال سے آپ جو چيز کہ سستي
سے سستي ہوتي تھي جيسے کھجور اُس ميں سے ايک برس کي خوراک کے موافق
اپنے اہل بيت کے واسطے ليتے تھے ' اور باقي سب لوگوں کو بانٹ ديتے تھے ' اور اپنے حصہ
ميں سے بھي مسافروں اور فقيروں کو بہت عنايت کيا کرتے تھے يہاں تک کہ اکثر پورا
برس نہونے پاتا تھا کہ آپ کے پاس کھانا ہوچکتا تھا اور قرض کي حاجت ہوتي تھي ' اور
آپ بہت سچي بات فرمايا کرتے تھے ' اور جس سے جو اقرار کرتے تھے اُسکو بيشک پورا
کرتے تھے اور آپ بہت باحيا تھے آپ کي نگاہ ہميشہ نيچي رہتي تھي اور ديکھتے تو
کن انکھيوں سے ديکھتے اور حضرت کا حلم اور تواضع بھي حد سے زيادہ تھا جو شخص غريب
امير آزاد آپ کي دعوت کرتا تھا اُسکو قبول کرليتے تھے اور سب خلق خدا پر حد سے زايد
شفيق تھے ' بلي کے پاني پينے کے ليئے برتن کو جھکا ديتے تھے اور جب تک کہ وہ خوب
نہ پي ليتي تھي اُس برتن کو نہ ہٹاتے تھے ' اور حضرت بہت پاکيزہ طبيعت کے تھے کچھہ

هوا اور حرص آپ کے دل میں نہ تھی ' اور جو شخص کہ آپ کو پہلے پہل دیکھتا تھا اُس کے دل میں رعب بیٹھہ جاتا تھا ' اور جو شخص کہ ہمیشہ آپ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا اُسکو آپ سے نہایت محبت اور عشق ہوجاتا تھا *

## بیان سیر جمیلة

آپ اپنے یاروں کو بہت دوست اور معزز رکھتے تھے' اُن کے سامنے کبھی پاؤں تک نہ پھیلاتے تھے ' اگر آدمیوں کی کثرت سے جگہہ تنگ ہوجاتی تھی تو آپ اُن کے لیئے جگہہ کشادہ کردیتے تھے' اور آپ کے یار بھی آپ پر دل و جان سے تصدق و فدا اور پروانہ کی طرح اپنی جان دینے کو حاضر تھے ' اگر آپ کوئی بات ارشاد کرتے تھے تو خاموش اُسکو سنتے تھے ' اور اگر کچھہ فرماتے تھے تو اُسکو جلد بجا لاتے تھے' اور جس سے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ملاقات کرتے تھے پہلے آپ ہی سلام علیک کرتے تھے' اور زیبایش و تجمل سے اپنے یاروں کی ملاقات فرمایا کرتے تھے' یعنی کپڑے پہن تے اور ریش مبارک میں کنگھی کرتے' اور اپنے یاروں کی خیروعافیت پوچھتے رہتے تھے ' اگر کوئی بیمار ہوتا تھا اُس کی خبر لینے کو تشریف لیجایا کرتے تھے' اور جو سفر کو جاتا تھا اُسکو دعا دیتے تھے' اور جو مرجاتا تھا اُسکے لیئے انا للہ و انا الیہ راجعون فرماتے تھے ' اور قوم کے شریفوں کی بہت دلجوئی فرماتے تھے' اور اہل فضل و کمال کو بہت عزیز رکھتے تھے ' اور سب سے خندہ پیشانی ملا کرتے تھے' اور ہر عذر خواہ کا عذر قبول کرلیتے تھے — اللہم صل علی صاحب السیر الجمیلة صلواة کماھو اھلہ — حضرت † انس رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میںنے دس برس جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ' خدا کی قسم جتنی خدمت کہ میںنے سفر و حضر میں آپ کی کی ھی اُس سے زاید آپ نے میری خدمت کی ھی ' اور کبھی میرے تئیں اُف تک نہیں کہا ' اور جو کام کہ میں کرتا تھا کبھی نہ فرماتے تھے کہ یہہ کیوں کیا اور جو نکرتا تھا اُسکو بھی کبھی نفرماتے تھے کہ کیوں نہ کیا' ایک دفعہ سفر میں آپنے گوسفند پکانے کے لیئے ارشاد کیا ایک شخص نے کہا کہ اِسکو ذبح میں کروں گا ' دوسرے نے کہا کہ اسکو پاک

---

† انس بن مالک — آپکی کنیت ابو حمزة اور آپکی ماں کا نام سلیمة تھا دس برس کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں حاضر ہوئے اور تنانوے برس کے ہوکر بصرة میں مرے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو دعا دی تھی کہ تمہارے پاس بہت سا پیسا اور بہت سی اولاد ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے انصاریوں میں سب سے مالدار رہے اور اٹھتر بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں اور آپکے جیتے جی پوتوں سمیت سو آدمی ہوگئے تھے *

میں کرونگا، تیسرے نے کہا کہ اسکو میں پکاؤنگا، جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لکڑیاں میں چن لاؤنگا، سب نے عرض کیا کہ یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہہ کام بھی ہم کرلینگے، آپ نے فرمایا کہ میں یہہ بات جانتا ہوں کہ یہہ کام بھی تم کرلوگے مگر میں یہہ بات نہیں چاہتا کہ تمسے اپنے تئیں بڑا بنائے رکھوں، کہ اللہ تعالی اپنے بندہ سے اس بات کو برا جانتا ہی کہ اپنے یاروں میں اپنی بڑائی چاہے، اور جبکہ آپ کسی مجلس میں جاتے تھے تو جہاں جگہہ ہوتی تھی وہیں بیٹھہ جاتے تھے، یہہ ارادہ نکرتے تھے کہ سب سے اوپر جاکر بیٹھوں، اور جو شخص کہ آپ کے پاس حاضر ہوتے تھے، اُس پر ایسی نظر عنایت اور التفات فرماتے تھے کہ وہ شخص یہی بات جانتا تھا کہ مجھہ سے سوا اور کسی پر اتنی عنایت نہیں، اور فقیروں کو بہت چاہتے، اور اُن میں بہت بیٹھا کرتے، اور اُن کے جنازہ کے ساتھہ جاتے، اور مہمان کی بہت خاطر داری کرتے، اور اپنا کام اپنے ہاتھہ سے کرتے، اور نماز پڑھنے میں یہہ رقت و بکا غالب ہوتی کہ آپ کے سینہ مبارک سے آواز ہنڈیا کے پکنے کی سی آتی، اور آپ روزہ بہت رکھا کرتے، اور آپ جب سوتے تو آپ کا دل جاگتا رہتا، اور جو کوئی کچھہ کہتا تو سن لیتے، اور آپ صدقہ کے مال کو نہ کھاتے، اور جو کوئی تحفہ لاتا تو لے لیتے، اور اُس سے بہت سلوک کرتے، اور خدا تعالی نے آپ کو سارے جہاں کے خزانوں کی کنجیاں عنایت کیں پر آپ نے نہ لیں اور آخرت ہی کی نعمتیں اختیار کیں، اور آپ تین انگلیوں سے † کھانا نوش فرمایا کرتے تھے، اور آپ نے جو کی روٹی چھوہارے سے اور خربوزہ کو کھجور سے تناول فرمایا ہی، اور سرکہ اور روٹی کھاکر آپ نے فرمایا ہی کہ روٹی کے ساتھہ کھانے کو سب سے بہتر سرکہ ہی، اور آپ کو شہد اور مٹھاس بہت بھاتی تھی، اور آپ بیٹھہ کر تین دم میں پانی پیتے تھے، ایک دفعہ آپ نے دودہ نوش فرمایا اور ارشاد کیا کہ اگر کوئی کھانے کی چیز کھاوے تو کہے — اللہم ارزقنا خیراً منہ — اور جب کہ دودہ پیئے تو کہے کہ — اللہم بارک لنا فیہ وزدنا منہ — اور فرمایا کہ دودہ کے سوا ایسی اور کوئی چیز نہیں کہ کھانے پینے دونوں چیزوں کو کفایت کرے اور آپ پشمینے کی پوشاک پہنتے تھے لیکن کچھہ تکلف نفرماتے تھے، اور آپ کے نزدیک کُرتہ سب سے اچھی پوشاک تھی، اور جبکہ آپ کوئی نیا کپڑا پہنتے تھے تو فرماتے تھے — اللہم لک الحمد کما البستنہ واسئلک خیرہ وخیر ماصنع لہ — اور سبز پوشاک سے بہت خوش ہوتے تھے، اور عمامہ باندھتے تھے، اور اسکا ایک سرا شملہ کی طور پر دونوں شانوں کے بیچ

† یعنی انگوٹھا اور کلمہ کی اُنگلی اور بیچ کی انگلی سے

میں لٹکا دیتے تھے' اور آپ کبھی دھائیں ہات کی چھنگلیا میں اور کبھی بائیں ہاتھہ کی چھنگلیا میں چاندی کی انگوٹھی پہن تے تھے کہ اُسپر " محمد رسول الله " کھدا ہوا تھا' اور آپ خوشبو سے بہت رغبت اور بدبو سے کمال نفرت رکھتے تھے' اور غالیہ اور مشک اور عود اور کافور کو استعمال کرتے تھے' اور آئینہ بھی دیکھا کرتے تھے' اور آپ تین دفعہ دائیں آنکہہ میں اور دو دفعہ بائیں آنکھہ میں سرمہ لگایا کرتے تھے' اور سفر میں آپ کے پاس ہمیشہ تیل اور سرمہ اور ائینہ اور کنگھی اور قینچی اور مسواک اور سوئی تاگا رھتا تھا' اور آپ کبھی کبھی مزاح بھی فرماتے تھے مگر اُس میں جو بات کہ ارشاد ہوتی تھی وہ سب سچ ھی ہوتی تھی' جیسے کہ ایک دفعہ جناب پیغمبر خدا صلی الله علیہ وسلم سے ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے تئیں اونٹ پر سوار کردو' آپ نے فرمایا کہ تیرے تئیں اونٹنی کے بچے پر سوار کرینگے' اُس شخص نے عرض کیا کہ مجھے بچہ اوٹھا نہ سکیگا' جناب پیغمبر خدا صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹ بھی اونٹنی ھی کا بچہ ہوتا ھی *

اسی طرح ایک عورت نے جناب پیغمبر خدا صلی الله علیہ وسلم سے عرض کیا' کہ یا رسول خدا صلی الله علیہ وسلم میرا خاوند بیمار ھی اور آپ کو بلاتا ھی' آپ نے فرمایا کہ تیرا خاوند وھی ھی کہ جسکی آنکہہ میں سفیدی ھی' جناب پیغمبر خدا صلی الله علیہ وسلم کو اُس سفیدی سے وہ سفیدی مقصود تھی جو سب کی انکھہ میں ہوتی ھی' مگر وہ عورت پہلی سمجھی اور جاکر اپنے خاوند کی آنکہہ کو چیر کر دیکھا' اُسکے خاوند نے کہا کہ تجھے کیا ہوگیا ھی کہ تو میری انکہہ کو چیرتی ھی اُس نے جواب دیا کہ جناب پیغمبر خدا صلی الله علیہ وسلم نے مجھہ سے فرمایا ھی کہ تیرے خاوند کی آنکہہ میں سفیدی ھی' اُس نے کہا کہ کوئی شخص ایسا نہیں ھی کہ اُسکی آنکہہ میں سفیدی نہو' اور جناب پیغمبر خدا صلی الله علیہ وسلم نے سب سے پہلے خدیجہ بنت خویلد سے نکاح کیا اور بعد اُس کے † سودہ بنت زمعہ اور پھر ‡ حضرت عایشہ صدیقہ اور § حفصہ بنت

---

† سودہ نے شوال کے مہینے سنہ ۵۵ ھجری میں معاویہ کے زمانہ میں انتقال فرمایا *

‡ عایشہ بنت ابوبکر صدیق رضی الله عنہ - اِنکی عمر چھہ برس کی تھی جب آپ نے نکاح کیا اور جب آپ نے انتقال فرمایا تب حضرت عایشہ اٹھارہ برس کی تھیں اور حضرت عایشہ نے سترویں رمضان سنہ ۵۸ ھجری میں انتقال فرمایا اور انکی کنیت ام عبدالله ھی *

§ حفصہ بنت عمر فاروق رضی الله عنہ نے اکتالیسویں برس ھجرت میں انتقال فرمایا *

عمر فاروق اور † أم حبیبه بنت ابی سفیان اور ‡ أم سلمه اور § زینب بنت جحش اور || جویریه بنت حارث اور صفیه که وه حضرت هارون پیغمبر علیه‌السلام کي اولاد سے تهیں اور میمونه اور زینب بنت خزیمه هے ' اور آپ کي اولاد میں سے حضرت قاسم تهے اور انهي کے نام سے آپ کي کنیت تهي اور اسي واسطے آپ کو ابوالقاسم کهتے تهے ' اور عبدالله که طیب اور طاهر انهیں کا لقب تها ' اور زینب اور رقیه اور ام‌کلثوم اور فاطمه ' اور اُن صاحب زادوں نے نبوت سے پہلے انتقال فرمایا اور صاحب زادیوں نے نبوت کے بعد ' اور یهه سب صاحبزادے اور صاحبزادیاں حضرت خدیجه سے تهیں ' بعد اس کے ابراهیم ساریه قبطیه سے مدینه میں پیدا هوئے اور ستر دن کے هوکر مرگئے ' اور حضرت کي سب اولاد آپ کے روبرو رحلت کرچکي تهي مگر فاطمه علیهما السلام باقي تهیں بعد چهه مهینے کے اُنهوں نے رحلت فرمائي ' پهوپهیاں اور چچا حضرت کے ستره تهے ' اُن میں سے صرف تین هي اسلام لائے ¶ حضرت عباس اور * حمزه اور صفیه اور حارث اور زبیر اور قثم اور ابوطالب عمران اور عبدالکعبه اور حجل اور ضرار — عیداق — ابولهب چچوں میں سے اور عاتکه اور اروی و أم‌حکم اور بره و امیمه پهوپهیوں میں سے ایمان نهیں لائیں — اور حضرت کے خادم بهت تهے اُن میں سے انس اور عبدالله بن مسعود اور بلال هیں اور ذومخمر بهانجا نجاشي کا

---

† ام حبیبه بنت ابي سفیان — جب انحضرت صلی‌الله علیه وسلم نے ان سے نکاح کیا هی تو یهه حبشه میں تهیں اور نجاشي حبشه کے بادشاه نے چار سو دینار آنحضرت صلعم کي طرف سے مهر دیا اور هجرت سے چوالیسویں برس انتقال فرمایا *

‡ ام سلمه نے رمضان میں باسٹهویں برس انتقال فرمایا هی اور سب ازواج مطهرات سے پیچهے انهوں نے وفات پائي هی اور بعض میمونه کو کهتے هیں *

§ زینب بنت جحش نے حضرت عمر کي خلافت میں هجرت سے بیسویں یا اکیسویں برس مدینه‌منوره میں انتقال فرمایا اور سب ازواج سے پہلے آپ نے هي انتقال فرمایا اور آپ هي سے گهواره میں اُٹهانے کي رسم نکلي *

|| جویریه بنت حارث بني مصطلق کي لڑائي میں پکڑي گئیں اور ثابت بن‌قیس کے حصه میں آئیں اُس نے اُنکو مکاتب کردیا اُنهوں نے پیغمبر خدا سے کچهه روپیه مانگا آپنے کہا هم تم سے نکاح کرینگے وه راضي هوئیں اور چهپیسویں برس میں هجرت سے انتقال فرمایا *

¶ عباس — مکه کي فتح سے پہلے مسلمان هوئے اور حضرت عثمان کي خلافت میں انتقال فرمایا *

* حمزه — هجرت سے پہلے مسلمان هوئے اور شوال کے مهینے میں جنگ احد میں شهید هوئے *

بکا خادم تھا اور ایلچی آپ کے جنکو بادشاھوں کے پاس بھیجا تھا بہت تھے عمرو بن اُمیہ
و نجاشی حبشہ کے بادشاہ کے پاس بھیجا اور وہ ایمان بھی لایا اور وحیہ کلبی کو اول روم
ہ بادشاہ پاس بھیجا وہ بھی ایمان پر مستعد ہوا تھا پر اُس کی قوم نے نہ مانا اُن کے ڈر
ے وہ ایمان نہ لایا عبداللہ بن حذافہ کو خسرو فارس کے بادشاہ کے پاس بھیجا تھا اُس
مردود نے حضرت کے نامہ مبارک کو چاک کرڈالا حضرت نے اُس کے حق میں بد دعا
ی کہ وہ ھلاک ھوا — [ بیت ]

درید آن نامہ گردن شکن را * نہ نامہ بلکہ نام خویشتن را

ء بن خضرمی کو بحرین کے بادشاہ کے پاس بھیجا او ر وہ ایمان بھی لایا اور لکھنے والے
حضرت کی سرکار میں بہت تھے چاروں خلیفہ اور عبداللہ بن ارقم و ابی بن کعب و
ابت بن قیس و زید بن ثابت و معاویہ اور آپکے بہت سے اصحاب تھے *

## صحابۂ کرام

مگر وہ اصحاب کہ جن پر بہت عنایت تھی اور آپ کے خاص الخاص تھے وہ یہہ ھیں
ابوبکرصدیق ۲ عمر فاروق ۳ عثمان غنی ۴ علی مرتضی ۵ حمزہ ۶ جعفر ۷ ابوذر
۸ مقداد ۹ سلمان ۱۰ حذیفہ ۱۱ عبداللہ بن مسعود ۱۲ عمار ۱۳ بلال *

## عشرۂ مبشرہ

اور جو لوگ کہ عشرہ مبشرہ ھیں اور اُنکو بہشت میں جانے کی خوشخبری دی
ی وہ یہہ ھیں ۱ ابوبکر صدیق ۲ عمر فاروق ۳ عثمان غنی ۴ علی مرتضی ۵ سعد
ن ابی وقاص ۶ زبیر بن العوام ۷ عبدالرحمن بن عوف ۸ طلحہ بن عبداللہ ۹ عبیدہ
ن جراح ۱۰ سعد بن زید *

## دواب

اور حضرت کی سرکار میں دس گھوڑے اور بیس اونٹنیاں دودہ دینے والی اور سو
بکریاں تھیں *

## ھتیار

اور تین تلواریں اور چار کمانیں اور ایک ترکش اور ایک سپر اور دو زرہ اور ایک خود
۱ اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ھزارھا معجزات ظھور میں آئے ھیں *

اور جو معجزے کہ سب نبیوں میں تھے وہ آپ کی ذات با برکات سے ظاہر ہوتے تھے اُن کا احاطہ ممکن نہیں مگر تیمناً و تبرکاً چند معجزات بیان کیئے جاتے ہیں *

## معجزات

سب سے بڑا معجزہ کلام اللہ ہی کہ کیسا ہی عالم فاضل فصیح بلیغ ہو اُسکی چھوٹی سی چھوٹی ایک سورۃ کے برابر نہیں کہہ سکتا ' اور باوجودیکہ آپ کچھہ پڑھے نہ تھے اُن باتوں کی جو ہوچکیں اور ہونگی خبر دی اور سب سچ ہی' اور آپکی انگلی کے اشارہ سے شق القمر ہوا کہ کسی نبی سے ایسا معجزہ ظہور میں نہیں آیا ' اور ایک دفعہ آپنے بکری کے چھوٹے سے بچے کے پیٹھ پر ہاتھہ پھیرا اور باوجودیکہ وہ بچہ تھی مگر فی الفور اُسنے دودھ دیا ' اور آپنے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دعا دی تھی کہ اُن کے سبب اسلام کو رونق ہو اُسی طرح ہوا کہ اُن کی خلافت میں جتنی رونق اسلام اور فتح بلاد ہوئی کسی خلیفہ کے وقت میں ایسا نہوا ' اور ایک دفعہ قتادہ بن النعمان کی آنکھہ میں زخم لگا اور آنکھہ نکل کر پانی سی بہہ گئی آپنے اپنے دست مبارک سے اُسی کو لیکر آنکھہ میں رکھدیا آنکھہ اچھی خاصی دوسری آنکھہ سے بھی اچھی ہوگئی' اور ایک دفعہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو مسلمان ہونے کے لیئے کہا اُس نے کہا کہ کوئی گواہ لاؤ آپ نے فرمایا کہ یہہ درخت گواہ ہی اور درخت کو کہا کہ آگے آؤ وہ درخت آگے آیا اور تین دفعہ بآواز بلند گواہی دیکر جہاں کا تہا وہیں چلا گیا ' اور جس رات کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ہوئی اُس رات جتنے درخت اور پتھر وغیرہ تھے سب نے بآواز کہا تھا کہ السلام علیکم یا رسول اللہ ' اور ایک دفعہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرنی نے عرض کیا کہ میرے تئیں قید سے چھوڑا دو میرے دو بچے ہیں اُن کو دودھ پلاکر پھر آجاؤنگی آپنے اُس کو چھوڑ وا دیا اور اُس نے آدمیوں کی طرح اشہدان لاالہ الااللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ پڑھا ' اور ایک دفعہ ایک شخص ایمان لایا اور پھر کمبخت مرتد ہوکر پھر گیا اور کافروں سے جا ملا بعد اُس کے مرگیا جب کہ آپ کو اُس کے مرنے کی خبر پہونچی آپ نے فرمایا کہ زمین اُس کو قبول نہ کریگی اسی طرح ہوا کہ جب اُسکو دفن کرتے تھے زمین اُگل دیتی تھی' اور ایک دفعہ حضرت کی اُنگلیوں سے ایسا پانی جاری ہوا کہ اُس سے چودہ سو آدمیوں نے پیا اور وضو کیا ' یہہ معجزہ کئی بار ہوا ہی' اور جبکہ مکہ کی فتح ہوئی تھی اور آپ مسجدالحرام میں داخل ہوئے ہیں تو کعبہ کے گرداگرد بت لٹکتے تھے آپ کے دست مبارک میں ایک چھوٹی سی چھڑی تھی اُس سے آپ اشارہ کرکے فرماتے تھے

که " جاءالحق و ذهق الباطل " وه بت آپ سے آپ گرپڑتے تھے' اور اسی طرح هزارها اعجاز هیں که اُن کا حد و حصر ممکن نهیں *

## حجةالوداع

هجرت سے دسویں برس جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم نے آپ حج کرنے کا اراده کیا اور سب لوگوں کو خبر پهونچائی که رسول خدا صلی الله علیه وسلم حج کو تشریف لیجاتے هیں' یهه خبر سنکے هزاروں آدمی مدینه میں جمع هوئے اور اس سفر میں اس قدر آدمی جمع هوگئے تھے که حد اور شمار سے باهر تھے ' جهاں تک نگاه جاتی تهی آدمی هی آدمی دکهائی دیتے تھے' اور اس حج کا نام" حجةالوداع " هی اسواسطے که جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم اس سفر میں سب لوگوں سے سفر آخرت کے لیئے رخصت هوئے هیں' اور فرمایا هی که مجهه سے اپنے طریق اور راهیں سیکهه لو شاید میں اگلے برس حج میں نهوں اور جیتا نه رهوں' غرض که ذیقعده کی پچیسویں کو آپ نے غسل فرمایا اور کنگهی کی اور تیل ڈالا اور خوشبو لگائی اور احرام کے کپڑے پهن کر دولت خانه سے باهر نکلے اور مدینه منوره میں ظهر کی نماز پڑهی اُس کے بعد ذی الحلیفه میں پهونچے اور عصر کی نماز قصر کرکے پڑهی اور احرام باندهکے لبیک فرمایا اور اپنی اُونٹنی پر که قصوا اُس کا نام تها سوار هوئے اور منزلوں کو طے کرکے ذی الحجه کی چوتهی تاریخ صبح کے وقت اتوار کے دن مکه معظمه میں داخل هوئے - اللهم صل علی محمد و آل محمد - جبکه آپ مکه معظمه کے پاس پهونچے آپ نے تین دفعه جلدی جلدی طواف کیا اور چار دفعه آهسته آهسته طواف کیا ' اور جب که آپ حجرالاسود کے پاس پهونچتے تهے اُس وقت بوسه دیتے تهے اور کبهی پیشانی رکهتے تهے اور بعد اُسکے بوسه دیتے تهے اور فرماتے تهے که " بسم الله والله اکبر " بعد اُسکے آپ کوه صفا پر تشریف لے گئے اور یهه آیة پڑهی که " ان الصفا والمروة من شعائرالله " اور اُس جنگل میں آپ سوار هوکر پهرتے تهے' بعد اس کے آپنے حکم کیا که جو لوگ هدیه اپنے ساتهه نهیں لائے هیں وه حج کی نیت موقوف کریں صرف عمرة تمام کریں اور احرام سے نکل آویں ' جب که ترویه کا دن یعنی ذی الحجه کی آتهویں تاریخ هوئی تو آپ منا کی طرف متوجهه هوئے اور وهاں ظهر اور عصر اور مغرب اور عشا کی نماز پڑهی اور رات کو رهے اور صبح کی نماز پڑه کر جب آفتاب نکلا تو عرفات کی طرف روانه هوئے' اور جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم کے پهونچنے سے پهلے نمیره کے جنگل میں که عرفات کے پاس هی خیمه کهڑا کیا تها آپ وهاں آنکر اُترے اور جب دوپهر ڈهل چکی

نماز ظہر اور عصر کي جماعت کے ساتھہ پڑھي اور موقف کی طرف کہ عرفات کے میدان میں هی چلے اور وهاں دعا اور کلمہ کہتے تھے یہاں تک کہ شام هوگئي' پھر مزدلفہ کي طرف تشریف لیگئے اور رات کو رهے اور صبح کي نماز پڑہ کے دن نکلتے تک مشعرالحرام میں ٹھہرے' اور بعد اس کے جمرةالعقبہ میں سات کنکریاں پھینک کر منا کي طرف روانہ هوئے' اور ایام تشریق † میں بھي سات سات کنکریاں پھینکتے رهے' اور بقرعید کے دن اول وقت قرباني کرکے کعبہ کے طواف کو روانہ هوئے' اور سات دفعہ کعبہ کے گرد پھر کر طواف کیا ' بعد اس کے سقایہ میں آئے اور وهاں آب زمزم پیا ' اور منا کي طرف تشریف لیگئے' اور تشریق کے تیسرے دن کوچ کیا ' اور محصب میں پہونچ کر لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا ' بعد اسکے مدینہ منورہ میں داخل هوئے' اور اسي حج کے دنوں میں آیة " الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتي" اور اس سے پہلے" سورہ اذاجاء نصرالله " نازل هوئي تھي اور آنحضرت صلی الله علیہ وسلم کو سفر آخرت کي خبر دي تھي' اسواسطے جناب پیغمبر خدا صلی الله علیہ وسلم نے بعضے صحابہ سے انتقال کے دن قریب هونے کا حال فرمایا تھا ' اور جناب فاطمہ علیهاالسلام سے بھي فرمایا تھا کہ میرے تئیں مرنے کي خبر دي هی حضرت فاطمہ رونے لگیں جناب پیغمبر خدا صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب اهل بیت سے پہلے همسے ملوگي' بعد اس کے آنحضرت نے کئي دفعہ رات کو شهداے بقیع کے لیئے دعا کي' جبکہ وهاں سے مراجعت کي اور حضرت عایشہ رضي الله عنها کے گھر میں تشریف لائے آپ کے تئیں درد سر شروع هوا اور دن بدن شدت هونے لگي یہاں تک کہ وقت انتقال قریب آیا اور بموجب حکم باریتعالی کے ملک الموت ایک اعرابي کي صورت میں در دولت پر حاضر هوا اور اندر آنے کي اجازت چاهي حضرت فاطمہ علیهاالسلام نے جواب دیا کہ اس وقت جناب پیغمبر خدا صلی الله علیہ وسلم کو مرض کي شدت هی ملاقات کا وقت نہیں' پھر دوبارہ اندر آنے کي اجازت چاهي پھر وهي جواب سنا ' تیسري دفعہ چلاکر کہا کہ سب لوگ اُس آواز سے حیران هوگئے اور جناب پیغمبر خدا صلی الله علیہ وسلم کي آنکھہ کھل گئي' آپ نے پوچھا کہ کیا حال هی جو حال تھا سب نے عرض کیا ' جناب رسالت مآب صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہ یہہ ملک الموت هی' جناب فاطمہ زهرہ نے جو یہہ بات سني رونے لگیں' آپ نے فرمایا کہ اے میري بیٹي مت رو کہ تیرے رونے پر عرش روتا هی' اور اپنے هاتھہ سے حضرت فاطمہ کے آنسو پونچھے اور تسلي کي اور دعا دي کہ الله تعالی میري جدائي میں اُس کو صبر دے ' اور حضرت فاطمہ علیهاالسلام سے فرمایا کہ اپنے بیٹوں کو میرے پاس لا جناب

† تشریق سے یعني ذي الحجہ کي گیارهویں بارهویں تیرهویں تاریخ سے

حسن و حسین علیہما السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے، وہ دونوں صاحب آپکو اس حال میں دیکھہ کر رونے لگے، اُن کے رونے کی آواز سنکر جتنے لوگ گھر میں تھے سب رونے لگے، جب سب کے رونے کی آواز آپ کے کان میں پہونچی آپ بھی رونے لگے، سکرات موت نے شدت کی کہ آپ کا رنگ مبارک متغیر ہوتا جاتا تھا، اور آپ کے پاس ایک پانی کا پیالہ بھرا ہوا دھرا تھا، آپ اُسمیں ہاتھہ ڈالتے تھے اور روے مبارک پر ملتے تھے اور فرماتے تھے "اللہم اعني علی سکرات الموت" جب ملک الموت نے اجازت قبض روح مبارک کی چاہی آپ نے فرمایا کہ ذرا صبر کرو جبرئیل آجاوے، اتنے میں حضرت جبرئیل آئے آپ نے فرمایا کہ اے دوست اس وقت میں میرے تئیں اکیلا چھوڑتا ہی، حضرت جبرئیل نے کہا کہ آپکو خوشی ہو کہ اللہ تعالی نے مالک دوزخ کو حکم دیا ہی کہ میرے پیارے دوست کی روح پاک آسمان پر آویگی دوزخ کی آنچ کو بالکل بُجھادے، اور حوروں کو حکم دیا ہی کہ اپنے تئیں آراستہ کریں، اور فرشتوں کو فرمایا ہی کہ اُٹھہ کر صف بصف کھڑے ہوں کہ روح پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم آتی ہی، اور مجھکو حکم دیا ہی کہ زمین پر جاکر میرے دوست سے کہو، کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ جب تک تو اور تیری اُمت بہشت میں نہ داخل ہو لینگے اُس وقت تک سب نبیوں اور اُمتوں پر بہشت حرام ہی، اور قیامت کے دن تیری اُمت کو اتنا بخشونگا کہ تو راضی ہو جاوے، یہہ بات سنکر آپ نے ملک الموت کو فرمایا کہ جس کام کو آیا ہی وہ کام کر ملک الموت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک قبض کی اور اعلی علیین میں لیگیا، اور کہا کہ یا محمدا یا رسول رب العالمین — اللہم صل علی محمد و آل محمد — اس واقعہ جانکاہ کے بعد جو لوگ حاضر تھے اُنہوں نے یا کسی فرشتہ نے آپ کے اوپر حبرہ کہ ایک قسم کی چادر ہی اُڑھائی، اور جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام اور حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور جو مقرب تھے حالت بیقراری میں گریہ و زاری کرتے تھے، اور سب صحابہ پر وہ حال بیطاقتی اور بیہوشی کا تھا کہ بعضوں نے حضرت کی موت کا انکار کیا، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خاموش گنگ ہوگئے، اور جناب علی علیہ السلام بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے، اور سب صحابہ کا اسیطرح برا حال ہوا، مگر حضرت عباس آپ کے چچا اور حضرت ابوبکر صدیق نے بہت استقلال اور دل ضبط کیا، اتنے میں حضرت خضر علی نبینا و علیہ الصلواۃ والسلام نے حجرۂ مبارک میں سے آواز دی کہ آپ کو غسل دو، اور حضرت خضر علی نبینا و علیہ الصلواۃ والسلام نے سب صحابہ کو کہ اُس غم اور الم میں کہ کوئی اُن کا شریک نہ تھا تسلی دی اور ان الفاظ سے تعزیت کی" ان اللہ فی عزاءٍ من کل مصیبۃ و خلفاً من کل ہالک و درکاً من کل فایت فباللہ فاتقوا و الیہ فارجعوا

فان المصائب من حرم الثواب " یعني الله تعالی کے پاس ہر مصیبت کے واسطے دلاسا ہی اور ہر مرنے والے کا عوض ہی اور ہر جانے والي چیز کا بدلا ہی پھر الله پر اعتماد کرو اور اُس کي طرف رجوع کرو کہ حقیقت میں مصیبت زدہ وہ ہی جو ثواب سے محروم رہے' بعد اس کے آنحضرت صلی الله علیه وسلم کو حضرت علي اور حضرت عباس اور فضل وقثم حضرت عباس کے بیٹے اور شقران جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم کے غلام اور اسامہ نے کپڑوں سمیت غسل دیا ' اور اَوس انصاري بهي حضرت کے نہلانے اور دهلانے میں حاضر ہوئے' اور حضرت علي نے آپ کے پیٹ پر ہاتھ رکھا کہ شکم سے کچھ نہ نکلا آپنے کہا کہ " صلی الله علیک فقد طبت حیاً و میتا " یعني رحمت خدا کي تمپر ہو کہ پاک ہو تم جیتے اور مرے' اور آپکے تئیں تین چادروں میں تکفین کیا ' اور ہر شخص نے الگ الگ نماز پڑھي کوئي امام آپ کے جنازے پر نہیں ہوا ' اور جناب عایشہ صدیقہ کے گهر میں آپ کي قبر شریف بطور بغلي کے کهدي ' اور قبر میں قطیفہ کا فرش ہوا اور اُس میں مدفون کیا *

نظم

گریبان زمین شد ناگہان چاک * برآمد ہمچو جان در قالب خاک
مگر شخص زمین لب تشنہ مے مرد * کہ آب زندگاني را فرو برد

---

اللہم صل علی روح النبي المطہر * شفیع الوری في یوم بعث و محشر
بشیر نذیر سید القوم جملة * رسول کریم خیر ذات و جوہر
و ما مثلہ في الناس من صلب آدم * بخلق عظیم ثم ذات معطر
اذا نارنورک في خلق آدم * خیر الملائکة جماة مکبر
اذالاح بالانوار وجہ محمد * فلم یبق نور ماالنجم منور
سقي معشرالابرار من حوض کوثر * شرابا طہورا خالیاً عن مکدر
علیک صلواة الله یا سید الوری * علیک سلام الله یا خیر منظر

فقیر حقیر سید احمد حسیني الحسني المخاطب بجوادالدولہ سید احمد خان بہادر عارف جنگ نے اس رسالہ کو سرورالمحزون سے ماخوذ کیا اور چند مطالب مدارج النبوت سے اُس میں بڑھائے اور بعضي بعضي باتیں اصل رسالہ میں سے کم کردي گئیں اور جناب اوستادي اعلم العلماء و افضل الفضلاء مولانا محمد نورالحسن صاحب سلمہ الله تعالی ( مرحوم و مغفور ) کي اصلاح سے صحیح و درست ہوا *

تمت

# ریویو

## خود مصنف کا لکھا ہوا

مورخہ جون سنہ ۱۸۷۸ ع

یہہ کتاب اُس زمانہ میں لکھی گئی تھی جبکہ لوگوں کی دیکھا دیکھی مولود کی مجلس کا دل میں بڑا شوق تھا ' ہر مہینے کی دوازدھم کو لوگ جمع ہوتے تھے' سوا لاکھہ دفعہ چھوارے کی گٹھلیوں پر درود پڑھا جاتا تھا' اور ختم کے بعد شیرینی بٹتی تھی' اور ھمکو لوگ بہت نیک اور محب رسول سمجھتے تھے ' حالانکہ اُس زمانہ میں ھمنے نہ رسول کو سمجھا تھا اور نہ رسول کی محبت کو — اُسی زمانہ میں بہت سے رسالے مولود کے دیکھے ' اُس وقت کے خیال کے مطابق بھی اُن میں ایسی باتیں معلوم ہوئیں جو ٹھیک نہ تھیں ' اور بجاے اسکے کہ اُن میں آنحضرت صلعم کے حالات بیان ہوں وہ رسالے زیادہ تر مرثیہ خوانی یا کتاب خوانی کے جسکا رواج محرم کی مجلسوں میں ھی مشابہ تھے' اسلیئے دل میں آیا تھا کہ ایک مختصر رسالہ جو بطور بیان حالات اور واقعات کے ہو اور جس میں نامعتبر باتیں نہوں لکھا جاوے' مگر اب افسوس ہوتا ھی کہ اِس میں بھی بہت سی نامعتبر بلکہ لغو باتیں ھیں *

بڑا ماخذ اس رسالہ کا سرورالمحزون ھی جسکو شاہ ولی اللہ صاحب نے تصنیف کیا تھا ' اور کچھہ باتیں مدارج النبوت سے جس میں ہزاروں لغو و نامعتبر کہانیاں مندرج ھیں لی گئی تھیں ' اُس زمانہ میں تو اس رسالے کے لکھنے پر بڑا فخر تھا مگر اب اُسکو دیکھہ کر تعجب ہوتا ھی *

مولود کی مجالس کی نسبت جو خیال اُس زمانہ میں تھا اُس میں بھی انقلاب عظیم ہوگیا ھی ' اُس وقت خیال تھا کہ مولود کی مجلس ایک مذہبی امر اور بہت بڑے ثواب کا کام ھی ' اور بہشت کی نعمتوں کے ملنے کی کنجی ھی ' مجلس مولود میں پیغمبر صاحب کی ارواح پاک موجود رہتی ھی ' اور رحمت کے فرشتے اوترتے رہتے ھیں'

خصوصا هماري مجلس میں جو بالکل سادہ اور زواید بیهودہ سے ازاد اور صرف درود خواني هی' اور تمام باتوں سے جو مشابه مرثیه خواني یا کتاب خواني کي هوں پاک هی *

جب مذهبي مسایل میں زیادہ تر پختگي هوئي' اور اُن عقاید کي جانب میلان هوا جسکو وهابیت کهتے هیں' تو مجلس مولود کو بدعت سمجها ' کیوں که اسکا وجود قرون مشهود لها بالخیر میں نه تها کئي سو برس بعد آنحضرت صلعم کے انتقال کے اُسکا رواج هوا هی ' اور حدیث میں آیا هی که " من احدث في امرنا هذا فهورد — وکل بدعة ضلالة " — اور اب شاید معتزلیت زیادہ چڑ گئي هی جو یهه خیال هی که ایک کے فعل کا خواہ وہ اُس قسم سے هو جسکو عبادت بدني کهتے هیں اور خواہ اُس قسم سے هو جسکو عبادت مالي کهتے هیں دوسرے پر خواہ وہ زندہ هو یا مردہ کچهه اثر نهیں هوتا — قران و فاتحه پڑہ کر ثواب بخشنا یا ملانوں کو بغرض ایصال ثواب کهانا کهلانا بالکل لاحاصل محض اور بهمه وجوہ هندوؤں کے اُس فعل کے مشابه هی جو اپنے بزرگوں کو ثواب پهونچانے کے لیئے باهمنوں سے کتها اور منتر پڑهواتے هیں اور باهمنوں کو جماتے هیں اور گیا و پراگ میں جاکر پنڈ دان کرتے هیں — اور اب اسپر یقین هی که تهیٹ اسلام کا یهي سچا مسئله هی *

جشن مولود اگر بطور یادگار اُس دن کے هو جس میں ایسا بڑا شخص پیدا هوا جس نے تمام دنیا کو سچائي سے روشن کیا ' تمام عالم میں خدا پرستي کو شایع کیا ' هر ایک کو هدایت کا رستہ بتایا ' اور یهه کها که — انا بشر مثلکم یوحی الي انما الهکم اله واحد — اور صرف یهه کها هی نهیں بلکه اس قول سے تمام دنیا کے مذاهب کو اولٹ دیا بت پرستي کو جزیرۂ عرب سے مٹا دیا ' متفرق قوموں کو ایک کردیا ' تمام جابر اور گمراہ سلطنتوں کو نیست و نابود کردیا تو اس جشن عظیم کا هر سال هونا نهایت عمدہ بات هی ' اسلیئے که پراني تاریخ کي یادگاریوں کو زندہ رکهنا ' افضل ترین بني نوع انسان کے دایمي احسانوں کا اعتراف کرنا هی ' اور آیندہ اُنهي فواید اور نیکیوں کي جو اُنهوں نے جاري کیں ' همیشه قایم رکهنے کي نیت کا دکهلانا ' اور همت کا دلانا هی ' قومي اتحاد کا جو اصلي باعث هوا اُس کي یاد سے قومي اتحاد بڑهتا هی ' جس کي نیکیوں کا اثر هم پر پڑا اُسکا احسان ماننے سے طینت کي نیکي زیادہ هوتي هی اور نیکي کے قیام کو بهت زیادہ استحکام هوتا هی ' مگر جب هي هوتا هی جبکه مذهبي خیالات جو انسان کو معاد کے ثواب و عذاب کي طرف مایل کرتے هیں اور اصلي سبب کو دل سے بهلا دیتے هیں ' اور انسان کے تمام

قدرتی جذبات کو دبا دیتے ہیں اُن کا اُس میں کچھہ اثر نہو، پس چار آدمیوں کا بیٹھہکر اور نعتیہ چند اشعار پڑہ کر رو لینا بیفائدہ کام ہی ، بلکہ بعوض اس کے جشن عظیم‌الشان کیا جاوے، شہر آراستہ ہوں، روشنیاں کی جاویں، اور خوشیاں منائی جاویں ، اور جہاں تک ممکن ہو شان و شوکت و حشمت اُس نبی پاک کے پیروں کی دکھلائی جاوے ، تو بے شک وہ فواید اُس سے مل سکتے ہیں ، گو کہ بہت لوگوں کے نزدیک ایسے امر کی خوشی کرنا انسان کی روح کی ترقی مدارج کا بھی باعث ہو جسکا نام ثواب ہی ، اور اگر اس سے صرف ثواب کی گٹھریاں باندھنی مقصود ہوں اور اُسی مقصد سے یہہ مجلس بطور ایک مذہبی رسم کے کی جاوے ، تو تو کل بدعۃ ضلالۃ ہی ہی *

اس رسالہ میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جو حال کے یقین کے بالکل برخلاف ہیں — آنحضرت صلعم بلاشبہ شفیع امت ہیں ، کیوں کہ آپ نے وہ راہ بتائی ہی جسپر چلنے سے نجات ہوتی ہی ، مگر یہہ سمجھنا کہ قیامت میں گناہ بخشوا لینگے یہہ تو بالکل عیسائیوں کے مسئلہ کے مطابق ہی، جو یہہ سمجھتے ہیں کہ عیسی مسیح تمام امت کے گناہوں کے بدلے میں فدیہ ہوگئے — شق قمر کا ہونا محض غلط ہی اور بانی اسلام نے کہیں اسکا دعوی نہیں کیا — کسری کے محل کے کنگوروں کا گرنا — آتش کدہ کی آگ کا بجھنا — ساوہ کے چشمہ کا خشک ہونا — بحیرا کا آنحضرت کو نبی ہونے کی خوشخبری دینا — درختوں اور پتھروں کا سجدہ کرنا — ایک درخت کے سایہ میں اوترنے کے سبب میسرہ کا آپ کو پیغمبر ہونے کی خبر دینا — دھوپ روکنے کو دو فرشتوں کا سایہ کرنا — جبرئیل کا تین دفعہ بغل میں بھیچنا — جنوں کا جن سے ایک ایسی خلقت جو متشکل باشکال مختلفہ ہوجاتی ہی مراد ہی ایمان لانا — ان میں سے کوئی بات بھی اُن اصول کے مطابق جو صحت روایت کے لیئے درکار ہیں اور جنکا ذکر میئے خطبات احمدیہ میں لکھا ہی ثابت نہیں ہیں — معراج کا بیان بھی جس طرح اس رسالہ میں لکھا ہی صحیح نہیں ہی، جو صحیح ثابت ہوا ہی وہ اس کے بعد کی تصانیف میں مندرج ہی ، مہر نبوت کا ذکر بھی صحیح نہیں ہی ، راویوں نے اس کے بیان میں غلطی کھائی ہی جس کی تفصیل ہماری کتابوں میں ملیگی *

آنحضرت صلعم کے بہت سے معجزات بھی اس رسالہ میں مندرج ہیں جس میں شق قمر کا معجزہ بھی شامل ہی جس سے اکثر علماء محققین نے بھی انکار کیا ہی — قران مجید کی فصاحت بے مثل کو معجزہ سمجھنا ایک غلط فہمی ہی — فاتوا بسورۃ من مثلہ کا یہہ مقصد نہیں ہی اسکا بیان ہماری تفسیر میں ملیگا ، باقی

جسقدر معجزے اس رسالہ میں بیان ہوئے ہیں وہ میری تحقیق میں حد ثبوت کو نہیں پہونچے *

حجۃالوداع کے ارکان جو بیان ہوئے ہیں اُنکی تحقیق و اصلیت بھی ہماری تصانیف میں ملیگی ' وفات کے واقعہ میں جو عجیب روایتں ہیں اور جن میں حضرت خضر کا تشریف لانا بھی بیان ہوا ہی ' وہ سب بے سند و غیر ثابت ہیں اتنی بات سچ ہی جیسا کہ ایسے موقع میں ہوا کرتا ہی ' سب لوگ خلافت کی فکر میں پڑگئے ' مگر جن کو خاص ذاتی تعلق آنحضرت سے تھا اُنہوں نے ہی آپ کی تجہیز و تکفین کی *

# تحفۂ حسن

ترجمۂ مطاعن حضرت ابوبکر صدیق از باب دہم

## تحفۂ اثنا عشریہ

و ترجمۂ باب دوازدہم — تولا و تبرا

# بسم الله الرحمن الرحيم

## تحفهٔ حسن

### مؤلفهٔ سنهٔ ۱۲۹۰ هجري مطابق سنهٔ ۱۸۴۴ ع

أس خداوند مقدس هي كو سب تعريفيں پهبتي هيں جو هر عيب اور نقصان سے پاک هی' اور أسكے كسي كام ميں طعنه تشنه كا مقام نهيں' جو كيا وه عين حكمت هی' اور جو كرتا هی وه عين مصلحت هی' اپنے بندوں كے واسطے كيا كيا كچهه كيا' رسول بهيجے' سيدهي راه بتائي' بهلے برے كي سمجهه سكهائي' اور درود اور رحمت پهونچے پيغمبر خدا صلی الله عليه وسلم كي روح مبارک كو كه أنكے نور هدايت سے عالم روشن هوا' گمراهوں نے سيدهي راه سيكهي' دوزخ كے عذاب سے بچے' اپنے معبود كو پهچانا' اور اپنے پيدا هونے كا سبب جانا' اور أن كي آل اور اصحاب اور خلفاے راشدين پر الله كي رحمت هو' كه أنهوں نے دين كے چمكنے كے ليئے اپني جان مال الله كي راه ميں فدا كي' طرح طرح كے دكهه أتهائے' انواع انواع كي مصيبتيں سهيں' دنيا كے مزوں كو چهوڑا' خدا كي راه كو پكڑا *

اما بعد دنيا ميں وهي بات اچهي هی جس سے كسي كو فائدهٔ پهونچے' اور وهي شخص اچها هی جس سے لوگ نفع أٹهاويں' اور سب سے بڑا نفع دين كا هی' اور جس سے دين كي بات رواج پاوے اور مسلمان أسے سيكهيں وهي شخص بهلا هی' اس خيال سے اس گنهگار سيد احمد حسيني الحسني غفرالله ذنوبه كے دل ميں يهه بات آئي كه كوئي كتاب ايسي لكهي جاوے جس سے سب كو نفع پهونچے' اور ثواب عظيم هووے' جبكه ميں نے غور كيا تو اس زمانه كے عوام كو خلفاے راشدين كے حال سے غافل پايا' اور شيعوں نے جو خلفاے راشدين كي نسبت جهوٹي جهوٹي باتيں بنائي هيں وه سب باتيں أن كے مذهب كا لڑكا لڑكا چهوٹا چهوٹا نوک زبان ركهتا هی † اور عوام أن باتوں كو سنكر

---

† ايک ميرے نهايت دوست شيعه مذهب تهے ان كے هاں ايک چهوٹا بچا تها جسكو ايک بكري كا بچا پال ديا تها اور وه خوب أس سے هل گيا تها ايک دن أس بكري كے بچے كو ذبح كرڈالا وه چهوٹا بچا خوب رويا أس كے باوا نے أس سے كها كه عمر يهه كام كرگيا وه بچا عمر كو برا بهلا كهتا تها يهه كام صرف اس ليئے كيا تها كه بچپن هي سے أن كے دل ميں عمر كي عداوت اور أن كے نام سے نفرت پيدا هو اسي واقعه كو ديكهه كر ميں نے يهه ترجمه شروع كيا تها ــــ دل ايک ايسي چيز هی كه جب أس ميں عداوت كي گرد كه وه يزيد هي سے هو اور نفاق كي گرد كسي حالت ميں هو جڑ پكڑتي هی تو أس كي نيكي و صفائي گندي و گدلي هو جاتي هے اس ليئے چهيئے كه ميں شيعوں كے مسئله حب اهل بيت كو پسند كرتا هوں ويسا هي أن كے مسئله تبرا و تقيه كو نا پسند كرتا هوں اور دلي نيكي اور صفائي اور سچائي كے بالكل برخلاف جانتا هوں ــــ مورخه سنه ۱۸۷۸ ع

حیران ہوتے ہیں اور ڈگمگانے لگتے ہیں' اور جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ‌العزیز نے جو تحفہ اثنا عشریہ لکھی ہی اُس سے تحفہ کوئي کتاب ہو نہیں سکتي' اور بن نہیں آتي' اس واسطے مینے اُس کتاب کے دسویں باب سے مطاعن حضرت ابوبکر صدیق کا جو خلیفہ اول ہیں صاف صاف اُردو زبان میں ترجمہ کیا کہ چھوتے سے بڑے تک اور جاہل سے عالم تک کو فائدہ پہونچے' اور شیعوں کي اوچھي اوچھي باتیں سب کو معلوم رہیں' اور اس ترجمہ کا نام تحفہ حسن رکھا' اگرچہ ظاہر ہی کہ اس ہیچمدان کو اتني کہاں استعداد تھي کہ تحفہ کے ترجمہ کا نام لیتا بلکہ اُس کا خیال بھي دل میں لاتا' لیکن جناب اوستاذي اور ملاذي حضرت مولوي محمد نورالحسن † صاحب کو اللہ تعالی سلامت رکھے' اور دین دنیا میں اُن کا بھلا کرے کہ اُنہوں نے میرے دل کو تقویت دي' اور سب طرح کي ذمہ داري کي' جب مینے اس پر ہاتھہ ڈالا اور ترجمہ کا ارادہ کیا' شکر خدا کا کہ یہہ سارا ترجمہ اُنکي اصلاح سے درست ہوا اور اُن کے ملاحظہ سے گذرا ہی اب اللہ سے یہہ اُمید ہی کہ سب کے پسند آوے اور اس کے سبب سے لوگوں کو ہدایت ہووے' اور مجھے اور مولانا کو ثواب ملے و آخر دعونا ان الحمد للہ رب‌العالمین وصلی‌اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین *

# دسواں باب

اصحاب ثلثہ اور اور اصحابوں اور ام‌المومنین حضرت عایشہ صدیقہ کے مطاعن میں
جو شیعوں نے اپني دانست میں سنیوں کي کتابوں سے
نکالے ہیں اور ہر ہر طعنہ کے جوابات کے بیان میں

---

یہہ جان لو کہ دنیا میں ایسا کوئي شخص نہیں ہی کہ اُس کے اوپر عیب چینوں اور دشمنوں نے عیب نہ لگائے ہوں بلکہ خدا کو بھي نہیں چھوڑا — اور معتزلہ نے حضرت آدم سے لیکر ہمارے پیغمبر خدا صلی‌اللہ علیہ وسلم تک سب نبیوں کي طرف صغیروں اور اور کبیروں کي تہمت لگا کر آیتوں اور حدیثوں سے ثابت کیئے ہیں — اور یہودیوں نے فرشتوں کو اور خارجیوں اور ناصبیوں نے جناب علي مرتضی اور اہل بیت اطہار کي نسبت ایسا کچھہ بکا ہی کہ کیا کہیئے — لیکن عقلمندوں پر ظاہر ہی کہ یہہ سب کُتوں کا

---

† جناب مولانا و حبیبنا حاجي حافظ محمد نورالحسن صاحب کاندھلي نے ۱۱ محرم سنہ ۱۲۸۷ ہجري کو انتقال فرمایا " اناللہ و انا الیہ راجعون "

بہونکنا ہی جب چاندنی نکلتی ہی کُتے بہونکا ہی کرتے ہیں — ایسی باتوں سے ان بزرگوں کے مرتبہ میں کچھہ نقص نہیں ہوتا ' خلفاے ثلاثہ کی بزرگی میں ایک یہہ بات بس ہی کہ شیعوں نے باوجود اس دشمنی اور عداوت کے اتنی مدت میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر چند شبہے کہ اُن کی بھی کچھہ حقیقت نہیں نکالے ہیں خیال کرنا چاہیئے کہ جو شخص صرف اپنے گھر کے اہتمام میں ہوتا ہی اُس سے دن بہر میں دس طرح کی بھول چوک ہوتی ہی یہہ بزرگ ملکوں کی ریاست اور شریعت کے احکام جاری کرتے تھے ان سے تمام عمر میں دشمنوں کی آنکھوں میں دس بارہ کام بُرے ہوئے کہ اُن کی بھی کچھہ اصل نہیں اور باقی سب اچھے' خیال کرو کہ یہہ لوگ کیسے بزرگ اور محتاط ہونگے *

## حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے مطاعن اور وہ پندرہ ہیں

### پہلا طعنہ

ایک دن حضرت ابوبکر پیغمبر خدا صلی‌اللہ علیہ وسلم کے ممبر پر چڑھے کہ خطبہ پڑھیں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہماالسلام نے فرمایا کہ اے ابابکر ہمارے نانا کے ممبر پر سے اوتر پس معلوم ہوا کہ ابوبکر اس کام کے لایق نہ تھے *

### جواب

سب کے نزدیک ثابت ہی کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہماالسلام حضرت ابوبکر کی خلافت میں بہت چھوٹے تھے' اس واسطے کہ رمضان کے مہینے میں ہجرت سے تیسرے برس حضرت امام حسن علیہ‌السلام ' اور شب برات کے مہینے میں چوتھے برس حضرت امام حسین علیہ‌السلام پیدا ہوئے ہیں اور پیغمبر خدا صلی‌اللہ علیہ وسلم نے گیارھویں برس کے شروع میں انتقال فرمایا ہی ' اب دو حال سے خالی نہیں یا یہہ کہ شیعہ اُن دونوں اماموں کے قول اور فعل کو جو لڑکپن میں صادر ہوئے معتبر جانکر اُن پر شرع کے حکم جاری کریں ' یا چُھٹپن کے سبب معتبر نہ رکھہ کو حکم جاری نکریں ' پہلی صورت میں تقیہ کا چھوڑنا کہ اُن کے نزدیک واجبات سے ہی لازم آتا ہی' اور رسول کے خلاف ہوتا ہی ' اس واسطے کہ پیغمبر خدا صلی‌اللہ علیہ وسلم نے بُدھ سے پیر تک پانچوں وقت کی نماز میں حضرت ابوبکر کے تئیں اپنا خلیفہ کیا تھا ' اور اس عرصہ میں خطبہ اور جمعہ کی نماز بھی اُنہیں کی خلافت سے ہوئی ' اور جناب علی مرتضی کے بھی برخلاف ہوتا ہی ' اسواسطے کہ حضرت نے اُن کے پیچھے

نماز پڑھی ، اور جمعہ کي نماز اور خطبہ کو درست رکھا ، اور دوسري صورت میں کچھہ نقصان نہیں ہوتا ، اور کچھہ طعنہ اور بُرا کہنے کا مقام نہیں بلکہ لڑکوں کا یہہ قاعدہ هی کہ اگر کسي کے تئیں اپنے بزرگ کي یا جس سے هلے هوئے هیں اُس کي جگھہ پر بیٹھا یا اُسکي کچھہ چیز اَوْر کسي پاس دیکھیں گو اُس کي مرضي هي سے کیوں نہو تو بھي مچلتے هیں اور کہتے هیں کہ یہہ دیدو پس یہہ قول دلیل نہیں هوسکتا ، اور اگرچہ نبي اور امام اپني بزرگي کے سبب اور سب لوگوں سے ممتاز هیں ، لیکن بشریت اور لڑکپن کي عادتیں اُن میں بھي باقي هیں ، اسي واسطے مقتدی هونے کو بالغ هونا ضرور هی ، بلکہ چالیس برس سے پہلے سواے ایک آدہ شخص کے نبوت نہیں ملي اور ایک آدہ کا هونا اور نہونا برابر هی، مثل مشہور هی کہ " الصبي صبي و لو کان نبیاً " یعني لڑکا لڑکا هی اگرچہ نبي هو *

## دوسرا طعنہ

یہہ هی کہ مالک بن نویرہ کي جورو بہت خوبصورت تھي — خالد بن ولید نے کہ حضرت ابوبکر کے هاں امیرالامرا تھا اُس سے نکاح کرنے کے لیئے مالک کے تئیں کہ مرد مسلمان تھا مارا — اور اُسي رات اُس سے نکاح کرکے مجامعت کي — اور چار مہینے دس دن عدت کے گذرنے کي راہ ندیکھي — اور اُس سے زنا هوا اس واسطے کہ عدت کے دنوں میں نکاح درست نہیں — اور حضرت ابوبکر نے خالد پر نہ حد زنا ماري نہ قصاص لیا — حالانکہ قصاص اور حد زنا لینا ابی‌بکر پر واجب تھا — اور حضرت عمر نے حضرت ابابکر کي اس بات کو ناپسند کیا — اور خالد سے کہا کہ اگر میرے هاتھہ یہہ کام هوتا تو میں تجھسے قصاص لیتا *

## جواب

اس طعنہ کا جواب اس قصہ کے بیان کرنے پر موقوف هی — جاننا چاهیئے کہ تاریخ کي معتبر کتابوں سے ثابت هی کہ † طلیحۃ بن خویلد اسدي متنبي کي مہم سے فراغت کرنے کے بعد خالد بطاح کي طرف گئے — اور سب طرف لشکر بھیجا — اور پیغمبر خدا صلی‌الله علیہ وسلم کے طریق کے موافق فرمایا — کہ اگر کسي قوم سے لڑو — اور اُس قوم سے اذان کي آواز سنو — تو مارنا اور لوٹ نا موقوف کرو — اور اگر تمھارے کان تک اذان کي آواز نہ پہونچے تو اُس جگھہ کو دارالحرب سمجھہ کر لوٹو اور مارو، اتفاقاً ایک

† طلیحہ خویلد اسدي وہ شخص هی جس نے نبوت کا دعوی کیا تھا *

لشکر کہ اُس میں ابوقتادہ انصاري بھي تھے مالک بن نویرہ کو کہ پیغمبر خدا کے حکم کے بموجب بطاح کي ریاست اور وھاں کے باشندوں سے صدقہ لینا اُس سے متعلق تھا خالد پاس پکڑ لایا — ابوقتادہ نے گواھي دي کہ میں نے اس کي قوم میں سے اذان کي آواز سني ھی — اور باقي سب لشکر کے آدمیوں نے برخلاف اُس کے کہا — اور آس پاس کے باشندوں کي گواھي سے یہہ بات ثابت ھوگئي تھي کہ پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم کي وفات کي خبر پہونچنے کے وقت اس مالک بن نویرہ کي عورتوں نے مہدي لگائي تھي اور دایرہ بجایا تھا — اور جتني باتیں خوشي کي تھیں سب کي تھیں — اور مسلمانوں پر ھنسیں تھیں ' اور مالک نے خالد کے سامنے سوال جواب کے وقت پیغمبر خدا کے حق میں یہہ کلمہ کہا — قال رجلکم او صاحبکم کذا — یعني کہا تمھارے آدمي یا تمھارے ساتھي نے ایسا ' اور اس طرح آنحضرت علیہ‌السلام کو مسلمانوں کي طرف نسبت کرنا اُسوقت کے کافروں اور مرتدوں کا شیوہ تھا ' اور اس سے پہلے یہہ بات بھي تحقیق ھو گئي تھي کہ پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم کي وفات کي خبر پہونچنے کے وقت اسي مالک بن نویرہ نے جتنے صدقے کہ اُس قوم سے لیئے تھے سب پھیر دیئے ' اور کہا کہ اب اس شخص کي تکلیف سے چھوٹے ' اور پھر خالد کے سامنے بھي اُس سے بے ایماني کي باتیں صادر ھوئیں خالد نے حکم دیا کہ اس کے تئیں مار ڈالو ' جب کہ یہہ خبر مدینہ منورہ میں پہونچي ' اور خالد کي اس حرکت سے ابو قتادہ انصاري خفا ھوکر دا والخلافۃ میں آئے ' اور خالد پر تہمت خطا کي لگائي ' حضرت عمر نے پہلے یہہ بات جاني کہ یہہ ناحق خون ھوا ' اور خالد پر قصاص چاھیئے ' جب کہ حضرت ابوبکر نے خالد کو طالب کیا اور اُس سے حال پوچھا تب اصل حقیقت معلوم ھوئي ' اور خالد کو حق پر جان کر چھوڑ دیا ' اور پھر اُسي امیرالامرائي کے منصب پر بحال فرمایا ' اب اس قصہ کو سوچ کر شرع کے موافق حکم کرنا چاھیئے کہ اس صورت میں خالد پر کیونکر قصاص ھوسکتا ھی اور کس طرح زنا کي حد واجب ھوتي ھی ' اور اگر یہہ بات کہو کہ حربي کي عورت کے لیئے بھي ایک حیض کي راہ دیکھني چاھیئے ' اور بغیر گذرنے ایک حیض کے اُس سے صحبت درست نہیں ' اور خالد نے اتنا بھي انتظار نکیا ' اسکا جواب یہہ ھی ' کہ یہہ طعنہ خالد پر ھی نہ حضرت ابوبکر پر ' اور خالد کچھہ معصوم اور سب مسلمانوں کا امام نتھا ' اور سوائے اس کے یہہ روایت کہ خالد نے اُسي رات اُس عورت سے صحبت کي کسي معتبر کتاب میں نہیں ھی ' اور اگر بعضي غیر معتبر کتابوں میں پایا جاتا ھی ' تو اُسکے ساتھہ یہہ بھي روایت موجود ھی ' کہ مالک نے اس عورت کو مدت سے

طلاق دیکر کفار کي رسم کے موافق قید کر رکھا تھا ' اور اسي بات کے موقوف کرنے کے واسطے یہہ آیت نازل ہوئي ہی — و اذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلوهن — یعني اور جب طلاق دي تمنے عورتوں کو پھر پہونچ چکیں اپني عدت تک تو اب نہ روکو اُنکو ' پس اس صورت میں اُسکي عدت ہوچکي تھي ' اور نکاح اُسکا حلال تھا اسي واسطے خالد نے اور عدت کا انتظار نکیا ' اور سب سنیوں کا یہہ هي مذهب ہی ' اور شیعہ جو اہل سنت کے الزام دینے کا ارادہ رکھتے ہیں اور صحابہ کے طعن اُن کے مذهب اور اُن کي روایتوں سے ثابت کرنا چاہتے ہیں تو لازم ہی کہ روایات اور مسایل اس مذهب کے ملحوظ رکھیں اور نہیں تو مقصد حاصل نہوگا ' في الاستیعاب و امرہ اي خالداً ابوبکر الصدیق علی الجیوش ففتح الله علیه الیمامة وغیرها و قتل علی یدیه اکثر اهل الردة منهم مسیلمه و مالک بن نویرہ الی اخر ما قال — یعني † استیعاب میں لکھا ہی کہ حاکم کیا خالد کے تئیں ابوبکر نے اوپر لشکر کے پس فتح ہوا اُس کے ہاتھوں پر ملک ‡ یمامہ کا اور سواے اُس کے ' اور مارا خدا تعالی نے اُس کے ہاتھہ سے اکثر مرتدوں کو ' اُن میں سے مسیلمہ اور مالک بن نویرہ ہی *

## اَوْر جواب

یہہ بات ہمنے ماني کہ مالک بن نویرہ مرتد نہ تھا ' لیکن خالد کے تئیں بے شک اُسکے مرتد ہونے کا شبہہ تھا والقصاص یندرئ بالشبهات ' یعني قصاص جاتا رہتا ہی شبہوں سے اور سنّني اور شیعوں کے عالم اور مفتي اس بات میں کیا فتوی دیتے ہیں ' کہ اگر کسي شخص سے یہہ باتیں جو مالک بن نویرہ سے ہوئیں واقع ہوں ' یا عشرہ کے دن خوشي کرے ' اور حضرت امام حسین علیه السلام اور اہلبیت اطہار اور اولاد بتول § کي نسبت کہ اُس دن مصیبت میں گرفتار تھے بُري بُري باتیں کہے ' اُسکے تئیں کیا کہنا چاہیئے ' اگر اُسکو مرتد کہو تو تو بہتر ' اور اگر کوئي شخص ان حرکتوں کو اور ایسي باتوں کو دیکھہ کر اس شبہہ سے اُسکے تئیں مار ڈالے کہ یہہ مرتد ہوگیا ' تو اُس سے قصاص لینا چاہیئے یا نہیں *

---

† استیعاب سنیوں کي کتاب ہی ابن عبدالله اُسکا مصنف ہی *

‡ یمامہ چند شہر ہیں مدینہ کے شرق کي طرف بصرہ سے سولہ منزل مسیلمہ نے وہاں دعوی نبوت کا کیا تھا *

§ اولاد بتول جناب فاطمہ علیہاالسلام کي اولاد کو کہتے ہیں کہ بتول حضرت فاطمہ کا لقب ہی *

## اوْر جواب

حضرت ابوبکر رسول خدا صلی‌الله علیه وسلم کے خلیفه تھے کچھه شیعه اور سنّي کے خلیفه نه تھے ' اور اُن کے تئیں انکي خواهش اور مطلب کے موافق کام کرنا نهیں پهونچتا بلکه پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم کي سنت پر کام کرنا چاهیئے ' اور پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم کے سامنے اسي خالد بن ولید نے صدها مسلمانوں کے تئیں مرتد هونے کے شبهه سے مفت مارا تھا ' اور آنحضرت صلی‌الله علیه وسلم هرگز متعرض نهوئے که یهه سب تاریخوں سے ثابت هی ' اور اُسکا قصه یوں هی که پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم نے خالد کے تئیں ایک لشکر پر سردار کرکے بهیجا ' اور ایک قوم سے مقابله هوا ' اور وه قوم مسلمان هوگئي تهي ' لیکن ابهي اسلام کے قاعدے اچهي طرح نهیں جانتي تهي ' جسوقت اُنکو مارنے لگے ' اُسوقت اس بات کے کهنے کي جگهه نه هم مسلمان هیں اُن لوگوں نے یهه بات کهي که " صبانا صبانا " یعني هم نے دین چهوڑا هم نے دین چهوڑا اور اُس سے مراد یهه تهي که همنے اپنے پهلے دین کو چهوڑا اور اسلام قبول کیا ' خالد نے کها که ان سبکو مار ڈالو عبدالله † بن عمر نے که وه بهي خالد کے ساتهه متعین تھے اپنے یاروں اور رفیقوں کو تاکید کي که ان کے تئیں نه مارو اور قید رکهو ' جب که پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم کے سامنے پهونچے اور یهه ماجرا کها پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم خفا هوئے اور بهت افسوس کیا اور فرمایا که " اللهم اني أبرء الیک مما صنع خالد " یعني اے خدا میں پاک هوں اس سے جو خالد نے کیا هي ' اور پهر نه خالد پر قصاص جاري فرمایا ' اور نه اُس سے دیت ‡ دلوائي ' اس واسطے که خالد کے تئیں اُن کے کفر کا شبهه تها ' پس ابوبکر صدیق نے ایک شخص کے خون کے لیئے که اس شبهه سے اُس کا شبهه قوي تها خالد سے کچھه تعرض نه کیا تو کیا برا کیا ' بلکه ابوبکر نے بمزید احتیاطِ بیت‌المال سے مالک کي دیت بهي دلوائي *

## اوْر جواب

اگر مالک بن نویره کا قصاص نه لینے سے حضرت ابوبکر صدیق کي خلافت جاتي رهي تو جناب علي مرتضی علیه‌السلام کي خلافت حضرت عثمان کے قصاص نه لینے سے

---

† عبدالله بن عمر حضرت عمر کے جو دوسرے خلیفه برحق هیں بیٹے تھے نهایت بزرگ اور زاهد تھے *

‡ دیت اُس مال کو کهتے هیں که اگر کسي کے هاتهه سے کوئي بهولے سے مارا جاے تو مارنے والے کے ذمه اُس کا دینا آتا هی *

بدرجه اولی جاتي رهيگي اس واسطے که حضرت عثمان ميں کوئي وجهه قتل کي نه تهي پس جس صورت ميں سني اس بات کے تئيں جناب علي مرتضی عليه‌السلام کي خلافت کا قادح نهيں جانتے تو اُس کے تئيں کيوں جاننے لگے تهے اور کچهه ان پر الزام نهيں هوسکتا *

## اَوْر جواب

مالک بن نويره کا قصاص خالد سے لينا حضرت ابوبکر پر اُس وقت واجب هوتا که مالک کے وارث قصاص طلب کرتے اور يهه بات هرگز ثابت نهيں که اُس کے وارثوں نے قصاص طلب کيا ' بلکه متمم بن نويره مالک کے بهائي نے که مالک سے عشق اور اُس سے بهت محبت رکهتا تها اور جب تک جيا رويا پيٹا کيا اور مرثيه کهے که عرب ميں مشهور هيں اور يهه دو بيتيں اُسي ميں سے هيں بيت

و کنا کندماني جذيمة حقبة * من الدهر حتی قيل لن يتصدعا
فلما تفرقنا کاني و مالکاً * لطول اجتماع لم نبت ليلة معاً

يعني تهے هم مانند دو مصاحبوں جذيمه ‡ کے ايک مدت دراز تک يهاں تک که کها جاتا تها که يهه کبهي جدا نهونگے پهر جب جدا هوئے گويا که ميں اور مالک بايں درازي صحبت نهيں رهے کبهي ايک رات ساتهه ' حضرت عمر کے سامنے اُسکے مرتد هونے کا اقرار کيا ' پهر تو حضرت عمر بهي اُس انکار سے جو حضرت ابوبکر کے زمانه ميں کيا کرتے تهے نادم هوئے اور معترف هوئے که حضرت صديق نے جو کچهه کيا وه هي عين صواب اور حق تها ' اور اس بات پر بڑي دليل يهه هي که حضرت عمر نے باوجود اس شدت کے که حد اور قصاص کے جاري کرنے ميں رکهتے تهے اپني خلافت ميں خالد سے معترض نهوئے اور نه اُسپر حد ماري اور نه قصاص ليا *

## تيسرا طعنه

يهه هي که اُسامه ‡ کے لشکر سے جدا هوگئے اور اُس کے ساتهه نه گئے حالانکه پيغمبر خدا صلی‌الله عليه وسلم نے اُس لشکر کو آپ رخصت فرمايا تها اور هر شخص کو نام بنام متعين کيا تها اور مرتے دم تک اُس لشکر کے سامان درست کرنے ميں بهت تاکيد کي تهي

---

‡ جذيمه ابرش نام ايک بادشاه کا تها ملک حيره ميں *

‡ نام صحابي کا هي زيد بن حارث کے بيٹے هيں اور زيد حضرت کے لے پالک تهے حضرت کو ان دونوں کے ساتهه کمال الفت تهي *

اور فرمایا تھا کہ " جهزوا جيش أسامة لعن‌الله من تخلف عنها " یعني سامان کرو تم لشکر أسامہ کو لعنت هی الله کي أس شخص پر جو بیٹھہ رهے أس سے *

## جواب

اس طعنہ کا جواب یہہ هی کہ حضرت ابوبکر پر کس وجهہ سے طعن کرتے هیں سامان نہ دینے کے سبب یا نہ جانے کے سبب سے ؛ اگر پہلي وجهہ سے هی تو بالکل جهوٹ هی ؛ اس واسطے کہ حضرت ابوبکر نے باوجودیکہ اور اصحاب کي مرضي نہ تهي جب بهي اسامہ کے لشکر کو آراستہ کیا ؛ اس کي تفصیل یوں هی کہ صفر کي چهبیسویں تاریخ پیر کے دن آنحضرت صلی‌الله علیہ وسلم نے حکم دیا کہ رومیوں کي لڑائي اور زید † بن حارثہ کا بدلہ لینے کو لشکر تیار کرو ؛ اور پیر کو اسامہ بن زید کے تئیں لشکر کا سردار کیا اور صفر کي اٹهائیسویں تاریخ بدھ کے دن آنحضرت صلی‌الله علیہ وسلم بیمار هوئے اور دوسرے دن باوجود بیماري کے اپنے دست مبارک سے أسکے واسطے نشان درست کرکے فرمایا " اغز بسم‌الله و في سبیل الله و قاتل من کفر بالله " یعني جهاد کر الله کے نام کي برکت سے اور الله کي راہ میں اور مار أس شخص کے تئیں جو منکر هو الله کا ؛ اسامہ أس نشان کو اپنے هاتهہ میں لیکر باهر آیا اور بریدہ ‡ بن‌الحصیب اسلمي کے تئیں دیا کہ لشکر میں نشان بردار وہ هو اور موضع جرف § میں منزل کي ؛ اور سب بزرگوار کیا مهاجر اور کیا انصار مثل ابوبکر صدیق اور عمر بن الخطاب اور عثمان اور سعد بن وقاص اور ابو عبیدہ بن الجراح اور سعید بن زید اور قتادہ بن‌النعمان و سلمہ بن اسلم ‖ نے ڈیرے اور خیمہ باهر بهیجے اور چاهتے تهے کوچ کریں کہ بدھ کے اخیر دن اور جمعرات کي اول شب آنحضرت کو مرض نے زیادتي کي اور اس سبب سے ایک تهلکہ هوا اور عشا کے وقت جمعرات کي رات کو آنحضرت نے حضرت ابوبکر کو نماز میں اپنا خلیفہ کرکے اس خدمت پر مامور کیا ؛ اور ربیع الاول کي دسویں کو هفتہ کے دن آنحضرت کے مرض میں افاقہ هوا ؛ جتنے مسلمان کہ اسامہ کے همراہ متعین هوئے تهے سب آنحضرت سے رخصت هوکر باهر آئے ؛ اور اسامہ سے آنحضرت بغلگیر هوئے اور دعا دیکر رخصت کیا ؛ اتوار کے دن پهر مرض نے شدت کي ؛ اس واسطے اسامہ نے اور أس کے لشکر والوں نے پهر توقف کیا ؛ جو کہ اس مهم میں آنحضرت کي بهت تاکید تهي اس واسطے پیر کے دن اسامہ نے چاها کہ سوار هو ؛ یکایک

---

† زید بن حارث اسامہ کے باپ تهے اور لے پالک تهے آپ کے *

‡ بریدہ بن‌الحصیب صحابي کا نام هی *

§ جرف صنق کے وزن پر ایک مکان هی مدینہ منورہ کے پاس أس کا نام هی *

‖ یہہ سب بزرگ صحابي تهے *

اُم ایمن اسامہ کي ما کا آدمي پہونچا ' اور کہا کہ پیغمبر خدا صلی‌الله علیہ وسلم کو نزع کي حالت ہی ' اسبات کے سنتے ہي اسامہ اور سب صحابہ گرتے پڑتے پھرے ' اور بریدۃ بن‌الحصیب نے نشان کے تئیں آنحضرت کے حجرہ کے دروازہ پر کھڑا کردیا ' جب کہ آنحضرت صلی‌الله علیہ وسلم کي تجہیز و تکفین سے فراغت ہوئے اور خلافت حضرت ابوبکر کے واسطے مقرر ہوئي ' تب حضرت ابوبکر نے فرمایا ' کہ اُس نشان کو اسامہ کے دروازہ پر کھڑا کرو ' اور بریدہ کے تئیں حکم دیا کہ آپ اسامہ کے دروازہ پر جاکر لشکر جمع کرے ' اور جاوے ' اور اسامہ بھي کوچ کرے ' اسامہ نے کوچ کرکے جرف میں مقام کیا ' اس عرصہ میں مدینہ سے خبر آئي کہ بعضي قومیں عرب کي مرتد ہوگئیں ' اور چاہتي ہیں کہ مدینہ پر چڑہ آئیں ' اکثر صحابہ نے حضرت ابوبکر سے عرض کیا کہ اسوقت میں اتنے بڑے لشکر کو اس دور دراز مہم پر بھیجنا مصلحت وقت نہیں ' اسواسطے کہ مبادا عرب مدینہ کو خالي جان کر فساد کریں ' اور ایک ناحق کا دنگہ ہو اور مدینے کے رہنے والوں کو کچھہ آسیب پہونچے ' حضرت ابوبکر نے ہرگز قبول نہ کیا اور فرمایا ' کہ اگر اسامہ کے لشکر بھیجنے کے سبب سے میں یہہ بات جانو کہ مدینہ میں درندوں کا کھاجا ہوجاؤں گا تو بھي حضرت پیغمبر خدا صلی‌الله علیہ وسلم کے حکم کے برخلاف جایز نہ رکھوں گا ' مگر اسامہ سے یہہ درخواست کي کہ حضرت عمر کے تئیں پروانگي دو کہ میرے پاس رہے تاکہ مدینہ کي حفاظت اور مشورہ میں شریک اور صلاحکار ہو ' حضرت عمر اسامہ کے اجازت کے بموجب پھرے ' اور ربیع‌الثاني کي پہلي کو اسامہ نے کوچ کیا اور † ابني کي طرف گیا ' یہہ حال روضۃالصفا اور روضۃالاحباب اور حبیب السیر اور اور شیعہ اور سنني کي معتبر تاریخوں میں موجود ہی ' اور اگر دوسري وجہہ سے یعني اسامہ کے ساتھہ نجانے سے ہی تو اس کے کئي جواب ہیں *

## پہلا جواب

یہہ ہی کہ اگر ایک سردار ایک شخص کے تئیں ایک لشکر میں متعین کرے ' اور پھر اُس شخص کے تئیں اپنے پاس کي ایک اور خدمت پر مامور کرے ' تو صاف یہہ بات ظاہر ہوتي ہی کہ اس شخص کو تعیناتیوں میں سے موقوف کیا ' اور وہ پہلا حکم اُس کا منسوخ ہوا ' اور اس جگہہ یہي بات ہوئي ہی ' اس واسطے کہ آنحضرت صلی‌الله علیہ وسلم نے شروع مرض میں اس لشکر کو جدا کرکے اسامہ کے ساتھہ متعین کیا ' اور جب مرض زیادہ ہوا اور اسامہ اور اُسکے ساتھیوں نے کوچ میں توقف کیا ' حضرت ابوبکر کے تئیں

† ابني سے شام کي سرحد میں ایک گانوں ہی اُسکا نام ہی اور زید بن حارث وہیں شہید ہوئے تھے *

پیغمبر خدا نے امامت نماز میں اپنا نایب کیا ، اور یہہ خدمت دي' اور اس بڑے کام میں مشغول فرمایا ، بعد اس کے جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وآله وسلم نے وفات پائي' حضرت ابوبکر کي تعیناتي خود موقوف هوگئي تهي ، جانا اور نجانا اُنکا دونوں برابر تهے' اور شرع میں یہہ بات ثابت هی که پہلے پہل جهاد اپني طرف سے شروع کرنا فرض بالکفایه هی ، یعني اگر تهوڑے آدمي بهي اُس میں مشغول هوں تو کفایت کرتا هی' اور اسامه کے لشکر کا سامان تیار کرنا بهي اسي قبیل سے تها اس صورت میں اسامه کے لشکر کے ساتهه نجانے میں حضرت ابوبکر کے تئیں کچهه نقص لازم نہیں آتا اور مدینه پر سے کافروں اور مرتدوں کا فتنه دفع کرنا فرض عین تها ، اگر حضرت ابوبکر یہہ نکرتے تو ترک فرض عین لازم آتا تها ' اس واسطے حضرت ابوبکر نے فرض عین ادا کرنے کے لیئے فرض بالکفایه کو ترک کیا ' اور یہي حکم شرع کا هی ' اور جب که تمام لشکر کو حضرت ابوبکر نے سامان درست کردیا ، اور وہ لشکر اُن کي تاکید اور تقید کے سبب سے روانه هوا اس فرض بالکفایه کا بهي ثواب اُنکو هوا —

چه خوش بود که برآید بیک کرشمه دوکار

## دوسرا جواب

یہہ هی که جهاد کے واسطے کسي شخص کو کسي امیر کے ساتهه متعین کرنا بندوبست ملکي کي قسم سے هی' اور یہہ بات رئیس وقت کي مصلحت پر هی' کچهه احکام الهي سے نہیں هی ' اور جب که آنحضرت صلی‌الله علیه وسلم نے وفات پائي تدبیر مملکت کي جتني باتیں تهیں حضرت ابوبکر سے متعلق هوئیں ، اب یہہ سب باتیں اُنکي صلاح سے علاقه رکهتي هیں ، که جس کے تئیں چاهیں اسامه کے ساتهه کریں ، اور جس کو چاهیں نه کریں ، اور خواه آپ جاویں ، خواه نجاویں ، اس کي مثال یہہ هی که مثلا ایک بادشاه کسي طرف ایک لشکر متعین کرے' اور سب سامان درست هونے اور لشکر کے روانه هونے سے پہلے وہ بادشاه مرجاے' اور ایک اور بادشاه اُسکي جگهه بیٹهے' اس نئے بادشاه کے تئیں اختیار هی که اُن تعیناتیوں میں سے بعضوں کو اپنے پاس رکهے ' اس واسطے که مصلحت ملک اور دولت کي اسي میں جانتا هی ، اور اتني سي بات میں پہلے بادشاه کي مخالفت اور اُسکي فرمان برداري کا ترک لازم نہیں آتا ، مخالفت وہ هی که اُس امیر کي جگهه اور امیر کرے' یا اُس مہم کو چهوڑ دے ' یا اُن دشمنوں سے ملجاے' غرض که یہہ ذرا ذرا سي باتیں مصلحت وقت کے اور تدبیر ملک اور دین کے رئیس وقت کي صلاح سے متعلق هیں' اور اُس کے تئیں ایسي باتوں میں اپنے عقل کے موافق تصرف جایز هی ' اور ایسي باتوں

خدا صلی‌الله علیہ وسلم کا حکم ہرگز وحي اور تشریع کي قسم سے نہیں ہی
"لعن‌الله من تخلف عنها" ہرگز سنیوں کي کتابوں میں نہیں ہی اور بالفرض
ہي ہو تو اس کے معني یہہ ہیں کہ اسامہ کے تئیں اکیلا چھوڑنا اور رومیوں
نہ جانا اور زید بن حارث کے بدلہ لینے سے آنکھہ چرانی حرام ہی اور جب کہ
ہر خدمت امامت پر معین ہوئے ان سب باتوں سے بیشک بري ہوئے"
ستاني في‌الملل والنحل ان هذالجملة موضوعة و مفتراة " یعني شہر ستاني نے
نحل میں یہہ بات کہي ہی کہ تحقیق یہہ جملہ بنایا ہوا اور افترا ہی
رسي پڑھے ہوئے جو اپنے تئیں سنیوں کا محدث گنتے ہیں انہوں نے اپني
اس جملہ کو لکھا ہی تو یہہ بات سنیوں کے الزام کو کافي نہیں ہوتي
کہ سنیوں کے نزدیک حدیث کا اعتبار اُس وقت ہوتا ہی جب محدثین کي
میں ہو اور انہونے اُسے صحیح کہا ہو اور اُن کے نزدیک بے سند حدیث
ہی کہ ہرگز اُس پر کان نہیں رکھتے *

## تیسرا جواب

کہ حضرت ابوبکر کا پیغمبر خدا صلی‌الله علیہ و سلم کي وفات کے بعد منصب
ہلے ایک مسلمانوں میں سے تھے اب خلیفہ ہوئے اور پیغمبر خدا صلی‌الله
جگہہ بیٹھے اور جب کہ منصب بدل جاے تب شرع کے موافق اُس منصب
ري ہوتے ہیں نہ پہلے منصب کے جیسے کہ لڑکا جس وقت بالغ ہو جاوے اور
وقت اچھا ہو جاوے اور مقیم جس وقت مسافر ہو اور مسافر جس وقت
غلام جس وقت آزاد ہو اور رعیت جس وقت حاکم ہو اور عامي آدمي جب
فقیر جس وقت دولت مند ہو اور دولتمند جس وقت فقیر ہو اور لڑکا
پیدا ہو اور زندہ جب مرجاوے اور قریب جب مرجاوے قریب تر اُس سے
نکاح میں اور ارث میں علی هذالقیاس اس صورت میں جس وقت حضرت
خدا صلی‌الله علیہ وسلم کے خلیفہ ہوئے اسامہ کے ساتھہ کیوں جاتے اس واسطے
پیغمبر خدا صلی‌الله علیہ وسلم جیتے ہوتے تو وہ بھي نجاتے اور نہ جانے کا
بتہ لشکر کا سامان دینا آنحضرت کا کام تھا اور وہ حضرت ابوبکر کے ذمہ ہوا اور
نجام کردیا *

---

کا نام ہی *

## چوتھا جواب

یہہ ھی کہ اگر فرض کیجیئے کہ حضرت ابوبکر کو بھي اسامہ کے ساتھہ رومیوں کي لڑائي میں جانے کا حکم تھا ' اور اُنکا نماز میں خلیفہ ہونا استثناء کا سبب نہو' اور خلافت کے کاموں میں مصروف ہونا اور مدینہ کي اور ناموس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کي حفاظت کا عذر بھي نا مقبول ہو ' تو آخر کار یہہ ھی کہ اُس کي عصمت † میں خلل ہوگا ' اور امامت میں عصمت شرط نہیں ھی ' بلکہ عدالت ضرور ھی ' اور دو ایک صغیرہ گناہ کرنے سے عدالت نہیں جاتي رھتي ' اور بالاتفاق حضرت ابوبکر فاسق نہ تھے اور شیعہ اور سنیوں کے نزدیک گناہ کبیرہ اُن سے ثابت نہیں *

## پانچواں جواب

یہہ ھی کہ یہہ دو ایک طعنے جو شیعہ سنیوں کي کتابوں سے حضرت ابوبکر کے حق میں ثابت کرتے ھیں ' اول تو ثابت نہیں ہوتے ' اور بالفرض اگر ثابت بھي ہوئے تو سنیوں کي سب روایتیں جو حضرت ابوبکر کے فضائل اور مناقب اور جنت میں بڑا درجہ ملنے کے باب میں کہ آیتوں اور حدیثوں اور اماموں اور اھلبیت کے قولوں سے ھیں ' اور بعضے اُن میں سے شیعوں کي کتابوں میں بھي موجود ھیں اور صحیح ھیں ' ترازو کے ایک پلہ میں رکھو اور ان دو تین طعنوں کو دوسرے پلہ میں ' اور تولو بعد اُس کے جواب چاہو *

## چھٹا جواب

یہہ ھی کہ شیعوں کے نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم وجوب کے واسطے متعین نہیں ھی ' چنانچہ دُرر غرر میں شریف ‡ مرتضی نے کہا ھی ' پس اگر خاص کر حضرت ابوبکر کي نسبت اسامہ کے ساتھہ جانے میں حکم صریحاً ثابت بھي ہو ' اور ابوبکر نہ جاوے تو بھي کچھہ خلل نہیں ہوتا ' اس واسطے کہ شاید یہہ حکم حضرت کا اولویت کے واسطے ہو ' اور ایسے حکم کا چھوڑنا گناہ نہیں ' اب باقي رہا جملہ " لعن اللہ من تخلف عنہا " پس یہہ جملہ سنیوں کي کتابوں میں نہیں کہ جواب کا محتاج ہو ' اور اگر بالفرض موجود بھي ہو تو لفظ من شیعوں کے نزدیک عام ھی ' چنانچہ اس کا حال اصول

---

† عصمت سنیوں کے نزدیک یہہ ھی کہ کسي شخص کے ھاتھہ پر گناہ نہ پیدا ہو اور شوق عبادت کا اور گناہ سے بچنے کا دل میں ہو *

‡ شریف مرتضی شیعوں کے ھاں کا بڑا عالم ھی اور رضي اُس کا بھائي ھی *

ں میں موجود هی ' اس صورت میں جناب علي مرتضی اور اور مسلمان بهي
میں شریک هوتے هیں ' اور جو جواب اُن کي طرف سے هوگا وهي جواب
بوبکر کي طرف سے هی ' اور اگر یهه بات کهیں که یهه گناہ اسامه کے متعینوں
هی نه سب کے' تو اس کا جواب یهه هی که " جهزوا جیش اسامه " یعني سامان
کر اسامه کو یهه خطاب متعینوں کي طرف نهیں هوسکتا ' اس واسطے که اسامه
نہ سامان کرنے کو اسامه هي کے لشکر کو کهنا بے معني هی ' اس صورت میں
م هی سب مسلمانوں کي طرف ' اور جمله " لعن الله " بهي اسي کلام کے ساتهه
نوں کے ساتهه تخصیص نهیں *

## ساتواں جواب

ی که شیعوں کے نزدیک خدا کے بلا واسطه حکم سے مخالفت کرنا حضرت آدم †
ت یونس ‡ پر ثابت هی ' چنانچه نبوت کے باب میں گذرا ' پس رسول کے ایک

---

۔نیوں کے نزدیک حضرت آدم صفي الله حسد اور بغض اور الله کي نافرماني سے پاک تهے شیعه
خلاف جانتے هیں اور کهتے هیں که توبه توبه جیسے که شیطان میں حسد اور بغض هی ایسا هي
م علی نبینا علیهم الصلواة والسلام میں تها اور کهتے هیں که جس طرح شیطان کو حضرت آدم
ارنے میں حسد اور بغض هوا اور سجدہ نه کیا اور ملعون هوا اسي طرح حضرت آدم نے
ے حسد اور بغض کیا که اس سبب سے الله تعالی اُن پر خفا هوا اور همیشه خفگي میں رهینگے
ں سے جو اپنے باپ دادا کو گالیاں دیویں خدا بچارے چنانچه محمد بن بابویه عیون الاخبار میں
ي بن موسي رضا علیه السلام سے اور معاني الاخبار میں مفضل بن عمر سے روایت کرتا هی که جب
نے حضرت آدم کو فرشتوں سے سجدہ کروایا تب حضرت آدم نے کها که میں ساري خلقت سے
، الله تعالی نے فرمایا که سر اُٹها کر عرش کو دیکهه حضرت آدم نے سر اُٹهاکر دیکها که عرش پر
لااله الاالله محمد رسول الله علي ولي الله امیرالمومنین و زوجة فاطمة سیدالنساء العالمین
والحسین سیدا شباب اهل الجنة حضرت آدم نے عرض کیا که یا الله یهه کون هیں الله تعالی نے
تیري اولاد میں سے هیں اور تجهه سے اور ساري خلقت سے اچهے هیں اگر یهه نهوتے تو میں
پیدا کرتا یهه بات سنکر حضرت آدم نے حسد کي آنکهوں سے گهورا اُسي کي سزا میں الله تعالی
ن سے بهکوایا اور بهشت سے نکالا اور غضب میں ڈالا *

امامیه حضرت یونس کي نسبت یهه الزام لگاتے هیں که الله تعالی کے بغیر حکم اپني قوم کو
بهاگ گئے اور اپني قوم کو بلا حکم کوسا اور اُن کي تکلیفوں پر صبر نه کیا اور اُنکو نه چهوڑنا تها
کلیني نے ابن ابي یعقوب سے یهه روایت کي هی *

حکم سے امام نے بھي خلاف کیا تو کیا مضایقه هی ' اسواسطے که امام نبي کا نایب هی اور نایب کتنا هي اچها هو منیب سے کم هوگا *

## چوتها طعنه

یهه هی که پیغمبر خدا صلی‌الله علیه و سلم نے حضرت ابوبکر کو کبهي کسي دین اور شرع کے کاموں میں سردار نهیں کیا ' اور جو شخص که ایک کام کي سرداري کے لایق نهو سب مسلمانوں پر کیونکر سردار هوسکتا هی *

## جواب

اس طعنه کا جواب کئي وجهه سے هی' پهلے یهه که یهه بات بالکل جهوٹ هی' اسواسطے که شیعه اور سني کي تاریخوں سے ثابت هی که جب جنگ اُحد کے بعد خبر پهونچي که ابو سفیان نے مدینه پر چڑهنے کا اراده کیا هی' آنحضرت صلی‌الله علیه وسلم نے حضرت ابوبکر کو اُس سے لڑنے کے واسطے بهیجا اور وه لڑے ' اور چوتهے برس میں بني نضیر کي لڑائي میں رات کو حضرت ابوبکر کے تئیں لشکر میں اپني جگهه سردار کرکے آپ اپنے گهر تشریف لائے ' اور چهٹے برس میں جب بنولحیان کي لڑائي کے واسطے چلے اور وه لوگ آنحضرت صلی‌الله علیه و سلم کے تشریف لانے کي خبر پاکر پهاڑوں میں چهپ رهے ' آنحضرت صلی الله علیه و سلم نے دو ایک دن مقام فرماکر هر طرف لشکر بهیجے اُن لشکروں میں سے سب سے بڑے لشکر میں حضرت ابوبکر صدیق کو سردار کرکے کراع الغمیم † کي طرف بهیجا تها ' اور تبوک کي لڑائي میں پیغمبر خدا نے حکم دیا تها که سب لشکر مدینه کے پاس ثنیةالوداع ‡ میں جمع هو اور لشکر گاه کے سردار حضرت صدیق هوں ' اور سارے لشکر کي موجودات اُن سے متعلق هو ' اور خیبر کي لڑائي میں پیغمبر خدا صلی‌الله علیه و سلم کو آدها سیسي کا درد هوا اور قلعه پر حمله کے وقت آن حضرت صلعم نے حضرت ابوبکر کو اپنا نایب کرکے قلعه کي فتح کو بهیجا ' اور اُس دن حضرت ابوبکر سے بڑي لڑائي هوئي ' اور ساتویں برس میں بني کلاب سے لڑنے کو بهیجا که سلمة بن‌الاکوع کا رساله بهي حضرت ابوبکر کے ساتهه تها که بنو کلاب سے لڑائي هوئي اور بهتوں کو مارا اور بهتونکو پکڑ لائے اور بنو فزاره § کي لڑائي میں بهي لشکر کے سردار حضرت ابوبکر تهے ' چنانچه حاکم سلمة بن‌اکوع سے روایت کرتا هی که " امر رسول الله صلی‌الله علیه و سلم ابابکر فغزونا ناسا من بني فزارة

---

† ایک جگهه هی تین منزل عسفان سے *

‡ ثنیةالوداع نام هی ایک جگهه کا مدینه شریف کے قریب که مکه کي راه میں هی *

§ فزاره قبیله هی غطفان میں سے *

من الماء و امرنا ابوبکر فعرسنا فلما صلینا الصبح امرنا ابوبکر فسننا الغارة الی
یش — یعني حکم کیا حضرت نے ابوبکر کو پهر جهاد کیا همنے بني فزارہ کے آدمیوں
پاني کے نزدیک پهنچے حکم کیا ابوبکر نے تا آرام لیں هم پهر جب نماز پڑهي
حکم کیا ابوبکر نے اور لوٹا همنے اور شبخوں مارا ' اور معارج النبوت اور حبیب السیر
هی که تبوک کي لڑائي کے بعد ایک اعرابي نے آنحضرت صلی اللہ علیه و سلم
آکو عرض کیا که عربوں میں سے ایک قوم وادي الرمل † میں جمع هوئي هی اور
مارنے کا ارادہ رکهتي هی ' آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم نے اپنا نشان حضرت ابوبکر
اور لشکر کا سردار کرکے اُن لوگوں پر بهیجا ' اور جب که بني عمر بن عوف
ه جنگي هوئي اور ظهر کی نماز کے بعد آنحضرت کو خبر پهونچي اور آپ صلعم
ے اُس محله میں تشریف لیگئے بلال کو فرمایا که اگر نماز کا وقت هوجاوے
نه آوں تو ابوبکر کو کهنا که وہ نماز پڑهاویں ' چنانچه عصر کے وقت حضرت ابوبکر
ڑهائي ' اور نویں برس جب حج فرض هوا اور بعضے سببوں سے آنحضرت صلی اللہ
لم کا جانا نهوا ' آنحضرت صلی اللہ علیه و سلم نے ابوبکر صدیق کے تئیں امیر
، بهت سے صحابه کے ساتهه مکه کو بهیجا که وهاں جاکر لوگوں کو حج کراوے ' اور
رت میں جمعرات کي رات سے پیر کي صبح تک نماز میں خلیفه کرنا خود مشهور
ه بیان کي حاجت نهیں ' اب غور کرنا چاهیئے که سردار سے دین کي یهي تینوں
تعلق هوتي هیں ' پهلے جهاد ' دوسرے حج ' تیسرے نماز ' اور ان تینوں چیزوں میں
ت صلی اللہ علیه و سلم نے اپنے سامنے حضرت ابوبکر کو اپنا خلیفه کیا ' اب دین کي
، بات باقي رہ گئي که جس میں حضرت ابوبکر خلیفه اور امام هونے کي لیاقت
تے تهے ●

## دوسرا جواب

هی که همنے یهه بات مانی ' که پیغمبر خدا صلی اللہ علیه و سلم نے حضرت ابوبکر
کسي کام میں سردار کرکے نهیں بهیجا ' لیکن اُسکا سبب یهه هی که آں حضرت
علیه و سلم حضرت ابوبکر کو اپنا وزیر جانتے تهے ' اور بغیر حضرت ابوبکر کے
سرانجام نهوتا تها ' اور همیشه سے بادشاهوں کي رسم اور عادت یهه هی که وزیروں
بڑے امیروں کو پرگنوں اور قصبوں میں عامل کرکے نهیں بهیجتے ' اور لشکروں کا
یں کرتے ' اس واسطے که اُنکے نهونے سے حضوري کے بڑے بڑے عمدہ کام ابتر هوجاتے

---

† نام جنگل

دیں ' اور اسبات کے تئیں خود پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم نے فرمایا هی حاکم حذیفه بن‌الیمان سے روایت کرتا هی' که جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم فرماتے تھے ' که میرا اراده هی که دین سکھانے کے واسطے لوگوں کو دور دور ملکوں میں بھیجوں' جیسے که حضرت عیسی نے اپنے حواریوں کو بھیجا تھا ' جو لوگ که حاضر تھے اُنہوں نے عرض کیا که یا رسول‌الله آپ کے هاں اس طرح کے لوگ جیسے ابوبکر اور عمر موجود هیں' جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم نے فرمایا " انه لا غنیٰ لي عنهما انهما من‌الدین کالسمع والبصر" یعنی میرا گذارا نہیں هوتا ہے ان کے که یهه دونوں دین کے کان اور آنکھه کي مانند هیں' اور پیغمبر خدا صلی‌الله علیه و سلم نے یهه بھي فرمایا هی که میرے تئیں الله تعالی نے چار وزیر دیئے هیں' ابوبکر اور عمر دو وزیر زمین میں ' اور جبرئیل اور میکائیل دو وزیر آسمان میں *

## تیسرا جواب

یهه هی که اگر کسي کام پر نه بھیجنا امامت کي لیاقت جاتے رهنے کا باعث هو ' تو لازم آتا هی که جناب حسنین علیهماالسلام بھي امامت کے لایق نهوں' اس واسطے که حضرت امیرالمومنین نے ان دونوں صاحبوں کے تئیں کسي لڑائي پر اور کسي کام میں نہیں بھیجا ' اور محمد بن حنفیه کو که اُن کے بے مات بھائي تھے بہت سے کاموں پر بھیجا ' یہانتک که لوگوں نے محمد بن حنفیه † سے پوچھا که تمہارے باپ لڑائیوں میں اور جہاں که اندیشه کي جگهه هوتي هی تمہارے تئیں بھیجتے هیں' اور جناب امام حسین علیهماالسلام کے تئیں اپنے سے جدا نہیں کرتے اس کا کیا سبب هی ' اُس امام زادہ منصف نے فرمایا که میرے باپ کي اولاد میں جناب امام حسن اور جناب امام حسین علیهماالسلام دو آنکھوں کي مانند هیں' اور باقي اولاد بمنزله هاتهه پانوں کے ' اور جب تک هاتهه اور پانوں سے کام هو آنکھوں کو کیوں تکلیف دي جاوے ' بلکه آدمي کي خاصیت یهه هی که جس وقت آنکهه پر کچهه آفت پہونچتي هی تو هاتهه سے بچاتا هی *

## پانچواں طعنه

یهه هی که حضرت ابوبکر صدیق نے عمر بن خطاب کے تئیں مسلمانوں کے سب کام کا متولي کرکے سب امت کا خلیفه کیا ' حالانکه پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم کے وقت میں ایک برس صدقه لینے کي خدمت پر مقرر هوکے موقوف هوچکے تھے' اور پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم نے جسکو موقوف کیا هو اُسکو مقرر کرنا صریح پیغمبر کي برعکسي هی *

† محمد بن حنفیه حضرت علي مرتضی کے بیٹے هیں حنفیه اُن کي ما تھي *

## جواب

ں کا جواب یہہ ھی کہ حضرت عمر کے تئیں موقوف سمجھنا بڑي بے وقوفي ھی'
مطلے کہ اگر کوئي شخص ایک خدمت پر کسي کام کے انجام کرنے کو مقرر ھو ' اور
ھو چکے اور اُس کي خدمت بھي تمام ھو جاوے اُس شخص کے تئیں معزول نہیں
تے' اور حضرت عمر کي بھي خدمت اسي طرح کي تھي' جب صدقہ لینے کا کام تمام
ا اُن کي خدمت بھي تمام ھوچکي' اور اگر اس کے تئیں موقوفي کہیں تو لازم آتا
ھر نبي اور امام مرنے کے بعد موقوف ھو جاوے *



## دوسرا جواب

منے یہہ بات مانی کہ حضرت عمر کے تئیں پیغمبر خدا صلی‌اللہ علیہ وسلم نے موقوف
یکن اُس کي موقوفي حضرت ھارون کي طرح تھي' کہ جب حضرت موسی طور سے
یں حضرت ھارون اُن کي خلافت سے موقوف ھوگئے ' لیکن اس سبب سے کہ وہ
ال نبي تھے اس موقوفي سے اُنکي لیاقت امامت میں کچھہ نقصان نہوا ' اسي طرح
، عمر کے تئیں کہ اُن کے حق میں پیغمبر خدا صلی‌اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھی کہ
ن بعدي نبي لکان عمر " یعني اگر ھوتا میرے بعد کوئي نبي تو ھوتا عمر' اس
، نے بھي اُن کي امامت کي لیاقت میں کچھہ نقصان نہ کیا *

## تیسرا جواب

مخالفت پیغمبر کي وہ ھی ' کہ جس چیز کو اُس نے منع کیا ھی اُس کو کریں'
کہ جس کو موقوف کیا ھی اُس کے بحال کرنے میں بھي مخالفت ھو جاوے ' ھاں
اب پیغمبر خدا صلی‌اللہ علیہ و سلم ' حضرت عمر کے مقرر کرنے سے منع کرتے اور
، ابوبکر اُس کو بحال کرتے ' تو البتہ مخالفت ھوتي' جب کہ یہہ بات نہیں ھوئي
الفت کہاں سے ھوئي' اور اگر یہہ بات کہو کہ جو کام کہ آنحضرت نے نہیں کیا اُس کا
، مخالفت ھی' تو یہہ بات لازم آتي ھی کہ جناب علي مرتضی نے بھي حضرت
سے لڑنے میں بھي مخالفت رسول کي کي ھو *

## چھٹا طعنہ

ھی کہ آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے تئیں عمرو بن‌العاص کا
، فرماں بردار اور اُس کے تئیں ان پر سردار کیا' اور اسي طرح اسامہ کے تئیں ان پر

سردار کیا ' اگر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سرداري کي ایاقت رکہتے تھے ' اور اس بات میں بہتر تھے ' تو کس واسطے اُن کو سردار نہ کیا ' اور اور لوگوں کو اُن کا تابع *

## جواب

اس طعنہ کے کئي جواب ھیں' پہلا جواب یہہ ھی کہ اگر اُن کا سردار کرنا نالایق ھونے اور اچھے نہونے پر دلالت کرتا ھی' تو لازم ھی کہ سردار کرنا لیاقت اور اچھے ھونے پر دلالت کرے' پس اگر شیعہ اس بات کے قایل ھوویں' کہ عمرو بن‌العاص اور اسامۃ بن زید اچھے اور امامت کے لایق تھے' اُس وقت سنی اس کا جواب دینگے اور نہیں تو نہیں *

## دوسرا جواب

یہہ ھی کہ ' اگر ایک خاص کام میں ایک کم رتبہ آدمي کو اچھے آدمیوں پر سردار کریں' تو یہہ بات امامت کے لایق اور بہت اچھے ھونے پر دلالت نہیں کرتي' اس واسطے کہ کبھي ایک خاص کام میں سردار کرنا ایک ایسي بات کے واسطے ھوتا ھی' کہ وہ بات ایسے ھي آدمي سے ھو سکتي ھی' اور اچھے آدمي سے نہیں ھوسکتي ھی ' جیسے کہ عمرو بن‌العاص کے سردار کرنے میں ھوا' کہ وہ ایک ذو فنون اور حیلہ باز تھا اور یہي بات منظور تھي کہ دشمنوں کو مکر اور حیلہ سے خراب اور تباہ کرے' یا اُن کے فریب سے آگاہ ھو' اور اوروں کے تئیں اس کام میں اُس کے برابر آگاھي نہ تھي ' اور اسي واسطے چوروں کو پکڑنے اور راھوں کے صاف کرنے اور راتوں کو گشت دینے کي خدمت ایسے ھي لوگوں کو دیتے ھیں ' اور بڑے بڑے امیروں سے یہہ خدمتیں سرانجام نہیں ھو سکتیں ' اور یا ایک خاص کام میں سردار کرنے سے یہہ مقصد ھوتا ھی' کہ کسي مصیبت زدہ اور ماتم کشیدہ کي تسلي اور تشفي ھو ' جیسے کہ اسامہ کے واسطے ھوا کہ اُس کا باپ روم و شام کي فوج سے شہید ھوا تھا ' اگر اُس لشکر کا سردار جو رومیوں سے لڑنے کو جاتا تھا اسامہ کو نہ کرتے ' اور اُسکے باپ کا بدلہ لینے کو اُس کے تئیں مقرر نہ کرتے ' تو اُس کي تسلي اور تشفي اور اُس کو نام اور مرتبہ حاصل نہوتا *

## تیسرا جواب

یہہ ھی ' کہ پیغمبر خدا صلی‌اللہ علیہ وسلم کے تئیں یہہ منظور تھا ' کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اُن باتوں سے بھي واقف ھو جاویں' جو تابعوں کو اپنے سرداروں کے ساتھہ کرني ھوتي ھیں' اور سردار کس طرح سے اپنے تابعوں کي حال پرسي کرتے ھیں' اور یہہ بات

جب تک کہ دو ایک دفعہ کسی کے تابع نہوں بالیقین معلوم نہیں ہو سکتی' یہہ بات بھی آنحضرت کی سرداری اور خلافت سکھانے کے واسطے تھی' اس کی مثال یہہ ہی کہ بادشاہ جب تک کہ سپاہ گری سے امیری اور امیری سے وزارت اور وزارت سے سلطنت پر نہ پہونچے بادشاہت کا کام اچھی طرح سے سرانجام نہیں دیتا ' جیسے کہ تیمور اور نادر شاہ ' پس یہہ بات صاف اس بات پر دلالت کرتی ہی ' کہ اس طرح کی تعلیم سے آں حضرت کو ان کے حق میں بڑی ریاست دینی منظور تھی' اور اسی تربیت سے جو آنحضرت نے ان دونوں صاحبوں کے حق میں کی تھی' یہہ دونوں صاحب اپنی خلافت میں لشکریوں اور امیروں کو اس طرح رکھتے تھے کہ اُس سے بہتر انتظام متصور نہیں' کہ اُن کے امیروں کو نہ پھرجانے اور نہ مقابلہ کرنے کا خیال تھا ' نہ اُن کے لشکریوں کو لڑنے بھڑنے کٹنے مرنے میں سستی' اور نہ لوٹنے اور مارنے میں بیباکی تھی' اور امیروں کو لشکر پر اور لشکر کو امیروں پر کچھہ ظلم اور زور نہ تھا ' اور رعیت چین چان امن امان سے رہتی تھی' اور دن بدن ملک و مال ہاتھہ لگتا تھا ' اور یہہ بات تاریخوں سے چاند کی طرح چمکتی ہی' کہ اُس پر خاک پڑ نہیں سکتی ' اور کچھہ شیعہ ین اس میں پیش نہیں جاتا ' اور شیعوں نے امور موہومہ میں دھوم دھام کی ہی کہ اگر ایسا ہوتا تو خوب ہوتا اور ویسا ہوتا تو خوب ہوتا *

## ساتواں طعنہ

یہہ ہی ' کہ حضرت ابوبکر نے اپنا خلیفہ کرنے میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی' اس واسطے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سب امت کا نیک و بد خوب جانتے تھے' اُنہوں نے تو اپنا خلیفہ کسی کو نہیں کیا تھا ' پھر حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو کیوں خلیفہ کیا *

## جواب

اس طعنہ کے بھی کئی جواب ہیں' پہلا جواب یہہ ہی کہ یہہ بات کہنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں کیا تھا بالکل جھوٹ ہی ' اس واسطے کہ اگر شیعوں کے مذہب پر بحث کی جاوے' تو شیعہ اس بات کے خود قایل ہیں' کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی مرتضی علیہ السلام کو اپنا خلیفہ کیا تھا ' اس صورت میں اگر حضرت ابوبکر بھی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلے تو کیا برا کیا ' اور اگر سنیوں کے مذہب پر گفتگو کی جاوے تو سنیوں کے نزدیک بھی ثابت ہی' کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اور حج میں حضرت ابوبکر کو خلیفہ کیا تھا' اور

صحابہ کہ پیغمبر خدا صلی‌اللہ علیہ وسلم کے مزاجداں اور عقلمند تھے اُن کے تئیں اتنا اشارہ کافي تھا ' مثل مشہور ھی کہ " عاقلاں را یک اشارہ بس است " اور حضرت ابوبکر نے یہہ بات سوچي کہ عرب اور عجم کے بہت سے لوگ ابھي مسلمان ھوئے ھیں ' اگر اُن کے تئیں صاف صاف نہ کہہ دیا جاویگا ' تو یہہ لوگ اس باریکي کو نہیں سمجھینگے ' اس واسطے لکھہ پڑھہ دیا *

## دوسرا جواب

یہہ ھی کہ اگر فرض کیجیئے' کہ آنحضرت صلی‌اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ نہیں کیا تھا ' تو اس کا یہہ سبب تھا کہ اُن کے تئیں اللہ کي طرف سے وحي اور الہام سے یقین تھا ' کہ میرے بعد ابوبکر ھي خلیفہ ھوگا ' اور سب صحابہ اُن سے رجوع کرینگے' اور سوائے اُنکے اور کسي کو دخل نہ دینگے' چنانچہ یہہ حدیثیں جو سنیوں کي کتابوں میں موجود ھیں اس بات پر صاف دلالت کرتي ھیں " فابي علي الا تقدیم ابي بکر " یعني پھر نہ چاھا مگر مقدم ھونا ابوبکر ھي کا ' اور حدیث " یابی‌اللہ والمومنون الا ابابکر " یعني نہ چاھیگا خدا اور سب مومن مگر ابوبکر ھي کو ' اور حدیث " انہ خلیفۃ من بعدي " یعني البتہ وہ خلیفہ ھی میرے بعد ' اور جب کہ آنحضرت صلی‌اللہ علیہ وسلم کو ایسا یقین تھا تو لکھنے کي کچھہ حاجت نہ تھي' بلکہ صحیح مسلم میں یہہ بات لکھي ھی' کہ آنحضرت صلی‌اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں حضرت ابوبکر اور اُن کے بیٹے کو بلایا کہ خلافت کا عہدنامہ لکھوادیں ' اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالی اور سب مسلمان آپ سے آپ ابوبکر کے سوائے کسي کو خلیفہ نہیں کرینگے' کچھہ لکھنے کي حاجت نہیں' اور حضرت ابوبکر کو کچھہ وحي نہ آتي تھي کہ اُنکو یقین کامل ھوتا ' اور نہ اُن کو عقلاً یہہ بات معلوم ھوتي تھي کہ میرے بعد بلاشک حضرت عمر ھي کو خلیفہ کردینگے ' اور حضرت ابوبکر اپنے نزدیک حضرت عمر کو خلافت کے لایق جانتے تھے' اس واسطے اُنکو ضرور پڑا تھا ' کہ اُمت کے واسطے جو بہتر ھو وہ کریں' اور شکر خدا کا کہ حضرت ابوبکر کي عقل خوب پہونچي' کہ حضرت عمر کے وقت میں جیسا کہ انتظام اور شوکت دین کي ھوئي اور کافر مارے گئے ایسا کسي نبي کے خلیفہ سے نہیں ھوا *

## تیسرا جواب

یہہ ھی' کہ خلیفہ نہ کرنا اور چیز ھی' اور منع کرنا اور چیز ھی' اگر آنحضرت خلیفہ کرنے سے منع کر دیتے اور حضرت ابوبکر خلیفہ کرتے تب مخالفت ھوتي' نہ یہہ کہ آنحضرت

نه نہیں کیا ' اور حضرت ابوبکر نے خلیفه کردیا ' تو بس مخالفت ہوگئی ' اور اگر یہہ
ن ہی تو یہہ بات لازم آتی ہی ' که توبه توبه جو حضرت علی مرتضی نے حضرت
سن علیه‌السلام کو خلیفه کیا ' تو یہہ بہی پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم کی مخالفت
*

## آتہواں طعنه

، ہی که حضرت ابوبکر کہتے تہے " ان لی شیطاناً یعتریني فان استقمت فاعینوني
مت فقوموني " یعني میرے لیئے بہی ایک شیطان ہی که سامنے آجاتا ہی پہر اگر
کم شرعي میں سیدہا رہا کروں تو میري مدد کیا کرو اور جو کجي کروں تو مجہے
و درست کردیا کرو ' اور جس شخص کو که شیطان وسوسه میں ڈالے اور بہکاوے وہ
کے قابل نہیں ہی *

## پہلا جواب

ہی ' که سنیوں کي معتبر کتابوں میں یہہ روایت صحیح نہیں ہی که اس سے
، ' بلکه اس کے سواے ایک اور روایت صحیح اور ثابت ہوئي ہی ' که حضرت ابوبکر
، وقت حضرت عمر کو بلایا اور وصیت کي اور یہہ باتیں کہیں " والله مانمت
ت و ما شبهت فتو همت و اني لعلي السبیل ما زغت و لم ال جهداً واني اوصیک
الله الی اخرالکلام " یعني قسم خدا کي میں کبہي غافل نہیں ہوا که خیال پریشان
ور نه شبهه میں پڑا ہوں که بہکتا ' میں سیدہي راہ پر ہوں ذرا بہي نہیں بہٹکا اورکچہه
ہیں کیا کوشش میں اور تجہے بہي یہي وصیت کرتا ہوں که خدا سے ڈرتا رہو '
بته پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم کي وفات کے بعد جب حضرت ابوبکر خلیفه
، جو خطبه که آپ نے سب سے پہلے پڑہا وہ یہہ خطبه تہا ' که اے رسول خدا کے
، میں پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم کا خلیفه ہوں ' لیکن دو چیزیں که پیغمبر خدا
ہ علیه وسلم ہي کے واسطے ہیں مجہه سے مت چاہنا ' ایک وحي ' اور دوسري † عصمت
سے ' اور یہہ خطبه مسند امام احمد اور اور سنیوں کي کتابوں میں موجود ہیں ' اور
طبه کے آخر میں یہہ بہي ہی ' که میں معصوم نہیں ہوں ' تمہارے تئیں میري
أنہیں باتوں میں فرض ہی جو پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم کي سنت اور الله

---

† عصمت سنیوں کے نزدیک یہه ہی که کسي شخص کے ہاتہه پر گناه نه پیدا ہو اور شوق عبادت سے پہنے کا دل میں ہو *

کي شریعت کے موافق هوں، اور اگر خدا نخواسته میں تمهارے تئیں خلاف اُس کے کہیں تو هرگز نمانو، اور میرے تئیں اطلاع کرو، اور سب مسلمانوں کا یهي عقیده هی، اور سبحان‌الله که حضرت نے کیا انصاف کي بات کهي هی، پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم کے وقت میں سب لوگوں کے تئیں عادت بڑي هوئي تهي که جو مشکل هوتي تهي وحي کي طرف رجوع کرتے تهے، اور پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم جو حکم دیتے تهے اُن کي عصمت کے سبب بے تامل مانتے تهے، خلیفوں کے تئیں لازم هی که سب سے پہلے ان دونوں † چیزوں سے آگاه کریں که یهه خاصه پیغمبر هي کا هی اور کسي کا نهیں *

## دوسرا جواب

یهه هی که کلیني جو شیعوں کے هاں بهت معتبر کتاب هی اُس میں حضرت امام جعفر صادق سے صحیح روایتیں موجود هیں، که هر مسلمان کے ساتهه ایک شیطان هی که اُس کے بهکانے کا اراده رکهتا هی، اور صحیح حدیث میں بهي هی " ما من منکم من احد الا وقد وکل به قرینه من‌الجن " یعني نهیں کوئي تم میں سے مگر یهه که اُس پر مقرر هی ایک همراهي جنوں میں سے، یهاں تک که صحابه نے عرض کیا که یا رسول‌الله صلی‌الله علیه وسلم آپ کے واسطے بهي شیطان قرین هی، فرمایا که هاں هی، لیکن الله تعالی نے میرے تئیں اُسپر غلبه دیا هی که اُس کے فریب سے بچا رهتا هوں، پس جس صورت میں که نبیوں کے پاس بهکانے کے واسطے شیطان کے آنے اور رهنے سے نبوت میں کچهه نقصان نهو تو حضرت ابوبکر کي امامت میں کیوں قصور هونے لگا تها، اسواسطے که امام کے تئیں متقي هونا ضرور هی، اور متقیوں کے بهي دل میں شیطان شبهه ڈالتا هی، مگر وه خبردار هوجاتے هیں اور اُس کے موافق کام نهیں کرتے قوله تعالی " ان‌الذین اتقو اذا مسهم طائف من‌الشیطان تذکروا فاذا هم مبصرون " یعني جو لوگ ڈر رکهتے هیں جهاں پر کیا اُنپر شیطان کا گذر چونک گئے پهر تب هي اُنکو سوجهه آگئي، البته اُس شخص کي امامت میں قصور هوتا هی که شیطان سے مغلوب هوجاوے، اور اُس کے بهکائے پر کام کرے، اور جهت پٹ توبه نکرے، قوله تعالی " واخوانهم یمدو نهم في‌الغي ثم لایقصرون " یعني اور بهائي هیں وه انکو کهینچے جاتے هیں غلطي میں پهر وه کمي نهیں کرتے، اور یهه مرتبه فسق اور فجور کا هی که سب کے نزدیک امامت میں خلل انداز هی *

---

† یعني وحي اور عصمت *

# تیسرا جواب

یہہ ھی ، کہ اگر حضرت ابوبکر نے اس طرح کی بات کہی تو بھی اُن کی امامت میں نقص نہیں اسواسطے کہ جناب علی مرتضی کہ سب کے نزدیک امام برحق ھیں دوستوں سے اسی طرح کی باتیں کہتے تھے' چنانچہ نہج البلاغت میں کہ شیعوں کے ھاں صحیح کتاب ھی لکھا ھی' وھو قولہ " لاتکفوا عن مقالۃ بحق او مشورۃ بعدل فانی لست ان اخطی ولا امن ذالک من فعلی الی اخر ما سبق نقلہ " یعنی نہ چوکو تم سچی بات سے اور اچھے مشورے سے کہ میں بھی خطا کرسکتا ھوں' اور میرے کام میں بھی خطا کا ڈر ھی ' اور جس شخص نے کہ قران میں سے الف لام میم کا سپارہ پڑھا ھوگا وہ بھی جانتا ھی' کہ حضرت آدم کے تئیں شیطان نے وسوسہ ڈالا اور بہشت سے نکالا ' اور کلام اللہ سے ثابت ھی کہ حضرت آدم خلیفہ تھے قولہ تعالی " انی جاعل فی الارض خلیفہ " یعنی مجھکو کرنا ھی زمین میں ایک نایب ' اور جس شخص نے کہ قران میں سے سورہ ص پڑھی ھوگی وہ بھی جانتا ھی ' کہ حضرت داؤد کے تئیں جورو کے مقدمہ میں شیطان نے کسقدر وسوسے ڈالے' یہاں تک کہ اللہ تعالی کی خفگی ہوئی' اور توبہ استغفار کی نوبت پہونچی' اور کلام اللہ سے ثابت ھی' کہ حضرت داود خلیفہ تھے قولہ تعالی " یا داود انا جعلناک خلیفۃ فی الارض " یعنی اے داود تحقیق کیا ھمنے تیرے تئیں خلیفہ زمین میں' اور جس شخص نے حضرت سجاد † کا صحیفہ کاملہ دیکھا ھوگا اور سمجھا ھوگا ' تو جانتا ھوگا کہ حضرت سجاد نے اپنے حق میں کیا فرمایا ھی کہ " قد ملک الشیطان عنانی فی سوءالظن وضعف الیقین و انی اشکو سوء مجاورتہ لی وطاعۃ نفسی لہ " یعنی پھیرتا ھی شیطان باگ میری بدگمانی میں اور سستی اعتقاد میں' اور شکوہ کرتا ھوں اُس کی بدھمسایگی سے' اور نفس کی تابعداری کرنے سے شیطان کے لیئے' اب اس عبارت کے تئیں اور حضرت ابوبکر کی عبارت کے تئیں تولنا چاھیئے' اور الفاظ " یعترینی و ان زغت " کو ایک پلہ میں رکھو اور الفاظ " ملک عنانی وطاعۃ نفسی" کو ایک پلہ میں رکھو ' اور اس کو غور کرو کہ حضرت امام فرماتے ھیں کہ پھیرتا ھی شیطان باگ میری بدگمانی اور سستی اعتقاد میں' اور حضرت ابوبکر کہتے ھیں کہ اگر میں کجی کروں تو مجھے راست و درست کردو ' یعنی حضرت امام کا کلام یقین پر دلالت کرتا ھی' کہ بے شک یہہ بات ھوئی ' اور کلام حضرت ابوبکر احتمال پر ' کہ اگر یوں ھو تو ایسا کرو' اور ان " زغت " سے ھرگز یہہ بات نہیں پائی جاتی کہ طرفین میں

---

† سجاد لقب ھی امام زین العابدین کا اور نام مبارک اُنکا علی ھی *

سے کوئي بات واقع هوئي هو ' اور يهه بهي سمجهو که اگر کسي شخص کے تئيں شيطان
بهکاوے' اور وه نه بهکے تو کچهه نقصان نهيں' بلکه بهت بڑائي کي بات هے' اور سورة يوسف
ميں سے " وما ابرء نفسي ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربي " کو يعني اس آيت کو که
ميں پاک نهيں کهتا اپنے جي کو جي تو سکهاتا هے برائي مگر جو رحم کيا ميرے رب نے
تلاوت کرو اور حضرت ابوبکر کو اس ذرا سي بات سے امامت کے مرتبه سے نگراو *

## نواں طعنه

يهه هے که حضرت عمر کهتے تهے که " الا ان بيعت ابي بکر کانت فلتة وقي الله المومنين شرها فمن عاد الي مثلها فاقتلو " يعني هوشيار هو اور سمجهو که بيعت ابوبکر کي جلدي ميں هوگئي' خدا مسلمانوں کو اُس کي آفت سے بچاوے' پهر اگر کوئي ايسا کام کرے تو اُسے مار ڈالیو ' اور بخاري ميں اور الفاظ هيں که اُن کے معني بهي يهي هيں ' اس سے صاف ثابت هے که حضرت ابوبکر سے بيعت کرني يکايک بے سمجهے بوجهے هوگئي' اور اُنکو بے تامل بغير دليل کے خليفه کرديا ' اس صورت ميں اُنکا خليفه هونا بيجا هوا ' اور اُنکي خلافت برحق نهوئي *

## جواب

اس طعنه کا جواب يهه هے ' که حضرت عمر نے يهه بات ايک شخص کے جواب ميں کهي تهي' که وه شخص حضرت عمر کے زمانه ميں کهتا تها ' که اگر حضرت عمر مر جاوينگے تو ميں فلانے شخص کے ساتهه بيعت کرکے اُسکو خليفه کرونگا ' اس واسطے که حضرت ابوبکر کے ساتهه بهي دو ايک آدميوں نے بے سمجهے بوجهے يکايک بيعت کي تهي' اور آخر کو وهي خليفه هوئے' اور سب صحابه اُن کے تابع هوگئے' چنانچه بخاري ميں يهه بات موجود هے' پس حضرت عمر کے قول کے يهه معني هيں که ايک دو آدميوں کي بيعت کرني بے تامل اور بے مشورة رئيسوں اور مجتهدوں کے صحيح نهيں' اور اگرچه حضرت ابوبکر کے ساتهه بهي يکايک بيعت هوئي تهي' ليکن معلوم هوا که حق حقدار کو پهونچا ' اور يهه بيعت ٹهيک ٹهيک هوئي' اس ليئے که اُنکي خلافت کي دليليں ' جيسا نماز ميں امام کرنا اور اُنکا سب صحابه سے بهتر هونا بهت ظاهر تها ' هر شخص کے تئيں حضرت ابوبکر پر قياس نکرنا چاهيئے' بلکه اگر اور کوئي اس طرح پر بيعت کرے اُسکو مار ڈالنا چاهيئے' اس واسطے که ايسي بات ميں جو سوچنا سمجهنا اور اجماع ضرور هے اُس نے نکيا ' اور مسلمانوں ميں

ِتهایا ' اور اس قول کے آخر میں " ولیکم مثل ابی‌بکر " بهي هی' که شیعوں نے اس
ِں چهپا رکها هی' اور اس کے معني یهه هیں' که کون هی تم میں ابوبکر کي مانند
ِ میں' که اُسے بیعت کرنے میں مشورۃ کي حاجت نهیں' اس سے ثابت هوا که
ِ الله شرها " کے معني یهي هیں' که اگرچه حضرت ابوبکر کي خلافت سقیفه † بني
ِ میں اس سبب سے که انصاري بوسر پرخاش تهے اور لمبی چوڑے مشورہ کي فرصت
بهت جلدي هوئي ' اور جلدي بیعت کرنے میں صرف یهه اندیشه هوتا هی که مبادا
ِ بیجا هو ' اور ایک نالایق امام هوجاے' لیکن الله کي عنایت سے نه هوا اور حق حقدار
ِونچا ' اور ظاهر هی که حضرت عمر کا یهه مطلب نتها که حضرت ابوبکر کي بیعت
ِح نه تهي اور خلافت درست نهوئي' اس واسطے که حضرت عمر اور عبیدۃ بن‌الجراح
ِضرت ابوبکر کے ساتهه سقیفه میں سب سے پهلے بیعت کي ' اور اُن کے بعد اوروں نے '
ِعس وقت که ان دونوں صاحبوں نے بیعت کي تهي اُس وقت فرمایا تها که " انت
ِا و افضلنا " یعني تحقیق تو اچها هی هم میں اور بهتر هی هم میں' اور اس کلمه کو
صحابه مهاجرین اور انصار نے جو حاضر تهے سنا اور انکار نه کیا ' بلکه مانا ' اس صورت
حضرت ابوبکر کا اچها هونا اور بهتر هونا سب صحابه کے نزدیک مسلم‌الثبوت تها ' اور
ِري اسبات پر پرخاش کرتے تهے که هم میں سے بهي ایک خلیفه هو ' اور یهه نهیں
ِ تهے که حضرت ابوبکر خلافت کے لایق نهیں هیں ' اور سنیوں کے هاں صحیح روایتوں
ِابت هی که سعد ‡ بن عبادۃ اور امیرالمومنین علیه‌السلام اور حضرت زبیر نے بهي
ِرت ابوبکر سے بیعت کي' اور پهلے دن بیعت نکرنے کا عذر کرکے یهه شکایت کي که تمنے
ِباب میں هم سے بهي کیوں نه صلاح لے لي' حضرت ابوبکر صدیق نے اُس کے جواب
ِ انصاریوں اکي پرخاش اور اُنکي جلدي بیان کي' اور حضرت امیرالمومنین علیه‌السلام اور
ِرت زبیر نے یهه بات پسند کي' چنانچه سنیوں کي معتبر کتابوں میں بهت جگهه
ِ هی' اور اگر حضرت عمر کي اسبات کو حضرت ابوبکر کي نسبت دلیل پکڑتے هو' تو
ِ هی که حضرت عمر کے سب قولوں کو جو حضرت ابوبکر اور اُن کي خلافت کے حق

---

† نام مکان ‖

‡ سعد بن عبادۃ انصار کے رئیس تهے اور وہ لوگ چاهتے تهے که اُنهیں اپنا خلیفه کریں ایک امیر
ِ ورن میں رهے اور ایک انصار میں جب که حضرت ابوبکر نے کها که پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم نے
ِ یا هی که خلیفه قریش میں سے هو انصار چپ هو رهے اور سعد بن عبادۃ نے اُسوقت حضرت ابوبکر سے
ِ بیعت نه کي مگر اخر کو بیعت کرلي ‖

میں هیں سمجھو اور اس قول کے ساتھ تولو ' اور دیکھو ' که یهه کتنا هی اور وه کافی غرض که حضرت عمر کے تئیں حضرت ابوبکر کي خلافت کا معتقد نه جاننا عجب تماشے کي بات هی' که کہیں اور سمجھنے میں نہیں آتي *

## دسواں طعنه

یهه هی ' که حضرت ابوبکر کہتے تھے که " لست بخیرکم و علی فیکم " یعني میں کچھه کسے اچھا نہیں هوں اور علي مرتضی تم میں موجود هیں ' پس اگر یهه بات سچ هی تو بھي حضرت ابوبکر امامت کے لایق نه تھے' اس واسطے که باوجود اس کے که اچھا شخص موجود هو پھر کم رتبه آدمي امام نہیں هوسکتا ' اور اگر جھوٹ هی تو بھي حضرت ابوبکر امامت کے قابل نه تھے' اس واسطے که جھوٹا فاسق هی اور فاسق امامت کے قابل نہیں *

## پہلا جواب

یهه هی' که یهه روایت سنیوں کی کسي کتاب میں نہیں هی' پہلے سنیوں کي کسي کتاب میں سے اس روایت کو ثابت کرو بعد اُس کے جواب چاهو ' اور جھوٹا بتنگڑ بنا لینے سے کچھه سنیوں کو الزام نہیں هوتا *

## دوسرا جواب

یهه هی' که همنے شیعوں کے لکھنے سے اس روایت کو مانا ' اس کا جواب یهه هی که حضرت امام سجاد فرماتے هیں جیسا که صحیفه کامله میں که شیعوں کے نزدیک بہت معتبر کتاب هی موجود هی که " اناالذي افنت الذنوب عمره الخ " یعني میں وه هوں که کھو دیا هی گناهوں نے میري عمر کو ' اگر حضرت امام سجاد اس باب میں سچے تھے تو امامت کے قابل نه تھے' اس واسطے که جو شخص گناه کرے امامت کے قابل نہیں هوسکتا ' اور اگر جھوٹے تھے تو بھي امامت کے لایق نه تھے' اس واسطے که جھوٹا فاسق هی اور فاسق امامت کے قابل نہیں هوتا ' اس صورت میں شیعه جو جواب که حضرت سجاد کي طرف سے دیں' وهي جواب حضرت ابوبکر کي طرف سے سمجھه کر تخفیف تصدیع کریں' اور شیعوں کے بعضے عالموں نے اس روایت میں دو لفظ اور بڑھائے هیں که " اقیلوني اقیلوني " یعني میں اس خلافت سے باز آیا مجھے معاف رکھو ' اور کہتے هیں که حضرت ابوبکر امامت چھوڑتے تھے' اور جو شخص که امامت چھوڑے وه امامت کے لایق نہیں' اور عجب تماشے کي بات هی که شیعه خود اس بات کے معتقد هیں' که حضرت موسی پیغمبري چھوڑتے تھے'

اور حضرت هاروں کو دیئے تھے، پس اگر یهه بات ثابت بهي هو تو حضرت ابوبکر کا امامت کو چهوڑنا ایسا هي تها جیسا که حضرت موسیٰ کا پیغمبري کو چهوڑنا ، بلکه اس سے بهي کم، اس واسطے که پیغمبري کا چهوڑنا باوجود اس بات کے که الله تعالیٰ نے بلا واسطه اُن کو دي تهي بهت بڑا هی، اور ایسي امامت کا چهوڑنا که بقول شیعوں کے چند لوگوں نے جمع هوکر انصاریوں کي پرخاش کے ڈر سے اور مدینه کي نگهباني کي مصلحت سے اُن کو امام کردیا تها ، اور خدا کي طرف سے اُن کو امامت نه تهي، چنداں بڑا نهیں، اسواسطے که جب لوگوں نے ایک شخص کے تئیں سردار کردیا تو کیا ضرور هی که تمام عمر اُس کو قبول رکهے، اور دین دنیا میں محنت لے، اور پهلي دفعه جو قبول کي تهي انصاریوں کي پرخاش دفع کرنے کے واسطے کي تهي، جب وہ بات جاتي رهي تو چاها که اپنے چین سے زندگي بسر کریں، اور غور کرو که خود شیعوں کي روایت سے یهه بات ثابت هی که حضرت ابوبکر کو کچهه امامت کي طمع نه تهي اور خود چهوڑتے تهے اور صحابه قبول نه کرتے تهے، اور ادنی سے اعلی تک نے زبردستي سے حضرت ابوبکر کو خلیفه کیا ، اور اگر یهه بات نه تهي تو آپ ایسي بات کاهیکو کهتے ، اگر ایک بادشاہ هو نه بالکل سلطنت کرنے کي طاقت نه رکهتا هو اور بڈها اور اندها اور بهرا هوگیا هو، اور چند آدمیوں پر حکم کرنے کے سوا اور کچهه دنیا کي لذت اُسے سلطنت سے نهو ، اور اُس سے کها جاوے که اس سلطنت کو اپنے چاهیتے سے چاهیتے بیٹے کو دیدے تو بهي قبول نه کریگا ، بلکه بادشاہ تو در کنار ایک گانوں کا نمبر دار اور ایک محله کا محله دار بهي ایسا نه کریگا خیال کرو که حضرت ابوبکر کو الله تعالی نے کتني بڑي ریاست دي تهي، که دنیا میں اچهے سے اچها درجه الله تعالی نے اُن کو نصیب کیا تها ، ایسي اچهي چیز کو چهوڑتا تها اور لوگوں کو دیتا تها کسقدر بے طمع اور زاهد هوگا ، اور شیعوں کي کتابوں میں صحیح روایتوں سے ثابت هی ، که حضرت عثمان کے شهید هونے کے بعد جناب علي مرتضی خلافت قبول نه کرتے تهے، جب که مهاجرین اور انصار نے بهت سي منتیں کیں تب قبول کیا ، حضرت ابوبکر نے بهي اس نظر سے که سب لوگ اچهي طرح میري امامت کا اقرار اور اُسے قبول کریں کها تو کیا مضائقه هوا *

## گیارهواں طعنه

یهه هی، که آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر کے تکیں سورہ برات † دیکر مکه بهیجا تها ، اتنے میں جبرئیل آئے اور کها که ابوبکر سے برات چهین لے ، اور حضرت علي کو دے ، جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم نے حضرت علي مرتضی کو حضرت ابوبکر کے پیچهے بهیجا ،

† کلام الله کي سورہ کا نام هی اور وہ سورہ دسویں سپارہ میں هی *

اور کہا که برات چھین لے' اور آپ مکه والوں کو جاکر سنا' پس جس صورت میں که
ابوبکر الله تعالی کے ایک حکم کے بھی پہونچانے کي لیاقت نه رکھتے هوں' تو سب مس
کی ریاست کے لیئے اور سارے قران اور شریعت کے احکام بجا لانے کے واسطے کیونکر
هو سکتے هیں *

## جواب

اس طعنه کا جواب یهه هی' که شیعوں نے اس روایت میں عجب تماشا کیا هی
سر اور کسی کا پانوں لیکر ایک صورت بنائي هی' اور یهه شعر انهي کے مناسب حـ
چه خوش گفت است سعدي در زلیخا * الایاایهاالساقي ادر کاساوناولها
یهه تو وهي نقل هوئي که ایک شخص نے مسئله پوچها تها' که خشن اور خشبین مع
تینوں بیٹیوں کے واسطے کیا حکم هی "ببیں تفاوت ره از کجاست تا به کجا" اس
کی حقیقت یهه هی' که سنیوں کے هاں اس قصه میں مختلف روایتیں هیں'
روایتوں میں یهه بات تحقیق هی' که حضرت ابوبکر کو حج کی امارت دیکر بهیجا
سورہ برات پہونچانے کو' اور جب که حضرت ابوبکر روانه هوچکے اُس کے بعد سورہ بر
هوئی' اس نئے حکم کے پہونچانے کے واسطے جناب علي مرتضی کو روانه کیا' اس صو
هرگز حضرت ابوبکر کي موقوفي نهوئي' بلکه یهه دونوں شخص دو کاموں کے واسط
هوئے' ان روایتوں میں شیعوں کو کچھه اعتراض کی جگهه نهیں' اس واسطے که جب
ابوبکر کا مقرر هونا نه ثابت هوا تو موقوفي کیونکر هوسکتي هی' چنانچه تفسیر بیض
اور مدارک اور زاهدي اور تفسیر نظام نیشا پوري اور جذب القلوب اور مشکوة شر
شرحوں میں یهه روایت هی' اور محدثوں کے نزدیک بهي یهه بات قوي هی' اور
حسیني اور معارج النبوت اور روضة الاحباب اور حبیب السیر اور مدارج النبوت میں
لکهي هی' که آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے حضرت ابوبکر کو سورہ برات کے پڑهن
فرمایا تها' اور بعد اُس کے جناب علي مرتضی کو اس بات کے واسطے مقرر کیا'
دو احتمال هیں' ایک یهه که حضرت ابوبکر کو سورہ برات پڑهنے کي خدمت سے
کرکے جناب علي مرتضی کو مقرر کیا' دوسرے یهه که حضرت علي مرتضی کو حضر
کے شریک کیا که دونوں ملکر اس کام کو کریں' اور روایتیں روضة الاحباب اور بخاري
اور سب محدثوں کي دوسرے احتمال کي تائید کرتي هیں' اس واسطے که ان
متفق هوکر روایت کي هی' که حضرت ابوبکر صدیق نے ابو هریرہ اور چند آدمیو

جناب علي مرتضىٰ کے متعین تھے نحر † کے دن حکم دیا که پکاردیں که "لا یحج بعدالعام مشرک ولا یطوف بالبیت عریانا" یعني نه حج کریں اس برس کے بعد سے مشرک اور نه طواف کریں ننگے لوگ؛ اور ان روایتوں سے صاف ثابت هوا که حضرت ابوبکر اس خدمت سے موقوف نهوئے تھے' ورنه دوسرے کے کام میں کیوں دخل کرتے' اور پکارنے کے لیئے لوگ کاهیکو مقرر کرتے' پس اس صورت میں که معزولي نهوئي شیعوں کا اعتراض اُٹھ گیا' اب پہلا احتمال باقي رها" که لا یؤدی علي الا رجل مني" یعني نه پهونچاوے یهه حکم میري طرفسے مگر کوئي آدمي میرے گھر کا' اُس کو تقویت دیتا هی' اور جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم کا یهه حکم بهي' که سورهٔ برات کو ابوبکر سے لے اور تو اُس کو پڑه اگر صحیح گنا جاوے تو اُسي کي تائید کرتا هی' اس کا جواب یهه هی که حضرت ابوبکر کي موقوفي اُن کي بے لیاقتي یا اس کام کے قابل نهونے کے سبب نه تهي' اس واسطے که سب کے نزدیک ثابت هی که حضرت ابوبکر حج کي سرداري سے موقوف نهوئے تھے' اور حج کي سرداري کي لیاقت رکھتے تھے' اور اُس میں لاکھوں مسلمانوں کي عبادت کي درستي هوتي هی' اور بهت سے حکم ادا کیئے جاتے هیں' اور خطبے پڑھے جاتے هیں' اور مسئلے سکھلائے هوئے هیں' اور اُس انبوه میں جو نئي نئي باتیں هوتي هیں اُس کے فتوے دیئے جاتے هیں' که اُن باتوں کے لیئے بڑا اجتهاد اور بهت سا علم چاهیئے' جبکه اتني اتني بڑي باتیں حضرت ابوبکر سے متعلق ثابت هوئیں' تو قران کي کئي آیتوں کو پکار کر پڑھنے کي لیاقت که هر قاري اور حافظ اُسکو پڑھ سکتا هی کیونکر نهوگي' اور حضرت ابوبکر کے خطبوں کي اور حج کروانے کي تعریفیں' جو حضرت ابوبکر سے اُس وقت هوئیں تھیں' صحیح نسائي اور حدیث کي کتابوں میں بهت جگهه موجود هیں' اور سب مورخین کے نزدیک ثابت هی که حضرت علي مرتضى اس سفر میں حضرت ابوبکر کي پیروي کرتے تھے' اور اُنکے پیچھے نماز پڑھتے تھے' اور حج کے کاموں میں اُن کي تابعداري کرتے تھے' اور تاریخ کي کتابوں سے اور حدیثوں سے ثابت هی' که جب که حضرت علي مرتضى مدینه منوره سے جلدي جلدي چلے' اور جھٹ پٹ حضرت ابوبکر کے پاس پهونچے' اور جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم کي اونٹني کي آواز حضرت ابوبکر نے سني بیقرار هوئے' اور جانا که شاید پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم آپ حج کروانے کو تشریف لائے' اور سارے لشکر کو کھڑا کیا اور ٹھہرے' جبکه حضرت علي مرتضى سے ملاقات هوئي تو پوچھا که "امیر او مامور" یعني تو سردار هی اور میں سرداري سے موقوف هوا یا تو تابع هی اور میں سردار' حضرت علي مرتضى نے

† نحر کا دن بارهوین کي دسویں تاریخ کو کهتے هیں که اُس روز قرباني ذبح کي جاتي هی *

جواب دیا کہ میں تابع ہوں، بعد اس کے حضرت ابوبکر روانہ ہوئے اور † ترویہ کے دن سے پہلے خطبہ پڑھا اور اسلام کے طریقہ کے موافق حج کے قاعدے لوگوں کو سکھانے شروع کیئے، اب ضرور ہی کہ حضرت ابوبکر کی موقوفی جو قران کی چند آیت کے پڑھنے سے ہوئی بے لیاقتی اور ناقابلیت کے سوا اس موقوفی کی اور کوئی وجھہ ہو، اور نہیں تو حضرت ابوبکر کو اتنے بڑے کام پر بحال رکھنا اور چھوٹے آسان کام سے موقوف کرنا صریحاً عقل کے برخلاف ہی، اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ وسلم سے کہ سب سے بڑے عقلمند تھے اُن سے بھی یہہ بات نہیں ہوسکتی چہ جاے کہ اللہ تعالی حکمت کے برخلاف حکم بھیجے، اور وہ وجھہ یہہ ہی کہ عرب کے لوگوں کی عہد و پیمان کرنے یا لڑنے اور صلح کرنے میں یہہ عادت تھی کہ ان باتوں کو خود قوم کے سردار سے کیا کرتے تھے، یا اُس شخص سے کرتے تھے جو اُس کے بمنزلہ جان و جگر کے ہو جیسے بیٹا یا داماد یا بھائی، اور اوروں کے کہنے کو گو وہ کیسا ہی بزرگ اور ذی عزت ہو باور نکرتے تھے، چنانچہ اب بھی عرب میں یہی رواج ہی، کہ جب آپس میں بادشاہوں یا امیروں یا زمینداروں کے کسی ملک یا سرحد کی بابت جھگڑا ہوتا ہی، تو دونوں طرف کے وزیر اور امیر اور نوجیں اور لشکر لڑنے بھڑنے میں کوشش کرتے ہیں، اور جبکہ عہد و پیمان قول قسم کی نوبت پہونچتی ہی، تو جب تک کہ بادشاہزادہ نہ آوے اور اپنی زبان سے اُس بات کو نکہے اُس وقت تک باور نہیں کرتے، اور اگر غور کرکے دیکھو تو اس انبوہ میں کہ چھہ لاکھہ آدمیوں کے قریب اُس جنگل میں جمع ہوتا ہی، سورہ برات کا پکار پکار کے پڑھنا اور ہر شخص کے کان تک آواز پہونچانی اس بات پر موقوف ہی کہ آدمی بہت محنت کرے اور پڑا پھرے اور ہر بازار اور کوچہ میں اور ہر ہر خیمہ کے پاس پکار پکار کے پڑھتا پھرے، اور امیر حج سے یہہ بات ہرگز نہیں ہوسکتی، اس واسطے کہ وہ شخص حاجیوں کو ارکان حج سکھانے میں اور اُنکو فتنہ و فساد سے اور ہر طرح کے گناہوں سے بچانے میں مشغول رہیگا، پس ضرور ہی اس کام کے لیئے ایک اور بزرگ شخص جیسے کہ حضرت ابوبکر تھے چاہیے، اس نظر سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضی کو اس کام پر مقرر کیا، اور حضرت ابوبکر کو حج میں، تاکہ دونوں کام بہت اچھی طرح سے انجام ہوں، اور لوگ یہہ بات جانیں کہ یہہ دونوں کام بڑے اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دل سے منظور تھے، اور اگر صرف اسی بات پر اکتفا کیا جاتا کہ حضرت ابوبکر اپنے آدمیوں سے عہد کا موقوف کرنا بھی کہوا اور پکروادیں، تو لوگوں کو گمان ہوتا کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

† ترویہ کا دن بقر عید کی آٹھویں تاریخ کو کہتے ہیں *

کے نزدیک عہد و پیمان کی بات چنداں ضروری نہ تھی' نہیں تو اس بات کے لیئے بھی خاص کر ایک بڑے شخص کو بھیجتے' اور اس بات سے سنیوں کے عالموں نے ایک خوب لطیفہ نکالا ھی' کہ حضرت ابوبکر میں اللہ تعالی کی رحمت کی صفت کی شان تھی اس واسطے اُن کی شان میں فرمایا ھی کہ " ارحم امتی بامتی ابوبکر " یعنی میری ساری امت میں سے بہت مہربان امت کے حق میں ابوبکر ھی' اور مسلمان کہ مورد رحمت الہی ھیں اُنکا کام تو حضرت ابوبکر کے سپرد کیا' اور جناب علی مرتضی شیر خدا ھیں اللہ تعالی کے جلال اور قہر کی شان تھی' کہ کافروں کا مارنا حضرت کا شیوہ تھا' اور کافر کہ مورد غضب الہی ھیں اُنکی عہد شکنی کا کام حضرت علی مرتضی کو حوالہ کیا' تاکہ اللہ تعالی کے جمال اور جلال کی دونوں شانیں ظاھر ھوویں' اور تماشا یہہ ھی کہ حضرت ابوبکر سورہ برات کے کام میں بھی حضرت علی مرتضی کے مددگار تھے' چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابوھریرہ سے روایت موجود ھی' کہ حضرت ابوھریرہ کو اور ایک اور جماعت کو حضرت علی مرتضی کے ساتھہ معین کیا' اور کبھی کبھی آپ بھی اس کام میں شریک ھوتے تھے' چنانچہ ترمذی نے اور حاکم † نے ابن عباس سے روایت کی ھی کہ " کان علی ینادی فاذا اعیی قام ابوبکر فنادی بہا " یعنی حضرت علی پکارتے تھے جب تھک جاتے تھے تو اوٹھہ کر حضرت ابوبکر اُن لفظوں کو پکارنے لگتے تھے' اور ایک روایت میں ھی کہ " فاذا بح قام ابوھریرہ فنادی بہا " یعنی جب آواز بیٹھہ جاتی تھی تو حضرت ابو ھریرہ اُن لفظوں کو کھڑے ھوکر پکارتے تھے' غرض کہ حضرت ابوبکر کی موقوفی سے یہی غرض تھی کہ عرب کے لوگوں کی عادت کے موافق عہد شکنی کو ظاھر کردیا جاوے' تاکہ آیندہ عرب کے لوگوں کو کچھہ عذر نرھوے' کہ ھمارے تئیں ھماری عادت کے موافق عہد شکنی سے خبردار نہیں کیا' کہ ھم اپنی راہ پکڑتے اور اپنے کام کی سوچ کرتے' چنانچہ ‡ معالم اور ‡ زاھدی اور ‡ بیضاوی اور شرح تجرید اور || شرح مواقف || اور صواعق ¶ اور شروح * مشکوۃ شریف اور سنیوں کی اور کتابوں میں یہی بات لکھی ھی' اور اسی واسطے جب جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ┼ حدیبیہ میں صلح ھونے کے بعد اوس انصاری †† کو کہ لکھنے میں بہت مہارت رکھتا تھا عہدنامہ لکھنے کے واسطے بلایا سہیل بن عمرو نے

---

† حاکم نام محدث کا ھی اور مستدرک اُسکی کتاب ھی *

‡ کلام اللہ کی تفسیر ھی —

|| عقاید کی کتابیں ھی —

¶ ایک کتاب ھی رد روافض کی عربی زبان میں *

* حدیث کی کتاب ھی *

┼ حدیبیہ مکان کا نام ھی کہ وھاں مکہ کے لوگوں سے صلح ھوئی تھی *

†† نام صحابی

که مشرکوں کي طرف سے مصالحه کے واسطے آیا تھا عرض کیا ' که یا محمد صلی ال
وسلم مناسب هی که یهه عہد نامه حضرت علي مرتضی آپکے چچیرے بهائي لک
اُسکے اُنهوں نے کو منظور نه کیا که مدارج اور معارج اور اور بهي تاریخ کي کتابوں م
هوا هی *

## دوسرا جواب

همنے مانا که حضرت ابوبکر کو سورۃ برات کے پهونچانے سے ایک جزوي م
کے واسطے موقوف کیا ' لیکن ایسے شخص کي موقوفي جو صاحب عدالت هو اور
حدیثیں اور قران کي آیتیں اُسکي عدالت پر گواه هوں ' اسبات پر دلیل نهیں هوس
وه ریاست کي لیاقت اور صلاحیت نهیں رکهتا ' خصوصا اُسوقت میں که جس خد
معزول هوا اُس میں کچهه تقصیر اور چوري نهوئي هو ' اس واسطے که حضرت
مرتضی نے عمرو ابن ابي سلمه کو که پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلّم کا خاص ربیب
حضرت علي مرتضی کے خاص دوستوں میں سے اور عابد اور زاهد اور دیانت دار
اور فقیه اور پرهیز گار تها ' ولایت بحرین سے موقوف کیا ' اور اُس کے عذر میں خط
نهج البلاغة میں جو شیعوں کے هاں بہت صحیح کتاب هی موجود هی " اما ب
ولیت النعمان بن عجلان الذورقي علی‌البحرین و نزعت یدک بلا ذم لک و ا
علیک فقد احسنت الولایة وادیت الامانة فاقبل غیر ظنین ولا ملوم ولا متهم والما ثوم
تحقیق میںنے سردار کیا نعمان بیٹے عجلان ذورقي کو بحرین پر اور تیرے هاتهه
بغیر تهوي برائي کے اور بغیر الزام کے تجهه پر پس تحقیق تونے اچهي حکومت
اور امانت سے کي پس تو چلا آ اور میں تجهه پر کچهه گمان بد نهیں لے جاتا او
کچهه تهمت اور گناه نهیں لگاتا اور کچهه ملامت نهیں کرتا ' اور یقیني ثابت هی
بن ابي سلمه نعمان بن عجلان ذورقي سے اچها تها ' دین میں بهي اور حسب میں
نسب میں بهي اور حکومت بهي جیسا که چاهیئے دیانت اور امانت سے کي
حضرت ابوبکر قران کے چند ایتیں پڑهنے کي بهي لیاقت نه رکهتے تهے' تو اُن کے تنئ
جمع کرنے کے که اُس کام سے هزاروں درجه بڑا هی کیا معني' اور جناب پیغمبر خدا
علیه وسلم سے که سب کے نزدیک معصوم هیں ایسي بات کیونکر هوتي *

† ربیب جورو کا بیٹا دوسرے خاوند سے اور یهه عمرو بن ابي سلمه حضرت ام
بیٹے تهے *

## بارھواں طعنہ

یہہ ہی، کہ حضرت ابوبکر رضي اللہ تعالی عنہ نے جناب فاطمہ علیہم السلام کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں سے کہ اُن کے باپ تھے کچھہ نہ دیا، حضرت فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا، کہ اے ابو قحافہ † کے بیٹے تو اپنے باپ کي میراث لے اور میں اپنے باپ کي میراث نہ لوں یہہ کونسا انصاف ہی اور جناب فاطمہ کے مقابلہ میں ایسي حدیث کو کہ جسے آپ ہي اکیلے روایت کرتے تھے دلیل پکڑا، اور کہا کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم سے سنا ہی، کہ ہم نبي نہ کسي سے میراث لیتے ہیں اور نہ کوئي ہمسے میراث لیتا ہی، باوجودیکہ یہہ بات صریحا قرآن کے برخلاف ہی " یوصیکم اللہ في اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین " یعني کہہ رکھتا ہی تمکو اللہ تمہاري اولاد میں مرد کو حصہ برابر دو عورت کے، اس واسطے کہ یہہ آیت عام ہی اور سب لوگوں کے واسطے ہی خواہ نبي ہوں خواہ نہوں، اور ایک اور آیۃ کے بھي برخلاف ہی " و ورث سلیمان داود " یعني اور وارث ہوا سلیمان داود کا " فہب لي من لدنک ولیا یرثني ویرث من آل یعقوب " یعني سو بخش مجھکو اپنے پاس سے ایک کام اُٹھانے والا جو میري جگہہ بیٹھے اور یعقوب کي اولاد کے، اس سے معلوم ہوا کہ نبي وارث بھي ہوتے ہیں اور اُن کے وارث اُن سے میراث بھي لیتے ہیں *

## جواب

اس طعنہ کا جواب یہہ ہی، کہ حضرت ابوبکر نے جو حضرت فاطمہ کو ترکہ نہ دیا تو صرف اس کا یہہ سبب ہی، کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم قطعي سنا تھا، اور یہہ بات نہ تھي کہ جناب فاطمہ سے اُن کو کچھہ بغض اور عداوت تھي، اور اُس کي دلیل صاف ہي کہ اگر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ تقسیم ہوتا تو اُن کي ازواج مطہرات کہ اُن میں سے جناب عایشہ صدیقہ حضرت ابوبکر کي بیٹي بھي تھیں اُن کو بھي ترکہ پہونچتا، اگر حضرت ابوبکر کو جناب فاطمہ سے بغض اور عداوت تھي تو اور ازواج مطہرات سے اور اُن کے باپ اور بھائیوں سے خصوصا اپني بیٹي حضرت عایشہ صدیقہ سے کیا عداوت تھي، کہ اِن سب کے تئیں ترکہ سے محروم رکھا، اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں سے آدھے کے قریب حضرت عباس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو پہونچتا تھا، اور حضرت عباس حضرت ابوبکر کے خلیفہ ہونے کے وقت سے اُن کے

---

† حضرت ابوبکر کے باپ کا نام ہی *

رفیق اور صلاح کار تھے، اُن کو کیوں ترکہ سے محروم رکھے، اور یہہ بات کہ حضرت فاطمہ علیہاالسلام کے مقابلہ میں ایسی روایت کی کہ خود اُس کے قایل تھے اور اور کوئی واقف نہ تھا جھوٹا ہے، اس واسطے کہ یہہ حدیث سنیوں کی کتابوں میں حذیفۃ بن الیمان اور زبیر بن العوام اور ابو درداء اور ابو ہریرہ اور عباس اور علی اور عثمان اور عبدالرحمان بن عوف اور سعد بن ابی وقاص کی روایت سے ثابت ہے، اور یہہ لوگ بہت بڑے صحابی ہیں اور بعضوں کے واسطے بہشتی ہونے کی خبر ہے، اور حذیفہ کے حق میں ملا عبداللہ مشہدی نے اظہارالحق میں یہہ حدیث پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کی ہے، کہ " ما حدثکم حذیفہ فصدقوہ " یعنی جو حدیث کہ تمسے حذیفہ کہے اُس کے تئیں سچ جانو، اور اُنہی میں سے جناب علی مرتضی ہیں کہ سب شیعوں کے نزدیک معصوم اور سب سنیوں کے نزدیک صادق ہیں، اور جناب عائشہ صدیقہ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی روایت کو ایسے مقام پر کاہیکو مانیگے، اخرج البخاری عن مالک بن اوس بن الحدثان النصری، ان عمر بن الخطاب قال بمحضر من الصحابۃ فیہم علی والعباس و عثمان و عبدالرحمن بن عوف و الزبیر بن العوام و سعد بن ابی وقاص انشدکم باللہ الذی باذنہ تقوم السماء والارض اتعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نورث ماترکناہ صدقۃ قالوا اللہم نعم ثم اقبل علی علی والعباس فقال انشدکما باللہ ہل تعلمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد قال ذلک قالا اللہم نعم " یعنی بخاری نے مالک بن اوس بن حدثان نصری سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے سب صحابہ کے روبرو کہ اُن میں علی اور عباس اور عثمان اور عبدالرحمان اور زبیر اور سعد بھی تھے یہہ بات کہی کہ تمکو اُس خدا کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان زمین کھڑا ہے تم جانتے ہو کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری میراث نہیں ہے جو کچھہ میںنے چھوڑا وہ صدقہ ہے سب نے کہا کہ بخدا اسی طرح ہے بعد اُس کے حضرت علی مرتضی اور حضرت عباس کی طرف متوجہہ ہوکر کہا کہ تم دونوں کو خدا کی قسم دیتا ہوں تم جانتے ہو کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو فرمایا ہے اُن دونوں نے کہا کہ بخدا ایسا ہی ہے، اب ثابت ہوا کہ حکم ناطق ہونے میں یہہ حدیث بھی کلام اللہ کی آیۃ کے برابر ہے، اس واسطے کہ یہہ سب صحابی جنکے نام اوپر لیئے گیئے اُن میں سے ایک کے بھی کہنے سے یقین ہو جاتا ہے، چہ جائیکہ یہہ سب لوگ متفق کہیں اور خصوصا حضرت علی مرتضی کہ شیعوں کے نزدیک معصوم ہیں، اور معصوم کی روایت یقینی میں قرآن کی برابر ہے، اور بھلا ان روایتوں کو جانے دو شیعوں کی صحیح کتابوں اصلین اصلہ معصوم

موجود ہے "روی محمد بن یعقوب الرازی فی الکافی عن ابی البختری عن ابی
ر بن محمد صادق علیہ السلام ؑ قال ان العلماء ورثۃ الانبیاء و ذلک ان الانبیاء لم
تسبختہ لم یورثوا درھما ولا دینارا وانما اورثوا احادیثہم من احادیثہم فمن اخذ
ا فقد اخذ بحظ وافر" یعنی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے
علماء نبیوں کے وارث ہیں اور یہہ بات اس طرح سے ہے کہ نبیوں کا ترکہ نہیں
سی کتابوں میں یوں ہے کہ نبیوں کا ترکہ روپیہ پیسہ نہیں ہوتا اور اگر ترکہ
چند نصیحتیں ہوتی ہیں اپنی نصیحتوں میں سے پس جس شخص نے
سے کچھہ لیا تو بیشک اُس نے بڑا کامل حصہ لیا ' اور انما کے لفظ سے شیعوں کے
ل حصر ہو جاتا ہے جیسے کہ "انما ولی کم اللہ" کے بیان میں گذرا اس سے
کہ نبی علم اور حدیثوں کے سوا اور کچھہ ترکہ نہیں چھوڑتے ' اب ہمارا مطلب
کے کلام سے ثابت ہوا ' اور بھی یہہ سمجھنا چاہیئے کہ جو شخص جناب پیغمبر
نہ علیہ وسلم کی زبانی اپنے کان سے ایک بات سنے تو وہ بات بلاشک و شبہہ
' اور اُس پر عمل کرنا اُس کے تئیں واجب ہے خواہ دوسرے سے سنے خواہ نہ
ب شیعہ اور سنی کے علماے علم اصول کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حدیث کی تقسیم
غیر متواتر پر اُنہیں لوگوں کے لیئے ہے جنہوں نے پیغمبر کو نہ دیکھا ہو
زبانی حدیث سنی ہو ' اور جس نے کہ خود پیغمبر کو دیکھا ہو اور بلا واسطے
بت سنی ہو تو وہ حدیث اُس شخص کے لیئے حدیث متواتر کے حکم میں ہے '
بھی زیادہ ' اور جو کہ حضرت ابوبکر نے اس حدیث کو خود آنحضرت صلعم سے سنا
سروں سے پوچھنے کی حاجت نہ تھی ' اب یہہ بات رہی کہ یہہ حدیث قران
برخلاف ہے یہہ بھی غلط ہے ' اسلیئے کہ اُس آیت میں " کم " کا خطاب امت
ہی نہ پیغمبر کی طرف ' پس یہہ حدیث لفظ خطاب کی مراد کو ظاہر اور معین
آیت کو خاص نہیں کرتی ' اور اگر خاص بھی کرتی ہو تو اُس سے آیت کی
لازم آتی ہے مخالفت کہاں سے ہوئی ؟ اور اس آیت میں بہت سی تخصیصیں
مثلاً کافر کی اولاد وارث نہیں ہوتی ' غلام وارث نہیں ہوتا ' قاتل بھی وارث نہیں
بھی اپنے اماموں سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے اپنے باپ کے بعض وارثوں
ترکہ کی بعض چیزوں کا مثل تلوار اور قران اور انگشتری اور باپکے پہننے کے
کہ نہیں دیا ؟ اور خود لے لیا ' اور اس روایت کے تنہا وہ خود ہی بیان کرنے والے
سنت کے نزدیک امام کا معصوم ہونا ثابت نہیں ہے ' اور ان باتوں کی صحت اور

زنیق اور صالح کار تھے' اُن کو کیوں ترکہ سے محروم رکھتے' اور یہہ بات کہ حضرت فاطمہ علیہاالسلام کے مقابلہ میں ایسی روایت کی کہ خود اُس کے قایل تھے اور اور کوئی واقف نہ تہا جھوٹا ھی' اس واسطے کہ یہہ حدیث سنیوں کی کتابوں میں حذیفۃ بن الیمان اور زبیر بن العوام اور ابو درداء اور ابو ھریرہ اور عباس اور علی اور عثمان اور عبدالرحمان بن عوف اور سعد بن ابی وقاص کی روایت سے ثابت ھی' اور یہہ لوگ بہت بڑے صحابی ھیں اور بعضوں کے واسطے بہشتی ہونے کی خبر ھی' اور حذیفہ کے حق میں ملا عبداللہ مشہدی نے اظہارالحق میں یہہ حدیث پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کی ھی' کہ "ما حدثکم حذیفہ فصدقوہ" یعنی جو حدیث کہ تمسے حذیفہ کہے اُس کے تئیں سچ جانو' اور انہی میں سے جناب علی مرتضی ھیں کہ سب شیعوں کے نزدیک معصوم اور سب سنیوں کے نزدیک صادق ھیں' اور جناب عائشہ صدیقہ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی روایت کو ایسے مقام پر کاھیکو مانیگے' اخرج البخاری عن مالک بن اوس بن الحدثان النصری' ان عمر بن الخطاب قال بمحضر من الصحابۃ فیہم علی والعباس و عثمان و عبدالرحمن بن عوف و الزبیر بن العوام و سعد بن ابی وقاص انشدکم باللہ الذی باذنہ تقوم السماء والارض اتعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نورث ماترکناہ صدقۃ قالواللھم نعم ثم اقبل علی علی والعباس فقال انشدکما باللہ ھل تعلمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد قال ذلک قالا اللھم نعم" یعنی بخاری نے مالک بن اوس بن حدثان نصری سے روایت کی ھی کہ حضرت عمر بن خطاب نے سب صحابہ کے روبرو کہ اُن میں علی اور عباس اور عثمان اور عبدالرحمان اور زبیر اور سعد بھی تھے یہہ بات کہی کہ تمکو اُس خدا کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان زمین کھڑا ھی تم جانتے ہو کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھی کہ میری میراث نہیں ھی جو کچھہ میںنے چھوڑا وہ صدقہ ھی سب نے کہا کہ بخدا اسی طرح ھی بعد اُس کے حضرت علی مرتضی اور حضرت عباس کی طرف متوجہہ ہوکر کہا کہ تم دونوں کو خدا کی قسم دیتا ہوں تم جانتے ہو کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو فرمایا ھی اُن دونوں نے کہا کہ بخدا ایسا ھی ھی" اب ثابت ہوا کہ حکم نافذ ہونے میں یہہ حدیث بھی کلام اللہ کی آیۃ کے برابر ھی' اس واسطے کہ یہہ سب صحابی جنکے نام اوپر لیئے گیئے ان میں سے ایک کے بھی کہنے سے یقین ہو جاتا ھی' چہ جائے کہ یہہ سب لوگ ملکر کہیں اور خصوصا حضرت علی مرتضی کہ شیعوں کے نزدیک معصوم ھیں' اور معصوم کی روایت یقینی میں قران کی برابر ھی' اور بھلا ان روایتوں کو جانے دو شیعوں کی معتبر کتابوں میں اسلم معصوم

یہہ روایت موجود ہی "روی محمد بن یعقوب الرازی فی الکافی عن ابی البختری عن ابی عبداللہ جعفر بن محمد صادق علیہ السلام قال ان العلماء ورثۃ الانبیاء و ذلک ان الانبیاء لم یورثوا و فی نسخۃ لم یرثوا درہما ولا دینارا و انما اورثوا احادیث من احادیثہم فمن اخذ بشیئی منہا فقد اخذ بحظ وافر" یعنی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ تحقیق علماء نبیوں کے وارث ہیں اور یہہ بات اس طرح سے ہی کہ نبیوں کا ترکہ نہیں ہوتا اور بعضی کتابوں میں یوں ہی کہ نبیوں کا ترکہ روپیہ پیسہ نہیں ہوتا اور اگر ترکہ ہوتا ہی تو چند نصیحتیں ہوتی ہیں اپنی نصیحتوں میں سے پس جس شخص نے کہ اُن میں سے کچھہ لیا تو بیشک اُس نے بڑا کامل حصہ لیا' اور انما کے لفظ سے شیعوں کے نزدیک بالکل حصر ہو جاتا ہی جیسے کہ "انما ولیکم اللہ" کے بیان میں گذرا اس سے معلوم ہوا کہ نبی علم اور حدیثوں کے سوا اور کچھہ ترکہ نہیں چھوڑتے' اب ہمارا مطلب امام معصوم کے کلام سے ثابت ہوا' اور یہی یہہ سمجھنا چاہیئے کہ جو شخص جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اپنے کان سے ایک بات سنے تو وہ بات بلاشک و شبہہ یقینی ہی' اور اُس پر عمل کرنا اُس کے تئیں واجب ہی خواہ دوسرے سے سنے خواہ نہ سنے' اور سب شیعہ اور سنی کے علماے علم اصول کا اس بات پر اتفاق ہی کہ حدیث کی تقسیم متواتر اور غیر متواتر پر اونہیں لوگوں کے لیئے ہی جنھوں نے پیغمبر کو نہ دیکھا ہو اور اوروں کی زبانی حدیث سنی ہو' اور جس نے کہ خود پیغمبر کو دیکھا ہو اور بلا واسطے اُن سے حدیث سنی ہو تو وہ حدیث اُس شخص کے لیئے حدیث متواتر کے حکم میں ہی' بلکہ اُس سے بھی زیادہ' اور جو کہ حضرت ابوبکر نے اس حدیث کو خود آنحضرت صلعم سے سنا تھا تو اُنکو دوسروں سے پوچھنے کی حاجت نہ تھی' اب یہہ بات رہی کہ یہہ حدیث قران کی آیت کے برخلاف ہی یہہ بھی غلط ہی' اسلیئے کہ اُس آیت میں "کم" کا خطاب امت کی طرف ہی نہ پیغمبر کی طرف' پس یہہ حدیث لفظ خطاب کی مراد کو ظاہر اور معین کردیتی ہی آیت کو خاص نہیں کرتی' اور اگر خاص بھی کرتی ہو تو اُس سے آیت کی تخصیص لازم آتی ہی مخالفت کہاں سے ہوئی؟ اور اس آیت میں بہت سی تخصیصیں ہوئی ہیں' مثلاً کافر کی اولاد وارث نہیں ہوتی' غلام وارث نہیں ہوتا' قاتل بھی وارث نہیں ہوتا' اور شیعہ بھی اپنے اماموں سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے اپنے باپ کے بعض وارثوں کو اپنے باپ کے ترکہ کی بعض چیزوں کا مثل تلوار اور قران اور انگشتری اور باپ کے پہننے کے کپڑوں کے ترکہ نہیں دیا' اور خود لے لیا' اور اس روایت کے تنہا وہ خود ہی بیان کرنے والے تھے' اور اہل سنت کے نزدیک امام کا معصوم ہونا ثابت نہیں ہی' اور ان باتوں کی صحت اور

نبوت کي دليل تمام اهلبيت کي نسبت علي مرتضی سے ليکر اخير تک يهه هی' که جب آنحضرت کا ترکه أنکے هاتهه ميں آيا تو أنهوں نے حضرت عباس اور أنکي اولاد کو خارج کيا اور دخل تک نهيں ديا' اور آنحضرت کي ازواج کو بهي أنکا حصه نهيں ديا' پس اگر پيغمبر کے ترکه ميں ميراث جاري هوتي تو يهه سب بزرگ که شيعوں کے نزديک معصوم اور اهل سنت کے نزديک محفوظ هيں کس طرح ايسي صريح حق تلفي روا رکهتے' اس ليئے که تمام اهل سير و تواريخ اور علماء حديث کے نزديک بالاجماع ثابت هی' که آنحضرت کا ترکه خيبر و فدک وغيره جو کچهه تها حضرت عمر بن خطاب کے عهد ميں علي مرتضی اور حضرت عباس کے هاتهه ميں تها' علي مرتضی نے حضرت عباس پر قابو پاکر لے ليا" اور علي مرتضی کے بعد حسن بن علي پاس اور پهر حسين بن علي پاس اور پهر علي بن الحسين اور حسن بن حسن پاس آيا' اور يهه دونوں بزرگ باري باري سے تصرف کرتے تهے' أس کے بعد زيد بن حسن بن علي' حسن بن حسن عليهم السلام کے بهائي متصرف هوئے' أس کے بعد مروان کے هاتهه جو امير تها پڑا' اور مروانيوں کے هاتهه ميں رها' جب عمر بن عبدالعزيز بادشاه هوا تو أسنے بسبب اپنے عدل کے جو أسکي طبيعت ميں تها کها که ميں أس چيز کو نهيں ليتا جس کے لينے سے پيغمبر خدا صلی الله عليه وسلم نے فاطمه عليها السلام کو منع کيا اور نه ديا' مجهکو أس ميں کچهه حق نهيں هی ميں أسکو پهير ديتا هوں' پهر أسنے حضرت فاطمه کي اولاد کو پهير ديا' پس ائمه معصومين اهل بيت کي کارروائي سے معلوم هوا که آنحضرت کے ترکه ميں ميراث جاري نهيں هوتي' اور وراثت کي آيت أس حديث سے جو اوپر بيان هوئي هی خاص هوگئي هی' اب يهه بات رهي که آيت " ورث سليمان داود " اسبات پر دلالت کرتي هی که انبيا وارث بهي هوتے هيں اور انبيا کے وارث بهي أنکي ميراث ليتے هيں' اور اس کے برخلاف قطعي حديث هی جو معصومين کي روايت سے ثابت هوئي هی' اس مشکل کے حل کرنے ميں بهي معصوم هي کے قول پر هم رجوع کرتے هيں' اور شيعه هي کتابوں سے اسکا حل چاهتے هيں" کليني نے ابي عبدالله سے روايت کي هی که " ان سليمان ورث داود وان محمداً ورث سليمان " يعني سليمان وارث هوا داود کا اور محمد صلعم وارث هوئے سليمان کے' پس معلوم هوا که يهه وراثت علم و نبوت اور کمالات نفساني کي تهي نه وراثت مال اور متروکه کي' اور قرينه عقلي بهي قول معصوم کے مطابق اسي وراثت پر دلالت کرتا هی' اس ليئے که باجماع مورخين حضرت داود کے أنيس بيٹے تهے' پس چاهيئے تها که وه سب حضرت داود کے وارث هوتے' حالانکه الله تعالی نے حضرت سليمان کے اختصاص اور امتياز کے ليئے وه آيت فرمائي هی' اور جو وراثت که حضرت

سلیمان کے لیئے مخصوص هی اور آؤر بهائیوں کو جس میں شرکت نہیں هوسکتی وہ وراثت علم اور نبوت کی هی ' کیونکه یهی چیز آؤر بهائیوں کو حاصل نه تهی ' اور یهه بهی ظاهر هی که هر ایک بیٹا اپنے باپ کی میراث لیتا هی اور اپنے باپ کے مال کا وارث هوتا هی ' پهر اسی بات کو بتلانا محض لغو هوتا ' اور خدا کے کلام میں لغو نہیں هوسکتا ' اور حضرت سلیمان کو ایک ایسی چیز میں جس میں تمام عالم شریک هی شریک بتلانا بزرگی کی کونسی بات هی ' که خداتعالی اُن کی فضیلت اور بزرگی بیان کرنے میں اس علم وراثت کا بیان فرماتا ' اور اسکے بعد جو یهه کلام هی که " وقال یا ایهاالناس علمنا منطق الطیر " یعنی حضرت سلیمان نے کہا که اے لوگو مجهکو جانوروں کی بولی سمجهنی بهی بتائی گئی هی ' اس کلام سے صاف ظاهر هی ' که وراثت سے مراد علم کی وراثت هی ' اور اگر یهه کهیں ' که علم کی نسبت وراثت کا لفظ بولنا مجازاً هی اور مال کی نسبت حقیقتاً هی ' پهر لفظ کے حقیقی معنی چهوڑکر بغیر ضرورت کے مجازی معنی کیوں لیئے جاویں ' تو هم یهه کهینگے که قول معصوم کو جهوٹ هونے سے بچانے کی ضرورت هی ' اور یهه بهی هم نهیں مانتے که وراثت کا لفظ مال کی نسبت حقیقتاً بولا جاتا هی ' بلکه فقها نے جو کثرت سے وراثت کے لفظ کا مال میں استعمال کیا هی اس سبب سے مال کی نسبت اُس کا استعمال خاص کر هوگیا هی ' جیسیکه بطور عرف عام کے کوئی لفظ ایک معنی سے دوسرے معنی میں بولا جاتا هی ' اور حقیقت میں اُس کا اطلاق علم اور منصب سب طرح کی وراثت پر صحیح هی — همنے مانا که علم میں وراثت کا استعمال کرنا مجاز هی ' لیکن یهه مجاز متعارف اور مشهور هی ' خصوصاً قران میں اس کا استعمال اس قدر هوا هی که حقیقی معنوں کی برابر پهونچ گیا هی ' الله تعالی نے فرمایا هی " ثم اورثنا الکتاب الذی اصطفینا من عبادنا فخلف من بعد هم خلف ورثوا الکتاب " یعنی همنے کتاب کا وارث اُن لوگوں کو کیا جن کو اپنے بندوں میں سے همنے چن لیا پهر اُن کے جانشین اُن کے بعد اچهے جانشین هوئے که کتاب کے وارث هوئے ' اور دوسری آیت میں هی که " یرثنی ویرث من آل یعقوب " یعنی میرا اور آل یعقوب کا وارث هو ' پس یقینی به بداهت عقل معلوم هوتا هی که اس جگهه منصب کی وراثت مراد هی ' کیونکه اگر لفظ آل یعقوب سے خاص یعقوب کی ذات بطور مجاز کے مراد هو تو لازم آتا هی که یعقوب کا مال اُنکے وقت سے حضرت زکریا کے وقت تک جسکو دو هزار برس سے زیادہ گذرگئے تهے بغیر تقسیم کے باقی تها ' اور حضرت زکریا کے مرنے کے بعد اُسکی تقسیم هوکر حضرت یحیی کا حصه حضرت یحیی کو پهونچے ' اور یهه نهایت بیهودگی کی بات هی ' کیونکه اگر وہ مال حضرت زکریا کی وفات

سے پہلے بتع کیا ہو تو وہ مال حضرت زکریا کا مال ہوگا اور یرثني کے لفظ میں داخل ہوگا — اور اگر ال یعقوب سے اولاد یعقوب مراد ہو تو لازم آتا ہی کہ حضرت یحیی تمام بني اسرائیل کے کیا جیتے اور کیا مرے سب کے وارث ہوں، اور یہہ بیہود گی پہلی بیہودگی سے بھي زیادہ تر بدتر ہی، پھر اس آیت کو علماے فرقہ شیعہ کا اس مقام پر لانا اُنکی کمال خوش فہمي ہی، اور حضرت زکریا نے دو لفظ فرماۓ ہیں ولیاً اور یرثني، پس اُنہوں نے جناب الهي سے ایسا ولي مانگا ہی جسمیں وراثت کي صفت بھي ہو، پھر اگر وراثت سے خاص کرکے علمي وراثت مراد نہو تو یہہ صفت محض لغو ہوجاتي ہی، اور اُسکے بیان کرنے میں کچھہ فایدہ نہیں ہوتا، اسلیئے کہ تمام شریعتوں میں بیٹا اپنے باپ کا وارث ہوتا ہی، اور لفظ ولي سے بیتکلف مال کي وراثت سمجہي جاتي ہی — اور یہہ بات بھي ظاہر ہی کہ انبیا کي ہمت عالي اور اُنکے نفوس قدسیہ کي نظر میں جو اس دنیاۓ بیثبات کے تعلقوں سے بے تعلق ہوتے ہیں، اور بجز خداتعالی کے اور کسي سے تعلق نہیں رکھتے، اور دنیا کے تمام مال و دولت کو ایک جو کے بدلے میں بھي نہیں خریدتے، خصوصاً حضرت زکریا کہ دنیا کي چیزوں سے نہایت بے تعلقي اور آزادي میں مشہور و معروف ہیں، تو یہہ بات عادتاً محال ہی کہ مال و متاع کي وراثت ہونے سے جسکي کچھہ بھي حقیقت اور قدر اُنکي انکھہ میں نہ تھي ڈرے ہوں، اور اس سبب سے اپني آزردگي اور رنج و غم اور خوف خدا کي جناب میں ظاہر کیا ہو، کہ یہہ باتیں صریح مال ومتاع کي محبت اور دلي تعلق سے ہوتے ہیں *

**افسوس ہی کہ باقي اوراق اس باب کے ترجمہ کے ضایع ہو گئے**

---

# بارھواں باب

## تولا و تبرا کے بیان میں

تولا کے معني محبت کے ہیں اور تبرا کے معني عداوت کے یہہ بحث بہت نازک ہی اس میں کئي مقدموں کو بہ ترتیب سنو کہ علماء شیعہ کے قول اور قرآن کي آیتوں سے ثابت ہوئے ہیں، اور اُن پر غور کرکے جانو، کہ شیعوں کے اصول کے موافق قابل تولا کے کون ہیں، اور قابل تبرا کے کون ہیں، اور سنیوں کے قول کو اسمیں کچھہ دخل نہیں *

## پہلا مقدمہ

مخالفت اور عداوت میں یہہ فرق ہی کہ مخالفت کو عداوت لازم نہیں ، اور اگرچہ یہہ بات صریح ہی لیکن اور دو وجہہ سے ثابت کرتے ہیں ، یہہ کہ ملا محمد رفیع واعظ ، صاحب ابواب الجنان نے جو اثنا عشریہ کے ہاں بہت ر شخص ہیں ، یہہ بات لکہی ہی کہ دو مسلمانوں میں دنیا کی باتوں میں مخالفت کتی ہی ، حالانکہ بسبب ایمان کے آپس میں محبت ہو ، دوسرے یہہ کہ شیعوں کے د کے موافق آپس میں شیخ ابن بابویہ اور سید مرتضی علم الہدی کی بعض شرع مسئلوں اور روایتوں کی صحت میں مثل خبر میثاق وغیرہ مخالفت متحقق ہی ، اور سہ اتحاد مذہب کے آپس میں محبت رکھتے تہے ، اس صورت میں مخالفت عام ے عداوت سے ، پس یہہ ضرور نہیں کہ جہاں مخالفت ہو وہاں عداوت بہی ہو ، بلکہ ں عداوت ہوگی وہاں مخالفت ضرور ہوگی *

## دوسرا مقدمہ

محبت اور عداوت کبہی جمع بہی ہوتی ہیں ، تفسیر اس کی یہہ ہی کہ عداوت سم ہی ، ایک دینی جیسے عداوت مسلمانوں کی کافروں کے ساتہہ ہی ، کہ اصول اور وں کے مختلف ہونے کے سبب سے آپس میں دشمنی رکہتے ہیں ، دوسرے دنیوی جیسے ، مسلمان کی عداوت دوسرے مسلمان بہائی کے ساتہہ دنیا کے نفع و نقصان س کے بد وضعی کے سبب ہو ، اس صورت میں ہر طرح کی محبت اور وت کا جمع ہونا ہرگز مشکل نہیں ، بلکہ اکثر ہوتا ہی ، باقی رہی ایک جنس کی بت اور عداوت کہ اُسکی نوع مختلف ہو ، یا ایک نوع کی عداوت کہ اُسکی صنف ختلف ہو ، پس یہہ بہی ہوتی ہی ، جیسے مسلمان اور فاسق ، کہ بموجب قول الله تعالی کے ن کی روسے محبوب ہی " المؤمنون والمؤمنات بعضهم اولياء بعض " یعنی مسلمان ، اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں ، اور فاسق ہونے کی رو سے جب قول الله تعالی کے محبوب نہیں " ان الله لا يحب الخائنين والله لا يحب الظلمين " ، تحقیق الله تعالی نہیں دوست رکہتا ہی خیانت والوں کو ، اور الله تعالی نہیں دوست تا ظالموں کو ، اور اسی وجہہ سے کہ بری چیز سے منع کرنا فرض ہی اور اُس کا ادنی یہہ یہہ ہی کہ اُسکو دل سے دشمن رکہے ، اور اگر کوئی یہہ بات کہے کہ کافر بہی اچہے خیرات اور انصاف اور مروت اور جوانمردی اور اپنی بات میں پورا ہونے اور سچ

بوائی کے سبب دین کی محبت سے محبوب ہوسکتا ہی یا نہیں ' اگرچہ ظاہر میں محبت اور عداوت جمع ہونے پر حکم ہوسکتا ہی جسطرح مؤمن اور فاسق میں جیسے حاتم کی محبت سخاوت اور نوشیروان کی محبت عدالت کے سبب سے ' لیکن جب غور سے دیکھا جاوے تو اُنکی محبت اور عداوت کا جمع ہونا دینی نہیں ہی ' اسلیئے کہ اللہ کی راہ میں عملونکا قبول ہونا اعتقاد درست ہونے پر ہی ' اور جب کہ اُن لوگوں کا اعتقاد درست نہیں ہی تو اُن کے عمل بھی دین کی راہ میں بے اعتبار اور خدا کے نزدیک فاسد ہیں ' چہ جاے محبت ' اس صورت میں جو محبت کہ کافر محسن اور کافر عادل کے ساتھہ ہوتی ہی اللہ تعالی کے قول بموجب دنیا کی محبت ہی نہ دین کی " والذین کفروا اعمالهم کسراب بقیعة یحسبه الظمأن ماء حتی اذا جاءه لم یجده شیئاً ووجد اللہ عنده فوفاه حسابه واللہ سریع الحساب " یعنی جن لوگوں نے کفر کیا اُنکے عمل مثل ریگ رواں کے ہیں کہ پیاسا اُسکو پانی گمان کرتا ہی یہانتک کہ جب اُس کے پاس آتا ہی تو جانتا ہی کہ وہ تو کچھہ نہ تھا اور اللہ تعالی کو وہاں پاویگا کہ اُس سے پورا حساب لیگا اور اللہ تعالی جلدی حساب لینے والا ہی ' اس صورت میں معلوم ہوا کہ ایک شخص کے ساتھہ جمع ہونا محبت اور عداوت کا ایک حیثیت سے محال ہی ' اور دو حیثیت سے جائز ' اور ہونا بھی ہی ' چنانچہ ملا محمد رفیع واعظ ' صاحب ابواب الجنان نے دو سیدوں کے قصہ میں حضرات ائمہ سے نقل کی ہی ' اور اس طرحکا جمع ہونا جیسا کہ عوام امت میں ممکن ہی خواص امت میں بھی محال نہیں ہی ' اسواسطے کہ بشریت سب میں ہی اور خواص و عوام امت میں جو فرق ہی اس سبب سے نہیں ہی کہ خواصوں میں بشریت نہیں ہی اور عوام میں بشریت ہی ' بلکہ اس سبب سے ہی کہ انمیں بزرگیاں کم ہیں اور اُنمیں زیادہ ' اور انکا ایمان ضعیف ہی اور اُنکا قوی ' چنانچہ ایمان کے درجوں میں حضرت امام جعفر صادق سے بروایت کلینی گذرا ' اور سب کے نزدیک خواص امت تین طرح پر ہیں ' ایک اہل بیت یعنی پیغمبر کی اولاد اور رشتہ دار ' اور دوسرے ازواج مطہرات ' اور تیسرے اصحاب خاص مہاجر اور انصار ' اب اتنی بات ہی کہ دونوں طرف جو مقابل ہیں آپس میں نسبت رکھتے ہوں ' مثلاً ایک امتی کو نہیں چاہیئے کہ خواصان امت کے ساتھہ اس طرح سے پیش آوے جسطرح وہ آپس میں پیش آتے ہیں ' اور اسپر بہت سی شرعی دلیلیں ہیں کہ اُنمیں سے یہہ حدیث بھی ہی " اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوهم غرضا من بعدی الی آخره " یعنی خدا سے ڈرو میرے اصحاب کے معاملہ میں اُنکو بنالو تم نشانہ میرے بعد ' اور اُسی میں سے اہل بیت اور انصار

حق میں یہہ حدیث ھی " اقبلوا عن محسنہم وتجاوزوا عن مسیئہم " یعني پسند کرو قبول کرو اُنمیں کے اچھے کو اور درگذرکرو اُنکے برے سے ' اور اُسي میں سے ازواج کے ، میں یہہ آیت ھی " و ازواجہ امہاتہم " یعني رسول کي ازواج مسلمانوں کي مائیں ' اور پیغمبر خدا نے فرمایا ھی " ان امرکن فیما یہمني بعدي ولن یصبر علیکن صابرون " یعني تمہاري اطاعت اور فرمانبرداري پر صبر نکرینگے اور تمہاري تعظیم کے ونکي رعایت نہ کرینگے مگر وہ لوگ جو صبر کامل رکھتے ھیں ' اور اسپر بہت دلیلیں ں جیسي کہ اولاد کے تئیں اپنے ماباپ کے ساتھہ ھرگز یہہ بات درست نہیں ھی کہ جسطرح کہ ں میں طعنہ تشنعہ اور عیب جوئي کرتے ھیں گو اُنمیں وہ باتیں موجود ھوں اُسیطرح ے ساتھہ کریں ' اور اسیطرح ھر بادشاھت میں خاص لوگ ھوتے ھیں جیسے بادشاھزادے اور لدات اور وزیر اور امیر کہ ان کے ھي سبب بادشاھت چمکتي ھی اور باقي رھتي ھی اور کي ھي محنت کے سبب بادشاھت نے ایک صورت پکڑي ھی ان لوگوں کي خدمتوں کا ں اُن لوگوں پر جو اُس بادشاھت سے فائدہ مند ھیں ثابت ھی اور جو لوگ نئے نوکر ھوں جسطرح آپس میں معاملہ کرتے ھیں اگر بادشاھزادوں اور بیگموں ; وزیروں اور امیروں کے ساتھہ کریں تو بیشک بادشاہ اُنپر خفا ھو اور اگر اپنے معاملہ اُن خاصوں کے معاملہ پر قیاس کریں کہ وہ کبھي عیب پکڑتے ھیں اور کبھي خفا تے ھیں اور کبھي صلحوں میں برخلاف کہتے ھیں بلکہ کبھي لڑائي کي نوبت ونچتي ھی تو وہ لوگ بیشک بے ادب اور مردود گنے جائینگے اور اسي طرح سے ئي شخص کمینہ ایک اشراف کے ساتھہ وہ بات کرے جو اُس اشراف نے دوسرے راف کے ساتھہ دشمني اور برا کہنے سے کیا ھو تو عقلمند نہ چھوڑینگے بلکہ تنبیہہ کرینگے کہینگے کہ تو اپنے تئیں دیکھہ اور اُس کے تئیں دیکھہ کہ اشرافوں سے ایسي بات تا ھی *

## تیسرا مقدمہ

اگر دو مسلمانوں میں آپس میں دنیا کے سبب عداوت ھو تو ایمان میں کچھہ خلل ہیں ھوتا ' لیکن البتہ بري ھی ' اور اگر اُس میں مرتبہ کي رعایت نہو تو بہت بري ھی ر مرتبہ کي رعایت وہ ھی کہ دونوں خاصان امت میں سے ھوں یا عوام امت میں سے اور ہ رعایت مرتبہ کے یہہ معني ھیں کہ ایک عام خاص کے ساتھہ اولجھے اور وہ باتیں کرے

که آپس میں کرتا هی، اور خاصان امت کو اوپر بیان کرچکے هیں که تین گروه هیں اصحاب، ازواج، اور اهلبیت اور آخر زمانه میں بهي تین گروه هیں، سید، عالم، ولي، اب اس جگهه دو باتیں هوئیں ایک یهه که ایمان میں خلل نهیں هوتا، دوسرے یهه که بري هی، اور ان دونوں کے ثابت کرنیکے لیئے کافي کلیني کي ایک روایت کافي هی، ملا محمد رفیع واعظ نے حضرت ابو عبدالله کے آزرده هونے کا قصه صفوان جمال سے روایت کرکے آخر کو یهه بات کهي هی که " حضرت ابو عبدالله گفتگو سے ایک رات گذرنے کے بعد خود عبدالله بن الحسن کے گهر گئے اور صلح کي" اور کافي سے نقل کي هی که " لایفترق رجلان علی الهجران الا استوجب احد هما البرائة واللعنة وربما استحق ذالک کلا هما. قال الراوي وهو معتب جعلت فداک هذا الظالم فمابال المظلوم قال لانه لا یدعو اخاه الی صلح ولا یتعامس له" یعني نهیں جدا هوتے دو آدمي ایک دوسرے کو چهوڑ نے کي غرض سے مگر ان میں سے ایک مستحق لعنت اور تبرا کا هوتا هی اور اکثر تو اس کے مستحق دونوں هي هوتے هیں راوي نے کها اور وه غصه میں تهے که میں آپ پر قربان هوں یهه تو ظالم کا حال هی اور مظلوم کا کیا قصور هی فرمایا اسلیئے که وه اپنے بهائي کو صلح کے لیئے نهیں بلا تا اور اس سے چشم پوشي نهیں کرتا، پس معلوم هوا که ایسي آزردگیاں خاصان امت میں هوئي هیں اور دونوں طرفین سے کسي کي مخل ایمان نهیں، اور یهه بهي معلوم هوا که اس طرح کي آزرد گي بري هی، جلدي سے اس کا علاج کرنا چاهیئے اور بسبب بشریت کے با وصف بولنے هولے درجه کے خواصان امت میں آزردگي هونے پر جناب فاطمه اور حضرت امیرالمومنین میں آزردگي هوني اور حضرت کا ابوتراب نام هونا گواه کامل هی، اور اسي قصه کو بهي ملا رفیع نے بیان کرکے مقتضاے بشریت کا حواله کیا هی *

## چوتها مقدمه

دین کي عداوت کا مدار کفر هی، اس صورت میں هر کافر کو دشمن سمجهنا چاهیئے اس واسطے که دین کي عداوت کا سبب قرآن کے بموجب کفر هی، اور جب که سبب ایک هو تو حکم بهي ایک هوتا هی، قوله تعالی " لا تجد قوما یؤمنون بالله والیوم الاخر یوادون من حاد الله و رسوله ولو کانوا آباء هم او ابناء هم او اخوانهم او عشیرتهم " یعني نهیں پاویگا تو اس گروه کو جو الله اور قیامت کے دن پر ایمان لائے هیں که دوستي رکهتے هوں ایسے شخص سے جو دشمن هی الله اور اس کے رسول کا اگرچه یهه ان کے باپ یا بهائي یا کنبے کے هوں، وقوله تعالی

* " یاایها الذین † آمنوا لاتتخذوا الیهود والنصاریٰ اولیاء بعضهم اولیاء بعض ومن یتولهم منکم فانه منهم ان الله لا یهدی القوم الظالمین " یعنی اے ایمان والو نہ بناؤ یہود اور نصاریٰ کو دوست وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو اُن کو دوست بناوے گا تو وہ اُنہیں میں سے ہوگا اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت کرتا ہی قوم ظالم کو وقولہ تعالیٰ " لایتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین ومن یفعل ذلک فلیس من الله فی شئی " یعنی مومنوں کو نہیں چاہیئے کہ وہ کافروں کو اپنا دوست بناویں اور جو ایسا کرے وہ خدا کے نزدیک کچھہ نہیں ہی ' اور پہلی آیت سے صاف پایا جاتا ہی کہ کافرونکے ساتھہ دنیا کی محبت کے اسباب جیسے باپ ہونا بیٹا ہونا اپنا ہونا دوست ہونا ہوں ' تو ان سب کے تئیں کافر ہونے میں نہ سمجھنا چاہیئے اور عداوت کا مدار کفر پر رکھنا چاہیئے ' اور دین کی محبت کا مدار ایمان پر ہی ' پس صورت میں سب ایمان والوں کے تئیں خواہ نیک بخت ہوں خواہ گنہگار ایمان کے سبب محبت

---

† اس مقام پر شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شیعوں کے مقابلہ میں وہ آیتیں لکھدی ہیں جو خاص واقعات سے متعلق ہیں کفار و اہل کتاب سے عموما عداوت یا محبت رکھنی سے ان آیتوں کو کچھہ تعلق نہیں ہی ' خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہہ مسئلہ ہمکو صاف صاف بتادیا ہی اور تمام مسلمانوں کو اُسی حکم پر عمل کرنا چاہیئے اور وہ حکم یہہ ہی —

لا ینهاکم الله عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروهم و تقسطوا الیهم ان الله یحب المقسطین انما ینهاکم الله عن الذین قاتلوکم فی الدین و اخرجوکم من دیارکم و ظاهروا علی اخراجکم ان تولوهم ومن یتولهم فاولئک هم الظالمون ( سورۂ ممتحنہ ) —

یعنی اللہ تعالیٰ نے سورۂ ممتحنہ میں فرمایا ہی کہ اللہ تمکو منع نہیں کرتا اُن لوگوں سے جنہوں نے دین یعنی مذہب کے لئے تم سے لڑائی اور قتل و قتال نہیں کیا اور نہ تمکو تمہارے ملک سے نکالا ہی اس بات سے کہ تم اُن پر احسان کرو اور اُونکے ساتھہ انصاف برتو بےشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہی ' اللہ تعالیٰ صرف اسی بات کو منع کرتا ہی کہ جن لوگوں نے دین یعنی مذہب کے سبب تم سے لڑائی کی اور قتال کیا اور تمکو تمہارے ملک سے نکال دیا اور تمہارے نکالنے پر مدد کیا اُن سے دوستی کرو اور جو لوگ اُن سے دوستی کریں وہی ظالم ہیں —

پس آیت سے صاف پایا جاتا ہی کہ وجہہ مخالفت و قتال فی الدین ہی اور قتال فی الدین کی قید سے وہ تمام لڑائیاں بھی خارج ہوگئیں جو ملکی حکومت کے سبب واقع ہوئی ہیں نہ مذہبی عداوت کے سبب سے پس خدا کے حکم کے بموجب جنہوں نے مذہب کی وجہہ سے لڑائی کی ہی صرف اُنہی سے دوستی رکھنی منع ہی — ( سید احمد خان ) [illegible]

رکھني واجب هی ، اس واسطے ایمان که محبت کے واجب هونیکا سبب هي هرشخص
میں موجود هی ، اور جس وقت که سبب موجود هو تو حکم کا موجود هونا بهي واجب
هی ، قوله تعالی " والمومنون والمومنات بعضهم اولیاء بعض " یعني مسلمان مرد اور
مسلمان عورتیں سب ایک دوسرے کے دوست هیں ، اور قاعدہ مقررہ ہے هی که ایک
چیز کا دوست رکھنے والا اسي چیز کے دوست رکھنے والے کا بهي دوست هی ، اور اُس
دوست کا بهي دوست هی ، اور الله تعالی کو سب مسلمان دوست رکھتے هیں اور اُسکي
محبت سب مسلمانوں کے دل میں اوروں کي محبت سے سوا هی ، قوله تعالی " والذین
آمنوا اشد حبالله " یعني جو ایمان لائے هیں اُن کو الله تعالی کي محبت بهت زیادہ
هی ، پس جس صورت میں که الله تعالی سب مسلمانوں کو مطلق دوست رکھتا هی
تو لازم هی که هر مسلمان سب مسلمانوں کو دوست رکھے ، نهیں تو الله تعالی کے دوست نهونگے ،
قوله تعالی " الله ولي الذین آمنوا یخرجهم من الظلمات الی النور " یعني الله دوست هی
اُن کا جو ایمان لائے نکالتا هی اُن کو اندهیرے سے روشني میں ، و قوله تعالی " ذلک بان الله
مولی الذین آمنوا و ان الکافرین لامولی لهم " یعني الله مولی اور کارساز هی اُن کا جو
ایمان لائے اور کافروں کا کوئي مولی نهیں هی ، وقوله تعالی " الذین آمنو وعملوا الصالحات
سیجعل لهم الرحمن ودا " یعني جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے کرے کا الله اُن سب میں
دوستي ، اور کلام الله سے ثابت هی که مسلمانوں کي دوستي کسي صغیرہ اور کبیرہ گناہ سے
جاتي نهیں رهتي قوله تعالی " اذهمت طائفتان منکم ان تفشلا والله ولیهما " یعني جب ارادہ
کیا تمارے دو گروہ نے که نامرد گي کریں اور الله اُن دونوں کا دوست هی ، اور سب کے
نزدیک ان دونوں گروہ سے مراد بنو سلمان اور بنو حارث هیں که اُحد کے دن کافروں
کي لڑائي میں عبدالله ابن ابي رئیس منافقین کے بهکانے سے لڑائي سے پہلے بهاگنے
کا ارادہ کیا تها اور یهه بات سب کے نزدیک گناہ کبیرہ هی خصوصاً اُس جهاد میں
که پیغمبر خدا اپني ذات مبارک سے موجود هوں ، اور بهاگنے میں آپ کے هلاک هونے کا
اندیشه بلکه گمان هو ، اور ابهي اسلام کے بڑهنے کا وقت هو ، که اگر مدد میں اور لڑنے میں
ذرہ سي تقصیر هو تو بالکل جاتا رهے ، باوجود ان سب باتوں کے الله تعالی نے اُن دونوں
گروهوں کي دوستي سے هاتهه نهیں اُٹهایا ، اور اُن کے تئیں مسلمان فرمایا که " علی الله فلیتوکل
المومنون " یعني چاهیئے که الله پر بهروسا کریں مومن ، اور اس قدر محبت بسبب
ایمان کے ضرور هی ، اور جب که اچھے اچھے عمل جیسے جهاد کرنا اور مرتدوں سے لڑنا
اور توبه اور طهارت اور پرهیزکاري اور اخلاق مسلمانوں میں هوں تو بدرجه اولی الله تعالی

محبوب ہونگے ' قولہ تعالی " ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانہم بنیان
رص " یعنی اللہ تعالی دوست رکھتا ہی اُن کو جو خدا کی راہ میں صف باندھکر
ہیں جیسے بنیاد گچ کی ہوئی قولہ تعالی " یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن
فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم و یحبونہ " یعنی اے وہ جو ایمان لائے جو تم میں سے
جاویگا اپنے دین سے تو لاویگا اللہ ایک قوم کو جنہیں وہ دوست رکھتا ہی اور وہ اُسکو
ست رکھتے ہیں ' اور قولہ تعالی " اللہ یحب التوابین منکم و یحب المتطہرین " یعنی
تعالی دوست رکھتا ہی تم میں سے توبہ کرنے والوں کو اور طہارت والوں کو ' وقولہ
ی " یحب المتقین " یعنی اللہ تعالی دوست رکھتا ہی پرہیز گاروں کو قولہ تعالی "
للہ یحب المحسنین " اللہ دوست رکھتا ہی بھلائی کرنے والوں کو ' *

## پانچواں مقدمہ

محبت اور عداوت کے مسلمان اور کافر کے ساتھہ جدا جدا مرتبے اور الگ الگ درجے
ں چنانچہ ہر عقل مند کے تئیں دنیا کی محبت میں جو اپنے عزیزوں باپ بیٹا
ائی چچا ماموں ماں بہن کے ساتھہ ہوتی ہی یہہ حال تفاوت اور اختلاف کا معلوم ہی
ی طرح دنیا کے دشمنوں میں عداوت کے قوی ہونے اور ضعیف ہونے اور اُس کے
باب بہت ہونے اور تھوڑے ہونے کے سبب عداوت میں تفاوت اور اختلاف ہونا طبعی
ت ہی ' اسی طرح دین کی محبت کہ ایمان کے سبب سے ہی ایمان کے زیادہ ہونے اور
وی ہونے اور مسلمانوں کی محبوبیت اور اللہ تعالی کی محبت میں مختلف
وتے کے سبب مختلف ہونگے ' اس صورت میں جو شخص کہ زیادہ تر محبوب ہی
س کی محبت بھی زیادہ تر رکھنی چاہئیے ' اور سب کے نزدیک دین کی محبت کا
رے سے بڑا درجہ وہ ہی جو کہ جناب پیغمبر خدا کے ساتھہ ہی ' بعد اُس کے اُن مسلمانوں
ے ساتھہ جو پیغمبر خدا کے مقرب ہیں ' اور وہ لوگ تین گروہ ہیں پہلا گروہ اولاد اور پیغمبر
خدا کے رشتہ دار کہ پیغمبر خدا کے پارہ جگر ہیں اور اُن کے حق میں فرمایا ہی
" احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمتہ و احبونی لحب اللہ و احبوا اہل بیتی لحبی " یعنی خدا
و دوست رکھو کہ صبح شام تم پر اُس کی نعمتیں آتی ہیں اور دوست رکھو مجھکو خدا
ی دوستی کی وجہہ سے اور دوست رکھو میرے اہل بیت کو میری دوستی کی وجہہ سے '
وسرے ازواج مطہرات کہ پیغمبر خدا کے اجزاء اور ابعاض کا حکم رکھتے ہیں اور خود
للہ تعالی نے اُن کی شان میں فرمایا ہی کہ " النبی اولی بالمومنین من انفسہم و ازواجہ

امهاتهم " که نبي دوست زياده هی مسلمان کو اُن کي جانوں سے اور اُس کے ازواج اُن کي مائيں هيں ' اور چونکہ بني آدم هيں سب کا اسبات پر اتفاق هی که ازواج بسبب کمال خلطه اور محبت کے ايک شخص کي مانند هوتے هيں' اسي واسطے شرع شريف ميں سدهانے کو حقيقي رشته داروں کي طرح محرميت اور ميراث ميں گنا هی ' اور الله تعالے نے بهي ان دونوں کے تئيں ايک درجه ميں فرمايا هی " هوالذي خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا " يعني الله وه هی جس نے پاني سے آدمي کو بنايا پس اُن ميں کيا نسب اور سدهانا ' تيسرے گروه پيغمبر خدا کے اصحاب هيں که انحضرت صلی الله عليه وسلم کي رفاقت اختيار کي اور اُس کي مدد ميں اپني جان کو نثار کيا اور اپنے مال کو ضايع کيا اور اپنے بدن کو مشقت ميں ڈالا اور اپنے خانمان اور اپنے عزيز بهائي بيٹا باپ جورو ما بهن کو پيغمبر خدا کي خوشي کے واسطے چهوڑا چنانچه الله تعالے بهي اُن کے عملوں کي قدر داني کرکے اُن کي شان ميں فرماتا هی " للفقراء المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم واموالهم يبتغون فضلا من الله ورضوانا وينصرون الله ورسوله اولئک هم الصادقون والذين تبوؤا الدار والايمان من قبلهم يحبون من هاجر اليهم ولايجدون في صدورهم حاجة مما اوتوا ويؤثرون علی انفسهم ولوکان بهم خصاصه " يعني اُن فقيروں کے ليئے جو نکالے گئے اپنے گهروں سے اور اپنے مال سے جوکه وه چاهتے هيں خدا کا فضل اور رضامندي اور مدد کرتے هيں الله کي اور اُس کے رسول کي وهي هيں سچے اور وه جنهوں نے مرتبه حاصل کيا گهر ميں اور ايمان ميں اُن سے پهلے دوست رکهتے هيں جو اُن کے پاس هجرت کرکے آيا هی اور نهيں پاتے اپنے دل ميں کچهه حاجت اُس کي جو اُن کو دي جاتي هی اوروں کو ترجيح ديتے هيں اپني ذات پر اگرچه اُن کو تنگي هو' تمام عالم کے نزديک ظاهر هی که اسطرح کي محبت اور اخلاص اور قرب اور اتصال بهت بڑا هی اُس سے جو صرف ايک نسبت هو' کماقال القائل

" اللوم اخوان صدق بينهم بسبب ● من المودة لم يعدل به نسب "

اس صورت ميں ان تينوں گروهوں ميں اور مسلمانوں کي نسبت محبت کے اسباب دو وجهه سے بهت هيں پهلي وجهه ان لوگوں کے قرب اور منزلت پيغمبر خدا کے ساتهه که سب بني آدم ميں محبوبيت سے زياده تو مخصوص هيں ' دوسري وجهه ان تينوں گروهوں کے حق ميں شريعت کے رواج دينے اور جهاد اور پرهيزگاري ميں بڑے سے بڑا درجه هوتا هی هاں ان ميں سے اگر بعضے لوگ ايسے هوں که اُن ميں ايمان نهو يا ايسي بات کريں که جتني اُن کي اگلي نيکياں هيں سب جاتي رهيں اور قرآن کي آيت کے بموجب عداوت واجب هوجاوے اُن کي ساري قربت اورمنزلت جو پيغمبر خدا کے ساتهه تهي جاتي رهے ' اُسوقت البته

وہ لوگ اس حکم سے باہر ہیں جیسے ابو لہب اور مانند اُس کے ' اب ان بزرگوں کے ایمان اور عدم ایمان اور حبط عمل یعنی اُن کی سب نیکیاں اور اچھے اچھے عمل جاتے رہنے اور باطل ہو جانے میں تفتیش کرنی چاہیئے ' اور خواجہ نصیرالدین کی تجریدالعقاید میں سے جو شیعوں کے ہاں بہت معتبر کتاب ہی ایمان اور کفر اور حبط عمل کا مسئلہ سننا چاہیئے خواجہ نصیر طوسی نے لکھا ہی " الایمان التصدیق بالقلب " یعنی ازروے اعتقاد " واللسان " یعنی ازروے اقرار کے " بکل ما جاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و علم من دینہ ضرورۃ ولایکفی الاول " یعنی تصدیق بدون اقرار " لقولہ تعالی واستیقنتہا انفسہم " ولاالثانی " یعنی اقرار بدون تصدیق بھی کافی نہیں ہی " لقولہ تعالی قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا " یعنی نہ کہو کہ ہم ایمان لائے بلکہ کہو کہ ہمنے تسلیم کرلیا اور یہہ بھی کہا ہی کہ " الکفر عدم الایمان " یعنی کفر ' نہونا ایمان کا ہی اور یہہ اشارہ ہی اس بات کا کہ درمیان ایمان اور کفر کے کچھہ واسطہ نہیں اور معتزلہ کا یہی مذہب ہی " امامع الضداو بدونہ " اور یہہ بھی کہا ہی " والفسق الخروج من طاعۃ اللہ مع الایمان " یعنی فسق خارج ہونا ہی بندگی اللہ تعالی سے ساتھہ ایمان کے یعنی فسق گناہ کرنا ہی منافی ایمان نہیں اور مسلمان فاسق ہوسکتا ہی اور یہہ بھی کہا ہی " و النفاق اظہارالایمان باخفاءالکفر و الفاسق مومن مطلقا " یعنی نفاق ظاہر کرنا ایمان کا ہی ساتھہ چھپانے کفر کے اور فاسق مسلمان ہی مطلق یعنی دنیا اور آخرت کے حکم میں جیسے گاڑنا اور کفن دینا اور مغفرت کی دعا مانگنی اور صدقہ دینا اور تبرا اور لعنت کا حرام ہونا اور ایمان کے سبب محبت کا واجب ہونا اور جنت میں داخل ہونا گو عذاب کے بعد اور اُس کے حق میں پیغمبر کی شفاعت کا ہونا اور اس بات کا ممکن ہونا کہ اللہ تعالی سب گناہ اُس کے بخشدے " لقولہ علیہ السلام اذخرت شفاعتی لاہل الکبائر ولو جودجدۃ " یعنی بسبب حضرت رسول اللہ کی اس حدیث کے میںنے ذخیرہ کر رکھی شفاعت اپنی کبیرہ گناہ والوں کے لیئے اور نیز فاسق میں ایمان کی تعریف پائی جاتی ہی " و الکافر مخلدفی النار و عذاب اہل الکبیرۃ ینقطع لاستحقاق الثواب بایمانہ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ولقبحہ عندالعقلاء والسمعیات متاولۃ ودوام العقاب مختص بالکافر والعفو واقع لانہ حقہ تعالی فجاز و قوعہ " یعنی کافر ہمیشہ آگ میں رہینگے اور کبیرہ گناہ والوں کا عذاب منقطع ہو جاویگا بسبب استحقاق ثواب کے جو ایمان کی وجہہ سے ہی پس جس نے کی ہی بقدر ذرہ کے نیکی اُس کو دیکھے گا اور نیز مومن فاسق کا ہمیشہ عذاب میں رہنا عقلا کے نزدیک بھی اچھا نہیں ہی اور جو سمعیات اس بارہ میں ہیں وہ تاویل کی گئی ہیں ( کہ اُنکے ظاہری معنی

مراد نہیں ہی ) اور ہمیشہ عذاب کا ہونا کافر ہي کے لیئے خاص ہی اور عفو بھي
ہوسکتا ہی اسلیئے کہ وہ خدا کا حق ہی اس صورت میں خواجہ نصیر طوسي کے سارے
کلام سے معلوم ہوا کہ فاسق پر لعنت کرني اور اُس سے تبرا کرنا جائز نہیں ہی بلکہ اُسکي
شان اور مسلمانوں کي شان کي مانند ہی کہ اُس کے واسطے مغفرت کي دعا کریں اور
صدقے دیں تاکہ عذاب سے چھوٹے ' اور بخشش اور رسول خدا کي شفاعت کي اُمید اُس کے
حق میں رکھني چاہیئے ' اور جب تک کہ اُس میں ایمان موجود ہی اُس کي محبت
واجب اور عداوت اُس کي دین کے سبب حرام ' اسواسطے کہ تبرا اور برا کہنا اُس وقت
موسعہ ہوتا ہی کہ اُس شخص میں کوئي وجہہ محبت کي موجود نہو ' اور جب تک
کہ آدمي کافر نہ مرے تب تک یہہ بات نہیں ہوتي ' اور کافر ہونے میں اچھے عملوں کا
اعتبار نہیں رہتا ' اور فاسق ہونے اور گناہ کبیرہ کرنے سے اُس شخص کي ذات سے تبرا جائز
نہیں ' ہاں اُس کے فسق اور گناہ گاري سے تبرا ہونا اور برا جاننا چاہیئے ' اور خواجہ نصیر
نے تجرید میں یہہ بھي کہا ہی " والاحباط باطل لاستلزامہ الظلم و لقولہ تعالی فمن یعمل
مثقال ذرة خیرا یرہ " یعني عمل نیک کا حبط کرنا باطل ہی اس سے ظلم لازم آتا ہی اور نیز
خداتعالی نے فرمایا ہی کہ جو کریگا بھلائي بقدر ذرہ کے تو پاویگا ' پس جب تک کہ ایسي
شخص کا کفر متحقق نہو اُس کے عمل حبط نہیں ہوسکتے *

باقي اوراق اس ترجمہ کے دستیاب نہیں ہوئے

---

# ریویو

## خود مترجم کا لکھا ہوا

### مورخۂ نومبر سنہ ۱۸۷۸ ع

ان دونوں بابوں کے اخیر اوراق جب بعد تلاش کے بھی دستیاب نہوئے تو ' اول یہہ ارادہ ہوا کہ اُن کا ترجمہ پورا کردیا جاوے ' مگر اس وجہہ سے کہ حال کے خیالات اور پچھلے خیالات میں خلط ملط نہو جاوے ' اُس ارادہ کو چھوڑ دیا اور جس قدر ترجمہ دستیاب ہوا اُسیقدر چھاپا گیا *

مذہب اہل سنت و جماعت اور شیعۂ اثنا عشریہ میں جو مباحث افضلیت اور استحقاق خلافت خلفاء اربع کے ہیں ' اور مذہب خوارج میں جو عقاید ختنین و اہل بیت کی نسبت ' اور مذہب نواصب میں علی مرتضی و اہل بیت کی نسبت ہیں ' اُن سے زیادہ لغو و بیہودہ مباحث و عقاید کوئی نہیں ہیں ' استحقاق خلافت آنحضرت صلعم کا من حیث النبوۃ کسیکو بھی نہ تھا ' اسلیئے کہ خلافت فی النبوۃ تو محالات سے ہی ' باقی رہ گئی خلافت فی ابقاء صلاح امت و اصلاح تمدن ' اُس کا ہر کسی کو استحقاق تھا جس کی چل گئی وہی خلیفہ ہوگیا — خلافت بعد آنحضرت کوئی امر منصوص نہ تھا ' نہ کسی کی شخص خاص کی خلافت مذہب اسلام کا کوئی جزو یا کوئی حکم تھا ' سیاست مدن کا جو طریقہ اُس وقت پڑگیا تھا وہ سلطنت جمہوری کے نہایت مشابہ تھا ' اور اسیطرح واقع بھی ہوا ' یعنی جس کو بہت سے ذی اقتدار لوگوں نے تسلیم کرلیا وہی خلیفہ ہوگیا ' کون کہہ سکتا ہی کہ ابتداہی سے علی مرتضی کو خلیفہ ہونے کا خیال نہ تھا ' اور تینوں متقدم خلافتوں کے زمانہ میں اُن کو اُنکے خلیفہ نہونے کا افسوس یا اپنے خلیفہ نہونے کا رنج نہ تھا ' مگر علی مرتضی کی خواہش زیادہ تر سلطنت شخصی کے مشابہ تھی ' جو اُس وقت کے طریقہ تمدن کے موافق نہ تھی ' اور اسی لیئے اُن کی خواہش پوری نہوئی ' جب ایسا وقت آگیا کہ ذی اقتدار لوگوں نے اُن کی طرف رجوع کی وہ خلیفہ ہوگئے ' نہ متقدم خلیفہ ہونے میں کوئی وجہہ افضلیت تھی ' نہ موخر خلیفہ ہونے میں کوئی وجہہ منقصت ' یہہ

تمام واقعات اسی طرح پر واقع ہوئے تھے جیسےکہ ہمیشہ دنیا میں واقع ہوتے ہیں ' اسلام سے ان واقعات کو کچھہ تعلق نہ تھا ؛ کسی کو غاصب اور کسی کو برحق بلا فصل کہنا لغو باتیں ہیں *

افضلیت کے مسئلہ کے مباحث اُس سے زیادہ بیہودہ ہیں ' دو چیزوں میں ایک کو افضل تہرانا اسبات پر موقوف ہی کہ اُن میں ایک ہی حیثیت ہو؛ ایک سسرا ایک داماد ایک بھائی ؛ ایک غیر ' آپس میں حیثیت ہی متحد نہیں ' پھر افضلیت و غیر افضلیت کیسی ' اعمال اور تقرب الی‌اللہ کے تول لینے کو ہمارے پاس کوئی ترازو نہیں جس سے ہم ایک کو ہلکا ایک کو بھاری ٹہراویں ' ہم جس بات کا فیصلہ کرسکتے ہیں وہ صرف تاریخی واقعات ہیں ' کہ اُن چاروں بلکہ پانچوں بزرگواروں کے زمانہ خلافت کسطرح گذرے — حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا زمانہ خلافت تو شمار کرنا نہیں چاہیئے ' کیونکہ درحقیقت وہ زمانہ بھی حضرت عمر ہی کی خلافت کا تھا ' اور وہی بالکل دخیل و منتظم تھے — حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا زمانہ ' کیا بنظر انتظام ' اور کیا بنظر فتوحات و امن و حکومت و رعب و داب جو ابقاء صلاح امت و اصلاح تمدن کے لیئے ضرور تھا ؛ ایک بے نظیر زمانہ تھا — حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانہ خلافت میں جو کچھہ ہوا وہ صرف حضرت عمر کے زمانہ خلافت کا اثر تھا ' اصلی زمانہ خلافت حضرت عثمان اُن کی خلافت کا اخیر زمانہ تصور کرنا چاہیئے ' جس میں تمام اصول سیاست مدن اور وہ اصول سلطنت جمہوری جس پر اس عالیشان محل کی بنیاد قایم ہوئی تھی ' سب کی سب سست اور برہم درہم ہوگئی تھی ' اور غدر کا ہونا اُس کا ایک ضروری نتیجہ تھا جو ہوا — حضرت علی مرتضی علیہ‌السلام تک جب خلافت پہونچی ' تو ایسی ابتر و خراب ہو گئی تھی جس کا درست ہونا اگر نا ممکن نہ تھا تو قریب قریب نہ ممکن کے تھا ' اُس کی اصلاح میں جہاں تک ممکن تھا کوشش کی گئی ' مالک دیئے گئے دوسری حکومتیں تسلیم کی گئیں مگر اصلاح نہوئی ' اور روز بروز خرابی بڑھتی گئی — حضرت امام حسن علیہ‌السلام جب خلیفہ ہوئے ' تو اُنہوں نے تمام حالات اور واقعات پر غور کرکے یقین کیا کہ اس کی اصلاح ممکن نہیں ' صرف ایک ہی علاج امت کی اسایش اور قتل و خونریزی اور فساد دور کرنے کا ہی ' کہ اس دو عملی سے یکسوئی کی جاوے ' اُنہوں نے نہایت دانائی اور نیکی اور امت کی بھلائی کی نظر سے ' جسکی نظیر دنیا میں نہیں ہی ' خلافت سے ہاتھہ اوٹھایا درحقیقت یہہ کام حضرت امام حسن ہی سے کریم‌النفس شخص سے ہوسکتا تھا ؛ جس نے

امت کے امن کے لیئے ایسی خلافت کو چھوڑ دیا ، جس کے سامنے سلطنت قیصر و کسری کی بھی کچھہ حقیقت نہیں تھی ●

مطاعن صحابہ پر بحث کرنا ایک ایسا لغو اور بیہودہ اور چھوٹا کام ہی جس کی برابر دنیا میں دوسرا نالایق کام نہیں ہی — نہ ہمارے پاس صحیح صحیح واقعات موجود ہیں جو یقین کے لایق ہوں — اور اگر بالفرض واقعات بھی ہوں تو وہ کیفیت اور حالات جن پر باہم صحابہ کے مشاجرات واقع ہوئے ہرگز ہماری آنکھہ کے سامنے نہیں ہیں ، پس جو لوگ صحابہ کے مطاعن پر بحث کرتے ہیں وہ بلا کافی شہادت اور بلا موجودگی روئداد کے اپنا فیصلہ قایم کرتے ہیں — علاوہ اس کے انسان سے غلطی اور خطا کا واقع ہونا خصوصاً ایک ایسی بڑی سلطنت کے انتظام میں جو صحابہ کے ہاتھہ میں تھی ، ایک ایسا امر ہی جو ناگزیر ہی ، صحابہ معصوم نہ تھے ، اگر بالفرض اُن سے غلطیاں واقع ہوئیں تو کیا آفت ہوئی ، اور کیوں وہ بڑی سمجھی جاویں ، اگر اُنھی روایتوں پر جو موجود ہیں نکتہ چینی کا مدار ہو ، تو اُس نکتہ چینی سے نہ حضرت علی مرتضی بچتے ہیں نہ خلفاے ثلثہ ، اور ہم تو باوجود تسلیم کرلینے اُن تمام نکتہ چینیوں کے ، جو خوارج ونواصب اور شیعہ اُن بزرگوں کی نسبت پیش کرتے ہیں ، اُن میں سے کسی بزرگ کو برا اور بد خیال نہیں کرتے ، وہ تمام واقعات ایسے ہی ہیں جو دنیا میں ہمیشہ پیش آتے ہیں ، وہ ہوئے ہوں یا نہوئے ہوں اُن سے نہ اُن بزرگوں کی بزرگی میں کچھہ نقصان لازم آتا ہی اور نہ مذہب اسلام کو اُن واقعات سے کچھہ تعلق ہی ●

ہاں تبرا جس کا رواج اُن شیعوں میں ہوگیا ہی جو نا مہذب ہیں نہایت خراب چیز ہی ، اور انسان کے دل میں ایک بدی اور بد اخلاقی اور بدطینتی پیدا کرنے والا ہی ، جو اسلام کے مقصد اعلی کے برخلاف ہی — میری یہہ راے ہی کہ جو امور مذہب اسلام سے علاقہ رکھہ سکتے تھے وہ آنحضرت صلعم کے بعد ختم ہو گئے ، اور جو واقعات اُن کے بعد ہوئے اُن کو مذہب اسلام سے کچھہ تعلق نہیں ہی ، نہ وہ مذہب اسلام کے جزو ہیں ، نہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ کے بعد اشہد ان ابابکرالصدیق اول خلیفہ رسول اللہ کہنا ہمارا جزو ایمان ہی اور نہ اشہدان علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفۃ بلا فصلۃ ماننا ہمکو ضرور ہی ، بلکہ اسلام کے لیئے پہلے ہی دو تشہد کافی ہیں ●

# كلمة الحق

# بسم الله الرحمن الرحيم

## كلمة الحق

### مؤلفہ سنہ ۱۲۹۶ هجري مطابق سنہ ۱۸۳۹ ع

دل در طلب ماه رخت شیدائي است * وز لکهت تار کاکلت صحرائي است
در مهر تو چوں زخویش رفتم چه زیاں * زیں طعنہ که خلق گویدم سودائي است

اللهم صل على محمد و على آل محمد و بارک و سلم ' الهي تو اپنے اور اپنے حبیب محمد رسول الله صلى الله علیه و سلم کي محبت نصیب کر اور اُنهیں کي سنت پر چلا اور اُنهیں کي سنت پر مار آمین یا رب العالمین ' اما بعد یهه کلمة الحق بے اختیار پیري اور مریدي کے بیان میں هماري زبان سے نکلا هی ' کیونکه همارے زمانه میں پیري مریدي کا ایسا ایک جهگڑا لگا هی' جسکے سبب هزاروں آدمي دهوکے میں پڑے هیں ' جهاں ایک نئي صورت کا آدمي دیکها کوئي تو اُسکو قطب کهتا هی اور کوئي ابدال اور کوئي ولي اور کوئي غوث اور پهر وه کیسي هي باتیں کرتا هو اُس پر کچهه خیال نهیں کرتے ' اگر کوئي کهے که میاں یهه تو شرع کے برخلاف باتیں کرتا هی تو یوں جواب دیتے هیں که اجي تم نهیں جانتے طریقت کا آؤر هي رسته هی ' فقیروں کي باتیں هي جدا هیں ' شریعت تو ظاهر کے لیئے هی یهه ولي الله کے هیں جو کریں سو بجا هی ' اور یهه نهیں جانتے که الله کي راه نبي کي اطاعت بغیر ملتي هي نهیں ( بیت )

درین راه جز مرد راعي نرفت * گم آں شد که دنبال داعي نرفت

جو ذرا بهي شریعت کي راه سے بهٹکا وهي راه بهولا ' اگر کوئي آسمان پر اُڑے اور زمین میں گهسے اور ایک بال بهر شریعت سے پهرا هو وه گمراه هی ' ولي و ابدال غوث اور قطب هونا کچهه کرشمه اور کرامات دکهاني نهیں هی ' بهوت اور پلیت دیو جن نت اور بهانمتي بهي بهت سے کرشمے اور تماشے دکهاتے هیں ' ولي و ابدال غوث و قطب وهي هی جو پورا پورا شریعت پر چلے قال الله تعالى " قل ان کنتم تحبون الله فاتبعوني یحببکم الله یعني الله صاحب نے سورة آل عمران میں فرمایا که اے نبي تو کهه دے که اگر تم الله کو چاهتے هو تو میري راه چلو که الله تمکو چاهے ف اس آیت سے معلوم هوا که آدمي کیسي هي

عبادت اور بندگی کرے سو اللہ اسکو جب ہی خوشنود رکھتا ہے جب شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا تابع ہو جاوے؛ بہتیرے جوگی بیراگی لذت اور فقیر کیسی کیسی مشقتیں کرتے ہیں اور مصیبتیں بھگتتے ہیں اور جوگ اٹھاتے ہیں مگر جب شریعت کے برخلاف ہیں تو سب بیکار ہے، اور شریعت کی تابعداری یہی ہے کہ جو اللہ اور اللہ کے رسول نے کہا اسکو کیا اور جس سے منع کیا اسکو نہ کیا قال اللہ تعالی " وما اتیکم الرسول فخذوہ وما نہیکم عنہ فانتہوا " یعنی اللہ صاحب نے سورۂ حشر میں فرمایا اور جو دے تمکو رسول وہ لیلو اور جس سے منع کردے وہ منع کرو یعنی رسول نے جو حکم تمکو پہونچائے ہیں ان کو قبول کرو اور جن کاموں سے منع کردیا ہے ان کو منع کرو کہ یہی شریعت کی تابعداری ہے، اور پورا تابعدار شرع کا وہی ہے کہ جو معاملہ میں جو اس کے سامنے آوے غور کرے کہ اس میں اللہ اور اللہ کے رسول کا کیا حکم ہے جو حکم ہو وہی کرے اور پھر جی میں ملال نہ لاوے قال اللہ تعالی " فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما " یعنی اللہ صاحب نے سورۂ نساء میں اپنے رسول کو فرمایا کہ قسم ہے پروردگار کی تیرے ان کو ایمان نہوگا جب تک کہ آپس کے جھگڑے میں تجھ کو حاکم نہ بناویں پھر نہ پاویں اپنے دل میں تیرے انصاف سے کچھ بھی ملال اور اس کو جان دل سے ٹھیک جانیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ پورا ایمان جب ہی ہوتا ہے جب سب کام شریعت کے موافق کرے اور جو اس میں حکم نکلے خندہ پیشانی ہو کر قبول کرے اور یوں جانے کہ یہی حق ہے اور یوں ہی ٹھیک ہے " عن عبد اللہ ابن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی یکون ہواہ تبعا لما جئت بہ " یعنی مشکوۃ شریف کے باب الاعتصام بالسنۃ میں عبد اللہ ابن عمر نے حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے یہ بات کہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کوئی تم میں سے مسلمان نہیں ہوتا جب تک کہ اسکا ارمان شریعت کے تابع نہ ہووے یعنی اس کی خواہش شریعت ہی ہو جاوے اور اسکو یہی ارمان ہو کہ جو شریعت میں ہے وہی کروں اور جب شریعت کا حکم پہچانے تو یوں جانے کہ میرے دل کا بڑا ارمان نکلا کیونکہ وہ تو شریعت کو دل سے چاہتا تھا جب پورا مسلمان ہوتا ہے تو یہ کہ ایک کام کرنے کو تو اپنا دل بہت چاہتا ہو اور خواہ نخواہ کو راضی نہ ہو دل کو اسکو شرع میں پاوے اور جیسے کہ اگرچہ حضرت کے وقت میں یا حضرت کے بعد لوگوں نے وہ کام تو کیا تھا مگر اس میں کیا قباحت ہے اسکو فلانے بزرگ نے کیا ہے اور بڑے بڑے مشایخ کرتے آئے ہیں کیونکہ ایسی باتیں کہنی اور کرنی شریعت کی تابعداری نہیں ہے بلکہ

شریعت کو اپنے نفس کا تابع بناتا ہی، خدا پناہ میں رکھے اس بات سے حضرت کی
پر عمل کرنا اور آپ کی سنت پر چلنا یہہ تو بہت بڑے درجہ کی بات ہی حض
سنت تو ایسی نعمت ہی کہ اگر کوئی اُسکو دوست ہی رکھے تو دونوں جہان ک
اُسکو ملتی ہی" عن انس قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم من احب س
احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنۃ " یعنی مشکواۃ شریف کے باب الاعتصام بال
حضرت انس سے ایک بڑی حدیث نقل کی ہی کہ اُسکا یہہ ٹکڑا ہی اور اس
میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے حضرت انس کو کمال ش
بیٹا خطاب کرکر فرمایا ہی کہ اے میرے بیٹے جس نے میری سنت کو دوست
بیشک مجھکو دوست رکھا اور جسنے مجھکو دوست رکھا وہ میرے ساتھہ جنت
ف اے مسلمانوں ذرا غور کرو کہ اگر اس مع کے لفظ پر ہزار جان نثار کی جاوے
ہی رسول اللہ کے ساتھہ جنت میں ہونا ایسی بشارت ہی کہ قسم اُس خدائے
جس نے دونوں عالم پیدا کیئے کہ اگر دونوں عالم اُس کے مقابل کچھہ بھی حقی
ہوں، کیا اچھے نصیب اُس کے کہ جسکو حضرت کا ساتھہ نصیب ہو افسوس تم ک
پھرتے ہو جو نعمت ہی وہ حضرت ہی کی سنت میں ہی، واللہ اور کسی میں
میں نہیں کسی میں نہیں، پھر آدمی کو لازم ہی کہ حضرت ہی کی سنت پ
شریعت ہی کی اطاعت کرنے پر سعی کرے اور جو حضرت کی شریعت اور حضر
سنت اور شریعت پر چلتا ہو اُسیکو پیر اور ولی اور ابدال اور غوث اور قطب ج
حضرت کی شریعت سے باہر ہو اُسکو شیطان سے بدتر جانے گو وہ زمین میں
آسمان پر اوڑتا ہو، اور صحابہ کا یہی حال تھا کہ جو کوئی کیا عادت میں اور کیا
اور کیا ذکر میں اور کیا فکر میں ایک سرمو بھی سنت کے خلاف کرتا تھا اُسکو بر
جانتے تھے فی شرعۃ الاسلام وقد کانت الصحابۃ رضی اللہ عنہم ینکرون اشد الانکار علی
امرا او ابتدع رسما لم یعہد فی عہد النبوۃ قل ذلک او اکثر صغر ذلک او کبر کان
او فی العبادۃ او فی الذکر، یعنی شرعۃ الاسلام میں یہہ بات لکھی ہی کہ صحابہ ر
نہایت برا جانتے تھے اُس شخص کو جو نئی بات نکالتا تھا یا نئی رسم شروع کرتا تھ
کے وقت میں نہ تھی خواہ وہ نئی بات تھوڑی ہوتی تھی یا بہت بڑی ہوتی تھ
اور خواہ دنیا کے معاملوں میں ہوتی تھی خواہ دین کے خواہ اللہ کی یا
ف اب خیال کرو کہ جب صحابہ عبادت کرنے اور اللہ کی یاد کرنے میں بھی
برا جانتے تھے تو پھر اگر کوئی شخص نئی نئی باتیں خلاف سنت رسول اللہ

اُنکو عبادت جانے اور یوں کہے کہ خدا اسی سے ملتا ہے تو بالکل جھوٹا ہے اور بیکار ہے خدا کے ملنے کو سوائے سنت رسول اللہ کے اور کوئی رستہ ہی نہیں " عن عبداللہ ابن مسعود قال خط لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم خطا ثم قال ہذا سبیل اللہ ثم خط خطوطا عن یمینہ و عن شمالہ و قال ہذا سبل علی کل سبیل منہا شیطان یدعو الیہ و قرأ و ان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ " یعنی مشکواۃ شریف کے باب اعتصام بالسنۃ میں عبداللہ ابن مسعود سے حدیث نقل کی ہے کہ اُنہوں نے یہ بات کہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے ہمارے لیئے ایک سیدھا خط کھینچا اور فرمایا کہ یہ تو اللہ کا رستہ ہے' پھر اُسکے دائیں بائیں خط کھینچے اور فرمایا یہ اَور رستے ہیں اِن میں سے ہر رستہ پر شیطان ہے کہ اُسکی طرف بلاتا ہے اور کلام اللہ کی آیت پڑھی جسکا یہ ترجمہ ہے " اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ میری راہ سیدھی ہے پھر اُسی پر چلو اور اَور رستوں پر مت جاؤ تاکہ اُسکی راہ سے نہ بھٹکو " ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ راہ جس سے خدا ملتا ہے وہ رسول اللہ کی ہی سنت ہے' اور اُسکے سوا سب راہیں شیطان کی ہیں ' ان آیتوں اور حدیثوں کی نقل کرنے سے ہمارا مقصود صرف اتنا ہے کہ ہر مداری سدھاری کو تم پیر مت بناؤ اور اُس کے کرشمہ اور کرامات پر مت جاؤ' بلکہ جو شخص سنت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا تابع ہو اُسیکو ولی اور غوث اور قطب اور ابدال سمجھو ' گو اُس سے ایک بھی کرامت نہو ' کیونکہ کرامت ہونا ولی ہونے کی نشانی نہیں ' بلکہ رسول اللہ کی سنت اور شریعت کا تابع ہونا ولی ہونے کی علامت ہے ' مطلب ساری تقریر کا یہ ہے کہ پیر وہی ہے جو سر سے پاؤں تک سنت میں ڈوبا ہوا ہو ' نہیں تو خاک بھی نہیں ' اِن باتوں کو سنکر بعضے لوگ یوں کہتے ہیں کہ ہاں یہ بات تو تم سچ کہتے ہو کہ جو کچھ ہے وہ شریعت اور سنت ہی ہے ' مگر فقیروں کی اَور ولیوں کی بعضی باتیں ایسی ہیں کہ جب تک نہ کرے دل صاف ہی نہیں ہوتا اور ولایت حاصل ہی نہیں ہوتی ' اور اللہ کے دربار میں خاص مرتبہ ملتا ہی نہیں ' اور نرا شرع پر چلنے سے تو ملانے کا ملنا ہی رہجاتا ہے ' اور دل صاف نہیں ہوتا' یہہ کہنا اور سمجھنا پوری گمراہی ہے' کیونکہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نبی آخرالزمان ہیں اب اور کوئی نبی نہیں ہونے کا ' اور نہ اور کوئی شریعت اُتریگی ' پھر اگر اس شریعت سے بھی اللہ نہ ملیگا اور دل صاف نہوگا تو پھر کس سے ملیگا اور کاہے سے ہوگا ' بلکہ جو شخص یوں سمجھے کہ مرید ہوئے بغیر اور پیر کی صحبت اُٹھائے بغیر اور جو ذکر کے طریقے چاروں سلسلوں میں ہیں اُس طرح پر ذکر اور شغل کرنے بغیر ' صرف شریعت محمدیہ صلی اللہ

علیہ و سلم پر چلنے اور قایم رهنے سے ولایت کا رتبہ اور اللہ کے دربار میں خاص مرتبہ حاصل نهیں هوگا، تو اُسنے گویا محمد رسول اللہ کي اچھي طرح تصدیق نهیں کي ' کیونکہ محمد رسول اللہ کي تصدیق کے تو یهي معني هیں کہ دل سے یوں هي جانے کہ جو حضرت کا بتایا هوا رستہ هی وهي سیدها اور سچا هی ' اور اُسي سے سب مرتبہ غوث اور قطب اور ابدال کے حاصل هوتے هیں ' همکو صرف محمد رسول اللہ کي شریعت اور سنت پر چلنے سے دونو جهان کي نعمت ملتي هی ' نہ کسي پیر کي حاجت نہ کسي فقیر کي ' اور نہ کسي نئے ذکر کي درکار اور نہ کسي نئے شغل کي ' جو همارے حضرت نے همکو بتا دیا هی وهي کافي هی " حسبنا کتب اللہ و سنت رسولہ " یعني همکو کلام اللہ اور سنت رسول اللہ هي بس هی ' همارا دین تو پورا هوچکا هی اب اسمیں نہ بڑهانے کي حاجت اور نہ گهٹانے کي درکار " قال اللہ تعالی الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتي و رضیت لکم الاسلام دینا " یعني اللہ صاحب نے سورہ مائدہ میں فرمایا کہ اب پورا کردیا میفے تمهارے لیئے دین تمهارا اور پوري کردي میں نے تمپر اپني نعمت اور پسند کیا میفے تمهارے لیئے دین مسلماني ف اس آیت سے معلوم هوا کہ اب همارا دین پورا هوچکا قیامت تک اسمیں گهٹنے بڑهنے کا نهیں " قال في التفسیر النیشاپوري " و فی اخیر زمان البعثة حکم ببقاءالاحکام علی حالها من غیر نسخ و زیادة و نقص الی یوم القیامة " یعني تفسیر نیشاپوري میں یہہ بات لکهي هی کہ جب زمانہ نبوت کا اخیر هونے کو هوا تو اللہ صاحب نے حکم کیا کہ یہہ شرع کے احکام جیسے هیں همیشہ ویسے هي رهینگے ' قیامت تک نہ اس میں سے کچهہ رد و بدل هوگا اور نہ کم زیادہ ' پهر اگر کوئي شخص نئي نئي باتیں نکالے اُنکي کچهہ اصل نهیں ' کیونکہ شرع کے جوں کے توں قیامت تک رهنے کا اللہ صاحب نے وعدہ کیا هی ' اور اسي آیت میں اللہ صاحب نے فرمایا " و اتممت علیکم نعمتي " یعني پوري کردي میں نے تمپر اپني نعمت اس سے معلوم هوا کہ اللہ کي جو نعمت هی وہ شریعت محمدیہ هي میں پوري هوئي هی ' پهر جو کوئي اُس پر چلیگا اُسیکو یہہ نعمت ملیگي اور جو نہ چلیگا اُسکو نہ ملیگي اور جو تهوڑا چلیگا اُسکو تهوڑي ملیگي اور جو بهت چلیگا اُس کو بهت ملیگي ' اب یہہ خیال کرنا کہ جبتک مرید نہو اور مشایخوں کي طرح ذکر و شغل نکرے اُس کو اللہ کي نعمت اور اُسکے دربار میں مرتبہ نهیں ملتا ' بالکل غلط هی ' اللہ کي نعمت شریعت محمدیہ هی جو اُسپر چلیگا خواہ پیر هو خواہ مرید خواہ بوڑها هو خواہ جوان خواہ جولاهہ هو خواہ پیر زادہ خواہ شیخ هو خواہ سید خواہ مغل هو خواہ پٹهان اُسي کو ملیگي ' اور یہہ بهي جان لو کہ اللہ کي نعمت سے دین کا پورا هونا اور اللہ کي راہ کي هدایت هوني مراد هی '

في التفسير النيشاپوري " اتممت عليكم نعمتي اي بذالک الاکمال لانه لانعمة اتم من نعمة الاسلام " يعني تفسير نيشاپوري ميں اتممت عليکم نعمتي کے يهه معني لکهے هيں که الله صاحب نے يوں فرمايا هی که دين کے پورا کرنے سے ميں نے اپني نعمت تمپر پوري کردي ' کيونکه دين کي نعمت سے بڑه کر کوئي نعمت نهيں ' و في التفسير البيضاوي " و اتممت عليکم نعمتي بالهداية والتوفيق او بکمال الدين " يعني تفسير بيضاوي ميں اس آيت کے يهه معني لکهے هيں که الله صاحب نے يوں فرمايا که هدايت اور توفيق دينے اور دين کے پورا کرنے سے ميں نے اپني نعمت تمپر پوري کردي ' اور جنپر الله صاحب نے اپني نعمت پوري کي هی وه نبي اور ولي هيں ' کيونکه سب تفسير والوں نے الحمد کي تفسير ميں انعمت عليهم کے يهي معني لکهے هيں ' که جنکو الله نے نعمت دي هی وه نبي هيں اور صديق اور شهيد اور ولي ' اب اس سے معلوم هوا که شريعت محمديه الله کي نعمت هی ' اور جو اسپر چلتا هی اس کو يهه نعمت حاصل هوتي هی ' اور جسکو يهه نعمت حاصل هوتي هی وه ولي هوتا هی يا صديق يا شهيد کچهه پير و پيرزاده هونے پر موقوف نهيں ' الله صاحب نے خود هي فرمايا هی " ان اوليائه الا المتقون " يعني نهيں اوليا اُسکے مگر متقي لوگ ' ذالک فضل الله يوتيه من يشاء " يعني يهه الله کي رحمت هی جسکو چاهے دے ' شاه ولي الله صاحب نے بهي قول جميل ميں لکها هی ' که کوئي يوں نجانے که ان صوفيه کے اشغال بغير خدا ملتا هي نهيں ' بلکه صحابه اور تابعين نے نمازيں پڑهکر الله کے دربار ميں عاجزي کرکر اور موت کو ياد رکهه کر اور جن باتوں پر الله صاحب نے ثواب کا وعده کيا هی اور جنپر عذاب دينے کا اقرار کيا هی اُن کا دهيان رکهه کر اور کلام الله پڑه پڑه کر اور اُس کے معنوں ميں غور کرکر اور جن حديثوں سے مسلمان کا دل نرم هوتا هی اُنکو سنکر يهه مرتبے حاصل کيئے تهے ' اے مسلمانوں اب تم اپنے دل ميں سوچ لو که جو بات حضرت نے اپنے صحابه کو بتائي اور جسکي بدولت صحابه اس مرتبه کو پهونچے اُسکو اختيار کرنا بهتر هی يا کسي نئي بات کو ' سچي بات سب کو کڑوي لگتي هی ' اِن سچي سچي باتوں کو سنکر بعضے لوگ يوں کهينگے که لو صاحب يهه تو پيروں سے پهرے هوئے هيں ' اور معتزليوں کيسي باتيں کرتے هيں ' اور اگلے پيروں پر طعنے مارتے هيں ' اور اُن کے وظيفوں کو برا جانتے هيں ' نعوذ بالله منه ' يهه همارا اعتقاد نهيں ' هم نه کسي پر طعنه مارتے هيں اور نه کسي کے وظيفه کو برا جانتے هيں ' مگر اتني بات بے شک کهتے هيں ' که کيسا هي بڑا پير هو اُس کي باتيں جو شريعت محمديه علی صاحبها الصلوة والسلام کے موافق هيں اُنکو اپنے سر اور آنکهوں پر رکهتے هيں ' اور اُس شخص کو اپنا سرتاج سمجهتے هيں ' اور جو باتيں اُسکي شرع کے برخلاف هيں اُن باتوں کو چهوڑ

کوڑی کی برابر بھی نہیں جانتے، کیونکہ ہم تو مقصد رسول اللہ کے آگے کسیکا وجود ہی
نہیں جانتے، پھر جو کوئی حضرت کی شریعت کے مخالف کہیگا یا کریگا ہم تو اُسکو غلط ہی
سمجھینگے، نہ اُس کے پیر ہونے کا خیال کرینگے اور نہ پیر زادہ، اور نہ اخوند ہونے کا دھیان
رکھینگے اور نہ اخوند زادہ، الٰہی تو ہمکو اپنے حبیب کی سنت پر قایم رکھہ اور اُنہیں کی
سنت کا اتباع نصیب کر اور ہماری زبان سے حق بات نکلوا اور ملامت کرنے والوں کی
ملامت سے دہشت ندے، آمین یا رب العالمین، اب تمنے پیر کے معنی تو سمجھے اب مرید
ہونے کے معنی سمجھو، کہ اگر مرید ہونے سے دنیا کھسیٹنی ہی، اور خانقاہ بناکر دندوت
کروانی ہی، تو وہ بات تو جدا ہی، اور اگر خدا کا ملنا چاہتے ہو تو وہ تو بغیر سنت رسول اللہ
کے ملنا ہی نہیں، پھر دیکھو کہ سنت رسول اللہ میں مرید ہونا پایا جاتا ہی یا نہیں، اگر
پایا جاتا ہو تو اُسی طرح مرید ہو جسطرح حضرت مرید کرتے تھے، کچھہ زیادتی کمی اپنی
طرف سے مت کرو، کیونکہ جو باتیں سنت ہیں، وہ جب ہی تک سنت رہتی ہیں کہ
جس طرح حضرت نے کیا ہی اُسیطرح جوں کا توں سنت سمجھہ کر کرے، اور اگر اُس سے
ایک سرمو بھی خلاف کیا تو وہ حضرت کی سنت نرہی، بلکہ اپنے نفس کی سنت ہوگئی،
اب سنو کہ مرید ہونا بیعت کرنے کو کہتے ہیں، اور حضرت سے چھہ طرح کی بیعت ثابت
ہی، ایک بیعت الاسلام یعنی مسلمان ہوتے وقت بیعت کرنی "عن عمرو ابن العاص قال اتیت
النبی صلی اللہ علیہ و سلم فقلت أبسط یمینک فلا بایعک فبسط یمینہ فقبضت یدی فقال
مالک یا عمرو قلت اردت ان اشترط قال تشترط ماذا قلت ان یغفرلی فقال اما علمت یا عمرو
ان الاسلام یہدم ماکان قبلہ و ان الہجرة تہدم ماکان قبلہا و ان الحج یہدم ماکان قبلہ"
یعنی مشکواة شریف کی کتاب الایمان میں عمرو ابن العاص سے حدیث نقل کی ہی کہ
اُنہوں نے یہہ بات کہی کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کے پاس آیا اور میںنے
عرض کیا کہ اپنا داہنا ہاتھہ بڑھائیے تاکہ مسلمان ہونے کو آپ کا مرید ہوں جب حضرت
نے اپنا داہنا ہاتھہ بڑھایا تو میںنے اپنا ہاتھہ کھینچ لیا حضرت نے فرمایا کہ اے عمر تجھکو
کیا ہوا میںنے عرض کیا کہ ایک شرط کرنی چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کہ کیا شرط کرتا ہی
میںنے عرض کیا کہ یہہ بات چاہتا ہوں کہ میری اگلی باتیں بخشی جاویں آپ نے فرمایا
کہ اے عمرو کیا تو نہیں جانتا کہ اسلام لانا بے شک پہلی باتوں کو مٹا دیتا ہی اور ہجرت
اگلی باتوں کو دور کردیتی ہی اور حج پہلی باتوں کو نیست کردیتا ہی فقط اِس حدیث
سے معلوم ہوا کہ حضرت کے وقت میں مسلمان ہوتے وقت بیعت ہوئی ہی — دوسری بیعت
الخلافت، یعنی جسکو اپنا سردار بنایا اُسکے حکم بجالانے کے لیئے بیعت کرنی، چنانچہ بخاری

شریف میں ایک حدیث موجود ہی جسکا یہہ ٹکڑہ ہی " فلما اجتمعوا تشہد عبدالرحمن ثم قال اما بعد یا علي اني قد نظرت في امر الناس فلم ارهم یعدلون بعثمان فلا تجعلن علی نفسک سبیلا فقال ابایعک علی سنة الله و رسوله والخلیفتین من بعده فبایعه عبدالرحمن وبایعه الناس والمہاجرون والانصار و امراء الاجناد والمسلمون " یعني پھر جب سب لوگ اکٹھے ہوگئے تو عبدالرحمن نے خطبہ پڑھا اور پھر کہا کہ اسکے بعد یہہ بات ہی کہ اے علي میں غور کي لوگوں کے حال میں پھر مینے عثمان کي برابر کسیکو ندیکھا پھر تم بھي انکار مت کرو پھر علي نے کہا کہ بیعت کرتا ہوں میں تجھہ سے یعني عثمان سے الله اور الله کے رسول اور دونوں خلیفوں کي سنت پر پھر بیعت کي اُن سے یعني عثمان سے عبدالرحمن نے اور بیعت کي اُن سے اور لوگوں نے اور مہاجرین نے اور انصار نے اور لشکروں کے سرداروں نے اور مسلمانوں نے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کے وقت میں بیعت خلافت کي ہوتي تھي - تیسري بیعة الہجرة یعني ہجرت پر بیعت کرنی - چوتھي بیعة الجہاد یعني جہاد پر بیعت کرني " عن مجاشع قال اتیت النبي صلی الله علیه و سلم باخي بعد الفتح قال فقلت یا رسول الله جئتک باخي لتبایعه علی الہجرة قال ذهب اهل الہجرة بما فیها فقلت علی اي شيء تبایعه قال أبایعه علی الاسلام والایمان والجهاد فلقیت ابا معبد بعد وكان اكبرهما فسالته فقال صدق " یعني صحیح بخاري کے باب مقام النبي صلی الله علیه و سلم بمكة زمن الفتح میں مجاشع سی یہہ حدیث نقل کي ہی کہ اُنہوں نے یہہ بات کہي کہ میں پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم پاس اپنے بھائي کو لایا مکہ کي فتح کے بعد پھر مینے عرض کیا کہ یا رسول الله آپ کے پاس اپنے بھائي کو لایا ہوں تاکہ آپ اُس سے ہجرة پر بیعت لیں آپ نے فرمایا کہ ہجرت والے لئے اُس سمیت جو ہجرت میں تھي پھر مینے عرض کیا کہ کس چیز پر اُس سے آپ بیعت لیوینگے آپ نے فرمایا کہ میں اُس سے بیعت لونگا اسلام پر اور ایمان پر اور جہاد پر اور مجاشع سی جسنے یہہ حدیث نقل کي ہی اُسنے یہہ بھي کہا کہ پھر میں اُسکے بعد ابو معبد سے ملا اور وہ اُن دونوں میں بڑا تھا پھر مینے اُن سے پوچھا اُنہوں نے کہا کہ مجاشع نے سچ کہا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت کے وقت میں ہجرت اور جہاد کرنے پر بیعت ہوتي تھي - پانچویں بیعة التوثق في الجہاد یعني جہاد میں مضبوط رہنے اور مرجانے پر بیعت کرني " عن یزید ابن عبید قال قلت لسلمة علی اي شيء بایعتم النبي صلی الله علیه وسلم یوم الحدیبیة قال علی الموت " یعني صحیح بخاري میں یزید ابن عبیدالله سے حدیث نقل کي ہی کہ اُنہوں نے یہہ بات کہي کہ میں نے سلمة سے پوچھا کہ تمنے کس چیز پر پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم سے حدیبیہ کے دن بیعت

کي تهي اُنهوں نے کہا کہ مرنے پر وفات اس حدیث سے معلوم هوا که حضرت کے وقت میں جہاد میں مضبوط رهنے اور مرنے پر بیعت هوتي تهي - چهٹي بیعت التمسک بحبل التقوی یعني پرهیزگاري کرنے اور شریعت پر چلنے کے لیئے بیعت کرلي " عن عبادة ابن صامت رضي الله عنه قال بایعنا رسول الله صلی الله علیه وسلم علی السمع والطاعة والمنشط والمکره و ان لاننازع الامر اهله و ان نقوم او نقول بالحق حیثما کنا لانخاف في الله لومة لائم " یعني صحیح بخاري میں عبادہ ابن صامت رضي الله عنه سے یهه حدیث نقل کي هی که اُنهوں نے یهه بات کہی که همنے بیعت کي رسول خدا صلی الله علیه وسلم سے اوپر کہا ماننے اور حکم بجالانے کے اور مرغوب و نا مرغوب پر اور اسپر که نه جهگڑینگے سردار سے اور یهه که جہاں کہیں هوں حق بات پر قایم رهینگے اور حق بات کهینگے نه ڈرینگے الله کي راہ میں ملامت کرنے والے کي ملامت سے " عن جریر ابن عبدالله رضي الله عنه قال بایعت النبي صلی الله علیه وسلم علی السمع والطاعة فلقنني فیما استطعت والنصح لکل مسلم " یعني صحیح بخاري میں جریر ابن عبدالله رضي الله عنه سے یهه حدیث نقل کي هی که اُنهوں نے کہا که میني بیعت کي رسول خدا صلی الله علیه وسلم سے اوپر کہا ماننے اور حکم بجالانے کے پهر سکهائي مجهکو یه چیز جسکي مجهه طاقت تهي اور هر مسلمان کے لیئے خیر خواهي فقط ان دونوں حدیثوں سے معلوم هوا که حضرت کے وقت میں گناهوں سے بچنے اور سنت پر چلنے اور احکام شرعي کے بجالانے پر بیعت هوتي تهي - یهه چهه طرح کي بیعتیں تو ثابت هوئیں اور ان سے سوا ساتویں طرح کي کوئي بیعت ثابت نہیں شاہ ولي الله صاحب نے بهي قول جمیل میں انهیں چهه بیعتوں کا ذکر لکها هی اور انہوں نے یهه بهي لکها هی که صحابه اور تابعین کے وقت میں بعضے سببوں سے ان میں سے بهي کوئي بیعت مروج نه تهي ایک مدت بعد صوفیه نے چهٹي قسم کي بیعت کو جاري کیا هی اب سمجهه لو که گناهوں سے بچنے اور سنت رسول الله پر چلنے اور اگلے گناهوں سے توبه اور استغفار کرنے کے لیئے اگر کوئي شخص صرف سنت رسول الله سمجهه کر کسي نیکبخت پرهیزگار لکهے پڑهے عالم آدمي سے بیعت کرے تو کچهه مضایقه نہیں بلکه سنت و مستحب هی مگر یهه بات که هم فلانے سلسله میں مرید هوئے اسکي کچهه اصل نہیں کیونکه یهه بیعت تو دراصل توبه هی پهر یهه کہنا که همنے فلانے خاندان میں توبه کي یا فلانے سلسله میں توبه کي اسکے کچهه معني نہیں همارے زمانه میں تو یهه حال هوگیا هی که مرید هوکر پیر کو اپنا حمایتي جانتے هیں اور شیخوں نے اُنکو معافي کا پروانه سمجهتے هیں اور یوں جانتے هیں که همارے پیر همارے نزع کے وقت بهي کام آوینگے اور قبر میں بهي حمایت کو دوڑینگے اور آڑے کام نکالینگے

یہہ سمجھنا بالکل گمراہي ہی قبر میں اپنے اعمال کے سوا کچھہ کام نہیں آتا شجرہ لیجانے سے کیا فایدہ اپنا نامہ اعمال درست کرنا چاہیئے جو قبر میں بھي کام آوے اور قیامت میں بھي اور قیامت میں اللہ آپ انصاف کریگا پھر جبتک اللہ ہي فضل نکرے وہاں نہ پیر کي حمایت چلیگي نہ فقیر کي وہ ایسابرا وقت ہوگا کہ کوئي کسیکي سدہ نہ لیگا اپني نفسي نفسي میں گرفتار ہونگے نہ پیر کو مرید کي خبر رہیگي اور نہ مرید کو پیر کي وہاں یہہ نہیں پوچھا جانے کا کہ تو قادریہ خاندان میں مرید ہی یا نقشبندیہ میں یا چشتیہ خاندانکا مرید ہی یاسہر ورد کا وہاں صرف یہہ بات پوچھي جاویگي کہ کہو کیا لایا نیکي یا بدي متابعت رسول اللہ کي کي تھي یا نہیں پھر اللہ ہي کے فضل سے پیر کا بھي چھٹکارا ہی اور مرید کا بھي ( بیت )

قدسي ندانم چون شوہ سودائے بازار جزا * ار نقد آموزش بکف می جنس عصیاں در بغل

مطلب ساري تقریر کا یہہ کہ اگر تم مرید بھي ہو تو اسیطرح ہو جس طرح رسول اللہ کي سنت میں ثابت ہوا ہی اور اگر ذکر اشغال بھي کرو تو اسیطرح کرو جسطرح کہ حضرت سے ثابت ہوا ہی کوئي بات اپني طرف سے مت بڑھاؤ کیونکہ دین کي بات میں زیادتي کمي کرني بدعت ہی اور جو بدعت ہی وہ گمراہي ہی خدا کے نام لینے میں بےشک برکت ہی مگر وہ برکت جب ہي تک ہی جبتک کہ اللہ کا نام اسیطرح لیا جاوے جسطرح کہ خدا اور خدا کے رسول نے بتلایا ہی " فی التاتار خانیة والطوالع وقد صح انه قیل لابن مسعود رضي اللہ عنہ ان قوماً اجتمعوا في مسجد یهللون و یصلون عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم و یرفعون اصواتهم فذهب الیهم ابن مسعود رضی اللہ عنہ و قال ماعهدنا هذا علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ماارٰیکم الا مبتدعین فمازال یذکر ذالک حتی اخرجهم من المسجد ' و فی البحرالرایق لان ذکراللہ تعالی اذاقصد به التخصیص بوقت دون وقت او بشیئی دون شیئی لم یکن مشروعاً حیث لم یرد به لانه خلاف المشروع " یعني تاتارخانیہ اور طوالع میں یہہ بات لکھي ہی کہ یہہ بات تحقیق ہی کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کسینے کہا کہ کچھہ لوگ مسجد میں جمع ہیں اور لاالہ الااللہ پڑہ رہے ہیں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہی ہیں اور پکار پکار کر پڑھتے ہیں پھر ابن مسعود اُن پاس گئے اور کہا کہ یہہ بات پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں نہ تھي اور میں تمکو نہیں جانتا مگر بدعتي اور یہي کہتے رہے یہاں تک کہ اُنکو مسجد میں سے نکلوا دیا اور بحرالرایق میں لکہا ہی کہ یہہ بات اس لیئے ہوئي کہ اگر اللہ کي یاد کرنیکو کوئي وقت یا کوئي چیز خاص کي جاوے جو شرع میں نہیں آئي تو وہ جایز نہیں کیونکہ خلاف

شرع هی اب خیال کرو که کلمه پڑھنا اور درود بهیجنا کتنے بڑے ثواب کا کام هی مگر جبکه وه
لوگ اس طرح نهیں پڑھتے تهے جس طرح که سنت رسول الله میں ثابت هوا هی تو
حضرت ابن مسعود نے اُنکو بدعتی کها اور مسجد سے نکالدیا پس اب جتنے ذکر اور اذکار
شغل اشغال مشایخ کے هیں تین حال سے خالی نهیں یا یهه که سنت رسول الله کے موافق
هیں اُنکو تو سر اور آنکهوں پر رکهنا چاهیئے یا یهه که شرع محمدیه اور سنت مصطفویه
میں اسطرح پر ذکر اور شغل کرنا ناجایز نهیں بلکه مباح هی تو اُن ذکروں کا بهی کچهه
مضایقه نهیں مگر جو ذکر که سنت سے ثابت هوئے هیں اُن ذکروں کے سامنے ان ذکروں
کی اتنی بهی حقیقت نهیں جیسے آفتاب کے آگے ذره بلکه جس شخص کو الله تعالی نے نور
ایمان کا اور محبت اپنے حبیب محمد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم کی دی هی وه
بدعت کا مزا جانتا هوگا که بدعت کیسی هی هو حسنه هو یا سیئه اُس کا چهوڑنا اور اُس
سے بیزاری کرنی اور محمد رسول الله صلی الله علیه و سلم کی سنت پر قایم رهنا اور آپ
هی کی سنت پر چلنا اور کیسی هی چهوٹی سنت هو اُس پر جان دینی دونو جهان
کی نعمت سے اعلی اور اولی اور افضل هی کیونکه سنت پر چلنے سے تو نور ایمان زیاده هوتا
هی اور الله کے دربار میں رتبه بڑه جاتا هی اور بدعت کرنے سے ایک سنت اُٹهه جاتی هی
پهر فرض کرو که اگر بدعت کرنے میں گو وه حسنه هی کیوں نهو اگر همکو گٹهریاں کی گٹهریاں
جواهر بهر بهر کر ثواب ملتا هو اور سنت پر چلنے سے ایک تل بهر تو همکو وه تل بهر کافی
هی اور وه بهت سا ثواب درکار نهیں ، حالانکه یهه بات فرضی هی نهیں تو ظاهر هی که اگر
تمام جهان کے جمع کیئے جاویں تو بهی ایک ادنی سنت کے ثواب برابر نهیں هوسکتا
افسوس تم پروانه سے بهی بدتر هوگئے دیکهو وه شمع کا عاشق هی اور اُسکو آفتاب سے کچهه
غرض نهیں تم تو محمد رسول الله کی امت میں هو پهر تمکو بدعت حسنه اورسیئه سے
کیا کام جو حضرت نے کها اور کیا وهی کرو اور نئی بات سے کچهه غرض نرکهو خواه وه حسنه
هو خواه سیئه کیا مسلمان هوکر تمهیں اچها لگتا هی که رسول الله کی سنت تم میں سے
اُٹهه جاوے " عن غضیف بن الحارث الثمالي قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم ما احدث
قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة فتمسک بسنة خیر من احداث بدعة یعنی مشکوة شریف
کے باب الاعتصام بالسنه میں غضیف ابن حارث ثمالي سے حدیث نقل کی هی که اُنهوں
نے یهه بات کهی که فرمایا پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله و سلم نے نهیں نکالی کسی قوم
نے کوئی بدعت مگر اُٹهائی جاتی هی ویسی سنت پهر پکڑنا سنت کا بهتر هی نکالنے
بدعت سے و عن حسان قال ما ابتدع قوم بدعة فی دینهم الا نزع الله من سنتهم مثلها ثم

لايعيدها اليهم الى يوم القيامة ‛ يعني مشكات شريف كے اسي باب ميں حسان سے حديث نقل كي هى ‛ كه أنهوں نے يهه بات كهي ‛ كه نهيں نكالي كسي قوم نے اپنے دين ميں كوئي بدعت ‛ مگر كه چهين ليتا هى الله أنسے ويسي هي سنت ‛ پهر نهيں هاتهه لگتي أنكے وه سنت قيامت تک ف ان دونوں حديثوں سے معلوم هوا كه جو چيزيں سنت هيں اگر أنكو چهوڑ كر كوئي نئي بات نكالي جاوے اور فرض كرو كه وه بدعت حسنه بلكه احسن هي هو مگر ايک سنت رسول الله كي أسن بدعت سے أٹهه جاتي هى ‛ پهر همكو تو يقين نهيں آتا كه مسلمان هوكر رسول الله كي سنت كے أٹهه جانے پر راضي هو — تيسري صورت يهه هى كه أس طرح پر ذكر كرنا شرع محمديه اور سنت مصطفويه ميں جائز نهيں بلكه بدعت اور ناجايز هى ‛ پهر أس طرح پر ذكر كرنا هرگز نهيں چاهيئے ‛ خواه أسكے كرنے كو پير كهے خواه پيرزاده اور خواه أسكو كسي پير نے كيا هو يا پيرزاده نے ‛ هرگز أسپر كان نه دهرے اور شيطاني وسوسه جانے ‛ معلوم نهيں كه لوگوں نے جناب پيغمبر خدا صلى الله عليه وآله وسلم ميں كس چيز كي كمي ديكهي هى كه نئي بات نكالنے كے محتاج هوئے هيں ‛ سنت رسول الله تو وه چيز هى كه اور اعمال سے قطع نظر ‛ اگر صرف ايک نماز هي پانچوں وقت دل لگاكر اور دهيان جماكر اور يوں تصور كركر كه يهه الله موجود هى جسكے سامنے ميں نهايت ذلت سے كهڑا هوں ‛ پڑهي جاوے تو ايسا رتبه الله كے دربار ميں حاصل هوتا هى كه نه كسي ذكر سے هو نه شغل سے ‛ اسيواسطے بزرگان متقدمين اهل سنت ميں سے كها هى كه نماز معراج مومنين كي هى ( بيت )

در بامداد گر آيد كسے بخدمت شاه * سيوم هر آئينه در وے كند بلطف نگاه

فكيف ربي وهو ارحم الراحمين ‛ يعني جب دنيا كے بادشاهوں كا يهه حال هى كه اگر دو دن كوئي أنكو سلام كرے تو تيسرے دن أسپر مهرباني كرتے هيں ‛ پهر جب الله كے دربار ميں دل سے حاضري كيا كريگا تو ميرا رب كيونكر مهرباني نكريگا وه تو سب مهربانوں سے بڑا مهربان هى ‛ نه يهه كه نماز تو پڑهتے هيں مسجد ميں اور دهيان هى صنمخانه ميں اور اسپر سنت محمديه پر نام دهرتے هيں كه نرا شرع پر چلنے سے تو ملائيكا ملانه هي رهجاتا هى ‛ افسوس اس مسلماني پر ( بيت )

گر مسلماني همين است كه دارد حافظ * وائے گر از پس امروز بود فردائے

ان باتوں كو سنكر بعضے لوگ يوں كهنے لگتے هيں ‛ كه اس حضوري هي كے حاصل كرنے كو تو مريد هوتے هيں اور فقيروں پاس جاتے هيں اور وه جو بتاتے هيں ذكر اشغال كرتے هيں ‛ حالانكه يهه سب سے بڑي ناداني هى كيونكه يهه بات بهي تو سنت رسول الله هي سے حاصل

ہوتی هی، کیونکه جب تم دهیان جماکر سنت طور پر نماز پڑهنی شروع کروگے، ایک دن دهیان نه جمیگا دوسرے دن نه جمیگا تیسرے دن خود بخود جمنے لگیگا، یهه تو کرتب کی بدیا هی جو کریگا وه پاویگا، دیکهو بهٹیاره کا تنور ایسا گرم هوتا هی که اُسکے سامنے ٹهیرا بهی نهیں جاتا، مگر جب اُسکو عادت پڑ جاتی هی تو وه بے تکلف اندر هات ڈال ڈالکر روٹیاں لگاتا هی، جن فقیروں کے خیال میں تم پهنسے هو وه بهی تو کرتب هی کی بات هی، کیونکه جسطرح وه شغل بتاتے هیں اگر اُس طرح پر لگو تو بهی تو تمکو خاک نهیں ملتا، پهر تمکو کیا بلا هوگئی هی که سنت رسول الله کو تو چهوڑتے هو، اور نئی بلا میں پهنستے هو، حاصل یهه که سنت رسول الله کو مت چهوڑو پیر بهی بنو تو سنت هی پر بنو اور مرید بهی بنو تو سنت هی پر بنو، بزرگوں کی خدمت میں حاضر هو، اور جو مطیع سنت رسول الله هو اُسکی صحبت اختیار کرو، که تمکو بهی نیک صحبت کی برکت پهونچے اور تمکو بهی اتباع سنت نصیب هو، کیونکه صحبت نیک میں بڑی تاثیر هی " عن ابي موسى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل الجليس الصالح و السوء كحامل المسك ونافخ الكير فحامل المسك اما ان يحذيك و اما ان تبتاع منه و اما ان تجد منه ريحاً طيبة و نافخ الكير اما ان يحرق ثيابك و اما ان تجد منه ريحاً خبيثة " یعنی بخاری شریف کے باب الحب فی الله و من الله میں ابی موسى سے یهه حدیث نقل کی هی که اُنهوں نے یهه بات کهی که فرمایا رسول خدا صلی الله علیه وسلم نے که اچهے اور برے آدمی کی صحبت کی مثال عطار کی سی اور بهٹی دهونکنے والے کی سی هی پهر عطار یا تو تجهے بهی اُس خوشبوے میں سے دیگا یا تو اُس میں سے خریدیگا یا اُسمیں سے کچهه خوشبوے تجهکو پهونچ هی رهیگی اور بهٹی دهونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلادیگا اور یا تجهکو بدبو پهونچیگی پس اس حدیث سے معلوم هوا که صحبت نیک عجب چیز هی آدمی کو صحبت نیک اختیار کرنی چاهئے اور اگر کوئی صحبت نیک نه ملے تو پهر حدیث اور قرآن کی صحبت سے بهتر کوئی صحبت نهیں آدمی تلاوت حدیث و قرآن پڑها کرے اور اُس کے معنوں پر غور کرے وه صفائی باطن اور قرب الی الله حاصل هوتا هی که کسی چیز سے نهیں هوتا، الحمد لله که تمنے مرید هونے کے بهی معنی جانے اب یهه بهی جان لو که مرید کسے کهتے هیں، عن سفيان ابن عبد الله الثقفي قال قلت يا رسول الله قل لي في الاسلام قولا لا اسال عنه احداً بعدك و في رواية غيرك قال قل آمنت بالله ثم استقم " یعنی مشکوة شریف کی کتاب الایمان میں سفیان بن عبد الله الثقفی سے یهه حدیث نقل کی هی که انهوں نے یهه بات کهی که مینے جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه و سلم کی جناب میں عرض کیا که آپ مجهے ایسی بات اسلام کے مقدمه میں فرماویں

که آپ کے بعد اُس کے پوچھنے کی حاجت نرهے اور ایک روایت میں هے که اور کسی سے پوچھنا نہپڑے آپ نے فرمایا که یوں کہه که الله پر ایمان لایا میں اور پھر اسی پر قایم رہ
**ف** اس حدیث سے معلوم هوا که پورا مرید وهی هے که جو الله کی راہ پر قایم رهے اور باقی سب زٹل هیں الحمدلله اولاً و آخراً والصلوة والسلام علی رسوله ظاهراً باطناً *

**تمت تمام شد**

# راه سنت

در

# رد بدعت

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

## مولفہ سنہ ۱۲۹۷ ھجری مطابق سنہ ۱۸۵۰ ع

## مناجات

الهي میں هوں بندہ بس گنہگار * کہ بھاگا در سے تیرے دن میں سو بار
الهي در بدر بھٹکا پھرا میں * نہ آسودہ هوا هرگز ذرا میں
الهي نفس و شیطاں نے ستایا * نہ جانا تھا جہاں رستہ بتایا
الهي هر طرف سے پھر پھرا کر * پڑا هوں تیرے دروازہ پہ آکر
الهي تو شہنشاہ جہاں هے * الهي دوسرا تجھسا کہاں هے
نہیں قادر الهي کوئي تجھسا * نہیں عاجز الهي کوئي مجھسا
الهي تو غني میں بے نوا هوں * الهي شاہ تو هی میں گدا هوں
الهي تو غفور اور میں گنہگار * الهي تو کریم اور میں گرفتار
الهي تو قوي اور ناتواں میں * خداوندا کہاں تو اور کہاں میں
کیا میں نے نہ تھا مجھکو سزاوار * تو اب وہ کر جو هی تجھکو سزاوار
الهي بخشدے اپنے کرم سے * چھوڑادے دین اور دنیا کے غم سے
الهي آسرا رکھتا هوں تیرا * تو کردے خاتمہ باخیر میرا
الهي هیں سبھي محتاج تیرے * الهي بخش دے ماباپ میرے
الهي ترک دنیا کا کروں میں * تیري هي یاد میں آخر مروں میں
نرکھوں کچھہ غرض شاہ و گدا سے * جو کچھہ چاهوں سو چاهوں تجھہ خدا سے
الهي سینۂ بریاں عطا کر * الهي دیدۂ گریاں عطا کر
الهي عشق میں احمد کے رکھہ چور * هی بیمار محبت اُس کا مغفور
الهي درد عشق مصطفیٰ دے * پھر اُس کے وصل کي مجھکو دوا دے
الهي مجھکو کر خاک مدینہ * لگادے گھات سے میرا سفینہ
الهي نجني من کل ضیق * بجاہ المصطفیٰ مولی الجمیع
و هب لي في مدینتہ قراراً * بایمان و دفن بالبقیع

سنو بھائي مسلمانوں ہمارے زمانہ میں بدعت کا ایسا زور ہوا ہی کہ سنت کے نام سے لوگ بھاگتے ہیں اگر سنت کا نام لو تو وہابي اور معتزلي کہلاؤ اور اگر بدعت پر بدعت کرتے جاؤ تو اللہ کے ولي بنجاؤ اب تو یوں ٹھہرگیا ہی کہ جو سنت پر چلے وہ وہابي اور جو بدعت کرے وہ ولي ایک بزرگ کا قول ہی کہ اگلے زمانہ میں بعضے بزرگوں نے ایسا کیا ہی کہ جب بہت سے لوگ اُنکے معتقد ہوجاتے اور ہروقت اُنکے گرد رہتے اور اس سبب سے اُن کي اوقات میں خلل پڑتا تو اُنکا عقیدہ توڑنے اور اپنا پیچھا چھوڑانے کو ایک چھوٹي سي سنت کو چھوڑ دیتے تھے تاکہ لوگ بے اعتقاد ہو جاویں اور ملامت کریں کہ یہہ تو تارک سنت ہی اس کے پاس پھٹکنا نہیں چاہیئے اب یہہ زمانہ آگیا ہی کہ اگر کوئي یہہ چاہے کہ مجھے لوگ برا کہیں اور میرے پاس نہ پھٹکیں وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم کي سنت کا اتباع کرے کہ اس زمانہ میں یہي بات اُس کے برا کہنے کو کافي ہی — مصرع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا — افسوس کیا زمانہ تھا کہ اگلے لوگ سنت رسول اللہ صلعم پر جان دیتے تھے اور اب جو سنت پر چلے اُس پر نام دھرا جاتا ہی کوئي نہیں پوچھتا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم کے وقت میں کیا ہوتا تھا اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کیا کرتے تھے ایا اُن کے ہاں بھي مرنا جیلنا شادي غمي ہوتي تھي وہ بھي خدا کے طالب تھے دنیا سے بھاگتے تھے اُنہوں نے کیا کیا وہي ہم بھي کریں کونسي چیز اُس زمانہ میں نہوتي تھي جو اب نئي ہوگئي کہ نئي بات کا نکالنا پڑا اور جن زمانوں کے اچھے ہونے کي حضرت صلعم نے خبر دي اُنکي پیروي چھوڑنے کي کیا ضرورت پیش آئي " عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم خیر اُمتي قرني ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم إن بعد ھم قوماً یشھدون ولا یستشھدون و یخونون ولا یؤتمنون و ینذرون ولا یفون و یظھر فیھم السمن " یعني مشکاۃ شریف کے باب مناقب الصحابہ میں عمران ابن حصین سے نقل کي ہی کہ اُنہوں نے یہہ بات کہي کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ میري اُمت میں سب سے اچھے میرے اصحاب ہیں پھر میرے اصحاب کے ملنے والے پھر اُن ملنے والوں کے ملنے والے پھر اُن کے بعد لوگ ہونگے کہ گواہي دینگے اور کوئي اُن سے گواہي نہ لیگا اور خیانت کرینگے اور دیانت دار نہونگے اور وعدہ کرینگے اور پورا نکرینگے اور ہرطرح کا مال کہا کر موٹے ہوجاوینگے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ساري اُمت سے اچھے تو صحابہ تھے اور اُنکے بعد تابعین اور اُنکے بعد تبع تابعین باقي اُمت سے اچھے ہیں پھر جو خصلتیں اور عادتیں اور عبادتیں اُن لوگوں میں موجود تھیں وہي اچھي ہیں اور باقي سب ناکارہ پھر کیسا ہي بڑا عالم اور کتناهي بڑا فقیر اور کیسا ہي پیر اور کیسا ہي پیرزادہ ہو اگر اُسکي باتیں ایسي ہیں جیسي اُن لوگوں کي تھیں تو وہ تو سب کا سرتاج ہی اور نہیں تو کچھہ بھي نہیں اے بھائي مسلمانوں یقین جان لو کہ کسي پیر یا فقیر کے کہنے ہوتے

طریقہ پر چلنے سے نستارا نہیں ہونے کا صرف رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کی سنت اور آپ کے خاص لوگوں کی طریقت پر چلنے سے چھٹکارا ہی " عن عبداللہ ابن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم لیاتین علی امتي کما اتی علی بني اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منھم من اتی امہ علانیۃ لکان في امتي من یصنع ذلک و ان بني اسرائیل تفرقت علی ثنتین و سبعین ملۃ و تفرق امتي علی ثلث و سبعین ملۃ کلھم في النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھي یا رسول اللہ قال ماانا علیہ و اصحابي " یعني مشکواۃ شریف کے باب الاعتصام بالسنۃ میں عبداللہ ابن عمرو سے یہہ حدیث نقل کی ہی کہ اُنھوں نے یہہ بات کہي کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ میری امت پر بھی ایسا زمانہ آویگا جیسا بني اسرائیل پر آیا تھا ھو ھو یہاں تک کہ اگر اُن میں سے کسي نے بےدھڑک اپني ماں کے ساتھہ برا کام کیا تھا تو میری امت میں بھي ایسا ھي کرینگے اور بني اسرائیل تو بہتر راہ پر ھوگئے تھے اور میري امت کے لوگ تہتر راہ ھونگے سارے کے سارے دوزخ میں جاوینگے مگر ایک راہ والے دوزخ میں نہیں جانے کے لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون سي راہ ھی آپ نے فرمایا کہ جس راہ پر میں ھوں اور میرے اصحاب یعني اُس راہ پر جو لوگ ھونگے دوزخ میں نہیں جانے کے ف اس حدیث سے معلوم ھوا کہ جس بات میں نجات ھی وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کی سنت اور صحابہ کی طریقت ھی پھر اے بھائي مسلمانوں تم بھي رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کی سنت اور صحابہ کی طریقت کو پکڑو اور بدعت کو چھوڑو اور اپنے باپ دادا کی رسمیں مٹنے کا دھیان مت کرو اس لوئے کہ باپ دادا کی رسموں کے بدلے رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کی سنت مہنگي نہیں ھی بلکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کی سنت تو وہ نعمت ھی کہ اگر دونوں جہان کے بدلے ھاتھہ لگتي ھو تو بھي سستي ھی ( بیت )

بوے کزاں عنبر لرزاں دھي * گر بدہو عالم دھي ارزاں دھي

یہہ تو خیال میں نہیں آتا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم کا کلمہ پڑہ کر اور مسلمان کہلاکر آدمي بدعت کو برا نجانے مگر حدیث میں جو بدعت کا لفظ آیا ھی شاید تمکو اُس کے معني معلوم نہیں تو چلو رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم ھي کی حدیث سے اُس کے معني بھي پوچھہ لیں کیونکہ مثل مشہور ھی ( مصرع ) *

تصنیف را مصنف نیکو کند بیاں

## پہلي قسم کي بدعت کا بیان

عن عرباض بن ساریۃ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ذات یوم ثم اقبل علینا بوجھہ فوعظنا موعظۃ بلیغۃ ذرفت منھا العیون و وجلت منھا القلوب فقال رجل یا

رسول الله كان هذا موعظة مودع فاوصينا فقال اوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة و ان كان عبدا حبشيا فانه من يعش منكم بعدي فسيري اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي و سنة خلفاءالراشدين المهديين تمسكوابها و عضوا عليها بالنواجذ واياكم و محدثات الامور فان كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة " يعني مشكواة شريف کے باب الاعتصام بالسنة بن عرباض ابن ساریہ سے یہہ حدیث نقل کي هی کہ اُنهوں نے یہہ بات کہي کہ رسول خدا صلی الله علیه وسلم نے ایک دن همکو نماز پڑهوائي پهر همارے طرف مونهه کر کر متوجهه هوئے پهر همکو نصیحت کي بهت اچهي نصیحت کہ اُس نصیحت کے سبب آنکهوں سے آنسو بهہ نکلے اور اُس سے دل کانپ گئے پهر ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول الله یہہ نصیحت تو رخصت کرنے والے کي سي هی پهر همکو کچهہ وصیت بهي کردیجیئے پهر حضرت نے فرمایا کہ میں تمکو الله کے ساتهہ پرهیزگاري کرنے کي وصیت کرتا هوں اور سردار کا کہا ماننے اور حکم بجالانے کي اگرچہ حبشي غلام هي کیوں نہو یہہ بات ٹهیک هی کہ میرے پیچهے جو کوئي تم میں سے جیتا رهیگا وہ بہت سے اختلاف دیکهے گا پهر میري سنت اور میرے خلفاے راشدین کي سنت پر چلو کہ اُن کو هدایت هوگئي هی اُسي پر بهروسا کرو اور اُسي کو دانتوں سے مضبوط پکڑے رهو اور بچو تم نئي نئي چیزوں سے پهر اِس میں کچهہ شک نہیں کہ جو نئي چیز هی بدعت هی اور جو بدعت هی گمراهي هی " وعن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم اما بعد فان خير الحديث كتاب الله و خير الهدى هدي محمد و شر الامور محدثاتها و كل بدعة ضلالة " یعني اور مشکواة شریف کے اسي باب میں جابر سے یہہ حدیث نقل کي هی کہ اُنهوں نے یہہ بات کہي کہ رسول خدا صلی الله علیه و سلم نے فرمایا کہ الله کي تعریف کے بعد یہہ بات هی کہ سب سے اچها کلام کلام الله هی اور سب سے اچهي راہ محمد کي هی اور بد ترین چیزوں کي نئي نکلي هوئي چیزیں هیں اور جو بدعت هی گمراهي هی ف اِن حدیثوں میں دو لفظ آئے هیں ایک تو محدثات اور دوسرا امور جن کا ترجمہ نئي چیزیں هی اور اِن دونوں لفظوں کے معني معلوم هونے سے بدعت کے معني بهي معلوم هوجاتے هیں کیونکہ رسول الله نے فرمایا هی کہ جو نئي چیز هی بدعت هی تو جب نئي چیز کے معني معلوم هوجاوینگے تو بدعت کے معني بهي معلوم هوجاوینگے اب سنو کہ نئي چیز اُسے کہتے هیں کہ نہ تو وہ چیز اگلے زمانہ میں هو اور نہ اُس کي مانند اور کوئي چیز هو مثلاً نئي ٹوپي سیني یا تازی روٹي پکانے یا نئي تلوار بنانے کو باوجودیکہ یہہ سب چیزیں نئي هوتي هیں مگر اِنکو کوئي شخص نئي چیز نہیں کہتا تو اس کا یهي سبب هی کہ اگرچہ یہہ ٹوپي جو اب سي گئي هی یا یہہ روٹي جو اب پکائي گئي هی یا یہہ تلوار جو اب بنائي گئي هی اگلے زمانہ میں یہہ تو نہ تهي مگر اس طرح کي ٹوپي اور اِسطرح کي روٹي اوراس طرح کي تلوار اگلے زمانہ میں بهي هوتي تهي اس واسطے ان چیزوں

تو یہہ تو کہینگے کہ یہہ نئي توپي اور یہہ تازي روتي اور یہہ نئي تلوار هی مگر یہہ کوئي نهیں
کہیگا کہ یہہ نئي چیز هی اِس سے معلوم هوا کہ نئي چیز وهي هی کہ جو اگلے زمانہ میں
نہ وہ چیز تهي اور نہ اُس کي مانند اور کوئي چیز کیونکہ اگر وہ چیز خود اگلے زمانہ میں
تهي تو اُس کے نئے نہونے میں تو کنچهہ کلام هي نهیں اور جو چیز کہ اب هی اور ویسي هي
ایک اور چیز اگلے زمانہ میں تهي تو گویا یہہ حال کي چیز بهي اگلے هي زمانہ کي هوئي
اور اس واسطے اللہ صاحب نے فرمایا هی فاعتبروا یا اُلي الابصار یعني اے سمجهہ والو ایک چیز
کا حال دیکهہ کر اُسي طرح کي دوسري چیز کا بهي ویساهي حال سمجهہ لو اور شرع میں
اسي بات کا نام قیاس هی پهر ایک چیز کا دوسري چیز پر قیاس کرنا نئي بات نہوئي کیونکہ
قیاس کرنیکا تو اللہ نے حکم دیا هی اور نئي چیز کو رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے برا
بتا دیا هی کہ شرالامور محدثاتہا یعني بدترین چیزوں کي نئي نکلي هوئي چیزیں هیں پهر
اللہ تعالی بُري بات کا کیوں حکم دیتا اس سے معلوم هوا کہ اگر پہلي چیزوں کي مانند اب
کوئي چیز هو تو وہ نئي چیز نهیں هی اور یہہ بهي جان لینا چاهیئے کہ اگلے زمانہ سے وهي
زمانہ مراد هی جسکے اچهے هونے کي رسول مقبول صلی اللہ علیہ و سلم نے خبر دي هی اور
وہ زمانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کا هی اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین رضي اللہ
عنهم کا خیر اُمتي قرني ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم یعني رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم
نے فرمایا کہ میري اُمت میں سب سے اچهے میرے اصحاب هیں پهر میرے اصحاب کے
ملنے والے پهر اُن ملنے والوں کے ملنے والے بس اب نئي چیز وهي هوگي کہ اُن زمانوں میں
نہ وہ چیز هو اور نہ اُس کي مانند دوسري چیز کیونکہ جو چیز کہ حضرت کے وقت میں تهي
وہ تو ٹهیٹ سنت هی اور جو چیز کہ اِن تینوں زمانوں میں تهي وہ بهي سنت هي هی
کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے اِن زمانوں کے اچهے هونے کي خبر کردي اور صحابہ
کے طریقہ پر چلنے کا حکم دے دیا "علیکم بسنتي و سنۃ خلفاء الراشدین المهدیین" یعني میري
سنت اور خلفاے راشدین کي سنت پر چلو کہ اُنکو هدایت هوگئي هی اور یہہ بهي جانلو
کہ همنے جو یہہ بات کہي هی کہ جو چیز کہ حضرت کے زمانہ میں یا اِن تینوں زمانوں
میں تهي وہ سنت هی اِس کے یہہ معني هیں کہ یا تو اُس چیز کو حضرت نے آپ کیا اور
یا اُس کے کرنے کا حکم دیا هو یا اور کسي نے کیا هو اور آپ نے خبر پاکر منع نکیا هو یہہ تو
اُس چیز کا حضرت کے وقت میں هونا هی اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت
میں اُس چیز کے هونے کے یہہ معني هیں کہ اُن زمانوں میں سے کسي زمانہ میں بے کهٹکے
اُس کا رواج هوگیا هو اور کسینے اُسکو برا نجانا هو نہ یہہ کہ کسي اکا دکا نے اُسے کیا هو یا
اُس کے کرنے والوں کو لوگوں نے براجانا هو کیونکہ اسطرح کي بات معتبر نهیں هوتي اور
اُس کا هونا نہونے هي کے برابر هوتا هی اور اُس کا سبب یہہ هی کہ حدیث میں جو یہہ

لفظ آیا هی که "ماانا علیه و اصحابي" اِس لفظ سے صحابه کي عادت مراد هی کیونکه ابن
مسعود رضي الله عنه نے صحابه کي راه پر چلنے کے یهه معني بتائے هیں" عن ابن مسعود
رضي الله عنه قال من کان مستناً فلیستن بمن قدمات فان الحي لاتومن علیه الفتنة اولئک
اصحاب محمد صلی الله علیه و سلم کانوا افضل هذه الامة ابرها قلوباً و اعمقها علماً و اقلها تکلفاً
اختارهم الله لصحبة نبیه ولاقامة دینه فاعترفوا لهم فضلهم و اتبعوا هم علی اثرهم وتمسکوا بمااستطعتم
من اخلاقهم و سیرهم فانهم کانوا علی الهدی المستقیم رواه رزین" یعني مشکواة شریف کے
باب الاعتصام بالسنة میں لکها هی که رزین نے ابن مسعود رضي الله عنه سے یهه بات نقل کي
که اُنهوں نے کها که اگر کوئي شخص کسي کي راه پر چلنا چاهے تو اُن لوگوں کي راه پر چلے
جو مرگئے هیں کیونکه جیتوں پر فتنه میں نه پڑنے کا بهروسه نهیں هوتا هی اور وه
لوگ محمد رسول الله صلی الله علیه و سلم کے اصحاب تهے اِس ساري امت کے لوگوں سے بهتر
بهت صاف دل اور بڑے عالم اور بهت بے تکلف اُنکو الله نے اپنے نبي کي صحبت اور اُس کا
دین مستحکم کرنے کے لیئے پسند کیا تها پهر تم اُنکي بزرگي پر خیال کرو اور اُنکے قدم بقدم
چلو اور جتنا هوسکے اُنکے اخلاق اور اُنکي عادتوں کو پکڑو اس میں کچهه شک نهیں که وه
سیدهي راه پر تهے **ف** اِس حدیث سے معلوم هوا که ما انا علیه و اصحابي سے یهه هي مراد
هی که صحابه کے اخلاق اور اُنکي عادتوں کو پکڑنا چاهیئے اور یهه قاعده هی که جب اسطرح
پر بات کهي جاتي هی که فلانے لوگوں کي یهه عادت هی تو اُس سے وهي بات مراد هوتي
هی جسکا اُن لوگوں میں رواج هو نه وه بات که اتفاقاً کسي اکا دکا آدمي نے اُس کو کرلیا هو
یا اُس کے کرنے والوں کو لوگ برا جانتے هوں کیونکه ایسي بات کو عادت نهیں کهتے اِس کي
ایسي مثال هی که جیسے حبشیوں میں کچا گوشت کهانے کا رواج هی که اکثر حبشي کچا
گوشت کهاتے هیں اور کوئي حبشي اُسکو برا نهیں جانتا گو کبهي ایک آده حبشي نے
نه بهي کهایا هو مگر یهه کهه سکتے هیں که کچا گوشت کهانا حبشیوں کي عادت هی اور اگر
اتفاق سے کوئي هندوستاني بهي کچا گوشت کهالے یا هندوستاني لوگ کچا گوشت کهانے
والوں پر نام دهریں تو یهه کوئي نهیں کهیگا که کچا گوشت کهانا هندوستانیوں کي بهي
عادت هی غرض که عادت اُسي کو کهتے هیں که جسکا بے کهٹکے رواج هوگیا هو اور اُس کے
سوا ایک اور بات هی که رسول خدا نے فرمایا هی ما انا علیه و اصحابي یعني جس طریقه
پر میں هوں اور میرے اصحاب اور یهه قاعده هی که اگر بهت سي چیزوں کو اپني طرف
نسبت کرکر بیان کیا جاوے تو اُس سے وه سب چیزیں مراد هوتي هیں یهه نهیں هوتا که
کچهه تو اُن میں سے مراد هوں اور کچهه نه هوں مثلاً کسي شخص کے بهت سے بهائي هوں
اور وه یهه کهے که اِس حویلي میں میرے بهائیوں کي شرکت هی تو اِس سے یهي سمجها
جائیگا که اُس کے جتنے بهائي هیں سب کے سب شریک هیں اسیطرح رسول خدا صلی الله

علیه و سلم نے فرمایا هی میرے اصحاب که اِس لفظ سے یهي سمجها جاتا هی که سارے اصحاب مراد هیں اور سارے صحابیوں کا کسي بات پر متفق هو جانا دو هي طرح پر هوسکتا هی یا یهه که سب صحابي اُس بات کو کریں یا اکثر کریں اور باقي برا نه جانیں اور اِسي بات کا نام رواج هی اور اِسي طرح رسول مقبول نے فرمایا هی خیر امتي قرني یعني میري امت میں سب سے اچھے میرے زمانه کے لوگ هیں تو اِس سے یهي بات سمجهي جاتي هی که اُن لوگوں میں جن جن چیزوں کا رواج هی وہ اچھي هیں نه یهه که اگر کوئي شخص اتفاقاً بشریت سے کوئي کام کر بیٹھے وہ بهي اچها هوجاویگا اِس کي ایسي مثال هی که جیسے کوئي یوں کہے که اِس زمانه کے لوگ بڑے فضول خرچ هیں تو اِس سے یهي سمجها جاویگا که اِس زمانه کے لوگوں میں شادي اور غمي اور مرنے جینے اور پہننے اُوڑهنے اور کهانے اور پینے میں بہت سے روپیه خرچ کرنے کا رواج هی اگرچه کوئي ایک آدہ آدمي فضول خرچ نه بهي هو غرض که جس چیز کي عادت پڑگئي هو اور جسکا رواج هوگیا هو وهي چیز هونے میں داخل هی نہیں تو اُس کا هونا اور نه هونا برابر هی بس اب نئي چیز کے معني یهه ٹهہرے که نه وہ چیز اور نه اُس کي مانند دوسري چیز رسول خدا صلی الله علیه و سلم کے زمانه میں هو اور نه اُس چیز کا اور نه اُس کي مانند دوسري چیز کا اُن تینوں وقتوں میں بے ٹهکے رواج هوگیا هو اب جہاں کہیں نئي چیز کا ذکر آوے یهي معني سمجهنا مگر اتني بات اَور سمجهه لیني چاهیئے که نئي چیز تو هر طرح کي بات کو کہتے هیں خواہ دین کي بات هو خواہ دنیا کي مگر اِس جگهه صرف دین کي بات مراد هی " عن رافع اِبن خدیج قال قدم نبي الله صلی الله علیه و سلم المدینة و هم یابرون النخل فقال ما تصنعون قالو اکنا نصنعه قال لعلکم لولم تفعلوا کان خیراً فترکوه فنقصت قال فذکروا ذلک له فقال اِنما انا بشر اِذا امرتکم بشیء من امر دینکم فخذوا به و اذا امرتکم بشیئ من رای فانما انا بشر " یعني مشکواة شریف کے باب الاعتصام بالسنة میں رافع ابن خدیج سے یهه حدیث نقل کي هی که اُنہوں نے یهه بات کہي که رسول خدا صلی الله علیه و سلم مدینه میں تشریف لائے اور مدینه والے کهجوري میں کهجورے کا ماوا دیتے تهے پهر حضرت نے پوچها که یهه کیا کرتے هو اُنہوں نے کہا که هم تو یونہیں کیا کرتے هیں آپ نے فرمایا که اگر نکرو تو شاید اچها هو پهر لوگوں نے ماوا دینا چهوڑ دیا مگر اُس برس کهجوریں کم پهلیں لوگوں نے حضرت کے سامنے اس کا ذکر کیا آپنے فرمایا که بات یوں هي هی که میں بهي آدمي هوں جب تمہارے دین کي کوئي بات بتاؤں اُس کو تو بجالاؤ اور دنیا کي جس بات کو اپني عقل سے کہوں تو پهر میں بهي آدمي هي هوں **ف** اِس حدیث سے معلوم هوا که رسول خدا صلی الله علیه و سلم نے جو نئي چیزوں کو برا بتایا هی اُن نئي چیزوں سے دین هي کي بات مراد هی دنیا کے کاموں سے کچهه غرض نہیں اور دین کي بات اُسے کہتے هیں جس سے شرع کے حکم علاقه رکهتے هوں اور شرع کے حکم پانچ چیزوں

سے متعلق هیں ایک تو عقاید سے که آدمي اپنا عقیده کیسا رکھے جیسے نه الله کو ایک جاننا
اور شرک نکرنا کیونکه الله کو ایک سمجھنا مسلمان هونے کي بنیاد هی اور شرک کرنا
مسلماني کو ڈھانا هی دوسرے اخلاق سے که آدمي اپنے میں کس طرح کا خلق پیدا کرے جیسے
رحم دل هونا اور سخت دل نهونا کیونکه رحم دل پر الله رحمت کرتا هی اور سخت دل
الله کي رحمت سے دور هوتا هی یا توکل کرنا اور حریص نهونا کیونکه توکل کرنے سے الله
صاحب کے دربار میں رتبه بڑھتا هی اور حرص کرنے سے قدر کھٹتي هی تیسرے اُن باتوں سے
جو آدمي کے دلپر ایک کیفیت اچھي یا بري چھا جاتي هی جیسے الله کي محبت دل پر
چھاني اور سب کي محبت دل سے نکلني الله کي رضامندي کا سبب هی اور الله کے دشمنوں
کي محبت جمني الله کي خفگي کا باعث هی چوتھے اُن باتوں سے جو آدمي اپني زبان سے
کہتا هی جیسے گناهوں سے توبه کرنے میں الله مهربان هوتا هی اور دین کے کاموں میں
رویت کرنے سے جسکا نام صلعم گُل رکھا هی الله کي مهرباني جاتي رهتي هی پانچویں اُن
باتوں سے جو آدمي اپنے هاتھه پاؤں آنکھه ناک سے کرتا هی جیسے جهاد کرنے سے جنت میں
درجه بڑھتا هی اور مسلمان کے مارنے سے دوزخ میں پڑتا هی غرض که شرع میں انهیں
پانچ چیزوں سے بحث هی که انهي پانچوں چیزوں میں سے کسي کے کرنے کا حکم هوتا هی
اور کسي کے نکرنے کا حکم هوتا هی اور اِن پانچوں چیزوں کو اگر عبادت کے طور پر کریگا تو
اور اگر عادت کے طور پر کریگا تو اور اگر دنیا کے معامله کے طور پر کریگا تو انهي سے شرع کے
حکم متعلق هیں کیونکه جسطرح شرع کے حکم عبادت سے متعلق هیں اُسي طرح عادت اور
دنیا کے معامله سے بهي متعلق هیں جیسے که حدیث شریف میں آیا هی که تین دفعه
کرکر خوشبوے لگاني اور تین سلائي سرمه دینا الله کے نزدیک اچھا هی اور بائیں هاتھه سے
کھانا کھلانا برا حالانکه یهه تو ایک عادت کي بات هی یا یهه که حدیث شریف میں آیا هی
که ایمان داري سے سوداگري کرني قیامت میں نفع دیگي اور کلام‌الله میں آیا هی که سود
کھانا قیامت میں نقصان دیگا حالانکه یهه تو دنیا کے معاملات کي بات هی غرض که شرع
کے احکام جس طرح عبادت سے متعلق هیں اسي طرح عادت سے اور دنیا کے معاملات سے بهي
متعلق هیں اور سبب اس کا یهه هی که شرع کے احکام آدمي کا ظاهر اور باطن دونوں
درست هونے کو اُترے هیں پهر ظاهر کي درستي جب هي هوتي هی جب آدمي اپني
عبادت اور عادت اور معامله کو درست کرے اور باطن کي درستي جب هوتي هی جب
آدمي اپنا عقیده اور دل کے حالات خدا اور خدا کے رسول کے حکم بموجب درست کرے

اندرون را ز جهل خالي دار * تا درو نور معرفت بیني

اور یهه بهي سمجھنے کي بات هی که جسطرح شرع میں اِن پانچوں چیزوں میں سے کسي
کے کرنے اور کسي کے نکرنے کا حکم هی اِسیطرح بعضے حکموں میں ایک قید لگائي جاتي

هی اور اُس کي حد معين کردي جاتي هی اور اُس کي ايک شرط ٹهيرائي جاتي هی جيسے وضو بغير نماز کا نهونا يا مقدور بغير حج کا فرض نهونا تو اِسطرح کي باتيں بهي دين هي کي باتوں ميں داخل هيں اور ان ميں بهي نئي بات نکالني دين هي کي بات ميں نئي بات نکالني هی کيونکه ان باتوں سے بهي شرع کے حکم متعلق هيں اِن حديثوں سے بدعت کے يهه معني معلوم هوئے که جو عقيده اور بات چيت اور دل پر کے حالات اور عبادت اور عادت اور معامله که نيا هو يعني نه وه اور نه اُس کے مانند دوسري چيز رسول الله صلی‌الله عليه و سلم کے زمانه ميں هو اور نه اُس کا اور نه اُس کے مانند دوسري چيز کا صحابه اور تابعين اور تبع تابعين کے وقتوں ميں بے کهٹکے رواج هوگيا هو اور کوئي شخص اُس کو قيامت ميں فائده مند سمجهه کر کرے يا مضر جانکر چهوڑ دے يا کسي عبادت يا معامله کے رکن يا شرط يا لوازم سے جان کر کرے يا اُس کے برخلاف سمجهه کر چهوڑ دے اُس کو تهيٹ بدعت کہتے هيں جسکے حق ميں رسول مقبول صادق مصدوق نے فرمايا که شرالامور محدثاتها يعني بدترين چيزوں کي نئي چيزيں هيں اب ديکهه لو که جو اسطرح کي نئي باتيں هيں وه تهيٹ بدعت هيں *

## دوسري قسم کي بدعت کا بيان

اس کے سوا همارے زمانه ميں ايک اَور طرح کي بدعت کا زور هی که جس ميں اکثر خواص لوگ بهي مبتلا هيں مثلاً ايک بات تو شرع ميں هی مگر اُس ميں ايک اَور ايسي بات بڑها گهٹا ديتے هيں که وه سنت سے بدعت هوجاتي هی چنانچه اب هم اِس بدعت کا بيان کرتے هيں " عن عايشة قالت قال رسول‌الله صلی‌الله عليه و سلم من احدث في امرنا هذا ماليس منه فهو رد " يعني مشکوٰة شريف کے باب‌الاعتصام بالسنة ميں حضرت عايشه رضي‌الله عنها سے يهه حديث نقل کي هی که اُنهوں نے يهه بات کهي که رسول خدا صلی‌الله عليه و سلم نے فرمايا که جس نے هماري اِس شريعت ميں نئي چيز نکالي که جو اُس ميں سے نهيں هی تو وه چيز مردود هی " و عن انس قال جاء ثلثه رهط الی ازواج‌النبي صلی‌الله عليه و سلم يسئلون عن عبادة النبي صلی‌الله عليه و سلم فلما اخبروا بها کانهم تقالوها فقالوا اين نحن من‌النبي صلی‌الله عليه و سلم و قد غفرالله له ماتقدم من ذنبه و ما تاخر فقال احدهم اما انا فاصلی‌الليل ابدا و قال‌الاخر انا اصوم‌النهار ابدا ولاافطر و قال‌الاخر انا اعتزل‌النساء فلا اتزوج ابداً فجاء‌النبي صلی الله عليه و سلم اليهم فقال انتم‌الذين قلتم کذا و کذا اما و الله اني لاخشيکم لله و اتقيکم له لکني اصوم و افطر و اصلي و ارقد و اتزوج‌النساء فمن رغب عن سنتي فليس مني " يعني مشکوٰة شريف کے باب‌الاعتصام بالسنة ميں انس رضی‌الله عنه سے يهه حديث نقل کي هی که اُنهوں نے يهه بات کهي که تين شخص پيغمبر خدا صلی‌الله عليه

سلم کي بيبيوں پاس آئے پوچھتے ہوئے نبي صلی‌الله عليه و سلم کي عبادت کا حال پھر جب اُنکو وہ بتائے گئے تو گويا اُنہوں نے اُسکو کم جانا پھر آپس ميں کہنے لگے که کہاں هم اور کہاں نبي صلی‌الله عليه و سلم که بيشک الله نے اُنکي پہلي پچھلي باتيں سب بخش دي هيں پھر اُن ميں سے ايک نے کہا که ميں تو ساري رات نماز هي پڑھا کرونگا دوسرے نے کہا که ميں هميشه روزے هي رکھا کرونگا اور نه چھوڑونگا تيسرے نے کہا که ميں عورتوں کے پاس نہيں جانے کا اور کبھي نکاح نہيں کرنے کا اتنے ميں نبي صلی‌الله عليه و سلم اُن کے پاس تشريف لے آئے اور فرمايا که تم هي ايسي ايسي باتيں کرتے هو خبردار هو خدا کي قسم بيشک ميں بہت ڈرتا هوں تمہاري بہ‌نسبت الله سے اور تمہاري بہ‌نسبت بہت پرهيزگاري کرتا هوں الله کي ليکن ميں روزے بھي رکھتا هوں اور نہيں بھي رکھتا اور نماز بھي پڑھتا هوں اور رات کو سوتا بھي هوں اور عورتوں سے نکاح بھي کرتا هوں پھر جو شخص ميري سنت سے پھرا وہ مجھه سے نہيں

ف پہلي حديث ميں تين لفظ آئے هيں که جنکے جاننے سے اس طرح کي بدعت کے معني بھي معلوم هوجاتے هيں ايک تو لفظ احدث اور دوسرا امرنا اور تيسرا لفظ ما جن ميں سے پہلے دونو لفظوں کا ترجمه يہه هي که نئي چيز نکالي هماري شريعت ميں اُن دونو لفظوں کے معني تو پہلے معلوم هوچکے هيں که نئي چيز کيا هوتي هي اور دين کي بات کون کون چيزوں کو کہتے هيں البته تيسرے لفظ يعني ما کے لفظ کے معني معلوم کرنے چاهيئيں اب جان لو که ما کے لفظ کا ترجمه اُردو ميں جو هي اور اِس لفظ کے ايسے مُبهم معني هوتے هيں که هر بات پر ٹھيک آجاتے هيں ليکن جس مقدمه ميں بات چيت هو اُس کے قرينه سے اُسي مقدمه کے متعلق مراد هوتي هي مثلاً اگر کوئي يوں کہے که جاهلوں کو نہيں چاهيئے که جو عالموں کي باتيں هيں اُن ميں دخل دے تو اب جو کا لفظ ايسا هي که هربات پر ٹھيک آسکتا هي مگر اِس جگهه بات چيت کے قرينه سے يہه هي بات سمجھي جاتي هي که جو کے لفظ سے علم کي باتيں مراد هيں که جاهل عالموں کے علم کي باتوں ميں دخل نه دے يعني کوئي کتاب نه بنائے کوئي تقرير نه گڑهے کوئي مسئله نه نکالے نه يہه که کپڑا بنانے اور کهانا کهانے ميں بھي کچھه دخل نه دے اگرچه کپڑا پہننا اور کهانا کهانا عالموں ميں بھي هوتا هي اسيطرح پہلي حديث ميں جو ما کا لفظ هي اُس سے بھي اسيطرح کے معني مراد هيں که جو کوئي نبيوں کے کام ميں جو نئي بات نکالے وہ بات مردود هي تو اب يہه بات ديکھني چاهيئے که انبيا کس کام پر الله کي طرف سے آئے هيں اب سمجهه لو که جس طرح انبيا عليهم‌الصلواة والسلام عقايد اور اخلاق اور دل کے حالات اور زبان کي بات چيت اور هاتهه پاؤں کے کام کاج جنسے ظاهر اور باطن کي آراستگي هوتي هي درست کرنے کو آئے هيں اسيطرح سب باتوں کي حديں مقرر کرنے اور هوکام کرنے کا ڈهب بتانے اور هرايک چيز کي صورت ٹهہراديني کو بھي آئے هيں کيونکه پہلے کي پانچوں باتوں کو تو جن سے ظاهر اور باطن درست هوتا هي دين کہتے هيں

اور دین ہرایک نبی کے ساتھہ تھا اور ہر نبی کو انھی پانچ باتوں کی درستی کے لیئے نبوت ہوئی تھی " قال اللہ تعالی شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحاً والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم و موسیٰ و عیسیٰ " یعنی اللہ صاحب نے سورۃ الشوری میں فرمایا راہ ڈالدی تمکو دین میں وہی جو کہدیا تھا نوح کو اور جو حکم بھیجا ہمنے تیری طرف اور وہ جو کہدیا ہمنے ابراھیم کو اور موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اِس آیت سے معلوم ہوا کہ دین تو ہرنبی کا ایکسا تھا مگر دوسری بات میں جس سے حدیں مقرر ہوجاویں اور ہر کام کا ڈھب ٹھہر جاوے اور ہرایک بات کی ایک صورت بنجاوے جدا جدا تھی اور اسی دوسری بات کو شریعت کہتے ہیں " قال اللہ تعالی لکل جعلنا منکم شرعۃ و منہا جا " یعنی اللہ صاحب نے سورۃ المائدہ میں فرمایا ہرایک کو تم میں دی ہمنے ایک شریعت اور راہ بس اب سمجھہ لو کہ ہرایک چیز کی ایک حد مقرر کرے اور ہر کام کا ڈھب بتانے اور ہرایک بات کی ایک صورت بتادینے کا نام شریعت ہی مثلاً نماز پڑھنی اور شرک نکرنا اور زنا سے بچنا یہہ تو اصل دین ہی کہ ہر نبیوں کے وقت میں تھا اور نماز کی بھی حد مقرر کردینی اور وقت ٹھہرا دینے اور رکعتیں گن دینی اور شرطیں لگادینی اور نکاح میں گواہوں کا ہونا اور مہر کا باندھنا اور بد شگونی ماننے سے ایک طرح کا شرک ہوجانا اور اللہ کے سوا دوسرے کی قسم کہانے میں بھی ایک طرح کا شرک ہوجانا اور زنا اسی کو کہنا جہاں زنا نہونے کا شبہہ نہ ہو اور پھر زناکی بھی حد معین کا مقرر ہونا اور اِسیطرح کی اور بہت سی باتیں جو شریعت میں مقرر ہیں اسکا نام شریعت ہی جو بخوبی شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلواۃ والسلام میں پوری ہوچکیں جس میں اب گھٹانے بڑھانے کی حاجت نرہی اور جن باتوں کی حدیں اور جن چیزوں کی صورتیں شارع نے مقرر کردی ہیں وہ دو طرح پر ہیں ایک تو یہہ کہ اگر فلانا کام اس طرح پر نکیا جاویگا تو شرع میں وہ نہونے کی برابر ہی دوسرے یہہ کہ اگر فلانا کام اس صورت پر ہوگا تو شرع میں بہت اچھا اور اللہ کے نزدیک بہت بہتر ہی جیسے نماز میں کھڑا ہونا اور کچھہ کلام اللہ پڑھنا اور رکوع اور سجدہ کرنا یا نکاح میں ایجاب و قبول ہونا کہ یہہ سب باتیں ضرور ہیں اور اُن کے بغیر وہ کام نہونے ہی کی برابر ہی یا مثلاً نماز میں مقرر کردینا کہ اتنی دیر تک کھڑا رہنا اور اتنی دیر تک بیٹھنا اور اتنی دفعہ تسبیحات پڑھنی بہتر ہیں اور اللہ کے نزدیک اچھی یا مثلاً پانچوں نمازوں کے وقت مقرر کردینے اور رمضان کا مہینہ روزوں کے لیئے ٹھہرادینا اور عید کے مہینہ کی پہلی تاریخ اور بقرعید کی دسویں تاریخ عید کے لیئے مقرر کردینی ایسی باتیں ہیں کہ اگر اپنے وقتوں میں نکیا جاوے تو ہونا نہونے کی برابر ہی یا مثلاً رمضان کی راتوں اور شبرات کی رات میں عبادت کرنی اور آفتاب نکلنے کے بعد اشراق کی نماز پڑھنی اور آدھی رات کے بعد تہجد کی نماز ادا کرنی اور ایام بیض اور شش عید اور عرفہ اور عاشورہ اور شبرات کے روزے رکھنے اور ساتویں دن عقیقہ کرنا اور جمعرات کے دن

سفرکو جانا ایسي چيزيں هيں که اگر اپنے دلوں ميں يهه کام کهئے جاويں تو الله کے نزديک بهت بهتر هي يا مثلا پاک جگهه کا نماز کے لیئے مقرر کرنا اور شهروں هي ميں جمعه کي اور عيد کي نمازوں کا هونا اور اعتکاف کے لیئے مسجدوں هي کا ٹهرانا اور حج کے لیئے کعبةالله هي جانا ايسي چيزيں هيں که اگر اسي طرح نهوں تو أنکا هونا نهونا برابر هي يا مثلا فرضوں کے لیئے اور نکاح باندهنے کو مسجدوں کا معين هونا اور نفل اور کلام الله پڑهنے کو گهروں کا ٹهرانا أور جامع مسجد جمعه کي نماز کو اور جنگل عيد کي نماز کو معين کرنا ايسي باتيں هيں که اگر اسيطرح پر هوں تو الله کے نزديک بهت بهتر هي يا مثلا نماز ميں رکعتوں کي گنتي ٹهيراديني روزوں کا شمار بتادينا کفاره ميں محتاج کهلانے کي گنتي مقرر کردیني يا خريد فروخت کے معامله ميں تين دن تک کا اختيار دينا ايسي باتيں هيں که اگر اسطرح نهوں تو انکا هونا نهونے هي کي برابر هي يا مثلا نفلوں ميں رکعتوں کي گنتي مقرر کردیني اور جيسے صلواةالتسبيح ميں تسبيحات کا شمار بتادينا يا هر بات ميں طاق کا اچها هونا ايسي باتيں هيں که اگر اسيطرح پر هوں تو الله کے نزديک بهتر هي غرض که جتني باتيں دنيا ميں هيں کيا شادي کي اور کيا غمي کي اور کيا عبادت کي اور کيا عادت کي اور کيا معامله کي سب کے لیئے الله صاحب نے ايک حد مقرر کردي هي اور وه حد دو طرح پر هي يا يهه که اگر اِس حد کو توڑا جاويگا تو الله کے نزديک أس کام کا هونا نهونے کے برابر هوگا يا يهه که هو تو جاويگا مگر جس طرح که حد کے نه توڑنے ميں الله کے نزديک ثواب اور درجه تها أتنا ثواب اور درجه نهيں هوگا " کما قال الله تعالى و تلک حدود الله و من يتعد حدود الله فقد ظلم نفسه " يعني الله صاحب نے سوره طلاق ميں فرمايا اور يهه حديں هيں الله کي باندهي اور جو کوئي بڑهے الله کي حدوں سے تو أس نے بُرا کيا اپنا اِس آيت سے معلوم هوا که هر کام کي جو الله صاحب نے حديں مقرر کرديں هيں أن کو نه توڑنا يعني أن ميں کمي بيشي نکرني شريعت پر چلنا هي بلکه جن لوگوں کو الله تعالى نے نور معرفت کا ديا هي اور اتباع اپنے حبيب کا نصيب کيا هي أن کو تو اِن باتوں کا يهاں تک خيال رهتا هي که جتنے احکام شرع کے هيں أن ميں بهي غور کرتے هيں که جن چيزوں کے بجالانے کا تاکيدي حکم هي أنکے بجالانے ميں أن حکموں کے بجالانے سے جنميں اتني تاکيد نهيں هي زياده سعي اور کوشش کرتے هيں مثلاً نماز ميں سب چيزوں کے ادا کرنے کا حکم هي مگر جتني تاکيد که أس کے ارکان درست کرنے پر هي أتني اور چيز پر نهيں يا جتني تاکيد وضو کر کر نماز پڑهنے پر هي أتني سيدها قبله کي طرف کهڑا رهنے پر نهيں کيونکه اگر تهوڑا سا قبله سے کج هو تو بهي نماز هوجاتي هي يا مثلا جيسے الحمد پڑهنے پر تاکيد هي ايسي اور سورت کے پڑهنے پر نهيں کيونکه اخير رکعتوں ميں پڑهي نهيں جاتي اور اسي طرح جيسي تاکيد پهلي دو رکعتوں کے ادا کرنے ميں هي ويسي اخير کي دو رکعتوں ميں نهيں کيونکه سفر ميں نهيں

پڑھی جاتیں غرض که هر ایک کام کرنے کی ایک حد شرع میں مقرر کردی هی اُس حد کو توڑنا نہیں چاهیئے اور اسی واسطے رسول مقبول نے فرمایا هی که " ان الله حد حدوداً فلا تعتدوها " یعنی الله صاحب نے هر کام کی حدیں مقرر کردی هیں اُن کو نه کهوؤ غرض که جس چیز کا نام شریعت محمدیه هی اُس کے احکام دوهی طرح پر هیں یا تو اُن سے هر چیز کی حدیں ٹهرائی گئی هیں اور یا هر حکم کے درجه مقرر کیئے گئے هیں پس اُس پہلی حدیث میں جو ما کا لفظ آیا هی اُس سے یہی باتیں مراد هیں یعنی جو کوئی دین کی باتوں میں کوئی چیز خواه وه کسی چیز کی حد مقرر کردینی هو یا ایک جگهه کی چیز دوسری جگهه ٹهرا دینی هو یا ایک کا مرتبه بڑها دینا اور دوسرے کا گهٹا دینا هو نکالے تو وه بات مردود هی اب تمکو جب اِس ما کے لفظ کے معنی معلوم هوگئے تو اب اِس قسم کی بدعت کے یہه معنی ٹهرے که دین کی باتوں میں جو نئی نئی حدیں مقرر کرنی یا نئی طرح کا ڈهنگ اور موقع دین میں ٹهرا دینا که نه وه رسول الله کے وقت میں تها اور نه اُس کی مانند اور نه اُسکا رواج صحابه اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں تها اور نه اُس کی مانند کا اور کوئی شخص اُس بات کو یوں جان کر کرے که فلانی دین کی بات کے هونے کا اِسی پر مدار هی یا اِس بات کا هونا الله کے نزدیک اچها اور بہتر هی یا کسی دین کی چیز کو اِس طرح پر سمجهه کر چهوڑدے که اِس کے هونے سے دین کی فلانی بات هونے هی کے برابر هی یا اس کے هونے سے اُس کا ثواب گهٹ جاتا هی تو یہه بهی بدعت هی مگر اِتنا فرق هی که پہلی تو نہوت بدعت تهی که اُس کی اصل هی شرع میں نه تهی اور یہه بدعت اُس سے اُتر کر هی که شرع میں جو بات تهی اُس پر ایسی چیزیں اَوْر لگادی هیں که جو شرع میں نه تهیں اور اسی سبب یہه بدعت هوگئی جس کے حق میں رسول مقبول نے فرمایا " من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد " یعنی جس شخص نے که نئی بات نکالی هماری اِس شریعت میں جو اُس میں سے نہیں هی تو وه نئی بات مردود هی اِس سارے بیان سے معلوم هوا که بدعت کا مدار عقیده پر هی یعنی جو چیز که الله کے نزدیک فایده‌مند نہیں هی اُس کو فایده‌مند جاننا اور جو چیز که الله کے نزدیک مضر نہیں هی اُس کو مضر سمجهنا بدعت هی لیکن اِس کے سوا ایک اَوْر قسم کی بهی بدعت هی که جو بغیر اعتقاد کے بهی بدعت هی هوجاتی هی اور اِس قسم کی بدعت میں هزاروں زن و مرد گرفتار هیں *

## تیسری قسم کی بدعت کا بیان

اور وه یہه هی که دین کی باتوں میں جو نئی بات نکلی هو اُس کے کرنے میں بهلائی اور نه کرنے میں بُرائی کا تو اعتقاد نرکهتا هو لیکن اُس کو اِس طرح پر کرتا هو یا اُس کے نکرنے میں ایسا اهتمام بجا لاتا هو که جیسا اُس چیز کی بهلائی یا برائی پر اعتقاد رکهنے

والی بجالاتے ہیں " عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تشبہ بقوم فہو منہم " یعنی مشکوٰۃ شریف کے باب اللباس میں ابن عمر سے یہہ حدیث نقل کی ہی کہ انہوں نے یہہ بات کہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرے وہ انہی میں سے ہی **ف** اس حدیث میں تشبیہہ کا لفظ آیا ہی جس کے معنی مشابہت کرنے کے ہیں اور دو چیزوں میں پوری مشابہت جب ہوتی ہی جب دیکھنے والا اُن دونوں کو دیکھہ کر پہچان نہ سکے کہ یہہ چیز کونسی ہی اور وہ چیز کونسی اور اِس حدیث میں نری مشابہت کا لفظ آیا ہی تو اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی بات میں مشابہت کرے خواہ کہانے میں خواہ پہننے میں خواہ بولنے میں خواہ عادت میں خواہ عبادت میں خواہ معاملہ میں وہ اُن ہی لوگوں میں سے ہوگا جنکے ساتھہ مشابہت کی ہی اب غور کرو کہ جس شخص نے دین میں نئی بات نکلی ہوئی کو اختیار کیا ہی اور گو وہ شخص اُس نئی بات کے کرنے میں بھلائی اور نہ کرنے میں برائی کا اعتقاد نرکھتا ہو لیکن جب وہ شخص اُس نئی بات کو اسی طرح بجا لاتا ہی جس طرح کہ اُس چیز کی بھلائی یا برائی پر اعتقاد رکھنے والے بجالاتے تھے تو اس شخص نے بھی اُنہی لوگوں کی مشابہت کی اس سبب سے اُنہی لوگوں میں گنا گیا اب خیال کرو کہ وحدت وجود کا مسئلہ جو اِس زمانہ کے پیروں اور پیر زادوں میں پھیل رہا ہی اور مولوی بھی اُس کو سن کر گردن نیچی ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بابا فقیروں کی باتوں میں دم نہیں مارا جاتا اور اِس مسئلہ کو غایت عرفان اور موجب نہایت قربت الی اللہ کا سمجھہ رکھا ہی تو یہہ اعتقاد تہمت بدعت ہی کیونکہ یہہ باتیں نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تھیں نہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں اور اسی طرح اللہ تعالی کی ذات پاک میں گفتگو کرنی کہ کیسا ہی اور کہاں ہی اور کیونکر ہی یا جبر و اختیار کے مسئلہ میں اُلجھنا یا دیدار الہی کے معنی بتانے کہ اِس طرح پر ہوگا یا کلام اللہ کی متشابہ آیتوں اور متشابہ حدیثوں میں بحث کرنی اور خواہ نخواہ اُس میں معنی پہنانے یا حکیموں اور فلسفیوں کے مذہب کی کتابیں پڑھنی اور ہمیشہ اُسی میں اوقات ضایع کرنی اور اُس سے ثواب ملنے کی توقع رکھنی تہمت بدعت ہی اور یوں ہی بطور رسم کے لوگوں کی ریساریس پڑھنا اور اُس پر ایسا اہتمام کرنا جیسا کلام اللہ اور حدیث اور فقہ کے پڑھنے پر چاہیئے تھا جس طرح کہ ہمارے زمانہ کے لوگ کرتے ہیں اور چار کتابیں منطق کی پڑھکر مولوی بن بیٹھتے ہیں اور جس نے اِن کتابوں کو نہ پڑھا ہو اور گو حدیث و فقہ خوب جانتا ہو اُس کو جاہل اور دلیں سے گرا ہوا سمجھتے ہیں تو اس طرح کا بھی پڑھنا بدعت ہی گو اُس میں ثواب ملنے کا اعتقاد نرکھتا ہو کیونکہ اُس نے بھی اُن کتابوں کے پڑھنے پر ایسا ہی اہتمام کیا ہی جیسا کہ ثواب ملنے کا اعتقاد رکھنے والے کرتے ہیں البتہ بقدر ضرورت

کے بڑہ لینا اور سب کو مقصود بالذات نہ سمجھنا اور اُسی میں غلطاں پیچاں پڑھنا دوسری بات ہی اور اسي طرح اکثر فقیروں نے جو طریقے زهد و ریاضت اور مراقبہ اور ذکر اور شغل کے خلاف سنت نکالے ہیں اور اُن سے کشف و کرامات حاصل کرتے ہیں اُن کا بھي یہي حال ہی کیونکہ رسول خدا صلی‌الله علیه و سلم نے جو رستے صفائي باطن اور تقرب الی‌الله کے بنادیئے ہیں اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے برتاؤ میں رہے ہیں اُس کے سوا دوسري بات نکالني جسکا تھکانا نہ جناب پیغمبر صلی‌الله علیه و سلم کے وقت میں تھا اور نہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں تو وہ بات ٹھیٹ بدعت ہی اور اسي طرح تعویذ طومار گنڈے پلیتے کرنے اور کسي گنڈے کے سبب انڈا مرغي کا کھلانا اور کسي پلیتے کے باعث ہرن کا گوشت کھلانا چڑھانا یہہ بھي بدعت ہی کیونکہ اس طرح کي باتیں نہ رسول خدا صلی‌الله علیه و سلم کے وقت میں تھیں نہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں البتہ جن جن دعاؤں کا پڑھنا یا دم کرنا جس طرح پر کہ حدیثوں میں آیا ہی اُنھیں کو اُسي طرح پر کرنے میں کسي کو کلام نہیں کلام تو اُس میں ہی کہ جو اِس زمانہ کے پیرزادوں اور مولوي زادوں نے حدیث کي دعاؤں کو چھوڑ کر اپنے باپ دادا کے عمل اعمال نکالے ہیں اور اسي طرح بعضے مشایخوں نے جو نئي نئي طرح کے ذکر نکالے ہیں اور اُنکي ضربیں مقرر کي ہیں اور اُس کي گنتي ٹھہرائي ہی اور پیر کا تصور کر کر مراقبہ کرنا نکالا ہی اور اِسي طرح بہت سي باتیں شریعت حقہ مصطفویہ علی صاحبہاالصلواۃ و السلام میں بڑھا دي ہیں جنکا ٹھکانا نہ حضرت پیغمبر خدا صلی‌الله علیه و سلم کے وقت میں لگتا ہی اور نہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں اور پھر اِن سب باتوں کو دینداري سمجھکر اور ثواب ملنے کا اور الله صاحب کے دربار میں مرتبہ بڑھنے کا اعتقاد رکھہ کر کرتے ہیں یہہ سب باتیں بھي ٹھیٹ بدعت ہیں، اور جو لوگ اِن باتوں کو صرف وسیلہ جان کر اس طرح پر سعي کرتے ہیں جس طرح پر کہ ثواب ملنے اور الله کے دربار میں مرتبہ بڑھنے کے اعتقاد رکھنے والے کرتے ہیں تو اُن کي نسبت بھي مشابہت کے سبب بدعت ہي میں داخل ہی البتہ جن لوگوں نے کہ نہ اِن باتوں کو مقصود اصلي سمجھا اور نہ اس طرح پر اوڑھنا بچھونا بنایا اور نہ شریعت کے مسئلوں کي مقابل طریقت کے مسئلہ ٹھہرائے بلکہ بعضي دفع کسي مصلحت سے کسي کي نسبت کوئي بات بتا دي اور یہہ سبز باغ دکھا کر شرع محمدیہ علی صاحبہاالصلوۃ و السلام پر قایم کردیا اور پورا پورا سني مسلمان بنادیا تو وہ دوسري بات ہی اور اِسي طرح بزرگوں کے نام پر ختموں کا کرنا اور یہہ بات ٹھہراني کہ فلانے ختم میں اتنے آدمي ہوں اور فلانا ختم فلانے وقت ہو اور فلانے توشہ میں یہي چیز ہو اور فلانے کونڈے میں فلاني چیز دھري جاوے اور بیوي کي صحنک اس طرح پر نکالي جاوے اور اُس کو ایک خصمیوں کے سوا کوئي نہ کھاوے اور بیوي کي پڑیا اِس طرح لال نارے سے باندھي جاوے

اور اسي طرح کي اؤر هزاروں باتيں جو اِس زمانه ميں مروج هيں اور اُنکے کرنے ميں
بهلائي اور نکرنے ميں برائي کا اعتقاد رکهتے هيں يهه سب باتيں تهمت بدعت هيں اور اسي طرح
راگ کي محفل کرني اور قوالوں سے خالي معرفت کي غزليں گواني يا ڈهولکي سا رنگي
تال تنبورہ بهي بجوانا اور حال قال کي مجلس نام رکهنا اور مرثيۂ خواني اور کتاب خواني
کرني ماتم کرنا تعزيے بنانے شدے نکالنے لوگوں کو جمع کرکر قبروں پر جانا اور اُنپر بيٹهه
بيٹهه کر مراقبه کرنا اور اِس بات کو الله کي رضامندي کا باعث سمجهنا قبروں پر جاکر
مُردوں سے مدد مانگني قبروں کو چومنا آستانوں کا بوسه لينا کال رگڑنے قبروں پر پهولوں کي
چادر ڈالني غلاف چڑهانے قبروں کو غسل دينا اور اُس کا پاني آب زمزم کي طرح بانٹنا
اور لحد بنانے کو ثواب سمجهنا قبروں پر روشني کرني اور ميله جمع کرنا اور عرس نام رکهنا
ناچ کرنا اور بسنت کا بهانه لينا اگر کوئي مسلمان منع کرے تو حضرت امير خسرو سے منکر
جاننا اور ترت وهابي کهدينا مُردے کے ليئے نماز هول کا پڑهنا دفنانے کے بعد اذان کا دينا اور
اِسي طرح کي هزاروں باتيں جو خلاف سنت رايج هوگئي هيں اور اُن کو ثواب سمجهه کر
کيا جاتا هی يهه سب کي سب باتيں تهمت بدعت هيں اسي طرح حضرت امام حسين
کي فاتحه کو محرم هي کا مهينه مقرر کرنا اور مولود شريف پڑهنے کو بارہ وفات هي کا
مهينه تههرانا اور مُردوں کي فاتحه کو تيجے اور دسويں اور بيسويں اور چاليسويں اور تماهي
اور چهه ماهي اور برسي کا مقرر کرنا بزرگوں اور پرانے مُردوں کي فاتحه کو اُنکے مرنے هي کے
دن باندہ لينا يهه سب باتيں بهي بدعت هيں اِس کي ايسي مثال هی که جيسي قرباني
کرني تين دن تک درست هی مگر عين بقر عيد کا دن ايسا هی که اگر اُسي دن قُرباني
کيجاوے تو زيادہ ثواب هی اسواسطے جن لوگوں کو الله نے توفيق دي هی وہ پهلے سے بکرے
بهي خريدتے هيں اور باوجوديکه اُن دنوں ميں بکرے مهنگے بهي هاتهه لگتے هيں مگر
گراني تهمت پر کچهه خيال نهيں کرتے اور باوجوديکه اُس دن نماز کو عيد گاہ ميں بهي
جانا هوتا هی اور فرصت بهي کم هوتي هی اور اُس دن گوشت بهي بهت سا هوتا هی که
گوشت کهاتے کهاتے جي بهي بهر جاتا هی مگر اِن باتوں ميں کسي کا بهي خيال نهيں کرتے
اور سو طرح کے هرج کرکر اُسي دن قرباني کرتے هيں مگر اُس دن کو ناغه نهيں هونے ديتے
پس اِس طرح کے مقرر کرنے کا نام تو شريعت هی که اُس سے هرکام کا وقت اور هر بات کي
ايک حد مقرر هوگئي هی اب اِس طرح اؤر کسي چيز کو اپنے آپ مقرر کرلينا بدعت
هوجاتا هی اب ديکهو که حضرت امام حسين کے ليئے کهانا پکانا اور بهوکوں کو کهلانا اور
اُس کا ثواب حضرت امام حسين کو دينا ثواب کي بات هی مگر خاص محرم کا مهينه
مقرر کرلينا بدعت هی اِس واسطے که کسي کام کے ليئے کوئي دن يا مهينه يا وقت مقرر
کرنا تو شرع کا کام تها تو پهر جس شخص نے که حضرت امام حسين کي فاتحه کو محرم

کا مہینہ اپنی طرف سے مقرر کرلیا اُس نے شریعت میں ایک نئی بات نکالی اور شریعت میں نئی بات کا نکالنا بدعت ہی پھر جو شخص محرم ہی میں حضرت امام حسین کی فاتحہ دینا زیادہ ثواب سمجھتا ہی تو اُس کے حق میں تو دوسری قسم کی بدعت ہی اور جو شخص کہ زیادہ ثواب ملنے کا تو اعتقاد نہیں کرتا ہمیشہ محرم ہی میں کیا کرتا ہی جس طرح کہ زیادہ ثواب ملنے کا اعتقاد رکھنے والے کیا کرتے ہیں تو اُس کے حق میں تیسری قسم کی بدعت ہی اسی طرح جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیه و سلم کا ذکر کرنا اور اُن کے حالات اور سوانح عمری کا بیان کرنا اور اُن کی عادتوں اور عبادتوں اور خصلتوں کا یاد کرنا دونوں جہان کی سعادت ہی مگر اب مولود شریف کی مجلس میں جو اپنی طرف سے یہہ بات ٹھیرا لی ہی کہ بارہ وفات ہی کا مہینہ ہو اور خواہ اَور حالات حضرت کے بیان کیئے جاویں یا نجاویں مگر حضرت کے پیدا ہونے کا ضرور حال بیان کیا جاوے تو یہہ باتیں مقرر کرنی شرع میں نہیں آئیں اس سبب سے اِن کا اپنی طرف سے مقرر کرلینا بدعت ہی اسی طرح مُردوں کے ثواب کے لیئے کھانا بانٹنا اور لله دینا بھوکوں کو کھلانا ثواب ہی لیکن اِس کام کے لیئے اپنی طرف سے تیجے اور دسویں اَور بیسویں اور چالیسویں اور تماهی اور چھہ ماهی اور برسی کا دن مقرر کرنا بدعت ہی اسی طرح کسی مُردہ کی فاتحہ کو عین اُس کے مرنے کا روز مقرر کرلینا کہ آندی جاے یا مینہہ جاے سو طرح کے هرج کرکر اُسی دن فاتحہ دلائے یہاں تک کہ اگر اُس دن کچھہ پاس نہو تو بنئے هی کے هاں سے گرہ کچھی آٹا قرض لے لے اور حلوا مانڈہ پکا لے اور اگر کہیں سفر کو جانا ہو تو نہے کہ کل دادا جی کی فاتحہ کا دن ہی کیوں کر چلا جاؤں فاتحہ دیکر پرسوں جاؤنگا ایک دن اَور ٹھرجاؤں غرضکہ هزار کام هرج کرے یہانتک کہ حدیث کا پڑھنا پڑھانا چھوڑے جماعت کےجاتے رهنے کا خیال نکرے مگر اُس دن فاتحہ دلانی نچھوڑے تو یہہ بات بھی بدعت ہی پھر اگر وہ شخص یوں عقیدہ رکھتا ہی کہ اِن دنوں میں زیادہ ثواب ملتا ہی تو اُس کے حق میں تو دوسری قسم کی بدعت ہی اگر وہ شخص اُس دن فاتحہ دینے سے ثواب زیادہ ملنے کا اور اَور دن میں کم ملنے کا یا اِس بات کا کہ یہہ دن اَور دنوں سے اچھا ہی یا اَور دن بُرے هیں اعتقاد تو نہیں رکھتا مگر یہہ شخص اُس بات کو اس طرح پر کرتا ہی اور اِس ڈھنگ سے برتتا ہی جس طرح کہ اِن باتوں کے بھلے بُرے ہونے کا اعتقاد رکھنے والے برتتے هیں تو اُس کے حق میں تیسری قسم کی بدعت ہی اور اسی طرح کلام الله پڑھ کر مُردوں کو بخشنا اکثر عالموں کے نزدیک ثواب کی بات ہی کھانا پکا کر اور اُس پر هاتھہ اُٹھاکر فاتحہ دینی اور الحمد قل‌هوالله پڑھنی اور اگلے پچھلوں کا نام لینا جیسا کہ اِس زمانہ کے لوگ کرتے هیں یہہ بھی بدعت ہی پھر اگر یہہ شخص یوں سمجھتا ہی کہ بغیر فاتحہ دینے کے کھانے کا ثواب مُردے کو پهونچتا ہی نہیں جیسے کہ اِکثر عوام یوں ہی

جانتے هیں تو اُس کے حق میں دوسري قسم کي بدعت هی اور اگر وہ شخص یوں تو نہیں جانتا مگر اُس کو اسي طرح کرتا هی جس طرح کہ اُس بات کا اعتقاد رکھنے والے کرتے هیں تو اُس کے حق میں تیسري قسم کي بدعت هی اور اِسي طرح جو عورت کہ رانڈ هوگئي اور باوجودیکہ اپنے خصم کے مرجانے سے جو اُس کي روٹي کپڑہ کي خبر لیتا تہا نہایت مفلس هوگئي هی اور در بدر بهیک مانگتي پهرتي هی اور خصم کرنے کو جي چاهتا هی اور سب طرح کي باتیں جي میں آتي هیں اور وہ عورت اِن سب باتوں پر صبر کرتي هی مگر دوسرے خصم کرنے کا نام نہیں لیتي کہ هنجولیوں میں بڑي نیک بخت بیوي کا دانہ نهانے والي کہلاؤں پهر گو وہ عورت اِن باتوں کو اچها نہ کہتي هو اور دوسرا نکاح کرنے کو بُرا بهي نہ جانتي هو مگر اُس نے اِس بات کو اس طرح پر برتا هی جس طرح کہ اِن باتوں کے بُرے هونے کا اعتقاد رکھنے والے برتتے هیں اِس واسطے اُس عورت کا اِن باتوں پر صبر کرنا بهي بدعت هی اِس کے سوا ایک اَوْر بات بهي هی کہ اللہ صاحب کي طرف سے اسلام کي نشانیوں پر سعي اور کوشش کرنے کا حکم هی پهر اسلام کي نشانیوں کے سوا اَوْر کسي بات پر اِس طرح سے سعي کرني جس طرح کہ اسلام کي نشانیوں پر سعي اور کوشش کرني چاهیئے تهي تو یہہ کام خلاف حکم اللہ صاحب کے کرنا هی جیسے کہ شاہ ولي اللہ صاحب نے حجۃاللہ البالغہ میں لکھا هی کہ دور دور سے قبروں کي زیارت کو آنا نہیں چاهیئے تاکہ جو چیزیں کہ اسلام کي نشانیوں میں سے نہیں هیں اسلام کي نشانیوں میں مل نہ جاویں یعني دور دور سے آنے کا حکم شرع میں کعبۃاللہ اور مدینہ رسول اللہ صلی‌اللہ علیہ و سلم اور بیت المقدس هي کے لیئے هی پهر اگر کوئي شخص کسي بزرگ کي قبر یا لحد یا چلہ گاہ کي زیارت کو دور دور سے قصد کرکر آوے تو اُسکا اس طرح پر سفر کرنا اسلام کي نشانیوں یعني کعبۃاللہ اور مدینہ رسول اللہ صلی‌اللہ علیہ و سلم اور بیت المقدس کے سفر سے مشابہہ هوجاتا هی اور یہہ بات شرع کے برخلاف هی تو اِس سے معلوم هوا کہ جو بات اسلام کي نشانیوں میں سے نہیں هی اُس پر اِسي طرح سعي کرتے هیں جس طرح کہ اسلام کي نشانیوں پر سعي کرنے کا حکم هی بدعت هي هوجاتي هی خواہ اُس کے اچھے بُرے هونے کا اعتقاد هو یا نہو *

## تیسري قسم کي بدعت کا ضمیمہ

مثلاً نکاح کے وقت گواهوں کا هونا اور ولي کي اجازت دینا شرعاً ضرور هی یہاں تک کہ اگر گواہ نہوں یا ولي اجازت ندے تو نکاح کو موقوف رکھتے هیں اور جو نقصان هو اُس کو گوارا کرتے هیں اِسي طرح اگر کوئي شخص بسبب مفلسي کے اور جهیز نہونے یا ولیمہ کا کهانا میسر نہونے کے یا کسي بهائي بند عزیز اقربا کے سوگي هونے کے نکاح کو بڑها دے تو یہہ بهي بدعت هی پهر اگر اِس کے اچها هونے کا اعتقاد رکهتا هی تو اُس کے حق میں تو دوسري

قسم کي بدعت هی اور اگر اُس کے اچھا هونے کا اعتقاد نهيں رکھتا مگر اِس بات کو اِس طرح پر کرتا هی اور اِس ڈهنگ سے برتتا هی که گويا اِن باتوں کے بهلے بُرے هونے کا اعتقاد هي هی اِس سبب سے يهه بهي بدعت هي هی کيونکه اشخص نے اِس رسم کے ساتهه ايسا معامله کيا جيسا که اُن چيزوں کے ساتهه کرنا چاهيئے تها جنکے کرنے سے شرعاً بهلائي اور نکرنے سے شرعاً بُرائي حاصل هوتي هی اِسي طرح جن لوگوں نے اپني رفتار گفتار نشست برخاست کا ايک ڈهکوسله بنا رکها هی اور اُسي کے پيچهے رپ هو رهے هيں اور کچهه هي هو جاوے جو وقت که حضرت کے باهر تشريف لانے کا هی اُس کے سوا اَوْر وقت تشريف لانے هي کے نهيں اور جو وقت آپکي بات کرنے کا هی اُس کے سوا بات کرنے هي کے نهيں اور جيسي ٹوپي چار ترکي دادا جان پهنتے آئے هيں اُس کے سوا اَوْر طرح کي ٹوپي پهننے هي کے نهيں اور جو چيز که باوا جان هاتهه ميں رکهتے تهے اُس کو يهه بهي هاتهه سے چهوڑنے هي کے نهيں اور جس مسجد ميں که اُن کے پير نے نماز پڑهي تهي اُس کے سوا اَوْر کسي مسجد ميں نماز پڑهنے کے نهيں کوئي مرتا مر کيوں نجاوے آپ عيادت کو تشريف لانے هي کے نهيں جو دن که اپنے مُريدوں اور معتقدوں کے جمع کرنے کا هی اُس دن کو فاقه کرنے هي کے نهيں پير نے اگر کسي سبب سے نکاح نهيں کيا تو اب يهه بهي باوجود خواهش اور مقدور هونے کے درويشي کو بٹه نه لگنے کے ليئے کرنے هي کے نهيں مفلسي کا حال تو يهه پهونچا هی که فاقه پر فاقه هوتا هی اگر بڑي وضع داري کي تو سوال نکيا مگر رواں رواں پڑا سوال کرتا هی ليکن يهه صاحب اپنے پير کا نام روشن رهنے اور اپنے خاندان کے نام نه ڈبونے کو محنت مزدوري پيشه کرنے هي کے نهيں جب تک که جهک کر تسليمات نکي جاوے اور قدم آنکهوں سے نه لگائے جاويں حضرت کے مزاج خوش هونے هي کا نهيں سلام و عليک کا جواب زبان سے نکلنے هي کا نهيں قدم چومتے وقت سر پر هاتهه پهيرنے کے سوا مصافحه کو کبهي هاتهه اُٹهنے هي کا نهيں جب تک که حضرت صاحب اور شاه صاحب اور مياں صاحب اور مولوي صاحب کهکر بات نکي جاوے تيوري کا بل اُترنے هي کا نهيں جيسے که همارے زمانه کے مولويوں اور فقيروں اور سجاده نشينوں اور خانقاهيوں اور قلندريوں اور مداريوں اور جلاليوں اور رسول شاهيوں اور اسي قسم کے لوگوں ميں رواج پا رها هی پهر گو اُن کو اُس کي عبادت هونے کا عقيده نهو بلکه صرف اپنے باپ دادا کي رسم جانتے هوں اِس پر بهي يهه سب باتيں بدعت هي ميں داخل هيں کيونکه يهه لوگ اِن باتوں پر ايسي کوشش کرتے هيں جيسي اسلام کي نشانيوں پر کوشش کرني چاهيئے بلکه جو لوگ اس کو بڑي خوبي اور نهايت دين داري جانتے هيں اُن کے حق ميں خاصي بدعت هی کيونکه يهه طريقه نه رسول الله صلی الله عليه و سلم کا تها اور نه حضرت کے صحابه کا اور نه تابعين کا اور نه تبع تابعين کا بلکه صحابه کا تو يهه حال تها که سب آپس ميں ياروں کے يار تهے پهر اُنهوں نے جو ايک شاخسانه لگايا اور سب

بھائي مسلمانوں سے اپنے تئيں عمدہ ٹھہرایا اور کسي نے پير زادہ پن اور کسي نے مولوي زادہ پن لگایا یہہ بات کہاں سے هي دونوں عالم کے سرتاج رسول مقبول کا تو یہہ حال تہا کہ اگر آپ کے یاروں میں سے کوئي شخص پکارتا تو آپ فرماتے لبیک یعنے ! حاضر هوں اِن لوگوں کو کیا هوا هی جو اپنے تئيں آسمان پر چڑھاتے هیں تاریخ طبري میں لکہا هی کہ ایک دفعہ جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیه و سلم سفر میں تشریف رکھتے تھے آپ نے اپنے یاروں سے فرمایا کہ آج تو بکرے کے کباب بنانے چاهیئیں سب نے عرض کیا کہ بہت بہتر پھر اُن میں سے ایک صحابي نے کہا کہ بکرے تو میں ذبح کرتا هوں دوسرے نے کہا کہ صاف میں کردیتا هوں تیسرے نے کہا کہ گوشت میں بنادیتا هوں چوتھے نے کہا کہ پکا میں دیتا هوں غرضکہ هر ایک صحابي نے ایک ایک کام اپنے ذمہ لے لیا کہ جلدي سے کباب تیار هوجاویں اصحاب تو اِن کاموں میں لگے اور رسول خدا صلی الله علیه و سلم چپکے اوٹھہ کر جنگل میں چلے گئے اور لکڑیاں لے آئے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول الله آپ نے کیوں تکلیف کي یہہ بھي هم کرلیتے رسول الله نے فرمایا کہ الله تعالی اس بات کو بُرا جانتا هی کہ کوئي شخص اپنے یاروں میں اپنے تئيں ممتاز بناوے اور یاروں میں شریک نهو رسول خدا کا جو دونوں عالم کے سرتاج تھے تو یہہ حال هو اُن لوگوں کو کیا مشیخت لگي هی جو بھائي مسلمانوں کو حقیر اور ناچیز سمجھتے هیں اب انصاف سے غور کرکے دیکھو کہ یہہ باتیں اگر بدعت نہیں هیں تو کیا هیں خلق محمدي پیدا کرنا سنت هی یا نخوت فرعوني * ...

## تیسري قسم کي بدعت کا ضمیمہ

اسي طرح همارے زمانہ میں بعضي مباح چیزوں کا کہ جنکے کرنے میں کچھہ مضایقہ نهیں ایسي بُري طرح سے رواج هوا هی کہ باوجودیکہ وہ لوگ اُن باتوں کو اپنے باپ دادا کي رسم سمجھہ کر کرتے هیں مگر وہ بھي بدعت هي میں داخل هوگئي هیں بلکہ بعضوں کي نسبت تہنیت بدعت اور شرک تک نوبت پھونچ گئي هی اسکا بیان یوں هی کہ اگرچہ بعضے احکام شرع کے الله صاحب نے بعضي مصلحتوں کے واسطے مقرر کوئے هیں جیسے کہ الله تعالی کي یاد کرنے کو نماز کا پڑھنا اور سفر کي ماندگي کے سبب چار رکعتوں کي جگہہ دو رکعتوں کا پڑھنا یا پیٹ نهونے کے شبہہ رفع کرنے کو عدت تک دوسرا نکاح نکرنا لیکن بندوں کو چاهیئے کہ اس بات سے قطع نظر کریں کہ رب‌العالمین نے کس مصلحت سے یہہ حکم دیا هی بلکہ اُسي طرح جیوں کا تیوں اُس حکم کے بجالانے پر سعي کریں خواہ وہ مصلحت اُس وقت بھي هو یا نهو نہ یہہ کہ یوں کہیں کہ نماز تو الله کي یاد کرنے کو بني هی اور نماز میں تو هم سے حضور قلب نہیں هوسکتا مگر مراقبہ میں بڑا دل لگتا هی آؤ نماز کے بدلے بھي مراقبہ کرلیا کریں اسمیں بھي تو الله هي کي یاد هی اور گو سفر کیسے هي آرام کا هو

مگر اُسمیں اس خیال سے کہ ہمکو ماندگی تو ہوتی ہی نہیں چلو پوری چار رکعتیں پڑہ لیں یا یہہ کہ لوہاری اور بیلداری میں تو سفر سے بھی زیادہ محنت ہوتی ہی لاؤ چار کی جگہہ دو ہی رکعتیں پڑہ لیں یا یہہ کہ اگر بتدین ہو جاوے کہ عورت پیٹ سے نہیں ہی تو عدت کی راہ ندیکہیں اور دوسرا خصم کرلیں کیونکہ اس طرح کی باتیں کرنی بالکل خلاف شرع ہیں اور بہید اسمیں یہہ ہی کہ شرع کے احکام اُن کے فائدوں سے قطع نظر کرکر خود وہ حکم ہی بالذات مقصود ہوگئے ہیں پھر اُن حکموں کو اُسی طرح جیوں کا تیوں اُن کے فائدوں سے قطع نظر کرکر بجالانا چاہیئے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کردیا ہی خواہ اُسونت بہی وہ فائدہ ہو خواہ نہو اب سنو کہ اگلے زمانہ میں بعضے عقلمندوں نے یہہ خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہی کہ جو چیز للہ دی جاوے پہلے اپنے عزیز اقربا محتاجوں کو دی جاوے اور پہر غیروں کو اسواسطے جب اُنہوں نے کسی مُردہ کو ثواب پہونچانے کے لیئے کہانا بانٹنا چاہا تو پہلے اپنے عزیز اقربا کو دیا پہر ہوتے ہوتے اسبات کا یہاںتک رواج ہوا کہ لوگوں نے اُس مصلحت کو جسکے لیئے یہہ بات مقرر ہوئی تہی دل سے بُہلا دیا اور مُردہ کی بہاجی ہی بانٹنے کو مقصود بالذات ٹہیرادیا اور محتاج عزیز اقربا کے بدلے بڑے بڑے آدمیوں کے حصے بخرے مقرر ہوگئے اور ادلا بدلی ٹہر گئی اب یہہ حال ہی کہ اگر ہزار طرح سے کہانا للہ دیا جاوے اور برادری میں بہاجی نہ بٹے تو اُس شخص پر ہزاروں طرح کی لعنت ملامت ہوتی ہی اور اگر برادری میں بہاجی بانٹی اور للہ ایک چانول کا دانہ اور سوکہی روٹی کا ٹکڑہ بہی ندیا تو اُس پر کچہہ بہی نہیں کہنے کے اور اگر کوئی کہدے کہ میاں مُردہ کی طرف سے یہہ صدقہ کا کہانا ہی تو ساری برادری لٹہہ لے لے کے دوڑے اور گالی سے بدتر جانے اور اُس کہانے کو ہاتہہ تک نہ لگائے جیسے کہ ہمارے زمانہ میں تیجے اور دسویں اور بیسویں اور چالیسویں اور برسی کے کہانا بانٹنے اور بزرگوں کے عرس میں کہانا تقسیم کرنے کا دستور ہی بس تو اس طرح پر بہاجی بانٹنی ایک رسم پڑگئی ہی جیسے گدہے کہایا کہیت جسکا باپ نہ پن *

پہر اگر کوئی شخص اُسکو رسم ہی جانکر بہاجی بانٹے تو اُسکی نسبت بہی بدعت ہی میں داخل ہی کیونکہ جسطرح شرع کے احکام کو اُنکے فائدوں اور مصلحتوں سے قطع نظر کرکر بجالایا جاتا تہا اور اس بات کا خیال نہ رہتا تہا کہ اب بہی اُس میں وہ مصلحت اور فائدہ ہی یا نہیں اسی طرح اس شخص نے بہی اس رسم کے بجالانے میں اُس فائدہ سے جو اُس میں تہا قطع نظر کرکر سعی اور کوشش کی اور اگر کوئی شخص اسبات کو ثواب ملنے کا اعتقاد کرکر کرے تو اُس کی نسبت تہمت بدعت ہی کیونکہ جو چیز کہ اللہ کے نزدیک کچہہ فائدہ مند نہ تہی اُس شخص نے اُسکو فائدہ مند سمجہہ کر بجالایا اور یہی تہمت بدعت ہی اور اگر کوئی شخص اس بہاجی کو یا بزرگوں کے عرس کے کہانے کو

اس طرح پر سمجھہ کر کرے کہ اُن مُردوں کي ارواح میري طرف متوجهہ هوتي هی اور وہ مُردے مجھہ سے خوش هوتے هیں اور اُنکي توجهہ اور خوشي سے میرے اڑے کام نکلتے هیں اور میري سر سبزي هوتي هی اور مجھپر سے بلا ٹل جاتي هی جیسے اکثر لوگ بلکہ سب کے سب حضرت غوث الاعظم کي گیارهویں اور سترهویں وغیرہ اسي نیت سے کیا کرتے هیں یا بڑے بڑیروں کي نیاز مانتے هیں اور اُس کے نکرنے کو اپنے وبال کا سبب جانتے هیں تو اس طرح پر سمجھہ کر کرنا شرک هی نعوذبالله منها غرضکہ جو مباح امر یعني ایسي بات کہ جسکے کرنے سے شرع میں کچھہ مضایقہ نهیں اس طرح سے لوگوں میں رواج پا جاوے کہ اگر کوئي اُسکو نکرے تو اُس پر طعنے تشنے هونے لگیں اور دُرکار پھٹکار پڑنے لگے اور اُسکا رواج ثواب ملنے یا عذاب سے بچنے کو نهو بلکہ اپنے باپ دادا کي رسم ٹهر گئي هو اور ایک دوسرے کي ریس پر کرتا هو اُسکو رسم کہتے هیں پس جتني رسمیں شادي غمي مرنے جینے میں مروج هو رهي هیں سب کي سب بدعت هي میں داخل هیں کیونکہ اُن رسموں کے بجالانے پر وہ لوگ اسي طرح پر سعي کرتے هیں جیسے اسلام کي نشانیوں پر سعي کرني چاهیئے تهي مثلاً اشرافوں میں یہہ بلا پڑي هی کہ دولہ کو تو تکہ کا بهي مقدور نهیں مگر مهر لاکھوں اور هزاروں هي کا باندهتے هیں یہاں تک کہ اس پر قصہ هوتا هی اور براتیں اُٹھہ جاتیں هیں اور شادیاں موقوف هوجاتي هیں اگرچہ مهر کا زیادہ باندهنا شرعاً ممنوع نهیں مگر جب اسپر اتنا اهتمام هونا هی جیسے کہ ضروریات دین پر چاهیئے تها تو یہہ بهي گویا بدعت هي میں داخل هی یا یہہ کہ مثلاً بڑے خانداني اشراف تو هیں مگر اُس اشرافت میں یہہ خاک ڈالتے هیں کہ باوجود فاقہ پر فاقہ هونے اور نیت ڈاواں ڈول هونے کي محنت مزدوري پیشہ حرفہ نهیں کرتے اور پهر اُسکو بڑي خوبي اور نهایت وضع داري سمجھتے هیں یا ضرورت تو درپیش هی اور سودا لانے کي حاجت مگر مشیخت کے مارے اور نواب زادہ پن نہ جاتے رهنے کے واسطے یا مولوي زادہ پن اور پهر زادہ پن میں بٹا نہ لگنے کے لیئے سودا خریدنے نهیں جاتے اور اگر جبراً قهراً گئے بهي تو سودے والے کي دوکان پر سودا لیئے بیٹھے هیں کہ کوئي همارے دادا جان کي رعیت هي میں سے آجاوے یا طالب علم همارا شاگرد هي مل جاوے یا کوئي مُرید نظر پڑ جاوے تو اُس سے اُٹھوا کر لیجاویں اس قسم کي سب باتیں بدعت هي میں داخل هیں کیونکہ شریعت محمدیہ میں ایسي باتوں کے پیچھے پڑنا اور اُن کا اهتمام کرنا مقصود نهیں هی اسي طرح بعضي رسمیں شگون اور بدشگوني کي کفار مشرکین میں جاري هیں کہ وہ لوگ اُنکے هونے کو شگون اور نهونے کو بد شگوني سمجھتے هیں جیسے بعضے هندوؤں میں بیاہ کے وقت مسي لگاني اور جمیع اقوام هندوں میں نتھہ پهننیں اور چوڑیاں هاتھوں میں پهننیں بلکہ بعضے وقتوں میں خاص هري هي چوڑیاں پهننیں مروج هیں اور وہ لوگ اِن رسموں کے هونے کو شگون اور نهونے کو بد شگوني سمجھتے هیں

ان رسموں کو مسلمانوں نے بھی اپنے ہاں اسی طرح ہو بہو رواج دیا ہی اور اسی طرح اُسکے بجالانے پر اہتمام کیا جاتا ہی جس طرح کہ ہندوؤں میں ہوتا ہی مثلاً کواری بیٹی کو کبھی مسی نہیں لگوانے کے بغیر نتھہ کے کبھی بیاہ نہیں کرنے کے یہاں تک کہ اگر میسر نہوکی تو مانگ کر لوینگے کواری بیٹی چُنی ڈال کر کبھی نو موتیوں کی نتھہ نہیں پہنیگی اور رانڈ عورت کبھی نتھہ ناک میں نہیں ڈالنے کی چوڑیوں کا جوڑہ سہاگن ہی پہنیگی رانڈ نہیں پہننے کی اور اگر کسی کمبختی ماری رانڈ عورت نے چوڑیاں پہن بھی لیں تو کب پہنیں جب اُسکو ہمجولیوں نے کہا کہ اے بوا تو چوڑیاں کیوں نہیں پہنتی تیرے بھائی کو خدا جیتا رکھے تیرا بیٹا بیسا سو برس کا ہو نا بہن بد شگونی ذکر جب اُس کمبختی ماری کی شامت آئی اور اُس نے چوڑیاں پہنیں پھر گو مسلمانوں کو اُنکے شگن اور بد شگن ہونے کا اعتقاد نہو لیکن جب اُسکے ساتھہ وہ معاملہ کیا جاتا ہی جیسا مشرکین کرتے ہیں اور اُسکے بجالانے پر وہ اہتمام ہوتا ہی جیسا ضروریات دین پر چاہیئے تھا جنکے کرنے سے شرعاً بھلائی اور نکرنے سے شرعاً برائی حاصل ہوتی ہی تو یہہ ساری باتیں بدعت ہی ہیں اور اگر ان باتوں کے شگن اور بد شگن ہونے کا اعتقاد رکھے جیسے کفار مشرکین رکھتے ہیں تو پھر خاصا شرک ہوجاتا ہی نعوذبالله منها غرضکہ اس طرح ہزاروں بلائیں اشرافوں اور بھلے مانسوں اور کمینوں اور مولویوں اور مولوی زادوں اور پیروں اور پیر زادوں اور ملا سیانوں میں مروج ہیں کہ جنکا کچھہ حد و حساب نہیں اور اُن باتوں کے پورا کرنے اور بجالانے پر اتنا اہتمام ہوتا ہی کہ جماعت سے نماز پڑھنے کا بھی اتنا خیال نہیں اور جب آدمی انصاف کرکر اور اپنے باپ دادا اُستاد پیر کی رسموں کی محبت دل سے نکال کر اور سنت رسول‌الله صلی‌الله علیه و سلم کی محبت دلمیں جماکر دیکھیگا تو خود انصاف کرلیگا کہ یہہ طریقہ ہرگز رسول مقبول اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا نہ تھا پھر یہہ باتیں اگر بدعت نہیں ہیں تو کیا ہیں اے بھائی مسلمانوں سنت رسول الله صلی‌الله علیه و سلم کی محبت دلمیں جماؤ اور بدعت کو چھوڑو —

بیت

هرچه نه از قراں طرازي بر فشاں زاں آستين * هرچه نه از ايماں بساطي درنورد آں داستاں

اس بیان سے بدعت کے معنی جسمیں یہہ تینوں طرح کی بدعتیں آجاویں یہہ معلوم ہوئی کہ جو نئی چیز کہ نہ اُسکو اور نہ اُسکی مانند دوسری چیز کو رسول‌الله صلی‌الله علیه و سلم نے کیا اور نہ اُسکے کرنے کو فرمایا اور نہ حضرت کے وقت میں اُسکو کسی نے اس طرح پر کیا کہ حضرت کو خبر بھی ہوئی مگر حضرت نے منع نکیا اور نہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں بغیر بُرا جاننے کے اُسکا رواج ہوا پھر خواہ اُس چیز کا سرے سے وجود ہی نہوا ہو یا اُسکا وجود تو ہو مگر اس طرح پر اور اس صورت پر اور اس ڈھنگ پر جس طرح

کہ اب نکلی ہی نہوا ہو اور کوئی شخص اُسکو دین کی بات اعتقاد کرکر برتے اور اُس کے کرنے اور نکرنے میں فائدہ اور نقصان دینی سمجھے یا یوں تو نجانے مگر اُس کو اسی طرح پر برتاؤ میں لاوے جس طرح کہ فائدہ اور نقصان کا اعتقاد رکھنے والے بجالاتے ہیں یا جسطرح کہ دین کی باتوں کو برتاؤ میں لاتے ہیں تو وہ چیز بدعت ہی جس کے حق میں رسول مقبول صادق مصدوق نے فرمایا " ایاکم و محدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ " یعنی بچو تم نئی باتوں سے کیونکہ جو نئی بات ہی بدعت ہی اور جو بدعت ہی گمراہی ہی اور جس کے حق میں فرمایا " شرالامور محدثاتہا " یعنی بدترین چیزوں کی نئی چیزیں ہیں اب معلوم ہوگیا کہ بدعت کبھی اچھی ہوتی ہی نہیں جو بدعت ہی وہ گمراہی ہی اور بدعت کو حسنہ کہنا بالکل غلطی ہی اسواسطے اب ہم بدعت حسنہ اور سیۃ کی بھی تفصیل بتا دیتے ہیں *

## بدعت حسنۃ اور سیئۃ کا بیان

جاننا چاہیئے کہ بعضے عالموں نے بدعت کے یہہ معنی لکھے ہیں " البدعۃ ما أحدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من علم أو عمل أو حال بنوع شبہۃ و استحسان وجعل دیناً قویماً وصراطاً مُستقیماً کذا فی البحر " یعنی کتاب بحرالرّایق میں لکھا ہی کہ بدعت اُس نئی بات کو کہتے ہیں جو برخلاف ہو اُن سچی باتوں کے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی ہیں پھر وہ نئی بات خواہ علم کی ہو خواہ عمل کی خواہ حال کی اور وہ بات کسی شبہہ سے نکلی ہو یا اچھا سمجھہ کر نکلی ہو اور اُسکو ایک دین اور سیدھا رستہ ٹھہرایا ہو پھر جو بدعت کہ ایسی ہوگی وہ ہمیشہ سیۃ ہی ہوگی اور ایسی بدعت کبھی حسنہ نہیں ہوسکتی اور بعضے عالموں نے بدعت کے یہہ معنی بیان کیئے ہیں " احداث مالم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " یعنی بدعت نئی بات نکالنی ہی جو رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کے وقت میں نہ تھی اور پھر اُن لوگوں نے بدعت کے یہہ معنی ٹھہرا کر اُسکی دو قسمیں حسنہ اور سیۃ نکالی ہیں " کما قال الجزری فی النہایۃ البدعۃ بدعتان بدعۃ ھدی و بدعۃ ضلالۃ فماکان فی خلاف ما امر اللہ بہ و رسولہ فہو فی حیزالذم والانکار وما کان واقعاً تحت عموم ما ندب اللہ و حض علیہ رسولہ فہو فی حیزالمدح " یعنی نہایہ جزری میں لکھا ہی کہ بدعت دو طرح کی ہی ایک تو بدعت حسنہ ہی اور ایک بدعت سیۃ پھر جو بدعت کہ اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم کے برخلاف ہی وہ تو بدعت سیۃ ہی اور جو بدعت اُس میں داخل ہی جسکے کرنے کو اللہ اور اللہ کے رسول نے کہا یا رغبت دلائی تو وہ بدعت حسنہ ہی اب غور کرو کہ ان دونوں معنوں میں کچھہ فرق نہیں پہلی روایت کا بھی یہی حاصل

هی که جو بات خدا اور خدا کے رسول کے حکم کے برخلاف هی وہ بُري هی اور دوسري روایت کا
بهي یهي مطلب هی که جو نئي بات خدا اور خدا کے رسول کے حکم کے برخلاف هی وہ بُري یعني
بدعت سیۂ هی اور جو برخلاف نهیں وہ بدعت حسنه هی پس اِن دونوں معنوں میں کچهه
فرق نهیں جو باتیں بُري هیں وہ سب لوگوں کے نزدیک بُري هیں صرف فرق اتنا هی که بعضي
اچهي باتوں کو وہ لوگ سنت میں گنتے هیں اور یهه لوگ بدعت حسنه اُسکا نام رکهتے هیں
لیکن اگر انصاف سے دیکهو که جن لوگوں نے بدعت کي دو قسمیں نکالیں هیں ایک حسنه
اور ایک سیۂ اُن لوگوں سے اِن حدیثوں کے معني سمجهنے میں چوک هوگئي کیونکه
اُن حدیثوں میں جو لفظ آئے هیں اُن پر اُن لوگوں نے غور نهیں کي که نئي چیز کس کو کهتے
هیں اور اس سبب سے نئي چیز کے یهه معني سمجهه گئے که جو حضرت کے وقت میں
نهو حالانکه نئي چیز کے یهه معني هیں که نه وہ چیز هو اور نه اُس کي مانند دوسري چیز
چنانچه هم اس مطلب کو طرح طرح سے مثالیں دیکر اوپر سمجها چکے هیں پس جب
اُن لوگوں کو نئي چیز کے معني سمجهنے میں غلطي پڑي تو لاچار اُنهوں نے بدعت کي
دو قسمیں ٹهرائیں ایک حسنه اور ایک سیۂ اور یهه جو صاف صاف رسول مقبول صلی الله
علیه و سلم کا قول تها که جو بدعت هی گمراهي هی اور بدترین چیزوں کي نئي چیزیں
هیں اُسکي تاویل کرني پڑي اور اُس کے معني گهڑهنے پڑے اگر وہ لوگ نئي چیز کے معني
بخوبي سمجهه لیتے تو نه بدعت حسنه نکالني پڑتي اور نه حدیث کے سودهے سیدهے معنوں کو
بدلنا پڑتا مگر الحمدلله که یهاں تک تو مطلب ایک هی صرف نام کا فرق هی که وہ لوگ
جسکو بدعت حسنه کهتے هیں هم اُس کو سنت حکمیه سمجهتے هیں مگر همارے زمانه
میں لوگوں نے بدعت حسنه کے اَوْر هي معني نکالے هیں که جو آج تک کسي نے نهیں کهے
یعني وہ یهه بات کهتے هیں که اگرچه کوئي بات حضرت کے وقت میں یا صحابه اور تابعین
اور تبع تابعین کے وقت میں نهوئي هو اور وہ نئي نکلي هوئي هو مگر اُس میں اچهي اچهي
باتیں اور ثواب کے کام هوتے هوں تو وہ بدعت حسنه هی حالانکه یهه نهیں جانتے که تمکو
رسول الله صلی الله علیه وسلم کے بغیر بتائے کهاں سے معلوم هوا که اس بات میں ثواب هی اور
اسي بدعت کے مقابله میں هم کها کرتے هیں که بدعت کیسي هي هو حسنه یا سیۂ اُس کا
چهوڑنا اور اُس سے بیزاري کرني اور محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم کي سنت پر چلنا
اور کیسي هي چهوٹي سنت هو اُس پر جان دیني دونوں جهان کي نعمت سے اعلی اور اولی اور
افضل هی کیونکه سنت پر چلنے سے نور ایمان زیاده هوتا هی اور الله کے دربار میں رتبه
بڑہ جاتا هی اور بدعت کرنے سے ایک سنت اُٹهه جاتي هی پهر فرض کرو که اگر بدعت
کرنے میں گو وہ تمهارے نزدیک حسنه هي کیوں نهو اگر همکو گٹهریاں کي گٹهریاں چهکڑے

بھر بھر کر ثوابؔ ملتا ہو اور سنت پر چلنے سے ایک تل بھر تو ہمکو وہ تل بھر کافي ہی اور وہ بہت سا ثواب درکار نہیں — بیت

مردماں گویند احمد خیمه درگلزار زن * من گلے را دوست میدارم که در گلزار نیست

اور † اُن لوگوں نے جو بدعت حسنه کے یہہ غلط معني سمجھے تو اُس کا سبب یہہ ہی کہ اِن لوگوں کي نگاہ سے وہ حدیثیں گذري ہیں جنکے معني غلط سمجھہ گئے اور بدعت حسنه کے نئے معني بنائے اسواسطے ہمکو ضرور پڑا کہ اُن حدیثوں کو بیان کرکر اُن کے معني بھي بیان کردیں " عن جرير قال كنا في صدر النهار عند رسول الله صلى الله عليه و سلم فجاءه قوم عراة مجتابي النمار اوالعباء متقلدي السيوف عامتهم من مضر بل كلهم من مضر فتمعر وجه رسول الله صلى الله عليه و سلم لمارای بهم من الفاقة فدخل ثم خرج فامر بلالاً فاذن و اقام فصلى ثم خطب فقال يا ايها الناس اتقوا ربكم الذي خلقكم من نفس واحدة الى آخرالاية ان الله كان عليكم رقيباً و آية التي في الحشر اتقوا الله والتنظر نفس ما قدمت لغد تصدق رجل من ديناره من درهمه من ثوبه من صاع بُرّه من صاع تمره حتى قال ولو بشق تمرة قال فجاء رجل من الانصار بصرة كادت كفه تعجز عنها بل قد عجزت ثم تتابع الناس حتى رايت كومين من طعام و ثياب حتى رايت وجه رسول الله صلى الله عليه و سلم يتهلل كانه مذهبة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها من بعده من غير ان ينقص من اجورهم شي و من سن في الاسلام سنة سيئة كان عليه وزرها و وزر من عمل بها من بعده من غير ان ينقص من اوزارهم شي " یعني مشکواة شریف کي کتاب العلم میں جریر سے یہہ حدیث نقل کي ہی کہ اُنہوں نے یہہ بات کہي کہ دو پہر سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کے پاس ہم لوگ تھے کہ کچھہ لوگ آپ پاس آئے ننگے بدن کنبل لپیٹے ہوئے یا پہنے ہوئے اور گلے میں تلواریں ڈالے ہوئے کہ بہت سے اُن میں کے مضر کے تھے بلکہ سبکے سب مضر کے تھے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کے منھہ کا رنگ اُنکے فاقہ کا حال دیکھہ کر متغیر ہوگیا پھر آپ اُن کے لیئے کچھہ لانے کو گھر میں تشریف لے گئے مگر گھر میں کچھہ نہ پایا تو پھر باہر تشریف لائے اور بلال کو حکم دیا کہ اُنہوں نے اذان کہي اور تکبیر کہکر نماز پڑھي پھر حضرت نے خطبہ پڑھا اور اُس میں یہہ آیت پڑھي اے لوگو ڈرو اپنے پروردگار سے جس نے پیدا کیا تمکو ایک جان سے اور اِس آیت کو اخیر تک پڑھا کہ اللہ ہي تمپر

---

† بدانکه هر عبادت موافق سنت است آن عبادت مفید تر است براے ازاله نفس و تصفیه عناصر و حصول قرب الهي لهذا از بدعت حسنه مثل بدعت قبیحه اجتناب می‌کنند که رسول‌الله صلی‌الله علیه و سلم فرموده که محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة پس نتیجه این حدیث آنست که کل محدثة ضلالة و بدیهي است که لاشی من الضلالة بهداية و فلاشی من المحدثة بهداية و نیز در حدیث آمده ان القول لایقبل مالم یعمل به و کلاهما لایقبلان بدون النیة والقول والعمل والنیة لایقبل مالم یوافق السنة و بدون اعمال فهو مطابق سنت مقبول نباشد ثواب براں مترتب نشود ( ترجمه ارشاد الطالبین قاضي ثناءالله پاني پتي ) —

نگہبان هی اور پھر سورہ حشر کي آیت پڑھي که ڈرو الله سے اور آدمي کو چاهیئے اُس چیز پر نظر کرے جو پہلے کرچکا هی قیامت کے لیئے پھر فرمایا حضرت نے که لله دے کوئي شخص اپنے پاس سے روپیه هي یا اشرفي هي یا کپڑا هي یا ایک پیمانه گیہوں هي یا ایک پیمانه کھجور هي یہاں تک فرمایا که لله دے اگرچه ٹکڑا کھجور هي کا هو اور جنہوں نے یہه حدیث نقل کي هی اُنہوں نے کہا که پھر ایک شخص انصار میں سے ایک بھري هوئي اشرفیوں کي یا روپیوں کي تھیلي لایا که قریب تھا که اُس کا هاتھه تھک جاوے بلکه تھک هي گیا پھر پے درپے لوگوں نے لانا شروع کیا یہاں تک که میںنے دو ڈھیر اناج اور کپڑے کے دیکھے یہاں تک که رسول خدا صلی‌الله علیه و سلم کا چہرہ خوشي سے چمکنے لگا که گویا سونا پھرا هوا هی پھر رسول خدا صلی‌الله علیه وسلم نے فرمایا که جس شخص نے رواج دیا اسلام میں نیک طریقه کو تو اُس کے لیئے اُس کا ثواب هی اور اُس شخص کو جو اُس کے بعد اُس کو کریگا اور اُس کرنے والے کا بھي ثواب کچھه نہیں گھٹنے کا اور جس نے نکالا اسلام میں بُرے طریقه کو تو اُس پر اُس کا عذاب هی اور اُس شخص کا جو اُس کے بعد اُس کو کرے اور اُس کرنے والے کا بھي عذاب کچھه نہیں گھٹنے کا **ف** اس حدیث سے همارے زمانه کے لوگوں نے یہه سند پکڑي هی که جو شخص اچھي بات دین میں نکالے وہ بدعت حسنه هی اور جو بُري نکالے وہ بدعت سیئه هی اور یہه سمجھه اُن کي بالکل غلط هی دو وجهه سے ایک تو یہه که وہ لوگ " من سن سنة حسنة " کے یہه معني سمجھے هیں که جو شخص اچھي بات نکالے حالانکه اُس کے یہه معني نہیں بلکه اِس کے معني یہه هیں که جو شخص اچھي بات کا رواج دے یعني وہ بات پہلے سے تو نکلي هوئي هو اور رسول خدا صلی‌الله علیه و سلم نے اُس کي خوبي بتا دي هو اور اُس نکلي هوئي بات کو جو شخص رواج دے اُس کے واسطے یہه ثواب هی نه یہه که اپني طرف سے کوئي بات نکال کر اور اُس کو اچھا سمجھه کر رواج دے اور همنے جو اس حدیث کے یہه معني بیان کیئے اِس کي دو دلیلیں هیں ایک تو یہه که اسي حدیث سے ظاهر هی که رسول خدا صلی‌الله علیه و سلم نے لله دینے کا تو حکم دیدیا تھا مگر اس کا رواج باقي تھا پھر جس شخص نے که پہلے لاکر دیا اُس نے رسول خدا صلی‌الله علیه و سلم کے حکم کو رواج دیا که اُس کي دیکھا دیکھي اَور لوگ بھي لائے اِسیواسطے رسول خدا صلی‌الله علیه و سلم نے اُس پہلے شخص کي بڑائي اور اُس کو زیادہ ثواب ملنے کي بشارت دي اب معلوم هوگیا که اس حدیث سے کوئي نئي بات نکالني مراد نہیں بلکه جو بات که حضرت کے اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں نکل چکي هی اُس کا رواج دینا مراد هی دوسرے یہه که یہه قاعدہ هی که ایک حدیث دوسري حدیث کي تفسیر پڑ جاتي هی اب دیکھو که رسول خدا صلی‌الله علیه وسلم نے ایک اَور حدیث میں یہي بات فرمائي هی " وعن بلال بن الحارث المزني قال قال رسول‌الله صلی‌الله علیه و سلم

من احيي سنة من سنتي قد اميتت بعدي فان له من الاجر مثل أجور من عمل بها من غيران ينقص من اجور هم شيئاً و من ابتدع بدعة ضلالة لا يرضها الله و رسوله كان عليه من الاثم مثل اثام من عمل بهالا ينقص ذلك من اوزارهم شيئاً" يعني مشكواة شريف کے باب الاعتصام بالسنة میں بلال ابن حارث مزني سے یہہ حدیث نقل کي هی که أنہوں نے یہہ بات کہي که رسول خدا صلی الله علیه وسلم نے فرمایا که جس نے زندہ کیا یعني رواج دیا میري ایسي سنت کو که مرگئي تھي یعني چھوٹ گئي تھي میرے بعد تو أس کے لیئے أن لوگوں کي مانند ثواب هی جو أس سنت پر عمل کرینگے بغیر اِس کے که أن لوگوں کے ثواب میں سے کنچھه کھٹے اور جس شخص نے نکالا گمراهي میں سے بدعت کو نہیں راضي هوتا أس سے الله اور رسول أس کا هوگا أس پر أس کا گناہ مانند گناہ أن لوگوں کے جو أس پر عمل کرینگے بغیر اِس کے که أن لوگوں کے گناهوں میں سے کچھه گھٹے اب غور کرو که ان دونوں حدیثوں کا ایک مطلب هی پہلي حدیث میں فرمایا من سن سنة حسنة اور دوسري حدیث میں فرمایا من احیي سنة من سنتي اس سے معلوم هوا که من سن کے اور من احیي کے ایک معني هیں اور من احیي کے معني تو رواج دینے اور جاري کرنے کے هیں، تو من سن کے بھي یہي معني هوئے اس حدیث سے صاف معلوم هوگیا که جو لوگ من سن کے معني نئي بات نکالنے کے سمجھتے هیں أنکي سمجھه بالکل غلط هی مگر ان معنوں میں بعضے لوگوں کو ایک شبہه پڑیگا که اگر پہلي جگهه من سن في الاسلام سنة حسنة کے معني رواج دینے اور جاري کرنے کے ٹھہرے تو دوسري جگهه من سن في الاسلام سنة سیئة میں سن کے معني رواج دینے اور جاري کرنے کے کیونکر هوسکتے هیں کیونکه اگر یہاں بھي سن کے یہي معني ٹھہریں تو اسکے یہه معني هونگے که دین میں جو بُرا طریقه نکلا هوا هی اگر أس کو کوئي رواج دے یا جاري کرے تو أس پر یہه عذاب هی حالانکه دین میں جتنے طریقے هیں وہ سب اچھے هیں دین میں کوئي بُرا طریقه نہیں پھر أس کے کیا معني که دین میں جو بُرا طریقه نکلا هوا هی أس کو رواج دے یا جاري کرے لیکن یہه شبہه أن لوگوں کي ناداني هی اسواسطے که خود رسول خدا صلی الله علیه و سلم نے بتا دیا هی که دوسري جگهه سن کے معني رواج دینے کے نہیں هیں بلکه یہاں سن کے معني نئي بات نکالنے هي کے هیں اِس واسطے أس دوسري حدیث میں خود رسول خدا صلی الله علیه و سلم نے پہلے من سن کے مقابل میں تو من احیي فرمایا اور دوسرے من سن کے مقابل من ابتدع فرمایا تو اس سے معلوم هوا که پہلے من سن کے معني وہ هیں جو من احیي کے هیں اور دوسرے من سن کے معني وہ هیں جو من ابتدع کے هیں اور احیي کے معني تو رواج دینے

اور جاري کرنے کے هيں۔اور ابتدع کے معني نئي بات نکالنے کے تو پهلے من سن کے معني
بهي جاري کرنے اور رواج دينے کے هوئے اور دوسرے من سن کے معني نئي بات نکالنے کے
اب خيال کرو که اس حديث سے بهي يهي مطلب ثابت هوا که جو بات حضرت کے وقت
ميں هوچکي هی اُس کا رواج دينا اور جاري کرنا اچها هی اور نئي بات کا نکالنا بُرا اسپر
بعضے نادان اس شبهه ميں پڑتے هيں که پهلي حديث ميں بهي دوسري جگهه رسول خدا
صلی الله عليه و سلم نے و ابتدع کا هي لفظ کيوں نه فرما ديا جسميں کچهه شبهه نرهتا اور
يهه بات اُنکي کمال نادانی کی هی کيونکه يهه تو بڑي فصاحت کي بات هی که ايک
لفظ دو جگهه آوے اور ايک جگهه اُس کے اوٗر معني هوں اور دوسري جگهه اور ديکهو الله
صاحب نے بهي سورة البقر ميں اسيطرح فرمايا وکذلک جعلنا کم امة وسطا لتکونوا شهداء
علی الناس ويکون الرسول عليکم شهيدا يعني اور اسيطرح همنے کيا تمکو اُمت چنندہ تاکه
تم سب آدميوں پر گواہ هو اور رسول تمپر گواہ هو اس آيت ميں پهلے علی کے تو يهه معني
هيں که اگلي اُمتيں جو بُرا کام کرتي هيں تو اُنکي بُرائي پر تم گواہ هو که تمهاري گواهي
سے انکا نقصان هوگا جيسے کها کرتے هيں که فلانے چور پر گواہ گذرگئے يعني اُس کي چوري
ثابت کرنے کو اور اُسکو سزا دلوانے کو چور پر گواہ گذرگئے تو اس سے پهلے علی کے معني نقصان
پهونچانے کے هوئے اور دوسري جگهه جو علی آيا هی ويکون الرسول عليکم شهيدا يعني تمهاري بهلائي
کے لئے رسول تمهارا گواہ هی جسکي گواهي سے تمکو فائدہ هوگا تو اس دوسرے علی کے معني
فائدہ پهونچانے کے هوئے اور يهه بڑي فصاحت بلاغت کي بات هوئي که ايک لفظ دو جگهه آيا
پهلي جگهه اُس کے اوٗر معني تهے اور دوسري جگهه اور معني اسيطرح رسول خدا صلی الله عليه
وسلم نے سن کا لفظ دو جگهه فرمايا که پهلي جگهه اُس کے معني رواج دينے کے تهے اور دوسري
جگهه نئي بات نکالنے کے اور اُس کي سند پر دوسري حديث بيان هوچکي مگر بعضے آدمي
دوسري حديث ميں ايک شبهه نکالتے هيں که جب رسول خدا صلی الله عليه و سلم نے دوسري
حديث ميں فرمايا که من ابتدع بدعة ضلالة يعني جس شخص نے نکالي نئي بات گمراهي
کي تو اس سے معلوم هوا که نئي بات دو طرح کي هوتي هی ايک نئي بات تو گمراهي کي
دوسري نئي بات بهلائي کي تو جو نئي بات گمراهي کي هی وہ بدعت سيئه هی اور جو
نئي بات بهلائي کي هی وہ بدعت حسنه هی مگر يهه سمجهه اُنکي بالکل غلط هی کيونکه جب
پهلي حديثوں سے يهه بات معلوم هوگئي که جو نئي بات هی وہ گمراهي هی تو اب اس
جگهه بهي اس طرح سے معني بيان کرنے چاهيئيں که پهلي حديثوں کي مخالفت نهو
اسواسطے بعضے عالموں نے دونوں جگهه زبر پڑهے هيں يعني بدعة ضلالة جسکے معني يهه هوتے

هیں که بدعت جو گمراهي هی اور جن عالموں نے ضلالة کا زیر پڑها هی تو زیر پڑهنے میں بھي کچھه خرابي نهیں هوتي کیونکه زیر پڑهنے میں بھي اُس کے معني یهه هونگے که گمراهي میں سے بدعت کو یعني گمراهي کي تو بهت چیزیں هیں اُن میں سے ایک بدعت بھي گمراهي هی تو زیر پڑهنے میں بھي وهي مطلب نکلا جو اور حدیثوں سے نکلا تها *

دوسري وجهه یهه هی که اس حدیث میں جو حسنه اور سیئه کا لفظ هی اس کے یهه معني سمجهه لیئے هیں که جو همارے نزدیک اچهي ثواب کي بات هی وه بدعت حسنه اور جو همارے نزدیک بُري بات هی وه بدعت سیئه هی مثلا یهه تو جانتے هو که مُصافحه کرنا اور کلام الله پڑهنا اور آذان دیني اچهي بات هی اب تم یوں سمجهتے هو که اگر عصر کے بعد بھي مُصافحه کرنا ٹهیرالیا یا قبروں کے گرد بھي حلقه باندہ کر کلام الله پڑها یا مُردہ دفن کرنے کے بعد بھي آذان دے دي تو اس میں کچھه قباحت نهیں بلکه ثواب کي بات معلوم هوتي هی اسواسطے تمنے اُس کو بدعت حسنه ٹهرادیا هی اور یهه سمجهه بالکل غلط هی کیونکه کسي دین کے کام کي بهلائي بُرائي جب تک که شرع سے ثابت نهو جاوے معلوم نهیں هوتي پهر تمنے جو اپني عقل سے عصر کے بعد کے مُصافحه کے التزام کو بھي اور قبروں کے گرد حلقه باندہ کر کلام الله پڑهنے کو یا مُردہ دفن کرنے کے بعد آذان دینے کو یا اسي طرح کي اور بهت سي باتوں کو جو اچها ٹهرا رکها هی یهه غلطي هی کیونکه جب تک که شرع سے نه ثابت هوجاوے کسي دین کي چیز کي بهلائی بُرائي معلوم هي نهیں هوتي " قال صاحب المجالس وقد تقرر فی الاصول ان حسن الافعال و قبحها عند اهل الحق انما یعرفان بالشرع لا بالعقل فکل فعل امربه فی الشرع فهو حسن و کل فعل نهي عنه فی الشرع فهو قبیح " یعني صاحب مجالس الابرار نے لکها هی که اصول میں یهه بات ٹهرچکي هی که بهلائي اور بُرائي کاموں کي حق والوں کے نزدیک شرع هي سے معلوم هوتي هی عقل سے نهیں معلوم هوتي پهر جس کام کا که شرع میں حکم هوچکا هی وه اچها هی اور جس کام سے شرع میں منع هوچکا هی وه بُرا هی " و قال الامام الغزالي في کتاب الاربعین في اصول الدین ایاک ان یتصرف بعقلک و نقول کل ماکان خیراً او نافعاً فهو افضل و کل ماکان اکثر کان انفع فان عقلک لایهتدی الی اسرار الامور الالهیة و انما یتعقلها قوة النبي صلی الله علیه و سلم فعلیک بالاتباع فان خواص الامور لاتدرک بالقیاس او ماتری کیف ندبت الی الصلوٰة و نهیت عنها في جمع النهار وامرت بترکها بعد الصبح والعصر و عندالطلوع والغروب والزوال " یعني امام غزالي صاحب نے کتاب اربعین في اصول الدین میں لکها هی که بچ تو اپني عقل پر کام کرنے سے اور اس بات کے کهنے سے که جو اچهي اور فائده کي بات هی وه بهتر هی اور جو بهت هی وه فائده مند بهت هی کیونکه تیري سمجهه الله صاحب کے بهیدوں تک کهاں پهونچتي هی اُن کو

تو نبی صلی اللہ علیہ و سلم ہی سمجھتے ہیں پس تجھکو تو تابعداری ہی لازم ہی کیونکہ ان
باتوں کی خاصیتیں عقل سے نہیں سمجھی جاتیں تو نہیں دیکھتا کہ نمازوں کے وقت تو اذان
دیجاتی ہی اور پھر دن بھر اذان دینے کا حکم نہیں بلکہ پو پھٹتے اور عصر کی نماز ہوچکنے کے
بعد نفل پڑھنے کا اور سورج نکلتے اور ڈوبتے وقت اور ٹھیک دو پہر کو نماز پڑھنے تک کا حکم
نہیں حالانکہ اذان دینی اور نماز پڑھنی تو ثواب کا کام تہا پھر اگر اپنی سمجھہ کو دخل
ہوتا تو ہر وقت نماز پڑھنے میں ثواب ہوتا حالانکہ ان وقتوں میں نماز پڑھنی منع ہی اس
سے معلوم ہوا کہ اپنی سمجھہ میں سمجھہ لینا کہ فلانی بات اچھی ہی کسی کام کی نہیں
اچھی بات وہی ہوتی ہی جسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم اچھا بتادیں " و قال فی الاحیاء
کما ان العقول تقصر عن ادراک منافع الادویة مع ان التجربة سبیل الیها کذلک تقصرعن ادراک
ما ینفع فی الاخرة مع ان التجربة غیر متطرق الیها و انما یکون ذلک لورجع الینا بعض الاموات
و اخبرونا عن الاعمال المقربة الی الله تعالی والمبعدة عنه و ذلک محالا مطمع فیه " یعنی اور
انہی امام صاحب نے احیاء العلوم میں لکہا ہی کہ جس طرح عقل دواؤں کے فائدے دریافت
کرنے میں عاجز ہی باوجودیکہ اُنکا فائدہ دریافت کرنے کو تجربہ کی راہ ہی اسی طرح جو باتیں
قیامت میں فائدہ مند ہیں اُنکے معلوم کرنے میں بھی عقل عاجز ہی اور اُس کے ساتھہ یہہ
ہی کہ اسکے دریافت کرنے کو تجربہ کی بھی راہ نہیں اور تجربہ تو جب ہوتا جب مُردے اُٹھہ
آتے اور ہمکو کہہ جاتے کہ فلانی باتیں تو ثواب کی ہیں اور فلانی باتیں عذاب کی اور مُردے اُٹھہ
آنے کی تو توقع ہی نہیں اب اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کو تمنے اپنے نزدیک اچھا
سمجہا ہی اُسکا اچھا سمجھنا ٹھیک نہیں ہی بلکہ اچھا ہونا اور بُرا ہونا اُسی چیز پر بولا
جاویگا جو شرع سے ثابت ہوا سو اب سمجھہ لو کہ ان حدیثوں میں جو حسنہ اور سیئہ کے
لفظ آئے ہیں اُنسے وہی مراد ہی کہ جسکا اچھا ہونا اور بُرا ہونا شرع میں آچکا ہو پھر
جن چیزوں کی بھلائی شرع میں آچکی ہی اُس کے رواج دینے میں ثواب ہی اور جن چیزوں
کی برائی شرع میں آچکی ہی اُنکے رواج دینے میں عذاب ہی پس اب اگر دونوں جگہہ
سن کے معنی رواج دینے ہی کے ہوں تو یہی وہی ایک مطلب ہی اس حدیث سے بھی
اسیطرح بدعت حسنہ کے ان معنوں پر جو تم سمجھتے ہو استدلال نہیں ہوسکتا اور دوسری
حدیث جس سے ان لوگوں نے بدعت حسنہ کے یہہ معنی کہڑ لیئے ہیں وہ یہہ حدیث
ہی " ان الله تعالی نظر فی قلوب العباد فاختار محمداً صلی الله علیه و سلم فبعثه برسالته ثم
نظر فی قلوب العباد فاختار له اصحاباً فجعلهم انصار دینه و وزراء نبیه فماراٰه المسلمون حسناً
فهو عندالله حسن و ماراٰه المسلمون قبیحاً فهو عندالله قبیح " یعنی الله صاحب نے اپنے بندوں
کے دلوں پر دیکہا پھر محمد صلی اللہ علیہ و سلم کو چنا پھر اُنکو اپنا رسول کر بھیجا پھر اپنے

بندوں کے دلوں میں نظر کی اور اُنکے لیئے اصحاب چُنے اور اُنکو اپنے دین کا مددگار اور اپنے نبی کا وزیر ٹھیرایا پھر جسکو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک اچھی ہی اور جس چیز کو بُرا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بُری هی اس حدیث سے اس زمانہ کے لوگوں نے یہہ سمجھا هی کہ اگرچہ کسی چیز کی اصل پہلے زمانوں میں نہ پائی جاتی هو مگر جس چیز کو دس مسلمانوں نے اچھا سمجھا وہ بدعت حسنہ هی اور جس چیز کو بُرا سمجھا وہ بدعت سیئہ هی اور یہہ سمجھہ اُن کی بالکل غلط هی کیونکہ اس حدیث میں جو مسلمانوں کا لفظ آیا هی اگر اس سے یہہ مراد هی کہ کوئی مسلمان هو جس چیز کو اچھا جانے وہ اچھی هی تو یہہ معنی صریح غلط هیں کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا هی "ستفترق أمتي على ثلث و سبعون ملة كلهم في النار الا واحدة" یعنی قریب هی کہ میری اُمت میں تہتر فرقے هوجاوینگے اور سب کے سب دوزخ میں جاوینگے مگر ایک فرقہ اور جنتی اُمت حضرت کی هی اُن کے مسلمان هونے میں تو کچھہ شبہہ هي نہیں کیونکہ اگر وہ مسلمان نہوں تو اُمت میں کاهیکو رهیں اور هرایک فرقہ نے اپنے مذهب کو اچھا جان کر اختیار کیا هی تو اب چاهیئے کہ کوئی فرقہ دوزخ میں نہ جاے حالانکہ رسول مقبول نے تو خبر کردی هی کہ بہتر فرقے دوزخ میں جاوینگے اس سے معلوم هوا کہ یہاں هرایک مسلمان کے اچھے جاننے سے تو مراد نہیں هی بس تو اب مسلمانوں کے لفظ سے یا تو وہ مسلمان مراد هیں کہ جن کا ذکر اوپر آچکا هی یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کے اصحاب یا وہ مسلمان مراد هیں کہ جو شرع کے احکام کو بخوبی جانتے هیں اور وہ ایمہ مجتہدین هیں اور یا وہ مسلمان مراد هیں کہ جن کے اچھے هونے کی رسول مقبول نے خبر دے دی هی کہ وہ صحابہ هیں اور تابعین اور تبع تابعین پھر جو چیز کہ ان تینوں زمانوں میں مروج هوگئی هی نہ اُس کے سنت هونے میں کسیکو کلام هی اور جس کو علماء مجتہدین نے کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ اور اثار صحابہ پر غور کر کر اپنے اجتہاد سے نکالا هی نہ اُس کے سنت هونے میں کسیکو کلام هی غرضکہ اس حدیث سے بھی یہی بات نکلتی هی کہ جو بات اُن تینوں وقتوں میں نکل چکی تھی اور یا جسکو ایمہ مجتہدین نے قیاس کر کر نکالا هی وہ باتیں اچھی هیں اور تمہاری نکالی هوئی باتیں مردود هیں اب غور کرو کہ جن لوگوں نے بدعت حسنہ کے یہہ معنی نکالے تھے کہ اگرچہ کسی بات کی اصل حضرت کے وقت میں یا صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں نہ پائی جاوے مگر چار مسلمانوں کی سمجھہ کے موافق اُسمیں اچھی اچھی باتیں اور ثواب کے کام هوتے هوں وہ بدعت حسنہ هی یہہ معنی بالکل غلط هوگئے غورکرنے کی بات هی کہ حدیث شریف میں آیا هی " لاتجتمع أمتي على الضلالة " یعنی میری اُمت گمراهی پر اکھٹی نہیں هوتی اور اسی سبب سے اجماع اُمت کا دلیل شرعی هوگیا هی اُس پر بھی اصول کی کتابوں میں یہہ شرط لگادی هی کہ سند اور دلیل اُس

چاهیئے تهي جو دین کي هر بات میں اجماع کي بهي کتاب الله اور سنت رسول الله سے كهٹانا اور بڑهانا شروع کیا اور کہنے لگے که " مارأه المسلمون حسنا فهو عندالله حسن "یهه کب ٹهیک هوسکتا هی اے بهائي مسلمانوں یهه سب نفس کي شامت هی ان باتوں کو چهوڑو اور خاصے ستهرے سني مسلمان هوکر اپنے تئیں مُردے کي مانند دریاے شریعت محمدیه علی صاحبها الصلواة والسلام میں ڈالدو اور جسطرف اُسکي موجیں لیجاویں بخوشي چلے جاؤ اپنے هاتهه پانوں مت هلاؤ مبادا که لهر پر سے چوک جاؤ اور بهنور میں جاپڑو که پهر ڈوب نے کے سوا کنچهه چاره هي نهیں *

## اجماع اُمت کا بیان

ف جاننا چاهیئے که سب عالموں کے نزدیک اجماع اُمت محمدی علی صاحبها الصلواة والسلام کا اُس چیز کے اچها هونے کي دلیل هی مگر لوگ اجماع میں جسکا ذکر شرع میں هی اور رواج میں فرق نهیں جانتے حالانکه یهه بڑي غلطي هی کیونکه اجماع اَور چیز هی اور رواج اَور چیز تفصیل اُسکي یوں هی که بعضے وقت کوئي نئي بات خواه ظاهر کي هو خواه باطن کي کسي سبب سے هوني شروع هوتي هی اور اُنکے بعد جو اَور لوگ هوتے هیں وه بهي اُسکو کرتے جاتے هیں یهاں تک که اُسپر ایک مدت گذرجاتي هی اور پهر وه بات هرایک شخص کیا بڑے اور کیا چهوٹے کے هاں ایسي طرح مقرر هوجاتي هی که اگر کوئي اُسکو چهوڑے تو اُسکو برا بهلا کهتے هیں اور جب اُسکي اصل ڈهونڈهي جاتي هی که یهه بات کهانسے نکلي تو شرع میں اُسکا ٹهکانا نهیں لگتا تو اسطرح ایک چیز پهیل جانے کو رواج کهتے هیں اس بات کي شرع میں کنچهه حقیقت نهیں اور اسکو اجماع اُمت سمجهنا گمراهي هی اور بعضے وقت ایسا هوتا هی که نئي بات پیش آتي هی اور اُس زمانه کے علماء مجتهدین اُسکي تلاش کے درپے هوتے هیں اور کلام الله اور حدیث رسول الله اور اثار صحابه پر غور کرکر اُس بات کا ایک حکم نکالتےهیں اور جب وه حکم نکل آتا هی تو هر شخص جان لیتا هی که اس دلیل شرعي سے یهه حکم نکلا اور اُسي پر عمل درآمد رکهتے هیں اسطرح سے حکم نکلنے کو اجماع کهتے هیں جب یهه بات سمجهه لي تو اب جاننا چاهیئے که اُن تینوں زمانوں کے بعد صرف کسي چیز کے مروج هوجانے سے وه چیز بدعت سے نهیں نکل جاتي برخلاف اجماع کے که جس مسئله پر اجماع اُمت هوجاوے وه مسئله سنت میں داخل هوجاتا هی اور اسکا سبب یهه هی که کلام الله سے یهي بات نکلتي هی که جس بات کو مسلمان دین کا حکم سمجهه کر بجالاویں وهي ٹهیک هی " کما قال الله تعالی و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی و یتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی و نصله جهنم و ساءت مصیرا " یعني الله صاحب نے سورة النساء میں فرمایا اور جو کوئي مخالفت کرے رسول سے جب

کھل چکی اُسپر راہ کي بات اور الگ چلے مسلمانوں کي راہ سے حوالہ کریں ہم اُسکو وهي راہ جو اُسنے پکڑي اور ڈالیں اُسکو دوزخ میں اور بہت بري جگہہ پہونچا پس اس آیت میں الله صاحب نے فرمایا کہ مسلمانوں کي راہ تو اس سے یہي بات سمجھہ میں آتي هی کہ جس راہ کو مسلمانوں نے اپنے اسلام کے سبب اختیار کیا هو جیسے بولتے هیں کہ بادشاہ کا حکم یا قاضي کا حکم تو اس سے یہي مراد هوتي هی کہ بادشاہ نے اپني بادشاهت کے سبب اور قاضي نے اپني قضاوت کے سبب جو حکم دیا هو وہ حکم بادشاہ کا اور قاضي کا کہلاتا یا جیسے یوں بولتے هیں کہ یہہ تو سپاهیوں کي راہ هی یا یہہ مشایخوں کا طریقہ هی تو اس سے یہي بات سمجھہ میں آتي هی کہ جس راہ کو سپاهیوں نے اپني سپہگري کے سبب اور جس طریقہ کو مشایخوں نے اپنے مشایخ پنے کے سبب اختیار کیا هو غرضکہ اس آیت میں مسلمانوں کي راہ سے وهي راہ مراد هی جو مسلمانوں نے اپنے اسلام کے سبب اختیار کي هو نہ بطور رسم و عادت کے چنانچہ حدیث ” مارآہ المسلمون حسناً فہوعندالله حسن “ میں بھي یہي معني مراد هیں کہ جس چیز کو مسلمانوں نے اپنے اسلام کے سبب اچھا جانا هو وہ الله کے نزدیک بھي اچھي هی کیونکہ اس حدیث میں اچھا جاننا فرمایا یہہ نہیں فرمایا کہ جسکا رواج مسلمانوں میں هوگیا هو وہ اچھي هی حاصل یہہ کہ جتنے مسئلے اجماعي هیں وہ تو سنت میں داخل هیں اور جتني باتیں کہ بطور رواج کے جاري هو رهي هیں وہ سب بدعت هیں پھر اجماع میں اور رواج میں خوب فرق رکھنا چاهیئے *

## احتجاج بلا دلیل کا بیان

ف بعضے لوگ اس شبہہ میں پڑتے هیں کہ جو چیز حضرت کے وقت میں نہیں هوئي اور نہ اُن تینوں وقتوں میں اُسکا رواج هوا اگر اُسکا کرنا نادرست هو تو اُسکے یہہ معني هوئے کہ ایک چیز کا نہونا اُسکي ناجوازي کي دلیل هوئي حالانکہ اصول کا مسئلہ هی کہ احتجاج بلادلیل درست نہیں یعني کسي چیز کے نہونےپر دلیل پکڑني درست نہیں هی مگر یہہ شبہہ اُنکا بیجا هی کیونکہ اصول کي ساري کتابوں میں کسي چیز کے نہونے پر دلیل پکڑنے کو دو طرح پر لکھا هی ایک یہہ کہ مثلاً ایک بات هو اور اُسکا هونا کئي دلیلوں سے هوسکتا هو تو ایک دلیل کے نہونے سے اُسکے نہونے پر دلیل نہیں پکڑي جاسکتي مثلاً آدمي کے مرجانے کي بہت سي صورتیں هیں کہ آدمي بیماري سے بھي مرتا هی زهر کھاکر بھي مرتا هی چھت پر سے گر کر بھي مرتا هی پھر اگر کوئي یوں کہے کہ فلاں شخص نہیں مرا کیونکہ چھت پر سے نہیں گرا تو چھت پر سے لگرنے کي دلیل سے اُسکے نہ مرنے کا حکم دینا درست نہیں کیونکہ هوسکتا هی کہ وہ شخص بیمار هوکر مرگیا هو یا زهر کھاکر مرگیا هو لیکن اگر کوئي بات ایسي هو کہ اُسکے لیئے ایک دلیل کے سوا دوسري دلیل هی نہو تو اُسوقت دلیل

کے نہونے پر دلیل پکڑني البتہ درست ہوگي مثلاً خون کے بدلے پہانسي اُسي کو دیجاتي
ہی جو خون کرتا هی پهر اب اگر کوئي یهہ بات کہے کہ فلانے شخص کو خون کے بدلے
پہانسي نہیں ملنے کي کیونکه اُسنے خون نہیں کیا تو اب پہانسي نه ملنے کو خون کے
نہونے پر دلیل پکڑني درست ہوگي کیونکه پہانسي ملنے کي دلیل تو صرف خون کرنا تها
جب وہ دلیل جاتي رهي تو پہانسي ملني بهي جاتي رهي غرضکه اگر کوئي ایسي
چیز ہو که اُس کے هونے پر ایک دلیل کے سوا دوسري دلیل هي نهو تو اُس دلیل کے
نهونے پر اُس چیز کے نہونے کے لیئے دلیل پکڑني اصول کے قاعدوں کے موافق درست
ہی اب غور کرو که شرع کے جتنے احکام هیں اُن کے هونے پر ایک دلیل کے سوا دوسري دلیل
نہیں اور وہ دلیل کیاهی حکم شرع کا یہاں تک که مباح چیزیں جنکے کرنے نکرنے کا بندوں کو
اختیار دیا گیا هی اس میں بهي شرع هي کا حکم هی " کمافي المسلم الاباحة حکم شرعي لانه خطاب
الشرع تخییراً " یعني مسلم میں یهہ بات لکهي هی که کسي چیز کا مباح هونا بهي شرع هي
کا حکم هی کیونکه اُس کام کے کرنے نکرنے پر شرع کي طرف سے اجازت هی تو اب جهاں شرع
کا حکم پایا جاویگا اُس کا کرنا درست هوگا اور جهاں شرع کا حکم نه پایا جاویگا اُس کا کرنا
درست نهوگا تو اب کہہ سکتے هیں که فلاني بات کرني درست نہیں کیونکه شرع میں نہیں
آئي تو اب شرع میں نه آنے کو دلیل پکڑنا درست هوگا اور یهي سبب هی که تمام فقہہ کي
کتابوں میں کسي چیز کے شرع میں نه آنے کو اُس کي ناجوازي کي دلیل پکڑتي هی " قال
صاحب الهدایة و ان صلی الولي لم یجز لاحد ان یصلي بعده لان الفرض یتادي بالولي والتنفل بها غیر
مشروع " یعني هدایه میں هی که اگر جنازہ کي نماز ولي پڑہ چکا هو تو اُس کے بعد کوئي نماز
نه پڑهے کیونکه فرض تو پهلے ادا هو چکا اور جنازہ کي نفل پڑهني شرع میں نہیں آئي " وقال
صاحب الهدایة یکرہ ان یتنفل بعد الفجر اکثر من رکعتي الفجر لانه صلی الله علیه و سلم لم یزد علیهما "
یعني هدایه میں لکها هی که صبح صادق نکلنے کے بعد فجر کي سنتوں کے سوا اور نفل پڑهنے
درست نہیں کیونکه رسول خدا صلی الله علیه و سلم نے اس سے زیادہ نہیں کیا اسیطرح تمام
فقہہ کي کتابیں بهري پڑي هیں که اگر اُن کو چُنا جاوے تو ایک کتاب بن جاوے *

## عدم نقل کا بیان

ف بعضے لوگ اس شبہہ میں پڑتے هیں که جو چیز حدیث میں نہیں آئي تو اُس سے یهہ
کیونکر معلوم هوا که حضرت نے وہ کیا هي نہیں کیونکه هوسکتا هی که حضرت نے کیا هو مگر
اُسکا ذکر کسي حدیث میں نه آیا هو تو یهہ اُن کا کہنا ٹهیک نہیں هی کیونکه جتني باتیں هیں
اُن کا نهونا تو ثابت هی اس سبب سے که سب چیز کي اصل میں عدم هی تو جب تک که
اُس کا هونا نه ثابت هوجاوے تو اوس کي اصل جو که ثابت هوچکي هی نہیں فوت هوسکتي

" كما قال القاري في شرحه قال وعدم ورده لايدل على عدم وقوعه فلهذا هذا امر مردود لان الاصل عدم وقوعه حتى يوجد دليل وروده " يعني ملاعلي قاري نے مشكواة شريف كي شرح ميں الاعمال بالنيات كي حديث كے نيچے لكها هى كه يهه جو كهتے هيں كه حديث ميں نه آنا اُس بات كے هونے پر دلالت نهيں كرتا تو هم كهتے هيں كه يهه بات مردود هى كيونكه هر چيز كي اصل ميں تو نهونا هى جب تك كه اُس كے هونے كي دليل نپائي جاوے " وقال بعض الافاضل الاصل في الحوادث العدم حتى يوجد علتها " يعني بعضے بڑے عالموں نے لكها هى كه جتني چيزيں هونے والي هيں اُن كي اصل ميں نهونا هى جب تك كه اُن كے هونے كي دليل نه پائي جاوے اب خوب جهن گيا كه جن باتوں كا ذكر حديثوں ميں نهيں آيا اُن كا ايسا هي حكم هى كه گويا حقيقت ميں وه باتيں هوئي هي نهيں *

## جو بات نهيں هوئي اُسكے نكرنے ميں سنت كا بيان

ف ايك اور بات جان ليني چاهيئے كه جو بات حضرت كے وقت يا اُن تينوں وقتوں ميں هوئي هى جسطرح اُن كا كرنا سنت هى اُسيطرح جو باتيں نهيں هوئيں اُن كا نكرنا يعني اُنكو چهوڑنا بهي سنت هى " كما قال صاحب المجالس قالوا كما ان فعل مافعله رسول الله صلى الله عليه و سلم كان سنة كذلك ترك ماتركه رسول الله صلى الله عليه و سلم مع الوجود المتقضي و عدم المانع منه كان سنة ايضاً " يعني صاحب مجالس نے لكها هى كه عالموں نے يهه بات كهي هى كه جس طرح اُس كام كا كرنا جسكو رسول خدا صلى الله عليه و سلم نے كيا سنت هى اسيطرح اُس كام كا چهوڑنا جس كو رسول خدا صلى الله عليه و سلم نے نهيں كيا باوجود هونے حاجت اور نهونے مانع كے سنت هى " ثم قال فانه عليه السلام لما امر بالاذان في الجمعة دون العيدين كان ترك الاذان فيها سنة " پهر اِس كے آگے لكها هى كه جب پيغمبر خدا صلى الله عليه و سلم نے جمعه ميں اذان دينے كا حكم ديا اور عيدوں ميں نهيں ديا تو اب عيدوں ميں اذان كا ندينا هي سنت هى " و قال القاري والشيخ في شرح المشكواة والمتابعة كمايكون في الفعل يكون في الترك ايضاً " يعني ملا علي قاري اور شيخ عبدالحق نے مشكواة كي شرح ميں لكها هى كه جسطرح تابعداري كام كے كرنے ميں هى اُسيطرح نكرنے ميں بهي هى تو اب اسي سے معلوم هوا كه جو بات حضرت كے وقت ميں يا اُن تينوں وقتوں ميں نهيں هوئي اُسكا چهوڑنا بهي سنت هى *

## خصوصيات كا بيان

ف يهه بهي جان لينا چاهيئے كه جيسے حضرت كي اطاعت نكرني اور آپ كي سنت پر نه چلنا بدعت هى اسيطرح جو باتيں كه خصوصيات حضرت سے هيں يا اتفاق سے هوگئي هيں يا اسي طرح كي اور بهت سي باتيں جو خاص بعضے لوگوں هي سے متعلق هيں اُن پر

چلنا بھی بدعت ہی جیسے سو رہنے سے حضرت کا وضو نجانا یا چار نکاح سے سوا حضرت کی ذات پاک کو درست ہونا یا اتفاق سے مشرکین کی بھی بخشش کی دعا مانگنا یا منافق کے جنازہ کی نماز کا پڑہ لینا یا حضرت کی ازواج مطہرات کو دوسرے نکاح کا امتناع ہونا یا زکواۃ یا عید کے گیہوں یا اللہ کی مانی ہوئی نذر یا کفارہ کے صدقہ کا بنی ہاشم اور سادات پر حرام ہونا یا بعضے صحابہ اور اہل بیت کے قطعی بہشتی ہونے کا حکم کردینا یہہ ایسی باتیں ہیں کہ اِن پر چلنا بدعت اور گناہ ہی کیونکہ یہہ باتیں خصوصیات سے ہیں یا اتفاق سے بمقتضاے بشریت ہوئی ہیں اسی طرح بعضی باتیں اگرچہ صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین کے وقت میں ہوئیں مگر اہل حق نے اُسکو برا جانا اور اُسکا بھی رواج نہیں ہوا اور پھر اُسکے بعد کوئی دلیل کلام‌اللہ اور سنت رسول اللہ یا قیاس مجتہدین یا اجماع اُمت سے اُسپر نہیں ملی تو اُسکا کرنا بھی بدعت ہی سنت نہیں جیسیکہ بزرگوں کے مزاروں سے مدد چاہنی باوجودیکہ حضرت عمر کے وقت میں ایک گنوار نے جناب پیغمبر خدا صلی‌اللہ علیہ و سلم کے مزار مبارک سے مینہہ برسنے کے لیئے دعا مانگی لیکن جب اُسکا رواج نہوا تو سنت نہ ٹہیرا بلکہ بدعت ہی رہا اور اسیواسطے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے اولیاء اللہ کی قبروں سے مدد چاہنے کو گو وہ لوگ حقیقت میں اُنکو واسطہ ہی کرتے ہوں اور اپنی مراد اللہ ہی سے مانگتے ہوں بدعت فرمایا اور بدعت ہونے کا فتویٰ دیا اور اسیطرح حضرت عایشہ سے عورتوں کا قبروں پر جانا اور حضرت ابن عباس سے وضو کے وقت پانوں پر صرف مسح کرلینا یا عبداللہ ابن جعفر سے عود کا بجانا یا سعید ابن‌المسیب سے بغیر صحبت کے صرف نکاح سے حلالہ کا حلال ہونا یا معاویۃ ابن ابی سفیان سے تخت سلطنت پر بیٹھنا اور اسیطرح کی بہت سی باتیں جنکا اُنہی وقتوں میں ہونا آیا ہی مگر اس سبب سے کہ اُنکا رواج نہیں ہوا اور اہل حق نے برا جانا بدعت کی بدعت ہی رہیں پھر ان باتوں پر چلنا اور رواج نہونے کا خیال نکرنا عین گمراہی اور اپنے نفس کے موافق باتیں ڈہونڈہ لانی ہیں نعوذباللہ منہا ●

## اُن باتوں کا بیان جو بدعت نہیں ہیں

**ف** بعضی باتیں ایسی ہیں کہ ظاہر میں تو معلوم ہوتا ہی کہ وہ بدعت ہونگی مگر درحقیقت وہ باتیں بدعت نہیں ہیں بلکہ سنت ہیں مثلاً قرآن کا جمع کرنا اور سورتوں کو آگے پیچھے لگانا اور رمضان میں اکہٹے ہوکر تراویح پڑہنی اور جمعہ کو پہلی اذان دینی اور کلام‌اللہ میں زیر زبر دینے اور حدیثوں اور کلام‌اللہ کی آیتوں سے کفار مشرکین اور بدعتیان مضلین کو رد کرنا اور حدیث فقہ کی کتابیں بنانی اور صرف نحو کے قاعدے بقدر ضرورت بنانے اور حدیث کے راویوں کا حال تحقیق کرنا اور کلام‌اللہ اور سنت رسول‌اللہ میں سے

مسئلوں کا نکالنا یہہ سب باتیں سنت ہیں کیونکہ یہہ سب باتیں اُن تین زمانوں میں جنکے اچھے ہونے کی رسول مقبول نے خبر دیدی ہی بے کھٹکے مروج تھیں اور کوئی ان باتوں کو برا نہ جانتا تہا بلکہ باعث بزرگی اور سبب بڑائی کا جانتے تھے مگر اتنی بات بیشک ہی کہ ہرایک چیز کی ایک حد اللہ تعالی نے باندھ دی ہی اور ہرایک چیز کا مرتبہ بنایا ہی کسیکا بڑا اور کسیکا چھوٹا پھر جو کوئی اُس حد سے بڑھ جاویگا اور اُس مرتبہ کا خیال نرکھیگا البتہ بدعت میں پڑجاویگا یا مثلاً ائمہ مجتہدین کے مسئلہ نکالے ہوئے کہ فلانی بات واجب ہی یا مندوب یا مباح ہی یا مکروہ یا حرام یا فلانی چیز فلانی چیز کی رکن ہی اور فلانی شرط یا اسطرح پر کہ فلانا کام کرنے سے اُس کام میں پورا ثواب ہوتا ہی یا فلانی بات کرنے سے فلانی بات لازم آجاتی یا فلانی بات کرنے کا یہہ پھل ہی یا فلانی بات فلانی بات کے بر خلاف ہی یا فلانی بات فلانی بات کے بدلے مقرر ہوئی ہی پھر خواہ وہ بات عقاید کی ہو یا دلکے حالات کی یا ہاتھہ پانوں کے کام کاج کی یا عبادت یا عادت یا معاملات کی وہ سب کی سب سنت ہیں کیونکہ ان سب کی اصل شرع میں موجود ہی اور فقہاے مجتہدین اور ائمہ متقدمین شکر اللہ سعیہم نے کتاب اللہ اور سنت رسول‌اللہ ہی سے یہہ احکام نکالے ہیں پھر یہہ نئی چیزیں بھی نہیں ہیں جو بدعت ہوں *

## تقلید کا بیان

اور اسیطرح ائمہ اربع مجتہدین کی تقلید کرنی بھی سنت ہی بدعت نہیں کیونکہ ان چاروں مذہبوں میں جو اختلاف ہیں وہ اختلاف یا تو صحابہ کے اختلاف ہیں یا ائمہ مجتہدین کے قیاس کے اور اُس میں سے ہر ایک کی تابعداری سنت ہی نہ بدعت البتہ بعضے جاہل جو یوں جانتے ہیں کہ ہمکو کلام‌اللہ اور سنت رسول‌اللہ صلعم سے کیا کام ہی ہمکو تو اپنے امام کے قول کی تابعداری چاہیئے یا بعضے یوں کہتے ہیں کہ اگر فرض کرو کہ ایک قول امام کا صریح مخالف کتاب‌اللہ اور سنت رسول‌اللہ کے کسی فتوی کی کتاب میں نکل آوے تو ہم نہ کتاب اللہ مانینگے اور نہ سنت رسول کو ہم تو اُسی روایت کو مانینگے یا یہہ کہ اکثر عوام بلکہ خواص بھی بعضے بزرگوں کی نسبت جنکو اللہ تعالی نے اپنے دریاے رحمت سے سیراب کردیا تہا اور اُنکو اسباب کا ملکہ عنایت کیا تہا کہ روایات اور اختلافات مختلفہ کی دلایل پر غور کرکر اور کتاب‌اللہ اور سنت رسول‌اللہ پر خیال کرکر ایک بات کو ترجیح دے سکتے تھے بلکہ ہزاروں مسئلوں کا استدلال کلام‌اللہ اور سنت رسول‌اللہ سے نکال سکتے تھے اور اُنہوں نے کسی مسئلہ میں تاج‌الائمہ امام‌الامۃ امام ابوحنیفہ کوفی کی تقلید چھوڑدی اور امام شافعی کی تقلید اختیار کری یا اور کسی امام کے ائمہ مجتہدین میں سے کسی مسئلہ خاص میں پیرو ہوگئے تو اب اُن پر رافضیوں کی طرح تبرّا کرنے لگے اور گمراہ اور مردود بتانے لگے اور کافر

اور مرتد کا فتوی دینے لگے اور جس طرح ہم لوگ حقارت اور نفرت سے اهل بدع و اهوا کا نام لیتے تھیں اسي طرح اُن بزرگوں کا بھي لامذهبا اور بدمذهبا اور گمراہ کرکے نام لینے لگے یا یہہ کہ جن لوگوں نے ائمہ مجتہدین کي تقلید کو ایک جزو ایمان کا سمجھہ رکھا ھی کہ جب تک لااله الاالله کے ساتھہ محمد رسول‌الله نہ کہے مسلمان هي نہیں هوتا اسي طرح جبتک کہ لااله الاالله محمد رسول‌الله کے ساتھہ اخترت مذهب الحنفي او الشافعي او المالكي او الحنبلي نہ کہے تو مسلمان هي نہیں هوتا اور سیدھي راہ هي پر نہیں آتا البتہ اُن لوگوں کي نسبت ایسي تقلید شرکي بدعت هی ورنہ جس تقلید ائمہ مجتہدین رضوان‌الله عنهم اجمعین پر هم لوگ سنت و جماعت هیں یہہ تقلید تو خاصي ستھري بےکھٹکے سنت هی نہ اس میں کسي کو کنچھہ کلام هي نہیں یا مثلاً وہ چیزیں کہ جنکي دین کے کام میں ضرورت پڑتي هی جیسے کلام‌الله اور حدیث رسول‌الله کے سمجھنے کے لایق عربي کي کتابیں پڑھني یا صوفیوں کے هاں جو باتیں حد سے زیادہ مروج هیں اُن میں ذکر خفي سے لطایف خمسہ کي تحریک اور پاس انفاس کا حال اور یادداشت رسمي اور ملاحظہ بسوے قلب جس سے حقیقت احسان کے متعلق هی۔ اور کفار مشرکین پر جہاد کرنے کے لیئے هر طرح کے ہتیار اور اُسي طرح کي اور باتیں جو مخالف شرع نہیں هیں اور صرف اُنکو احکام بجالانے کے لیئے برتا جاتا هی وہ بھي بدعت نہیں هیں مگر جب هي تک کہ کرنے والا اُنکو صرف واسطہ اور آلہ سمجھے لیذن اگر کوئي اُنکو دین کي سي بات سمجھنے لگے تو پھر وہ بھي بدعت هي میں داخل هوجاوینگي اب ضرور پڑا کہ اِس مقام پر یہہ بھي بتادیں کہ دین کے کاموں میں کسي چیز کے واسطے یا وسیلہ هونے کے کیا معني هیں تو اب سنو کہ دین کے کاموں کے وسیلے دو طرح پر هیں *

## واسطہ اور وسیلہ کا بیان

ایک تو یہہ کہ وہ وسیلہ خود بھي شرع میں ثواب کا کام هی جیسے وضو کرنا اور نہانا کہ اگرچہ یہہ دونوں نماز پڑھنے کے لیئے وسیلہ اور واسطہ هیں مگر یہہ خود بھي ایسي چیزیں هیں کہ شرع میں اسکي تعریف آئي هی " قال‌الله تعالی ان‌الله یحب‌التوابین و یحب المتطهرین و قال رسول‌الله صلی‌الله علیه و سلم الطهور شرط‌الایمان " یعني الله صاحب نے سورة‌البقرہ میں فرمایا کہ خوش آتے هیں توبہ کرنے والے اور خوش آتے هیں ستھرائي والے اور رسول خدا صلی‌الله علیه وسلم نے فرمایا هی کہ ستھرائي شرط ایمان کي هی یا مثلاً کلام‌الله پڑھنا تو اسبابت کا وسیلہ هی کہ اُسکے معنون پر آدمي غور کرے مگر اُسکا پڑھنا خود بھي ثواب هی یا مثلاً اعتکاف کرنے سے مقصود جماعت کي نماز هاتھہ لگني اور الله تعالی کي یاد کرني اور بُري باتوں سے بچنا هی مگر اعتکاف خود بھي ثواب کا کام هی اور اسي

طرح اور بہت سي چيزيں شرع ميں ايسي هيں که درحقيقت تو وہ چيزيں ايک اور کام کا وسيله اور واسطه هيں مگر وہ باتيں خود بهي ثواب كي هيں اور أنكي نشاني يهه هي كه اگر أن باتوں سے جو مقصود اصلي هيں قطع نظر كيجاوے تو يهه باتيں جو وسيله اور واسطه هيں ثواب سے خالي نهيں دوسري طرح كي وہ چيزيں هيں كه اگرچه وہ خود تو ثواب كا كام نهيں هي مگر ايک أور ثواب كي بات هاتهه لگنے كو واسطه اور وسيله هوجاتا هي مثلاً سفر كرنا حج كے ليئے يا مسجد كے جانے كو بازار ميں جانا اور وضو كے ليئے كوئيں ميں سے پاني كهينچنا اور اسيطرح كي هزاروں باتيں هيں كه خود تو ثواب كي بات نهيں هيں مگر ثواب حاصل هونے كو واسطه اور وسيله هوجاتي هيں كيونكه اگر أن مقصدوں سے قطع نظر كي جاوے تو نه سفر كرنے سے كچهه ثواب ملتا هي اور نه بازار ميں جانے سے اور نه پاني كهينچنے سے پهر جو شخص إن دوسري طرح كي باتوں كو اسطرح پر كريگا جس طرح كه پهلي باتيں كرتے تهے يعني أنكے مقصود اصلي سے قطع نظر كر كر أنهيں باتوں كو مقصود تهيراديويگا تو يهه باتيں أسكے حق ميں بدعت هوجاوينگي *

## خاتمه

ايک اور بات بهي سمجهني چاهيئے كه شرع شريف ميں اكثر باتيں ايسي هيں كه جنكے حق ميں فرما ديا هي كه يهه بات شرک كي هي اور يهه بات كفر كي اور يهه بات منافق پنے كي ليكن كسي خاص شخص كو مُشرک يا كافر يا منافق كهنا نهيں چاهيئے كيونكه خاص كسي شخص كو كافر يا مشرک يا منافق كهنے سے يهي بات مراد هوتي هي كه وہ شخص عقيدہ كفر اور شرک اور نفاق كا ركهتا هي اسيطرح هزاروں باتيں بدعت كي هيں ليكن أسكے كرنے والے كو بدعتي نهيں كهه سكتے كيونكه جسطرح بعضي باتوں كو شرع شريف ميں كفر اور شرک اور نفاق ميں گن دينے سے يهه مقصود هي كه لوگ أنكو چهوڑيں اور إن باتوں سے بچيں نه يهه كه جسطرح كافروں اور مشركوں كو سمجهتے هيں اسيطرح أن باتوں كے كرنے والوں كو بهي سمجهيں اور أنكا مال لوٹنے اور أنكے بال بچوں كے پكڑنے ميں كچهه دريغ نكريں اور أنكے جنازہ كي نماز پڑهنے اور أنكي بخشش كي دعا مانگنے ميں بهي مضايقه كريں اسيطرح بدعت كي باتيں بتاديئے سے بهي يهي مقصود هي كه آدمي أس سے بچے اور أن باتوں كو چهوڑے اور جو باتيں كه سنت نهيں هيں أنكو بُرا جانے نه يهه كه جو باتيں بدعتيوں كے حق ميں حديث ميں آئي هيں جيسے أنكے اعمال جاتے رهنے اور أنكي تعظيم و توقير نكرني اور أنكي بيماري ميں خبر نه پوچهني يا سلام و عليک نكرني وهي باتيں أنكے ساتهه بهي كرے كيونكه وہ سب لوگ بهائي مسلمان هيں جو بُري باتيں بدعت كي أن ميں هيں أنكے چهوڑنے كو اسيطرح سمجهائے جسطرح كه بهائي بهائي كو سمجهاتا هي

اور همیشه سنت پر چلنے کي ترغیب دیتا رهے اور کج‌اخلاقي اور نخوت فرعوني اور تکبرکو چهوڑے اور اپنے تئیں بڑا نیک‌بخت پرهیزگار اور اُنکو بدبخت بدعتي گنهگار نه سمجهے کیونکه یهه باتیں نفسانیت اور هماهمي کي هیں اسلام سے ایسي باتوں کو کچهه علاقه نهیں الهي تو اپنے فضل و کرم سے سیدهي راه کي هدایت کر اور جو طریقه خاص تیرے نبي صلی‌الله علیه و سلم کا هی اُسي پر قایم رکهه اور جسطرح زبان سے تونے سنت محمدیه علی صاحبها الصلواة والسلام کو کهوایا هی اُسي طرح دل و جان سے اُس پر عمل کرنے اور اُسي پر قایم رهنے کي توفیق دے آمین یا رب‌العالمین —

جان در قدم تو ریخت احمد * این منزلت از خداے میخواست

والحمد لله علی ذلک

تمت بالخیر

# ریویو

مورخہ ماہ جولائی سنہ ۱۸۷۹ ع

یہہ رسالہ راہ سنت اُس زمانہ میں لکھا گیا تھا جبکہ وہابیت کا نہایت زور شور سے دلپر اثر چھایا ہوا تھا – اگرچہ اس رسالہ کی طرز تقریر و بیان میں کچھہ فرق ہو مگر در اصل یہہ رسالہ جناب مولانا مولوی محمد اسمعیل صاحب کے ایک رسالہ مسمی بہ احقاق الحق الصریح في احوال الموتی والضریح سے ماخوذ ہی *

ایک دفعہ جناب مولانا مولوی محمد صدرالدین خان بہادر مرحوم کی مجلس میں سنت بدعت کا تذکرہ ہوا ' اور میں نے کہا کہ گو بدعت اعتقاد سے متعلق ہی مگر حکماً عقاید و اعمال دونوں سے علاقہ رکھتي ہی ' حتی کہ افعال عبادت و عادت و معاملت و کتابت تمام امور سے متعلق ہی – مولانا نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے کبھي آم نہیں کھایا تو تم آم کھانے کو بھي بدعت کہوگے اور آم نکھانے والے کو متبع سنت – میں نے عرض کیا کہ ہاں ' مگر جیسے درجے فرض و واجب و سنت و مستحب و مباح کے اعمال جایز میں ہیں ' اور جیسے حرام و مکروہ تحریمي و مکروہ تنزیہي اعمال ناجایز میں ہیں ' اسیطرح بدعت کے بھي درجات ہیں ' کفر سے لیکر ادنی سے ادنی درجہ ترک اولی تک ' جو چیزیں کہ آنحضرت نے تناول فرمائي ہیں جب اُنکا کھانا غالباً آپ بھي سنت فرماوینگے ' تو جو چیزیں آنحضرت کو ناپسند تھیں اُنکا کھانا مکروہ تو ضرور کہا جاویگا ' اور جو چیزیں اُسوقت میں موجود نہ تھیں اُنکا پسند یا نا پسند ہونا مشتبہ ہی – پس آم کھانا مکروہ نہ سہي ترک اولی تو ہی ' اسلیئے کہ نکھانے میں تو صریح آنحضرت کے ساتھہ مطابقت ہی اور کھانے میں امر مشتبہ ہی اور اسلیئے ترک اولی تو ضرور ہی *

مولانا اس تقریر سے کسیقدر خفا ہوئے اور فرمایا کہ تم آم کھانے والوں کو کیا کہتے ہو ' میں نے عرض کیا کہ اُن کو تو میں کچھہ نہیں کہتا کیونکہ امر مشتبہ ہی لیکن اگر آپ نکھانے والوں کي نسبت استفسار فرماویں تو عرض کروں ' مولانا نے فرمایا کہ اُنہي کي نسبت کہو ' میں نے عرض کیا کہ قسم اُس خدا کي جس کے ہاتھہ میں میري جان ہی اگر کوئي شخص اس خیال سے آم نکھاوے کہ آنحضرت صلعم نے نہیں کھایا تو فرشتے اُسکے بچھونے پر اُسکے قدم چومیں — یہہ بات میں نے نہایت دلي جوش سے کہي مولانا اسکو سنکر چپ ہورہے — اُسي زمانہ زور و شور وہابیت میں اور اُسي گفتگو کے بعد میں نے یہہ رسالہ لکھا *

اور علماء جیسے مولانائے مرحوم خاموش ہورہے اُسکو میں اب بھي ایساهي سچ جانتا ہوں جیساکہ اُسوقت جانتا تها ' مگر اتنا فرق هی کہ ایسے شخص کو جسکا ایسا حال ہو انحضرت صلعم کي محبت میں دیوانہ و مرفوع القلم سمجھتا ہوں ' بشرطیکہ اُسنے صرف آم هي نکھانے میں یہہ جوش محبت نہ ظاهر کیا ہو بلکہ اور تمام باتوں میں بھي اسیطرح عاشق رسول الله اور آپکي هربات پر دیوانہ ہو ' مگر یہہ ایک خاص حالت هی مذهب سے اس بات کو کچھہ تعلق نہیں *

یہہ باتیں تو ایسي صحبتوں کي یادگار هیں جنکي یاد سے آنسو بھر آتے هیں ' کہاں وہ صحبتیں اور کہاں وہ مجلسیں ' کہاں وہ آزردہ اور کہاں وہ شیفتہ اور کہاں وہ صهبائي ' کہاں وہ علماء اور کہاں وہ صلحا ' صرف یاد هي یاد هی — پس مجھکو خود اپنا خیال جو اس رسالہ کي نسبت هی وہ لکھنا چاهیئے — اگر غور کیا جاوے تو یہہ رسالہ دو قسموں پر منقسم هی ' ایک وہ جو عقاید و عبادات سے علاقہ رکھتي هی جسکو میں اب مذهب کہتا ہوں — دوسري جو عادات سے اور اور باتوں سے جو دنیاوي اُمور سے متعلق هیں علاقہ رکھتي هی ' جیسے کھانا ' پینا ' پہننا ' معاملہ کرنا ' وغیرہ امور تمدن و معاشرت — پس جو کچھہ میں نے عقاید و عبادت کي نسبت لکھا هی اُسکو اب بھي میں ویساهي برحق سمجھتا ہوں جیسا کہ جب سمجھتا تھا ' باقي امور معاشرت و تمدن کو جو میں نے مذهب میں شامل کردیا هی اُسکو صحیح نہیں سمجھتا بلکہ بڑي غلطي جانتا ہوں — اصل یہہ هی کہ ابتدائے تعلیم سے یہہ خیال جما ہوا تھا کہ مذهب دین و دنیا دونوں سے علاقہ رکھتا هی ' اور جب یہہ رسالہ لکھا اُسوقت بھي یہي خیال تھا ' پس دین و دنیا دونوں کي باتیں اسمیں ملادیں — بہت غوروں اور فکروں اور اونچ نیچ سمجھنے اور خدا اور خدا کے رسول کے احکام پر خوب فکر کرنے کے بعد دونوں میں تفرقہ معلوم ہوا هی ' اور یہہ غلطي جو اس رسالہ میں ہوئي هی کھلي هی — میں نہایت خوشي سے اقرار کرتا ہوں اور یقین جانتا ہوں کہ دیني اور دنیاوي امور میں تفرقہ نکرنا اور دونوں کو برابر مذهبي احکام سمجھنا در حقیقت ایک بڑي غلطي هی *

# نميقة

في

# بيان مسألة تصور الشيخ

# بسم الله الرحمن الرحیم

## مؤلفه سنه ۱۳۶۹ هجری مطابق سنه ۱۹۵۴ع

حاشا که آنچه درباب تصوف شیخ ازین هیچمدان استفسار رفته منکه ازین مقام آگاه نیستم کدام زمزمه توانم سرود و چون درین وادی گامی نزده‌ام ازین نشیب و فراز چه بازتوانم نمود که کار آگاهان میگویند که این رمزیست که بگفت در نگنجد و به شنیدن راست نیاید تانه بینی باور نکنی و تا در پوشش بوصال نرسی این جلوه را به چشم سرتوان دید و این جاده را بپائے خاکی نتوان برید لذت این باده وجدانی است نه بیانی گفت را درین پرده به خاموشی پناه بردن است و سخن را درین خلوت به سکوت برخوردن درین صورت من کجا و این حرف زدن از کجا - اما چون مرا در بتجاآوری او امر بزرگان مجبور داشته اند هرچه از نتایج افکار نارسا ورہ آورد اندیشه جاده پیمائے من است بعرض می آرم و اندکے از بسیار می نگارم چون پیش از تحریر مطلب از تمهید مقدمات چند ناگزیر است زبان قلم را بتقریر آن رخصت میدهم که بے بدرقه این رهبرها گام به منزل زدن دشوار و پے به مقصود بردن دور از کار است *

## مقدمه اول

از مسلمات کرام و متفق علیه خواص و عوام است که صحبت را اثرے هست اگر بانیک بنشینی نیک بر آئی و اگر باید همنشین گردی نقاب از چهره قبح بر کشائی و این معنی است که ازبن سرتا آن سرکس زبان بحرف انکارش نیالاید خواهی از گبر و ترسا باز پرس و خواهی از زاهد و پارسا باز جو و لله در من قال ---

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

ومارا حدیث رسول مقبول صلی‌الله علیه وسلم که دلم خاک راه وجانم فدائے فرق آن عرش دستگاه باد درین باب بس است اخرجه البخاری عن ابی موسی قال قال رسول‌الله صلی‌الله علیه وسلم مثل‌الجلیس الصالح والسوء کحامل المسک ونافخ‌الکیر فحامل‌المسک اما ان یحذیک و اما ان تبتاع منه واما ان تجدمنه ریحاطیبة و نافخ‌الکیر اما ان یحرق ثیابک و اما ان تجدمنه ریحا خبیثة پس در اثر صحبت که انرا به عرف عام فیض صحبت نامند کسی‌را جائے گفت نماند *

## مقدمهٔ دویم

هرگاه فیض صحبت را قبول نمودی به بداهت خواهي دانست که این فیض نه در جوارح می شود و نه از جوارح که آنرا بچشم ظاهر می بیني و یکے را چشم ویکے را دست ویکے را پانام می نهي ورنه باید که از نابینا هیچ نکشاید و از بے دست وپا هیچ نیاید و این بر باطل است نزد آنکه عالم باشد یا جاهل کسی را که ایزد بے همتا چشم بصیرت کشاده باشد از بستگي این دو چشم ابلق چه زیان زاید و کسیکه دست گرفته ید قدرت قادر حقیقي باشد از بے دست و پائے ناکام نیاید ترتیق پردهٔ خاک آلود و درین نمود بے بود شاهدیست نوراني که اینهمه نیرنگیهاے اوست و این همه بوالعجبي ها ازوست این فیض هم ازوست و هم دروست حکماء آنرا به نفس ناطقه میگزارند و کبراء اهل الله آنرا روح نام گذارند چوں این دریافتي دانستي که این فیض صحبت هم از روح است و هم در روح این دست و پا و چشم ظاهر نما را در آں مدخلی نیست *

## مقدمهٔ سوم

مسلم جمیع امم است که تا تحسین فاعل در تو جاے نگیرد فعل فاعل در تو اثر نکند و همین تحسین فاعل را بحسب مراتب جداگانه نام نهاده اند سوخته جانان آتش عشق آنرا محبت دانند و آداب دانان طریق ارادت آنرا عقیدت نامند و در حقیقت مدار وصول فیضها بر آنست و ملاک حصول لذتها همان چه نفس ناطقه موثر بمنزله باراں رحمت الهي است و نفس ناطقه موثر بمنزله کشت و محبت و موثر با موثر مادہ قابل آں تا آں مادہ قابل خواہ آنرا محبت خواني و خواه عقیدت داني در تو پیدا نشود صحبتی در تو اثر نکند —

باراں که در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لاله روید و در شوره بوم خس

— " عن انس ابن مالک انه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لایو من احد کم حتی اکون احب الیه من نفسه و ولده والناس اجمعین وفي حدیث عمر انت احب الی یا رسول الله من کلشئ الا من نفسي التي بین جنبي فقال له علیه الصلوة والسلام لاتکون مومنا حتی اکون احب الیک من نفسک فقال عمر والذي انزل علیک الکتاب لانت احب الي من نفسي التي بین جنبي فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم الآن یا عمر تم ایمانک " لهذا فیض صحبت نبي حصول ایمان کامل است و آں بے حصول محبت صورت نه بندد صدیق را رضي الله عنه که به بلندي درجات برداشتند و ابوجهل را به پستي درکات انداختند منشاء آں وجود و عدم گوهر شبچراغ داغ محبت رسول مقبول بوده است صلی الله علیه وسلم ورنه صحبت آنحضرت را که هر دو

دریافته بودند یکی را که این حبل المتین بدست آمد به بلند ترین مراتب ترقی کرد و دیگرے که این عروة الوثقی را از کف فروهشت کمترین مرتبه که حصول ایمان کامل است نیز بدست نیامد پس مستفیض را باید که محبت مفیض بر خود واجب داند تا در نفس هر دو مناسبتی پیدا آید و تاثیر و تاثر در هر دو رو نماید و شاید همین مقام را سالکان طریقت فنا فی الشیخ نام نهاده باشند وارفته راه مقصود داند که بے وصول این مقام کارے بر نیاید و اثرے رخ نکشاید ماے بصران بسررشتهٔ ازین کار گاه پے بردہ ایم دیگر کار آگهان دانند —

رموز مصلحت ملک خسروان دانند
گدائی گوشه نشینی تو احمدا مخروش

## مقدمه چهارم

اصل اصول بهم رسیدن محبت مفیض تذکر اوست" قال الله تبارک و تعالی فاذکرو نی اذکر کم و احادیث بے شمار مثبت این مدعا است که این مختصر گنجاے آنرا برنتابد و این مدعا را به بداهت عقل نیز توان دریافت لیلی را که برسر مجنون آورد و شیرین را درغم فرهاد که سیاه پوش ساخت مذاق اشنایان عشق مجازی روزی نیست که لذلت باگورہ تذکر را بکام درنیابند آرے این هم آغوشی خیالی و این وصال فکری محبوب را برسر بازار آورد و آنچنان همرنگ خود سازد که معشوق عاشق گردد —

عشق آں خانماں خرابی هست
که ترا آورد به خانهٔ ما

و تذکر را خیال مذکر کانه هو لازم است که گاهی ازاں منفک نشود به نفس خود درآی و خیال کن آنگاه میتوانی دریافت که او در دل تو باشد و اورا به یادآوری و محبت و ذوق و شوق و عشق تو در جوش باشد و صورت خیالیه آں بتمینه و تشخصه در خیال تو نباشد حاشا و کلا و همچناں که تذکر مستلزم تصور است همچناں تصور که مستلزم تذکر است باعث محبت میشود فی الحدیث عن حسن ابن علی قال سئلت خالی هند بن ابی هالة و کان وصافا عن حلیة النبی صلی الله علیه وسلم و انا اشتهی ان یصف لی منها شیئا اتعلق به یعنی محبت گزینم بسبب آں اے بسبب تصور جمال باکمال حضرت صلی الله علیه و سلم هرگاه این مقدمات را دانستی بداں و آگاه باش که حضرات نقشبندیه ما رضوان الله علیهم اجمعین بهمین مراقبه امر فرموده اند که طالب را تصور شیخ لازم است هم در حال ذکر وهم غیر آں تا به آں تذکر دلی و خیالی محبت شیخ در دل طالب بجوش آید و رفته رفته مرتبه فنا فی الشیخ صورت گیرد و در نفس ناطقه شیخ و طالب مناسبتی پیدا شود تا فیض صحبت و ارشاد در نفس ناطقه طالب جاے گیرد و از رزایل پاک و صاف نمودہ بمدارج

اعلی رساند دریں مقام ایں تصور را هرچه بگویم رواست اگر بگویم که تصور شیخ انبوب رحمت الهیٓ است حق گفته باشم و اگر بدانم که بدون تصور شیخ راهی بجناب الهي و درگاه رسالت پناهي نمی یابم هم حق دانسته باشم و ایں محبت شیخ غالب است که دو قسم بوده باشد یکی و هبی و دویم کسبي که بتصور قصدي و تذکر ارادي دست داده باشد ما اول را رابطه میدانم و ثاني را تصور اگرچه در مال هر دو فرقی نیست و انچه کذابان بربسته اند که ایں بزرگان در حالت مراقبه شیخ را حاضر و ناظر و عالم و دانا در هر وقت و هر حال میدانند و مراد از مراقبه همیں میگویند که شیخ موجود است و بے آله و واسطه مارا می نگرد و از حال ذاکر بے سبب و وسیله واقف و آگاه میشود حاشا که دامن پاک ایں بزرگان ازیں اعتقاد آلوده باشد بل چنانکه دانستي ایں مراقبه بالکلیه از حال و واردات صحابه و تابعین و تبع تابعین ماخوذ است و اقوال سرور ما و سرور انبیا صلی‌الله علیه و سلم بر آں دال است و علما هم در خطاب الصلواة و السلام علیک ایها النبي و رحمة‌الله و برکاته بهمیں معني تصریح کرده اند پس چگونه بدعت و ممنوع باشد با آنکه ایں بزرگان ایں مراقبه را هم آله و واسطه ترقي به اعلی میدانند تا فی‌الجمله تزکیه نفس بهمرسد و فنافی‌الرسول که نصیب کافه مومنان پاک دین باد حاصل آید مارا تعرض با کسی نیست انچه دانسته ایم مارا کافي است گو نا فهمان سر به سنگ زده باشند و انچه مولانا اسمعیل علیه‌الرحمة در صراط‌المستقیم فرموده اند ایں هم مقتضائے مقامی است که بدانست من بنده کیفیت آں مقام در رگ و پی مولانا سرایت کرده بود و جمله تصانیف شان مبني برهماں کیفیت اند معهذا مولانائے مرحوم با آنکه نوشتن آنچناں بود خدمت کسانی که مراقبه و مواظبت رابطه و ظیفه شبا روزي شان بود تا نفس واپسیں پیشوا و مقتدائے خود شان دانسته اند و کاهی راه سوء ظن نسبت به آں بزرگان نرفته *

* والسلام علی من اتبع الهدی

# ترجمه

## دیباچه کیمیائے سعادت

مع

## ترجمه دوسه فصل

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

## مولفۂ سنہ ۱۲۷۰ هجري مطابق سنہ ۱۸۵۳ ع

### دیباچہ نوشتہ مترجم

الهي تونے هم ناچیز اپنے بندوں کو نیست سے هست کیا اور پهر کن کن نعمتوں اور کیسے کیسے احسانوں سے نوازا آنکهیں دیں ناک دي کان دیئے زبان دي هاتهه دیئے پانوں دیئے سر سے پانوں تک دیکهو تو ذرا ذرا اور رواں رواں تیري هي نعمتیں اور تیرے هي احسان هیں پهر اس پر بهي تونے بس نکیا تمام عالم کو اپنے ناچیز بندوں کے لیئے پیدا کیا رات بنائي کہ آرام سے سوتے هیں دن بنایا کہ اپنے کام سے لگتے هیں پهر دنیا میں کیسي کیسي نعمتیں کهانے اور پینے اور پهننے اور سننے اور دیکهنے کي بنائیں کہ ایک سے ایک اچهي اور نرالي هي غرضکہ تونے اپنے ناچیز بندوں کے تن بدن اور دل اور جان اور روئیں روئیں کو اپنے احسانوں سے بهردیا هي پهر کیونکر تیرے احسانوں کا شکر ادا هوسکے ایک ادنی غلام هوتا هي سچ پوچهو تو اُس کے خاوند کا غلام پر کیا احسان هي پیدا اُسنے نهیں کیا آنکهه اُسنے نهیں دي ناک اُسنے نهیں دي کان اُسنے نهیں دیئے هاتهه اُسنے نهیں دیئے پانوں اُسنے نهیں دیئے هاں البتہ آپ جیسے بندے کو چار پیسے دیکر مول لینے کا نام کیا هي پهر دن رات اپني خدمت میں رکهتا هي ذرا سي تقصیر پر مارتا هي روٹي نهیں دیتا کپڑا چهین لیتا هي ان باتوں پر بهي وہ غلام اپنے خاوند کا حق ادا نهیں کرسکتا تجهه سے مالک کا حق کیونکر ادا هو کہ رواں رواں تیرا دیا هوا اور تیرا پالا هوا هي اے میرے رب تو تو میرا ایسا پیارا مالک هي کہ میں دن رات تقصیر پر تقصیر کرتا هوں اور تو آپ دیکهتا هي اور کچهه نهیں کهتا نہ ایک دن روٹي بند کي اور نہ کبهي کپڑے چهینے پهر هم ناچیز تیرے بندے کیونکر تیرا شکر اور تیرا حق ادا کرسکیں همارا تجهه پر کچهه حق نهیں اور تو همکو دیتا هي همارا تجهپر کچهه زور نهیں اور تو همکو نوازتا هي هم نافرماني کرتے هیں اور تو مهرباني کرتا هي سچ هي کہ خدائي تجهي پر زیبا هي تیرے سوا اور کسي سے کب هوسکتا هي سچ هي کہ تو ایک خدا هي بے لگاؤ کہ نہ کسي کا بیٹا اور نہ کوئي تیرا باپ اور نہ کوئي تیرا کنبہ اے میرے اللہ جس طرح کہ تیري رحمت اور مهرباني کي انتها نهیں اسي طرح بے انتها اپني رحمت پیغمبر خدا محمد مصطفی سرور مرسلین رحمت للعالمین پر بهیج جن کے سبب همنے تجهه سے خدا کو پهچانا الهي هم تیري راہ کیا جانتے تهے اور تجهکو کب

پہچانتے تھے یہہ تیرے حبیب کا فضل ہی کہ جو ہمنے اس راہ کو پہچانا اور تیرے نام کو جانا ہمارا دل اور ہماري جان اُنکے نام کے قربان کہ اُنکے سبب ہم گمراهي سے نکلے اور ہم سیدھے رستے پر پڑے —

دل و جانم فدایت یا محمد * سر من خاک پایت یا محمد

آمین ثم آمین اور اُنکي اولاد پر اور اُنکے یاروں پر بڑي الله کي رحمت ہو جنھوں نے رسول الله کي راہ کو بتایا اور ساري اُمت پر احسان کیا - اما بعد - اگرچه بہت دنوں سے دل چاهتا تها که ایک ایسي کتاب اُردو زبان میں لکہي جاوے جس سے نفس کو تهذیب اور اخلاق کو آراستگي دل کو نرمي ایمان کو مضبوطي حاصل ہو لیکن مکروهات زمانه سے یہہ بات لیت و لعل میں پڑي تهي اتفاقاً سنه ۱۲۷۰ ہجري میں حاجي محمد امدادالله صاحب دهلي میں تشریف لائے اور اُنہوں نے کیماے سعادت کے ترجمه کو فرمایا اگرچه دل میں شیطان نے وسوسه ڈالا که اگر اس قسم کا کام کسي بادشاہ امیر وزیر کي فرمایش سے کیا جاتا تو روپئے هاتهہ لگتے ان درویشوں کي فرمایش سے محنت میں پڑنا کیا فائده اگر اچھے هوں تو اپنے لیئے هوں همکو کیا مگر پهر خیال میں آیا که بزرگوں کي دعا بهي کافي هی آؤ هم اُنکے ارشاد بموجب ترجمه میں محنت کریں اور وہ همکو دعائیں دیں الحمد الله که اُنکے ارشاد کي برکت نے اِس سے بڑي بڑہ کر کام کیا که جب میںنے اِس کتاب کے ترجمه کا اراده کیا تو الله تعالی نے میرے دل سے بدلے کي طمع کو مٹادیا اور اس محنت کو خالص مخلص اپنے لیئے کیا " اني وجهت وجهي للذي فطرالسموات والارض حنیفا و ما انا من المشرکین " الهي جسطرح که تونے میرے دل میں یہہ بات ڈالي اسیطرح میري اس محنت کو خالص اپنے لیئے قبول کر اور اسکے تمام کرنے کي توفیق دے آمین یا رب العالمین *

# بسم الله الرحمن الرحيم

## ديباچه اصل كتاب

الله كي درگاه ميں بهت سا شكر آسمان كے ستاروں اور مينهه كي بوندوں اور درختوں كے پتوں اور جنگلوں كي ريت اور زمين كے ذروں برابر هى كه يكا هونا أسيكي تعريف هى اور دبدبه اور بڑائي اور بزرگي اور شان أسيكا سهاوز هى أسكي بزرگي تو كوئي نهيں جانتا اور أسكے سوا اور كوئي أسكو نهيں پهچانتا الله كے پهچاننے ميں بزرگوں كے پهچاننے كي انتها پهچاننے سے عاجز آنا هى اور الله كي تعريف كرنے ميں فرشتوں اور پيغمبروں كي تعريف كرنيكي انتها أسكي تعريف كرني اپنے مقدور سے باهر سمجهنا هى بڑے عقلمندوں كي عقل أسكي ادنى بات ميں حيران ره جاتا هى اور أسكي راه ڈهونڈهنے والوں كو أسكي نزديكي ڈهونڈهنا دهشت ميں پڑ جانا هى أسكے پهچاننے سے بالكل أميد توڑني نادانى هى اور أسكے پهچاننے كا دعوى كرنا خام خيالي هى آنكهوں كا حصه أسكے جمال سے چكا چوند ميں ره جانا هى اور عقل كا حصه أسكي عجايب مخلوقات ديكهه كر أسكو برحق سمجهنا هى خدا نكرے نه كوئي شخص أسكي ذات كي فكر ميں پڑے كه كيونكر هى اور كيا هى اور خدا نكرے كه كوئي دل أسكي عجايب مخلوقات كے سمجهنے سے غافل رهے كه كيونكر هيں اور كسنے بنائي هيں تب يقيني جان لينا كه يهه سب أسيكي قدرت كي نشانياں هيں اور يهه سب أسيكي بزرگي كا نور هى اور يهه سب أسيكي حكمت كي عجائبات هيں اور أسيكي ذات كا پرتو هى اور جو كچهه هى أسي سے هى اور أسيكے سبب سے هى بلكه وه سب آپ هي هى كيونكه أسكے سوا اور كسيكا وجود حقيقت ميں نهيں بلكه هر چيز كا وجود أسيكے وجود كا پرتو هى اور رحمت الله كي هو پيغمبر خدا محمد مصطفى صلى الله عليه وسلم پر كه سب پيغمبروں كے سردار هيں اور سب مسلمانوں كو سيدهي راه بتانے والے اور الله كے بهيدوں كے امانت دار هيں اور الله كي درگاه ميں مقبول اور أنكے ياروں پر اور أنكے كُنبه پر بهي الله كي رحمت هو كه أنميں كا هر ايك أمت كا سردار هى اور شريعت كي راه كا بتانے والا – اما بعد – جاننا چاهيئے كه آدمي كو كهيلنے اور كودنے كے ليئے پيدا نهيں كيا بلكه أسكا كام بهت بڑا هى اور أسكا مطلب بهت أونچا اگرچه الله تعالى نے أسكو نيست سے هست كيا هى مگر هميشه هست هي رهيگا اور اگرچه أسكے تن بدن كا خمير ادنى خاك هى ليكن أسكي روح بهت اچهي اور پاك هى اور اگرچه أسكي ذات ظاهر ميں بُري باتوں سے بهري هى ليكن اگر عبادت ميں أسكو گُهلاو

تو پھر سب بُرائیوں سے پاک ہوکر اللہ کے دربار کے لایق ھی او زمین سے لیکر آسمان تک سب اُسکے تابع دار ھیں ادنی درجہ آدمي کا یہہ ھی کہ جانوروں اور درندوں اور شیطانوں کے سے کام کرے نفس کي خواھش اور غصہ میں پھنس جاوے اور بڑا درجہ آدمي کا یہہ ھی کہ فرشتوں کي سي باتیں پیدا کرے نفس کي خواھش کو چھوڑے غصہ سے بچے اور دونوں کو اپنا تابعدار کر کر آپ اُن پر بادشاہ بنے تب اللہ صاحب کي بندگي کے لایق ھووے کہ اسطرح کا ھونا فرشتوں کي خصلت ھی اور آدمي کے لیئے بہت بڑي منزلت اور جب آدمي کو اللہ کے دیدار کا مزہ پڑا تو ایکدم بن دیکھے چین نہیں لیتا اور اُسکے دیدار بن اُسکو آرام نہیں ھوتا اور ظاھر کے آرام اُسکے آگے سب ھیچ ھوجاتے ھیں اور جوکہ آدمي کي ذات اللہ صاحب نے بري باتوں میں ملي ھوئي پیدا کي ھی تو اُن بري باتوں کا نکلنا بغیر عبادت کے ممکن نہیں جسطرح کہ ایسي کیمیا جس سے تانبا اور پیتل سونا بن جاوے مشکل ھی اور ھر کسي کو نہیں آتي اسیطرح یہہ کیمیا کہ جس سے آدمي کي ذات بري باتوں سے پاک ھوکر فرشتوں کي بزرگي میں جاملے اور ھمیشہ کو چین پاوے مشکل ھی اور اُسکو بھي ھر کوئي نہیں جانتا اس کتاب کے لکھنے سے مقصد یہہ ھي ھی کہ اُس کیمیا کا نسخہ بتا دیا جاوے کہ حقیقت میں ھمیشہ کو چین میں رھنے کي کیمیا یہہ ھي ھی اور اسي سبب سے مینے اس کتاب کا نام بھي کیمیائي سعادت رکھا ھی کہ اسکو کیمیا کہنا سچ ھی کیونکہ تانبے اور سونے میں تو بجز زردي اور چمک کے اور کچھہ فرق نہیں اور اُس کیمیا سے دنیا کے عیش و عشرت کے سوا اور کچھہ فائدہ نہیں اور جب دنیا ھي چند روز ھی تو اُسکے عیش کي کیا حقیقت ھی اور یہہ کیمیا ھمیشہ کو چین میں رھنے کي ھی کہ اُسکو بھي انتہا نہیں اور اُسکي نعمتوں کو بھي انتہا نہیں اور کسیطرح کے غبار کو اُسکي نعمتوں میں دخل نہیں پھر اس کیمیا کے سوا اور کسي پر کیمیا کا نام رکھنا جھوٹ مت کي بات ھی *

## فصل

جاننا چاھیئے کہ جس طرح کیمیا ھر کسي پاس نہیں ھوتي بلکہ بزرگوں اور بادشاھوں کے خزانہ میں ھوتي ھی اسیطرح وہ کیمیا کہ جس سے آدمي کي ذات بري باتوں سے پاک ھو ھر جگہہ نہیں ھوتي بلکہ اللہ صاحب ھي کے خزانہ میں ھی اور اللہ صاحب کا خزانہ آسمان میں تو فرشتے ھیں اور زمین میں پیغمبروں کے دل ھیں پھر اگر کوئي اس کیمیا کو پیغمبر صاحب کے دل کے سوا اور کہیں تھونڈھے تو جان لو کہ وہ راہ سے بھٹک گیا اور انجام کار اُسکا دل کي بیماري ھی آخر حال اُسکا خام خیالي اور قیامت کے دن بڑي خرابي ھوگي اور اُسکے دل کي بیماري کھلیگي اور اُسکي خام خیالوں کي

رسوائي هوئي پهر کهنے والے کهیں گے که اب اُٹهادیئے همنے تیرے آگے سے تیرے پردے اب نگاه
تیري آج کے دن تیز هی الله صاحب کي بڑي نعمتوں میں سے ایک یهه بهي نعمت هی
که ایک لاکهه چوبیس هزار پیغمبر اسي کام کے لیئے اپنے بندوں پاس! بهیجے که اس کیمیا کا
نسخه سب کو سکهادیں اور اُن کو بتا دیں که دل کو الله کي عبادت میں کیونکر گهلاویں
اور بُرائي کو اور بُري باتوں کو جو دل پر کا میل هی کیونکر دل سے دور کریں اور اچهي
باتوں کو کیونکر دل میں ڈالیں اسي سبب سے جس طرح که الله صاحب نے اپني بڑائي
اور پاکي جتائي هی اسیطرح نبیوں کے بهیجنے پر بهي اپني بڑائي جتائي هی اور سورۃ جمعه
میں فرمایا هی که پاکي سے یاد کرتا هی الله کو جو کچهه که آسمانوں میں هی اور جو
کچهه که زمین میں هی اور وه بادشاه هي پاک ذات زبردست حکمت والا وهي هی جس نے
بهیجا اُن پڑهوں پر ایک رسول اُنهي میں کا سناتا هی اُن کو اُسکي نشانیاں اور پاک کرتا
هی اُن کو اور سکهاتا هی اُن کو کتاب اور حکمت پاک کرنے کے یهه معني هیں که بُري
باتیں جانوروں کي سي اِن میں سے دور کرے اور کتاب اور حکمت کا سکهانا یهه هی که
فرشتوں کي سي باتیں اُن کے دلمیں ڈالے اور کیمیا سے مطلب یهه هی که آدمي میں جو
بُري باتیں هیں وه نرهیں اور جو اچهي باتیں هیں وه دلمیں بیٹهه جاویں اور سب سے
بڑي کیمیا یهه هی که آدمي دنیا سے بیزار هووے اور الله صاحب کي طرف رجوع کرے
جیسے که الله صاحب نے سور مزمل میں پیغمبر صاحب کو سکهایا که پڑه نام اپنے رب کا اور
رجوع کر اُسکي طرف سب سے الگ هوکر اور الگ هونے کے معني یهه هیں که سب چیزوں
سے توڑے اور الله هي سے جوڑے حاصل اس کیمیا کا تو یهي هی اور یوں تو تفصیل اسکي بهت
لنبي هی مگر اس کیمیا کا طریق چار چیزوں کا جاننا هی اور اُسکے رکن چار معاملوں کا کرنا
هی اور هر ایک رکن کي دس اصلیں هیں پهلا طریق - یهه هی که اپني حقیقت کو جانے
دوسرا طریق — یهه هی که الله تعالی کو پهچانے تیسرا طریق — یهه هی که دنیا کي
حقیقت کو جانے چوتها طریق — یهه هی که قیامت کي حقیقت کو پهچانے اِن چاروں
طریقوں کا جاننا حقیقت میں مسلمان هونیکے طریق کا جاننا هی اور اُن رکنوں کے بهي چار
معاملے هیں دو ظاهر سے علاقه رکهتے هیں اور دو باطن سے وه دو جو ظاهر سے علاقه رکهتے
هیں اُن میں سے پهلا رکن — الله کا حکم بجالانا هی که اُسکا نام عبادات هی دوسرا رکن —
هر کام کے جو آداب هیں اُن کا لحاظ رکهنا هی که اُسکا نام معاملات هی اور وه دو رکن جو
باطن سے علاقه رکهتے هیں اُن میں سے پهلا رکن — بُري باتوں سے اپنے دل کا پاک کرنا هی
جیسے غصه سے اور کنجوسي سے اور حسد سے اور غرور سے اور تکبر سے که اس کا نام مهلکات
هی دوسرا رکن — اچهي باتوں سے اپنے دل کا سنوارنا هی جیسے صبر کرنے سے شکر کرنے سے
الله کي محبت رکهنے سے الله سے اُمید رکهنے سے الله پر توکل کرنے سے که اسکا نام منجیات

ھی پہلا رکن – جو عبادات کا ھی اُسمیں دس اصل ھیں پہلي – سنیوں کے اعتقاد میں دوسري – علم سیکھنے میں تیسري – ستھرائي میں چوتھي — نماز میں پانچویں — زکوۃ میں چھٹي – روزہ میں ساتویں – حج میں آتھویں – قران پڑھنے میں نویں – الله کي یاد کرنے اور دعاؤں کے مانگنے میں دسویں – وظیفہ پڑھنے میں دوسرا رکن – جو معاملات کا ھی اُس میں بھي دس اصل ھیں پہلي – کھانے کے ادب میں دوسري – نکاح کے ادب میں تیسري – کسب اور سوداگري کے ادب میں چوتھي – رزق حلال دھونڈھنے میں پانچویں – صحبت کے ادب میں چھٹي – گوشہ نشیني کے ادب میں ساتویں — سفر کے ادب میں آتھویں – راگ سننے اور حال آنے کے ادب میں نویں – لوگوں کو اچھي باتوں کے سکھانے اور بُري باتوں سے منع کرنے میں دسویں — رعیت پالنے اور حکومت کرنے میں تیسرا رکن – بُري باتوں سے اپنا دل پاک کرنے میں جنکو مہلکات کہتے ھیں اُس میں بھي دس اصل ھیں پہلي – نفس مارنے میں دوسري – بھوک کے مارنے اور عورت کي خواھش کے روکنے میں تیسري – بُري باتوں سے چپ رھنے اور زبان کو برائي سے روکنے میں چوتھي – غصہ اور رشک اور حسد کھونے میں پانچویں – دنیا کي محبت کے چھوڑنے میں چھٹي – مال کي محبت توڑنے میں ساتویں – جاہ اور برائي کي محبت کھونے میں آتھویں – ریا اور دکھلاوے کي عبادت نہ کرنے میں نویں – مغروري اور تکبر مٹانے میں دسویں – غرور اور غفلت دور کرنے میں چوتھا رکن – منجیات میں – اُسمیں بھي دس اصل ھیں پہلي – گناھوں سے توبہ کرنے میں دوسري – شکر اور صبر کرنے میں تیسري – الله کے غضب سے ڈرنے اور اُسکي رحمت سے اُمیدوار رھنے میں چوتھي – فقیري اور زھد کرنے میں پانچویں – سچي اور خالص نیت رکھنے میں – چھٹي – اپنے نفس سے برائیوں کا حساب لیتے رھنے اور اُسکے حالات پر غور کرنے میں ساتویں – الله تعالی کي عجایب حکمت کے فکر کرنے میں آتھویں – توکل اور توحید میں نویں – الله کي محبت اور شوق میں دسویں – موت کے یاد کرنے اور احوال قیامت کے سوچنے میں – یہہ فہرست ھی تمام کتاب کیمیاے سعادت کي اور اِس کتاب میں آگے کو اِن سب باتوں کي تفصیل آسان عبارت میں آویگي اگر کسي کو اِس سے زیادہ تحقیق کرني ھو تو عربي زبان میں جو کتابیں لکھي گئي ھیں جیسے احیاءالعلوم اور جواھرالقران اور اُسیطرح کي اور کتابوں میں دیکھے کیونکہ اِس کتاب سے یہہ مطلب ھی کہ ھرایک اِسکو سمجھہ سکے الله تعالی اِس کتاب کے پڑھنے والوں کي نیت بخیر کرے اور میري نیت کو بھي ریا اور دکھلاوے کي باتوں سے پاک کر کر قبول کرے اور توفیق دے کہ جو کہوں وھي کروں کیوں کہ آپ نہ کرنا اور اوروں کو کہنا بے تاثیر ھوتا ھی اور لوگوں کو کہنا اور آپ اُسپر عمل نکرنا قیامت کا وبال ھوتا ھی خدا اُس سے بچارے *

# ابتدا کتاب کي

مسلماني کے طریق پیدا کرنے میں اور وہ چار طریق هیں پهلا طریق -- اپنے آپ کو پہچاننا هے -- جاننا چاهیئے که الله تعالیٰ کے پہچاننے کي جز اپنے آپ کا پہچاننا هی اِسیواسطے کہا هے که جس نے اپنے آپ کو پہچانا اُسنے الله کو جانا اور الله صاحب نے بهي سورہ فصلت میں فرمایا که اب هم دکهلاوینگے اُنکو اپني نشانیاں دنیا میں اور اُنکے آپے میں جب تک نه ظاهر هو جاوے اُنپر که یهي ٹهیک هی غرض که اپنے آپ سے سوا کوئي چیز تجهه سے نزدیک نهیں هی پهر اگر تونے اپنے آپے کو نجانا تو اور کو کیا پہچانے گا اگرچه تو کہتا هی که میں اپنے تئیں جانتا هوں مگر یهي غلطي هی اِسطرح کے جاننے سے الله کي حقیقت کا پہچاننا نهیں آتا کیونکه اِتنا تو جانور بهي اپنے تئیں جانتا هی جتنا که تو سر اور منهه اور هاتهه پاؤں گوشت پوست ظاهر کا دیکهه کر پہچانتا هی اور باطن کي تجهے اِسي قدر خبر هی که جب بهوک لگتي هی روٹي کهاتا هی اور جب غصه آتا هی لڑتا هی جب عورت کو دل چاهتا هی جورو پاس جا سوتا هی اِتني بات میں تو تمام جانور تیرے برابر هیں پهر تجهے کو چاهیئے که اپني حقیقت کو ڈهونڈے که کہاں سے آیا هی اور کدهر کو جاویگا اوردنیا میں کس کام کو آیا هی اور کس دهندے کے لیئے تجهے پیدا کیا هی اور تیري بهلائي کیا هی اور کس چیز میں هی اور تیري بُرائي کیا هی اور کس چیز میں هی اور یهه باتیں جو تجهه میں جمع هیں که اُن میں بعضي چرندوں کي هیں اور بعضي درندوں کي اور بعضي دیووں کي اور بعضي فرشتوں کي اِن میں سے تو کون هی اور کون سي بات اصل میں تیري هی اور کون سي بیگانی تجهه میں آگئي هی اگر اس بات کو تو نجانیگا تو اپني بهلائي ڈهونڈه نه سکیگا کیونکه اِن میں سے هر ایک کي غذا جدا اور هر ایک کا کام جدا هی جانور کي غذا اور اُسکا کام دن رات کهانا اور اینڈنا اور سونا هی پهر اگر تو جانور هی تو دن رات کهانے اور اینڈنے اور سونے کي فکر میں رہ اور درندوں کي غذا اور اُنکا کام پهاڑنا اور چیرنا مارنا اور لڑنا هی اور دیووں کي غذا اور اُن کا کام فساد کرنا اور سر اُٹهانا اور فریب کرنا هی پهر اگر تو ان میں سے هی تو اِن کے کاموں میں مشغول هو که جو اِن کا مطلب هی وہ تجهکو حاصل هو اور فرشتوں کي غذا اور اُنکا کام الله کے دیدار کا دیکهنا هی اسي سبب سے نه اُن پاس غصه هی نه اُسمیں جانوروں کي سي باتیں هیں اگر تو بهي اصل میں فرشته هی تو اُسمیں کوشش کر که الله کو پہچانے اور اُسکے دیدار کے دیکهنے کے لایق هو اور نفس کي خواهش اور غصه سے بچے اور اسبات کو سمجهے که جانوروں اور درندوں کي باتیں تجهه میں کیوں بنائي هیں کیا اسلیئے بنائي هیں که تجهکو پکڑکر تجهه سے اپني خدمت لیویں اور دن رات تجهکو اپنا چاکر بناویں یا اسلیئے بنائي هیں که تو اُنکو پکڑے اور جو موت کا سفر تجهکو کرنا

هی اُسمیں ان سے خدمت لے کسي سے گهوڑے کا کام لے اور کسي سے هتیار کا اور چند روز جو یہاں هی تو بهي اُنسے اپني خدمت لے تاکه ان کے سبب تجهکو بهلائي ملے اور چین سے اپنے اصلي وطن میں چلا چلے اچهے لوگوں کے نزدیک تو وہ وطن دن رات الله کے دربار میں حاضر رهنا اور اُسکے دیدار کا دیکهنا هی اور عوام کے نزدیک بهشت میں جانا هی غرضکه یهه باتیں تجهکو جاننی لازم هیں تاکه تهوڑاسا اپنے آپکو جانے اور جو شخص که اتنا بهي نجانیگا دین کي راہ میں اُسکے نصیب پریشاني هی اور دین کي حقیقت اُس سے پردہ میں هی *

# فصل

اگر آدمي اپنے آپکو پہچاننا چاهے تو جان لے که آدمي کو دو چیزوں سے پیدا کیا هی ایک تو ظاهر کا بدن هی که آنکهه سے دکهائي دیتا هی اور ایک اندر کچهه چیز هی که اُسکو روح اور جان کهتے هیں اور بعضي دفعه جو کهتے هیں که دلمیں یهه بات آئي تو اُس دل سے بهي وهي روح اور جان مراد هوتي هی اور وہ اندر کي چیز باطن کي آنکهه سے دکهائي دیتي هی ظاهر کي آنکهه سے نهیں سوجهتي اور وهي اندر کي چیز آدمي کي حقیقت هی اور اُسکے سوا جو کچهه هی اُسکے تابع اور نوکر چاکر خدمتگار هیں اور امام غزالي صاحب نے اُس اندر کي چیز کا دل نام رکها هی اور جس جگهه دل کا نام لیکر وہ کچه بات کهتے هیں تو وهاں اُنکي مراد آدمي کي اصل حقیقت کي بات کهني هوتي هی اُسي کو روح بهي کهتے هیں اور جان بهي کهتے هیں ۔ اور امام غزالي صاحب کي مراد اس دل سے ظاهر کا دل جو گوشت کا تکرا آدمي کے بائیں طرف سینه میں لتکتا هی نهیں هوتي کیونکه وہ فرماتے هیں که اُسکي کیا حقیقت هی وہ تو جانوروں اور مردوں کے بهي هوتا هی اور وہ تو آنکهه سے بهي دکهائي دیتا هی اور جو چیز که ظاهر کي آنکهه سے دکهائي دیوے وہ تو دنیا کي چیزوں میں سے ایک چیز هی جسکو عالم ظاهر کهتے هیں اور جس دل کا وہ ذکر کرتے هیں وہ عالم ظاهر میں سے نهیں هی بلکه یہاں تو مسافروں کي طرح راہ چلتے آنکلا هی اور یهه ظاهر کا دل گوشت کا تکرا گویا اُسکے سفر کرنیکي سواري هی اور سب اعضا اُسکے نوکر چاکر خدمتگار هیں اور وہ سب کا بادشاہ هی اور اُسکا کام الله کا پهچاننا اور اُسکے دیدار کا دیکهنا هی اور جو الله کا حکم هی اُسیکے لیئے هی اور جو گناہ هوتا هی اُسي پر هوتا هی اور جو عذاب ثواب هی سب اُسي پر هی اور اچها هونا بُرا هونا اصل میں اُسیکا هی اور ظاهر کا بدن اُن سب باتوں میں اُسکے تابع هی غرضکه اُس اندر کي چیز کا خواہ دل نام لو خواہ جان اور خواہ روح اُسکا جاننا اور اُسکے بهلے بُرے کاموں کو پهچاننا الله تعالی کے پهچاننے کي جڑ هی پهر آدمي کو اسمیں کوشش کرني چاهیئے که اُس اندر کي چیز کو جانے کیوں که وہ بهت اچها پاک صاف موتي هی اور ذات الهي کے دربا

میں سے نکلا هی اور یہاں مسافر هوکر سوداگری کرنے اور کمائي کرنیکو آیا هی اور انشاالله تعالی جس سوداگري اور کمائي کرنیکو وہ اندر کي چیز یعني آدمي کي روح دنیا میں آئي هی اُس سوداگري کرنے اور کمائي کرنیکے معني آگے معلوم هووینگے *

## فصل

جاننا چاهیئے که روح کي حقیقت کا پہچاننا نہیں آتا جبتک یہہ نجانے که وہ بیشک موجود هی اور اُسکي حقیقت کیا هی اور اُسکے نوکر چاکر کون هیں اور اُسکو نوکروں چاکروں سے کیا علاقه هی اور اُسکا کام کیا هی اور اُسکو الله تعالی کي پہچان کیونکر هوجاتي هی اور وہ اس درجه پر کیونکر پہنچتي هی اگرچه اس سب کا حال هم بتاوینگے مگر اتني بات یہیں جان لیني چاهیئے که روح کا حقیقت میں موجود هونا تو ظاهر هی کس لیئے که آدمي کو اپنے هونے میں کسیطرح کا شک نہیں اور وہ یہه بھي جانتا هی که میرا هونا صرف ظاهر کے بدن کا هونا نہیں هی کیونکه ظاهر کا بدن تو مُردہ کے بھي هوتا هی مگر جان نہیں هوتي اور جب وہ جان نہیں هوتي تو پھر آدمي مردار هی اور اگر کوئي شخص آنکھه بند کرکر اپنے تن بدن کو بھول جاوے اور آسمان زمین کو بھي بھول جاوے اور جو کچھه آنکھه سے دکھائي دیتا هی اُسکو بھي بھلادے تو بھي اُسکو اپنے هونے میں کچھه شک نہیں هوتا اور اپنے آپے کو جانتا هی گو اُسنے آسمان کو اور زمین کو اور جو کچھه که اُسمیں هی سبکو بھلادیا هو اگر کوئي شخص اسي بات پر غور کرے تو تھوڑاسا قیامت کا حال بھي سمجھلے اور جان جاوے که یہه بھي هوسکتا هی که اگر ظاهر کا بدن بھي اُسکا جاتا رهے تو بھي وہ شخص جیسا هی ویساهي رهے *

## فصل

جاننا چاهیئے که روح کي حقیقت کي جستجو کرنے میں که وہ کیا هی اور کیونکر هی شریعت کي اجازت نہیں اور اسي سبب سے حضرت پیغمبر صاحب صلی الله علیه وسلم نے بھي اُسکي تفصیل بیان نہیں کي الله صاحب نے بھي سورہ بني اسرائیل میں یوں هي فرمایا که روح کا حال جو تجھه سے پوچھتے هیں اُنسے کہدے که روح میرے الله کا حکم هی اور اس سے سوا که الله کے حکموں میں سے یہه بھي ایک حکم هی پیغمبر صاحب نے بھي بتانے کا حکم نہیں پایا سچ هی الله هي کے لیئے پیدا کرنا هی اور اُسیکے لیئے حکم هی ظاهر کي مخلوق کا عالم اور هی اور باطن کے حکموں کا عالم جدا هی جو چیز که اندازہ میں آسکے یا دکھائي دیوے یا خیال میں آوے که کتني هی اُسکو تو ظاهر کي مخلوق کا عالم کہتے هیں کیونکه خلق کے معني اصل میں اندازہ میں لانیکے هیں آدمي کے دل کا کچھه اندازہ نہیں

اور نه یهه معلوم هوسکتا هی که وه کتنا هی اور اسي سبب سے دو مخالف باتیں اُسمیں جمع نہیں هوتیں کیونکه اگر جمع هوسکتیں تو ممکن تها که دل کا ایک کونا ایک بات کو جانتا هو اور دوسرا کونا اُسي بات سے ناواقف هو اور ایک هي دم میں عالم بهي هو اور اُسي دم میں جاهل بهي هو اور یهه بات نہیں هوسکتي اور باوجودیکه اس دل میں نه دوهري بات آسکتي هی اور نه اُسکا اندازه هوسکتا هی اسپر بهي الله کا پیدا کیا هوا هی *

## اسیقدر ترجمه لکها گیا تها

# تبئین الکلام

## فی

# تفسیر التوراة والانجیل علیٰ ملة الاسلام

### حصہ اول

آمنا باللہ وما انزل علی ابراھیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ و عیسیٰ
والنبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم و نحن لہ مسلمون – سورۃ آل عمران ۳ آیت ۸۳

# بسم الله الرحمن الرحيم

## مؤلفه سنه ۱۲۷۸ هجري مطابق سنه ۱۸۶۲ ع

## المقدمة الاولى

### انسان کي نجات کو نبیوں کا آنا ضرور هی

وہ ایک مقدس اور پاک هستي جسکو کوئي الله اور کوئي وجود اور کوئي کلام کہتا هی همیشه سے هی اور همیشه رهے گي ' وہ آپ هي آپ هی اور اُسکا هونا اُسکي ذات هی' کیونکه اُسنے اپنا لقب یهي بتایا که ' میں هوں ' اُسکا هونا هي اُسکي بڑائي هی ' اپنے هونے سے وہ پہچانا جاتا هی ' اور اسي بڑائي سے وہ پکارا جاتا هی ' اُسکي ابتدا هی نه انتہا' وہ اسیکا محتاج نهیں اور اُسکے سوا کوئي نهیں ' یہاں تک که اگر کہا جاوے که هی ' تو بوجها جاوے که وهي هی ' نه وہ کسي سے پیدا هوا ' اور نه اُس سے کوئي پیدا هوا ' اور پهر جو کچهه هوا بغیر اُسکے نهوا ' اُسکاسا کوئي نهیں ' نه هونے میں ' کیونکه هونا اُسکي ذات هی ' اور نه اُسي صفت میں ' کیونکه سب صفتیں اُسکي ذات هیں ' وہ زندہ هی ' نه جان سے ' بلکه اپنے آپ سے' وہ جانتا هی' نه کسي جہت سے' بلکه اپني ذات سے' وہ دیکهتا هی' نه کسي دیکهنے والي چیز سے' بلکه اپني ذات سے' وہ سنتا هی ' نه کسي سننے والي چیز سے ' بلکه اپني ذات سے' وہ بولتا هی ' نه کسي بولنے والي چیز سے ' بلکه اپني ذات سے ' وہ جو چاهتا هی سو کرتا هی' نه کسي غرض سے ' بلکه اپنے کمال سے ' وہ سب کچهه کرتا هی ' نه کسي کرنے والي چیز سے' بلکه اپني ذات سے ' وہ هر طرحپر یکتہ هی ' اور هر آن میں هزاروں لاکهوں بلکه بےانتها کام کرتا هی ' پهر ایسي ذات کو کوئي عقل سے پہچان سکتا هی ? ❊

بڑے بڑے عقلمندوں نے اِسمیں عقل دوڑائي ' اور اُسکي عجائب قدرت کے کارخانوں کو دیکهه دیکهه اور سوچ سوچ عقل لڑائي ' اِتنا تو جانا ' که اِن عجیب عجیب کارستانوں کا بنانے والا کوئي هی ' مگر اِسکے سوا اور کچهه نجانا ' اور جو جانا سو غلط جانا ❊

اُسکا واحد هونا اُسیکے بتائے سے جانا ' اور جیسا وہ هی اُسیکے بتائے سے اُسکو پہچانا ' مگر اِنسان کي طاقت نهیں ' که صرف اپني عقل سے جیسا وہ هی ویسا اُسکو جان لے ❊

اِنسان میں صرف یهي ظاهري گوشت پوست هي نهیں هی' بلکه اِسکے سوا اُسمیں ایک اَور چیز بهي هی ' جس سے در حقیقت اِنسان اِنسان کہلاتا هی ' آدمي اگر خود اپنے آپ میں غور کرے تو جان سکتا هی که اِس ظاهري بدن کے سوا اُسمیں اور کچهه چیز

بھي ھی ' جس سے وہ بھلائي اور بُرائي کو پہچانتا ھی ' اور ھر چیز کي کُنہہ کو بقدر اپني طاقت کے جانتا ھی ' اگرچہ اُس چیز کو اِنسان کے بدن سے کچھہ علاقہ ھی ' مگر جب غور سے دیکھو تو باوجود اُس علاقہ کے ' محض بےعلاقہ ھی ! آدمي کبھي ایسا محو ھوتا ھی ' کہ سب چیز کو بھول جاتا ھی ' مگر اپنے آپ کو نہیں بھولتا ' اِس سے خیال ھوسکتا ھی ' کہ گو اِنسان کا یہہ ظاھري بدن نیست بھي ھوجاوے ' مگر وہ چیز جو اُسمیں ھی جیسي ھی ویسي ھي رھے ' *

پھر اگر وہ چیز چند روزہ ھی ' اور آخر کو نیست ھونے والي ھی ' تو دل قبول نہیں کرتا ' کہ اُس ذات پاک دایم‌الوجود نے ' یہہ تمام عجائبات ایک ایسي فاني اور ناپائدار چیز کے لیئے بنائي ھوں ' پس کچھہ شبہہ نہیں ' کہ وہ چیز بھي دایم‌الوجود ھی ' اور نیست ھونے والي نہیں —

هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق * ثبت است بر جریدهٔ عالم دوامِ ما

اب غور کرنا چاھیئے ' کہ وہ چیز جو اِنسان میں ھی کیوں ھی ' اگر اِس واسطے ھی کہ جب اُسکو نیند آوے تو سو رھے ' اور جب بھوک لگے تو کھا لے ' تو اِنسان میں اور جانوروں میں کیا فرق ھی ؟ کیونکہ سب جانور بھي تو ایساھي کرتے ھیں ' اِس سے معلوم ھوتا ھی کہ وہ چیز اِنسان میں اِن کاموں کے لیئے نہیں ھی بلکہ اور کسي کام کے لیئے ھی *

اگر ھم صرف عقل کے زور سے اُس کام کو تلاش بھي کریں تو اِتنا تو جان سکتے ھیں کہ جسنے ھمکو بنایا اور جسنے ھمکو وہ چیز دي جو اُسکي مرضي ھی وہ کام اُس چیز سے کریں ' مگر یہہ نہیں جان سکتے کہ اُسکي مرضي کیا ھی جب تک کہ وہ خود ھي نہ بتاوے *

پس یہہ دو چیزیں ھیں جنکے لیئے نبیوں کا آنا ضرور ھی ' تاکہ وہ الہام سے بتاویں کہ تمھارا مالک کون ھی اور کیسا ھی ' اور تمکو کیونکر اپنے مالک کي مرضي پر چلنا چاھیئے جس سے تمھاري اصلي حقیقت کو جو کبھي فنا ھونے والي نہیں ھی حیات ابدي حاصل رھے *

اگر کہو کہ جب یہہ بات ھی تو تمام اِنسانوں کے لیئے جہاں وہ ھوں نبیوں کا ھونا ضرور ھی ' کیونکہ بغیر نبیوں کے اِنسان اپني عقل سے نہ اپنے مالک کو اور نہ اُسکي مرضي کو پہچان سکتا ھی ' پھر جب تک کوئي بتانے والا نہو وہ کس طرح کُفر و شرک کے گُناہ میں پکڑے جاسکتے ھیں ؟ ھم کہتے ھیں کہ بےشک یوں ھي ھی ' اور ھم یقین رکھتے ھیں کہ اللہ تعالی نے تمام بني نوع اِنسان پاس نبي بھیجے ' اور اُنھوں نے خدا کي وحدانیت اور اُسکي مرضي اُنکو بتائي ' گو رفتہ رفتہ ایک مدت بعد اُنھوں نے اُسکو خراب کردیا *

جہاں تک ہم انسان پر نظر کرتے ہیں ' اور کیسے ہی جنگلی وحشی آدمیوں پر خیال کرتے ہیں ' یہی پاتے ہیں کہ وہ کوئی نہ کوئی طریقہ معبود کی بندگی کا اس خیال سے کہ یہہ ایک اور عالم میں کام آنے والا ہی اپنے پاس رکھتے ہیں ' اور یہہ صاف دلیل اسبات کی ہی کہ یہہ خیال اُنکے یا اُنکے بڑوں کے دل میں اُسی نبی کی تعلیم سے پڑا ہی جو اُنکے لیئے مبعوث ہوا تھا •

سورۂ فاطر آیت ٢٣
وان من امة الا خلا فیها نذیر

اللہ تعالی سورہ فاطر میں فرماتا ہی کہ " کوئی ایسا فرقہ نہیں ہی جسمیں ڈرانے والا ( یعنی پیغمبر جو بُری باتوں سے ڈراتا ہی ) نہ گذرا ہو " •

سورۂ رعد آیت ٧
ولکل قوم هاد

اور اسیطرح اللہ تعالی سورۂ رعد میں فرماتا ہی کہ " ہر قوم کے لیئے راہ بتانے والا ( یعنی پیغمبر ) ہوا ہی" •

سورۂ یونس آیت ٤٧
ولکل امة رسول

اور اسیطرح اللہ تعالی سورۂ یونس میں فرماتا ہی کہ " ہر فرقہ کے لیئے ( جو گذر گئے ) ایک پیغمبر ہی " •

اور اس میں بھی کچھہ شک نہیں ہی کہ تمام انبیاء جسقدر گذرے سب کا دین ایک تھا ' اور وہ اسی بات کے سکہانے کو آئے اور یہی سکہاتے رہے کہ خدا ایک ہی ' اُسکے سوا کوئی نہیں ' وہی بندگی کے لایق ہی ' اُسیکی بندگی کرو •

سورۂ شوری آیت ١٣
شرع لکم من الدین ما وصی به نوحاً والذی اوحینا الیک وما وصینا به ابراهیم وموسی وعیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیه

اللہ تعالی سورۂ شوری میں فرماتا ہی کہ " تمکو دین میں وہی راہ ڈالدی ہی جو کہدیا تھا نوح کو ' اور جو حکم بہیجا ہمنے تجہکو ' اور جو ہمنے کہدیا تھا ابراہیم کو ' اور موسی کو ' اور عیسی کو ' کہ دین کو قایم رکہو ' اور اُسمیں کچھہ فرق مت کرو " •

ہاں البتہ ہر ایک کو شریعت یعنی اُس خداے واحد کی پرستش کے احکام ' اور اُسکا طریقہ ' جدا جدا بتایا ہی اور وہی ہر نبی کی شریعت کہلاتی ہی ' جسوقت انسان کی روح کو کوئی روحانی بیماری لگ جاتی ہی ' اور جس طریقہ عبادت سے وہ بیماری جاتی ہی ' وہی شریعت اُسوقت کے نبی کو دی جاتی ہی •

سورۂ المائدہ آیت ٥١
لکل جعلنا منکم شرعة ومنهاجا

اللہ تعالی سورۂ مایدہ میں فرماتا ہی کہ " ہر ایک کو نبیوں میں سے ہمنے دیا ایک دستور اور طریقہ ( یعنی شریعت ) " •

غرضکہ اس میں کچھہ شبہہ نہیں کہ تمام دنیا میں جسقدر مذہب پہلے ہیں وہ سب پہلے پہل نبیوں سے دیئے گئے ہیں اور سب کی تعلیم ایک تہی ' یعنی ایک

خدا کو ماننا اور اُسکی پرستش کرنی، مگر جب اُن لوگوں نے اُس مطلب کو بگاڑ دیا تو پھر نبی کے آنے کی حاجت ہوئی، اسی سبب سے ہزاروں نبی آئے، اور کتابیں لائے اور خدا کی وحدانیت اور خدا کے احکام کو لوگوں میں پھیلایا، جب یہہ احکام بخوبی پھیل گئے، اور سب طرح پر ظاہر ہوگئے، اور کوئی بات چھپی ہوئی اور دھوکہ میں پڑنے کی نہ رہی، تو اُس نبی کے بعد پھر کسی نبی کے آنے کی حاجت نرہی، اور وہی نبی خاتم النبیین ہی، چنانچہ یہہ کام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام ہوا ٭

اسلیئے ہم مسلمان یہہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا ایک ہی اور اپنی ذات پاک سے آپ موجود ہی، اور تمام چیزیں اُسی نے نیست سے ہست کی ہیں، اور وہ سب چیزیں پیدا ہونے اور موجود رہنے میں اُسکی محتاج ہیں، اور وہ کسی چیز کا محتاج نہیں ٭

وہ یکہ ہی اپنی ذات میں بھی اور اپنی صفات میں بھی اور اپنے کاموں میں بھی، کسیکو اُسکے کسی کام میں کسی طرح کی شرکت نہیں، اُسکا وجود اور اُسکی زندگی ہمارے وجود اور ہماری زندگی کی مانند نہیں ہی، اور نہ اُسکا علم ہمارے علم کی طرح پر ہی، اُسکا سننا اور اُسکا دیکھنا، اور اُسکا ارادہ، اور اُسکی قدرت، اور اُسکا کلام، ہماراسا دیکھنا، اور ہماراسا ارادہ، اور ہماری سی قدرت، اور ہماراسا کلام نہیں ہی، اور صرف نام کے ایک ہونیکے سوا اور کچھہ مناسبت نہیں رکھتا ٭

بنانا اور پیدا کرنا، اُسکی خاص صفت ہی، کیونکہ اور کوئی کسی چیز کو نہ بنا سکتا ہی نہ پیدا کرسکتا ہی، یہاں تک کہ انسان جو کام کرنا چاہتا ہی اُسکو بھی وہی پیدا کرتا ہی، البتہ انسان کی بناوٹ اُسنے ایسی رکھی ہی کہ وہ صرف قصد و ارادہ اچھے یا بُرے کام کا کرسکتا ہی ٭

وہ نہ کسی میں سماتا ہی، اور نہ کوئی اُسمیں سماتا ہی، مگر اپنی ذات سے سب چیزوں کو گھیرے ہوئے ہی، اور ہر چیز کے پاس ہی، اور ہر چیز کے ساتھہ ہی، مگر اُسکا پاس ہونا اور ساتھہ ہونا ہماری سمجھہ میں نہیں آتا ٭

تمام انبیاء جو ابتداء سے انتہا تک ہوئے سب برحق ہیں، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم بلاشبہہ خاتم النبیین ہیں، اور بیشک حضرت مسیح علیہ السلام روح اللہ اور کلمة اللہ اور رسول اللہ اور مؤید بروح القدس تھے ٭

تمام کتابیں، توریت، اور زبور، اور صحف انبیاء، اور انجیل، اور قرآن مجید جو ہمارے پیغمبر پر نازل ہوا، سب برحق اور خدا کی دی ہوئی کتابیں ہیں جو اُسنے اپنے پیغمبروں کو دیں ٭

تمام نبی صغیرہ اور کبیرہ گناہ سے پاک ہیں، فرشتے خدا کے بنائے ہوئے ہیں، اور عورت یا مرد ہونے سے پاک ہیں، اور جسکام کے لیئے بنائے گئے ہیں اُسمیں نافرمانی نہیں کرتے ٭

کوئي نبي یا فرشتہ اپني ذات سے بغیر خدا کے کنچھہ قدرت یا علم نہیں رکھتا *

مرنیکے بعد جي اُٹھنا اور قیامت کا ہونا ' اور حساب کا لیا جانا ' اور دوزخ اور بہشت کا ہونا ' اور جو کنچھہ کہ اُسمیں عذاب و تنعم سے مذکور ہوا ہی سب حق ہی ' جن الفاظوں سے کہ دوزخ و بہشت کے عذاب اور تنعم کا بیان ہوا ہی وہ صرف بطور مثال کے ہی ' ورنہ وہاں کے تنعم ' اور عذاب سے اور دُنیا کے تنعم اور عذاب سے بجز ایک سا نام ہونیکے اور کنچھہ مناسبت نہیں ہی ' اصلي اور اعلیٰ نعمت بہشت کي دیدار خدا کا ہی ' کہ ایمان والے اُس ذات پاک کو جسپر بن دیکھے ایمان لائے تھے بغیر کسي پردہ کے ' اور بغیر کسي صورت کے ' اور بغیر کسي جہت کے ' علانیہ دیکھینگے *

ایمان لانا صرف دلکي روحاني یقین کا نام ہی ' جب تک وہ یقین نہیں جاتا کسیطرح پر ایمان نہیں جاتا ' زبان کا اقرار صرف اُس دلي تصدیق کے ظاہر کرنیکي نشاني ہی ' کوئي کام جبتک وہ تصدیق دل میں ہی آدمي کو اُسکے اور خدا کے درمیان میں کافر نہیں کرتا ' کو وہ کام کیسا ہي گُناہ ہو ' اور گو ظاہر میں اُسکے افعال کے سبب اُسکو کافر بھي کہا جاوے ؛ مگر ایسي باتوں سے خدا ناراض ہی ' اور اگر چاہیگا تو اُنپر عذاب کریگا ' پھر اُسکا عذاب سہل نہیں ہی *

توبہ سے سب گُناہ بخشے جاتے ہیں ' اور شرک کے سوا اور جتنے خدا کے گُناہ ہیں خدا کو اختیار ہی اگر چاہے اپني رحمت سے بغیر توبہ کے بھي بخشدے ' اور چاہے چھوٹے سے چھوٹے گُناہ پر عذاب کرے ' مگر شرک بغیر توبہ کے بخشا نہیں جاتا *

لعل رحمت ربي حین یقسمہا * تاتي علیٰ حسب العصیان في القسم

یہہ عقیدے ہم مسلمانوں کے ہیں ' اور میں اقرار کرتا ہوں کہ میں اِنہي عقیدوں کي دلي اور روحاني تصدیق رکھتا ہوں *

اللہم احینا علیٰ ملۃ الاسلام ' * و امتنا علی ملۃ الاسلام ' ( آمین )

# المقدمة الثانية

## وحي اور کلام الٰہي کیا ہی ؟

وحي وہ چیز ہي جس سے خدا کي مرضي نامعلوم باتوں میں کُھل جاتي ہی ' اور یہہ بات کئي طرح پر ہوتي ہی *

اول — یہہ کہ خدا سے اُسکا پیغام سنا جاوے *

دوسرے — یہہ کہ خدا کا فرشتہ اپني صورت میں آوے ' اور خدا کا پیغام پہنچاوے *

تیسرے — یہہ کہ فرشتہ خدا کا آدمي کي صورت میں بنکر آوے ' اور خدا کا پیغام پہنچاوے *

چوتھے — یہہ کہ صرف بذریعہ آواز کے بغیر کسی کے مشاہدہ کے پیغام الہی پہنچے *

پانچویں — یہہ کہ خدا کی طرف سے دل میں خدا کا پیغام ڈالا جاوے *

چھٹے — یہہ کہ خواب میں یا اور طرح پر بذریعہ کشف کے پیغام الہی معلوم ہو *

ہم مسلمانوں کے مذہب بموجب مطلق وحی کا آنا صرف انبیاء ہی پر منحصر نہیں ہی ؛ بلکہ انبیاء کے سوا مقدس لوگوں پر بہی وحی آتی ہی ؛ مگر واسطے اس امر کے کہ انبیاء علیہم السلام اور اور مقدس لوگوں کی وحی میں شبہہ نہ پڑے جدا جدا نام رکہے ہیں؛ وحی کی پہلی چار قسموں کو جب انبیاء کے سوا اور لوگوں پر اترے تحدیث کہتے ہوں اور پانچویں قسم کو الہام اور چھٹی قسم کو مشاہدات یا مکاشفات ؛ اب نبیوں کے سوا متدس لوگوں پر بہی وحی آنیکا ثبوت ہمکو اپنی مذہبی دلیلوں سے بیان کرنا چاہیئے *

پہلی دلیل — اللہ تعالی سورۂ قصص میں فرماتا ہی " اور ہمنے وحی بہیجی موسی کی ما کو کہ اسکو دودھہ پلا ، پھر جب تجھکو ڈر ہو اسکا تو ڈالی دے اسکو دریا میں ، اور نہ خطرہ کر اور نہ غم کہا ، ہم پھر پہونچا دینگے اسکو تیری طرف ، اور کرینگے اسکو رسولوں سے " اس آیت سے حضرت موسی کی ما پر جو نبی نہ تہیں وحی کا آنا ثابت ہوتا ہی *

سورۃ القصص آیت ۷ ، و اوحینا الی ام موسی ان ارضعیه فاذا خفت علیه فالقیه فی الیم ولاتخافی ولاتحزنی انا رادوہ الیک وجعلوہ من المرسلین *

دوسری دلیل — اللہ تعالی سورۂ کہف میں فرماتا ہی " اے ذوالقرنین یا لوگوں کو تکلیف دے ، یا رکہہ اُن میں خوبی " اس آیت سے معلوم ہوا کہ خدا کا پیغام ذوالقرنین کو آیا اور وہ نبی نہ تہا *

سورۃ کہف آیت ۸۷ ، قلنا یاذالقرنین اما ان تعذب واما ان تتخذ فیهم حسنا *

تیسری دلیل — مشکواۃ میں حدیث ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ " بیشک تم سے پہلی اُمتوں میں الہام والے لوگ تہے ، پھر اگر میری اُمت میں کوئی ہی تو وہ عمر ہی " اس حدیث سے حضرت عمر کا جو نبی نہ تہے صاحب وحی یعنی صاحب الہام ہونا ثابت ہوتا ہی *

فی المشکواۃ فی باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدکان فیمن قبلکم من الامم محدثون فان یک فی امتی احد فانه عمر *

چوتھی دلیل — اللہ تعالی سورۂ مریم میں فرماتا ہی " اور ذکر کر کتاب میں مریم کا ، جب کنارے ہوئی اپنے لوگوں سے ایک شرقی مکان میں ، پھر پکڑلیا اُسنے اُنسے ورے ایک پردہ ، پھر بہیجا ہمنے اُس پاس اپنا فرشتہ ، پھر بن آیا اُسکے آگے آدمی پورا ، بولی مجھکو رحمان کی پناہ تجھسے اگر تو پرہیزگار ہی ، بولا میں تو بہیجا ہوا تیرے رب کا ہوں کہ دے جاؤں تجھکو ایک لڑکا ستھرا ، بولی

سورۂ مریم آیت ۱۶ الغایت ۲۲ ، واذکر فی الکتاب مریم اذانتبذت من اهلها مکانا شرقیا فاتخذت من دونهم حجابا فارسلنا الیها روحنا فتمثل لها بشرا سویا قالت انی اعوذ بالرحمن منک

ان كنت تقيا قال انما انا رسول ربك لاهب لك غلاما زكيا قالت انى يكون لي غلم ولم يمسسني بشر ولم اك بغيا قال كذالك قال ربك هو علي هين و لنجعله اية للناس و رحمة منا وكان امرا مقضيا •

کہانسے ہوگا میرے لڑکا اور چھوا نہیں مجھکو آدمي نے ' اور میں خراب بھي نہ تھي ' بولا یوں ہي فرمایا تیرے رب نے وہ مجھہ پر آسان ہی! اور اسکو ہم کیا چاہتے ہیں لوگوں کو نشاني اور رحمت ہماري طرف سے اور ہی یہہ کام تہیر چکا " •

پانچویں دلیل — اللہ تعالی سورۃ ال عمران میں فرماتا ہی " جب کہا فرشتوں نے

سورۃ ال عمران آیت ٤٥ ' اذ قالت الملئکة یمریم ان الله یبشرک بکلمة منه اسمه المسیح عیسی ابن مریم وجیها في الدنیا والاخرة و من المقربین •

اے مریم اللہ تجھکو بشارت دیتا ہی ایک اپنے کلمہ کي ' جسکا نام مسیح عیسی بیٹا مریم کا ہی ' مرتبہ والا دنیا میں اور آخرت میں اور مقربوں سے " •

چھٹي دلیل — اللہ تعالی نے سورۃ آل عمران میں فرمایا ہی " اور جب فرشتوں نے

آل عمران آیت ٤٢ و ٤٣ ' واذ قالت الملئکة یمریم ان الله اصطفاک و طهرک و اصطفاک علی نساء العالمین یمریم اقنتي لربک و اسجدي وارکعي مع الراکعین •

کہا اے مریم اللہ نے تجھکو برگزیدہ کیا اور ستھرا بنایا ' اور برگزیدہ کیا تجھکو سب جہان کي عورتوں سے ' اے مریم بندگي کر اپنے رب کي اور سجدہ کر اور رکوع کر رکوع کرنے والوں کے ساتھہ " ان تینوں آیتوں سے ثابت ہوتا ہی کہ حضرت مریم پر جو نبیہ نہ تھیں خدا کي وحي آئي •

یہہ چھئوں دلیلیں اسبات کا بخوبي تصفیہ کرتي ہیں کہ خدا کي وحي نبیوں کے سوا اور مقدس لوگوں پر بھي آتي ہی ' اور یہہ بھي جان لینا

في المشکواة في باب التوکل والصبر قال النبي صلی الله علیه وسلم ان روح القدس نفث في روعي •

في المشکواة في باب مناقب عمر ما کنا نبعد ان السکینة تنطق علی لسان عمر وقلبه •

چاہیئے کہ پانچویں قسم کي وحي کو جب نبي پر اوترتي ہی کبھي نفث فی الروع بھي کہتے ہیں اور جب نبي کے سوا اور کسي مقدس کو ہوتي ہی تو اسکو سکینہ کہتے ہیں مشکواۃ میں حدیث ہی کہ فرمایا نبي صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ " بیشک روح قدس نے ڈالا میرے دل میں " اور مشکواۃ ہي میں یہہ بھي ہی کہ " سکینہ عمر کي زبان سے اور دل سے بولتي ہی " اس وحي کا یہہ طریقہ ہی کہ صاحب وحي کے دل میں بسبب نور اور صفائي قلب اور پاکیزگي روح کے خود بخود ایک بات جوش مارتي ہی اور وہ زبان سے نکلتي ہی ' وہ کلام في الحقیقة کلام رحماني ہی جو اسکي زبان سے نکلا نہ کلام نفساني ' مگر ہم مسلمان ان دونوں قسم کي وحیوں میں یعني جو نبي پر آوے اور جو غیر نبي پر آوے تمیز رکھنے کو یہہ اعتقاد رکھتے ہیں ' کہ جو وحي انبیاء کو ہوتي

هی اُسمیں کبھي غلطي نہیں ہوتي نہ اصل وحي میں اور نہ تعبیر معني میں ' اور جو وحي انبیاء کے سوا اور مقدس لوگوں کو ہوتي هی اُس میں سمجھہ کي غلطي کا احتمال هی ' خواہ باعتبار وحي سمجھنے اُس واقعہ کے جو ہوا خواہ باعتبار تعبیر اور تفہیم معني وحي کے ' علاوہ اسکے ایسي وحي جس سے شریعت کا کوئي نیا حکم پیدا ہو وہ نبي کے سوا اور کسي کو نہیں ہوتي ' محققین علماء مسیحي کا بھي یہي مذہب هی ' مارٹن لوتھر صاحب جو فرقہ پروتستنت کے پیشوا ہیں اپني کتاب کي دوسري جلد میں جہاں ذکر هی کہ بیمار پر مجلس کے قسیس تیل ڈالیں وہاں لکھتے ہیں کہ " گو یہہ نامہ یعقوب کا ہو لیکن حواري کو نہیں پہونچتا کہ اپني طرف سے سیکرمنٹ یعني حکم شرعي بناوے ' یہہ منصب صرف حضرت عیسیٰ کو تھا " •

نامہ یعقوب باب ۵ ورس ۱۴

یہہ بھي جاننا چاهیئے کہ ہمارے مذہب بموجب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواري بھي صاحب وحي یعني صاحب الہام تھے ؛ دلیل اسکي یہہ هی کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ مائدہ میں فرمایا هی " اور جب میں نے وحي بھیجي حواریوں کے پاس کہ یقین لاؤ مجھہ پر اور میرے رسول پر ' بولے هم یقین لائے اور تو گواہ رہ کہ هم مسلمان ہیں " •

سورۃ المائدہ آیت ۱۱۱ ' واذ اوحیت الی الحواریین ان آمنوا بی وبرسولي قالوا آمنا واشہد باننا مسلمون •

جب وحي کے معني معلوم ہوگئے تو اب جاننا چاهیئے کہ جو خدا کا پیغام نبي پر کسي طرح پہونچے وہ کلام الہي هی ' چنانچہ جسقدر پیغام خدا کے انبیاء سابقین اور همارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پاس پہونچے ' اور اُنہوں نے لوگوں کي هدایت کے لیئے بطور احکام یا وعظ یا نصیحت اور طرح پر بیان فرمائے ' وہ سب برحق اور کلام الہي ہیں ' مگر جسقدر کلام الہي محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا اُسمیں معجزہ فصاحت کا مقصود نہ تھا ' اِسلیئے وحي بطور مضمون القاء ہوتي تھي جسکو انبیاء اپني زبان سے تعبیر فرماتے تھے ' ہورنیر اور لیافان صاحب لکھتے ہیں کہ " روح القدس نے جسکي تعلیم اور مدد سے انجیل نویسوں اور حواریوں نے لکھا هی اُنکے لیئے کوئي زبان نہیں ٹھہرائي تھي ' بلکہ اُسنے اُنکے دلوں میں صرف مطلب سمجھا دیا اور غلطي میں پڑنے سے بچایا ' اور هرایک کو اختیار دیا کہ اپنے محاورہ اور عبارت میں اُسکو ادا کریے ' اور جیسے هم اُن پاک لوگوں کي لیاقت اور مزاج کے موافق اُنکي کتابوں میں محاورہ کا فرق پاتے ہیں ' ویسا هي وہ شخص جو اصل زبان سے ماہر ہوگا متي اور لوقا اور پال اور یوحنا کے محاورہ میں فرق پاویگا ' اگر روح القدس حواریوں کو عبارت بتلادیتا تو یہہ بات هرگز نہوتي ' بلکہ اِس حالت

میں کُتب مُقدسہ میں سے ہر کتاب کا محاورہ یکساں ہوتا" مگر ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جو وحي نازل هوئي أسمیں بالذات ایک اور معجزہ فصاحت کا بھي مقصود تھا ' اسلیئے ضرور ہوا کہ وہ وحي بلفظہ نازل ہو تاکہ أسکي سي فصاحت انسان سے نہ بن سکے' چنانچہ قرآن مجید اسیطرح بلفظہ نازل ہوا' اور وهي لفظ بلفظ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو پڑھہ سنایا ' اِس سبب سے ہم مُسلمانوں نے اپني اصطلاح میں کلام الهي کو ایک خاص معنوں میں سمجھا هی ' یعني وہ وحي کہ جسکے لفظ بھي خدا سے هي هوں ' اور ایسي وحي کو هم کہتے هیں وحي متلو یا کلام الهي ' اور أس وحي کو جو بطور مضمون القا هوئي تبي کہتے هیں وحي غیر متلو یا حدیث ' مگر بسبب خاص وجہہ کے یہہ ایک خاص اصطلاح قرار پائي هی ' نعوذباللہ اِس سے یہہ مطلب نہیں هی کہ انبیاء سابقین علیهم الصلواۃ والسلام پر جو القاء هوا اور جو احکام اور هدایت دین کي أنهوں نے فرمائي ' یا سواے قرآن مجید کے اور جو کچھہ دین کے معاملہ میں همارے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کلام الهي نہیں هی *

اور یہہ بھي جاننا چاهیئے کہ هم مسلمانوں کے مذهب میں صاحب وحي یا صاحب الهام کا وهي کلام وحي سمجھا جاتا هی جو أسنے دین کے مقدمہ میں کہا هو ' یا ایسي بات کہي هو جسکا بغیر وحي یا الهام کے کہنا عقلاً بعید هو ' یا خود أسنے ظاهر کیا هو کہ میں یہہ بات وحي یا الهام سے کہتا هوں' یا قرینہ حالیہ اور مقالیہ سے معلوم هو کہ وہ وحي یا الهام سے کہا گیا هی ' اور اِسکے سوا جو أسکا أور کلام هی اور جو دن رات انسان کے برتاؤ میں آتا هی اور دنیاوي أمورات سے علاقہ رکھتا هی أسکو وحي سے کچھہ علاقہ نہیں هی ' اسکي دلیل یہہ هی کہ مشکواۃ میں رافع ابن خدیج سے روایت هی کہ" جب نبي صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ والے کھجوري کے درخت میں نر کھجور کا مادہ ڈالتے تھے' حضرت نے فرمایا کہ تم کیا کرتے هو' أنهوں نے کہا کہ هم یوں هي کیا کرتے هیں ' حضرت نے فرمایا کہ شاید تم نکرو تو بهتر هو ' پهر أنهوں نے نہ کیا ' تب کھجوریں کم پهلیں اسکا ذکر حضرت سے أن لوگوں نے کیا ' پهر آپ نے فرمایا کہ میں اِنسان هي هوں ' جسوقت تمکو کسي چیز کا تمهارے دین کي باتوں میں حکم کروں أسکو اختیار کرو ' اور جب تمکو اپني عقل سے کسي بات کا حکم کروں تو میں بھي انسان هوں *

في المشكواة في باب الاعتصام بالكتاب والسنة عن رافع ابن خديج قال قدم نبي الله صلى الله عليه وسلم المدينة وهم يابرون النخل فقال ما تصنعون قالوا كنا نصنعه قال لعلكم لو لم تفعلوا كان خير فتركوه فنقصت قال فذكروا ذلك له فقال انما انا بشر اذا امرتكم بشيء من امر دينكم فخذوه واذا امرتكم بشيء من رأيي فانما انا بشر *

اِس سے یہہ نتیجہ نکلتا هی کہ اگر کسي صاحب وحي یا صاحب الهام کا أسقدر قول یا تحریر میں جو بطور عام انسانوں کے هو بالفرض اگر کوئي غلطي یا سهو نکل آوے تو

کسي طرح اُسکے صاحب وحي یا صاحب الہام اور پاک اور مقدس ہونے پر شبہہ نہیں ہوسکتا ' یہي سبب هی که ہم مسلمان باوجودیکه تمام کتب عہد عتیق اور عہد جدید کو پاک اور مقدس جانتے هیں مگر خاص متن بیبل کو اُسکي روایت سے علاحدہ تمیز کرتے هیں ' اور اگر کہیں کچہہ تناقض امور تاریخي میں پاتے هیں تو اُس سے کسي طرح متن بیبل پر شبہہ نہیں کرتے ' کیونکه محافظت متن کي در اصل همکو مد نظر هی اور ظاهرا یہي طریقہ علماء عیسائي کا بہي معلوم هوتا هی " *

† هارن صاحب سینت آگس تئین صاحب کا قول نقل فرماتے هیں که " جن شخصوں پر روح القدس مذهب کي باتیں الہام سے پہونچاتي تهي وهي شخص بعض اوقات مثل دیانتدار مورخوں کے ( یعني بغیر الہام کے ) بہي لکہا کرتے تہے ' اور بعض اوقات الہام کي تاثیر میں هوکر پیغمبروں کي مانند لکہتے تہے ' اور وہ تحریریں ایک دوسري سے اسقدر اختلاف رکہتي هیں که اُن میں سے ایک قسم اُن لوگوں کي طرف اسطرح منسوب کي جاتي هی که گویا اُنہوں نے اُسکو بطور مصنف کے تصنیف کیا هی اور دوسري قسم خدا پر منسوب کي جاتي هی که گویا خدا اُنکے ذریعه سے کلام کرتا هی ' ان میں سے اول قسم کي تحریریں همارے علم کے بڑهانے کے کام آتي هیں ' اور دوسري قسم کي تحریریں مذهب کي سند کے واسطے " *

تفسیر هنري اور اسکات کي اخیر جلد میں هی که ضرور نہیں که هر لکہا پیغمبر کا الہامي یا قانوني هو ' اور اسلیئے که حضرت سلیمان نے بعض الہامي کتابیں لکہیں یہه ضرور نہیں که جو اُنہوں نے بطور تاریخ کے لکہا وہ بہي الہامي هو ' اور یاد رکہنا چاهیئے که پیغمبر اور حواري خاص خاص مطلب اور موقع پر الہام کیئے جاتے تہے *

واتسن صاحب کي چوتہي جلد میں رساله الہام کے اندر جو ڈاکٹر بینسن کے پارافریز یعني تفسیر سے لکہا هی یہه بات لکہي هی که " حواري لوگ جب دین کي بات بولتے یا لکہتے تہے تو وہ خزانه الہام سے جو اُنکو حاصل تہا لکہتے تہے اور وہ اُنہیں درست رکہتا تہا لیکن وہ انسان اور ذوی العقول تہے ' اور اُنہیں الہام بہي هوتا تہا ' اور جسطرح اور آدمي معاملات میں الہام بغیر عقل سے بولتے اور لکہتے هیں ویساهي وہ بہي عام معاملوں میں بولا اور لکہا کرتے تہے ' چنانچه آینده مثالوں سے یہه مطلب ثابت هوتا هی *

مثلا مقدس پال کے نامه اول تمتہي کے پانچویں باب کے تئیسویں ورس میں لکہا هی " اور اب سے تو صرف پاني نه پیاکر ' بلکه اپني معدے اور کم زوري کے سبب تہوڑي شراب پي " اِس ورس سے معلوم هوتا هی که یہه ورس بغیر الہام کے لکہا گیا هو *

---

† هارن صاحب کا انترو ڈکشن اوپر علوم بیبل کے مطبوعه سنه ۱۸۲۵ ع لندن جلد ۱ صفحه ۱۲۵ ـــ

اور مقدس پال کے نامہ دوم تمتھي کے چوتھے باب کے تیرھویں ورس میں لکھا ھی " وہ ادا جسے میں نے ترواہ میں کارپاہ کے ھاں چھوڑا اور کتابیں خصوصاً چمڑے کا ورق لیتے آ " معلوم ھوتا ھی کہ یہہ ورس بھي پہلے ورس کیطرح بغیر الھام کے لکھا گیا ھی *

اور اسیطرح اسي نامہ کے چوتھے باب کا بیسواں ورس بھي بغیر الھام کے لکھا ھوا معلوم ھوتا ھی " اراستہ کرنتھي شہر میں رھا ھی ' ترونمي کو میں نے میلیتي میں بیمار چھوڑا " *

اور یہہ ورس جو آگے آتے ھیں معلوم ھوتا ھی کہ الھام سے لکھے گئے ھیں *

نامہ اول کرنتھیونکا باب ۷ ورس ۱۰ " پر میں اُنکو جن کا بیاہ ھوا ھی حکم کرتا ھوں' میں نہیں خداوند حکم کرتا ھی ' کہ جورو اپنے خصم سے جدا نہووے " *

اعمال باب ۱۶ ورس ۶ " جب فروگیا اور سر زمین گلا تیا سے گذرے روح قدس نے اُنہیں ایشیا میں مسیح کي بات کہنے سے منع کیا " *

ورس ۷ " تب مسیا میں آکے اُنہوں نے قصد کیا کہ بتھنیا کو جاویں پر روح نے اُنہیں جانے ندیا " *

اور یہہ ورس جو آگے آتے ھیں اُنسے معلوم ھوتا ھی کہ وہ الھام سے نہیں لکھے گئے بلکہ صرف اجتہاد سے لکھے گئے ھیں *

نامہ اول کرنتھیونکا باب ۷ ورس ۱۲ " باقي جو کچھہ ھی خداوند نہیں میں کہتا ھوں' اگر کسي بھائي کي جورو بےایمان ھو ' اور اُسکے ساتھہ رھنے کي رضامند ھو تو وہ اُسکو نچھوڑے " *

نامہ اول کرنتھیونکا باب ۷ ورس ۲۵ " کنواري کے حق میں خداوند کا کوئي حکم میرے پاس نہیں ' لیکن جیسا دیانت دار ھونے کے لیئے خداوند سے رحم پایا ھوں ایسي ھي صلاح دیتا ھوں " *

ان تمام مثالوں سے یہہ بات بخوبي روشن ھی کہ حواري حضرت مسیح علیہ السلام کے ھمیشہ الھام سے نہیں لکھتے تھے ' بلکہ اپنے علم اور اپنے اجتہاد سے بھي لکھا کرتے تھے ' اسلیئے یہہ امتیاز کیا گیا ھی کہ حواریین جب کوئي بات الھام سے لکھتے تھے؟ تو اُس سے تو یہہ سمجھا جاتا تھا ' کہ وہ خدا کي مرضي لوگوں کو بتاتے ھیں ' اور جب وہ بغیر الھام کے کچھہ لکھتے تھے تو اُس سے صرف انسان کي تہذیب اخلاق مراد ھوتي تھي *

علاوہ اسکے یہہ بات بھي عقل کے قریب ھی کہ جو حال اپني آنکھ کا دیکھا ھوا یا سنا ھوا لکھا جاوے ' اُسمیں الھام کي کچھہ ضرورت نہیں ھی ' بیوسوبر اور لیافان کا یہي قول تھا *

غرض کہ اِن وجوھات سے یہہ بات نہایت؟ استحکام سے کہي جاسکتي ھی کہ عیسائي اور مسلمان دونوں کا مذھب؟ یہي ھی؟ کہ یہہ بات کچھہ ضرور نہیں ھی کہ سب تحریریں

اگلے زمانوں کي جو همارے پاس هیں اور جنکو اُن شخصوں نے لکھا هی جنکو الهام هوتا تھا اُن سب کو کلیةً اسطرح پر سمجھنا چاهیئے که وه سب الهام سے لکھي گئي هیں *

# المقدمة الثالثة

## توریت اور صحف انبیاء اور زبور اور انجیل جنکا نام قرآن مجید میں آیا هی وه کونسي کتابیں هیں

دوسرے مقدمه میں همنے وحي اور کلام الهي کي حقیقت بیان کی هی' اُس سے معلوم هوا هوگا که جو وحي خدا کیطرف سے پیغمبر پاس پهونچے اور وه پیغمبر لوگوں کے سامنے بیان کرے حقیقت میں وه خدا کا کلام هی ' اور جب وه کلام لکھا جاوے تو وه اُس پیغمبر کي کتاب هی جسپر خدا کا کلام اُترا تھا ' پس حقیقت توریت اور صحف انبیاء اور زبور اور انجیل کي وه وحي هی جو خدا کي طرف سے موسیٰ اور انبیاء بني اسرائیل اور داؤد اور عیسیٰ علیهم السلام پر اُتري ' اور جب وه لکھي گئي تو وه کتاب مکتوب شده توریت و زبور اور صحف انبیاء اور انجیل کے نام سے مشهور هوئیں *

اب طریقه تحریر میں تفاوت هی ' پہلے زمانه میں کلام الهي لکھنے کا یهه رواج عام تھا که بطور روایت کے لکھا جاتا تھا ' یعني لکھنے والا کلام الهي کا سلسله وار حال لکھنا شروع کرتا تھا ' اور اُسي سلسله میں جو وحي پیغمبر پر اُتري تھي وه بھي لکھه جاتا تھا مثلاً مقدس متی نے طلاق نه دینے کے حکم کو اپني انجیل میں اسطرحپر لکھا هی *

١ " یسوع اس کلام کو تمام کرکر جلیل سے جاکے یردن کے پار یهودیه کي سرحد میں آیا " *

٢ " اور بہت سي جماعتیں اُسکے پیچھے هولیاں ' اور اسنے اُنهیں وهاں چنگا کیا *

٣ " فروسیوں نے اُسکے امتحان کے لیئے اُس پاس آکے کہا که هرایک سبب سے اپني جورو کو طلاق دینا آدمي کو روا هی " *

٤ " اُسنے جواب دیا کیا تمنے نهیں پڑھا که جسنے ابتداء میں اُنهیں پیدا کیا اُسنے اُنهیں ایک نر و ایک ماده بنایا " *

٥ " اور بولا که اسلیئے مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑیگا ' اور اپني جورو سے ملا رهیگا ' اور وے دونوں ایک تن هونگے ' اسلیئے اب وے دو نهیں بلکه ایک تن هیں " *

٦ " پس جو کچھه خدا نے جوڑا هی آدمي اُسے جدا نکرے " *

٧ " اُنهوں نے اُسکو کہا که پھر موسیٰ نے کیوں طلاق نامه دینے اور اُسے چھوڑنے کي اجازت دي " *

۸ " اُسنے اُنکو کہا کہ موسیٰ نے تمھاری سخت دلی کے سبب سے تمکو اجازت دی کہ اپنی جورؤں کو چھوڑ دو ' پر ابتداء میں ایسا نہ تہا " *

۹ " اور میں تمھیں کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی جورو کو سوائے حرام کاری کے کسو سبب سے طلاق دے اور دوسری سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہی' اور جوکوئی اُس چھوڑی گئی عورت سے بیاہ کرے وہ بہی زنا کرتا ہی " ( متیٰ باب ۱۹ ) *

پس ہم لوگ پہلے اور دوسرے اور تیسرے اور ساتویں ورس کو روایت تعبیر کرتے ہیں اور باقی کو متن یعنی وہ خاص وحی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر خدا کی طرف سے اُتری ' جب ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تو اُسمیں علاوہ احکام کے فصاحت کا بہی معجزہ مقصود تہا ' اسلیئے اُسمیں کوئی لفظ روایت کا شامل نہیں ہوا' بلکہ صرف وہی لفظ لکہے گئے جو خدا کیطرف سے اُترے ' پہر حال جب کلام پیغمبر کا لکھا گیا وہ اُس پیغمبر کی کتاب ہی ' خواہ وہ بشمول روایت لکہی گئی ہو خواہ بلا شمول روایت کے ' اور یہی سبب ہی کہ ہم مسلمان متن توریت اور انجیل کو اور اُنکی روایت کو جدا جدا تمیز کرتے ہیں ' اب سمجھہ لینا چاہیئے کہ جو وحی اگلے نبیوں پر اُتری اور وہ جسطرح پر لکہی گئی وہ کتابیں مکتوب شدہ توریت اور زبور اور صحف انبیاء اور انجیل کے نام سے مشہور ہوئیں جنکا نام کتب عہد عتیق اور عہد جدید ہی *

بعض انبیاء کی وحی کو متعدد لکھنے والوں نے لکہا ' اور اُس نبی کے نام کی متعدد کتابیں لکہی گئیں ' پس جب ہم کسی پیغمبر کی کتاب کا نام لینگے تو ہماری مراد وہ سب کتابیں ہونگی جو اُس پیغمبر کے نام سے لکہی گئیں اور مشہور ہوئیں *

یہہ بہی ممکن ہی کہ پیغمبر نے کوئی بات وحی کی بیان کی ہو مگر وحی لکھنے والے سے لکہنی رہ گئی ہو ' اگرچہ ہمارا اعتقاد یہہ ہی کہ وحی لکہنے والوں نے نہایت سعی اور کوشش سے اس انداز پر وحی کو جمع کیا ہی کہ غالباً سب جمع ہوگئی ہیں' مگر پہر بہی بمقتضاے بشری کسیکا باقی رہ جانا نا ممکن نہیں ' چنانچہ اسکا ثبوت آیندہ مثل سے بیان ہوتا ہی ' † مقدس متیٰ نے اپنی انجیل میں لکہا ہی " کہ یوسف ایک شہر میں جسکا نام ناصرت تہا آکر رہا ' اسیطرح جو نبیوں کی معرفت سے کہا گیا تہا کہ وہ ناصری کہلاویگا پورا ہوا " حالانکہ یہہ پیشین گوئی اگلے نبیوں کی کسی کتاب میں لکہی ہوئی نہیں ہی *

غرض کہ ہم مسلمان یقین کرتے ہیں ' کہ جو وحی اگلے نبیوں پر نازل ہوئی وہ اُنہیں کتابوں میں لکہی گئی جو توریت اور صحف انبیاء اور زبور اور اناجیل کے نام سے مشہور ہیں ' اور جہاں قرآن مجید میں توریت اور زبور اور صحف انبیاء اور انجیل کا نام آیا ہی اُس سے وہی کتابیں مراد ہیں جو ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے

† متیٰ ۲ — ۲۳ —

لکهي گئیں ' اور توریت اور زبور اور صحف انبیاء اور اناجیل کے نام سے کسي نه کسي وقت مشهور اور مروج هوئیں ' اور همارا یهه اعتقاد نهیں هی که جن کتابوں کا نام قرآن مجید میں آیا هی اُن کتابوں کے سوا وہ آوُر کتابیں تهیں؛ اب همکو اپني مذهبي کتابوں سے اسبات کي دلیل بیان کرني چاهیئے که قرآن مجید میں اور حدیثوں میں جو نام لیئے گئے اُنسے یهي کتابیں مراد هیں ' چنانچه هم اب اُن دلیلوں کو بیان کرتے هیں *

پهلي دلیل — بخاري میں حضرت عایشه رضي‌الله عنها سے ایک بهت بڑي حدیث منقول هی' اُس میں یهه بهي هی که " پیغمبر خدا صلی‌الله علیه و سلم پر وحي آنیکي ابتدا هوئي اور حضرت خدیجه نے وہ حال سنا تو حضرت خدیجه پیغمبر خدا صلی‌الله علیه و سلم‌کو اپنے ساتهه ورقه بیٹے نوفل بیٹے اسد بیٹے عزی اپنے چنچیرے بهائي کے پاس لائیں ' اور وہ زمانه اسلام سے پهلے عیسائي هوگئے تهے ' اور وہ لکهتے تهے انجیل کو عبراني میں جسقدر که خدا لکهواتا تها " پس اس حدیث سے ثابت هوتا هی که حدیثوں میں اُسي انجیل کا ذکر هی جو اُس زمانه میں مروج تهیں' اور همکو تاریخ سے بالیقین ثابت هوتا هی که مقدس متی کي انجیل در اصل عبراني میں تهي *

عن عایشة رضي‌الله عنها و هذه قطعة من الحدیث الطویل" فانطلقت به خدیجة حتی اتت به ورقة بن‌نوفل بن اسد بن عزی ابن عم خدیجة وکان امراء تنصرفي الجاهلیة و کان یکتب‌الکتاب العبراني فیکتب من‌الانجیل بالعبرانیة ماشا الله ان یکتب " رواه البخاري *

دوسري دلیل — سورہ آل عمران میں هی که جب یهود نے اسبات پر که توریت سے پهلے سب چیزیں کهانے کي بني اسرائیل پر حلال تهیں مگر وہ چیزیں جنکو اسرائیل نے اپني جان پر حرام کرلیا تها انکار کیا ' بلکه یهه کها که همیشه سے اور ابراهیم کے وقت سے وہ چیزیں حرام هیں ' تو الله تعالی نے پیغمبر صاحب سے فرمایا که تو یهود سے کهه" که تم لاؤ توریت کو اور پڑهو اگر تم سچّے هو " اس آیت سے ثابت هوا که جو کتاب اُس زمانه میں توریت کے نام سے مروج تهي اُسي کا ذکر قرآن مجید میں هی *

سورة آل عمران آیت ۹۳ فاتوا بالتورية فاتلوها انکنتم صدقین *

تیسري دلیل — بخاري میں عبدالله ابن عمر سے روایت هی که " یهودي پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم پاس حکم پوچهنے کو ایک یهودي مرد اور عورت کو لائے ' اُن دونوں نے زنا کیا تها ' آپ نے فرمایا که تم میں سے جو زنا کرے اُسکے ساتهه تم کیا کرتے هو ' اُنهوں نے کها که هم اُن دونوں کا منهه کویلوں سے کالا کرتے هیں اور اُن دونوں کو جلاوطن کرتے هیں آپ نے فرمایا تمنے سنگسار کرنا

عن عبدالله ابن عمر ان الیهود جاوا الي النبي صلی الله علیه وسلم ' برجل منهم وامراة زنیا ' فقال لهم کیف تفعلون بمن زنی منکم ' قالوا نحممهما و نضربهما ' فقال لاتجدون في التوراة

الرجم، فقال: لا نجد فيها شيئا، فقال لهم عبدالله ابن سلام كذبتم فأتوا بالتوراة فاتلوها ان كنتم صادقين، فوضع مدراسها الذي يدرسها منهم كفه على آية الرجم فطفق يقرأ ما دون يده و ما وراءها ولا يقرأ آية الرجم، فنزع يده عن آية الرجم، فقال ما هذه، فلما رأوا ذلك قالوا هي آية الرجم، فأمر بهما فرجما قريبا من حيث يوضع الجنائز عند المسجد فرأيت صاحبها يحني عليها يقيها الحجارة رواه البخاري *

توریت میں نہیں پایا' اُنہوں نے کہا کہ همنے تو اُس میں کچھہ نہیں پایا' پھر اُنسے عبداللہ ابن سلام نے کہا کہ جھوٹ بولے تم' اور یہہ آیت قرآن مجید کی پڑھی کہ تم لاؤ توریت کو اور پڑھو اگر تم سچے هو' (چنانچہ توریت آئی اور وہ مقام نکالا) پھر توریت کے پڑھنے والے نے آیت رجم پر اپنا هاتھہ رکھہ لیا اور ادھر اُدھر سے پڑھنے لگا اور آیت رجم کو نہ پڑھا' پھر عبداللہ ابن سلام نے اُسکا هاتھہ آیت رجم پر سے اُٹھا لیا اور کہا کہ یہہ کیا هی' جب اُنہوں نے دیکھا تو کہا یہہ آیت رجم کی هی' پھر حکم دیا اُن دونوں پر' اور وہ دونوں مسجد کے پاس جہاں جنازہ رکھنے کی جگہہ هی سنگسار کیئے گئے' عبداللہ ابن عمر کہتے هیں کہ میں نے دیکھا زانی کو جھک جاتا تھا اُس عورت پر پتھر بچانے کو' اس حدیث سے ثابت هی کہ جو توریت اُس زمانہ میں موجود تھی اور منگائی گئی اور پڑھی گئی اُسی کا ذکر قرآن مجید میں اور حدیث میں هی' اور وہ آیت رجم جسپر اُس یہودی نے هاتھہ رکھہ لیا تھا اس توریت میں بھی جو اب هماری زمانہ میں هی موجود هی †

چوتھی دلیل — اللہ صاحب نے سورۃ المائدہ میں اپنے پیغمبر کو فرمایا کہ" یہودی کسطرح تجھکو حکم بدینگے' اور اُنکے پاس توریت هی جس میں حکم هی اللہ کا' پھر اُسکے پیچھے پھرے جاتے هیں اور وہ نہیں ماننے والے " اس آیت سے صاف ثابت هی کہ جو توریت اُس زمانہ میں یہودیوں کے پاس تھی اُسی کا ذکر قرآن مجید میں هی *

سورۃ المائدہ آیت ۴۶' وكيف يحكمونك و عندهم التورية فيها حكم الله ثم يتولون من بعد ذلك و ما اولئك بالمومنين *

پانچویں دلیل — اللہ صاحب نے سورۃ المائدہ میں فرمایا هی کہ " تحقیق همنے اُتاری توریت' اُس میں هدایت اور روشنی هی' اُسپر حکم کرتے تھے پیغمبر جو حکم بردار تھے یہودیوں کو' اور اُسپر حکم کرتے تھے درویش اور عالم اس واسطے کہ نگہبان ٹھہرائے تھے اللہ کی کتاب پر' اور اُسکے گواہ تھے' سو تم مت ڈرو لوگوں سے اور

سورۃ المائدہ آیت ۴۷ و ۴۸' انا انزلنا التورية فيها هدى و نور يحكم بها النبيون الذين اسلموا للذين هادوا والربانيون والاحبار بما استحفظوا من

† قوانین ۲۰ — ۲
۲۰ — ۱۰
استثناء ۲۲ — ۲۳ و ۲۴

> كذب الله وكانوا عليه شهداء فلا تخشوا الناس واخشون ولا تشتروا باياتي ثمنا قليلا و من لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الكافرون و كتبنا عليهم فيها ان النفس بالنفس والعين بالعين والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص فمن تصدق به فهو كفارة له ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الظالمون *

مجھہ سے ترو ' اور نہ لو میري آیتوں پر مول تھوڑا ' اور جو حکم نکریں اُسپر جو اللہ نے بھیجا ھی سو وھي لوگ کافر ھیں ' اور لکھدیا ھمنے اُنپر اُس کتاب میں کہ جان کے بدلے جان' اور آنکھہ کے بدلے آنکھہ' اور ناک کے بدلے ناک' اور کان کے بدلے کان' اور دانت کے بدلے دانت' اور زخموں کا بدلہ برابر ' پھر جسنے بخش دیا اُس سے وہ پاک ھوا ' اور جو کوئي حکم نہ کرے اُسپر جو اللہ نے اُتارا سو وھي لوگ بے انصاف ھیں " اس آیت سے ثابت ھوتا ھي کہ جو توریت اُس زمانہ میں علماء یہود کے پاس تھي اُسیکا ذکر قرآن مجید میں ھی ' اور اُس توریت میں آیت قصاص بھي تھي ' چنانچہ آیت قصاص اُس توریت میں بھي جو ھمارے ھاتھہ میں ھی موجود ھی † *

چھٹي دلیل — اللہ صاحب نے سورۃ المائدہ میں فرمایا کہ " اور نبیوں کے پیچھے ھمنے

> سورۃ المائدہ آیت ٤٩ و ٥٠ و ٥١
> وقفينا على اثارهم بعيسى ابن مريم مصدقا لما بين يديه من التورية و اتيناه الانجيل فيه هدى ونور مصدقا لما بين يديه من التوراة و هدى و موعظة للمتقين ' وليحكم اهل الانجيل بما انزل الله فيه و من لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الفسقون ' وانزلنا اليك الكتاب بالحق مصدقا لما بين يديه من الكتاب و مهيمنا عليه فاحكم بينهم بما انزل الله ولا تتبع اهواءهم عما جاءك من الحق لكل جعلنا منكم شرعة و منهاجا ولو شاء الله لجعلكم امة واحدة ولكن ليبلوكم في ما اتيكم فاستبقوا الخيرات الى الله مرجعكم جميعا فينبئكم بما كنتم فيه تختلفون *

بھیجا عیسی مریم کے بیٹے کو سچ کرتا ھوا توریت کو جو آگے سے تھي ' اور اُسکو دي ھمنے انجیل جسمیں ھی ھدایت اور روشني' اور سچا کرتي ھوئي اپنے آگے کي توریت کو اور ھدایت اور نصیحت کرتي ھوئي پرھیزگاروں کو ' اور چاھیئے کہ حکم کریں انجیل والے اُس چیز پر جو اُتارا اللہ نے اُسمیں ' اور جو حکم نکرے اُسپر جو اُتارا اللہ نے پھر وھي لوگ فاسق ھیں ' اور تجھہ پر ( یعني محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ) اُتاري ھمنے کتاب برحق ( یعني قرآن مجید ) سچا کرتي ھوئي اگلي کتابوں کو اور سب پر شامل ' سو تو حکم کر اُن میں جو اُتارا اللہ نے' اور اُنکي خوشي پر مت چل چھوڑکر سچي راہ جو تیرے پاس آئي ' ھرایک کو تم میں سے دیا ھمنے ایک قانون اور دستور' اور اگر چاھتا اللہ تو تمکو ایک گروہ کرتا ' لیکن تمکو آزمایا چاھتا ھی اپنے دیئے حکم میں' سو تم بڑہ کر نیکیاں لو' اللہ کے پاس تم سب کو پھونچنا ھی' پھر جتادیگا جس بات میں تمکو اختلاف تھا " اِس آیت سے بھي ثابت ھوتا ھی کہ جو انجیل اُس زمانہ میں تھي اُسیکا ذکر قرآن مجید میں ھی *

---

† قوانین ٢٤ — ١٧ و ١٩ و ٢٠ و ٢١ و ٢٢ —

ساتویں دلیل — الله صاحب نے سورة البقر میں فرمایا هی که "یهودیوں نے کها که عیسائي نهیں کچهه راه پر ' اور عیسائیوں نے کها که یهودي نهیں کچهه راه پر ' اور وه سب ( یعني یهودي اور عیسائي ) پڑهتے تهے کتاب ( یعني توریت و انجیل )" اِس آیت سے بهي ثابت هوتا هی که اُس زمانه کے یهودي اور عیسائي جن کتابوں کو پڑهتے تهے اُنهي کا ذکر قرآن مجید میں هی ●

سورة البقرة آیت ۱۱۳ ' وقالت الیهود لیست النصاری علی شیء وقالت النصاری لیست الیهود علی شیء وهم یتلون الکتاب ●

هم پهلے بیان کرچکے هیں که وحي نبي اور غیر نبي دونوں پر آتي هی ' مگر جو وحي نبي پر آتي هی اُسمیں کبهي غلطي نهیں هوتي ' نه اصل وحي میں اور نه تعبیر معني میں ' اور جو وحي غیر نبي کو هوتي هی اُسمیں غلطي هونا ممکن هی خواه باعتبار وحي سمجهنے اُس واقعه کے جو هوا خواه باعتبار سمجهنے معني اور مراد وحي کے ' اور علاوه اِسکے غیر نبي کو ایسي وحي نهیں هوتي جس سے کوئي نیا حکم شریعت کا پیدا هو ' اور اسي پچهلي بات کے مطابق مارٹن لوتهر صاحب کا قول همنے نقل کیا هی ●

اسلیئے هم مسلمان باوجودیکه حواریین حضرت عیسی علیه السلم کو نهایت مقدس اور پاک اور صاحب وحي اور الهام سمجهتے هیں ' اور اُنکے کلام کو سچ اور واجب العمل جانتے هیں ' مگر انجیل میں داخل نهیں کرتے' کیونکه حقیقت انجیل کي همارے مذهب میں وه وحي هی جو خدا کي طرف سے لوگوں کي هدایت کو خاص حضرت عیسی مسیح علیه السلم پر اُتري ' اور خود حواري اور تمام لوگ اُس زمانه کے اُسکے تابع اور اُسکے بجالانے والے تهے ' کسیکا یهه منصب نهیں تها که اُس کلام کے سوا جو حضرت عیسی پر اُترا اپنے الهام یا وحي سے کوئي نیا حکم پیدا کرے' اور حواریین حضرت عیسی کے بهي اُسي حکم اور اُسي کلام کے پهیلانے والے تهے نه اَور کسیکے' اس سبب سے همارا یهه اعتقاد هی' که نامههاے حواریوں اور اعمال حواریین اور مشاهدات حواریین اگرچه پاک اور مقدس هیں مگر انجیل میں داخل نهیں ' بلکه اُنکي تعظیم اور تسلیم همارے مذهب بموجب ایسي هی جیسیکه هم اپنے پیغمبر خدا صلی الله علیه و سلم کے صحابه کے کلام کو سچ اور واجب التعظیم اور واجب التسلیم سمجهتے هیں ●

نتیجه اُس اختلاف کا صرف اسقدر هی که بالفرض اگر کسي حواري کا کلام حضرت عیسی مسیح علیه السلم کے کلام کے برخلاف هو اور کوئي تاویل ایسي نه نکلے جس سے حضرت مسیح اور اُس حواري کے کلام کا ایک مطلب هوجاوے ' تو هم حضرت مسیح علیه السلم کے کلام کو واجب العمل سمجهینگے نه حواري کے کلام کو ' اور اگر هم حواریوں کے کلام میں باهم اختلاف پاوینگے تو جس حواري نے زیاده تر تعلیم اور صحبت حضرت عیسی مسیح علیه السلم کي پائي هی اُسکے قول کو اختیار کرینگے' اور باوجود اِس اختلاف کے کسي

حواري کي بزرگي اور تقدس میں کچھہ شبہہ نہیں کرینگے اور نہ اُنکے صاحب وحي اور الہام ہونے میں کچھہ شبہہ کرینگے ، کیونکہ اجتہادیات میں اختلاف ہونا کسي بزرگ کي بزرگي میں کچھہ خلل نہیں ڈالتا ●

# المقدمة الرابعة

## توریت اور زبور اور صحف انبیاء اور انجیل پر مسلمانوں کا کیا اعتقاد هی

پہلے یہہ بات جان لیني چاهیئے کہ اگلے نبیوں کي کتابوں کے چار طرح سے نام هماري مذهبي کتابوں میں آتے هیں ●

اول توریت — یہہ نام اگرچہ خاص حضرت موسی کي کتاب کا هی مگر هم مسلمانوں کے استعمال میں کبھي اس نام سے خاص حضرت موسی کي کتاب مراد هوتي هی اور کبھي کل کتابیں عہد عتیق کي ●

دوسرے صحیفہ — اس سے عموماً بني اسرائیل کے پیغمبروں کي کتابیں مراد هوتي هیں ، مگر اُس صورت میں جب خاص کسي پیغمبر کا صحیفہ کہا جاوے تو اُس وقت اُسي پیغمبر کي کتاب مراد هوتي هی ●

تیسرے زبور — یہہ نام خاص حضرت داؤد علیہ السلام کي کتاب کا هی ●

چوتھے انجیل — یہہ نام خاص حضرت عیسی علیہ السلام کي کتاب کا هی ●

اب سمجھنا چاهیئے کہ هم مسلمان دل سے اس بات پر یقین کرتے هیں کہ توریت اور زبور اور جمیع انبیاء کے صحیفہ اور انجیل سب سچ اور برحق هیں اور خدا کي طرف سے اُترے هیں ، اور سب سے اخیر جو کلام الہي نازل هوا وہ قرآن مجید هی ، اور بے شک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترا هی ●

قرآن مجید هي سے همکو اسبات کي دلي تصدیق هی کہ توریت اور زبور اور صحف انبیاء اور انجیل برحق اور خدا کي طرف سے اُتري هوئي هیں ، چنانچہ قرآن مجید کي ان آیتوں سے جو آگے آتي هیں یہہ مطلب ثابت هی ●

سورۃ النساء میں اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ " تحقیق همنے وحي بھیجي تجھکو جس طرح وحي بھیجي همنے نوح کو اور اور نبیوں کو جو اُسکے بعد هوئے ، اور وحي بھیجي همنے ابراهیم کو اور اسمعیل کو اور اسحاق کو اور یعقوب کو اور اُسکي اولاد کو اور عیسی کو اور ایوب کو اور یونس اور هارون کو اور سلیمان کو ، اور دي همنے داؤد کو زبور " ●

سورۃ النساء آیت ۱۶۳ ؛ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ واوحینا الی ابراهیم و اسمعیل و اسحق و یعقوب و الاسباط و عیسی و ایوب و یونس و هارون و سلیمن و آتینا داود زبورا ●

سورۃ آل عمران میں الله تعالی نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ " أتاري تجهه پر کتاب

سورۃ آل عمران آیت ۳ ‏،
نزل علیک الکتاب بالحق مصدقالما بین یدیه و انزل التورية والانجیل من قبل هدی للناس وانزل الفرقان *

بر حق سچّا کرنے والي اگلي کتابوں کو جو تیرے سامنے هیں ' اور أتاري هی توریت اور انجیل اس سے پهلے لوگوں کي هدایت کو ' اور اتارا فرقان ( یعني قرآن ) حق اور باطل میں فرق کرنے والا " *

سورۃ آل عمران آیت ٦٥ ‏،
یا اهل الکتب لم تحاجون في ابراهیم وما انزلت التوراة والانجیل الا من بعده افلا تعقلون *

اور اسي سورۃ میں الله صاحب نے فرمایا که " اے کتاب والو کیوں جهگڑتے هو ابراهیم پر ' اور کیا نهیں أتري توریت اور انجیل أسکے بعد کیا تمکو سمجهه نهیں " *

اور اسي سورۃ میں الله صاحب نے فرمایا اپنے پیغمبر کو که " تو کهه هم ایمان لائے الله پر

سورۃ آل عمران آیت ۸۴ ‏،
قل امنا بالله وما انزل علینا وما انزل علی ابراهیم واسمعیل واسحق ویعقوب والاسباط وما أوتي موسی وعیسی والنبیون من ربهم لانفرق بین احد منهم و نحن له مسلمون *

اور جو کچهه أترا هم پر ( یعني قرآن مجید ) ' اور جو کچهه أترا ابراهیم و اسمعیل و اسحق و یعقوب اور أسکي اولاد پر ' اور جو ملا موسی کو ( یعني توریت ) ' اور عیسی کو ( یعني انجیل ) ' اور نبیوں کو ( یعني صحیفے ) اپنے رب کیطرف سے ' هم فرق نهیں کرتے أن میں کسیکو ' اور هم أسکے حکم پر هیں " *

اور اسي سورۃ میں الله صاحب اپنے پیغمبر کو فرماتا هی که " پهر اگر تجهکو جهٹلاویں ' تو

سورۃ آل عمران آیت ۱۸۴ ‏،
فان کذبوک فقد کذب رسل من قبلک جاؤا بالبینات والزبر والکتاب المنیر *

تحقیق جهٹلائے گئے هیں بهت سے رسول تجهه سے پهلے ' جو لائے معجزے اور صحیفے اور روشن کتاب ( یعني توریت یا انجیل ) " *

سورۃ البقر آیت ۸۷ ‏،
ولقد اتینا موسی الکتاب و قفینا من بعده بالرسل و اتینا عیسی ابن مریم البینات و ایدناه بروح القدس *

سورۃ البقر میں الله صاحب فرماتا هی که " همنے دي موسی کو کتاب ( یعني توریت ) ' اور پے درپے بهیجے همنے أسکے پیچهے رسول ' اور دیئے همنے عیسی مریم کے بیٹے کو معجزے ' اور قوت دي همنے أسکو روح قدس سے " *

سورۃ النساء میں الله صاحب نے حکم دیا که " اے ایمان والو یقین لاؤ الله پر اور أسکے

سورۃ النساء آیت ۱۳٦ ‏،
یا ایها الذین امنوا امنوا بالله و رسوله والکتاب الذي نزل علی رسوله والکتاب الذي انزل من قبل و من یکفر بالله و ملائکته و کتبه و رسله والیوم الاخر فقد ضل ضلالا بعیدا *

رسول پر اور أس کتاب پر جو أتاري هی اپنے نبي پر ( یعني قرآن مجید پر ) ' اور أس کتاب پر جو نازل کي تهي اس سے پهلے یعني توریت و انجیل ) ' اور جو کوئي یقین نرکهے الله پر اور أسکے فرشتوں پر اور أسکي کتابوں پر اور أسکے رسولوں پر اور قیامت پر تو وه بهت دور رسته بهٹک گیا " *

سورة الانعام میں الله صاحب نے فرمایا کہ" پھر دي همنے موسیٰ کو کتاب ( یعني توریت )

سورة الانعام آیت ١٥٤–١٥٧ ' ثم اتینا موسى الكتاب تماما على الذي احسن و تفصيلا لكل شيء و هدى و رحمة لعلهم بلقاء ربهم يومنون وهذا كتاب انزلناه مبارك فاتبعوه واتقوا لعلكم ترحمون ان تقولوا انما انزل الكتاب على طايفتين من قبلنا وان كنا عن دراستهم لغافلين *

پورا فضل نیکي والے پر ' اور بیان هر چیز کا اور هدایت اور رحمت ' شاید وہ لوگ اپنے رب کا ملنا یقین کریں ' اور یهہ قرآن ایک کتاب هی که همنے أتاري برکت کي ' پس أس پر چلو اور پرهیزگاري کرو شاید تم پر رحم هو ' تا نه کهو که صرف أتاري گئي کتاب دو گروہ پر ( یعني توریت یهود پر اور انجیل عیسائیوں پر ) هم سے پهلے ' اور همکو أنکے پڑهنے پڑهانے کي خبر نه تهي " *

سورة بني اسرائيل آیت ٢ ' واتينا موسى الكتاب وجعلناه هدى لبني اسرائيل الا تتخذوا من دوني وكيلا *

سورة بني اسرائیل میں الله صاحب نے فرمایا " اور دي همنے موسیٰ کو کتاب ' اور أسکو همنے کیا هدایت واسطے بني اسرائیل کے تا نه پکڑیں میرے سوا کسیکو کام بنانے والا " *

سورة مريم آیت ٣٠ ' قال اني عبد الله اتاني الكتاب وجعلني نبيا * .

سورة مریم میں الله تعالی نے فرمایا که " عیسیٰ نے یوں کہا که میں بندہ الله کا هوں ' أسنے مجهکو دي هی کتاب ( یعني انجیل ) اور کیا هی مجهکو نبي " *

سورة الانبياء آیت ٤٨ ' ولقد اتينا موسى و هارون الفرقان وضياء وذكرا للمتقين *

سورة الانبیاء میں الله صاحب فرماتا هی که تحقیق دي همنے موسیٰ اور هارون کو کتاب فیصله کرنے والي ( یعني توریت ) اور روشني اور نصیحت پرهیزگاروں کو " *

سورة الفرقان آیت ٣٥ ' ولقد اتينا موسى الكتاب و جعلنا معه اخاه هارون وزيرا *

سورة الفرقان میں الله صاحب نے فرمایا " تحقیق دي همنے موسیٰ کو کتاب ( یعني توریت ) ' اور کیا همنے أسکے ساتهه أسکے بهائي هارون کو أسکا وزیر " *

سورة القصص آیت ٤٣ ' ولقد اتينا موسى الكتاب من بعد ما اهلكنا القرون الاولى بصاير للناس وهدى و رحمة لعلهم يتذكرون *

سورة القصص میں الله صاحب نے فرمایا که " تحقیق دي همنے موسیٰ کو کتاب ( یعني توریت ) بعد أسکے که هلاک کیں همنے اگلي سنگتیں ' بهجائي واسطے لوگوں کے اور هدایت اور رحمت شاید وہ یاد رکهیں " *

سورة السجدة آیت ٢٣ ' ولقد اتينا موسى الكتاب فلا تكن في مرية من لقائه وجعلناه هدى لبني اسرائيل *

سورة السجدة میں الله صاحب نے فرمایا که " تحقیق دي همنے موسیٰ کو کتاب ( یعني توریت ) ' پهر مت رہ دهوکه میں أسکے ملنے سے ' اور کیا همنے أسکو هدایت واسطے بني اسرائیل کے " *

سورة الصافات آيت ١١٧ ' واتيناهما الكتاب المستبين *

سورۂ الصافات میں الله صاحب نے فرمایا که " دي همنے أن دونوں کو ( یعني موسیٰ اور هارون ) کو کتاب واضح ( یعني توریت ) " *

سورة الاحقاف آیت ١٢ ' ومن قبله کتاب موسی اماما و رحمة و هذا کتاب مصدق لسانا عربیا لینذر الذین ظلموا وبشری للمحسنین *

سورۂ الاحقاف میں الله صاحب فرماتا هی که " قرآن سے پہلے هی کتاب موسیٰ کي' پیشوا اور رحمة ' اور یهه قرآن ایک کتاب هی توریت کو سچا کرتي هوئي عربي زبان میں ' تاکه ڈراوے أن لوگوں کو جنهوں نے ظلم کیا ' اور خوش خبري دے نیکي والوں کو " *

سورة النجم آیت ٣٦ و ٣٧ ' ام لم ینبأ بما في صحف موسیٰ و ابراهیم الذي وفی *

سورۂ النجم میں الله صاحب نے فرمایا " کیا اُسکو خبر نهیں پهونچي جو هی موسیٰ کے رسالوں میں اور ابراهیم کے ( یعني رسالوں میں ) جس نے الله کا حق پورا کیا " *

پس ان تمام آیتوں سے بخوبي ثابت هی که هم مسلمان دل سے یقین رکهتے هیں که توریت اور زبور اور سب اگلے پیغمبروں کي کتابیں اور انجیل سب سچي اور خدا کي طرف سے هیں ' مگر یهه بهي جاننا چاهیئے که یهودیوں اور عیسائیوں نے بعضي کتابیں اپنے هاتهه سے لکهیں اور مشهور کیا که یهه بهي خدا کي دي هوئي کتابیں هیں ' اِسواسطے همکو اصلي اور سچي کتابوں کو جهوٹي کتابوں سے تمیز کرنا پڑتا هی ' اور جو کتابیں اصلي اور سچي معلوم هوتي هیں هم اُنپر یهي اعتقاد رکهتے هیں که وہ سب برحق اور خدا کي دي هوئي کتابیں هیں *

## المقدمة الخامسة

### یهه کتني کتابیں تهیں اور سب بیبل میں شامل هیں ؟

هم مسلمانوں کے مذهب میں جسقدر کتابیں انبیاء علیهم السلام پر اُتریں اُنکي تعداد کا حصر مذکور نهیں هی ' اسي سبب سے بغیر معین کرنے کسي تعداد کے هم ایمان رکهتے هیں که جسقدر کتابیں انبیاء علیهم السلام پر اُتریں سب سچي اور برحق هیں ' مگر جهاں تک همکو علم هوا هی وهاں تک اُن کتابونکو جانتے هیں ' اور اُنکے نام اور اُنکي تعداد بیان کرتے هیں *

علماے مسیحي نے اِن کتابونکو دو حصوں میں تقسیم کیا هی ' ایک وہ جو حضرت مسیح علیه السلام سے پہلے انبیاء کي هیں ' اُنکا نام اولڈ ٹسٹمنٹ یعني عهد عتیق رکها هی ' دوسري وہ کتابیں جو حضرت مسیح علیه السلام کے حواریوں نے لکهیں اور جنمیں وہ کلام

الہي شامل هی جو حضرت مسیح علیه السلام پر نازل هوا ' أن کتابوں کا نام نیو تستمنت یعني عهد جدید رکها هی ' جسکو هم مسلمان انجیل کہتے هیں *

علاوہ أسکے علماء مسیحي نے أن کتابوں کو اور نامسوں کو جنکو خود حواریوں نے لکھا عہد جدید میں داخل کیا هی ' مگر هم مسلمان انکو انجیل میں شامل نہیں کرتے بلکه انجیل میں وهي کتابیں شمار کرتے هیں جنمیں وه کلام الہي جو حضرت مسیح علیه السلام پر أترا ' شامل هی *

## بیان عهد عتیق کا

یه کتابیں عهد عتیق کي جو اب بیبل میں داخل هیں سب نہیں هیں ' إسواسطے هم مسلمان ( جس میں علماء عیسائي بهي کچھه عذر نہیں کرسکتے ) عهد عتیق کي کتابونکو تین قسم میں تقسیم کرتے هیں *

اول — وه جو بیبل میں داخل هیں *

دوم — وه جو بلاشبهه ایک زمانه میں موجود اور صحیح اور معتمد تهیں مگر اب نابید هیں *

سوم — وه جنکو علماء عیسائي نے غیر صحیح سمجهه کر بیبل سے خارج کردیا هی ' اور أنمیں کي بعضي اب بهي دستیاب هوتي هیں اور بعضي دستیاب نہیں هوتیں *

## بیان قسم اول کي کتابوں کا

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱ | کتاب پیدایش یا سفر تکوین | ۱۵ | کتاب عزرا |
| ۲ | کتاب خروج | ۱۶ | کتاب نحمیاه |
| ۳ | کتاب احبار یا سفر لویان | ۱۷ | کتاب استهر |
| ۴ | کتاب اعداد | ۱۸ | کتاب ایوب |
| ۵ | کتاب استثنا یا سفر توریة مثنی | ۱۹ | کتاب زبور یا مزامیر داؤد |
| ۶ | کتاب یوشع | ۲۰ | کتاب امثال سلیمان |
| ۷ | کتاب قضات | ۲۱ | کتاب واعظه سلیمان |
| ۸ | کتاب روث | ۲۲ | کتاب غزل الغزلات یعني سرود سلیمان |
| ۹ | کتاب اول شموئیل | ۲۳ | کتاب إسعیاه |
| ۱۰ | کتاب دوم شموئیل | ۲۴ | کتاب یرمیاه |
| ۱۱ | کتاب اول سلاطین یا ملوک | ۲۵ | کتاب نوحه یرمیاه |
| ۱۲ | کتاب دوم سلاطین یا ملوک | ۲۶ | کتاب حزقیل |
| ۱۳ | کتاب اول تواریخ ایام | ۲۷ | کتاب دانیال |
| ۱۴ | کتاب دوم تواریخ ایام | ۲۸ | کتاب هوشع |

۲۹ کتاب یوئیل
۳۰ کتاب عاموص
۳۱ کتاب عوبدیاہ
۳۲ کتاب یوناہ
۳۳ کتاب میکاہ
۳۴ کتاب ناحوم
۳۵ کتاب حبقوق
۳۶ کتاب صفنیاہ
۳۷ کتاب حجی
۳۸ کتاب زکریاہ
۳۹ کتاب ملاکی

## بیان قسم دوم کی کتابونکا

یہہ وہ کتابیں ہیں جو ایک زمانہ میں موجود تہیں اور اب ناپید ہیں ، مگر اُنکا ذکر اُن کتب عہد عتیق میں جو بیبل میں داخل ہیں موجود ہی ، اور کوئی شخص انکے صحیح اور معتبر ہونے سے اور اِس بات سے کہ وہ ایک زمانہ میں موجود تہیں انکار نہیں کرسکتا ، چنانچہ اُن کتابوں کا نام معہ نشان اُن درسونکے جنمیں اُنکا ذکر ہی ہم اس مقام پر لکہتے ہیں *

| | | |
|---|---|---|
| خروج ۲۴ — ۷ | ۱ | کتاب عہدنامہ موسی |
| اعداد ۲۱ — ۱۴ | ۲ | کتاب جنگنامہ موسی |
| یوشع ۱۰ — ۱۳ ؛ دوم شموئیل ۱ — ۱۸ | ۳ | کتاب الیشر |
| دوم تواریخ ۲۰ — ۳۴ | ۴ | کتاب یاہو پیغمبر بن حنانی |
| دوم تواریخ ۱۲ — ۱۵ | ۵ | کتاب شمعیاہ نبی |
| دوم تواریخ ۹ — ۲۹ | ۶ | کتاب اخیاہ نبی |
| | ۷ | کتاب ناتہن نبی |
| | ۸ | کتاب مشاہدات عیدو غیببین |
| اول سلاطین ۱۱ — ۴۱ | ۹ | کتاب اعمال سلیمان |
| دوم تواریخ ۲۶ — ۲۲ | ۱۰ | کتاب اشعیاہ بن عاموص جسمیں حال بادشاہ یہود کا اول سے آخر تک تہا |
| دوم تواریخ ۳۲ — ۳۲ | ۱۱ | کتاب مشاہدات اشعیاہ جسمیں حزقیاہ بادشاہ کا حال تہا |
| اول تاریخ ۲۹ — ۳۰ | ۱۲ | شموئیل نبی کی تاریخ |
| اول سلاطین ۴ — ۳۲و۳۳ | ۱۳ | ایکہزار پانچ زبور سلیمان کی |
| اول سلاطین ۴ — ۳۲ | ۱۴ | کتاب خواص نباتات و حیوانات سلیمان کی |
| | ۱۵ | کتاب امثال سلیمان |
| | ۱۶ | مرثیہ یرمیاہ |

‡ یهه مرثیه علاوه نوحه یرمیاه کے هی جو بیبل میں داخل هی بشپ پیٹرک صاحب کا قول هی که یهه مرثیه جو کها گیا بعد وفات یوشیاه کے اب گم هی ٭ اور یقیناً وه نهیں هوسکتا جو نوحه یرمیاه مشهور هی ٭ اسلیئے که یهه نوحه غارت هونے اورشلیم اور هلاک هونے صدقیاه پر هی ٭ اور وه مرثیه موت یوشیاه پر ٭

بعض علماء مسیحی کهتے هیں که یهه بات بے بنیاد هی که مقدس تحریروں میں سے کوئی تحریر جاتی رهی هی ٭ بلکه مقدس تحریروں میں سے نه کوئی تحریر کهوئی گئی هی اور نه کهوئی جاسکتی هی٭ مگر اپنے دعوے کے اثبات پر وه ایسی دلیلیں پیش کرتے هیں جو کسیطرح کافی نهیں هیں ٭

اُنکی دلیلونکا طرز کلام یهه هی که مقتضی حکمت الهی کا یهه نهیں هی که جو کتاب روح قدس کی تائید سے دی تهی پهر اُسکو ایسا معدوم کردے که پهر هاتهه نه آسکے ٭ اور اگر وه انسان کی تربیت کے لایق نه تهیں تو اُنکو پهلے هی کیوں دیا تها٭ معهذا ایماندار لوگ همیشه اُن کتابونکو عزیز رکهتے تهے ٭ اور وه دور دور پهیل گئی تهیں ٭ پهر کیونکر معدوم هوسکتی تهیں ٭ علاوه اسکے اگرچه اُن کتابونکو الهامی لکهنے والوں نے لکها هو مگر یهه ضرور نهیں که وه بهی الهامی هوں اسلیئے که الهامی لکهنے والوں کی هر تحریر کا الهامی هونا ضرور نهیں هی ٭ اِس سبب سے وه کتابیں مقدس کتابوں میں داخل نه تهیں٭ سواے اسکے اگلے زمانه میں هر ایک چهوٹی سی تحریر پر بهی کتاب کا اطلاق کیا کرتے تهے ٭ پس اُن کتابوں کے بعض مطالب موجوده اِنهی کتابوں میں داخل هیں اور بعضے مطالب جو روحانی تربیت سے متعلق نه تهے تو اُن کے نهونے سے بیبل میں کچهه نقصان نهیں هی ٭

مگر ظاهر هی که ادنی تامل کرنے سے معلوم هوتا هی که یهه دلیلیں کافی نهیں هیں ٭ جو کتاب روح قدس کی تائید سے دی گئی هو اُسکے معدوم هوجانے سے حکمت الهی میں کچهه نقصان نهیں آسکتا ٭ اگر ایک هی کتاب انسان کی هر حالت کی تربیت کو کافی هوتی تو اولد ٹسٹمنٹ کے بعد همکو نیو ٹسٹمنٹ کی حاجت کاهے کو هوتی ٭ ایماندار لوگ بلاشبهه الهامی کتابوں کو عزیز رکهتے هیں ٭ مگر عام مصیبت کی حالتوں میں جو انسان کو بمقتضی اُسکی ضعیف فطرت کے نهایت درمانده کر دیتی هیں ( خصوصاً وه پے در پے کی مصیبتیں جو یهودیوں پر پڑیں ) ایسی عزیز تحریروں کا جاتا رهنا کچهه خلاف نیچر کے نهیں هی ٭ علی الخصوص ایسی حالت میں که وه ایک جگهه جمع نه تهیں بلکه متفرق ٹکڑے لوگوں کے پاس تهے اُن کتابوں کے الهامی نهونے پر کوئی دلیل نهیں هی ٭ خصوصاً جب که خود الهامی لکهنے والوں نے اُن سے استخراج کیا یا اُن کی طرف اشاره کیا هو ٭ فرض کیا چاهیے که اُن کے تمام مطالب کتب مقدسه میں هوں اور کتب مقدسه

† تفسیر ٹائیلی مطبوعه سنه ۱۸۵۱ ع جلد ۱ صفحه ۸۲۶

تو اُن کي حاجت نرهي هو ' مگر اِس مقام پر اِسکي بحث نهيں هي ـ بلکه صرف اتنا علم هي که اور بهي معتمد اور صحيح کتابيں تهيں جو اب معدوم هيں ' اور يهه بات ايسي طرح پر ثابت هي که اُس سے بڑے بڑے علماے مسيحي نے بهي اقرار کيا هي •

مسٹر صاحب اپني کتاب سوالات السوال ميں جو سنه ١٨٤٣ ع ميں لندن ميں چهپي هي ذيل سوال دوم کے لکهتے هيں که " يهه کتابيں جن ميں حضرت مسيح عليه السلام کو ناصري کها گيا تها ( اور جسکا ذکر مقدس متي نے باب ٢ ورس ٢٣ ميں لکها هي ) نيست و نابود هوگئي هيں ' اسليئے که جو کتابيں نبيوں کي اب موجود هيں کسي ميں حضرت عيسي عليه السلام کو ناصري نهيں لکها هي " •

ڈيوٹ صاحب اپني هوملي يعني تفسير ميں لکهتے هيں که " پيغمبروں کي بهت سي کتابيں نا پيد هوگئيں اسليئے که يهوديوں نے غفلت سے بلکه بے ديني سے بعض کتابوں کو کهوديا اور بعض کو پهاڑ ڈالا اور بعض کو جلاديا " •

† تفسير ڈائيلي ميں هي که اِس بادشاه روشن ضمير يعني سليمان عليه السلام نے اُس دانائي کو جو اُسنے پائي انسانوں کے فائده کے ليئے استعمال ميں لانا چاها اور بهت سي کتابيں اُنکي تعليم کے ليئے لکهيں ' مگر حضرت عزرا نے اُن ميں سے صرف تين کو مقدس کتابوں ميں داخل کيا ' اور باقي ( يعني جنکو مقدس کتابوں ميں داخل نهيں کيا ) ياتو وه مذهبي تربيت کے ليئے نهيں بنائي گئيں تهيں يا ايک زمانه کے گذرجانے کے سبب خراب اور ناقص هوگئيں تهيں •

‡ تفسير ڈائيلي ميں ذيل شرح ورس ٢٥ باب ١٤ کتاب دوم سلاطين کے لکها هي که يونس پيغمبر کا حال اس مقام پر هي ' اور اُس مشهور پيغام ميں جو نينوي کو ليگئے تهے هي ' اور اُن پيشين گوئيوں کو جنسے اُس نے بادشاه يربعام کو سريا کے بادشاه سے لڑنے پر دلهري دي کسي جگهه لکها هوا نهيں پاتے ' اسکا سبب صرف يهي نهيں هي که بهت سے پيغمبروں کي تحريريں همارے پاس نهيں هيں بلکه يهه بهي هي که پيغمبروں نے اپني بهت سي پيشين گوئيوں کو لکها هي نهيں هي •

غرضکه هرطرح يهه بات ثابت هي ' که اُن مقدس کتابوں کے سوا اور بهي مقدس کتابيں تهيں جو مدت سے ناپيد هوگئي هيں •

## بيان قسم دوم کي کتابوں کا

يهه وه کتابيں هيں جو مستعمل بيبل ميں داخل نهيں هيں ' مگر اُن ميں سے بعضي ايسي هيں جنکو اب تک بعض فرقه عيسائيوں کے مانتے هيں ' اور بعضي ايسي هيں جنکو

---

† تفسير ڈائيلي مطبوعه سنه ١٨٥٦ ع جلد ٢ صفحه ١٢٩

‡ تفسير ڈائيلي مطبوعه سنه ١٨٥٦ ع جلد ١ صفحه ٨٠٧

ایک زمانہ میں صحیح ٹھہرا کر بیبل میں داخل کیا تھا اور پھر نامعتبر ٹھہرا کر خارج کردیا ۔ اور بعضی ایسی ہیں کہ انکو جمہور عیسائی جھوٹی اور جعلی کہتے ہیں ۔

۱-۷ کتب سبعۂ شیث

۸ کتاب حنوکیہ یعنی ادریس †

۹ کتاب مشاہدات ابراہیم

۱۰ کتاب مشاہدات موسی

۱۱ کتاب پیدایش صغیر — کونسل ٹرنٹ نے اس کتاب کو نا معتمد ٹھہرایا ‡

۱۲ کتاب قیاس موسی ‡

۱۳ کتاب الوصیت موسی ‡

۱۴ کتاب اسرار موسی ‡

۱۵ کتاب معراج موسی §

۱۶ کتاب عزرا نمبر ۱ یہہ کتاب سپتو ایجنٹ کے بعض نسخوں میں شامل تھی اور یونانی گرجے میں عموماً پڑھی جاتی تھی ||

۱۷ کتاب عزرا نمبر ۲ یہہ کتاب چند رومی ترجموں میں اور ایک عربی ترجمہ میں موجود ہی ¶

۱۸ کتاب توبت *

۱۹ کتاب جوڈتھ ↓

۲۰ باقی حصہ بابوں کتاب ایستھر کا — یہہ کتاب یونانی اور رومی نسخوں میں موجود ہی ††

۲۱ وزڈم سلیمان یعنی کتاب دانائی سلیمان — یونانی زبان میں یہہ کتاب موجود ہی ‡‡

---

† ہارن صاحب کا انٹروڈکشن اُوپر علوم بیبل کے مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ع لندن جلد ۱ صفحہ ۶۳۷

‡ ہارن صاحب کا انٹروڈکشن اُوپر علوم بیبل کے مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ع لندن جلد ۴ صفحہ ۲

§ ~~لرڈنر صاحب کے ورکس مطبوعہ سنہ ۱۸۲۹ع لندن جلد ۲ صفحہ ۵۱۲~~

|| تفسیر ڈائیلی مطبوعہ سنہ ۱۸۵۹ع جلد ۴ صفحہ ۷۵۹

¶ ایضاً صفحہ ۷۷۶ * ایضاً صفحہ ۸۰۹ ↓ ایضاً صفحہ ۸۳۶

†† تفسیر ڈائیلی مطبوعہ سنہ ۱۸۵۷ع جلد ۲ صفحہ ۸۳۹

‡‡ ایضاً جلد ۴ صفحہ ۸۵۶

۲۲ ایکلزیاسٹکس یعنی کتاب الوعظ †
۲۳ کتاب باروق — قدیم مصنفوں نے اس کتاب سے سند لی ھی اور کونسل ٹرنٹ نے اسکو رد نہیں کیا کیونکہ اسکے حصے گرجامیں پڑھے جاتے تھے ‡
۲۴ کتاب راگ تین پاک بچوں کي — بعض یوناني ترجمہ تھیوڈوشن میں اور عموماً رومي بیبل میں یہہ کتاب بشمول کتاب دانیال موجود ھی §
۲۵ کتاب تاریخ سسئینا — اُنھي ترجموں میں یہہ کتاب بھي کتاب دانیال کے شروع میں موجود ھی ‖
۲۶ بل اور ڈریگن کي بربادي کي تاریخ — یہہ کتاب بھي اُنھي ترجموں میں کتاب دانیال کے اخیر میں موجود ھی ¶
۲۷ دعاء منسّس بادشاہ یہودیہ *
۲۸ اول کتاب مقابیس — یہہ کتاب اور نیز دوسري آگے آنے والي کتابیں عبري میں بھي تھیں اور یوناني اور سریا زبان میں اب بھي موجود ھی ✝
۲۹ دویم کتاب مقابیس ††
۳۰ کتاب معراج اشعیاہ ‡‡
۳۱ ملفوظات حبقوق ‡‡

## بیان کتابوں عھد جدید کا

اس مقام پر عھد جدید کي کتابوں سے صرف وہ کتابیں مراد ھیں جنکو حواریوں نے لکھا اور اُنھیں وہ کلام الھي شامل ھی جو حضرت مسیح علیہ السلام کے اوپر اُترا تھا اور جسکو ھم مسلمان انجیل کہتے ھیں *

یہہ کتابیں دو قسم کي ھیں ۔ ایک وہ جو بیبل میں داخل ھیں ۔ دویم وہ جو بیبل میں داخل نہیں ھیں اور جنکو علماء مسیحي نے نا معتبر جانکر یا جھوٹي سمجھہ کر خارج کردیا ھی *

## بیان قسم اول کي کتابوں کا

| | |
|---|---|
| ۱ انجیل متی | ۳ انجیل لوک |
| ۲ انجیل مارک | ۴ انجیل یوحناہ |

† تفسیر ڈائیلي مطبوعہ سنہ ۱۸۵۷ع صفحہ ۸۷۹ ‡ ایضاً صفحہ ۹۴۲
§ ایضاً صفحہ ۹۵۵ ‖ ایضاً صفحہ ۹۵۹ ¶ ایضاً صفحہ ۹۶۳
* ایضاً صفحہ ۹۶۶ ✝ ایضاً صفحہ ۹۶۷ †† ایضاً صفحہ ۱۰۱۷
‡‡ ھارن صاحب کا انٹروڈکشن اوپر علوم بیبل کے مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ع لندن جلد ۲ صفحہ ۹۳۸

## بیان قسم دویم کی کتابوں کا

۱ انجیل طفولیت جو متی نے لکھی †
۲ انجیل ولادت مریم †
۳ انجیل یعقوب †
۴ انجیل نیقودیما
۵ انجیل پیٹر
۶ انجیل دویم یوحناہ
۷ انجیل اندریاہ حواری
۸ انجیل فلپ
۹ انجیل بارتھا لومی
۱۰ انجیل توما حواری
۱۱ انجیل اول طفولیت جو توما نے لکھی
۱۲ انجیل دوم طفولیت جو توما نے لکھی
۱۳ انجیل متھی آز
۱۴ انجیل مرقس جو مصریوں کی کہلاتی ہی
۱۵ انجیل بارناباس
۱۶ انجیل تھی ڈئیس
۱۷ انجیل پال
۱۸ انجیل ایلس
۱۹ انجیل بےسیلی ڈس
۲۰ انجیل سرنتھس
۲۱ انجیل ابی اونیٹز
۲۲ انجیل انکار ٹینس
۲۳ انجیل حوا
۲۴ انجیل یہودیا
۲۵ انجیل جوڈ
۲۶ انجیل جوڈس
۲۷ انجیل مارشین
۲۸ انجیل امرن تھس
۲۹ انجیل ناصریان
۳۰ انجیل کاملیت
۳۱ انجیل سئی تھیئس
۳۲ انجیل تئی ٹن
۳۳ انجیل حقیقت جو ویلن ٹی نین پاس تھی
۳۴ انجیل ویلن ٹینس

اِن کے سوا جو کتابیں اور نامے کہ اپنی طرف سے حواریوں نے لکھے وہ بھی دو قسم ھیں * ایک وہ جنکو علماء مسیحی نے عہد جدید میں داخل کیا ھی دوسرے وہ جنکو نامعتبر سمجھہ کر عہد جدید سے خارج رکھا ھی *

## بیان پہلی قسم کی کتابوں کا

۱ اعمال حواریین
۲ رومیوں کو پال کا خط
۳ کرنتھیوں کو پال کا پہلا خط
۴ کرنتھیوں کو پال کا دوسرا خط
۵ گلتیوں کو پال کا خط
۶ افسیوں کو پال کا خط

---

† هارن صاحب کا انٹروڈکشن اوپر علوم بیبل کے مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ ع لندن جلد ۱ صفحہ ۶۳۲

۷ فلپیوں کو پال کا خط
۸ کلسیوں کو پال کا خط
۹ تھسلنیکیوں کو پال کا پہلا خط
۱۰ تھسلنیکیوں کو پال کا دوسرا خط
۱۱ تمتھي کو پال کا پہلا خط
۱۲ تمتھي کو پال کا دوسرا خط
۱۳ تیتي کو پال کا خط
۱۴ فلیمن کو پال کا خط
۱۵ عبرانیوں کو خط
۱۶ بارہ فرقوں کو یعقوب کا خط
۱۷ سارے مسیحي لوگوں کے لیئے پیتر کا پہلا خط
۱۸ سارے مسیحي لوگوں کے لیئے پیتر کا دوسرا خط
۱۹ سارے مسیحي لوگوں کے لیئے یوحناہ کا پہلا خط
۲۰ یوحناہ کا دوسرا خط
۲۱ یوحناہ کا تیسرا خط
۲۲ سارے مسیحي لوگوں کے لیئے یہوداہ کا خط
۲۳ مشاهدات یوحناہ

## بیان دوسري قسم کي کتابوں کا

۱ نامہ مریم بنام اگناشس
۲ نامہ مریم بنام سسلیان
۳ کتاب پیدایش مریم
۴ کتاب مریم
۵ تاریخ اور حدیث مریم
۶ کتاب مریم کي معجزات مسیح میں
۷ کتاب سوالات صغیر و کبیر مریم
۸ کتاب نسل مریم
۹ کتاب مریم انگشتري سلیماني
۱۰ کتاب عقاید حواریان †
۱۱ کتاب تعلیم حواریان ‡
۱۲ کتاب اعمال پترس ‡
۱۳ کتاب اول مشاهدات پترس ‡
۱۴ کتاب دویم مشاهدات پترس
۱۵ نامہ پترس بنام کلیمنس
۱۶ کتاب مباحثہ پترس
۱۷ کتاب تعلیم پترس
۱۸ کتاب وعظ پترس
۱۹ کتاب اداب نماز پترس
۲۰ کتاب خانہ بدوشي پترس
۲۱ کتاب قیاس پترس
۲۲ کتاب اعمال یوحناہ
۲۳ کتاب خانہ بدوشي یوحناہ
۲۴ کتاب حدیث یوحناہ
۲۵ نامہ یوحناہ بنام هوڈرویک
۲۶ مریم کا وفات نامہ جو یوحناہ نے لکھا

---

† هارن صاحب کا انٹروڈکشن اوپر علوم بیبل کے مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ ع لندن جلد ۱ صفحہ ۶۳۲

‡ لارڈنر صاحب کے ورکس مطبوعہ سنہ ۱۸۲۹ ع لندن جلد ۲ صفحہ ۱۰۲

تذکرہ مسیح اور انکے نزول کا صاحب
سے جو یوحناہ نے لکھا تھا
کتاب مشاہدات دوم یوحناہ
کتاب آداب نماز یوحناہ
کتاب اعمال اندریاہ
۲ کتاب آداب نماز متی
کتاب اعمال فلپ
کتاب اعمال توما †
۲ کتاب مشاہدات توما
۳ کتاب خانہ بدوشی توما
۳ کتاب آداب نماز یعقوب
۳ وفات نامہ مریم جو یعقوب نے لکھا
۳ کتاب حدیث متھی آز
۳ کتاب اعمال متھی آز
۴ کتاب آداب نماز مرقس
۴ مرقس کی کتاب پشن
۴ نامہ بار ناباس ‡
۴۲ کتاب اعمال پال یا شہادت تھکلا اول §
۴۲ کتاب اعمال پال یا شہادت تھکلا دوم
۴۵ کتاب اعمال پال
۴ نامہ پال بنام لادو کیان ‖

۴۷ – ۴۹ تین نامہ پال کے بنام تھسلنیکوریوں
۵۰ – ۵۲ تین نامے پال کے بنام کرنتھیان ¶
۵۳ نامہ پال درجواب نامہ کرنتھیان
۵۴ – ۵۹ چھہ نامہ پال کے بنام سنیکا *
۶۰ کتاب مشاہدات اول پال
۶۱ کتاب مشاہدات دوم پال
۶۲ کتاب وژن پال
۶۳ کتاب وعظ پال
۶۴ پال کی کتاب منتر سانپ
۶۵ کتاب پری سپٹ پال
۶۶ مکاشفات سرنتھس
۶۷ اعمال حواریان جوابی اونتھز کے پاس تھے
۶۸ کتاب ہل کی سیتس
۶۹ کتاب جیمس
۷۰ کتاب اعمال حواریان لیو شیس کی
۷۱ اعمال حواریان لنڈی شیس
۷۲ اعمال حواریان لیان تیس
۷۳ اعمال حواریان لیوتھان
۷۴ اعمال حواریان جومنی چیز پاس تھے
۷۵ اعمال حواریان سلیوکس
۷۶ مکاشفہ ستفن

---

† ہارن صاحب کا انٹرڈکشن اوپر علوم بیبل کے مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ ع جلد ا صفحہ ۶۳۲
‡ لرڈ نر صاحب کے ورکس مطبوعہ سنہ ۱۸۲۹ ع لندن جلد ۳ صفہ ۱۰۶
§ ہارن صاحب کا انٹروڈکشن مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ ع جلد ا صفحہ ۶۳۴
‖ نامہ کلسیان ۴ — ۱۹
¶ نامہ اول کارنتھیان ۵ — ۹ نامہ دویم ایضاً ۱۰ — ۹
* ہارن صاحب کا انٹروڈکشن اوپر علوم بیبل کے مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ ع لندن جلد ا صفحہ ۶۳۲

۷۷ نامه تهي‌سن مائتي نست
۷۸ نامه اول کليمنت بنام کارن تهينز
۷۹ نامه دوم کليمنت بنام کارن تهينز
۸۰ نامه اگني شيس بنام افي سهنز
۸۱ نامه اگني شيس بنام ميگني شينس
۸۲ نامه اگني شيس بنام تريلونز
۸۳ نامه اگني شيس بنام رومهان
۸۴ نامه اگني شيس بنام فلي ڈل فهنس
۸۵ نامه اگني شيس بنام سمرنينز
۸۶ نامه اگني شيس بنام پولي کارپ
۸۷ نامه پولي کارپ بنام فلي پينز
۸۸ گتريه هرمس کا
۸۹ احکام هرمس
۹۰ تماثيل هرمس

اِن کتابوں کے سوا چند کتابيں ايسي تهيں جنکو کہتے تهے که خود حضرت مسيح عليه‌السلام نے لکهي هيں ' اُنکي تفصيل يهه هی *

۱ نامه بنام ايبکارس †
۲ نامه بنام پهترو پال
۳ کتاب تمثيلوں اور وعظ کي
۴ کتاب مناجات مسيح کي
۵ کتاب سحر کي
۶ کتاب پيدايش مسيح اور مريم
۷ نامے جو آسمان پر سے گرے ‡
۸ نامه حضرت مسيح جو ميني کيس نے پيدا کيا

جن کتابوں پر کسي کتاب کا حواله نهيں هی اُنکا نشان ملکا اکسهومو اور ايپو کريفل نيو نستمنت ميں جو سنه ۱۸۲۰ ع ميں لندن ميں چهپي هی *

يهه تفصيل کتابوں کي جو لکهي گئي وه هی جو همنے اگلي کتابوں ميں پائي هی ' اور کچهه تعجب نهيں که انکے سوا اور بهي کچهه تحريريں معتبر يا نامعتبر هوں جنکي اطلاع هم تک نه پهونچي هو *

## المقدمة السادسة

### اثبات کے معلوم کرنيکا که اِن کتابوں ميں سے کون سي کتابيں معتبر هيں مسلمانوں کے مذهب ميں کيا قاعده هي

کتابوں کي معتبري اور غير معتبري دريافت کرنے کا اصلي مدار اُسکے مصنف کي معتبري اور غير معتبري پر هی ' پس جس کتاب کي معتبري يا غير معتبري دريافت کرني هو تو اول يهه بات ديکهني چاهيئے که اُسکا لکهنے والا معتبر شخص هی يا نهيں ' اگر معتبر هی تو وه کتاب بهي معتبر هی ' اور اگر معتبر نهيں هی تو وه کتاب بهي معتبر نهيں هی ' پهر اگر وه کتاب معتبر شخص کي طرف منسوب هوتي هی تو اِس بات کي سند درکار هوتي هی که درحقيقت يهه کتاب اُسي

† هارن صاحب کا انٹروڈکشن اوپر علوم بيبل کے مطبوعه سنه ۱۸۲۵ ع لندن جلد ۱ صفحه ۶۳۴
‡ ايضاً صفحه ۶۳۴

شخص کي لکھي ہوئي ہی ' اور یہہ بات ثابت نہیں ہوتي جب تک ہمارے زمانہ سے اُس کتاب کے لکھنے والے تک سند متصل ہمارے پاس نہو ' اور سند متصل ہم اُسکو کہتے ہیں کہ کسي معتبر شخص نے اُس کتاب کو اصل لکھنے والے سے پڑھا ہو ' پھر اُس سے دوسرے نے ' پھر اُس سے تیسرے نے ' یہاں تک کہ ہمارے زمانہ تک اسیطرح اُسکي گواہي پہونچي ہو ' چنانچہ حاشیہ پر بطور مثال کے قرآن مجید کي سند متصل جسطرح کہ مجھہ تک پہونچي ہی لکھتا ہوں ' † اِسي طرح پر اَوْر کتابوں کي بھي سند متصل ہم چاھتے ہیں ' مگر اِن کتابوں کي نسبت ایسي سند متصل ہمارے پاس نہیں ہی ' اسلیئے اُن کتابوں کے معتبر اور غیر معتبر ٹھہرانیکو دوسرا قاعدہ بلحاظ شہرت اور قبول کے قرار پایا ہی ' پس ان جملہ کتابوں کي خواہ وہ بالفعل بیبل میں داخل ہیں یا نہیں چار قسمیں قرار پاتي ہیں *

قسم اول جن کتابوں کو علماء ہروقت نے بلارد و انکار قبول کیا ' اور سب کا اُنکي صحت پر اتفاق ہوا ' اور شہر بشہر مشہور ہوئیں ' اور علماء اُنکي تعلیم و تعلم میں قرنا بعد قرن مشغول اور مصروف ہوئے ' اور کبھي اور کسي زمانہ میں اُنکي صحت اور اعتبار پر رد و انکار نہیں ہوا ' وہ سب معتمد اور صحیح ہیں *

قسم دویم وہ کتابیں ہیں جنکو معتبر لکھنے والوں نے لکھا اور اکثر علماء نے اُن کتابوں کو تسلیم کیا ' مگر بعضوں نے اُن کے تسلیم کرنے سے انکار بھي کیا ' یا کسي عہد میں وہ کتابیں اکثر علماء کے نزدیک مقبول رہیں اور معتبر اور مقدس لوگوں نے اُنسے سند لي ' اور اپني

---

† قد قرات القران المجید والفرقان الحمید علی الشیخ الاجل الافخم مولنا مولوي محمد مخصوص الله و هو علی الشیخ الاجل والحبر الابجل الذي فاق بین الاقران بالتمیز مولنا الشیخ عبدالعزیز و هو علی والده شاه ولي الله وهو علی حاجي محمد فاضل السندي وهو علی شیخ عبدالخالق التوفي وهو علی شیخ البصري و هو علی شیخ عبدالرحمن التیمي و هو علی شیخ سجاد و هو علی شیخ ابي النصر الطبلاوي و هو علی شیخ الاسلام الزکریا و هو علی شیخ برهان القلقیلي و هو علی امام محمد الجزري و هو علی امام احمد ابن شیخ الامام و هو علی امام ابي عبدالله الحسین و هو علی امام ابي محمد قاسم و هو علی شیخ ابي العباس احمد و هو علی شیخ ابي داود سلیمان و هو علی ابي عمرو الدواني و هو علی شیخ ابي الحسن الطاهر و هو علی شیخ علي ابن محمد و هو علی شیخ ابي العباس احمد ابن سهل الاشناني و هو علی شیخ ابي محمد عبیدة ابن الصباح و هو علی امام حفص و هو علی امام عاصم و هو علی شیخ ابي عبدالرحمن و زر ابن حبیش و هو علی حضرت امیرالمؤمنین عثمان ابن عفان جامع الناس علی القرآن و هو علی سید الانبیاء والمرسلین صاحب الوحي والکتاب المبین خاتم النبیین محمد رسول الله صلوات الله علیه و علی آله و اصحابه اجمعین انا العبد المفتقر الی الله الصمد سید احمد *

تحریرات میں اُن کے اقوال اخذ کئیے ' مگر پھر کسی زمانہ میں متروک ہوگئیں ' یا یہہ کہ کسی زمانہ میں اُن کی شہرت ہوئی اور پھر وہ شہرت جاتی رہی ' اُن کتابوں کو بھی ہم صحیح اور معتمد مانتے ہیں ' مگر پہلی قسم سے درجہ اعتبار میں کمتر جانتے ہیں *

قسم سویم وہ کتابیں ہیں جنکو معتبر لکھنے والوں نے تو لکھا ' مگر چنداں مشہور نہ ہوئیں ' اور علماء کی تعلیم و تعلم میں کثرت سے نہ آئیں ' اور نہ معتبر اور مقدس لوگوں نے اپنی تحریرات میں اُن کے اقوال اخذ کئیے ' نہ اُنکا حوالہ دیا ' اُن کتابوں کو ہم کتب صحاح میں داخل نہیں کرتے *

قسم چہارم وہ کتابیں ہیں جنکا اگلے وقتوں میں کچھہ نام و نشان مذکور نہ تھا ' بعد کے زمانہ میں نکلیں ' اور معتبر لوگوں نے اُن کی طرف التفات نکیا ' اُن کتابوں کو معتبر نہیں سمجھتے *

اِس تقسیم بموجب ہم مسلمان اُن کتابوں کو بھی خواہ وہ بیبل میں داخل ہیں یا نہیں چار قسموں پر تقسیم کرتے ہیں ' اور جو کتاب جس قسم کی ہی اُس قسم میں داخل کرتے ہیں *

ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ اس امر میں علماء مسیحی کا بھی یہی مذہب ہی جو ہم مسلمانوں کا ہی ' اور ہم دونوں میں اُن کتابوں کے معتبر اور نا معتبر ٹھہرانے کے قاعدہ میں کچھہ اختلاف نہیں ہی ' لارڈ نر † صاحب لکھتے ہیں " کہ جب ہم کتابوں کا بیان کرتے ہیں ' اور متقدمین کے اقوال پر جو اُنکی نسبت ہیں لحاظ کرتے ہیں ' تو وہ کتابیں پانچ قسم کی معلوم ہوتی ہیں " *

اول وہ کتابیں جنکو سب مانتے تھے *

دوسرے وہ جنکو بہت سے مانتے تھے اور صرف چند آدمی اُنپر شک کرتے تھے *

تیسرے وہ کتابیں جنکو یوسی بیس نے متنازعہ ٹھہرایا ہی یعنی جنکو بہت سے لوگ تسلیم کرتے ہیں ' اور بہت سے لوگ اُنپر شک بھی کرتے ہیں ' *

چوتھے وہ کتابیں جنکو چند تسلیم کرتے ہیں ' یا یہہ کہ جتنے تسلیم کرتے ہیں اُس سے بہت زیادہ اُنکو تسلیم نہیں کرتے ہیں ' ایسی کتابیں جھوٹی کتابیں کہلاتی ہیں *

پانچویں وہ کتابیں جنکو علماء عیسائی عموماً رد کرتے ہیں اس سبب سے کہ متقدمین میں سے کسیقے اُنکو بطور کتاب معتبر کے استعمال نہیں کیا ' یا اُن میں ایسی باتیں شامل ہیں جو حقیقی حوارانہ تعلیم کے برخلاف ہیں ' ایسی کتابیں بالکل جھوٹی ہیں *

اس تقسیم سے جو لارڈ نر صاحب نے بیان فرمائی صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہہ قاعدہ ہم دونوں مسلمانوں اور عیسائیوں میں غیر متنازعہ ہی ' مگر اختلاف صرف اسقدر ہی کہ جن

† لارڈنر صاحب کے ورکس مطبوعہ سنہ ۱۸۲۹ ع لندن جلد ۴ صفحہ ۱۰۲ —

کتابوں کو علماء عیسائي معتبر نہیں جانتے ' اُن کتابوں کے کسي قول پر بھي اعتبار نہیں کرتے اور بالکل بیبل سے خارج سمجھتے ھیں ' مگر هم مسلمان اُسکے اصلي مضامین پر خیال کرتے ھیں ' اور جسقدر مضامین اُسمیں مندرج ہوتے ھیں اُنکي تین قسمیں کرتے ھیں *

اول یہہ کہ اُسکي صحت اور صداقت اور کسي معتبر دلیل یا معتبر کتاب سے پائي جاتي ھی ' تو اُس مضمون کو صحیح اور واقعي مانتے ھیں *

دوسرے یہہ کہ اُس مضمون کا غلط اور جھوٹ ھونا اور کسي معتبر دلیل یا معتبر کتاب سے ثابت ھوتا ھی ' تو اُسقدر مضمون کو صحیح نہیں مانتے *

تیسرے یہہ کہ جس مضمون کي نہ معتبري ثابت ھی اور نہ غلط ھونا ثابت ھی ' اور نہ کوئي ایسي قوي دلیل ھی جس سے اُسکے غلط ھونے کا یقین ھو ' تو اِس مضمون کي نہ صحت کا اقرار کرتے ھیں اور نہ اُسکي صحت سے انکار کرتے ھیں ' بلکہ یہہ کہتے ھیں کہ جو کچھہ اللہ نے اپنے نبیوں پر اُتارا اُس سب پر هم ایمان لائے ھیں ' اور سبب اس کا یہہ ھی کہ ھمارے مذھب میں یہہ بات فرض ھی کہ جو کلام الہي نبیوں پر اُترا اُس سب کي هم دل سے تصدیق کریں ' پس جو کلام کہ کسي نبي کي طرف منسوب ھی اور اُسکا غلط ھونا ھمکو ثابت نہیں ھوا ' تو اُسکے انکار کرنے میں ھمکو یہہ اندیشہ ھی کہ شاید نبي کا کلام ھو اور اُسکے انکار کرنے سے ھمکو گناہ کا مرتکب ھونا پڑے ' اور اُسکي صحت کا اس واسطے اقرار نہیں کرسکتے کہ اُسکي صحت ھمکو ثابت نہیں *

بلحاظ اِن تقسیموں کے جسقدر کتابیں کہ بالفعل بیبل میں داخل ھیں هم مسلمانوں کے نزدیک کوئي کتاب قسم چھارم میں داخل نہیں ھی ' بلکہ اکثر کتابیں قسم اول کي ھیں اور کچھہ تھوڑي قسم دوم کي ' اور بعض قسم سوم کي ' چنانچہ اُسکي تفصیل اور تحقیق ' هم ھر ایک کتاب کي تفسیر میں وقتاً فوقتاً لکھینگے ' انشاء اللہ تعالی *

# المقدمة السابعة

## مسلمانوں کے مذھب میں کتب مقدسہ کي تحریف کا کیا مسئلہ ھی

امام فخرالدین رازي نے تفسیر کبیر میں لکھا ھی کہ تحریف کے معنی ھیں تغیر و تبدیل کے ' اور تحریف پھیرنا ایک چیز کا ھی اُسکي سچائي سے ' یہہ معني جو امام صاحب نے بیان کئے یہہ عام تحریف کے معني ھیں ' مگر کتب مقدسہ کي نسبت جو تحریف کا لفظ هم مسلمانوں میں مروج ھی اُس سے اصطلاحي معنی مراد ھیں ' اور وہ یہہ ھیں کہ جان بوجھہ کر اور قصد کرکر کلام الہي کو اُسکے اصلي مقصد اور سچے مطلب سے دوسري طرف پھیرنا *

تفسیر کبیر
التحریف التغیر والتبدیل والتحریف ھوامالة الشيء عن حقه *

همنے تحریف کے اصطلاحي معنوں میں کئي قیدیں لگائي ھیں •

اول یہہ کہ جان بوجہہ کر •

دوسرے یہہ کہ قصداً کر •

تیسرے یہہ کہ اصلي مراد سے اُس طرف پھیرنا جو مقصود نہیں ھی •

پہلي قید ھمنے اسلیئے لگائي ھی کہ قرآن مجید کے حکم بموجب تحریف ایک گناہ عظیم ھی ' پھر اگر تحریف سے جان بوجہہ کر تحریف کرنا مراد نہو تو وہ فعل گناہ نہیں رھتا ' پس ضرور ھی کہ جس تحریف کا قرآن مجید میں ذکر ھی وہ تحریف جان بوجہہ کر ھو ' علاوہ اسکے قرآن مجید میں بعضي آیتوں میں تحریف کے ذکر کے ساتھہ یہہ بھي آیا ھی کہ ( سنتے کلام الله کا پھر اُسکو بدل ڈالتے سمجھہ کر ' اور اُنکو معلوم ھی ) پس اس سے صاف ثابت ھوتا ھی کہ تحریف سے وھي تحریف مراد ھی جو جان بوجھہ کر ھو •

دوسري قید قصد اور ارادہ کي ھمنے اسلیئے لگائي ھی کہ بدلنا یا پھیرنا کسي چیز کا ایک فعل ' ھی اور جبکہ کوئي فعل کسي فاعل کي طرف منسوب کیا جاتا ھی تو اُس سے یہي مراد ھوتي ھی کہ اُس نے بالقصد یہہ کام کیا ھی ' چنانچہ قرآن مجید میں بھي جہاں کہیں تحریف کا ذکر آیا ھی وہ فعل کے صیغہ سے آیا ھی ' علاوہ اِس کے گناہ بھي اُسي فعل پر ھوتا ھی جو بالقصد اور بالعمد ھو ' اس سے ثابت ھی کہ تحریف سے وھي تحریف مراد ھی جو قصداً اور ارادۃ ھو •

تیسري قید اصلي مراد سے پھیر نے کي ھمنے اِسلیئے لگائي ھی کہ یہہ معني نفس لفظ تحریف میں واقع ھیں ' کیونکہ اصلي معني تحریف کے ھیں پھیرنا ایک چیز کا اُسکي سچائي سے ' پس اگر فرض کیا جاوے کہ کسي چیز میں کوئي ایسي تغیر و تبدیل واقع ھوئي جس سے اُسکي سچائي اور اصلي مطلب میں انحراف نہیں آیا ' تو وہ اصطلاحي تحریف نہیں ھی •

اب غور کرنا چاھیئے کہ اُس طرح پر تحریف کتب مقدسہ کي کئي صورت سے ھوسکتي ھی •

اول یہہ کہ کتب مقدسہ میں کچھہ لفظ یا عبارت اپني طرف سے بڑھاویں •

دوسرے یہہ کہ اُن میں سے کچھہ لفظ یا عبارت گھٹاویں •

تیسرے یہہ کہ لفظوں کو بدل دیں ' یعني اصلي لفظ نکال کر اُنکے بدلے اَور لفظ داخل کردیں •

چوتھے یہہ کہ کتب مقدسہ میں تو کچھہ تغیر و تبدیل نکریں اُسکو اُنکے الفاظ کو یعني کلام الهي کو پڑھتے وقت تغیر کر کر لوگوں کو پڑھہ سناویں •

پانچویں یہہ کہ کتاب مقدسہ کے بعض ورسوں کو بتاویں ، اور بعض کو چھپا ویں *
چھٹے یہہ کہ کلام الہي میں جو احکام هیں لوگوں کو اُنکے بدلے اَوْر احکام بتاویں، یہہ کہہ کر کہ حکم الہي یوں هي هی *
ساتویں یہہ کہ الفاظ مشترک المعني کے وہ معنی بیان کریں جو مقصود نہیں هیں *
آٹھویں یہہ کہ آیات خفیہ اور متشابہ کي غلط تاویل بیان کریں *

اِن قسموں کے سوا بعضے لوگوں نے اس بات کو بھي تحریف میں داخل کیا هی کہ ایک عبارت یا رسالہ اپني طرف سے لکھہ کر مشہور کریں کہ یہہ خدا کا کلام هی ، مگر در حقیقت یہہ تحریف میں داخل نہیں هی ، کیونکہ تحریف میں ضرور هی کہ کلام الہي میں تغیر و تبدیل هو ، اور اپني طرف سے کوئي عبارت یا رسالہ لکھنا اور اُسکو کلام الہي کہہ کر مشہور کرنا کلام الہي میں تحریف کرنا نہیں هی بلکہ سرے سے جھوٹ بنانا اور موضوع کرنا هی *

یہہ آٹھوں قسمیں تحریف کي جو مذکور هوئیں ان میں سے پہلي چار قسمیں تحریف لفظي کہلاتي هیں اور پچھلي چار قسمیں تحریف معنوي ، ان آٹھوں قسموں کے بیان کرنے سے اس مقام پر مطلب یہہ هی کہ اِن اِن صورتوں سے تحریف هونا ممکن هی ، اور یہہ مطلب نہیں هی کہ یہہ آٹھوں قسموں کي تحریفیں کتب مقدسہ میں واقع هوئي هیں ، کیونکہ همارے مذهب بموجب پہلي تین قسموں کي تحریف کا کتب مقدسہ میں واقع هونا ثابت نہیں هی *

همارے مذهب کے بعض قدیم عالموں نے کتب مقدسہ میں پہلي تین قسموں کي تحریف کا هونا بھي مانا هی ، اُن کي رائے کي بنیاد تین باتوں پر هی *

ایک یہہ کہ وہ لوگ اِس بات کو بھي کہ اگر کوئي شخص خود کوئي رسالہ لکھے اور اُسکو بطور جھوٹ کے کسي پیغمبر یا حواري کے نام سے مشہور کرے تحریف میں داخل کرتے هیں *

دوسرے یہہ کہ اُن کو معلوم هوا هی کہ بعضے یہودیوں نے بعضي جگہہ قصداً تحریف لفظي کي هی ، جیسے کہ سامریوں نے ورس ۴ باب ۲۷ کتاب استثنا میں ، بجائے " عیبال کے پہاڑ " کے " گنزیم کا پہاڑ " بنادیا هی *

تیسرے یہہ کہ بعض دیندار مسیحیوں کي نسبت بھي اُن کو تحریف لفظي کرنا ثابت هوا هی *
† مثلاً انجیل مارک باب ۱۳ ورس ۳۲ میں سے بعض الفاظ نکال ڈالے هیں ، کیونکہ وہ ایرین کے مذهب کي تائید کرتے تھے *

† جارن صاحب کا انٹرو ڈکشن اوبر علوم بیبل کے مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ ع لندن جلد ۲ صفحہ ۶۱۳

اور لوک کي انجيل کے باب ۱ ورس ۳۵ ميں کچھه لفظ بڑھائے گئے هيں واسطے رد کرنے مذهب يوتي شينز کے *

اور اسي انجيل کے باب ۲۲ کا ورس ۴۳ بعض نسخوں ميں سے نکال ڈالا هی ' تا که حضرت مسيح عليه‌السلام کي الوهيت ميں شبهه نه پڑے *

اور متي کي انجيل کے باب ۱ ورس ۱۸ ميں سے لفظ هم بستر هوويں' اور ۲۵ ميں سے اُسکا پہلونٹا ' نکال ڈالا هی ' تاکه حضرت مريم عليهاالسلام کے هميشه کواري رهنے پر شبهه نه پڑے *

مگر غور کرنے سے معلوم هوتا هی که يهه تينوں دليليں اُن لوگوں کي ٹهيک نهيں هيں' اور قرآن مجيد ميں جس تحريف کا ذکر آيا هی ' اُس سے کچهه علاقه نهيں رکهتيں ' کيونکه هم پهلے بيان کرچکے هيں که اپني طرف سے کوئي رساله لکهکر کسي پيغمبر يا حواري کے نام سے مشهور کرنا تحريف نهيں هی بلکه سرے سے موضوعات ميں داخل هی ' اور اگر کسي شخص نے کسي نسخه ميں کوئي تحريف لفظي کي تو اُس سے همارے قرآن‌مجيد ميں بحث نهيں هی' بلکه همارے قرآن مجيد ميں اُس تحريف سے بحث هی جو عموماً يهوديوں اور عيسائيوں ميں رائج هوگئي تهي ' بعض ديندار علماء مسيحي نے اگر کچهه لفظي تغير و تبديل کي تو وه بهي وه تحريف جسکا قرآن مجيد ميں ذکر هی هرگز نهيں هوسکتي ' کيونکه وه لوگ يقيني جانتے تهے ' که اُسکے صحيح اور اصلي اور سچّے معني وهي هيں جسطرح همنے لفظوں کو بدلا هی ' حالانکه قرآن مجيد ميں جس تحريف کا ذکر هی وه ايسي تحريف نهيں هی ' بلکه وه اُس تحريف کا ذکر هی جسکو وه لوگ جانتے تهے که صحيح اور سچّا اور اصلي مطلب يهه نهيں هی جو هم بيان کرتے هيں ' اور پهر عمداً و دانسته اُس ميں تحريف کرتے تهے ' اور جان بوجهکر غلط عبارت پڑهتے تهے ' يا غلط معني بيان کرتے تهے *

اس بيان سے صاف ظاهر هی که جن علماء نے کتب مقدسه ميں پهلي تين قسموں کي تحريف کا هونا تسليم کيا هی اُن سے درباب قرار دينے اصلي مراد تحريف کے لغزش هوئي هی' اسي لئے همارے مذهب کے بڑے بڑے علما محققين نے کتب مقدسه ميں پهلي تين قسموں کي تحريف کے واقع هونے سے انکار کيا هی ' اور جن لوگوں کي راے اُس طرف گئي هی اُنکا تخطيه کيا هی ' چنانچه هم اُنکے اقوال اس مقام پر نقل کرتے هيں *

امام محمد اسمعيل بخاري رحمةالله عليه نے اپني کتاب ميں تحريف کي تفسير يوں لکهي هی که تحريف کے معني هيں بگاڑ دينے کے ' اور کوئي شخص نهيں هی جو بگاڑے الله تعالى کي کتابوں سے لفظ کسي کتاب کا ' ليکن يهودي اور عيسائي خدا کي کتاب کو اُسکے اصلي اور سچّے معنوں سے پهيرکر تحريف کرتے تهے *

قال البخاري رحمةالله عليه في صحيحه في بيان قوله تعالى يحرفون الكلم عن مواضعه يحرفون يزيلون و ليس احد يزيل لفظ كتاب من كتب الله و لكنهم يحرفونه يتاولونه على غير تاويله

فتح الباري شرح صحیح بخاري میں هی که ابن تیمیه سے تحریف کا مسئله پوچها گیا ' اُنہوں نے جواب دیا که علماء کے اس میں دو قول هیں ' ایک یهه که تحریف لفظوں میں بهي هوئي هی اور دوسرے یهه که تبدیل نہیں هوئي مگر صرف معنوں میں ' اور اس دوسري بات پر بہت سي دلیلیں بیان کي هیں *

قد سئل ابن تیمیة عن هذا المسئلة فاجاب في فتاواه ان العلماء في هذا قولين احدهما وقوع التبديل في الالفاظ ايضا ثانيهما لا تبديل الا في المعني واحتج للثاني

شاه ولي الله صاحب اپني کتاب فوزالکبیر میں لکهتے هیں که میرے نزدیک تحقیق یہي هوا هی که اهل کتاب توریت اور اَور کتب مقدسه کے ترجمه میں ( یعني تفسیر میں ) تحریف کرتے تهے نه اصل توریت میں' اور یهه قول ابن عباس کا هی *

فوزالکبیر في اصول التفسیر اما تحریف لفظي در ترجمه توریت وامثال ان بکار می بردند نه در اصل توریت پیش این فقیر چنین محقق شد و هو قول ابن عباس

امام فخرالدین رازي اپني تفسیر کبیر میں لکهتے هیں که ابن عباس سے روایت هی که اهل کتاب توریت اور انجیل کي عبارت میں تحریف کرتے تهے' مگر متکلمین کے نزدیک یعني اُن عالموں کے نزدیک جو مذهبي امور کي تحقیق کرنے والے هیں یهه بات یعني توریت و انجیل کي عبارتوں کا بدل ڈالنا ممتنع هی' کیونکه وه دونوں کتابیں نہایت مشهور هو گئي هیں اور تواتر کو پہونچ گئی هیں ' یہاں تک که اُنکي عبارتوں کا بدلنا متعذر هوگیا هي' بلکه وه لوگ جو اصلي مطلب تها اُسکو چهپاتے تهے *

تفسیر کبیر سورة البقر آیت ۱۷۴

عن ابن عباس انهم کانوا یحرفون ظاهر التوراة والانجیل وعندالمتکلمین هذا ممتنع لانهما کانا کتابین بالغا في الشهرة والتواتر الی حیث یتعذر ذلک فیهما بل کانوا یکتمون التاویل

اسي تفسیر میں امام فخرالدین رازي نے ایک سوال کیا هی که کیونکر ممکن هی داخل کرنا تحریف کا توریت میں' باوجود اُسکي نہایت شهرت کے لوگوں میں ' جواب شاید یهه کام تهوڑے سے آدمیوں نے جنکا تحریف پر اکهٹا هوجانا ممکن هوگیا هو ' تو اِس صورت میں ایسي تحریف هوني ممکن هی' مگر میرے نزدیک اُس آیت کي بهتر تفسیر یهه هی ' که جو آیتیں توریت کي نبوت محمد صلی الله علیه وسلم پر دلالت کرتي تهیں اُن میں غور

تفسیر کبیر سورة آل عمران آیت ۷۸

کیف یمکن ادخال التحریف فی التوراة مع شهرتها العظیمة بین الناس. الجواب لعله صدر هذا العمل من نفر قلیل یجوز علیهم التواتر علی التحریف ثم انهم عرضوا ذلک المحرف علی بعض العوام وعلی هذا التقدیر یکون هذا التحریف ممکنا والاصوب عندي فی تفسیر الایة وجه آخر وهو ان الایات

اور فکر کي احتياج تهي اور وه لوگ اُنپر سوالات مشوش اور بيجا اعتراضات کرتے تهے ' پهر وه دليليں سننے والوں پر مشتبه هوجاتي تهيں ' اور يهودي کهتے تهے که اِن آيتوں سے الله تعالیٰ کي مراد وه هی جو هم کهتے هيں ' نه وه جو تم کهتے هو ' پس يهي مراد هی تحريف سے اور زبان بدلنے يا پهيرنے سے ' اِسکي ايسي مثال هی جيسے که همارے زمانه ميں جب کوئي محقق کسي آيت کلام الهي سے استدلال کرتا هی تو گمراه لوگ اُسپر سوالات اور شبهات کرتے هيں ' اور کهتے هيں که الله کي مراد يهه نهيں هی جو تم کهتے هو ' اسيطرح پر اس تحريف کي صورت هی •

الدالة علی نبوة محمد صلی الله عليه و سلم کان يحتاج فيها الی تدقيق النظر وتامل القلب والقوم کانوا يوردون عليها الاسولة المشوشة والاعتراضات المظلمة فکانت تصير تلک الدلايل مشتبها علی السامعين واليهود کانوا يقولون مراد الله تعالیٰ من هذه الاية ما ذکرناه لا ما ذکرتم فکان هذا هو المراد بالتحريف و بلي الالسنة و هذا مثل ان المحقق في زماننا اذا استدل باية من کتاب الله فالمبطل يورد عليه الاسولة والشبهات و يقول ليس مراد الله ما ذکرت فکذلک في هذه الصورة و الله اعلم بمراده •

اسي تفسير ميں امام فخرالدين رازي نے ايک اور سوال پيش کيا که کسطرح ممکن هی تحريف ايسي کتاب ميں جسکے هر هر حرف اور کلمے تواتر کو پهونچ گئے هيں ' اور شرق سے غرب تک مشهور هوگئے هيں ' پهلا جواب شايد يوں کها جاسکے که وه لوگ تهوڑے تهے اور عالم کتاب الهي کے بهت هي کم تهے ' پس ايسي تحريف کرسکے ' دوسرا جواب تحريف سے مراد هی جهوٹے شبهوں کا ڈالنا اور غلط تاويلوں کا کرنا ' اور لفظ کو صحيح معنوں سے جهوٹے معنوں کي طرف کهينچنا ' لفظي حيلوں سے جيسے که اس زمانه ميں بدعتي اپنے مذهب کي مخالف آيتوں کے ساتهه کرتے هيں ' اسکو سمجهو اور يهي مراد تحريف کي بهت صحيح هی •

تفسير کبير سورة النساء آيت ۴۶

فان قيل کيف يمکن هذا في الکتاب الذي بلغت احاد حروفه وکلماته مبلغ التواتر المشهور في الشرق والغرب قلنا لعله يقال القوم کانوا قليلين والعلما بالکتاب کانوا في غاية القلة فقدروا علی هذا التحريف الثاني ان المراد بالتحريف القاء الشبهة الباطلة والتاويلات الفاسدة وجر اللفظ من معناه الحق الی الباطل بوجوه الحيل اللفظية کما يفعله اهل البدعة في زماننا هذا بالايات المخالفة لمذهبهم هذا هو الاصح

اسي تفسير ميں امام صاحب لکهتے هيں که تحريف سے يا تو غلط تاويل مراد هی اور يا لفظ کا بدلنا مراد هے اور همنے اُوپر بيان کيا هی که پهلي مراد بهتر هی کيونکه جو کتاب بتواتر منقول هو اُسي ميں تغير لفظ کي نهيں هوسکتي •

تفسير کبير سورة المائدة آيت ۱۳

التحريف يحتمل التاويل الباطل و يحتمل تغير اللفظ وقد بينا فيما تقدم ان الاول اولی لان الکتاب المنقول بالتواتر لايتاتی فيه تغير اللفظ

تفسیر درّ منثور میں ابن منذر اور ابن ابي حاتم نے وهب ابن منبه سے روایت کي هی که توریت و انجیل جسطرح که ان دونوں کو الله نے اُتارا تها اُسي طرح هیں، اُن میں کوئي حرف بدلا نهیں گیا ' لیکن یهودي بهکاتے تهے لوگوں کو معنوں کے بدلنے اور غلط تاویل کرنے سے ' اور حالانکه کتابیں تهیں وه جنکو اُنهوں نے اپنے آپ لکها تها ' اور کهتے تهے که وه الله کي طرف سے هیں ' اور وه الله کي طرف سے نه تهیں ' مگر جو الله کي طرف سے کتابیں تهیں وه محفوظ تهیں ' اُن میں کچهه بدلنا نهیں هوا تها ●

درمنثور سورة البقر و اخرج ابن المنذر و ابن ابي حاتم عن وهب ابن منبه قال ان التوراة والانجیل کما انزلهما الله لم یغیر منهما حرف ولکنهم یضلون بالتحریف والتاویل والکتب کانوا یکتبونها من عند انفسهم ویقولون هو من عند الله وما هو من عند الله فاما کتب الله فانها محفوظة لاتحول

اور اسي تفسیر درّ منثور میں ابن ابي حاتم نے ابن زید سے روایت کي هی که یهه جو الله تعالی نے فرمایا هی " که تحریف کرتے هیں کلموں کو اُنکي جگهه سے " اُسکے یهه معني هیں که جسطرح پر الله نے اُن کو اُتارا هی اُسطرح پر اُن کو نهیں رکهتے ●

تفسیر درمنثور سورة النساء واخرج ابن ابي حاتم عن ابن زید في قوله یحرفون الکلم عن مواضعه قال لایضعونه علی ما انزل الله

اور اسي تفسیر میں ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کي هی که یهه جو الله تعالی نے فرمایا هی که " تحریف کرتے هیں کلموں کي اُن کي جگهه سے " اُسکے یهه معني هیں که جو حدیں احکام کي الله تعالی نے توریت میں مقرر کي هیں اُنکو تغیر و تبدل کرتے هیں ●

تفسیر درمنثور سورة المائدة واخرج ابن جریر عن ابن عباس فی قوله یحرفون الکلم عن مواضعه یعني حدود الله في التوراة

پس اِن تمام روایتوں سے ظاهر هوتا هی که همارے مذهب کے علماء محققین نے اُن تینوں قسموں میں سے کسي قسم کي تحریف کا هونا کتب مقدسه میں نهیں مانا هی ' اور جو کوئي شخص اِسبات کا قایل هوا هی که تمام کتب مقدسه میں اُن تینوں قسموں میں سے کسي قسم کي تحریف هوئي، تو اُس قول کا خود همارے مذهب کے بڑے بڑے علماء نے تخطیه کیا هی ' باقي رهیں پانچ قسمیں اخیر کي منجمله آٹهه قسموں مذکوره بالا کے ' پس همارے مذهب میں اِنهي پانچ قسموں کي تحریف کا هونا کتب مقدسه میں مانا گیا هی ●

ابهی هم یهه دعوی کرتے هیں که هماري مذهبي کتابوں سے بهي اُنهي پانچ قسموں کي تحریف کا هونا کتب مقدسه میں پایا جاتا هی ' نه اَور کسي قسم کا ' چنانچه هم اِس مقام پر اپنے مذهب کي کل روایتیں نقل کرتے هیں جو تحریف سے متعلق هیں ' اُن سب روایتوں کے دیکهنے سے معلوم هوگا که اُن سب سے وهي پانچ قسموں کي تحریف پائي جاتي هی ●

## وہ روایتیں جنسے چوتھی قسم کی تحریف نکلتی ھی

پہلی روایت – سورہ بقر میں الله تعالی یہودیوں کا حال بیان فرماتا هی کہ " جب همنے کہا یہودیوں کو گھسو اس شہر میں ( یعنی یریحو میں ) اور کھاتے پھرو اُس میں جہاں چاھو محظوظ ھوکر ؛ اور گھسو دروازے میں سجدہ کرتے ( یعنی جھک کر عاجزی سے ) اور کہو ( حطه ) یعنی گناہ اُترے ؛ تو بخشیں هم تمکو تقصیریں تمھاری ؛ اور زیادہ بھی دینگے نیکی والوں کو ؛ پھر بدل لی بےانصافوں نے بات سوائے اُسکے جو کہدی تھی ( حطه کے بدلے حنطه کہا جسکے معنی گیہوں کے هیں ) پھر اُتارا همنے بےانصافوں پر عذاب آسمان سے اُنکی بے حکمی پر " اس آیت میں اُن یہودیوں کی تحریف کرنے کا ذکر هی جو حضرت یوشع علیه السلام کے وقت میں تھے ؛ مگر اس آیت سے صاف صاف ظاهر هی کہ اُنہوں نے کسی کتاب مقدس میں تغیر و تبدیل نہیں کی تھی ؛ بلکہ صرف زبانی پڑھنے میں لفظ " حطه " کے بدلے " حنطه " پڑھ دیا تھا ؛ اور اس آیت میں جو یہہ لفظ هی کہ " اُن بےانصافوں نے بات بدل لی " اس سے صاف ثابت هی کہ وہ تبدیل صرف زبانی تھی *

سورۃ البقر آیت ۵۸ و ۵۹ — و اذ قلنا ادخلوا هذه القریة فکلوا منها حیث شئتم رغدا و ادخلوا الباب سجدا و قولوا حطة نغفرلکم خطایاکم و سنزید المحسنین فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لهم فانزلنا علی الذین ظلموا رجزا من السماء بما کانوا یفسقون

دوسری روایت – الله تعالی سورہ آل عمران میں فرماتا هی کہ " اهل کتاب میں ایسے بھی لوگ هیں کہ کتاب پڑھنے میں زبان پھیر لیتے هیں کہ تم جانو وہ کتاب میں هی ؛ اور وہ نہیں کتاب میں ؛ اور کہتے هیں کہ وہ الله تعالی کا کہا هی ؛ اور وہ نہیں الله کا کہا ؛ اور الله پر جھوٹ بولتے هیں جان کر " اس آیت سے یہہ بات بخوبی ظاهر هی کہ اهل کتاب کتب مقدسہ جو لوگوں کے سامنے پڑھتے تھے اُس وقت لفظ کچھہ ھوتا تھا اور پڑھ کچھہ دیتے تھے ؛ اور یہہ مطلب کسیطرح نہیں نکلتا کہ لکھی ھوئی کتاب میں کچھہ تغیر و تبدیل کردیتے تھے *

سورہ آل عمران آیت ۷۸ — و ان منهم لفریقا یلوون السنتهم بالکتاب لتحسبوہ من الکتاب وما هو من الکتاب و یقولون هو من عندالله وماهو من عند الله و یقولون علی الله الکذب

امام فخرالدین رازی اِس آیت کی تفسیر میں لکھتے هیں کہ الله تعالی نے جو یہہ فرمایا کہ " کتاب پڑھنے میں زبان پھیر لیتے هیں " اسکے یہہ معنی هیں کہ وہ لوگ خراب کرتے هیں لفظ کو اور بدل دیتے هیں اُسکے اعراب کو کہ اُس تبدیل سے اُس لفظ کے معنی بگڑ جاتے هیں *

تفسیر کبیر قوله و یلوون السنتهم معناه یعمدون الی اللفظ فیحرفونها فی حرکات الاعراب تحریفا یتغیر به المعنی

تیسري روایت — الله تعالی سورۂ نساء میں فرماتا هی٬ که جو یهودي هیں بدلتے هیں

سورةالنساء آیت ٤٦
من الذین هادوا یحرفون الکلم عن مواضعه و یقولون سمعنا و عصینا و اسمع غیر مسمع و راعنا لیا بالسنتهم و طعنا في الدین ولو انهم قالوا سمعنا و اطعنا واسمع وانظرنا لکان خیرالهم واقوم ولکن لعنهم الله بکفرهم فلا یومنون الا قلیلا

کلموں کو أنکي جگهه سے٬ اور کهتے هیں همنے سنا اور نه مانا ٬ اور سن نه سنایا جائیو ٬ اور رعنا کا لفظ کهتے هیں اپني زبان کو پهیرکر ٬ اور عیب دیکر دین میں ٬ اور اگر وہ کهتے همنے سنا اور مانا اور سن اور هم پر نظر کر ٬ تو بهتر هوتا أنکے حق میں اور درست ٬ لیکن لعنت کي أنکو الله نے أنکے کفر سے٬ سو ایمان نهیں لاتے مگر کم ٭

اس آیت میں دو لفظ هیں٬ ایک یهه که" کهتے هیں" اور دوسرا یهه که" اپني زبان پهیرکر" اِن دونوں لفظوں سے ثابت هوتا هی که یهودي زبان سے پڑهنے میں لفظوں کو بدل ڈالتے تهے اور کچهه کا کچهه پڑہ دیتے تهے ٬ نه یهه که کتاب کي عبارت بدل دیتے تهے ٭

سورۃ المائدہ آیت ١٣
فبما نقضهم میثاقهم وجعلنا قلوبهم قاسیة یحرفون الکلم عن مواضعه ونسوا حظا مما ذکروا به

چوتهي روایت الله تعالی سورۂ مائدہ میں فرماتا هی که " أنکے عهد توڑنے پرهمنے أنکو لعنت کي٬ اور کر دیئے أنکے دل سخت ؛ تحریف کرتے هیں کلموں کي أن کي جگهه سے ٬ اور بهول گئے فائده لینا أس نصیحت سے جو أن کو کي تهي " ٭

اس سے أوپر جو آیت مذکور هوئي أس میں بهي یهي لفظ تهے ٬ که بدلتے هیں کلموں کو اپني جگهه سے ٬ اور اِس آیت میں بهي یهي لفظ هیں ٬ پس جو معني أن لفظوں کے پهلي آیت میں لیئے گئے هیں٬ وهي معني ان لفظوں کے اِس آیت میں بهي لیئے جاوینگے٬ علاوہ اِس کے خود اِس آیت میں جو یهه لفظ هیں که " أس نصیحت سے فائده لینا بهول گئے " اِس سے پایا جاتا هی که جو مطلب اور مقصود تها أسکو بدل دیا تها نه یهه که کتابوں کي عبارت بدل دي تهي ٭

پانچویں روایت — الله تعالی سورۂ بقر میں فرماتا هی که اے مسلمانوں کیا تم توقع

سورةالبقر آیت ٧٥
افتطمعون ان یومنوا لکم و قد کان فریق منهم یسمعون کلام الله ثم یحرفونه من بعد ما عقلوہ وهم یعلمون

رکهتے هو که یهود مانیں گے تمهاري بات ٬ اور ایک لوگ تهے أن میں که سنتے کلام الله کا پهر أس کو بدل ڈالتے سمجهه کر ٬ اور أن کو معلوم هی ٭

اِس آیت میں جو یهه لفظ هیں که الله کا کلام سن کر بدل ڈالتے تهے اِس سے ظاهر هی که وہ تحریف زباني تهي٬ جسطرح که سنا تها ٬ نه یهه که کتاب کي لکهي هوئي عبارت کو بدل دیتے تهے ٭

غرض کہ جسقدر یہہ آیتیں ہمنے نقل کیں ، اُن سے صرف چوتھی قسم کی تحریف پائی جاتی ہی ، نہ پہلی تین قسموں کی *

## وہ روایتیں جنسے پانچویں قسم کی تحریف نکلتی ہی

پہلی روایت — بخاری میں عبداللہ ابن عمر سے ایک بڑی حدیث منقول ہی ، اُس حدیث میں یہہ بھی ہی کہ جب توریت میں آیۃ رجم کو ڈھونڈنے لگے تو یہودی توریت کے پڑھنے والے نے آیتہ رجم پر اپنا ہاتھہ رکھہ لیا ، اور اِدھر اُدھر سے پڑھنا شروع کیا ، اور آیت رجم کو نہ پڑھا پھر عبداللہ ابن سلّم نے اُس کا ہاتھہ آیۃ رجم پر سے اُٹھا لیا ، اور کہا کہ یہہ کیا ہی ، جب اُنہوں نے دیکھا تو کہا کہ یہہ آیت رجم کی ہی *

بخاری عن عبداللہ ابن عمر و هذه قطعة من حديث طويل فوضع مدارسها الذي يدرسها منهم كفه على آية الرجم فطفق يقرء ما بين يده وما وراءها ولم يقرء آية الرجم فنزع يده عن آية الرجم فقال ما هذه فلما رأوا ذلك قالوا هي آية الرجم

اِس حدیث سے صرف اسقدر معلوم ہوتا ہی کہ جو آیت رجم توریت میں موجود تھی اُسکو چھپایا تھا نہ یہہ کہ کتاب میں سے اُس آیت کو نکال ڈالا تھا ، چنانچہ اب بھی توریت مقدس میں آیت رجم موجود ہی † *

دوسری روایت اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقر میں فرمایا ہی کہ جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھہ اُترا صاف حکم اور ہدایت بعد اِس کے کہ ہم اُن کو ظاہر کرچکے لوگوں کے واسطے کتاب ( یعنی توریت میں ) اُن کو لعنت دیتا ہی اللہ ، اور لعنت دیتے ہیں لعنت دینے والے *

سورة البقر آیت ۱۵۹
ان الذين يكتمون ما انزلنا من البينات والهدى من بعد ما بيناه للناس في الكتاب اولئك يلعنهم الله و يلعنهم اللاعنون

امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ عبداللہ ابن عباس نے روایت کی ہی کہ ایک گروہ نے انصاریوں میں سے پوچھا ایک یہودی سے کیا ہی توریت میں نشانی محمد صلی اللہ علیہ و سلم کی ، اور بعض احکام بھی پوچھے ، پھر اُنہوں نے چھپایا ، تب اُتری یہہ آیت *

تفسیر کبیر
قال ابن عباس ان جماعة من الانصار سئلوا نفرا من اليهود عما في التوراة من صفته صلى الله عليه وسلم و من الاحكام فكتموا فنزلت الاية

اِس آیت سے بھی اسیقدر ثابت ہوتا ہی کہ یہودیوں نے توریت کے درسوں کو چھپایا تھا ، نہ یہہ کہ اُس میں سے کوئی درس نکال ڈالا تھا *

تیسري روایت – الله تعالی نے سورۂ بقر میں علماء یہود کو یوں فرمایا هی که " جو لوگ چهپاتے هیں جو کچهه اُتارا الله نے کتاب سے ' اور لیتے هیں اُسپر مول تهوڑا ' وه نهیں کهاتے اپنے پیت میں مگر آگ ' اور نه بات کریگا اُنسے الله قیامت کے دن ' اور نه سنواریگا اُن کو ' اور اُن کو دکهه دینے والا عذاب هی " ٭

سورة البقر آیت ۱۷۴
ان الذین یکتمون ما انزل الله من الکتاب و یشترون به ثمنا قلیلا اولئک ما یاکلون في بطونهم الا النار ولا یکلمهم الله یوم القیامة ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم

امام فخرالدین رازي تفسیر کبیر میں لکهتے هیں " جاننا چاهیئے که الله تعالی کے اس قول میں که جو لوگ چهپاتے هیں کئي مسئله هیں – اول یهه که عبدالله ابن عباس نے روایت کي ' که یهه آیت روساء یهود کے حق میں اُتري هی ' اور وه یهه لوگ تهے ' کعب بیتا اشرف کا ' اور کعب بیتا اشد کا ' اور مالک بیتا صیف کا ' اور حي بیتا اخطب کا ' اور ابي یاسر بیتا اخطب کا ' یهه لوگ لیتے تهے اپنے تابعداروں سے نذریں ' پس جب محمد صلی الله علیه و سلم نبي هوئے تو وه لوگ ڈرے که یهه فائدے جاتے رهینگے اسلیئے چهپایا محمد صلی الله علیه و سلم کي بشارتوں کو ' اور آنحضرت کي شریعت کے نشانوں کو پس اُتري یهه آیت – دوسرا مسئله یهه هی که علماء نے اختلاف کیا هی اِس بات میں که وه کیا چیز چهپاتے تهے کها گیا هی که چهپاتے تهے تعریف محمد صلی الله علیه وسلم کي ' اور آنحضرت کي نشاني اور آنحضرت کي بشارت ' اور یهه قول ابن عباس کا هی ' اور قتاده اور سدي اور اصم اور ابي مسلم کا اور حسن کا یهه قول هی که وه احکام کو چهپاتے تهے ' جیسے که الله تعالی نے فرمایا هی که " بهت عالم اور درویش اهل کتاب کے کهاتے هیں مال لوگوںکا ناحق ' اور روکتے هیں الله کي راه سے " – اس آیت میں بصراحت اسیقدر مذکور هی که جو احکام الله تعالی نے کتاب میں اُتارے تهے اُنکو اهل کتاب چهپاتے تهے ' نه یهه که لکهي هوئي کتاب میں کچهه بدل دیتے تهے " ٭

تفسیر کبیر اعلم ان في قوله تعالی ان الذین یکتمون مسائل المسئلة الاولی قال ابن عباس نزلت الایة في رؤساء الیهود کعب ابن الاشرف وکعب ابن الاشد ومالک ابن الصیف وحي ابن اخطب وابي یاسر ابن اخطب کانوا یاخذون من اتباعهم الهدایا فلما بعث محمد صلی الله علیه و سلم خافوا انقطاع تلک المنافع فکتموا امر محمد صلی الله علیه و سلم و امر شرایعه فنزلت هذه الایة المسئلة الثانیة اختلفوا في انهم اي شئي کانوا یکتمون فقیل کانوا یکتمون صفة محمد صلی الله علیه و سلم و ایة البشارة به وهو قول ابن عباس وقتادة والسدي و الاصم وابي مسلم وقال الحسن کتموا الاحکام وهو کقوله تعالی ان کثیر من الاحبار والرهبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل الله

چوتهي روايت — الله تعالي نے سورہ ال عمران میں فرمایا هی" اور جب الله نے اقرار لیا کتاب والوں سے که اُسکو بیان کرو لوگوں پاس اور نه چهپاو ' پهر پهینک دیا اُنهوں نے وہ اقرار اپنی پیٹهه پیچهے ' اور خرید کیا اُسکے بدلے مول تهوڑا ' پهر کیا بُري چیز خرید کرتے هیں " اس آیت سے بهي صرف چهپانا احکام الهي کا پایا جاتا هی ◆

سورہ ال عمران آیت ١٨٧
واذاخذ الله میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننه للناس ولاتکتمونه فنبذوہ وراء ظهورهم واشتروا به ثمنا قلیلا فبئس مایشترون

پانچویں روایت — الله تعالي سورہ مائدہ میں فرماتا هي" اے کتاب والو آیا هی تم پاس رسول همارا ' کهولتا هی تمپر بهت چیزیں جو تم چهپاتے تهے کتاب کي ( یعني کتاب الهي کي ) اور در گذر کرتا هی تمهاري . بهت تقصیروں سے ' تم پاس ائي هی الله کي طرف سے روشني اور کتاب بیان کرنے والي ' یعني قرآن مجید " ◆

سورۃ المائدہ آیت ١٦
یااهل الکتاب قدجاءکم رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتاب ویعفو عن کثیر قدجاءکم من الله نور و کتاب مبین

اس آیت سے بهي یهي معلوم هوتا هی که تحریف سے چهپانا آیات کتب الهي کا مراد هی ' نه نکالنا آیات کا کتب الهیه میں سے ◆

## وہ روایتیں جنسے چهٹي قسم کي تحریف پائي جاتي هی

اس قسم کي تحریف کرنے کو صرف ایک آیت کا نقل کرنا همکو کافي هوگا — الله تعالي سورہ توبه میں فرماتا هی " اے ایمان والو بهت عالم اور درویش اهل کتاب کے کهاتے هیں مال لوگوں کے ناحق ' اور اٹکاتے هیں الله کي راہ سے " اس آیت میں جو لفظ باطل یعني ناحق کا آیا هی اُس سے یهي مراد هی که برخلاف احکام الهي کے لوگوں کو حکم بتاکر اور فتوی دیکر لوگوں کا مال بطور رشوت لیتے تهے ◆

سورۃ التوبه آیت ٣٤
یاایهاالذین امنوا ان کثیرا من الاحبار والرهبان لیاکلون اموال الناس بالباطل و یصدون عن سبیل الله

امام فخرالدین رازي علیه الرحمة تفسیر کبیر میں لکهتے هیں که علماء نے باطل کے لفظ کي تفسیر میں اختلاف کیا هی کئي طرحپر — اول یهه که اهل کتاب لوگوں سے رشوت لیتے تهے احکام کے گهٹانے میں اور آنا کاني کرنے کي شریعت میں — دوسرے یهه که اهل کتاب عوام لوگوں کے سامنے کهتے تهے که کسي کو خدا کي

في التفسیر الکبیر قد اختلفوا في تفسیر هذاالباطل علی وجوہ الاول انهم یاخذون الرشاء في تخفیف الاحکام والمسامحة في الشرایع والثاني انهم کانوا یدعون عندالحشر والعوام انه لاسبیل

تعالى الفوز برضاة الله الا بخدمتهم و طاعتهم وبذل الاموال في طلب مرضاتهم والعوام كانوا يغترون بتلك الاكاذيب

مرضي تک پہونچنے کا رستہ ہي نہيں هى بجز أنكي خدمت اور تابعداري کے ' اور أنكي مرضي کے لئے روپيه خرچ کرنے کے ' اور عوام ان جهوٹي باتوں پر بهک جاتے تهے ۞

## وہ روايتيں جن سے ساتويں اور آٹهويں قسم کي تحريف پائي جاتي هى

ساتويں قسم يعني لفظ کے وہ معني بيان کرنے جو مقصود نہيں هيں ' اور آٹهويں قسم يعني آيتوں کي غلط تاويل کرني — يهه دونوں قسميں قريب قريب هيں ' صرف اتنا فرق هى که پہلي صورت ميں لغت کے معني وہ بيان کرتے هيں جو مقصود نہيں هيں ' اور پچهلي صورت ميں أنكا مطلب غلط بيان کرنا هى ' اس واسطے ان دونوں قسموں کے ليئے متعدد روايتيں هيں جنكا هم ذکر کرتے هيں ۞

سورة البقر آيت ۴۲
ولا تلبسوا الحق بالباطل و تكتموا الحق و انتم تعلمون

پہلي روايت — الله تعالى نے سورہ بقر ميں فرمايا هى يہوديوں کو خطاب کر کر " که نه ملاؤ صحيح ميں غلط ' اور نه چهپاؤ سچ کو جانكر " ۞

امام فخرالدين رازي عليه الرحمة تفسير کبير ميں لکهتے هيں که اس آيت کے

في التفسير الكبير والمعني ولا تلبسوا الحق بسبب الشبهات التي توردونها على السامعين وذلك لان النصوص الواردة في التورية والانجيل في امر محمد صلى الله عليه وسلم كانت نصوصا خفية تحتاج في معرفتها الى الاستدلال ثم انهم كانوا يجادلون فيها ويشوشون وجود الدلالة على المتاملين فيها بسبب القا الشبهات وهذا هو المراد قوله ولا تلبسوا الحق

معني يهه هيں که نه ملاؤ صحيح ميں غلط بسبب أن شبهوں کے جو سننے والوں پر ڈالتے هو ' اور يهه بات اس سبب سے تهي که توريت و انجيل ميں جو آيتيں محمد صلى الله عليه وسلم کے باب ميں آئي هيں وہ آيات خفيه هيں ' أنكے جاننے ميں استدلال کي طرف حاجت هوتي هى ' پهر وہ لوگ أن ميں جهگڑا کرتے تهے ' اور مشوش کرديتے تهے دليلوں کو سوچنے والوں پر بسبب ڈالنے شبهوں کے ' اور يهي مراد الله تعالى کے قول کي هى که نه ملاؤ صحيح ميں غلط ۞

پس اس آيت سے صرف غلط معني بيان کرنے مراد هيں نه يهه که لکهي هوئي کتاب ميں کچهه ملادیتے تهے ۞

سورة آل عمران آيت ۷۱
يا اهل الكتاب لم تلبسون الحق بالباطل و تكتمون الحق وانتم تعلمون

دوسري روايت — الله تعالى سورہ آل عمران ميں فرماتا هى " اے کتاب والو کيوں ملاتے هو صحيح ميں غلط اور چهپاتے هو سچ کو جانكر " ۞

تفسیر کبیر میں هی که یهه جو الله تعالی نے فرمایا که چهپاتے هو سچ کو اس سے یهه مراد هی که توریت میں آیتیں موجود هیں ' جو محمد صلی الله علیه وسلم کی نبوة پر دلالت کرتی هیں اُن آیتوںسے استدلال کرنے میں غور اور فکر درکار هی ' اور وه لوگ اُن لفظوں کے چهپانے میں جن کے مجموع سے یهه دلیل پوری هوتی هی کوشش کرتے تهے ' جیسے که همارے زمانه میں بدعتی اِسمیں کوشش کرتے هیں ' که محققین کی دلیلیں عوام تک نه پهونچیں *

في التفسير الكبير اما قوله ويكتمون الحق فالمراد ان الايات الموجودة في التوراة الدالة على نبوة محمد صلى الله عليه وسلم كان الاستدلال بها مفتقرا الى الفكر والتامل والقوم كانوا يجتهدون في اخفاء تلك الالفاظ التي بمجموعها يتم هذا الاستدلال مثل ما ان اهل البدعة في زماننا يسعون في ان لايصل الى عوامهم دلايل المحققين

اور یهه بهی تفسیر کبیر میں لکها هی که جو شخص حق بات چهپانے میں سعی کرتا هی اُسکو اسبات میں دو رستوں کے سوا کوئی رسته نهیں هی یا تو شبهه ڈالے جو ناحق پر راه بتاوے ' یا سچا رسته بتانے والی دلیل کو چهپاوے ' پس الله تعالی کا یهه قول که " کیوں ملاتے هو صحیح میں غلط " اشارة هی پهلی بات کی طرف ' اور یهه قول الله تعالی کا " اور چهپاتے هو سچی بات کو " اشارة هی دوسری بات کی طرف ' مگر صحیح میں غلط ملانا اِسکی کئی صورتیں هیں - اول تحریف توراة کی که ملاویں کلام الهی کو کلام محرف سے ' یهه روایت حسن اور ابن زید کی هی مگر امام صاحب نے جا بجا بیان کیا هے که ایسی تحریف توریت میں نهیں هوسکتی ' چنانچه اُنکے قول اُوپر مذکور هوچکے اور کچهه آگے آوینگے - پس یهه راے حسن ابن زید کی درست نهیں هی — دوسرے یهه که وه لوگ صبح کو اپنا مسلمان هونا ظاهر کرتے تهے اور شام کو پهر جاتے تهے لوگوں کو شک میں ڈالنے کے لیئے ' اور یهه روایت ابن عباس اور قتادة کی هی - تیسرے یهه که توریت میں وه آیتیں بهی هیں جو دلالت کرتی هیں اُوپر نبوة محمد صلی الله علیه وسلم کے بطور پیشین گوئی کے ' اور حضرت کی نشانیوں پر ' اور تعریف بتانے پر ' اور توریت میں ایسی بهی آیتیں هیں جنسے اِسکے برخلاف شبهه پیدا هوتا هی تو اِن آیتوں کی

في التفسير الكبير اعلم ان الساعي في الاخفاء لاسبيل له في ذلك الا من احد الوجهين اما بالقاء الشبهة التي تدل على الباطل اوباخفاء الدليل الذي يدل على الحق فقوله لم تلبسون الحق بالباطل اشارة الى المقام الاول و قوله تكتمون الحق اشارة الى المقام الثاني اما لبس الحق بالباطل فانه يحتمل ههنا وجوها احدها تحريف التوراة فيخلطون المنزل بالمحرف عن الحسن و ابن زيد و ثانيها انهم كانوا يتواضعون على اظهار الاسلام في اول النهار ثم الرجوع عنها اخر النهار تشكيكا للناس عن ابن عباس وقتادة و ثالثها ان يكون في التوراة مايدل على نبوته صلى الله عليه وسلم من البشارة والنعت والصفة ويكون في التوراة ايضا مايوهم خلاف ذلك فيكون كالمحكم والمتشابه فيلبسون على الضعفاء احد الامرين بالاخر

كما يفعله كثير من المشبهة و هذا قول القاضي ورابعها انهم كانوا يقولون ان محمدا صلى الله عليه و سلم معترف بان موسى حق ثم ان التوراة دالة على ان شرع موسى لا ينسخ و كل ذلك القاء الشبهات

مثال محکم اور متشابه کي هوئي پهر لوگ ان دونوں باتوں کو ملاکر لوگوں پر شبهه ڈالدیتے تهے' جیسے که اکثر شبهه ڈالنے والے ایسا کرتے هیں' اور یهه قول قاضي کا هی — چوتهے یهه که وه لوگ کهتے تهے که محمد صلی الله علیه و سلم اقرار کرتے هیں که موسی برحق هیں' پهر توریت دلالت کرتي هی اسبات پر که شریعت موسی کي منسوخ نهیں هونیکي' اور یهه سب باتیں شبهه ڈالنے کي هیں ٭

غرضکه ان روایتوں سے ظاهر هی که سچ میں جهوٹ ملانے سے کتاب میں کچهه عبارت بڑها دینا مراد نهیں هی بلکه سچے معنونکو جهوٹے معنوں میں ملانا مراد هی ٭

تیسري روایت الله تعالی سورة بقر میں فرماتا هی "جو لوگ چهپاتے هیں جو کچهه

سورة البقر ایت ۱۷۴
ان الذين يكتمون ما انزل الله من الكتاب ويشترون به ثمنا قليلا اولئك ما يأكلون في بطونهم الا النار

أتارا الله نے کتاب سے' اور لیتے هیں اسپر مول تهوڑا وه نهیں کهاتے اپنے پیٹ میں مگر آگ ٭ "

تفسیر کبیر میں لکها هی که علماء میں اختلاف هی طریقه چهپانے میں' یعني کسطرح

في التفسير الكبير اختلفوا في كيفية الكتمان فالمروي عن ابن عباس انهم كانوا يحرفون ظاهر التوراة والانجيل وعند المتكلمين هذا ممتنع لانهما كانا كتابين بلغا في الشهرة والتواتر الى حيث يتعذر ذالك فيهما بل كانوا يكتمون التاويل لانه قد كان فيهم من يعرف الايات الدالة على نبوة محمد صلى الله عليه وسلم فكانوا يذكرون لها تاويلات باطلة ويصرفونها عن محاملها الصحيحة الدالة على نبوة محمد صلى الله عليه و سلم فهذا هو المراد عن الكتمان فيصير المعني ان الذين يكتمون معاني ما انزل الله من الكتاب

چهپاتے تهے' عبدالله ابن عباس کا قول یوں نقل کیا هی که وه اهل کتاب بدل دیتے تهے عبارت توریت اور انجیل کي' مگر متکلمین کے نزدیک یهه بات یعني توریت و انجیل میں عبارتونکا بدل دینا ممتنع هی' کیونکه وه دونوں کتابیں نهایت مشهور هوگئي هیں' اور تواتر کو پهونچ گئي هیں' یهاں تک که أنکي عبارتونکا بدلنا متعذر هوگیا هی' بلکه وه لوگ چهپاتے تهے تاویلات کو' کیونکه أن میں تهے جو جانتے تهے أن أیتونکو جو دلالت کرتي هیں نبوة محمد صلی الله علیه وسلم پر پهر وه کرتے تهے أنکي غلط تاویلیں اور پهیرتے تهے أنکو صحیح مطلبوں سے جو دلالت کرتے تهے أوپر نبوة محمد صلی الله علیه وسلم کے' پس یهه مراد هی چهپانے سے' اب اِس آیت کے یهه معنی هوئے که جو لوگ چهپاتے هیں معني یا مطالب أس چیز کے جو أتارا الله نے کتاب سے ٭

چوتھی روایت ٬ الله تعالی سورۂ بقر میں فرماتا ہی جنکو ہمنے دی ہی

سورة البقر آیت ۱۴۶
الذین اتیناهم الکتاب یعرفونه کما یعرفون ابناءهم وان فریقا منهم لیکتمون الحق وهم یعلمون

کتاب پہچانتے ہیں یہہ بات یعنی نبی ہونا محمد صلی الله علیه و سلم کا جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو٬ اور ایک فرقہ اُن میں سے چھپاتے ہیں حق کو جانکر ●

پس ان تمام دلیلوں سے ظاہر ہی کہ مسلمانوں کے مذہب میں تحریف سے کتب مقدسہ میں اُنکی عبارتوں کا تغیر و تبدیل کرنا مراد نہیں ہی بلکہ زبانی لوگوں کو بدل کر لفظ پڑہ سنانے یا کلام الهي کو اخفا کرنا یا احکام الهي کو بدلنا یا کلام الهي کے غلط معنے اور غلط تاویلیں بیان کرنا مراد ہی ●

اب رہی یہہ بات کہ اپنی لکہی ہوئی عبارت اور اپنے لکہے ہوئے رسالونکا مشہور کرنا کہ یہہ خدا کا کلام ہی اسکے لیئے ہماری مذہبی کتابوں میں اور نیز عیسائی مذہب کی تاریخوں میں بہت سی سندیں موجود ہیں جنکو ہم یہاں نقل کرتے ہیں ●

سورہ بقر میں الله تعالی فرماتا ہی "کہ پس خرابی ہی اُن کو جو لکہتے ہیں رسالہ اپنے

سورة البقر آیت ۷۹
فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیهم ثم یقولون هذا من عند الله لیشتروا به ثمنا قلیلا فویل لهم مما کتبت ایدیهم وویل لهم مما یکسبون

ہاتہہ سے پہر کہتے ہیں یہہ الله کے پاس سے ہی کہ لیویں اُسپر مول تہوڑا ٬ سو خرابی ہی اُنکو اپنے ہاتہہ کے لکہے ہوئے سے٬ اور خرابی ہی اُنکو اپنی کمائی سے " ●

موشیم صاحب † اپنی تاریخ میں ارقام فرماتے ہیں کہ افلاطون اور فیثا غورث کے پیرووں نے اسبات کو صرف جایز ہی خیال نہیں کیا تھا بلکہ قابل تحسین اور آفرین کے سمجہتے تہے کہ راستی اور خدا پرستی کی ترقی کو فریب دیں اور جہوٹ بولیں ٬ اس راے کو اُن یہودیوں نے جو مصر میں رہتے تہے سنہ مسیحی سے پیشتر جیسا کہ بہت سی دلیلوں سے معلوم ہوتا ہی اُن سے سیکہا تہا ٬ اور اُن دونوں سے عیسائیوں میں یہہ برائی ابتدا سے پہیلی تہی ٬ اسبات میں کوئی شخص شک نہیں کرنے کا جب اُن کتابوں کو جو بہت سے جہوٹ سے بہری ہیں ٬ اور مشہور آدمیوں کے نام سے بنائی گئی ہیں بغور دیکہیگا ٬ اور سبل لین کے اشعار اور اسیطوح کی بیقدر کتابوں پر توجہہ کریگا ٬ جو بہتسی دوسری صدی اور اُسکی اگلی صدیوں میں نکلی ہیں ٬ میں یہہ نہیں کہتا کہ جو عیسائی اپنے مذہب پر پکے تہے اُنہوں نے اس قسم کی جہوٹی کتابیں بنائی تہیں ٬ بلکہ غالبا وہ

† موشیم صاحب کی تاریخ دوسری صدی باب ۳ صفحہ ۷۰ مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ ع ●

کتابیں بہت سی ناسٹک کے فرقہ سے نکلی تھیں۔ تاہم اِسبات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جو عیسائی اپنے مذہب کے پاباد تھے وہ اس خطا سے بالکل آزاد نہ تھے ٭

ولیم میور صاحب † اُردو تاریخ مسیحی کلیسا میں ارقام فرماتے ہیں" کہ دوسری صدی میں مسیحیوں میں گفتگو رہی کہ جب بت پرستوں اور فیلسوف حکیموں کے ساتھ دین کا مباحثہ کیا جاوے تو اُنھی کی بحث کا طرز اور طریقہ اختیار کرنا جایز ہی کہ نہیں، آخرکار ارجن وغیرہ کی راے کے بموجب طریقہ مذکور تسلیم ہوا، اس سے البتہ مسیحی بحثوں کی تیز عقلی اور نکتہ سنجی نے بحث میں زیادہ رونق پائی، لیکن راستی اور صفائی میں کچھہ خلل پڑا، پھر اسی سبب سے بعض لوگ یہہ بھی جانتے ہیں، کہ وہ جعلی تصنیفات پیدا ہوئیں، جو کہ اس زمانہ کے بعد کثرت سے لکھی گئیں اسطرح سے کہ فیلسوف لوگ جب کسی طریقہ کی پیروی کرتے تھے تو کبھی کبھی اُسکے حق میں کتاب لکھہ کے کسی معروف حکیم کے نام سے اجرا کرتے تھے، کہ اس حیلہ سے لوگ اُس پر متوجہہ ہوکر اُسکی باتیں زیادہ مانینگے، اگرچہ اُسکی باتیں برملا خود مصنف کی ہوتیں سو اسیطرح مسیحی جو فیلسوفوں کی طرح بحث کرتے تھے کتاب لکھہ کے کسی حواری یا خادم حواری یا معروف اُسقف کے نام سے رواج دیتے تھے، ایسا دستور تیسری صدی میں شروع ہوا اور کئی سو برس تک رومی کلیسا میں جاری رہا۔ یہہ بات بہت ہی خلاف حق اور قابل الزام شدید تھی" ٭

اسیطرح موشیم صاحب ‡ اپنی تاریخ میں ارقام فرماتے ہیں کہ بہت سے ایسے باعث تھے جنکے سبب ابتداء زمانہ میں انجیلوں کو ایک نسخہ میں جمع کرنے کی ضرورت ہوئی خصوصا اِس باعث سے کہ بعد رفع ہونے حضرت عیسی کے آسمان پر اُنکی زندگی اور تعلیمات کی تواریخ پر فریب اور کہانی آمیز ایسے لوگوں سے جنکے ارادے بد نہ تھے مگر جو جھوٹے مذہب والے اور سادہ لوح اور خدا پرست فریبیوں سے رغبت رکھتے تھے تصنیف ہوئی تھیں، اور اُسکے بعد بہت سی جھوٹی بنیاد کی تحریریں جلیل پاک پیغمبروں کے نام بطور مصنفونکے درج کیئے گئے تھے دنیا پر فریب سے رکھی گئیں تھیں ٭

غرضکہ اسبات میں ہم اور عیسائی دونوں متفق ہیں کہ یہودی اور عیسائیوں میں یہہ رواج ہوگیا تھا کہ اپنی طرف سے کوئی کتاب یا عبارت لکھکر اگلے بزرگوں یا پیغمبروں کے نام سے مشہور کردیتے تھے، اور اسی بات کا ذکر ہمارے قرآن مجید میں ہی ٭

---

† ولیم میور صاحب کی اُردو تاریخ کلیسا مطبوعہ سنہ ۱۸۴۸ ع حصہ ۲ باب ۳ -

‡ موشیم صاحب کی تاریخ مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ ع صدی اول حصہ دویم باب دویم

# المقدمة الثامنة

## کیا یہہ کتابیں بالکل اُن اصل نسخوں کے مطابق ہیں جنکو الہامي لکھنے والوں نے لکھا تھا

اِسباب میں کہ یہہ کتب مقدسہ جو اب ہمارے ہاتوں میں ہیں بالکل اُن اصل کتابوں کے مطابق ہیں جنکو الہامي لکھنے والوں نے لکھا تھا یا نہیں ہیں ہماري مذہبي کتابوں سے صرف اتني بات پائي جاتي ہی کہ یہہ کتابیں جو یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس تہیں اُن میں باہم اِختلاف تھا ' بخاري میں انس ابن مالک سے ایک بڑي حدیث ہی اُسکا تکرہ یہہ ہی " کہ حضرت حذیفہ نے حضرت عثمان سے کہا کہ اے مسلمانوں کے سردار اِن لوگوں کي ( یعني مسلمانوں کي ) اُس سے پہلے خبرلے کہ یہہ لوگ اپني کتاب ( یعني قرآن مجید ) میں ایسے مختلف ہوجاویں جیسے یہودي اور عیسائي اپني اپني کتاب میں مختلف ہوگئے ہیں "

بخاري باب جمع القرآن فقال حذیفة لعثمان یاامیر المومنین ادرک هذه الامة قبل ان تختلفوا في الکتاب اختلاف الیهود و النصاری الی اخره

پس اِس حدیث سے اِسقدر پایا جاتا ہی کہ اِن کتابوں میں بلا شبہہ اِختلاف عبارت موجود ہیں ' چنانچہ تمام علماء مسیحي بهي اسکا اقرار کرتے ہیں ●

غور کرنا چاہیئے کہ ابتداء تحریر کتب مقدسہ سے زمانہ دراز تک جسقدر کثرت سے کتب مقدسہ کا رواج ہوا وہ بذریعہ قلمي نسخوں کے ہوا ' اِس سبب سے اُن میں غلطي کا اور اختلاف عبارت کا نہونا اور کمي اور بیشي سے محفوظ رہنا نا ممکن تھا ' جسقدر کثرت سے وہ پہیلیں اور جسقدر کثرت سے اُنکي قلمي نقلیں ہوئیں اُسیقدر غلطیاں اور اختلافات اُن میں پیدا ہوئے' یہاں تک کہ کہا جا سکتا ہی کہ کوئي کتاب اصلي نسخہ کے مطابق نہیں رہي تهي ●

ہارن صاحب † اپني کتاب میں ڈاکٹر بنٹلي صاحب کا قول نقل کرتے ہیں کہ " اب کوئي ایک نسخہ قلمي یا چھاپہ کا مقدس لکھنے والونکي اصلي کتاب کے مطابق نہیں ہی ' مگر سب کتابوں میں پھیلے ہوئے اور متفرق ہیں ' اور یہہ کتابیں بلاشبہہ وہي کتابیں ہیں ' یہاں تک کہ غلط سے غلط قلمي نسخہ میں بهي جو اب موجود ہی کوئي بات مذہب کي یا تہذیب اخلاق کي یا نصیحت کي بدلي نہیں گئي ' اور نہ اُسمیں سے کم ہوئي ہی " غرضکہ تجربہ سے بهي جو ہم دن رات ہرقسم کي قلمي کتابوں میں دیکھتے ہیں اور نیز علماء مسیحي کے اقوال سے بهي بخوبي روشن ہی کہ کتب مقدسہ نقل ہوتے ہوتے غلط اور آپسمیں مختلف ہوگئي تہیں ●

---

† ہارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ صفحہ ۳۱۴ ۔

† هارن صاحب نسبت عبري کتابوں عهد عتیق کے لکھتے هیں ؛ که وہ کتابیں اگرچه بغیر کسي تغیر و تبدیل کے همارے پاس پهونچي هیں ، اور قدیم نقل کرنے والوں نے کمال احتیاط کي هی ، تو بهي اُنکو اُن غلطیوں سے آزاد رکهنا ناممکن تها جو غلطیاں که عبري الف بے کے متشابه حرفوں کے بدلنے سے ، یا اور اَوْر باتوں سے ، جو قدیم نسخونکے نقل کرنے میں هوتي هیں ●

یهودي عالم سادہ لوحي سے یقین جانتے تهے ؛ که عبري کتب مقدسه میں بالکل غلطي نهیں هی ، اور قلمي نسخوں میں کوئي ایسا اختلاف نهیں نکل سکتا جو امر اهم کي نسبت هو ، مگر فادر مارن صاحب نے ، نهایت دلیري سے اسبات کو رد کیا ، اور عبري کے قلمي نسخوں کي غلطیاں اُن اختلافات سے نکالیں ، جو عبري اور سمیریا کي کتب خمسه مُوسيٰ میں ، اور عبري اور سپٹو ایجنٹ کي کتب عهد عتیق میں تهیں ، پهر لوئس کیپل صاحب نے تائید کي ، اور اسبات کا اقرار کیا ، که واسطے صحت عبري عهد عتیق کے کوئي عمدہ قاعدہ بنانا ضرور هی ، پهر سترهویں صدي میں عموماً یهه بات قرار پائي ، که عبري عهد عتیق کے نسخوں کے مقابله کرنے کي بهت ضرورت هی ●

اب مناسب معلوم هوتا هی که اسمقام پر کتب مقدسة کے چند پرانے نسخونکا ذکر کیا جاوے ، تاکه مطالب اس مقدمه کے بوضاحت معلوم هوں ، چنانچه ‡ هارن صاحب کے انٹروڈکشن سے جو اُوپر علوم بیبل کے هی ، کتب مقدسه کے چند پرانے نسخوں کا ذکر کیا جاتا هی ●

عهد عتیق کي کتابیں دراصل عبراني زبان میں هیں اور وہ دو ناموں سے پکاري جاتي هیں ●

ایک آٹوگرافس ( یعني وہ کتابیں جنکو خود الهامي لکهنے والوں نے لکها تها ) اُن میں کے سب نسخے ناپید هوگئے ، کوئي بهي موجود نهیں هی ●

دوسرے ایپو گرافس ( یعني وہ نسخے جو اصلي نسخوں سے نقل هوئے تهے ) اور جو مکرر اور سه کرر نقل هوتے هوتے بهت کثرت سے پهیل گئے تهے ، یهه پچهلے نسخے بهي دو قسم کے تهے - ایک پرانے جو یهودیوں میں بهت معتبر اور سندي گنے جاتے تهے ، مگر یهه نسخے بهي مدت سے معدوم هوگئے هیں - دوسرے نئے ، جو سرکاري کتب خانوں میں ، یا لوگوں کے پاس موجود هیں ، اور یهه بهي دو قسم کے هیں ●

اول رولڈ مینوسکرپٹس - یعني وہ قلمي نسخے جو معابد میں کام میں آتے هیں ●

دویم سکوئر مینو سکرپٹس - یعني وہ قلمي نسخے جو مربع تقطیع پر لکهے هیں ، اور عام لوگوں کے کام میں آتے هیں ●

---

† هارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ صفحه ۴۳

‡ هارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ حصه ۱ باب ۲ فصل ۱

درمیان چھٹی اور دسویں صدی کے یہودیوں کے دو مدرسہ تھے - ایک بیبلن میں جو مشرق میں ہی - دوسرا تی بیریس میں جو مغرب میں ہی ' اِن دونوں مدرسوں میں یہودیوں کے علم کا بڑا چرچا تھا ' اور کتب مقدسہ بہت کثرت سے نقل کي جاتي تھیں ' اِس سبب سے یہودیوں میں کتب مقدسہ کي دو قسمیں پیدا ہوئیں ' جو نسخے پہلے مدرسہ میں مروج تھے ' وہ اوري انٹل ریڈنگ ( یعني مشرقي نسخے ) کہلاتے تھے ' اور جو دوسرے مدرسہ میں تھے ' وہ آکسي ڈنٹل ریڈنگ ( یعني مغربي نسخے ) کہلاتے تھے ' آٹھویں یا نویں صدي میں ان دونوں نسخوں کا مقابلہ ہوا ' اور جہاں جہاں اختلاف نکلا اُسپر نشان کیا گیا ' اور وہ اختلافات مختلف طور سے شمار ہوئے ' اور اُنکي تعداد ۲۱۰ و ۲۱۶ و ۲۲۰ تک تھي ' مشرقي نسخہ کے اختلاف ایسٹرن ریڈنگ ' اور مغربي نسخہ کے اختلاف ویسٹرن ریڈنگ کہلاتے ہیں *

ابتداے گیارھویں صدي میں عرن بن عشر پریسیڈنٹ مدرسہ تی بیریس ' اور یعقوب بن نفتالي پریسیڈنٹ مدرسہ بیبلن نے ' مشرقي اور مغربي یہودي قلمي نسخوں کا مقابلہ کیا ' اور جو ان نامي یہودي عالموں نے اختلاف پائے وہ ۸۶۴ سے زیادہ ہوتے ہیں ' ایک بات کو چھوڑ کر باقي اعراب سے متعلق ہیں ' اور اِس سبب سے چنداں لائق لحاظ نہیں ہیں ' مغربي نسخے اور عبري عہد عتیق کے چھپے ہوئے نسخے ' جو اب موجود ہیں ' اور ہمارے ملک میں بھي پائے جاتے ہیں ' وہ بہت کرعرن بن عشر کے نسخے کے پیرو ہیں *

یہودیوں میں پانچ نسخے بطور نمونہ کے تھے ' جنہوں نے بالتخصیص نہایت صحیح ہونے میں بہت شہرت پائي تھي ' اور اُنھي نسخوں سے تمام نسخے اُنکے بعد کے صحیح ہوتے تھے *

اول کوڈکس ہلل ' یہہ ایک مشہور قلمي نسخہ تھا ' اُسکو بعض یہودي عالموں نے بارھویں صدي میں دیکھا تھا ' مگر اِسبات میں نہایت اختلاف ہی ' کہ یہہ ہلل کون تھا ' بعضوں نے خیال کیا ہی کہ یہہ وہ مشہور عالم ہلل ہی جو ساٹھہ برس پیشتر ولادت حضرت مسیح علیہ السلام سے تھا ' بعضوں نے کہا ہی کہ یہودا حکادوش جو مشہور عالم تھا ' یہہ ہلل اُسکا پوتا ہی ' جسنے مسنا لکھا ' اور جو چودھویں صدي میں نام آور ہوا ' اور بعضے کہتے ہیں کہ یہہ شخص ہلل نامي اسپین کا ایک یہودي تھا ' بایر صاحب زیادہ بھروسے کے ساتھہ کہتے ہیں ' کہ یہہ نسخہ زمانہ حال کا لکھا ہوا ہی ' اور اسپین میں لکھا گیا تھا ' کیونکہ اِس میں اعراب پائے جاتے ہیں ' اور صرف و نحو کے قواعد موجود ہیں ' ہلل کا قلم فرمایا اُسکي قدر بڑھانیکو اُسپر لکھہ دیا تھا *

دویم کوڈکس بن عشر }
سویم کوڈکس بن نفتالي } ان دونوں نسخوں کا حال ابھي بيان ہوچکا هی ‘

ان دونوں میں سے پہلا نسخہ مصر میں اسبات میں مشہور تھا کہ اسکے بہت سے مقاموں کو خود ابن عشر نے صحیح اور نظرثاني کیا هی‘ اور یہہ وہ نسخہ هی جسکي میموني ڈیز نے توریت کي نقل کرنے میں بموجب یہودي رسم کے پیروي کي هی *

چہارم کوڈکس جیبري کو ‘ اس میں صرف حضرت موسی علیہ‌السلام کي پانچوں کتابیں ہیں ‘ ایک بڑے یہودي عالم الیس لویتانے اسبات کي نہایت تعریف کي هی ‘ کہ یہہ بہت صحیح نسخہ کتب خمسہ موسی کا هی ‘ اُس میں صحیح لفظ اور غلط لفظ دونوں دکھلائے گئے ہیں *

پنجم کوڈکس سفي ‘ اس میں بھي صرف حضرت موسی کي پانچوں کتابیں ہیں ‘ یہہ بھي بہت صحیح نسخہ کتب خمسہ موسی کا هی ‘ اور اگلے نسخہ سے صرف لہجہ میں متفاوت هی *

ایک چھٹا نسخہ اور تھا جو کوڈکس سین بوکي کہلاتا هی ‘ پیرسانہمن بیان کرتے ہیں ‘ کہ میں نے اُسکو دیکھا ‘ مگر اس امر میں کہ وہ کب لکھا گیا ‘ اور کسنے اُسکو لکھا ‘ کوئي بات تحقیق معلوم نہیں هی *

گیارھویں صدي سے جستدر یہودي نسخے پڑھنے پڑھانے میں چلے آتے ہیں ‘ وہ کسي نکسي خاص نسخہ سے صحیح کیئے گئے ہیں ‘ اسلیئے اُنکو باعتبار اُس ملک کے ‘ جہاں اُنکا رواج تھا ‘ جدا جدا چار خاندانوں میں قرار دیا هی *

اول اسپینش مینیو سکرپٹس (یعني وہ قلمي نسخے) جو اسپین کے لوگوں میں مروج تھے اور جو کوڈکس هلل سے مقابلہ ہوکر صحیح کیئے گئے تھے ‘ اکثر یہودي اُن نسخوںکي بہت قدر کرتے ہیں ‘ مگر بعض محقق یہودي اُنکو زیادہ قدر کا نہیں جانتے *

دویم اُوري ینٹل مینیو سکرپٹس — یعني وہ قلمي نسخے جنکا مشرقي ملکوں میں رواج تھا ‘ یہہ نسخے اور اگلے نسخے ایک سے اور ایک هي درجہ میں سمجھنے کے لایق ہیں *

سویم جرمن مینیو سکرپٹس — یعني وہ قلمي نسخے جنکا جرمن میں رواج تھا ‘ ان نسخوں میں امر اهم کي عبارتیں اسطرح پر پائي جاتي ہیں ‘ کہ ویسي اسپینش مینیو سکرپٹس میں نہیں ہیں مگر یہہ عبارتیں سمیر ٹین زبان کي کتب خمسہ سے اور قدیم ترجموں سے مطابقت رکھتي ہیں ‘ یہودي اِن نسخوں کو زیادہ معتمد نہیں سمجھتے مگر محققین بہل اُن نسخوں کي نہایت قدر کرتے ہیں *

چہارم اِٹالین مینیو سکرپٹس — یعني وہ قلمي نسخے جو اٹلي میں مروج تھے یہہ نسخے اسپین اور جرمني نسخوں میں اوسط درجے کا اعتماد رکھتے ہیں *

علاوہ اِن قسموں کے ' ایم تي راسي صاحب نے تمام قلمي نسخوں کو ' باعتبار زمانہ کے تین قسم میں تقسیم کیا هی ●

اول جو بہت پرانے تهے ' یعني جو بارهویں صدي سے پیشتر کے لکهے هوئے تهے ●

دویم اوسط درجۂ کے پرانے ' یعني جو تیرهویں اور چودهویں صدي کے درمیان کے لکهے هوئے تهے ●

سویم زمانہ حال کے یا وہ نسخے جو چودهوین صدي کے اختتام اور پندرهویں کے شروع میں لکهے گئے ●

مگر ایم تي راسي صاحب زمانہ حال کے نسخوں کو ' یا اُنکو جو پندهرویں صدي سے لکهے گئے هیں ' اور کثرت سے معبدوں میں پائے جاتے هیں ' قابل اعتبار کے نہیں جانتے تهے جب تک کہ یہہ بات ثابت نہو ' کہ وہ کسي قدیم نسخہ ایپو گرافس سے نقل هوئے هیں ●

ڈاکٹر کني کٹ صاحب نے عبري نسخہ صحیح کرنے کے لیئے عهد عتیق کے ۶۳۰ قلمي نسخونکا مقابلہ کیا ' اور ایم تي راسي صاحب نے اپني کتاب مجموعۂ اِختلافات عهد عتیق کے بنانے کے لیئے ۴۷۹ قلمي نسخے ' اور ۲۸۸ چهپے هوئے نسخوں کا مقابلہ کیا ' اُن میں سے جو نہایت قدیم نسخے تهے ' اور جنکا ڈاکٹر کني کٹ صاحب نے مقابلہ کیا تها ' اُنکا بیان یہاں کیا جاتا هی ●

( ا ) کوڈکس لاتي اینس سنہ ۱۷۲ و سنہ ۱۶۲ ' ڈاکٹر کني کٹ صاحب کے یہودي نسخونکي فہرست میں اِس نسخہ کا اول نمبر هی ' یہہ نسخہ پرانا تها اور اِس سبب سے اُسکے الفاظ بعض جگہہ سے اوڑ گئے تهے ' اور اُنکو پهر روشن سیاهي سے دوبارہ بهرا تها ' اور پهر وہ بهي مٹ چلے تهے ' ڈاکٹر کني کٹ صاحب کہتے هیں ' کہ یہہ نسخہ دسویں صدي کا لکها هوا هی ' اور ایم تي راسي صاحب کہتے هیں ' کہ گیارهویں صدي کا لکها هوا هی ●

یہہ نسخہ شروع هوتا هی کتاب پیدایش باب ۲۷ ورس ۳۱ سے ' اِس نسخہ میں وانڈر هوٹ صاحب کے عبري نسخہ سے چودہ هزار اختلاف هیں ' جسمیں سے دو هزار سے زیادہ حضرت موسیٰ کي پانچوں کتابوں میں هیں ' اور یہہ اختلافات ۱۰۹ جگہہ میں سیٹوایجنٹ سے مطابقت رکهتے هیں ' اور ۹۸ جگہہ میں سریا زبان کے نسخہ سے ' اور ۸۲ جگہہ میں عربي زبان کے نسخہ سے ' اور ۸۸ جگہہ میں ولگٹ یعني لاطیني زبان کے نسخہ سے ' اور ۴۲ جگہہ میں کالتي پارافریز سے ' اور یہہ نسخہ سمارتین نسخہ کے کتب خمسہ موسوی سے ۷۰۰ مقام میں مطابقت رکهتا هی ' برخلاف چهپے هوئے عبري نسخہ کے ●

اِس نسخہ پر جو زیادہ اعتبار کیا جاتا هی ' اِسکي وجهہ یہہ هی ' کتاب دوم سموئیل باب ۲۳ ورس ۳ لغایت ۷ کے جس طرز کلام سے ' حضرت مسیح علیہ السلام کے آنیکي بشارت نکالي جاتي هی ' اور جس طرز پر وہ کلام سیٹوایجنٹ میں تها اُسیطرح اِس نسخہ میں بهي محفوظ تها ●

( ٢ ) کوڈکس کارلس ریوہنس پہلا، ڈاکٹر کنی کٹ صاحب کے قلمی نسخوں کی فہرست میں ١٥٣ نمبر پر یہہ نسخہ ہی، ایک مشہور عالم ریوک لن کے پاس یہہ نسخہ تہا، پندرہویں صدی میں علم کے تروتازہ ہونے میں اِس عالم نے نہایت کوشش کی تہی، یہہ قلمی نسخہ مقام کالس روہ کے سرکاری کتبخانہ میں موجود ہی، جن نسخوں پر تاریخ تحریر لکہی ہوئی پائی ہی، اُن سب میں سے یہہ نسخہ نہایت قدیم ہی، مربع تقطیع میں لکہا ہی، اور سنہ ٤٨٦٦ پیدایش عالم مطابق سنہ ١١٠٦ ع کا لکہا ہوا ہی، اسمیں پرافتس معہ تارگم یعنی صحف انبیاء معہ تفسیر زبان کیلڈی کے شامل ہیں *

( ٣ ) کوڈکس وی اینی، ڈاکٹر کنی کٹ صاحب کی فہرست میں اسکا ٥٩٠ نمبر ہی اِس نسخہ میں پرافتس اور ہیجوگریفا ہیں، اور چمڑے پر لکہا ہوا ہی، اُسپر جو تاریخ لکہی ہوئی ہی (یعنی سنہ ١٠١٨ و سنہ ١٠١٩ ع) اگر وہ صحیح ہو تو اگلے نسخوں سے بہی پرانا ہی، ڈاکٹر برنس صاحب نے ہوسو اختلاف عبارت بڑی بڑی باتوں کے اِس نسخہ سے جمع کئے ہیں زمانہ حال میں کسی شخص نے اس میں اعراب بڑہا دیئے ہیں *

( ٤ ) کوڈکس سیزنی کتبخانہ میلانستا مقام بالوگنا نمبر ٥٣٦ فہرست کنی کٹ صاحب، یہہ نسخہ گیارہویں صدی کے اخیر کا لکہا ہوا ہی، اور اِس میں یہہ کتابیں ہیں پینٹی ٹیک (یعنی کتب خمسہ موسیٰ) اور ہیفتارتہہ، یعنی پارہہاے کتب انبیاء، اور مگلتہہ (یعنی پانچ کتابیں) کین تی کلز (یعنی گیت سلیمان) اور کتاب راعوت، اور نوحہ یرمیاہ، اور واعظ، اور کتاب استر، ایم ڈی راسی صاحب اِس نسخہ کو نہایت پسند کرتے تہے، اور بہت پرانا بتاتے تہے، اور اُسکے حاشیہ پر اور بہی زیادہ قدیم نسخوں کے بعض بعض اختلاف عبارت لکہے ہیں *

( ٥ ) کوڈکس فلورن تینس، دوم نمبر ١٦٢ فہرست ڈاکٹر کنی کٹ صاحب، یہہ نسخہ گیارہویں صدی کے اخیر کا یا بارہویں صدی کے شروع کا لکہا ہوا ہی، اِس میں کتاب یوشع اور قضات، اور سموئیل ہیں، جو لفظ کہ اِس نسخہ میں مٹ گئے تہے، وہ دوبارہ لکہدیئے گئے ہیں *

( ٦ ) کوڈکس مڈی اولی تہنسس، نہم نمبر ١٩٣ فہرست ڈاکٹر کنی کٹ صاحب، یہہ نسخہ بارہویں صدی کے اخیر کا لکہا ہوا ہی، اور اِس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پانچوں کتابیں ہیں، اور کتاب پیدایش کا شروع، اور کتاب احبار اور استثناء کا انجام زمانہ حال میں زیادہ کیا گیا ہی، اِس نسخہ میں مٹ جانا حروف کا، اور تبدیلیاں بہی واقع ہیں، اور بعض اوقات ایک بُری عبارت اچہی عبارت کی جگہہ لکہی گئی ہی، باوجود اسبات کے اِس میں بہت سی اچہی عبارتیں مختلف پائی جاتی ہیں *

( ٧ ) کوڈکس نارمبز جینسس ، چهارم نمبر ١٠١ فہرست ڈاکٹر کنی کت صاحب — اس نسخہ میں صحف انبیاء اور آؤر مقدس کتابیں ہیں ، یہہ نسخہ بہت پرانا ہی ، اور اکثر جگہہ سے شکستہ ہوگیا ہی ، اس نسخہ کے حرفوں کي اور کوڈکس کارلس ویوهن سس کے حرفوں کي آپس میں بہت مشابہت ہی ، اِس سبب سے ڈاکٹر کنی کت صاحب ، اور ایم ڈي راسي صاحب نے اِس نسخہ کو بارہویں صدي کے شروع کا لکھا ہوا قرار دیا ہی •

( ٨ ) کوڈکس پیري سي اِنسس ، بست ہفتم نمبر ٢١٠ فہرست ڈاکٹر کنی کت صاحب ، یہہ نسخہ پوري بیبل کا رومي خط میں ہی ، ڈاکٹر کنی کت صاحب اور ایم ڈي راسي صاحب اِسکو بہت پسند کرتے تھے ، اور بارہویں صدي کے شروع کا لکھا ہوا بتاتے تھے •

( ٩ ) کوڈکس رجي اومان تنس – یہہ نسخہ بهي رومي حرفوں میں اُسي زمانہ کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہی ، جس زمانہ کا اگلا نسخہ لکھا ہوا ہی ، اِس میں پرافٹس اور ہیجو گریفا کي کتابیں ہیں ، مگر مختلف جگہہ سے شکستہ ہورہي ہیں •

( ١٠ ) کوڈکس پیري سي انسس ، بست و چہارم نمبر ٣٦٦ فہرست ڈاکٹر کنی کت صاحب ، یہہ نسخہ بارہویں صدي کے شروع کا لکھا ہوا ہی ، اور کتاب یرمیاہ باب ٢٩ — ١٩ سے ، لغایت باب ٣٨ — ٢ تک اور کتاب یوشع باب ٣ — ٣ سے ، لغایت کتاب عاموص باب ٦ — ١٢ تک ، ناقص ہی •

اب مناسب ہی ، کہ جن پرانے نسخوں کا ڈاکٹر ایم ڈي راسي صاحب نے مقابلہ کیا اور اُنمیں جو قدیم نسخے ہیں ، اُنکا بهي اِس مقام پر ذکر کیا جاوے •

[ ١ ] کوڈکس نمبر ٦٣٤ – اس میں ایک ٹکڑہ کتاب احبار ، اور اعداد کا ہی ، کتاب احبار باب ٢١ — ١٩ سے لغایت کتاب اعداد باب ١ — ٥٠ تک ہی ، نہایت قدیم ہونے کي اُس میں بہت سي علامتیں پائي جاتي ہیں ، ایم ڈي راسي صاحب کے نزدیک آٹھویں صدي کا لکھا ہوا ہی •

[ ٢ ] کوڈکس نمبر ٥٠٣ – اس نسخہ میں منجملہ کتب خمسہ حضرت موسیٰ کي کتاب پیدایش باب ١٢ — ٣٢ سے ، کتاب استثناہ باب ١٥ — ١٢ تک ہی ، اِس میں مختلف زمانوں کے ورق ملے ہوئے ہیں ، اور پرانے سے پرانے ورق ، نویں یا دسویں صدي کے لکھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں •

[ ٣ ] کوڈکس نمبر ١٠ ، یہہ قلمي نسخہ بهي کتب خمسہ حضرت موسیٰ کا مع تارگم ( یعني تفسیر زبان کیلڈي ) اور پانچ کتابوں گیت سلیمان ، اور کتاب راعوت اور نوحہ یرمیاہ اور وعظ اور کتاب اِستر کے ہی ، اور گیارہویں صدي کے اخیر یا بارہویں صدي کے شروع کا لکھا ہوا ہی ، بسبب پرانے ہونے کے جو حرف مٹے ہوئے تھے پھر کر بنائے گئے ہیں •

[ ۴ ] قلمي نسخه کتاب ایوب کا ٬ عمده نسخوں میں سے نهایت عمده یهه نسخه هی ٬ اور اگلے نسخه کا هم زمانه هی ٭

[ ۵ ] قلمي نسخه هیجو گریفا کا نمبر ۳۷۹ تیسرے اور چوتهے نسخه کا همعصر هی ٬ یهه نسخه زبور کے باب ۴۹ — ۱۵ سے ٬ کتاب نحمیا کے باب ۴۰ — ۴ تک هی ٭

[ ۶ ] قلمي نسخه پانچوں کتابوں حضرت موسی کا نمبر ۶۱۱ – یهه نسخه گیارهویں صدي کے اخیر کا ٬ یا بارهویں صدي کے شروع کا لکها هوا هی ٬ پرانا هونے کے سبب روشنائي پهیکي پڑ گئي هی ٬ متن میں جو عبارت لکهنے سے ره گئي هی وه حاشیه پر لکهي هوئي هی ٭

ڈاکٹر کني کت صاحب بیان کرتے هیں که ٬ عهد عتیق کے عبري تمام قلمي نسخے جنکا موجود هونا اب همکو معلوم هی ٬ ایک هزار اور ایک هزار چار سو ستاون برسوں کے درمیان کے لکهے هوئے هیں ٬ اور اس سے وه یهه نتیجه نکالتے هیں ٬ که تمام قلمي نسخے جو سات سو یا آٹهه سو برس پیشتر کے لکهے هوئے تهے ٬ یهودیوں کي سنت ( یعني مجلس أمرا ) کے بعض حکموں کے بموجب معدوم کردیئے گئے تهے ٬ اِس سبب سے که اُن نسخوں میں اُن نسخوں سے جو اُسوقت میں خالص گنے جاتے تهے ٬ بهت اختلاف تها ٬ اِسبات کو بشپ والٹن صاحب بهي تصدیق کرتے هیں ٬ اور کهتے هیں که اسي سبب سے همارے پاس چهه سو برس کے نسخے چند هیں ٬ اور اسي وجهه سے سات سو یا آٹهه سو برس کے نسخے بهت کمیاب هیں ٭

علاوه اِن نسخوں کے ایک عبري قلمي نسخه توریت کا ریورنڈ ڈاکٹر بکینن صاحب کو سنه ۱۸۰۶ ع میں ملیبار میں کالے یهودیوں کے پاس سے دستیاب هوا ملیبار کے یهودي یقیناً اُن یهودیوں کے پس مانده هیں ٬ جنکو بخت نصر نے اول مرتبه جلاوطن کیا تها ٬ اس قلمي نسخه کي تاریخ ٬ که کب کا لکها هوا هی ٬ تحقیق نهیں هوسکتي ٬ مگر گمان هوتا هی ٬ که اُن نسخوں سے لیا گیا هوگا ٬ جو اُنکے باپ دادا هندوستان میں اپنے ساتهه لائے ٬ جب اُن یهودیوں سے اس نسخه کے باب میں پوچها گیا ٬ تو وه اُسکي نسبت کوئي ٹهیک بات بیان نکرسکے ٬ بعضوں نے کها که صنعاے عرب سے آیا هی ٬ اور بعضوں نے کها که کشمیر سے ٬ اس نسخه میں کتاب احبار ٬ اور کتاب استثنا کا بهت سا حصه نهیں هی ٬ مسٹر ایٹس صاحب نے ٬ انٹرهوٹ صاحب کے چهپے هوئے نسخه سے اس نسخه کا مقابله کیا ٬ اُسکي تحقیقات کا نتیجه یهه هی ٬ که تمام نسخه میں چالیس سے زیاده اختلاف نهیں هیں ٬ اور اُن میں سے کوئي اختلاف عام عبارت سے بلحاظ معني اور مراد متن کے تفاوت نهیں رکهتا صرف حرفوں کي کمي یا بیشي کا اختلاف هی ٬ جیسے بلحاظ مشهور محاوره یهودي زبان کے الفاظ کامل یا معیوب

معلوم ہوتے ہیں، اور اِتھی آز صاحب کے چھاپے ہوئے نسخہ سے جو سنہ ۱۶۹۱ ع میں چھپا تھا اور بھی کم اِختلاف ہیں ، پس اسطرح پر یہودی متن کی صداقت اِس گراں بہا نسخہ سے بخوبی ثابت ہوتی ہی ، اور اُسکی شہادت بغیر کسی اعتراض کے بہت بڑی ہی ، چار مقام کی عبارتیں اسی نسخہ پر مخصوص ہیں ، وہ عبارتیں ڈاکٹر کنی کٹ صاحب کی عبرانی بیبل کے نسخہ میں نہیں پائی جاتیں ✻

یہہ بات بھی جاننی چاہوئے ، کہ جسطرح عہد عتیق کی کتابیں عبرانی زبان میں تھیں ، اسیطرح سینٹ متی کی لکھی ہوئی انجیل بھی در اصل عبرانی زبان میں تھی ، مگر بارہ سو برس کے قریب سے وہ انجیل معدوم ہوگئی ہی ، اور اب عہد جدید کے یونانی زبان کی کتابیں اصلی گنی جاتی ہیں ، اسواسطے مناسب ہی ، کہ یونانی قلمی نسخوں کا بھی ہارن صاحب کی کتاب سے اِس مقام پر کچھہ ذکر کیا جاوے ✻

یونانی نسخے † بہت کم ہیں جنمیں عہد عتیق اور عہد جدید دونوں کی کتابیں موجود ہوں ، بہت سوں میں صرف چاروں انجیلیں پائی جاتی ہیں ، کیونکہ وہ نہایت کثرت سے گرجوں میں پڑھی جاتی تھیں ، اور بعض نسخوں میں صرف اعمال حواریوں اور کیتھلک نامے ، اور بعضی میں اعمال اور سینٹ پال کے نامے اور چند نسخوں میں اپو کلیپس ( یعنی مشاہدات سینٹ یوحنا ) موجود ہیں ، سب نسخے خصوصاً زیادہ قدیم نسخے زمانہ کے ضرر سے یا غفلت سے ناقص ہوگئے ہیں ، تمام نسخوں میں پہلے لکھے ہوئے کو مٹایا ہی اور اُس کو صحیح کیا ہی بعضی جگہہ خوب نہیں مٹایا ہی ، اسلیئے اصلی لکھا ہوا بھی معلوم ہوتا ہی ، جس مقام پر نقل کرنے والے نے صحیح کیا ہی وہ تصحیح بہ نسبت اُس تصحیح کے جو بعد کو کی گئی ہی معتبر سمجھی جاتی ہی ، محو کرنا پہلے لکھے ہوئے کا کہیں تو اسطرح پر کیا ہی ، کہ لفظوں پر لکیر کھینچ دی ہی ، اور کہیں چاکو سے چھیلا ہی ، اور اکثر جگہہ لکھنے والے نے اسفنج سے مٹا دیا ہی ، اور اُسکی جگہہ اور لفظ لکھدیئے ہیں ، اور اسطرح کا مٹانا ایک حرف یا لفظ ہی پر موقوف نہیں ہی ، جیسے کہ کوڈکس بیزی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی ، صحت کے ساتھہ کتابوں میں سندیں پائی جاتی ہیں ، جنسے معلوم ہوتا ہی ، کہ اِسطرح پر ساری کتابوں کی کتابیں مٹائی جاتی تھیں ، اور اَور کتاب بجاے اُس قلمی کتاب کے جو مٹائی گئی تھی لکھی جاتی تھی مگر جہاں کہیں تحریر بسبب زمانہ دراز کے اُڑگئی تھی ، تو اُنکو بغیر زیادہ مٹانے کے بدستور قدیم رکھتے تھے ، اور اُسی پر لکھہ دیتے تھے ✻

یہہ نسخے کہلاتے ہیں ، کوڈ اُئی سز پالمپ سسٹی پاری سکر پٹی ( یعنی ایک ٹکڑہ جسمیں سے ایک تحریر مٹائی گئی ، اور اُسکی جگہہ دوسری لکھی گئی ) بسبب قلت پارچہ

---

† ہارن صاحب کا اِنٹرو ڈکشن جلد ۲ حصہ ۱ باب ۲ فصل ۲

منت ( یعني بنے ہوئے چمڑے یا کپڑے کتاب لکھنے کے ) بہت سے لوگ اگلے مورخوں کي لکھي ہوئي کتابیں مٹانے لگے ' اس مطلب سے کہ اپنے یا کسي دوسرے مورخ کي کتاب جسکو وہ چاہتے ہیں اُسپر نقل کرلیں ' اس سبب سے بہت سي کتابیں مشہور مورخوں کي معدوم ہوگئیں ' خصوصاً بہت قدیم کتابیں 'کیونکہ زمانہ حال کي کتابیں اُسوقت کي حاجت روائي کو اُن قدیم کتابوں پر جو بسبب گذرنے زمانہ کے دھندلي ہوگئي تھیں اور مٹائي گئي تھیں نقل کرلي گئیں تھیں ' مدت تک یہہ خیال کیا گیا تھا ' کہ یہہ بداستعمال گیارھویں بارھویں تیرھویں چودھویں صدي تک رہا اور بالتخصیص یونان میں جاري تھا ' مگر حقیقت میں یہہ ایک نتیجہ وحشت کا تھا ' جو اُن جہالت کے زمانوں میں پھیلا ہوا تھا ' چنانچہ یہي بد استعمال رومیوں میں بھي رایج تھا ' اور جیسا کہ عموماً خیال کیا گیا تھا ' اُس سے زیادہ اخیر زمانہ تک اُن لوگوں میں یہہ استعمال جاري رہا ●

عہد جدید کے قلمي نسخے پورے یا ناقص جو علماء عیسائي کے ہاتھہ آئے اور جنسے کل کا یا جزو کا مقابلہ کیا گیا ' اُن کل کي تعداد پانسو کے قریب تھي ' اور یہہ تعداد بہت چھوٹا حصہ ہی اُن قلمي نسخونکا جو سرکاري اور لوگوں کے نجي کے کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں ' اُن مقابلوں کے نتیجہ سے یہہ ظاہر ہوا کہ بعض قلمي نسخے ایک دوسرے سے تسلسل رکھتے ہیں ' اور وہ اور نسخوں سے بلحاظ نشانوں کے پہچانے جاتے ہیں ' مشہور علماء محققین عیسائي خصوصاً گریس بک صاحب نے ' جسنے اپني تمام زندگي تحقیقات مقدس میں صرف کي عہد جدید کے اُن فقرات کو جو سکندریہ والو کلیمنٹ ' اور اوریجن کي تحریروں میں ہیں اُن فقرات سے ' جو ترتلین صاحب اور سائي پیرین صاحب نے لیئے ہیں نہایت کوشش سے مقابلہ کرکر دریافت کیا ' کہ بہت ابتداء زمانہ میں یعني تیسري صدي تک قلمي نسخوں کے دو سلسلہ موجود تھے ' یا اسطرح پر تعبیر کیا جاوے ' کہ دو پورے مختلف نسخے عہد جدید کے وجود میں تھے ' میکئلس صاحب نے یہہ دریافت کیا ' کہ مختلف ملکوں میں بموجب اُنکي خاص زبانوں کے مختلف ترجمے عہد جدید کے تھے ' اور اُنکے قلمي نسخے بالذات اپنے مخصوص ترجموں کے مطابق تھے ' اور یہہ ترجمے ایسے قلمي نسخوں سے بنائے گئے تھے جو عام استعمال میں تھے ' غرضکہ مختلف طور سے پانچ طرح پر ' عہد جدید کي کتابوں کے ڈاکٹر گریس بک صاحب میکئلس نے اور میتھي اور مسٹر نولن نے ' اور پروفیسر ہگ اور پروفیسر اسکالز نے قسمیں نکالي ہیں ●

ڈاکٹر گریس بک صاحب کے قاعدہ کي بموجب عہد جدید کے یوناني نسخے تین قسموں میں منقسم ہوتے ہیں ' اور ہر ایک قسم واسطے اُن مختلف عبارتوں کے جو اُس قسم میں ہیں بطور ایک علاحدہ گروہ کے سمجھا جاتا ہی ●

گریس بک صاحب نے کسي عبارت کي معتبري کو جہانتک کہ قلمي نسخہ کي سند پر لحاظ کي جاتي هی صرف اُسي نسخہ کے بموجب جس میں وہ عبارت هی قرار نہیں دیا ' بلکہ بلحاظ تعداد اُس تمام قسم کے نسخوں کے جو اُسکي تائید کرتے هیں قرار دیا هی ' اور وہ قسمیں جنمیں ڈاکٹر گریس بک صاحب نے یوناني نسخوں کو ترتیب دیا هی ' حسب خصوصیات ذیل هیں * اور ان قسموں میں کي هر ایک قسم کو نسخہ کے نام سے تعبیر کرتے هیں *

( ١ ) الکذنڈرین نسخہ اسکو مصري نسخہ بھي کہتے هیں ' اس قسم میں وہ قلمي نسخے داخل هیں جنکي مشہور عبارتیں الکذنڈریہ کے مورخوں کي اُن عبارتوں سے جو اُنہوں نے اپني کتابوں میں نقل کي هیں مطابقت رکھتي هیں ' خصوصاً اوریجن اور کلیمنت الکذنڈریہ والے کي نقل کردہ عبارتوں سے ' اور اُنکے بعد اسي نسخہ کو مصري یونانیوں نے اختیار کیا تھا ' مفصلہ ذیل نسخے اس قسم میں داخل هیں *

کوڈکس الکذنڈرینس گریس بک

ویٹیکن قلمي نسخہ گریس بک

کوڈکس افریمي ڈاکٹر اسکالز

کوڈکس ریجي اس نمبر ٦٢ ڈاکٹر اسکالز

کیوڈل فریي ٹینس الف ڈاکٹر اسکالز

کیوڈل فریي ٹینس ب ڈاکٹر اسکالز

کوڈکس بارجي ڈاکٹر اسکالز

کوڈکس ریجي اس نمبر ٧٢ گریس بک

کوڈکس ریجي اس نمبر ١٤ ایضاً

کوڈکس مڈي سي اس ایضاً

کوڈکس ریجي اس نمبر ٣٠٥ ایضاً

یہہ ترجمے جنکا آگے بیان آتا هی اسي الکذنڈرین نسخہ کے پیرو هیں *

کاپٹیکو میمفیٹک

کاپٹیکو باسنیورک

کاپٹیکو سہیدک

اتھوپک

آرمینین

سائیرو فلاک سینین

( ٢ ) آکسي ڈنٹل یا ویسٹرن ( یعني مغربي نسخہ ) یہہ وہ نسخہ هی ' جو افریقہ اور اٹلي اور گال اور مغربي یورپ میں مروج تھا ' اسي نسخے کے پیرو یہہ نسخے هیں *

کوڈکس الکذنڈرینس اعمال حواریین ' اور کیتھلک نامون میں

کوڈکس بیزي یا کین ٹي بري جینسس

کوڈکس ریجي اس نمبر ٣١٤ گریس بک

کوڈکس ریجي اس نمبر ٥٠ گریس بک

کوڈکس ریجي اس نمبر ٣٧٩ ایضاً

کوڈکس لیسس ترین سس

کوڈکس وندبو بالن سیس

کوڈکس واٹیکینس نمبر ٣٩٠ گریس بک

کوڈکس واٹیکینس نمبر ٢ گریس بک

کوڈکس ریجي اس نمبر ١٧٧

کوڈکس ریجي اس نمبر ٣٧٥

ان نسخوں سے بعض جگہہ سہدک ترجمہ جو چوتھي صدي میں ہوا ' اور یروشلم والا سریا زبان کا ترجمہ ' اور وہ عبارتیں جو سہرو فلاکسینین ترجمہ کے حاشیہ میں ہیں متفق ہوتي ہیں ' اور وہ پرانے رومي ترجمے بھي جو ولگیٹ ترجمہ سے پیشتر مستعمل تھے مطابقت رکھتے ہیں ' اسي طور صاحب بشپ سول کے ' اور رمي جي آس صاحب ' اور بیڈ صاحب ' اور رینس مارس صاحب ' اور هیمو صاحب ' این سلم صاحب ' اور پیرو دیمنی صاحب ' اور برنرڈ صاحب ' اور اؤر پچھلے مورخ ' جو هزار سال گذشتہ میں رومی گرجے سے علاقہ رکھتے تھے ' جس ولگٹ رومي ترجمے کي پیروي کرتے تھے وہ بھي اس نسخہ سے مطابقت رکھتا هي ' اور اسیطرح درسي کتابیں اور اُس گرجے کي مذهبي کتابیں سب اسي نسخہ کے مطابق ہیں *

( ۳ ) بائیزین ٹاین' یا اوري اینٹل ( یعني مشرقي نسخہ ) چوتھي صدي کے آخیر اور پانچویں اور چھٹي صدي کے درمیان میں محققین نے ایک ایسا نسخہ تلاش کیا جو اگلے دو نسخوں سے مختلف هي ' اور اُنھوں نے اُس نسخہ کا یہہ نام رکھا هي ' جو اُوپر مذکور ہوا ' اِسلیئے کہ اُسکا قسطنطنیہ میں جسکا نام بائیزین ٹاین هي ' عموماً مستعمل تھا ' اُس زمانہ میں جبکہ یہہ شہر مشرقي شہنشاهي یوپ کا دارالخلافہ ہوگیا تھا *

اِس نسخہ سے اس شہر کے قریب کے صوبوں کے سب نسخے مطابق ہیں ' جہاں کے باشندے قسطنطنیہ کے پوپ کے روحاني تسلط کے مطیع تھے ' عبارتیں بائیزین ٹاین نسخہ کي وہ عبارتیں ہیں ' جو چھپے ہوئے ولگٹ یوناني نسخہ میں اور موجودہ نسخوں میں جو اُسکے مطابق ہیں ' نہایت کثرت سے پائي جاتي ہیں ' گریس بک صاحب نے ایک سو سے زیادہ اس قسم کے نسخہ شمار کیئے ہیں ' کہ جو آپس میں بخوبي متفق ہیں ' بسبب بہت سے اختلافات کے جو عرصہ دراز میں ابتداے چوتھي صدي سے پندھرویں صدي تک بغیر ہوئے نہیں رہ سکتے تھے ' میکئلس صاحب نے بائیزین ٹاین نسخہ کو قدیم نسخہ اور جدید نسخہ میں تقسیم کیا هي ' مگر کوئي قاعدہ مقرر نہیں کیا جس سے هم اُن دونوں قسموں کو تمیز کرسکیں ' الکذنڈرین نسخے میں ' جو چاروں انجیلیں ہیں ان میں بائیزین ٹاین نسخہ کي مطابقت پائي جاتي هي ' پرانے روسي ترجمہ کي اصل بھي یہي نسخہ معلوم ہوتا هي ' کریزآستم اور تھیوفلیکٹ صاحب بشپ بلگیریا نے اس نسخہ کي عبارتوں کو بطور سند کے لیا هي ' علاوہ اسکے میکئل صاحب نے ایک اؤر قسم کا نسخہ ان تین قسموں پر زیادہ کیا هي جو چوتھي قسم شمار کي جاتي هي *

( ۴ ) اتسیں نسخہ پشسکیتو یا پرانا سریا زبان کا ترجمہ عہد جدید کا ان اگلے تین نسخوں سے اختلاف رکھتا هي ' اسلیئے میکئلس صاحب نے گریس بک صاحب کے بعد ایک اور نسخہ قرار دیا هي جسکا یہہ نام مذکورہ بالا هي ' اگرچہ مغربي اور سکندریہ اور اڈسن

نسخوں کي عبارتيں بعض اوقات آپس ميں اختلاف رکھتي هيں' مگر پهر بهي اکثر اُن ميں مطابقت پائي جاتي هی' کوئي عبارت جو ان تينوں کي سند سے استحکام پاوے وہ عبارت نهايت مستند ماني جاتي هی' اسپر بهي صحيح عبارت بعضي دفعه صرف چوتهے نسخه هي ميں ملتي هی *

پروفسر هگ صاحب رومن کيتهلک نے تمام ترتيبوں کے برخلاف نسخوں کي ترتيب تجويز کي هي' اور تين نسخوں کے وجود کا اقرار کرتے هيں' اور نيوتسٹمنٹ کے متن کي تاريخ کو تين زمانوں پر تقسيم کرتے هيں *

† اول وہ جو ابتداء سے تيسري صدي تک کے لکهے هوئے هيں ' مگر کليمنٹ صاحب اسکندريه والے اور اوريجن صاحب اور ارينی آس صاحب اور اَوْر قدما بيان کرتے هيں ' که ابتدا ميں وہ نسخے بے تميزي کے ساتهه تبديليوں کي جاے نظر تهے ' اگرچه اُنکے بيانات بہت مبالغه سے بهرے هوئے هيں ' تاهم يهه بات تحقيق هی ' که اُن ميں تبدلات کيئے گئے تهے ' هگ صاحب کے قول بموجب يهه تبديل شده نسخه وہ هی جو کامن يعني عام نسخه پکارا جاتا تها ' اگرچه عموماً يهه نسخے آپس ميں ايک سے هيں مگر پهر بهي دو طرح کے اور کچهه ايک آپس ميں مختلف هيں ' اُن ميں سے ايک قسم گريس بک صاحب کے مغربي نسخه کي مطابق هی ' اور دوسرے اُس سے ' جسکو اتّسهن نام ديا گيا هی *

دويم وہ زمانه جب اِن نسخوں کي تصحيح هوئي' جبکه اِس عام نسخه کي جو کامن کهلاتا تها ' تيسري صدي ميں خرابياں معلوم هوئيں تو تين شخص جو بڑے عالم تهے اِس نسخه کے صحيح کرنے پر مصروف هوئے ' تاکه قلمي نسخونکي مدد سے اِسکو اصلي صورت پر بحال کريں ' چنانچه اوريجن صاحب نے بمقام فلسطين اور هسي چيس صاحب نے مصر ميں جهاں کے وہ بشپ تهے ' اور لوشين صاحب نے سريا ميں يهه کام شروع کيا ' هسي چيس صاحب نے جو نسخه صحيح کيا تها ' وہ مصر ميں عموماً تسليم هوا ' اور الکذنڈرين نسخے اُسي سے نکلے هيں ' اور لوشين صاحب نے جو نسخه صحيح کيا تها وہ زيادہ مشهور هوا ' اور سريا اور ايشيا مائنر اور تهريس اور کانستنٹ اِن اُوپل ميں پهيل گيا ' اور بعض اوقات اُسکو عام نسخه کهتے تهے ' اوريجن صاحب نے جو نسخه صحيح کيا تها وہ اُنکے بعد اُنکے شاگردوں نے مروج کيا مگر صرف فلسطين ميں اُسکا رواج هوا اور پهر بسبب مروج هونے لوشين صاحب کے نسخه کے بالکل معدوم هوگيا *

سويم وہ زمانه هی جسميں تيسري صدي کے دو چند و سه چند نسخوں سے همارے زمانه تک اختلاف هوگئے هيں' جاننا چاهيئے که کتاب هاے اقدس کے قلمي نسخوں کے مذکورہ بالا

† هارن صاحب کا انٹرو ڈکشن مطبوعه سنه ١٨٢٥ع جلد ٢ صفحه ٩٣

خاندانوں میں تقسیم کرنے سے عالموں کا مطلب یہہ تہا کہ اس تحقیقات سے ایک صحیح اصلي قلمي نسخه کو ایک غیر اصلي نسخه سے اور ایک صحیح عبارت کو غلط عبارت سے تمیز کرسکیں ضرورت اِن نکته چین تلاشوں کي خواہ تو حواریوں کے اصلي تحریروں کے جاتے رهنے سے پیدا هوئي یا اُن نسخوں کے جاتے رهنے سے جو نسخے خود حواریوں نے امتحان کرلیئے تہے اور جنکي اصلیت پر اُنہوں نے اپني تحقیق راے ظاهر کي تهي *

اب مجکو مناسب معلوم هوتا هی که اُن کوڈکسوں کا کچهه بیان کروں که جنسے عالموں کو مطلب مذکورہ بالا کي تحقیق میں کام پڑا تها چنانچه جو بیان آگے آتے هیں وہ هارن صاحب کے انٹروڈکشن سے لیئے گئے هیں *

## بیان قلمي نسخوں کا جنمیں عهد عتیق اور عهد جدید هی

( ۱ ) کوڈکس الکذنڈرین میئو سکرپٹس ( یعني سکندریه کا یوناني قلمي نسخه ) اِس میں عهد عتیق اور عهد جدید کي سب کتابیں هیں ' تمام علماء عیسائي اس نسخه کو نهایت معتبر اور نهایت قدیم جانتے هیں ' یهه نسخه چار جلدوں میں هی ' تین جلدوں میں عهد عتیق کي کتابیں هیں ' اور چوتهي جلد میں عهد جدید کي معه نامه اول کلیمنٹ بنام کارنتهینز ' اور زبور سلیمان جنکو اب خارج کردیا هی *

اس نسخه میں چاروں انجیلیں هیں مگر پوري نهیں هیں متی کي انجیل ابتدا سے باب ۲۵ — ۶ تک نهیں هی ' اور یوحنا کي انجیل باب ۶ — ۵۰ سے باب ۸ — ۵۲ تک نهیں هی ' اور نامه دویم کارنتهینز باب ۴ — ۱۳ سے ساتویں باب ورس ۷ تک نهیں هی ' زبور سے پہلے ایک نامه اتهاني سیس کا بنام مارسي لینس ' اور اُسکے بعد ایک فهرست ایسي زبوروں کي جو دن رات کے هر گهنٹه کي نماز میں استعمال کیجاتي تهیں مندرج هی ' اور چند همز ( یعني دهرم گیت بهي ) اُس فهرست میں تهے ' اور اُنمیں سے گیارهواں حضرت مریم کي تعریف میں تها ' اور دلایل یوسیبس زبوروں پر اور اُسکے قواعد انجیلوں پر لگائے هیں *

بعض عیسائي عالموں نے اِس نسخه کي بہت تعریف کي هی ' اور بعضوں نے مذمت کي هی ' چنانچه وتسٹین صاحب اِس نسخه کي مذمت کرنے والونکے سردار تهے *

اِسبات میں بهي اِختلاف هی که یهه نسخه کہاں کا لکها هوا اور کسکا لکها هوا اور کب کا لکها هوا هی ' گریب صاحب اور اسکالز صاحب اِسکو اخیر چوتهي صدي سے پہلے کا لکها هوا بیان کرتے هیں ' اور وتسٹین صاحب پانچویں صدي کا ' اور ڈاکٹر سیمبلر صاحب ساتویں صدي کا ' اور میکلس صاحب آٹهویں صدي کا اور آڈن صاحب دسویں صدي کا مونٹ فاکن صاحب کہتے هیں که کوئي یوناني نسخه چهٹي صدي کے قبل کا غالباً نهیں هی *

یهه نسخه در اصل سریلس[؟] لوکئوس جزیرہ کریٹ کے باشندہ کا تها ' جو کانسٹین ٹاني اوپل کا پیٹري ارک ( یعني بڑا پادري تها ) اُسنے معرفت سرٹامس رو صاحب کے جو

ایلچي انگلستان کے تھے ' سنه ۱۹۲۸ ع میں بادشاہ چارلس اول کو یہہ نسخه نذر بھیجا • سنه ۱۷۵۳ ع میں برٹش موزیم کے کتب خانه میں داخل ہوا ' که وہاں اب تک موجود هی •

( ۲ ) کوڈکس واٹیکنس ( یعني وہ نسخه جو واٹیکن محل میں تھا ) رومي ترجمه سپٹوایجنٹ کا جو سنه ۱۵۹۰ ع میں چھپا اُس میں اس نسخه کا متن هی اور اس رومي نسخے کے دیباچه میں لکھا هی ' که یہہ نسخه پیشتر سنه ۳۸۷ ع یعني چوتھي صدي کے اخیر کا لکھا ہوا هی ' پروفسر هگ صاحب اِس نسخه کو چوتھي صدي کے ابتدا کا لکھا ہوا کہتے ہیں ' اور بشپ مارش صاحب پانچویں صدي کے اخیر کا ' اور مونٹ فاکن صاحب اور بلین کاین صاحب پانچویں یا چھٹي صدي کا ' بااین همه تعجب یہہ هی ' که یہہ دونوں نسخے یعني کوڈکس الکذندرین اور کوڈکس واٹیکنس ' باوجود قدیمي ہونے کے ' اور باوجود اِسکے که دونوں میں کتابوں کي تعداد برابر هی ' آپس میں اسقدر مختلف ہیں که کسي قلمي دو نسخوں میں ایسا اِختلاف نہوگا •

اِس نسخه عهد جدید میں چھیالیس باب اول سے کتاب پیدایش کے نہیں ہیں اور ۳۲ زبور ۱۰۵ سے ۱۳۷ تک نہیں ہیں ' عهد جدید میں نامه عبرانیان کا پچھلا حصه یعني باب ۹ — ۱۳ سے اخیر تک نہیں هی ' اور سینٹ پال کے نامے بنام تمتھي اور طیطوس اور فلیمن اور تمام مشاهدات یوحنا نہیں ہیں' مگر پندھرویں صدي میں کسي نے اُنکولکھه کر شامل کردیا هی ' بہت جگہه سے لفظ مٹے ہوئے اور پھر درست کیئے ہوئے ہیں •

اُن دونوں نسخوں میں کوئي نشان اُن نشانوں میں سے جو اوریجن صاحب نے بوقت مقابله کے مقرر کیئے تھے نہیں ہیں اس سبب سے ڈاکٹر کني کٹ صاحب یہه دلیل پکڑتے ہیں که یہه دونوں نسخے نه اصل نسخه اوریجن صاحب سے اور نه اُسکي اُن نقلوں سے جو قریب اُسکے زمانه کے ہوئي تھیں لکھے گئے ہیں ' بلکه مدت کے بعد اُن نقلوں سے جنمیں وہ نشان نه تھے اور نقل نویسوں نے وہ نشان لکھنے موقوف کردیئے تھے نقل ہوئے ہیں ' غرض که یہه قلمي نسخه بھي بہت پرانا هی ' اور کوڈکس الکذندرین کے هم پایه هی •

## بیان قلمي نسخوں کا جو پورے یا جزوي ہیں ' جن میں سپٹوایجنٹ (یعني یوناني ترجمه عهد عتیق کا هی )

( ۱ ) کوڈکس کا ٹونیئنس — یہه ایک بہت قدیم اور صحیح نسخه هی ' مگر اب اُسکے چھه ورق رہ گئے ہیں ' باقي سب اُس آگ میں جلگئے جو به مقام ویسٹ منسٹر کاٹن صاحب کے گھر میں جہاں وہ رکھا ہوا تھا لگي تھي ' اُسکو چوتھي صدي کے انجام ' یا

ہں صدی کے شروع کا لکھا ہوا مانا جاتا ہی ؛ اور کسی قلمی نسخہ یا چھپے ہوئے
ے بجز کوڈکس الکذنڈرینس کے جسکا ہم ابھی بیان کرچکے ہیں، یہہ نسخہ
ت نہیں رکھتا *

۱ و ۳) کوڈکس ساراوئنس - اور کال برتینس، یہہ دونوں ایک ہی نسخہ کے ٹکڑے ہیں
ں ساراوئینس میں کتاب خروج کے سات ورق ، اور کتاب احبار کے تیرہ اور کتاب اعداد
ورق نہیں ہیں ، مگر یہہ ورق کوڈکس کال برتینس میں موجود ہیں ، ان دونوں
ں کو پانچویں یا چھٹی صدی کا لکھا ہوا کہا جاسکتا ہی ، کتاب احبار کے چند
کے اغاز کے لفظ علانیہ زمانہ حال کے لکھے ہوئے ہیں *

۴) کوڈکس سی ساریس، جسکو کوڈکس ارجین تیس، اور کوڈکس ارجنٹیو پر پیوریس
ثر اس وجہہ سے کہتے ہیں کہ وہ روپہلی حرفوں سے ارغوانی چمڑے پر لکھی ہوئی ہی
سخہ شہنشاہی کتب خانہ میں بمقام ویناز رکھا ہوا ہی ، اسمیں صرف چھبیس ورق
، جنمیں سے اول کے چوبیس ، کتاب پیدایش کا ایک ٹکڑا ہی ، جسمیں باب ۳ - ۴
ب ۲۴ آیت ۸ تک ہی ، باقی دو صفحہ سینٹ لوک کے انجیل کا ٹکڑا ہی ، جسمیں
۱۱ کی آیت ۲۱ سے آیت ۴۹ تک ہی ، اس نسخہ کو پانچویں یا چھٹی صدی کا
وا قرار دیا جاتا ہی *

۵) کوڈکس ایمبروسیئنس - اِس نسخہ کا یہہ نام کتب خانہ ایمبرو سین واقع مقام ملن
ہی جہاں وہ رکھا ہوا ہی ، غالباً وہ ساتویں صدی کا ہی ، اِس نسخہ میں لہجہ اور دیگر
ہ سے علانیہ معلوم ہوتا ہی کہ زمانہ حال کے کسی شخص نے زیادہ کیا ہی *

۶) کوڈکس کائیس لینی ایئنس میں دو سو چھبیس ورق چمڑے کے ہیں اور اِسمیں
میں پانچ کتابیں موسیٰ اور کتابہاے یوشع اور قضات اور رعوت اور دو کتابیں سموئیل
کتابیں سلاطین کی ہیں اِس نسخہ میں بھی زمانہ حال کے کسی شخص نے لہجوں
ر علامات کو زیادہ کیا ہی یہہ نسخہ چھٹی یا کم سے کم ساتویں صدی کا لکھا ہوا
جاتا ہی *

۷) کوڈکس بی سی لیزوی تیکینس - نویں صدی کا لکھا ہوا ہی خیال کیا جاتا ہی
، نسخہ آغاز اور انجام میں ناکامل ہی ، ڈاکٹر ہال مس صاحب اِس نسخہ کو بہت
اور امر اہم کا سمجھتے ہیں ، چنانچہ اسمیں چند ایسی عمدہ عبارتیں پائی جاتی
، جو اور کسی جگہہ نہیں پائی جاتیں *

۸) کوڈکس تفوری سیلنسس - کتاب زبور کا نسخہ ہی ، جسکی تحریر سے یہہ ثابت
ی کہ یہہ نسخہ گیارھویں صدی کا لکھا ہوا ہی ، اِس نسخہ میں جو حصے زبور
ں ہیں وہ یہہ ہیں ، زبور باب ۱ سے باب ۲۵ تک اور باب ۳۰ — ۱ سے باب ۳۶ - ۲۰

تک اور باب ۴۱ — ۵ سے باب ۴۳ — ۲ تک اور باب ۴۸ — ۱۳ سے باب ۵۹ — ۴ تک اور باب ۶۶ — ۲ سے باب ۷۱ — ۴ تک اور باب ۹۲ — ۳ سے باب ۹۳ — ۷ تک اور باب ۹۶ — ۱۲ سے باب ۹۷ — ۸ تک ٭

## بیان مقدم نسخوں کا جس میں نیوتستمنٹ پوري یا جزوي هی

اِن نسخوں کا احوال بیان کرنے سے پیشتر هارن صاحب نے درباب اُنکے یهه گفتگو لکهی هی که عهد جدید کے وه اصلي نسخے جنکو خود حواریوں نے لکها تها یا اُن شخصوں نے که جنکا لکها اُن کے ملاحظه میں گذرا مدت سے معدوم هوگئے هیں ' اُنکي تاریخ کے باب میں هم کسیطرح کي اطلاع نهیں رکهتے' مقام وینس میں جس نسخه کو سینٹ مارک کي اصلي انجیل بتاتے تهے وه نسخه رومي ترجمه کا صرف ایک نسخه هی' اور عهد جدید کے موجوده نسخوں میں سے کوئي نسخه چوتهي صدي سے پیشتر کا نهیں پایا جاسکتا هی' اور اُسکے بهت سے نسخے اس سے بهي پچهلے زمانه کے هیں ' بعض نسخوں میں عهد جدید بالکل هی اور بعض میں خاص کتابیں هیں یا خاص ٹکڑے هیں' اور بهت سے ایسے نسخے هیں که جن میں بموجب معمولي ترتیب کے پوري کتابیں نهیں مرتب هیں ' بلکه ایسے متفرق حصے یا وعظ هیں جوگرجه عیسائي میں معین دنوں کي عام نماز میں پڑهے جاتے تهے' اور وعظوں اور متفرق حصونکي پوري کتابیں جمع کي گئي هیں اُنکو لکشنیریا ( یعني وعظ کي کتابیں ) کهتے' هیں اور یهه دو قسم کي هیں — اول ایوین جلستهریا جنمیں چاروں انجیلوں میں کے وعظ هیں — دویم ایپاس تولس که جنمیں اعمال اور ناموں میں کے وعظ هیں ' اور بعض اوقات صرف نامے هي هیں ' جبکه کسي نسخه میں یهه دونوں حصے هوتے هیں تب اُسکو ڈاکٹر میکئلس صاحب ایپاستولواي وین جیلین کے نام سے پکارتے هیں ' ڈاکٹر گریس بک صاحب نے ۴۶ ایوین جیلس تیریا ( یعني انجیلوں میں کے وعظ کي کتابوں اور سیوین لکشنیریا کا ) اپنے نسخه عهد جدید کي چاروں انجیلوں کے واسطے مقابله کیا ' اور چند نسخوں میں صرف یوناني متن هي هی ' مگر اُنکے ساتهه ایک ترجمه بهي هوتا هی خواه متن کي هرایک سطر کے نیچے لکها هوا هوتا هی خواه آدهے صفحه میں مقابل متن کے لکها هوا هوتا هی ' ایسے نسخوں کو کوڈائیسز بلن گیوس کهتے هیں ' بهت سے اُن نسخوں میں سے یوناني اور رومي متن رکهتے هیں اور رومي ترجمه عموماً اُن ترجموں میں سے هوتا هی جو سینٹ جیروم صاحب کے زمانه سے پیشتر موجود تهے ' سریا اور عربي اور فرانسیسي اور رومي متن میں نسخوں کے موجود هونے کے سبب سے ڈاکٹر میکئلس اِسبات کو غالب خیال کرتے هیں که یوناني اور سریا اور فرانسیسي متن کے بهي سابق میں موجود هوں گے' اور ایسي قسم کے اَور نسخه بهي موجود هوں جنمیں اصلي متن اَور کسي دوسري زبان کا ترجمه دونوں اکهٹے لکهے گئے هوں ' جهاں کهیں کسي ناقل نے بجائے ایک

هي نسخه سے نقل کرنے کے کتنے هي نسخوں میں سے ایسي عبارتیں منتخب کرکے نقل کي هوں جو اُسکو نہایت عمده معلوم هوئي هوں۔ ایسا نقل کیا گیا نسخه کوڈکس کرٹیکس کے نام سے پکارا جاتا هی (یعني ایک ایسا نسخه جو نکته چیني سے تیار کیا گیا هو) آگے آنے والے نسخے عہد جدید کے قلمي نسخے هیں —

( ۱ ) کوڈکس کالوني اینس — یهه نسخه عهد جدید کي کتابوں کا ایک ٹکڑا هی، متی کي انجیل صرف باب ۲۶ — ۵۷ لغایت ۶۵، اور باب ۲۷ — ۲۹ لغایت ۳۴ هی، اور یوحنا کي انجیل باب ۱۴ — ۲ سے ۱۰ تک، اور باب ۱۵ — ۱۵ سے ۲۲ تک هی، یهه نسخه چوتھي صدي یا شروع پانچویں صدي کا لکھا هوا خیال کیا گیا هی *

( ۲ ) کوڈکس بیزي یا کوڈکس کین ٹي بریجي اینس، اسمیں چاروں انجیلیں اور اعمال حواریین هیں، مگر انجیل متی کي ابتدا سے کچھه گئي هوئي هی، اس نسخه کے زمانه تحریر میں اختلاف هی، بعضے دوسري صدي کا، اور بعضے پانچویں صدي کا، اور بعضے چھٹي صدي کا، اور بعضے ساتویں صدي کا، لکھا هوا خیال کرتے هیں، اور اس نسخه میں بهت سي اصلاحیں کي گئي هیں، جنمیں سے چند کا ڈاکٹر گریس بک صاحب نے بیان کیا هی اور چند صفحے جنمیں متی باب ۳ — ۸ سے لغایت ۱۶، اور یوحنا باب ۱۸ — ۱۳ سے لغایت ۲ و ۱۳، اور مارک باب ۱۵ سے انجام تک هیں، اُن سبھوں کو زمانه حال کے کسي شخص نے لکھا هی که جسکي تاریخ لکھے جانے کي وتستین صاحب دسویں صدي قرار دیتے هیں، مگر گریس بک صاحب بارھویں صدي، اس نسخه کي بهت سي علامتوں سے یهه معلوم هوتا هی که بهت سے شخصوں نے مختلف وقتوں میں اس نسخه میں اصلاحیں کي هیں، اب وه مقام کین برج کے مدرسه اعظم کے کتب خانه سرکاري میں رکھا هوا هی *

( ۳ ) کوڈکس افریمي یا کوڈکس رجي آس — یهه نسخه مصر کا لکھا هوا هی اور ساتویں صدي کا لکھا هوا خیال کیا گیا هی اس نسخه کے عهد جدید میں بهت سي جگهه سے عبارتیں گئي هوئي هیں جنکا حال گریس بک صاحب نے اپني کتاب میں بیان کیا هی، اس نسخه میں یوحنا کي انجیل کے پانچویں باب کا چوتھا ورس جسپر نہایت بحث هی حاشیه پر ثبت هی *

( ۴ ) کوڈکس کلارو مان ٹینس یارجي اس، اسمیں صرف سینٹ پال کے نامے هیں اور چھٹي یا ساتویں صدي کا لکھا هوا خیال کیا گیا هی مگر عبرانیوں کا نامه نیا لکھا هوا هی *

( ۵ ) کوڈکس ارجنٹي ٹینس، یهه نسخه چاروں انجیلوں کا ترجمه زبان گاتھه میں هی، جو الفلس صاحب نے کیا تھا، اس باب میں که یهه نسخه کب کا لکھا هوا هی نہایت اختلاف هی اور کوئي بات تحقیق نہیں هوئي *

( ۶ ) کوڈکس رسکرپلس – اس نسخہ میں عہد جدید کی کتابوں میں سے صرف متی کی انجیل ہی' جونیس ورق صرف پرانے لکے ہوئے ہیں جنکو چھٹی صدی کا لکھا ہوا خیال کیا ہی •

( ۷ ) کوڈکس لاٹنی اینس – اعمال حواریوں کا یہہ نسخہ ہی مگر چھبیسویں باب کے انتیسویں ورس سے اٹھائیسویں باب کے چھبیسویں ورس تک نہیں ہی' یہہ نسخہ سریا کے قدیم ترجمہ سے بہت مطابقت رکھتا ہی' بعضے کہتے ہیں کہ ساتویں صدی میں بمقام سارڈینیا لکھا گیا ہی' اور بعضے کہتے ہیں کہ مشرقی ملکوں کا لکھا ہوا ہی' اور پانچویں صدی یا آٹھویں صدی کا لکھا ہوا خیال کیا گیا ہی •

( ۸ ) کوڈکس بوارنیری اینس – اس نسخہ میں سینٹ پال کے نامے ہیں مگر عبرانیوں کے نام کا نامہ نہیں ہی جسکو روم کے گرجانے سابق میں خارج کردیا تھا' اس کا زمانہ تحریر بھی بخوبی تحقیق نہیں ہی مگر آٹھویں اور دسویں صدی کے درمیان کا لکھا ہوا خیال کیا گیا ہی •

( ۹ ) کوڈکس سی پوریس یا کال برٹھنس — اس نسخہ میں چاروں انجیلیں ہیں اسکے زمانہ تحریر میں بھی اختلاف ہی بعضے آٹھویں اور بعضے دسویں صدی کا لکھا ہوا خیال کرتے ہیں •

( ۱۰ ) کوڈکس بیسی لی سس — اس میں بھی چاروں انجیلیں ہیں اور آٹھویں یا نویں صدی کا لکھا ہوا خیال کیا گیا ہی مگر سینٹ لوک کی انجیل باب ۱ — ۶۹ سے باب ۲ — ۴ تک اور باب ۳ — ۴ سے پندرہ تک اور باب ۷ — ۵۸ سے باب ۱۳ — ۱۲ تک اور باب ۱۵ — ۸ سے ورس ۲۰ تک اور باب ۲۴ — ۴۷ سے انجیلوں کے آخر تک اُڑا لیا گیا ہی مگر لوس باب ۱ — ۶۹ سے باب ۲ — ۴ تک اور باب ۱۲ — ۵۸ سے باب ۳ — ۱۲ تک اور باب ۱۵ — ۸ سے ورس ۲۰ تک جو کہ اُس میں نہیں ہیں اُنکو نیا لکھہ کر ملایا ہی •

( ۱۱ ) کوڈکس ہارلیین اینس — انجیلوں کی نصیحتوں کا ایک مجموعہ ہی جو سنہ ۹۹۵ع میں لکھا گیا تھا •

( ۱۲ ) کوڈکس سین جرمی نینسس — اس میں پال کے نامے ہیں ساتویں صدی کے لکھے ہوئے •

( ۱۳ ) کوڈکس آجی انسیس — اسمیں بھی پال کے نامے ہیں اور شروع سے رومیوں کے نامہ کے باب ۳ ورس ۸ تک ناقص ہی اور نامہ عبرانیوں کا یونانی زبان میں نہیں ہی بلکہ رومی زبان میں ہی' اس نسخہ کو نویں صدی کا لکھا ہوا خیال کیا ہی •

(۱۴) کوڈکس رجي آس — چاروں انجیلیں اس میں ھیں مگر سینٹ متی کي انجیل باب ۴ — ۳۱ سے باب ۵ — ۱۴ تک اور باب ۲۸ — ۱۶ سے اخیر تک نہیں ھی اور سینٹ مارک کي انجیل باب ۱۰ — ۱۷ سے ۳۰ تک اور باب ۱۵ — ۱۰ سے ۲۰ تک اور سینٹ یوحنا کي انجیل باب ۲۱ — ۱۵ سے اخیر تک نہیں ھی *

(۱۵) کوڈکس افی بیجي آیفس — نامہ عبرانیوں کا ایک ٹکڑا ھی اور صرف دو ورق ھیں اول آیت دوسرے باب کي اِس نسخہ میں نہیں ھی اور نویں یا گیارویں صدي کا لکھا ھوا خیال کیا گیا ھی *

(۱۶) کوتیسز مینرز سٹونیانی — یہہ ایک مجموعہ بہت سي کتابوں کا ھی جنکي تفصیل ھم نیچے لکھتے ھیں *

نمبر ۱ — چاروں انجیلیں قلمي گیارھویں یا بارھویں صدي کي لکھي ھوئي ھیں مگر متی کي انجیل کے باب اول کے شروع کي دو آیتیں نہیں ھیں *

نمبر ۲ — چاروں انجیلوں کا قلمي نسخہ بارھویں صدي کا لکھا ھوا *

نمبر ۳ — چاروں انجیلوں کا قلمي نسخہ بارھویں صدي کا اول سے ناقص *

نمبر ۴ — چاروں انجیلوں کا قلمي نسخہ دسویں صدي کا سینٹ متی کي انجیل کي سات آیتیں پوري اور کچھہ آٹھویں آیت نہیں ھی *

نمبر ۵ — چاروں انجیلیں ھیں بارھویں صدي کي لیکن آغاز اور انجام میں ناقص ھیں *

نمبر ۶ — | نمبر ۷ — | نمبر ۸ — } اعمال حواریین اور نامہ کیتھلک اور نامہ سینٹ پال کے قلمي نسخے ھیں بارھویں صدي اور چودھویں اور پندھرویں صدي کے لکھے ھوئے *

نمبر ۹ — سینٹ پال کے نامے اور مشاھدات باب ۱۹ — ۴ تک اور رومیوں کا نامہ باب ۱۶ — ۱۵ سے ھی اور گیارھویں صدي کا لکھا ھوا خیال کیا گیا ھی مگر یہہ نسخہ آغاز و انجام میں ناقص ھی *

نمبر ۱۰ — | نمبر ۱۱ — | نمبر ۱۲ — } چاروں انجیلوں کے وعظ ھیں تیرھویں صدي کے لکھے ھوئے *

نمبر ۱۳ — سابق میں اعمال حواریین اور نامہ کیتھلک اور سینٹ پال کے نامے تھے اب اول آخر سے اور بیچ میں بہت شکستہ ھوگئے ھیں اور تیرھویں صدي کے لکھے ھوئے ھیں *

نمبر ۱۴ — اعمال حواریان اور نامہ ھاے حواریان میں کے وعظ ھیں تیرھویں صدي کے لکھے ھوئے آغاز و انجام میں ناقص ھیں *

نمبر ۱۵ — } انمیں بهي اعمال حواریین اور نامه هاے حواریین کے وعظ هیں اور
نمبر ۱۶ — } تیرهوین صدي کے لکهے هوئے هیں انمیں سے هرایک نسخه ناقص
نمبر ۱۷ — } هی *

نمبر ۱۸ — چاروں انجیلوں تیرهوین صدي کي لکهي هوئي هیں *

نمبر ۱۹ — چاروں انجیلوں کے وعظ هیں تیرهوین صدي کے لکهے هوئے اور ناقص هیں استعمال میں *

[ ۱۷ ] کوڈیسز ماسکو ایانسس - اسمیں پچپن نسخه هیں مگر بهت قدیم نهیں هیں بعضے آٹهوین صدي کے بعضے دسوین صدي کے بعضے گیارهوین صدي کے بعضے بارهوین بعضے تیرهوین صدي کے هیں *

[ ۱۸ ] کوڈکس برگزي اینسس - قدیمي رومي ترجمه هی' آٹهوین صدي کا *

[ ۱۹ ] کوڈکس بهیمي لین سس - کل عهد جدید سواے مشاهدات یوحنا کے هی دسوین صدي کا لکها هوا *

[ ۲۰ ] کوڈکس کارسن ڈانسنس — کل عهد جدید سواے مشاهدات یوحنا کے هی اور بارهوین صدي کا هی جس نسخه سے نقل کیا هی اُسکے حاشیه پر جو عبارت بطور شرح کے لکهي تهي نقل کرنے والے نے متن میں ملادي هی *

[ ۲۱ ] کوڈکس مالٹ فارتي اینس — کل عهد جدید هی نامه اول یوحنا کا باب ۴-۷و۸ جسپر نهایت بحث هی صرف اِسي قلمي نسخه میں هی اور گیارهوین یا تیرهوین یا پندرهوین یا سولهوین صدیکا لکها هوا یهه نسخه خیال کیا گیا هی *

[ ۲۲ ] کوڈکس رجي اس - چاروں انجیلیں اسمیں هیں اور تیرهوین صدي کالکها هوا هی متي کي انجیل باب ۱—۱ سے باب ۲—۲۱ تک اور باب ۲۶—۳۳ سے ورس ۵۳ تک اور باب ۲۷—۲۶ سے باب ۲۸—۱۰ تک اور مارک کي انجیل باب ۱—۲ سے اخیر باب تک اور یوحنا کي انجیل باب ۲۱—۲ سے اخیر انجیل تک نهیں هی *

[ ۲۳ ] کوڈکس لیسس ٹرنسس - کل عهد جدید هی مگر متي کي انجیل شروع سے باب ۱۸—۱۵ تک اور اعمال باب ۱۰—۳۵ سے باب ۱۴—۷ تک اور نامه یهودا ورس ۷ سے اخیر تک اور مشاهدات باب ۱۹ سے اخیر تک نهیں هی' اور چودهوین صدي کا لکها هوا خیال کیا هی *

[ ۲۴ ] کوڈکس ونڈو بائنئنس - چاروں انجیلوں کا قلمي نسخه گیارهوین یابارهوین صدي کا لکها هوا هی *

[ ۲۵ ] کوڈکس ابنري اینس - کل عهد جدید هی مگر مشاهدات نهیں هیں *

یہہ بھي جاننا چاهیئے کہ ان کتابوں کا زمانہ تحریر معین کرنا دقت سے خالي نہ تھا ' کیونکہ اگلے زمانہ میں سال تحریر کا کتابوں پر لکھنا مروج نہ تھا ' مگر بڑے بڑے عالموں واقف کاروں نے ان کتابوں کو دیکھہ کر بلحاظ رسم خط اور قواعد تحریر کے جو وقتاً فوقتاً بدلتے رہے اور نیز بلحاظ رنگ اور روغن اُن چمڑوں کے جن پر یہہ کتابیں لکھي گئیں تھیں اور بلحاظ اُن کے شکستہ اور بوسیدہ اور پرانے ہونے کے ہرایک کتاب کا زمانہ تحریر قایم کیا ہی ' کیونکہ اسکے سوا اور کچھہ چارہ نہ تھا اور اسي سبب سے نسبت زمانہ تحریر کے اختلاف رائے ہوا ' مگر سب کي رائے سے اسقدر نتیجہ بالاتفاق نکلتا ہی کہ یہہ کتابیں پراني ہیں اور بلاشبہہ حال کے لکھے ہوئے نسخوں سے معتبر ہیں •

بااین ہمہ جبکہ یہہ سب کتابیں قلمي تھیں اور فن چھاپہ کا نامعلوم تھا علاوہ انکے اور بہت سے نسخے قلمي موجود تھے تو کسیطرح ممکن نہ تھا کہ اُن میں غلطیاں واقع نہوتیں † ہارن صاحب لکھتے ہیں کہ عہد عتیق اور عہد جدید کي کتابیں اور دیگر تمام قدیمي تحریریں عموماً بذریعہ نقل کے ہرایک پاس ہیں اور مروج ہوئي ہیں اسلیئے ممکن نہ تھا کہ اُن میں غلطیاں داخل نہوتیں اور جسقدر کثرت سے کتابیں بڑھیں اُسیقدر غلطیاں اُن میں پڑیں اور اختلاف عبارت اُن میں پیدا ہوئے •

میکلس صاحب ڈاکٹر بنٹلي صاحب کا قول اپنے عہد جدید کے دیباچہ جلد اول صفحہ ۲۶۳ میں نقل کرتے ہیں کہ جن لوگوں کے پاس صرف ایک قلمي نسخہ بچا ہوا تھا جیسے رومي اور یوناني اُن میں یہودي معلموں کے ایسے قصور پائے گئے ہیں اور اُنکي اصلاح میں ایسے عیب ملے ہیں کہ باوجود دو پوري صدیوں کے نہایت عالم اور تیز فہم نکتہ چینونکي محنتونکے وہ کتابیں اینک غلطیوں کا نرا انبار ہیں اور اسیطرح رہینگي برخلاف اسکے جہاں کہیں کسي مصنف کے بہت نسخے ہوتے ہیں اگرچہ بموجب مقدار نسخوں کے اختلاف عبارت ہمیشہ بڑھتے جاتے ہیں مگر وہ اصلي نسخہ جسکا مقابلہ ہنرمند اور عقیل لوگوں کے ہاتوں سے ہوا ہمیشہ بہت صحیح ہوتا ہی اور مصنف کے اصلي الفاظوں کے قریب تر پہونچتا ہی •

اب ہمکو خیال کرنا چاهیئے کہ کتابوں کے نقل کرنے میں غلطیاں اور اختلاف عبارت کیوں واقع ہوتے ہیں اور علي الخصوص کتب عہد عتیق اور عہد جدید میں کیوں واقع ہوئے •

مگر اول یہہ بات جان لیني چاهیئے کہ مقابلہ کرتے وقت جو اختلاف نکلتے ہیں اُن میں ایک ہي صحیح ہوگا اور باقي غلط ہونگے خواہ وہ غلطي نقل کرنے والے نے جان بوجھہ کر کي ہو خواہ نادانستہ اُس سے ہوئي ہو مگر اِن غلطیوں کا یہہ حال ہی کہ اگر کاتب سے نادانستہ کسي لفظ کے لکھنے میں کسیطرح کي غلطي ہوگئي تو اُسکا صحیح ہوجانا بہت آسان ہی ' لیکن اگر کاتب نے کسي لفظ کو دانستہ غلط لکھدیا ہی یا نا دانستہ اُس سے کچھہ الفاظ یا عبارت لکھنے سے رہ گئي ہی یا دانستہ کوئي عبارت یا لفظ اُسنے ملادیئے ہوں

† ہارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ صفحہ ۳۱۲

یا نا دانستہ کچھہ لفظ یا عبارت اصل کتاب میں مل گئی هی یا دانستہ یا نا دانستہ اولت پلت هو گئی هی ' تو اُسوقت اُسکا صحیح کرنا بہت مشکل هوجاتا هی ' هارن صاحب لکھتے هیں † کہ " اکثر اصلی یا خالص عبارت کو دروغ امیز عبارت سے تمیز کرنا مشکل هوتا هی " بہرحال مختلف الفاظ یا عبارت میں سے جب ایک کا غلط هونا علانیہ اور یقینی معلوم هوجاوے تو اُسکا نام غلط لفظ یا غلط عبارت هی ' جسکو انگریزی میں إراتا کہتے هیں ' اور جب اُن مختلف لفظوں یا مختلف عبارتوں میں سے کسی پر غلط هونے کا یقین نہو بلکہ شبہہ رهے کہ کون اِنمیں سے صحیح هی اور کون غلط ' تو اُسکو اختلاف عبارت کہتے هیں ' جسکا نام انگریزی میں ویریئس ریڈنگس هی *

‡ هارن صاحب لکھتے هیں کہ " دو مختلف عبارتوں پر جب کبھی ذراسا بھی شک آجاتا هی تب اُن سب عبارتوں کا نام ویریئس ریڈنگس هوتا هی ' مگر اُسوقت کہ جب ناقل نے علانیہ جھوٹ لکھا هو تو اُس عبارت کا نام إراتا هوتا هی " اب دیکھنا چاهئیے کہ اِن اختلافوں کے واقع هونے کے کیا کیا سبب هوتے هیں *

هارن صاحب لکھتے هیں کہ تمام نسخوں کو نقل کرایا گیا تھا یا ناقلوں نے آپ هی نقل کیا تھا ' اور جو کہ ناقل غلطی کے امکان پر خدا کی طرف سے نگہبانی نہیں کوئے گئے تھے اسلیئے جو غلطیاں واقع هوئیں اُنکے چار سبب هیں *

اول — ناقلوں کی غفلت یا غلطیوں سے اختلاف کا هونا ' اور یہہ کئی طرح پر هوتا هی *

( ۱ ) جبکہ ایک شخص منقول عنہ کو پڑھتا جاوے ' اور ایک یا بہت سے نقل کرنے والے اُسکو لکھتے جاویں اور جو شخص پڑھکر لکھواتا هی وہ اچھی طرح نہ بتاوے بلکہ بےپرواهی سے پڑھے اور ایسے لفظ زبان سے نکالے جو اُس نسخہ میں نہیں جسکی وہ نقل لکھواتا هی ' اور اسی طرح مختلف الفاظ زبان سے بتاوے تو اِس سبب سے ناقل سے جو اُسکے بتائے بموجب لکھتا هی بالضرور نقل میں اختلاف واقع هونگے *

( ۲ ) عبری اور یونانی حرف آواز اور صورت میں مشابہ هیں ' اس سبب سے غافل اور بےعلم نقل کرنے والا ایک لفظ یا حرف کو بجائے دوسرے لفظ یا حرف کے لکھہ کر عبارت میں اختلاف ڈالدیتا هی *

( ۳ ) منقول عنہ جو لکیر کھینچ کر لکھے گئے تھے نقل کرنے والا اُسکو کسی حرف کا جزو سمجھہ گیا ' یا حرف کے کسی شوشہ کو غلطی سے لکیر سمجھہ گیا ' یا اُسنے اصلی لفظ کے

† هارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ صفحہ ۳۱۷
‡ هارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ صفحہ ۳۱۷

صحیح معني کو غلط سمجھہ کر اُسطرح پر لفظ کو بدل دیا ' یا جب وہ غلط لفظ لکھہ گیا اور اُسنے جان بھي لیا کہ میں نے غلط لکھا مگر اس خیال سے کہ نقل میں کٹ کُٹ ہوکر بد صورت ہوجاوے گي اُسکو صحیح نکیا ' اور اپني نقل کي خوب صورتي پر اُسکي صحت کو قربان کردیا اور اس سبب سے نسخوں کي عبارتوں میں اختلاف پڑگیا *

( ۴ ) نقل کرنے والا لکھتا کہیں تھا اور لکھہ گیا اور کہیں سے ' اور پھر اُسکو خبر نہوئي یا خبر ہوئي مگر اپنے لکھے کو مٹانا یا کاٹنا پسند نکیا اور جہاں سے چھوٹا تھا وہیں سے پھر شروع کیا ' اور اسطرح پر ایک لفظ یا جملہ نامناسب طرح سے داخل ہوگیا *

( ۵ ) نقل کرنے والے نے کوئي لفظ چھوڑ دیا اور جب اُسکو معلوم ہوا تو اُسنے اُس چھوٹے ہوئے لفظ کو ' اُس جگہہ پر لکھدیا جہاں اُسکو خبر ہوئي ' اور اسطرح پر لفظ الٹ پلٹ ہوگئے ' یعني کہیں کا کہیں لکھا گیا *

( ۶ ) عبري نسخوں میں اِختلاف عبارت کا بڑا سبب یہہ ہی کہ سطروں کا اندازہ برابر رکھنے کے لیئے سطروں کے اخیر میں زیادہ لفظ بڑھادیئے جاتے تھے ' اور یوناني قلمي نسخوں میں اکثر الفاظ اور جملہ اسلیئے لکھنے سے رہگئے ' کہ ایک لفظ جو آچکا تھا تھوڑي دور بعد پھر وهي لفظ آیا ' اور نقل کرنے والے کي نگاہ پہلے لفظ پر سے چوک کر دوسرے لفظ پر جاپڑي اور وہاں سے لکھنے لگا ' اور اُن دونوں لفظوں کے درمیان میں جوکچھہ آیا وہ لکھنے سے رہ گیا *

( ۷ ) تمام قلمي نسخے بڑے حرفوں میں لکھے جاتے تھے اور لفظوں بلکہ فقروں کے درمیان میں جگہہ نچھوڑتے تھے ' اس سبب سے کہیں لفظوں کے جزو لکھنے سے رہ گئے اور کہیں مکرر لکھے گئے ' یا بے پرواہ اور جاهل نقل کرنے والے نے اختصار کے نشانوں کو جو قدیم قلمي نسخوں میں اکثر واقع ہوتے ہیں غلط سمجھا *

( ۸ ) بہت بڑا سبب اختلاف عبارت کا نقل کرنے والوں کي جہالت یا غفلت ہی کہ اُنہوں نے حاشیہ پر جو شرح لکھي ہوئي تھي اُسکو متن کا جزو سمجھا ' قدیم قلمي نسخوں کے حاشیہ میں مشکل مقامات کي شرح لکھنے کا اکثر رواج تھا ' اور آساني سے سمجھا جاتا تھا کہ یہہ حاشیہ کي شرح ہی پس اُن حاشیوں کي شرحوں میں سے تھوڑا یا سب اُن نسخوں کے متن میں آساني سے مل گیا ہوگا جو نسخے ایسے نسخوں سے نقل ہوئے جنکے حاشیہ پر شرحیں لکھي ہوئي ہونگي *

دویم — دوسرا سبب اختلاف عبارتوں کا اُس قلمي نسخہ میں غلطیوں کا ہونا ہی جس سے نقل لکھنے والے نے لي ہی *

علاوہ اُن غلطیوں کے جو بعض حرفوں کے شوشہ کم ہوجانے یا مٹ جانے سے واقع ہوتي ہیں ' چمڑے یا کاغذ کے مختلف حالات سے بھي پیدا ہوتي ہیں ' کاغذ یا چمڑا پتلا ہو

جسمیں سے ایک ورق کا ایک طرف کا لکھا ہوا دوسري طرف بہوت اُجاوے اور دوسري طرف
کے حرف کا ایک جزو معلوم ہونے لگے اور آؤر لفظ سمجھہ میں آوے *

سویم – اختلاف عبارتوں کا سبب یہہ بھي ہی کہ نکتہ چین قیاس سے اصلي متن کو
ارادتا بہتر اور درست کرنے کي مراد سے صحیح کیا گیا ہي *

جبکہ ہم ایک مشہور عالم کي تصنیف کي ہوئي کتاب پڑھتے ہیں اگر اُسکي کتاب
میں کوئي صرف نحو یا قواعد مناظرہ کي غلطي پاتے ہیں تب اُس غلطي کو زیادہ تر
چھاپ نے والے پر منسوب کرتے ہیں بہ نسبت اِسکے کہ مصنف کي طرف نسبت کریں اسي
طرح ایک قلمي نسخہ کا نقل کرنے والا جو اُس کتاب میں جس سے وہ نقل کرتا ہی غلطیاں
پانے تو اُسکو ناقل اول کي طرف منسوب کرتا ہی اور پھر اُنکو وہ اپني دانست میں اسطرح
پر صحیح کرتا ہی کہ مصنف نے اُسکو یوں لکھا ہوگا ' لیکن اگر وہ اپنے نکتہچین قیاس کو
بہت وسعت دیتا ہی تب وہ خود اُس غلطي میں پڑتا ہی جسکے رفع کرنے کا اُسنے ارادہ
کیا تھا اور اُسکا غلطي میں پڑنا کئي طرح پر ہوسکتا ہی *

(۱) مثلاً نقل کرنے والا ایک لفظ کو جو حقیقت میں صحیح ہی غلط سمجھہ لے یا جو
مصنف کي مراد ہی اُسکو غلط سمجھے اور یہہ جانے کہ اُسنے صرف نحو کي غلطي پکڑي
حالانکہ وہ خود غلطي پر ہی یا یہہ بات ہو کہ وہ صرف نحو کي غلطي جسکے صحیح کرنے کا
اُسنے ارادہ کیا ہی حقیقت میں خود مصنف ہي نے کي ہو *

(۲) بعض نکتہ چین ناقلوں نے نادرست کلاموں کو صرف صحیح ہي نہیں کیا بلکہ
عمدہ طرز کلاموں کو بجاے غیر عمدہ طرز کلاموں کے بدلدیا اور اسي طرح اُنہوں نے اُن الفاظ
کو جو اُنکو فضول معلوم ہوئے یا جنکے فرق کو وہ نہ سمجھے لکھنے سے چھوڑدیا *

(۳) اختلاف عبارت کے سببوں میں سے بموجب قول مکیلس صاحب کے بہت بڑا سبب
جس سے عہد جدید میں دروغ آمیز مقامات نہایت کثرت سے پیدا ہوئے ہیں یہہ ہی کہ
یکساں مقامات کو اس طرح تبدیل کیا گیا ہی جس سے اُن میں ایک دوسرے سے زیادہ کامل
مطابقت کي جاوے اور خاص کر انجیلوں کو اس طریقہ سے نقصان پہنچا اور سینٹ پال
کے ناموں کو اکثر مقامات میں سے اسلیئے اُلٹ پلٹ کیا گیا ہی کہ اُسکي عہد جدید کے
حوالوں کو اُن مقامات میں جہاں وہ سپٹو ایجنٹ ترجمہ کے بعینہ الفاظ سے تفاوت رکھتے
ہیں سپٹو ایجنٹ ترجمہ سے مطابق کریں *

(۴) بعض نکتہ چینوں نے عہد جدید کے نسخوں میں اسطرح اختلاف عبارت ڈالدیئے
کہ اُنکو ترجمہ ولگٹ کے مطابق تبدیل کردیا *

چہارم – ایک سبب اختلاف عبارت کا ایسي خرابیاں یا تبدیلیاں ہیں جو کسي فریق
کے مطلب برلانے کے لیئے بدانستہ کي گئي ہوں خواہ وہ فریق درحقیقت مطلب رکھتا ہو یا
بدعتي ہو *

یهه بات تحقیق هی که اُن لوگوں نے جو دیندار کہلاتے هیں ارادتاً بعض خرابیاں کیں جو خرابیاں یا تبدیلیاں اس دوراندیشي سے کي گئي تهیں که جو مسئله تسلیم کیا گیا هی اُسکو تقویت هو یا جو اعتراض اُس مسئله پر هوتا هو وه نهوسکے یہاں تک بمیاء هارن صاحب کے قول کي نقل هی *

اسبات کا اقرار کرنا چاهیئے که نقل هونے میں غلطیوں کا واقع هونا کچهه انهي کتابوں پر موقوف نهیں هی بلکه جو کتابیں هاتهه کي لکهي هوئي هونگي اُن سب میں غلطیاں واقع هونگي یهانتک که قرآن مجید جسکے هزارها قلمي نسخے پائے جاتے هیں وه بهي اس سے خالي نهیں هیں٬ مگر اتنا فرق هی که کاتبوں کي غلطي سے همارے قرآن مجید کو کچهه نقصان نهیں پهنچا اور نه پهنچ سکتا هی٬ کیونکه هم مسلمان صرف تحریر پر بهروسه نهیں کرتے بلکه روز نزول قرآن مجید سے آجتک جو سینه بسینه به سند متصل حفظاً چلا آته هی اُس پر اعتماد کرتے هیں٬ پس اگر کسي قلمي نسخه میں کوئي غلطي یا اختلاف نکلے اُسي وقت اصلي اور غلط لفظ میں اس طرح پر تمیز هوجاتي هی جس میں کسي طرح کا شبهه نهیں رهتا یہاں تک که اگر اسوقت تمام زمانے میں سے قرآن مجید کے قلمي اور چهاپه کے نسخے معدوم هوجاویں تو همکو قرآن مجید کے موجود کرنے کے لیئے کسي نسخه کي حاجت نهیں هی٬ کیونکه هر ایک شهر اور قصبه میں ایسے بهت آدمي نکلینگے جنکو تمام قرآن مجید من اوله الی آخره بقید آیت اور لفظ اور اعراب اور قرأت کے یاد هوگا اور هر ایک کے پاس اپنے سے جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیه و سلم تک سند متصل موجود هوگي جسکے سبب کسي طرح اُسکي صحت پر اور اسبات پر که درحقیقت وهي بعینه اور بلفظه نازل هوا کسي طرح کا شبهه نهیں هوسکتا *

بهرحال جبکه همکو قلمي نسخوں کے اختلاف کے اسباب معلوم هوگئے تو اب اسبات پر غور کرنا چاهیئے که اُنکي صحت کسطرح پر ممکن تهي٬ علماء مسیحي نے اِن کتابوں کو اصلي نسخه کے مطابق صحیح کرنے پر بهت کوشش کي هی اور چهه اُصول قرار دیئے هیں جنسے اُنهوں نے قلمي نسخوں کو حتی‌الوسع صحیح کیا هی *

اول قلمي نسخے *

دویم نهایت قدیم اور نهایت عمده اتشنز (یعني چهپے هوئے نسخے) *

سویم قدیمي ترجمے *

چهارم یکساں مقامات *

پنجم اگلے مصنفوں کي کتابیں جن میں کتب مقدسه کے فقروں کي نقلیں هیں *

ششم قیاسي اصلاح *

( ۱ ) علماء مسیحی نے اُن قلمی نسخوں کو جو یہودی اور سمارٹیوں اور عیسائی گرجوں کی نگہبانی میں تھے بہت معتبر سمجھا ہی باوجود اسبات کے کہ اُن میں بھی کسی سبب سے جو غلطیاں داخل ہوگئی تھیں وہ اُن میں موجود ہیں *

علاوہ اسکے عیسائی علمانے ایک ہی معتبر صحیح نسخہ کی سند کو کئی نسخوں کی سند سے ترجیح دی ہی اور نسخوں کی عمدگی اور خوبی اور قدامت پر زیادہ خیال کیا ہی نہ اُسکی تعداد پر کیونکہ جو اچھا ایک نسخہ ہی ممکن ہی کہ اُس میں صحیح عبارت ہو اور بہت سے نسخوں میں نہو *

جو قلمی نسخے اُن نسخوں سے مطابقت رکھتے ہیں جنکو قدیم مترجموں نے استعمال کیا تھا اُن پر زیادہ بھروسا کیا ہی *

نئے لکھے ہوئے نسخوں کو بھی عموماً نا معتمد نہیں ٹھرایا کیونکہ ممکن ہی کہ شاید وہ نسخہ کسی عمدہ اور قدیم نسخے سے نقل کیا گیا ہو *

ایک اچھے لکھے ہوئے نسخہ کو بُرے لکھے ہوئے نسخہ سے ترجیح دی ہی *

جن قلمی نسخوں میں کوئی لفظ - تاکہ دوسرا لفظ لکھدیا تھا عموماً اس دوسرے لفظ کو صحیح تصور نہیں کیا بلکہ دونوں میں سے جونسا اچھا معلوم ہوا اُسکو پسند کیا ہی *

( ۲ ) چھپے ہوئے نسخوں میں جو اختلاف عبارت ہی اُس سے بھی غفلت نہیں کی گئی مناسب طرح سے اُسپر بھی لحاظ کیا گیا ہی *

( ۳ ) قدیمی ترجمے اگرچہ غلطیوں سے آزاد نہیں ہیں مگر اُن سے صحیح اور اصلی عبارت کے تمیز کرنے میں نہایت مدد لی ہی *

( ۴ ) جب کوئی عبارت مشکوک ہو یا کچھہ کم ہوگئی ہو اور تمام طریقے تصحیح کے اُسکی صحت سے قاصر ہوں اُسوقت مساوی مقامات سے مدد لی گئی ہی مثلاً ایک مقام کی عبارت کی صحت پر شبہہ ہی اور وہی مضمون دوسری جگہہ بھی آیا ہی تو اُسکی مطابقت سے مشتبہ عبارت کی صحت کی گئی ہی *

( ۵ ) عہد عتیق اور عہد جدید کے فقرے اگلے مصنفوں کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہی کہ اُس زمانہ میں کیا عبارت مستعمل تھی اُنکے مقابلہ سے بھی عبارت مختلف کی تصحیح کی گئی ہی، مگر اسکام کے لیئے وہ کتابیں جو یونانی زبان میں تصنیف ہوئی ہیں معتبر ٹھرائی ہیں اور جسقدر پرانی تصنیف ہو اُسیقدر زیادہ معتبر ہی *

( ۶ ) قیاسی اصلاح میں علماء مسیحی نے بہت احتیاط کی ہی اور نہایت غور سے اُسکو استعمال کیا ہی وہ کہتے ہیں کہ "ایک صاحب غرض کی قیاسی اصلاح اپنے طور مقدمہ میں اور برخلاف مستحکم شہادت کے ایسے گناہ سے کچھہ ہی کم ہی جو گناہ اُنھوں کی

عدالت میں جھوٹی شہادت بنانے میں ہوتا ہی " اس سبب سے قیاسی اصلاح میں نہایت تامل سے دلیری کی گئی ہی *

مگر بعضی دفعہ ایسی قیاسی عبارتیں جو ازروے مراد یا ازروے تسلسل مضمون یا محاورہ زبان یا مشابہت نسخوں کے مناسب تھیں مستعمل اسودت جبکہ یہہ بات ثابت ہو کہ اُنکا ہونا ضرور چاہیئے تھا اور جو عبارتیں اِسکے برخلاف یا ازروے عقاید مستعملہ کے ناجایز یا بے سند ہوتی تھیں اُنکو نہیں مانا جاتا تھا *

ہارن صاحب لکھتے ہیں کہ " کسی شخص کو جو زبان ہاے اقدس میں نہایت خوب واقف نہو نہ اس قسم کی اصلاح کا قصد کرنا چاہیئے اور نہ قیاسی اصلاح کو متن میں شامل کرنا چاہیئے کسواسطے کہ قیاسی عبارت کی صداقت ہرگز ہمکو تحقیق نہیں ہی ' بلاشبہہ اگر ان قیاسی اصلاحوں کو متن میں داخل کیا جاوے تو بالضرور نہایت پریشانی اور نا تحقیقی ہوگی ' اس مقدمہ میں مسورا کے قاعدہ کے بموجب ترجمہ لکھنے والوں کی محنت اور ادب اس لایق ہی کہ ہم اُنکی نقل کریں ' وہ لوگ ہمیشہ اپنے قلمی نسخوں کے حاشیہ پر اپنے خیالات یا قیاسی اصلاحوں کو لکھتے ہیں ' مگر نہایت مذہبی طور سے متن کو اپنے خیالات کے بموجب تبدیل کرنے سے پرہیز کرتے تھے ' اور یہہ بات جاے تاسف ہی کہ اُن کے طریق کی عہد عتیق اور عہد جدید کے مترجموں علی الخصوص عہد جدید کے زمانہ حال کے مترجموں نے پیروی نہیں کی ' ان لوگوں نے اُن مطالب کو جو تحریر ہاے اقدس میں کچھہ بنیاد نہیں رکھتے ہیں مستحکم کرنے کے لیئے اپنے خیالات کو متن میں داخل کرنے میں تامل نہیں کیا ہی ' بالتخصیص یہہ حال یونانی اور انگریزی عہد جدید کے اُس نسخہ کا ہی جسکو ڈاکٹر میسی صاحب نے چھپوایا " اور اُسکی گستاخ اور ناپاک اصلاحوں کو ڈاکٹر نولز صاحب نے گرفت کرکر ملزم کیا ' اور نیز عہد جدید کے ترقی شدہ ترجمہ سوشی کی متن کے چھاپنے والوں کا بھی یہی حال ہی ' جنکے خیالات اور غلط اصلاحوں اور ترجموں کو نیرز صاحب اور لارنس صاحب نے جو مذہب کی ہر سہ ماہی کے امورات پر نظر ثانی کرنے والے ہیں ' اور اَور مشہور نکتہ چینوں نے گرفت کرکر الزام دیا ہی *

اِن تمام حالات کے دریافت ہونے کے بعد یہہ بات قابل تسلیم ہی ' کہ کتاب ہاے اقدس کے نسخے بسبب کثرت سے نقل ہونے کے نہایت مختلف ہوگئے تھے ' اور اُن کے صحیح کرنے پہ علماء مسیحی نے نیک نیتی سے نہایت درجہ پر سعی و کوشش کی ' اور جہانتک ہوسکا اور جہانتک نیک نیتی سے اُنکی سمجھہ میں آیا اُنہوں نے اُنکو صحیح کیا ' اور یہہ بات چاہی کہ مطابق اصل کے ہوجاویں ' چنانچہ اسی ارادے سے علماء مسیحی نے کتب مقدسہ کے بہت سے نسخے جمع کیئے اور اُنکا مقابلہ کیا ' اور جسقدر غلطیاں یا اختلاف عبارت اُن میں

نقلے اُن کو بموجب اُنہیں قواعد کے جو ہمنے ابھی بیان کیئے صحیح کیا ' بااین ہمہ ہم مسلمانوں کے نزدیک اب بھي اسبات کا امکان باقي ہی کہ باوجود اسطرح پر مقابلہ اور تصحیح کے اب بھي ایسے مقامات ہوں کہ اُن اصلي نسخوں سے جنکو الہامي لکھنے والوں نے لکھا تھا مطابقت نرکھتے ہوں ' کیونکہ جسطرح نقل کرنے والے غلطي میں پڑنے سے خدا کیطرف سے بچائے نہیں گئے تھے اسیطرح صحیح کرنے والے بھي خدا کي طرف سے غلطي میں پڑنے سے محفوظ نہ تھے ' پس یقین نہیں کیا جاسکتا ' کہ اُنہوں نے کاملیت کے ساتھہ سب کو صحیح کیا ' کیونکہ یہہ بات غور کرنے کي ہی کہ جن قلمي نسخوں یا چھپے ہوئے نسخوں سے مقابلہ کرکر جو عبارت اُنہوں نے اختیار کي ہی وہ عبارت اصل نسخہ کي جسکو الہامي لکھنے والوں نے لکھا تھا نہو' بلکہ جو عبارت اختیار نہیں کي وہ عبارت اُس اصلي نسخہ کي ہو' یا یکساں مقامات کے مقابلہ سے جو عبارت صحیح کي ہی وہاں ویسي یکساں عبارت نہو جسطرح پر صحیح کي ہی' اگلے مصنفوں کي کتابوں میں کتب مقدسہ کے جو فقرات منقول ہیں اور اُن سے بھي علماء نے مختلف عبارتوں کي تصحیح کي ہی اُنکي صحت پر بھي یقین نہیں ہوسکتا اول تو اُس کتاب کي صحت پر جسمیں وہ فقرات منقول ہیں وہي مشکلیں پیش آتي ہیں جو کتب مقدسہ کے قلمي نسخوں کي صحت میں پیش آتي ہیں' اور اگر ہم یہہ تسلیم بھي کرلیں کہ وہ کتاب اُس مصنف کي اُسي اصلي نسخہ کے لفظ بلفظ مطابق ہی جسکو اُسنے لکھا تھا تو پھر ہم کسي طرح یہہ یقین نہیں کرسکتے کہ جو فقرہ کتب مقدسہ کا اُس میں منقول ہی وہ ایسے ہي نسخہ سے نقل ہوا ہی جو بالکل الہامي لکھنے والوں کے نسخہ سے مطابق تھا' قیاسي اصلاح علماء عیسائي کي گو وہ کیسي ہي ہوشیاري اور احتیاط سے کي گئي ہو کسطرح یقین نہیں دلاتي کہ وہ بالکل الہامي لکھنے والوں کے نسخہ سے مطابق ہوگئي' جن قلمي نسخوں میں حاشیہ اور شرح کي عبارت متن میں شامل ہوگئي ہی یا جنمیں سے اصل متن کي عبارت لکھنے سے رہگئي یا جنمیں ناقلوں نے غفلت سے کچھہ گھٹا یا بڑھا دیا اُن میں تمیز کرنا نہایت مشکل کام ہی *

اِن وجوہات سے ہم مسلمان نتیجہ نکالتے ہیں کہ ممکن ہی کہ اب بھي کتاب ہاے اقدس میں ایسے مقام ہوں جو اصلي نسخوں سے جنکو الہامي لکھنے والوں نے لکھا تھا مطابقت نرکھتے ہوں *

ہماري اس گفتگو کا یہہ مطلب نہیں ہی کہ ہم تمام بیبل پر اسبات کا شبہہ رکھتے ہیں کہ وہ اصلي نسخوں سے جنکو الہامي لکھنے والوں نے لکھا تھا مطابقت نہیں رکھتي' بلکہ ہم یقین کرتے ہیں کہ جہاں تک ہوسکا یہہ کتابیں ٹھیک نہیج سے اصلي نسخوں سے مطابق کرنے کے لیئے صحیح کي گئیں الا چاند مقام اب بھي ایسے ہیں جو بلاشبہہ اصلي نسخوں کے مطابق نہیں ہوئے اور بعض ایسے ہیں جو اب تک مشتبہہ ہیں اور ممکن ہی کہ کوئي

اور ایسے ہي مقام ہوں جنکي اطلاع ابتک ہمکو نہو ' میں سمجھتا ہوں کہ اس باب میں ہم مسلمانوں اور عیسائیوں میں کچھہ اختلاف نہیں ہی بلکہ تمام محققین علماء عیسائي کي بھي راے ہی جو ہم مسلمانوں کي ہی چنانچہ اسکا بیان آیندہ تفسیر میں اپنے اپنے مناسب مقام پر آویگا *

بلحاظ ان حالات کے ہمکو اسبات کي ضرورت پیش آئي ہی کہ ان پاک کتابوں سے اصلي اور سچي روشني حاصل کرنے کو زیادہ تر دقیقہ رس فکر کو کام میں لاویں چنانچہ ہم وہ قواعد اور اصول بیان کرتے ہیں جنکي رو سے ہم مسلمان اُن پاک کتابوں سے ایسي روشني حاصل کرتے ہیں ' اور وہ قواعد دو چیزوں سے علاقہ رکھتے ہیں *

اول — اِن پاک کتابوں کے صحت الفاظ سے تاکہ ہمکو وہ اصلي الفاظ ہاتھہ آویں جو الہامي لکھنے والوں نے لکھے تھے *

دویم — اُن الفاظ کے معني اور مراد سے تاکہ ہمکو معلوم ہو کہ الہامي لکھنے والوں نے کس معني میں اور کس مراد میں اُن الفاظ کو استعمال کیا تھا *

پہلا مطلب حاصل ہونے کے لیئے صرف دو اصول ہیں *

اول — مقابلہ کرنا اِن کتابوں کا جہاں تک ممکن ہو پرانے اور صحیح نسخوں سے جیساکہ علماء عیسائي نے کیا مگر اُنکے طریقہ میں اور ہمارے طریقہ میں تھوڑا سا اختلاف ہی اور وہ یہہ ہی کہ علماء عیسائي نے بعض مقامات میں اُن اختلافات کو ترجیح دي ہی جن سے اُنکے عقاید مسلمہ کي تائید ہوتي تھي ' ہم مسلمانوں کا طریقہ یہہ نہیں ہی بلکہ ہم صحت عبارت کے وقت مطلق اسبات کا خیال نہیں کرتے کہ ہمارے یا دوسرے شخص کے عقاید مسلمہ کیا ہیں بلکہ ہم ہو مختلف عبارتوں میں سے اُس عبارت کو اصلي قرار دیتے ہیں جو ایک پر غور امتحان پر ہمکو اصلي ثابت ہووے اور پھر اُسکے بموجب جو اعتقاد برآمد ہو اُسکو اختیار کرتے ہیں *

دویم — ہم تمام بیبل پر خیال کرتے ہیں کہ اُس سے عام نصیحت اور عام ہدایت کیا نکلتي ہی اور عبارت مختلفہ میں سے جونسي عبارت اُس عام نصیحت اور عام ہدایت کے مطابق ہوتي ہی اُسکو ہم ترجیح دیتے ہیں *

دوسرا مطلب حاصل کرنے کو ہمارا اصول یہہ ہی کہ ہم اسبات کا یقین کرتے ہیں کہ تمام بیبل کے مطالب متحد ہیں اور اُن میں کسیطرح کا اختلاف نہیں اسلیئے ہر ایک لفظ اور ہر ایک عبارت کے وہ معني اختیار کرتے ہیں اور ایسي مراد لیتے ہیں جس سے بیبل کي کسي نصیحت اور ہدایت میں اختلاف واقع نہو اور ایسے معني اور مراد ہم ہرگز اختیار نہیں کرتے جس سے بیبل کي ہدایتیں مختلف ہوجاویں *

اس پچھلے قاعدہ کے لیئے ہمارے ہاں یہہ قرار پایا ہی کہ اگر کوئي ورس عہد عتیق یا عہد جدید کا ایسا ہم پاویں جسکے ایسے الفاظ ہوں کہ اُن سے برخلاف اُس عام ہدایت کے جو اور مقاموں میں سے پائي جاتي ہی کوئي ہدایت نکلے تو اول ہم اُس ورس کي صحت الفاظ پر متوجہہ ہوتے ہیں اور جب ہم اُس سے کسي طرح مجبور ہوجاتے ہیں تو معاني کي طرف متوجہہ ہوتے ہیں اور وہ معني اختیار کرتے ہیں جن سے بیبل کے مطالب اہم میں اختلاف واقع نہو اور جب اس سے بھي مجبور ہوجاتے ہیں تو اُس ورس کو مشتبہہ قرار دیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اُسکي صحت ہمکو مطابق اصلي عبارت الہامي لکھنے والوں کے حاصل نہیں ہوئي مگر کسي طرح الہامي لکھنے والوں پر بدظني کا گمان نہیں کرتے اور جو شخص کہ اُس ورس کے صحیح اور اصلي ہونے کا دعویدار ہوتا ہی اُس سے ہم ثبوت اسبات کا چاہتے ہیں کہ اُس ورس کے الفاظ درحقیقت اُنہي الفاظ کے مطابق ہیں جو الہامي لکھنے والوں نے لکھے تھے ●

الفاظ کے معني اور مراد سمجھنے میں بھي ہمارا یہي قاعدہ ہی کہ ہر لفظ کے وہي معني اختیار کرتے ہیں جو عام مطالب بیبل سے مطابقت رکھتے ہیں اور اگر کوئي شخص اُن الفاظ کے ایسے معني بیان کرتا ہی جو بیبل کے اور مقاموں میں مستعمل نہیں ہوئے تو اُس سے اسبات کا ثبوت چاہتے ہیں کہ الہامي لکھنے والوں نے اُسکے وہ معني قرار دیئے تھے ●

علاوہ اِسکے کتب مقدسہ میں کسي ایسي قسم کا اختلاف ہم پاتے ہیں جو تاریخ سے متعلق ہی یا جسکے لیئے کوئي عام مراد کتب مقدسہ میں نہیں ہی، اگر ہمکو کچھہ اختلاف نظر پڑتا ہی، تو اول تو ہم اُس اختلاف کي وجہہ دریافت کرنے پر متوجہہ ہوتے ہیں، اور یہہ سمجھتے ہیں کہ اگر اسکي اصلي وجہہ معلوم ہوجاوے تو غالباً یہہ اختلاف نہ رہے، اور جب کوئي وجہہ نہیں معلوم ہوتي، یا یقیناً اُسکا مختلف ہونا پایا جاتا ہی تو ہم یقین کرتے ہیں کہ اُن دونوں مقاموں میں سے کسي مقام میں نقل کرنے والے یا اصلاح کرنے والے نے غلطي کي ہی اُن دونوں میں سے ایک صحیح ہوگا اور ایک غلط ہوگا مگر اصل الہامي لکھنے والوں پر ہم کسیطرح کا شبہہ نہیں کرتے ●

بعض علماء مسیحي یہہ بیان کرتے ہیں کہ اگرچہ عہد عتیق اور عہد جدید کے قلمي نسخوں میں مقابلے کے وقت بہت سي غلطیاں اور بہت سے اختلاف عبارت نکلے مگر تاہم کوئي بات ایسي نہیں نکلي جو عمدہ عقاید ایمانیہ کے برخلاف ہو ●

اگرچہ بعض لوگ اسپر تکرار کرتے ہیں، اور یہہ کہتے ہیں کہ یہہ بات قابل تسلیم کے نہیں ہی، کیونکہ ہر شخص جانتا ہی کہ اگرکسي کلام میں سے کوئي لفظ اولٹ پلٹ ہوجاوے یا تراکیب نحویہ اور قواعد صرفیہ میں جوکسي مطلب پر دلالت کرتے ہیں تفاوت ہوجاوے، یا

کوئي قيد بڑہ جاوے يا کم هوجاوے يا کسي لفظ مين تغير هوجاوے تو معاني اور مراد مين نہايت تفاوت آجاتا هى ، يہان تک که بعضي دفعه وصل اور فصل کے تبديل هونے سے ، اور بعضي دفعه حروف روابط کے بدل جانے سے معني اور مراد مين تغير آجاتا هى مثلاً اگر بجاے اس لفظ کے که ( خدا مين هى ) کہا جاوے که ( خدا سے هى ) تو باوصف بدلنے ايک خفيف حرف کے تغير عظيم معاني اور اعتقاد مين هوجاتا هى ، پهر کيونکر تسليم کيا جا سکتا هى که باوجود نکلنے بہت سي غلطيون اور اختلاف عبارتون کے اُن سے عقايد ايمانيه مين کچهه اختلاف نہين آتا تها ، علي الخصوص ايسي صورت مين که هم ديکهتے هين که بعضے عيسائي فرقه ( جيسے ابي اونيتز ) اسي قسم کے اختلاف کے سبب بالکليه عقايد ايمانيه مين اور عيسائي فرقون سے مختلف هين *

مگر ميري راے يہه هى که جب هم خود انهي کتب موجودة مين عقايد ايمانيه کو حضرت موسي سے ليکر خاتم النبيين صلوات الله عليهم اجمعين تک متحد پاتے هين ، تو همکو اس فضول بحث اور تکرار مين پڑنے سے کيا فايدة هى *

# المقدمة التاسعة

## ان کتابون کے ترجمون کي نسبت مسلمانون کا کيا اعتقاد هى

جاننا چاهيئے که ايک زبان کا ترجمه دوسري زبان مين درحقيقت ايک نہايت مشکل کام هى سيدها سيدها مطلب البته ترجمه مين ادا هوجاتا هى مگر ايسا ترجمه جس سے دقيق دقيق مذهبي مسايل جو نہايت باريک هين اور اعتقاديات اور الهيات سے متعلق هين اُس سے اسيطرح پر نکلين جسطرح اصل کتاب سے نکلتے تهے غير ممکن هى ، کيونکه اِس قسم کے مسايل صرف صحيح ترجمه هي سے نہين نکالے جاتے بلکه مادة لفظ اور طريقه اشتقاق اور ترکيب نحويه جو مخصوص اُس زبان کي هى اُس سب سے ملکر نکلتے هين اور يہه باتين سب کي سب اُسيطرح جسطرح اصل مين هين ترجمه مين ادا هوني غير ممکن هين *

اکثر ايسا اتفاق هوتا هى که ايک لفظ يا ايک فقرة کئي معني رکهتا هى اور اُسکے مقابله مين دوسري زبان کا ايسا لفظ نہين هوتا جس سے وہ سب معني حاصل هون اسليئے مترجم بمجبوري يا تو اُسکا ترجمه کسي ايک پہلو پر کرتا هى يا صرف بموجب اپني راے اور اپنے اعتقاد اور اپنے مسلمات کے اُسکا ترجمه کرديتا هى جو درحقيقت کلام الهي کي وسعت کو نا واجب تنگي مين ڈالتا هى کيونکه هر شخص يہه حق رکهتا هى که جبتک بذريعه الهام کے کوئي خاص معني کسي کلام الهي کے مقرر نہوئے هون اُسوقت تک کلام الهي سے جسقدر

مطالب نکلتے ہوں اُن سب کو سمجھے اور سب پر غور کرے اور جو مطلب حق اور صحیح ثابت ہو اُسکو اختیار کرے *

پس جبکہ مترجم نے اُس کلام الہی کو جس میں متعدد پہلوتھے ایک پہلو پر جو اُسکے اعتقاد کے مطابق تھا ترجمہ کردیا تو اُسنے ایک عام حق تلفی کی خصوصاً اُس صورت میں جبکہ اُسکا اعتقاد جسکے بموجب اُسنے ترجمہ کیا درحقیقت غلط ہو اِن وجوہات سے ہم مسلمانوں کے ہاں ضرور تر ہی کہ جس زبان میں مذہب کی اصلی کتابیں ہوں اُس زبان سے واقف ہونا چاہیئے اور جب تک اصل زبان سے واقفیت نہو صرف ترجمہ پر اعتقادیات میں اعتماد نہیں ہوسکتا دیکھو کیسی غلطی کی کتنے بڑے مترجم ایکویلا اور تھیوڈوشن اور سیمیکس نے کہ کتاب اشعیاہ باب ۷ ورس ۱۴ میں جو علمہ کا لفظ عبری زبان کا تھا اُسکا ترجمہ بنجاے کنواری کے جوان عورت کردیا اسلیئے ہمارے مذہب میں یہہ حکم ہی کہ جب تک بخوبی صحت نہو جاوے اُسوقت تک ترجموں کی نہ تصدیق کرنی چاہیئے اور نہ تکذیب کرنی چاہیئے بلکہ یہہ کہنا چاہیئے کہ جو کچھہ خدا نے اوتارا ہی اُسپر ہم ایمان رکھتے ہیں *

بخاری میں ابوہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہودی عبرانی میں توریت پڑھتے تھے اور مسلمانوں کے لیئے عربی میں اُسکا مطلب سمجھاتے تھے ( مگر مسلمانوں کو یہہ معلوم نہ تھا کہ وہ مطلب صحیح ہی یا نہیں ) اسلیئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اہل کتاب کو نہ سچا بتاؤ نہ جھٹلاؤ اور تم کہو ہمنے یقین کیا اللہ پر اور جو اُترا ہم پر اور جو اُترا ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب اور اُسکی اولاد پر اور جو ملا موسی کو اور عیسی کو اور جو ملا سب نبیوں کو اپنے پروردگار سے ہم فرق نہیں کرتے ایک میں اُن سب سے اور ہم اُسی کے حکم پر ہیں *

بخاری
عن ابی ہریرۃ قال کان اہل الکتاب یقرون التوراۃ بالعبرانیۃ و یفسرونہا بالعربیۃ لاہل الاسلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتصدقوا اہل الکتاب ولاتکذبوہم وقولوا امنا باللہ ومانزل الینا ومانزل الی ابراہیم و اسمعیل و اسحاق ویعقوب و الاسباط و مااوتی موسی و عیسی و مااوتی النبیون من ربہم لانفرق بین احد منہم ونحن لہ مسلمون

یہہ مطالب جو ہمنے بیان کیئے اِن کی تصدیق اُسوقت بخوبی ہوتی ہی جب کتب مقدسہ کے قدیم اور جدید ترجموں کا حال معلوم ہو اسلیئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ہارن صاحب کے انٹروڈکشن سے کتب مقدسہ کے قدیم و جدید چند ترجموں کا ذکر اُس مقام پر کروں اور جن جن ورسوں کے ترجمہ میں ایسا اختلاف واقع ہوا ہی جس سے عقاید ایمانیہ میں اختلاف پیدا ہوتا ہی اُسکے تذکرہ سے اِس مقام پر باز رہوں کیونکہ اُن کا تذکرہ میری تفسیر میں ہر ایک ایسے ورس کی تفسیر میں آویگا انشاءاللہ تعالی *

مگر یہہ بات سمجھہ لینی چاھیئے کہ اختلاف یا غلطی تراجم سے جو در حقیقت مترجموں کا قصور ھی اصل کتب مقدسہ پر یا اُن کی صحت اور مطابقت پر الزام نہیں آسکتا٬ جن لوگوں نے بسبب نقصان ترجموں کے اصل کتب مقدسہ میں نقصان تصور کیا ھی درحقیقت اُنھوں نے غلطی کی ھی اور حد اِنصاف سے گذرگئے ھیں واللہ غفورالرحیم *

## کالدی یا ایسٹ ارمین یعنی مشرقی ارمینیا کے ترجمے

کالدی پارافریز جسکو تارگم کہتے ھیں ـ یہہ سب ترجمے عہد عتیق کے کالدی زبان میں ھیں جبکہ یہودی بابلن کی قید سے چھوٹ کر آئے تو اُس زبان سے بخوبی واقف ھوگئے تھے تارگم کے معنی مفصل ترجمہ کے ھیں جو صرف لفظی ترجمہ نہو بلکہ ترجمہ کے ساتھہ مختصر بیان یا تفصیل یا تفسیر بھی شامل ھو *

اغلب ھی کہ حضرت عزرا جب عبادت خانوں میں توریت پڑھکر سناتے تھے تو لوگوں کے سمجھانے کو اُسکی تفسیر بھی فرماتے تھے جب سے یہودیوں میں اس طرح پر توریت کے پڑھنے کا رواج ھوا مگر تفسیر کا اصل کتاب پر لکھنے کا دستور نہ تھا حضرت مسیح علیہ‌السلام کے زمانہ کے قریب تفسیر کا کالدی زبان کے ترجموں کے ساتھہ لکھنے کا رواج ھوا اسطرح پر دس تارگمیں عہد عتیق کی مختلف کتابوں پر لکھی گئیں اور جو کہ اُن تارگموں کے مصنف عبری زبان سے بخوبی واقف ھونے کا بہت اچھا قابو رکھتے تھے اس سبب سے اُن ترجموں پر کتاب اقدس کے عموماً صحیح معنی دینے میں زیادہ بھروسا کیا گیا ھی خصوصا ایسے مقاموں میں جہاں اور کسی وسیلہ سے اُن معنوں کا پانا محال ھو مگر ھرایک تارگم برابر رتبہ کی نہیں ھی چنانچہ ھم ھر ایک کا مختصر حال بیان کرتے ھیں *

( ۱ ) تارگم انکیلس اِسکے مصنف کا حال تحقیق نہیں کہ کب تھا اور کس قوم کا تھا بعضے کہتے ھیں کہ یہودی نہ تھا بلکہ بیبلن کا رھنے والا تھا اور اُسنے یہودی مذھب اختیار کرلیا تھا ربی ھلل جو پچاس برس پیشتر حضرت مسیح علیہ‌السلام سے تھے اُنکا شاگرد تھا اور ھم عصر حضرت مسیح علیہ‌السلام کا اُسنے صرف حضرت موسیٰ کی پانچ کتابوں پر تارگم لکھی ھی اُس میں کچھہ قصے اور فضول باتیں نہیں ھیں اور یہہ تارگم نہایت قدر والی ھی سولھویں صدی تک یہودی اس تارگم کو اپنے عبادتخانوں میں پڑھتے تھے *

( ۲ ) تارگم سی یوجانتھن ـ یہہ تارگم بھی حضرت موسیٰ کی پانچ کتابوں پر ھی اس میں افسانے بہت ھیں بعضے کہتے ھیں کہ یہہ تارگم جانتھن بن اُزیل کی تصنیف ھی مگر یہہ قول صحیح نہیں ھی اور بہت وجوھات سے ثابت ھی کہ ساتویں یا آٹھویں صدی میں تصنیف کی گئی ھی *

( ۳ ) تارگم یروشلم ـ یہہ بھی حضرت موسیٰ کی پانچوں کتابوں پر ھی مگر سلسلہ‌وار نہیں ھی کہیں کسی ورس کی کہیں کسی ورس کی اور کہیں باب کے باب کی تفسیر

نہیں لکھی ہی اور کہیں کسی آیت کے ایک ہی لفظ کی تفسیر لکھی ہی اسکی روش اور تارگم " سی ٹو جانتھن" کی روش بہت قریب ہی اور ساتویں یا آٹھویں یا نویں صدی کی تصنیف ہی *

( ۴ ) تارگم جانتھن بن اوزیل — یہہ تارگم عہد عتیق کی پیغمبرانہ کتابوں پر ہی اس میں قصے اور افسانے نہیں ہیں اور بہت معتبر اور بڑی قدر والی ہی *

( ۵ ) تارگم سیثوبم و ہیجو گریفا — ( یعنی تحریر ہاے اقدس ) بعضے کہتے ہیں کہ ربی جوزف یہودی جو تیسری چوتھی صدی میں تھا اور اُسکا کانا یا اندھا لقب پڑگیا تھا اِسکا مصنف ہی مگر تحقیق بات یہہ ہی کہ اسکا مصنف نا معلوم ہی *

( ۶ ) تارگم مجیلیتھہ — تاریخ اور غزل الغزلات اور نوحہ جرمیا اور روت اور استھر پر یہہ تارگم بہت سے مصنفوں کی تالیف معلوم ہوتی ہی اس میں افسانے بہت ہیں اور چھٹی صدی کی تصنیف معلوم ہوتی ہی *

( ۷ ) ( ۸ ) ( ۹ ) تارگم ہاے استھر — اس کتاب پر تین تارگمیں ہیں اور حال کی تصنیف معلوم ہوتی ہیں اور ان میں نامعقول افسانے بہت بھرے ہوئے ہیں *

( ۱۰ ) تارگم تاریخ پر — یہہ تارگم پہلے زمانہ میں مشہور نہ تھی سنہ ۱۶۸۰ ع میں مشہور ہوئی اسکا اعتبار بہت کم ہی اور اس میں افسانے بہت ہیں *

## قدیم یونانی ترجمے عہد عتیق کے

سپٹو ایجنٹ یا الکذنڈرین — یہہ بہت پرانا ترجمہ ہی یہودی اور قدیم عیسائی سب مانتے چلے آئے ہیں اور اُن دونوں کے عبادتخانوں میں پڑھا جاتا تھا اور عربی اور آرمینیہ اور اتھوپیک اور گاتھک اور قدیم اٹالک یعنی قدیم لاطینی زبانوں میں جو ترجمے ہوئے تھے وہ سب اسی سے ترجمہ کیئے گئے تھے اور آج تک یونانی گرجا میں اور اور مشرقی گرجوں میں بھی ترجمہ پڑھا جاتا ہی *

یہہ بات تحقیق نہیں ہوئی کہ یہہ ترجمہ کس زمانہ میں ہوا ہی اور چند حکایتیں مشہور ہیں جنکا مطلب یہہ ہی کہ یہہ ترجمہ بطور کرامت اور اعجاز کے اور روح القدس کی تائید سے ہوا ہی مگر خود علماء مسیحی اِن حکایتوں کو قابل اعتبار کے نہیں سمجھتے صحیح بات اسقدر معلوم ہوتی ہی کہ دوسو پچاسی یا دوسو چھیاسی برس قبل ولادت حضرت مسیح علیہ السلام کے علماء یہود نے ملکر یہہ ترجمہ کیا یاتو اس سبب سے کہ وہ بہتر آدمی تھے یا اس سبب سے کہ یہودیوں کی بڑی عدالت نے جو سین ہیڈرن کہلاتی تھی اور اُس میں بہتر ممبر تھے اسکو منظور کیا تھا سپٹو ایجنٹ اس ترجمہ کا نام ہوگیا مگر تمام قدما اسکو مانتے آئے اور اسکی تفسیریں لکھی گئیں اور اول صدی تک یہودیوں کے عبادتخانوں میں بھی بلا عذر مستند رہا مگر چونکہ یہودی اُن وجوہات کا پیش گوئی سے مقابلہ نہ کرسکے

جو اُنکے روبرو عیسائیوں نے اُسکی سند غیر معتبر کرنے کے لیئے پیش کیں تب یہودیوں نے اقرار کیا کہ یہہ ہماری عبری متن سے مطابق نہیں ہی ٭

( ۱ ) ایکوئیلا — جب یہودیوں نے ترجمہ سپٹو ایجنٹ کو چھوڑ دیا تو تین ترجمے یونانی زبان میں اور ہوئے جن میں سے اول یہہ ترجمہ ہی اِسکا مترجم سنوپ کا رہنے والا یہودی تھا پہلے عیسائی ہوا پھر مرتد ہوکر یہودی ہوگیا ، غالباً سنہ ۱۲۹ ع میں اُسنے یہہ ترجمہ کیا عبری زبان کا نہایت لفظی یہہ ترجمہ ہی ٭

( ۲ ) تھیوڈوشن — یہہ شخص افی سس کا رہنے والا تھا اُسنے غالباً سنہ ۱۷۵ ع میں یہہ ترجمہ کیا اِس نے گویا ترجمہ سپٹو ایجنٹ پر نظر ثانی کی ہی کتاب دانیال کا جو اُسنے ترجمہ کیا تھا وہ عیسائی گرجوں میں بھی مروج ہوا اور یہہ سمجھا گیا کہ بہ نسبت سپٹو ایجنٹ کے زیادہ ٹھیک اور درست ہی ٭

( ۳ ) سیمکس — یوسیبیس صاحب اور جیروم صاحب کے بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ مترجم ایبیونایت یعنی نصف عیسائی تھا کیونکہ ایپی فینیس صاحب کے بیان سے ظاہر ہی کہ وہ اول سامری تھا پھر یہودی ہوا پھر عیسائی ہوا اور آخیر میں ایبیونایت ہو گیا ، مگر یہہ بات قابل اعتماد کے نہیں ہی اور اس بات میں کہ وہ کب ہوا ہی عالموں میں اختلاف ہی جیروم صاحب علانیہ یہہ بیان کرتے ہیں کہ اُسکا ترجمہ تھیوڈوشن صاحب کے ترجمہ کے بعد مشہور ہوا پس مانت فاکن سیمکس صاحب کے زمانہ کو تھیوڈوشن صاحب کے تھوڑی ہی مدت بعد یعنی قریب دوسو سنہ عیسوی میں قرار دیتے ہیں اسکا ترجمہ جسکو اُنہوں نے دوبارہ نظر ثانی کرکے مشتہر کیا تھا ہرگز ایسا لفظی نہیں جیسا کہ ایکوئیلا صاحب کا ترجمہ ہی بلاشبہہ سیمکس صاحب بہ نسبت ایکوئیلا صاحب کے قواعد ترجمہ سے زیادہ تر واقفیت رکھتے تھے ، اور اُنہوں نے عبری محاورات کا یونانی میں درستی کے ساتھہ ترجمہ کرنے میں جو کوشش کی ہی اُسمیں بخوبی کامیاب ہوئے ہیں ٭

( ۴ و ۵ و ۶ ) یہہ تین گم نام شخصوں کے ترجمے ہیں جنکو ہمیشہ پانچواں چھٹا اور ساتواں ترجمہ کہتے ہیں اُس ترتیب سے اُن کا نام رکھا گیا ہی جو اوریجن صاحب نے اپنے کالموں میں قرار دی ہی مصنف چھٹے ترجمہ کا کتاب حبقوق کے تیسرے باب کی تیرھویں آیت کے ترجمہ کے طرز سے عیسائی معلوم ہوتا ہی یہہ تینوں ترجمے ایکوئیلا صاحب اور تھیوڈوشن صاحب اور سیمکس صاحب کے ترجموں کے بعد کے ہیں اُن ترجموں کے متفرق حصوں سے جو مانت فاکن صاحب نے جمع کیئے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ اُن میں زبور اور صغیر پیغمبروں کی تحریریں تھیں اور پانچویں اور چھٹے ترجمے میں عہد عتیق اور راگ سلیمان بھی تھے اور پانچویں اور ساتویں ترجموں کے چند ٹکڑوں سے جو برنز صاحب نے زبان سریا کی

ایک سیهلر قلمي نسخه میں مقام پیرس میں پائی یهه معلوم هوتا هی که اُن دونوں ترجموں میں کتاب هاے سلاطین بهي تهیں بقا بر صاحب کي یهه راے هی که خلتوین ترجمه کا مصنف ... نبي یهودي تها *

ترجمه سپٹو ایجنٹ میں علاوه اُن تبدیلیوں کے جو یهودیوں نے ارادتاً کیں بهت سي غلطیاں اور بهي زمانه دراز کے گذرنے سے بسبب غفلت اور بے احتیاطي ناقلوں کے اور حاشیه کي شرحوں کو متن میں داخل کردینے سے جو واسطے سهولت الفاظ مشکل کے لکهي گئي تهیں پیدا هوگئیں اس پڑهنے والے کي برائي کے رفع کرنے کے واسطے اوریجن صاحب نے تیسري صدي کے شروع میں اُسوقت کے یوناني متن مستعمله کو اصلي عبري متن اور اَور ترجموں سے جو اُسوقت میں موجود تهے مقابله کرنے کے مشکل کام کو اختیار کرکے اُن سب سے ایک نیا نسخه حاصل کرنا چاها اس عمده نسخه کے تیار کرنے میں اٹهائیس برس صرف هوئے جنکے اندر اُنهوں نے هرطرف سے نسخے جمع کیئے اور بیان کیا گیا هي که ایمبراس صاحب کي مدد خرچ سے جو ایک امیر شخص تهے جنکو اُنهوں نے غلط بنیاد والے فرقه ویلن ٹینین کے پیرووں میں سے عیسائي کرلیا تها اور بمدد سات ناقلوں اور بهت سے ایسے شخصوں کے جو عمده تحریر کا کامل فن رکهتے تهے اوریجن صاحب نے یهه کام مقام سیزاریا میں سنه ۲۳۱ ع میں شروع کیا اور معلوم هوتا هی که اُنهوں نے اپنا پالي گیلاٹ (یعني کئي متنوں کا مجموعه) مقام ٹائیر میں پورا کیا مگر یهه تحقیق نهیں هوا که کس سنه میں پورا کیا اُن کے پالي گیلاٹ میں نو کالم تهے جن میں سے اول کالم میں عبري متن عبري حرفوں میں تها اور دوسرے کالم میں عبري متن یوناني حرفوں میں تها اور ایکوئیلا صاحب اور سیمکس صاحب اور تهیوڈوشن صاحب کے ترجمے اور سپٹو ایجنٹ تیسرے اور چوتهے اور پانچویں اور چهٹے کالم میں تهے جب که پانچواں اور چهٹا ترجمه زیاده کیا گیا تب پالي گیلاٹ کے صفحه میں آٹهه کالم هوگئے اور ساتواں ترجمه زیاده کرنے سے نو کالم هوگئے *

## قدیمي مشرقي ترجمے عهد عتیق کے ترجمے سریا زبان کے

سریا زبان کے ترجموں میں سے نهایت مشهور ترجمه پهسکٹو یعني لفظي ترجمه هی جو اس نام سے بسبب اسبات کے که جس متن عبري سے وه ترجمه کیا گیا تها اُس سے نهایت مطابق هی پکارا جاتا هی' در باب اسکي قدامت کے بهت سا مبالغه کیا گیا هی بعض لوگ اُسکو زمانه حضرت سلیمان اور حیروم صاحب کا بتاتے هیں اور بعض شخص زمانه اُسامي جو سامریوں کا پروهت تها منسوب کرتے هیں اور بعض تهیوس حواریوں کے وقت کا اُسکو بیان کرتے هیں سوریا کے گرجوں میں اس اخیر روایت پر یقین کیا گیا هی مگر زمانه حال کے نقاد چین اُسکو زیاده زمانه حال کا قرار دیتے هیں بشپ والٹن صاحب اور کاریے ڈو صاحب اور سهوسٹن صاحب اور بشپ لوتهه صاحب اور ڈاکٹر کني کٹ صاحب اس ترجمه کو اول

صدي کا قرار دیتے هیں اور بائیر صاحب اور چند دیگر جرمني کے نکته چین دوسري صدي یا تیسري صدي کا قایم کرتے هیں اور جهن صاحب کم سے کم دوسري صدي کا اور تني راسي صاحب بهت قدیم کهتے هیں مگر کوئي تاریخ نهیں مقرر کرتے هیں *

نهایت غالب راے مِکیلس صاحب کي هی جو اس ترجمه کو اول صدي کے اخیر یا دوسري صدي کے شروع کا بتاتے هیں یعني جسوقت میں که سریا کے گرجوں کي اچهي ترقي تهي اور مقام اِدسا کے عیسائیوں نے یروشلم کے معبد کے طریق پر پرستش کے واسطے معبد بنا لیا تها یهه نهیں خیال کیاجاتا که اُن کے پاس عهد عتیق کا کوئي ترجمه نهوگا جسکے پڑهنے کا حواریوں نے وهاں رواج دیا هو *

زبور کے اول میں جو وجوهات مندرج هیں اُنکو علانیه ایک عیسائي نے لکها هوگا ظاهرا معلوم هوتا هی که یهه ترجمه اصلي عبري سے هوا جس سے وه بجز چند مقاموں کے جو ترجمه سپتو ایجنت سے زیاده تر مناسبت رکهتے هیں نهایت مطابق اور بعینه هی اِن چند مقاموں کے سپتو ایجنت سے مناسبت رکهنے پر جهن صاحب کي یهه راے هی که سریا والے ترجمه کے مترجموں نے ترجمه کرتے وقت سپتو ایجنت ترجمه سے کچهه مدد لي هو یا یهه که سریا والوں نے بعد ازاں اپنے ترجمه کو سپتو ایجنت سے صحیح کیا هو *

لیو سڈن صاحب یهه خیال کرتے هیں که اس ترجمه کے مترجم نے نهایت صحیح عبري نسخوں کا استعمال نهیں کیا اور چند وجوهات سے اپني راے کو تقویت دي هی باوجود اِسکے ڈیتهه صاحب اس نسخه کي قدامت اور وفاداري پر نهایت مستحکم راے رکهتے هیں اور کهتے هیں که اس سریا کے ترجمه کو ایسا مقدم نسخه سمجهیں که جس سے هم دوسري صدي کے عبري متن کو جانچیں اور کني کٹ صاحب اور ڈي رسي صاحب نے اس نسخه میں بهت عمده عبارتیں پائیں هیں *

تقریباً هر مشهور نکته چین اس نسخه کي عام مطابقت کو اصلي متن سے تسلیم کرتا هی اگرچه هر ایک بدرجه مساوي قبول نهیں کرتا اور یهه اُن کا تسلیم کرنا اُن مقاموں سے بخوبي ظاهر هوتا هی جن میں حضرت مسیح سے صفات الوهیت منسوب کي هیں *

جهن صاحب یهه سمجهتے هیں که توریت کے ترجمه کرنے کا طریقه کتاب تاریخ کے ترجمه کرنے میں استعمال نهیں کیا گیا اور یهه بهي که کتاب پیدایش کے اول بابوں میں اور کتاب وعظ اور کتاب راگ میں چند کلدي زبان کے لفظ پائے جاتے هیں جس سے جهن صاحب یهه نتیجه نکالتے هیں که یهه ترجمه ایک شخص کا کیا هوا نهیں هی بلکه کئي شخصوں کا هی *

اور اور ترجمه سریا زبان کے سپتو ایجنت سے هوئے هیں جنمیں سے ادریجن صاحب کے هک سپلر نسخه کا جو سریا زبان میں نهایت پسندیده اور مشهور ترجمه هی، مختصر

بیان کرنا کافي هوگا ' یهه ترجمه ساتویں صدي کے شروع میں هوا هی ' اور مترجم اسکا نامعلوم هی *

پروفسر ڈي راسي صاحب جنهوں نے اول هي اس نسخه کا نمونه چهاپا اس بات کا تصفیه نهیں کرتے هیں ' که آیا اس ترجمه کو مار ابا صاحب یا جیمس صاحب ساکن اڈسي سي ' یا پال بشپ مقام ٹیلا یا طامس صاحب ساکن هریکلیا سے منسوب کیا جاوے اے سي میفي صاحب اسکو طامس صاحب سے منسوب کرتے هیں ' اگرچه اور علما یهه کهتے هیں که اس شخص نے کتاب هاے اقدس کے مقابله کرنے کے سوا اس نسخه میں اور کچهه نهیں کیا *

یهه ترجمه سپٹو ایجنٹ کے متن سے خاص کر اُن مقاموں میں بعینه مطابقت رکهتا هی ' که جن مقاموں میں سپٹو ایجنٹ عبري متن سے اختلاف رکهتا هی *

## عربي ترجمه

( ۱ ) عالم سادي اس گان نے جو ایک مشهور یهودي عالم بیبلن کا تها عهد عتیق کا عربي میں ترجمه بطور تفسیر کے کیا ' اس ترجمه میں سے توریت مقام کانس ٹهنٹ اِن اوپل میں عبري حرفوں میں سنه ۱۵۴۶ میں چهاپي گئي تهي ' اور پیرس اور لندن کے مذهبي مجموعوں میں عربي حرفوں میں چهاپي گئي تهي کتاب اشعیاه کو پالس صاحب نے سنه ۱۷۹۰ و سنه ۱۷۹۱ ع میں چهاپا اس ترجمه کي باقي کتابیں اب تک نهیں ملیں *

( ۲ ) وه عربي ترجمه توریت کا جو اِرپینیس نے سنه ۱۶۲۲ میں چهاپا ' تیرهویں صدي میں کسي افریقه کے یهودي کا جسنے ترجمه کرنے میں عبري متن کا بهت لحاظ رکها هی لکها هوا معلوم هوتا هی *

( ۳ ) کتاب یوشع کا وه عربي ترجمه جو پیرس اور لندن کے مجموعه میں چهپا ' بموجب باتهر صاحب کي راے کے عبري متن سے هوا هی اُسکے مترجم اور تاریخ سے اطلاع نهیں هی *

( ۴ ) سعدیا بن لیوي ایسفي کانا نے جو ستروهویں صدي کے شروع میں هوا ۔ توریت اور زبور اور کتاب دانیال کا عربي میں ترجمه کیا ' یهه ترجمے اب کتب خانه برٹش موزیم میں صرف قلمي نسخوں میں سے موجود هیں ' اور بهت بے قدر هیں *

## فارسي ترجمے

اگرچه تمام فارسیوں کے عیسائي هوجانے کي کوئي صحیح خبر همارے پاس نهیں هی تاهم کریز استم صاحب اور تهوڈرٹ صاحب کے بیان سے معلوم هوتا هی ' که فارسي زبان میں کتاب هاے اقدس بهت قدیم زمانه میں ترجمه هوئي تهیں توریت کا وه فارسي ترجمه جو بشپ والٹن صاحب نے مجموعه کي چوتهي جلد میں چهپا ' اسکو گیارهویں یا بارهویں صدي

ن کسي يهودي نے يهوديوں کے واسطے تيار کيا تها ' يهه ترجمه عبري متن سے اکثر مطابق
ا هي *

بشپ والٹن صاحب زبور کے دو فارسي ترجموں کا ذکر کرتے هيں ' اُن ميں سے ايک
سي پورچگل والے ساکن اصفهان نے سنه ۱۹۱۸ ع ميں کيا ' اور دوسرا کسي يهودي کا
کمت رومي ترجمه سے کيا هوا هي *

## مصري ترجمے

مصر سے يهوديا کے قريب هونے کے سبب سے معلوم هوتا هي که علم انجيل کا مصر کے
اشندوں ميں زمانه ابتدا ميں پهونچا ' جنکي زبان دو قسم کي هي ' اول سهدک يا زبان
مصر کے اُوپر کے حصه کي اور دوسري کاپٹک يا زبان نيچے کے حصه کي منٹر صاحب نے
مقام روم ميں سنه ۱۷۸۶ ع ميں کتاب دانيال کے نويں باب کا ان ميں سے پهلي زبان ميں
رجمه کيا ' اور من‌گاري لي صاحب نے مقام بالوگنا ميں سنه ۱۷۸۵ ع ميں کتاب جريمه کا
ريں باب ورس ۱۷ سے باب ۱۳ تک اسي زبان ميں ترجمه کيا *

زبان کاپٹک قديم مصري اور يونانيوں کي زبانوں سے مرکب هي اس زبان ميں عهد
عتيق کا ترجمه سپٹو ايجنٹ ترجمه سے شايد دوسري يا تيسري صدي ميں مگر بالتحقيق
ساتويں صدي سے پيشتر هوا ڈاکٹر وايٹ صاحب کي يهه راے تهي که کاپٹک اور سهدک دونوں
زبانوں ميں ترجمے يوناني زبان سے هوئے ' اُن ترجموں ميں سپٹو ايجنٹ ترجمه کے بهت سے
طرز کلام پائے جاتے هيں *

## اتهيوپيا يا ابيي سينيا کي زبان کے ترجمے

اتهيوپيا يا ابيي سينيا زبان کا ترجمه جو اب بهي موجود هي سپٹو ايجنٹ ترجمه سے
کيا گيا تها ' اگرچه اس ترجمه کا مترجم اور زمانه معلوم نهيں هي ليکن نا قابل اعتراض
قدامت کي علامتوں سے جو اُسميں موجود هيں اس بات کے يقين کرنے کي وجهه هي که
يهه ترجمه دوسري صدي ميں هوا اس ميں چند مخصوص عبارتيں پائي جاتي هيں
مگر جهاں کهيں که وه اپني اصل کے مطابق هي وهاں وه اپنے قدامت کے باعث سے بهت سي
سند حاصل کرتا هي اتهيوپيا کي زبان ميں جو حصے کتاب هاے اقدس کے اول چهپے ' وه
راگ سليمان اور زبور تهے جن کو جان پاٹکن صاحب نے روم ميں سنه ۱۳۱۵ ميں مرتب
کيا تها *

کسي ابيي سينيا کے پريسٹ نے مقام روم ميں سنه ۱۵۴۸ ميں بزبان ابيي سينيا عهد
جديد کو بهي چهاپا ' اور لنڈن کے مجموعه ميں بهي عهد جديد پهر چهاپي گئي مگر اسکے
رومي نسخه ميں جو پرانے اور شکسته قلمي نسخوں کا استعمال کيا گيا تها اس لئے

ایسے مقاموں کو جو اُسکے متن میں نہیں تھے چھاپنے والوں نے ولگٹ رومي ترجمہ سے ترجمہ کرکے بحال کیا اسواسطے یہہ نسخے عہد جدید کے اُس زبان میں بہت قابل قدر کے نہیں ہیں ؛ کیونکہ قدیم اتھوپیا کي زبان کے متن کي بعینہ نقلیں ان میں نہیں پائي جاتیں اور کتاب راعوث اور کتاب ھاے پیشین گوئي یو ایل اور یوحنا اور زفانیا اور ملاکي اور راگ موسیٰ اور راگ حینا (اول سموئیل باب ۲) دعائیں ھیزیکیا اور مینیسا اور یوحنا اور ایزیریا اور تین بچوں کي اور کتاب یوشع اور حبقوق اور مریم کي ھمز اور کتاب ذکریاؔ اور سائمن اور کتاب پیدایش کے اول کے چار باب سترھویں صدي کے درمیان کے قریب زبان آتھوپیا یا ابي سینیا میں یہہ سب چھاپي گئیں اتھوپیا کے زبان کے مجموعہ کتابہاے اقدس کے لیڈ الف صاحب کے نسخہ کو برٹش اور ببل سوسئیٹي نے سنہ ١٨١٥ ع میں دوبارہ چھاپا یہہ جتني کتابیں ھمنے بیان کیں اتھوپیا کي زبان میں اتني ھي کتابہاے اقدس اب تک چھپي ھیں *

## ارمینیا زبان کے ترجمے

ارمینیا زبان کا ترجمہ بھي الکذنڈریہ والے سپٹو ایجنٹ ترجمے سے ھوا اور اُسکے مترجم میزراپ صاحب تھے جنھوں نے چوتھي صدي کے اخیر یا پانچویں صدي کے شروع میں ارمینیا زبان کے حروف ایجاد کیئے بیان کرتے ھیں کہ اسکن صاحب ارمینیا کے بشپ نے جو اس ترجمہ کے اُس نسخہ کے چھپوانے کي درستي کے واسطے جو سنہ ١٦٦٦ میں چھپا مقام ایم سٹرڈیم کو بھیجے گئے تھے اس ترجمہ کو بموجب پیسکٹو یا پرانے سریا ترجمہ کے اور بموجب ولگٹ رومي ترجمہ کے بعدہ تبدیل اور صحیح کیا ھی جو نسخہ اس ترجمہ کا مقام کانس ٹینٹ انٹ اوپل میں سنہ ١٧٠٥ میں چھپا بریڈن کیٹپ صاحب نے پادري ڈاکٹر ھالمس صاحب کے سپٹو ایجنٹ کے نسخہ سے اُسکا مقابلہ کیا کتابہاے اقدس کے ارمینیا زبان کے ترجمہ کو کریزاسٹم صاحب سے منسوب کرتے ھیں مگر یہہ بات حسب دلخواہ سند نہیں رکھتي ھی *

## روسي ترجمے

سکلیوانک یا قدیم روسي ترجمہ سپٹو ایجنٹ ترجمہ سے ھوا ھی سول تھیس صاحب کونسٹنٹائن نے جو سکلیوانک زبان کے حرفوں کے موجد تھے اور میتھوڈیس صاحب نے شامل ھوکر نویں صدي میں یہہ ترجمہ کیا تھا اور ان دونوں صاحبوں نے بلگیریا والوں کو انجیل کا وعظ بھي کیا اور مقام پراگیو میں سنہ ١٥١٩ میں توریت اس زبان میں اول چھپي اور تمام جہبل سنہ ١٥٧٠ میں اسي زبان میں چھپي سکلیوانک یا قدیم روسي زبان میں چھپي ھوئي کتابہاے اقدس کا وہ نسخہ جو مقام اسٹراگ میں سنہ ١٥٨١ میں چھپا تھا سو مقدم نمونہ ھی جس سے تمام زمانہ حال کے روسي نسخے چھپے ھیں بیان کیا گیا ھی کہ

اُس پر بهت سي نظرثانيان هوئين هين خاص كر پادري نائكن صاحب كے زمانه ميں اور اس نسخه كا عهد جديد به نسبت عهد عتيق كے زيادة صاف عبارت ميں ترجمه هوا هى *

## قديم رومي ترجمے كتابهاے اقدس كے

( ا ) سنه عيسوي كے شروع ميں رومي زبان بجاے يوناني زبان كے رفته رفته لوگون كي عام زبان هوتي جاتي تهي پس وه بهت جلد مغربي گرجے كي زبان كهلانے لگي اگستاين صاحب كي شهادت سے يهه معلوم هوتا هى كه كتابهاے اقدس كے بهت سے ترجمے جو مذهب عيسائي كے آغاز رواج ميں هوئے تهے رومي گرجا ميں موجود تهے اور اُنكے مترجم معلوم نه تهے ابتدا كے زمانوں ميں جوهين كوئي شخص يوناني نسخه پاتا تها اور اپنے تئين دونون زبانوں يعني يوناني اور رومي ميں بخوبي قابل ديكهتا اُسكے ترجمه كا قصد كرتا تها ايک زمانه كے بعد مختلف ترجموں كي كثرت سے بهت پريشاني پيدا هوئي يعني ترجموں كے متفرق حصوں كو ملاكر پوري تاليف بناتے تهے اور حاشيه كي شرح كو متن ميں داخل كرديتے تهے مگر اِن رومي ترجموں ميں سے معلوم هوتا هى كه ايک نے به نسبت اوروں كے زيادة شهرت حاصل كي تهي اور بهت سے برسوں تک بسبب اپني فصاحت عبارت اور اصل سے مطابق هونے كے ويٹس ايٹلا يا پرانے رومي ترجمه كے نام سے پسنديدگي سے لوگوں كے استعمال ميں تها يهه ترجمه جسكو جيروم صاحب كے زمانه ميں مذهبي استعمال كي كتاب مانا جاتا تها بمقابله نئے ترجمه كے جو جيروم صاحب نے كيا بعض اوقات ولگٹ يعني عام ترجمه كے نام سے پكارا جاتا هى اور كبهي قديم رومي ترجمه كے نام سے جيروم صاحب سواے اس ترجمه كے كسي اور ترجمه كا ذكر نهين كرتے *

پرانے رومي ترجمه كي عهد عتيق اور عهد جديد دونوں يوناني ترجمه سے هوئے هين كيونكه مغربي يعني رومي گرجا ميں به نسبت مشرقي يعني يوناني گرجا كے چند ايسے اركان تهے جو عبري زبان سے واقف تهے اگستاين صاحب كے كلام مذكورة بالا سے يهه نتيجه نكلا گيا هى كه پرانا رومي ترجمه سنه عيسوي كي اول صدي ميں هوا تها مگر عهد جديد اُس زمانه سے پهشتر جس زمانه ميں كه مذهبي كتابوں كي ترتيب قرار پائي جسكا قرار پانا بلاشبهه اول صدي سے پيشتر نهوا هوگا رومي زبان ميں ترجمه نهوئي هوگي اور بهت سي عبري اور سريا زبان كي اصطلاحوں كے عهد جديد ميں پائے جانے سے خاص كر متي اور مارک كي انجيلوں ميں بعض مشهور نكته چينوں نے يهه خيال كيا هى كه اس قديم رومي ترجمه كے مترجم ايسے يهودي هونگے جو عيسائي هوگئے هون ليكن اسبات كے يقين كرنے كي كامل وجهه هى كه يهه ترجمه دوسري صدي كے شروع ميں هوا القصه ترتلين صاحب نے إسكو دوسري صدي كے اخير كا بيان كيا هى مگر چوتهي صدي كے اخير سے پهلے اِس ترجمه ميں ايسي تبديليان جو ارادتاً كي گئين تهين يا اتفاق سے پيدا هوگئين اور اجز

رومي بيبل کے ناقلوں نے کہیں اسقدر کثیر ہوگئی تہیں جسقدر یونانی بیبل میں اُس زمانہ سے پیشتر جس زمانہ میں کہ اوریجن صاحب نے اُسکو صحیح کیا تبدیلیاں تہیں *

( ٢ ) اس بڑھنے والی ہرائی کے دفعہ کرنے کے لیئے جیروم صاحب نے حسب الایما اور مدد پوپ ڈیمسکس صاحب کے چوتہی صدی کے اخیر میں اس ترجمہ پر نظر ثانی کرنے اور اُسکو اصلی یونانی کے مطابق کرنے کا ارادہ کیا پس عہد جدید کی نظر ثانی اوریجن صاحب کے نسخہ ہکسپلر کے متن کے مطابق اُنہوں نے کی جس نسخہ سے مطابق کرنے کے واسطے وہ مقام سی زاریا کو گئے اور عہد جدید کو اصل یونانی نسخہ کے مطابق نظر ثانی کیا اور اُنہوں نے یہہ اپنا کام سنہ ٣٨٤ ع میں پورا کیا اس ترجمہ میں سے کتاب ایوب اور زبور جو ہمارے زمانہ تک باقی رہی ہیں اور کتب تاریخ اور امثال اور وعظ اور واگ سلیمان یہہ وہ سب کتابیں ہیں جو کبہی چہاپی گئیں ہیں جیروم صاحب کے قلمی نسخے جن میں کتاب اقدس کی باقی ماندہ کتابیں تہیں وہ قلمی نسخے بسبب دانستہ غفلت یا فریب بعض شخصوں کے جنکا اُنہوں نے نام نہیں بیان کیا ہی جاتے رہے اور برباد ہوگئے *

مگر پیشتر اس سے کہ جیروم صاحب نے اُس ترجمہ کو نظر ثانی کیا اُنہوں نے عہد عتیق کا عبری سے رومی میں اس ارادہ سے ایک ترجمہ شروع کیا تہا کہ مغربی عیسائی جو صرف رومی زبان کو استعمال کرتے تہے عبری متن کے اصلی معنی جان سکیں تاکہ اُسکے اصلی معنوں سے واقف ہوکر یہودیوں سے مباحثہ میں بہتر قابلیت کے ساتہہ مصروف ہوں *

( ٣ ) یہہ ترجمہ جو تمام پہلے ترجموں پر سبقت رکہتا ہی مختلف ایام میں ہوا ہی کیونکہ جیروم صاحب نے خاص خاص کتابیں جس ترتیب سے کہ اُن کے دوستوں نے چاہیں ترجمہ کیں اگستاین صاحب کے بیان سے ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ یہہ ترجمہ اس خوف سے کہ ضعیف العقل لوگوں کو ناراضی نہو گرجوں میں بتدریج مروج ہوا آخرکار بسبب منظوری پوپ گریگری اول کے اس ترجمہ نے ایسی بڑی عزت اور سند حاصل کی کہ ساتویں صدی سے رومی کیتہلک گرجے میں اسی کا ولگت ترجمہ کے نام سے بالکل رواج ہوگیا ہی *

اور ایک فتوی کونسل ٹرنٹ سے سولہویں صدی میں یہہ حکم ہوا کہ جب کبہی بیبل عموماً پڑہی جاے تو صرف ولگت ترجمہ ہی استعمال میں لیا جایا کرے اور تمام قسموں کے وعظ اور تفسیروں اور مباحثوں میں اسی کا استعمال رہے اور اُس کونسل نے اس ترجمہ کی سچائی کو تصدیق کیا یہہ تصدیق کرنا ایک ایسی مشکوک اصطلاح ہی جسکو ارکان کونسل نے زیادہ درستی کے ساتہہ بیان کیا ہوتا یہہ نسبت اسکے جیسا کہ اُنہوں نے اُسکا بیان کرنا پسند کیا ہی بعلتی وجوہات اُسکی پسندیدگی کی بیان کرنی چاہئی تہیں مگر اس کونسل کے اس فتوے سے ایک بجوز یہہ کہتے ہیں کہ یہہ ولگت ترجمہ روح القدس نے لکہوایا تہا اور

ي درجه يهه كه روح اقدس نے اگر اسکو نهيں لكهوايا تها تو اُسكے غلط لهونے پر خدا نے ضرور
ده كي تهي اس سبب سے وہ بيان كرتے هيں كه يهه ترجمه الهيه سند ركهتا هى اور اصل
بري اور يوناني متنوں سے بهي يهه زيادہ قابل لحاظ كے هى *

في الحقيقت اس كونسل كے فتوے سے جسكو روميوں كے بعض عاقل عالموں علم الهي نے
رح سے محدود اور معتدل كيا هى ايسي بڑي سند اور عزت هوگئي هى كه سند پكڑنے ميں
جاے اصل كے اسي كو اختيار كرتے هيں كيونكه يهه رومي مترجم بجاے عبري اور يوناني
تنوں كے ولگت كو اپنے ترجموں كي اصل بناتے هيں البته جب كبهي وہ ولگت ترجمه كو
طلب ظاهر كرنے ميں ناقص ديكهتے هيں تب وہ اصلي كتاب هاے اقدس كي طرف توجهه
رتے هيں اور اُن كي پيروي كرنے سے اپنے صادق هادي يعني ولگت ترجمه سے عليحده كي
ختيار كرتے هيں مگر عموماً اُنكا اصل متن ولگت هوتا هى پس وہ همكو ترجمه كا ترجمه ديتے
ن اور كتاب هاے اقدس كے رومي ترجموں كے اور زبانوں ميں ترجمه هونے سے اصلي متن
، مطالب كم هو جاتے هيں اور اصلي طبيعت عبارت كي اور زيادہ معدوم هوجاتي هى *

مغربي گرجا ميں جيروم صاحب كے نئے ترجمه كے عام رواج هوجانے سے بهت سے
سخوں كي كثرت هوني لازم آئي اور بسبب گذرنے زمانه دراز كے قديم رومي ترجمه اور
جيروم صاحب كے ولگت ترجمه كے آپس ميں ملجانے سے اُن ميں نئي غلطياں داخل هو
ئيں كيسيو دورس اس پريشاني كا پهلا باني تها جسنے يهه حكم كيا تها كه يهه دونوں ترجمے
وازي كالموں ميں لكهے جاويں تاكه قديم رومي ترجمه ولگت ترجمه كے مقابله سے صحيح
وجاوے اگرچه ايل كاين صاحب نے آٹهويں صدي ميں شهنشاہ چارلي مين كے حكم سے
، نسبت سابق كے زيادہ صحيح نسخے تيار كرائے اور لينك فرائينك صاحب بزرگ پادري
نٹربري نے گيارهويں صدي ميں اور كارڈنل نكوس صاحب اور بعض ديگر محققين نے
ارهويں صدي كے وسط كے قريب اور تيرهويں صدي كے درميان ميں اُس متن كے صحيح كرنے
ميں بهت سي كوششيں كيں مگر متن پهر بهي ايسي پريشان حالت ميں رها اور ناقلوں
ي بے شمار غلطيوں سے اسقدر خراب هو گيا كه اوسط زمانوں كے قلمي نسخے اول كے چهاپے
ے نسخوں سے بهت اختلاف ركهتے هيں *

رابرت ستيفن صاحب اول شخص تهے جنهوں نے سنه ۱۵۲۸ و سنه ۱۵۳۲ و سنه
۱۵۳۱ و سنه ۱۵۴۰ اور خاص كر سنه ۱۵۴۵ سنه ۱۵۴۶ ميں اپنے نكته چين نسخوں
لگت كے چهاپنے سے اس پريشاني كے دور كرنے كا قصد كيا اور اِن نسخوں سے اور خاصكر
چهلے نسخوں كے مشتهر هونے سے مقام سوربان كے علما نے اُن كے مصنفوں پر ملامت كي
سليئے چلن هين تهيئس صاحب محقق سوربن كو ولگت كا ايك نيا نسخه تيار كرنے كے

واسطے مصروف کیا گیا اس نسخہ کو اُنہوں نے ستیفن صاحب کے پہلے چھپے ہوئے نسخہ سے بہت مدد لیکر سنہ ١٥٤٧ ع میں پورا کیا لیوکس بروجینسس صاحب نے بمدد بہت سے اور محققین ساوین کے تین جلدوں میں ایک اور تیسرا صحیح کیا گیا نسخہ اس ترجمہ کا سنہ ١٥٨٢ ع میں معہ نکتہ چینی شرحوں لیوکس بروجنسس صاحب کے سنہ ١٥٧٣ میں چھاپا اور یہہ نسخہ ١٥٨٦ میں دو بارہ چھاپا گیا تھا *

ساوین کے محققوں کے ترجمہ کی ہر ایک بات کو پوپ سیکسٹس پنجم نے پسند نکیا اس لیئے اُسنے حکم دیا کہ اس کے متن کی نہایت غور اور احتیاط سے نظرثانی کی جاوے اس کام پر اُسنے بہت سا وقت اور توجہہ صرف کی اور اس ترجمہ کا نسخہ جو روم میں سنہ ١٥٩٠ میں چھپا وہ اُسکے پروف خود صحیح کیا کرتا تھا اس نسخہ کے متن کی جب اسطرح سے نظر ثانی ہوچکی پوپ سیکسٹس صاحب نے اُسکو صحیح اور صادق ولگت ٹھہرایا جسکی تحقیقات کونسل ٹرنت میں ہوئی اور حکم دیا کہ گرجا روم میں اسکو رواج دیا جاوے باوجود ان پوپ کی کوششوں کے یہہ نسخہ اسقدر غلط معلوم ہوا کہ اُنکے جانشین پوپ کلمنٹ ہشتم نے اُسکا رواج اُٹھادیا اور ایک اور صحیح نسخہ ولگت کا سنہ ١٥٩٢ میں چھاپا سیکسٹس پنجم کے نسخہ سے یہہ نسخہ بہ نسبت کسی اور نسخہ کے زیادہ اختلاف رکھتا ہی مگر ساوین کے چھپے ہوئے نسخہ سے نہایت مشابہ ہی *

ان بہت بڑے اختلافات کو جو ولگت کے نسخوں میں پائے جاتے ہیں اور جو پوپوں کے سبب سے بھی جنکو غلطی میں نہ پڑنے کا دعوی تھا بہت زیادہ ہوئے محققین پروتستنٹ نے بیان کرنے سے در گذر نہیں کی ہی اور ان اختلافات کو اسطرح سے ظاہر کیا ہی کہ جس سے گرجا روم کو بڑا نقصان پہنچتا ہی خاصکر کارتھولٹ صاحب نے بالرمائن صاحب کی وجوہات کو جنسے اُنہوں نے ولگت ترجمہ کے عیب کو چھپایا ہی بہت سی دلایل سے نہایت عمدہ طرز کے ساتھہ غلط کیا ہی اور لندن کے عالم طامس جیمس صاحب نے اپنی کتاب بیلم پیپل وغیرہ مطبوعہ لندن سنہ ١٦٠٠ ع میں بہت افزودگیوں اور فروگذاشتوں اور اختلافات کو جو سیکسٹس اور کیلمنٹ کے ولگت کے نسخوں میں ہیں ظاہر کیا ہی *

( ۴ ) کیتھلک اور پروتستنٹ عیسائی ولگت ترجمہ کے باب میں مختلف راے رکھتے ہیں کیتھلک عیسائی تو اسکی بیحد تعریف کرتے ہیں اور پروتستنٹ اُسکی بیقدری اور کم عزت کرتے ہیں *

لندن کے عالم جان بانس صاحب اول شخص تھے جنہوں نے اس ترجمہ کی اصلی قدر و منزلت اپنی کتاب کالٹھو مطبوعہ سنہ ١٦٥٥ ع میں ہویدا کی ہی اس کتاب میں جواب نہایت کمیاب ہی اُسکے مصنف نے کہا ہی ہے یہہ ثابت کیا ہی کہ زمانہ حال کے مترجموں نے بہت سے مقاموں میں ولگت ترجمہ کی غیر واجبی طریق سے بیقدری کی

هی اور اُس سے ناحق کنارہ کیا هی پانیس صاحب کے بعد ڈاکٹر سائیمن صاحب نے اپنے نکتہ چینی تاریخ بیبل کے ترجمہ میں یہہ ثابت کیا هی کہ یونانی قلمی نسخے اور اور ترجمے جسقدر قدیم هوتے هیں اُسیقدر زیادہ وہ ولگت ترجمہ سے مطابق هوتے هیں اور سبب یہی هی سائیمن صاحب کے زیادہ زمانہ حال کے بیبل کے نکتہ چینوں نے بہ نسبت سابق کے ولگت ترجمہ کی زیادہ واجب طور سے قدردانی کی هی •

اگرچہ رومی ولگت ترجمہ نہ تو الہام سے هوا هی اور نہ ایسا هی کہ اُس میں غلطی بالکل هی نہو ' جیسا کہ مارینس صاحب اور دیگر بیروں گرجا روم نے اُسکی بیجا تعریف کی هی تاهم اُسکو عموماً ایک درست نیک نیتی سے کیا هوا ترجمہ مانا جاتا هی ' اور بعض اوقات اُسمیں کتاب اقدس کے کلاموں کے معنی بہ نسبت زمانہ حال کے ترجموں کے زیادہ درست اور صحیح نکلتے هیں کیونکہ وہ سب ترجمے جنکو گرجا روم کے محققین نے زمانہ حال میں کیا هی رومی ولگت سے هوئے هیں جو بسبب فتوی کونسل ٹرنٹ ملقب بہ ولگت کے بجاے اصلی عبری اور یونانی متنوں کے قرار پایا هی ' اسلیئے رومی ولگت سے علم بیبل کی تحصیل کرنے والے کو چاهیئے کہ ولگت سے بیخبر نہ رهے چنانچہ این تی هیروٹی [illegible] رومی ترجمہ بلاشبہ بہت قدیم هی اسلیئے ان دونوں نسخوں یعنی ولگت اور اس ترجمہ سے بہت قدیم یونانی ترجموں کی عبارتیں تحقیق هوتی هیں اب جو نسخے بہ نسبت کسی نسخہ موجود کے بہت پہلے موجود تھے باوجود بہت سے اختلافوں کے جو درمیان سیکسٹس اور کلیمنٹ کے نسخوں کے هیں ' اور باوجود اسبات کے کہ گرجا روم کے خاص مسائل کی پرورش کرنے کے واسطے رومی ولگت کے بہت سے مقاموں کا غلط ترجمہ کیا گیا هی اُن میں اس حالت میں بھی بہت سی ایسی صحیح عبارتیں موجود هیں جنکی عبری نسخوں میں تحریف هوگئی هی •

[illegible]

• چاروں انجیلوں کے قدیم رومی ترجمہ کو [illegible] صاحب نے [illegible] وغیرہ [illegible] دو جلدوں [illegible] صاحب نے [illegible] قدیم [illegible] ترجموں [illegible] سنہ ۱۷۴۹ع [illegible] جلدوں [illegible] چھاپا [illegible] کیا جاوے تو اس کتاب کا بہت [illegible] صاحب کا نسخہ [illegible] مقام پیرس میں سنہ ۱۷۸۵ع [illegible] دو جلدوں [illegible] اور [illegible] عہد جدید [illegible] سنہ ۱۷۹۹ع [illegible] ۱۹۵ [illegible]

قدیم نسخے عہد جدید کے

عہد جدید کے قدیم ترجموں کو تین قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہی یعنی مشرقی اور رومی اور مغربی اور رومی ترجموں کا جو اول فقرہ میں بیان کیا گیا ہی اسلیئے ہم اب مشرقی اور مغربی ترجموں کا بیان کریں گے ۔

## سریا زبان کے ترجمے عہد جدید کے

قدیم سریا زبان کا ترجمہ پہسکیٹو یعنی صحیح اور بعینہ کہلاتا ہی اس ترجمہ میں چار انجیلیں اور اعمال حواریان اور نامہ ہائے سینٹ پال ہیں اور سینٹ پال کے ناموں میں وہ نامہ بھی جو یہودیوں کے نام تھا اور اول نامہ سینٹ جان کا اور اول نامہ سینٹ پیٹر کا اور سینٹ جیمس کا نامہ بھی ہی ۔ مشہور مقام جو جان کی انجیل کے باب ۵–۷ میں ہی اور تاریخ اس عورت کی جو زنا کاری میں ماخوذ ہوئی ( جان باب ۸ — ۲ لغایت ۱۱ ) اس نسخہ میں نہیں ہیں تمام عیسائی فرقے اور مشرقی عیسائی اسی نسخہ کا استعمال کرتے ہیں اور اسکی نہایت قدر کرتے ہیں میکایلس صاحب بسبب اس نسخہ کی سلیس عبارت اور مطابقت اصل کے اسکو یونانی انجیل کا ایسا نہایت عمدہ ترجمہ بتاتے ہیں کہ کبھی ان کے دیکھنے میں نہ آیا تھا ۔

اس میں بہت سے ایسے یونانی لفظ ہیں جو آسانی سے صحیح سریا میں آسکتے تھے متی کے باب ۲۷ میں گیارہ لفظ سے کم نہیں ہیں اور اسی طرح سے چند رومی الفاظ بھی اس میں پائے جاتے ہیں جنکو عہد جدید کے مترجموں نے رومی اطوار اور رسومات سے لیا اس سریا زبان کے ترجمہ میں چند غلطیاں بھی معلوم ہوتی ہیں جنکو صرف یونانی متن کے غلط الفاظ سے صحیح کیا جاسکتا ہی کیونکہ اسی متن سے وہ اول ہی زمانہ میں ہوا تھا یہہ ترجمہ فی الحقیقت نہایت قدیم ہی اور اسبات کے یقین کرنے کے لیئے بہت سی دلیلیں ہیں کہ اگر یہہ ترجمہ اول صدی میں نہیں ہوا تو دوسری صدی کے شروع میں ہوا ہوگا بالضرور تیسری صدی سے پیشتر ہوا ہوگا کیونکہ وہ متن جسکا وہ پیرو ہی بموجب پروفیسر ہگ صاحب کے قول کے اس نسخہ کے مطابقت نہیں رکھتا ہی جسکو ایلمنتانین اور سریا کے ترجموں میں تیسری صدی کے بعد رواج دیا گیا تھا یہہ سریا زبان کا ترجمہ کسی نسخہ کا پیرو نہیں ہی اور کہیں کہیں اس میں قدیم رومی ترجمہ اطالیکا کی طرح جیمس کی قدیم اور مخصوص عبارتیں واقع ہوتی ہیں ۔

سینٹ پیٹر کے دوسرے نامہ کا اور یوحنا کے دوسرے اور تیسرے نامہ کا اور یہودا کے نامہ اور کتاب مکاشفات کا یعنی ایک سریا زبان کا ترجمہ موجود ہی اور یہہ سبب غالب وغیرہ کے کہ اس ترجمہ میں نہیں ہیں بعض مورخ اسکو پولی کارپ صاحب کی طرف سنہ ۵۲۹ اور سنہ ۵۵۲ کے درمیان میں منسوب کرتے ہیں ان کتابوں کا ترجمہ اصل یونانی متن سے

هوا هی مگر مترجم اُس کا جسکا حال معلوم نہیں که وه کون تها دونون زبانون کا اچها علم نہیں رکهتا تها ●

فیلاکزینین ترجمه جسکو سائیروفیلاکزینین بهي کهتے هیں فیلاکزینس یا اکزینیس صاحب کے نام سے جو هیروپولس یا میلس واقع سریا کے سنه ۴۸۸ سے سنه ۵۱۸ تک بشپ رهے تهے هی جنهوں نے اپنے ماتحت بشپ پالی کارب صاحب سے یونانی عهد جدید کا سریا زبان میں ترجمه کرایا، یهه ترجمه سنه ۵۰۸ میں پورا هوا اور طامس صاحب هارکل یا هریکلیا والے نے بعد ازین سنه ۶۱۶ میں اسپر نظر ثانی کی میکهلس صاحب کی یهه رائے هی که عهد جدید کا سریا زبان میں ایک تیسرا نسخه بهي تها اور ایک چوتها ڈائیونیشیس بارسیلبیس صاحب سے جو سنه ۱۱۶۶ سے سنه ۱۱۷۷ تک مقام ارمینیا کے بشپ رهے منسوب کیا جاتا هی مگر باوجود اسکے یهه معلوم هوتا هی که صرف دوهي نسخے سریا میں تهے اصلی نسخه تصنیف کیا هوا پالی کارب صاحب کا تها اور دوسرا نسخه وه تها جسکو طامس صاحب هارکل والے نے نظر ثانی کیا اور چاروں انجیلوں کا اکیلا نسخه جسکو بار سیلبیس صاحب نے بارهوین صدي میں کچهه تبدیلیاں کرکے تیار کیا اُسکو ایک نیا نسخه کهنا اچها زیبا نہیں هی ●

یهه فیلا کزینین ترجمه اگرچه یونانی سے ابتداء میں هوا لیکن پسکیٹو ترجمه سے بلحاظ اصلی متن سے مطابقت رکهنے اور اپنی طرز عبارت کے بہت کمتر هی لیکن تب بهي وه بالکل ناکاره نہیں هی اور ایسے نکته چین کے واسطے اصل ٹهرانے کے لیئے یهه بہت عمده هی جو مختلف عبارتوں کو اس منشا سے منتخب کرنا چاهتا هو که یونانی اصلی نسخه کا متن بحال کرے کیونکه وه یهه یقین کرلے که اس نسخه کا هر جمله اور کلم یونانی متن کا بعینه ویسے هی نقل هی جیسا که وه اُس نسخه میں تها جس سے یهه ترجمه هوا مگر یهه ترجمه جو چهٹی صدي سے پیشتر کا نہیں هی اور پسکیٹو ترجمه خواه تو اول صدي کے انجام خواه دوسري صدي کے آغاز میں هوا تها اس لیئے اُس یونانی نسخه کی عبارتوں سے جس سے فیلا کزینین ترجمه تیار کیا گیا تها واقف هونا اسقدر مفید نہیں هی جتنا که اصلی متن کی عبارتوں سے جس سے پسکیٹو ترجمه تیار کیا گیا تها آگاه هونا فائده مند هی ●

پیلسٹینو سریا زبان کے ترجمه یا یورشلیم کے سریا زبان کے ترجمه کو بمقام روم کتب خانه ویٹیکن میں ایڈلر صاحب نے گیارهوین صدي میں ایک قلمی نسخه میں پایا تها یهه عهد جدید کا پورا ترجمه هی مگر یهه اُن متفرق حصوں کا صرف ایک مجموعه هی جو گرجے کی نمازوں میں اتواروں اور تهواروں میں پڑهنے کے لیئے مقرر کیئے گئے تهے یهه ترجمه یورشلیم کی سریا یا کیلڈی زبان میں لکها هوا هی اور غالبا ایک رومی صوبه میں تیار هوا هی اس ترجمه کا ابتک بالکل مقابله نہیں کیا گیا هی پس اسلیئے یهه بات تحقیق نہیں هوئی که یهه کون سے نسخه کے خاندان سے علاقه رکهتا هی مگر جو کچهه همکو اسکے باب میں معلوم هوا

زروے اُسکے یہہ سمجھنا لازم هي کہ اِس نسخہ میں مختلف خاندانوں کي عبارتیں مخلوط هیں ٭

## مصري ترجمے عہد جدید کے

عہد جدید کے مصري زبان میں دو ترجمے موجود هیں ایک زبان کاپٹک میں هی جو نیچے کے حصہ مصر کي زبان هي اور دوسرا زبان سہدک میں هي جو مصر کے اوپر کے حصہ کي زبان هی ٭

بمقام آکسفرڈ سنہ ۱۷۱۶ میں ڈینیل ولکنز صاحب نے جو ملک پرشیا کے عالم هیں کاپٹک ترجمہ کو چھاپا اور اُنہوں نے اسباب کے ثابت کرنے میں کوشش کي هي کہ یہہ ترجمہ تیسري صدي سے پہلے هوا هوگا مگر بہت سے عالم خاصکر لوئیس پیکویس صاحب جو اس نسخہ کو پانچویں صدي کا بتاتے هیں ان کي رائے کے برخلاف هیں مشہور مقام جو اول یوحنا باب ۵-۷ میں هی اس ترجمہ میں اور ایسے هي سریا زبان کے پسکیٹو اور فلاکزینین ترجمہ میں نہیں هی عہد جدید کے ایک یوناني کاپٹک متن کے نسخہ کا وہ ٹکڑا جس میں سینٹ یوحنا کي انجیل کا ایک حصہ هی فادر جارجي صاحب نے بمقام روم سنہ ۱۷۸۹ میں چھاپا اور ایک اور ٹکڑا جس میں عہد عتیق اور عہد جدید کے حصہ هیں بمقام کوپن هیگن میں انجل برتھہ صاحب نے مرتب کیا اور ڈاکٹر وایڈ صاحب کي کیفیت سے یہہ معلوم هوتا هی کہ کاپٹک ترجمہ بہ نسبت سہدک ترجمہ کے الگذنڈرین نسخہ سے زیادہ وابستگي رکھتا هی اور کاپٹک یا سہدک اور ولگیٹ ترجموں میں بہت مطابقت نہیں پائي جاتي هي اسبات میں همارے شبہہ کرنے کي کوئي وجہہ نہیں هي کہ کاپٹک ترجمہ تبدیل کرکے سہدک ترجمہ کے مطابق کرلیا گیا هی ٭

سہدک ترجمہ کا زمانہ قایم کرنے میں نکتہ چین متفق نہیں هیں لیکن ڈاکٹر وایڈ صاحب نے یہہ ثابت کیا هي کہ یہہ ترجمہ غالباً دوسري صدي میں هوا هی اس سبب سے یوناني عہد جدید کي نکتہ چیني میں وہ نہایت کارآمد هي ایک بحث ہے جو اس ترجمہ پر هوئي اور جرمني زبان میں لکھي هوئي هي اور اُسکا بشپ مارش صاحب نے اختصار کیا هے ڈاکٹر وایڈ صاحب یہہ سمجھتے هیں کہ اب دو سہدک نسخے موجود هیں ایک تو وہ جو ڈاکٹر ایسکایو صاحب کے قبضہ میں تھا اور دوسرا وہ جسکو مشہور سیاح بروس صاحب لائے پہلے نسخہ میں ایک بہت نام کتاب هي جسکو ویلن ٹنس صاحب نے دوسري صدي میں لکھا اس نسخہ میں بہت عہد عتیق اور عہد جدید کے مقام پائے جاتے هیں جو سہدک ترجمہ مذکور کے اُن ٹکڑوں سے جواب موجود هیں مطابق هیں جس سے یہہ نتیجہ نکلا جاتا هی کہ صرف تمام خیال کا سہدک ترجمہ هي دوسري صدي میں موجود نہوگا بلکہ وہ ترجمہ ایسا هي هوگا جیسا کہ وہ ترجمہ هی جسکے ٹکڑے اب همارے پاس هیں اگر اُن ٹکڑوں کو جمع کیا جاوے

تو شاید یورپ بیبل کا سہدک ترجمہ بن جاوے ایک اور نسخے میں جسکی ڈاکٹر وایٹ صاحب اطلاع دیتے ہیں دو کتابیں ہیں ، اُن نسخوں کے نام اور مضامون سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ یہہ دونوں کسي ناستک کے لکھے ہوئے ہیں اسلیئے یہہ نتیجہ نکالا جاتا ہی کہ اُن کا مصنف دوسري صدي میں ہوا اور اِس سہدک ترجمہ میں جو عہد عتیق اور عہد جدید کے بہت سے مقام نقل کیئے ہیں اُن سے ڈاکٹر وایٹ صاحب ویسا ہي نتیجہ نکالتے ہیں جیسا کہ پہلوں سے *

علاوہ کاپٹک اور سہدک زبانوں کے ترجموں کے فادر جارجي صاحب نے ایک نسخہ میں جو کارڈینل باجیا صاحب کا تھا ایک ترجمہ کا ایک ترجمہ پایا جو اُن دونوں سے ایک اور مختلف زبان میں لکھا ہوا تھا جس زبان کا نام ایموني اکا پکارا جاتا ہی اِس ٹکڑے میں صرف اول نامہ گرنتھینس کے باب ۷—۳۹ سے لغایت باب ۹—۱۶ اور باب ۱۴—۳۳ سے لغایت باب ۱۵ — ۳۳ہی ڈاکٹر فریڈرک منٹر صاحب نے اپني تفسیر عہد جدید میں سہدک اور ایموئیک زبانوں میں اول نامہ گرنتھینس کے باب ۹ — ۱۰ سے آیت ۱۲ تک اس ارادہ سے موازي کالموں میں چھاپا ہی کہ پڑھنے والا ان دونوں ترجموں کي مطابقت اور اختلاف کو اچھي طرح دیکھہ لے بسبب مقدم اختلاف کے جو صرف لفظوں کي قوت اور آوازوں میں ہی فریڈرک منٹر صاحب نے ایموئیک زبان کو علحدہ نہیں قرار دیا ہی *

## عربي ترجمے عہد جدید کے

عہد جدید کے بہت سے اور عربي ترجمے علاوہ اُن ترجموں کے ہیں جو چھپے ہیں کیونکہ جس وقت سے عربي زبان بجاے سریا زبان اور مصر کي زبان کے قرار پائي تب اُن ملکوں کے باشندوں نے مجبور ہوکر قدیم ترجموں کے ساتھہ جو اب سمجھہ میں نہیں آتے عربي ترجمے لگائے تھے خیال کیا جاتا ہی کہ یہہ عربي ترجمے مختلف ایام میں درمیان ساتویں یا گیارھویں صدي کے ہوئے یہہ ترجمے عموماً سب اصلي متن سے نہیں ہوئے مگر اُن ترجموں سے ہوئے جن کے ساتھہ لگائے جانے کے واسطے اُن کو کیا گیا تھا مثلاً چند ترجمے جو یوناني متن کے ساتھہ لگے ہوئے ہیں وہ یوناني متن سے ہوئے اور باقي ترجمے سریا اور کاپٹک ترجموں سے بلکہ رومي ولگت ترجمہ سے بھي ہوئے مقدم عربي ترجمے جو چھپے ہیں حسب تفصیل ذیل ہیں *

( ا ) نسخہ چار انجیلوں کا جو بمقام روم سنہ ۱۵۹۰ ع اور سنہ ۱۵۹۱ ع میں چھپا اور چند اَور نسخے ہیں جنکے سرنامے نئے ہیں اور تاریخ اُنکي سنہ ۱۶۱۹ ہی اسي زمانہ میں ایک عربي ترجمہ جسکے ساتھہ سطر بسطر اُسکا رومي ترجمہ ولگت سے لیا گیا ہی مگر عربي ترجمہ سے مطابق کرنے کے واسطے اُس میں کچھہ تبدیل کیا گیا ہی چھپا معلوم ہوتا ہی کہ یہہ رومي ترجمہ اصل یوناني متن سے ہوا ہوگا چاروں انجیلوں کا یہہ نسخہ معہ

چند اصلاحوں کے پیرس کے مجموعہ میں دوبارہ چھاپا گیا تھا اور پھر بشپ والٹن صاحب نے بہت سے نسخوں کي مدد سے اُس میں بہت سي اصلاحیں کرکے اُسکو لندن کے مجموعہ میں چھاپا ٭

(۲) ایک نسخہ سے جسکو بیان کرتے ھیں کہ سنہ ۱۳۴۲ عیسوي میں لکھا گیا اور سینٹ یوحنا کے عبادت خانہ واقع بیابان تھے بیس میں دستیاب ہوا اوربینیس صاحب نے مقام لندن میں سنہ ۱۶۱۶ میں ایک عربي ترجمہ چھاپا ان صاحب نے اپنے نسخہ کو عجیب مطابقت سے نقل کیا ھي یہاں تک کہ جہاں کہیں صرف و نحو کي غلطي بھي معلوم ھوئي اُسے بھي ویسے ھي رھنے دیا یہہ نسخہ نہایت عمدہ اور بہتر اور اصلي نسخہ عربي ترجمہ کا ھي مگر اسکا بہم پہونچنا مشکل ھي رومي ترجمہ سے یہہ نسخہ بعینہ مطابق ھي ٭

(۳) عربي اور رومي بیبل کو جسکو مذھبي مجلس نے مقام روم میں باھتمام سرجیس ریسیس صاحب بشپ دمشق کي تین جلدوں میں سنہ ۱۶۷۱ ع میں چھاپا رومي ولگٹ سے مختلف کردیا گیا ھي اور اس سبب سے یہہ نسخہ کتاب ھاے اقدس کي عبارت یا معني کي صحت کرنے میں کچھہ کام کا نہیں ھي ٭

(۴) جو عربي ترجمہ عہد جدید کا مذھبي سوسئیٹي نے لندن میں سنہ ۱۷۲۷ ع میں ایشیا کے عیسائیوں کے استعمال کے لیئے چھاپا اُسکي بھي کیفیت یہي ھي یعني اُسکو بھي تبدیل کردیا گیا ھي پیرس اور لندن کے مجموعہ اس نسخہ کي بنیاد ھیں مگر اسکے مولف سالومن نگري صاحب نے اُسکو اُن مقاموں میں تبدیل کیا ھي جو ھمارے موجود یوناني متن کي عبارت سے اختلاف رکھتے ھیں ٭

## اتھیوپیا زبان کے ترجمے عہد جدید کے

اتھیوپیا زبان کے مصنف کے حال سے ھمکو اطلاع نہیں ھي خیال کرتے ھیں کہ مصنف اُسکے فرومنٹس صاحب تھے جنھوں نے قریب سنہ ۳۳۰ ع کے اتھیوپیا میں مذھب عیسائي کا وعظ کیا یہہ ترجمہ زبان غیز میں ھي یعني اُس زبان میں جو اتھیوپیا میں مذھب کے لیئے خاص ھي عہد جدید کا ایمہرک زبان میں بھي جو اتھیوپیا کي عام زبان ھي ایک ترجمہ ھي ٭

## ارمینیہ زبان کے ترجمے عہد جدید کے

عہد جدید کے ارمینیہ ترجمے کو سب لوگ متفق میزراب صاحب سے جو ارمینیہ زبان کے (الف بے) کے موجد ھیں اور بشپ اسحاق سے منسوب کرتے ھیں اور چوتھي صدي کے

آخیر یا پانچویں صدي کے شروع کا خیال کرتے هیں ' یهه ترجمه سریا ترجمه سے دو دفعه کیا گیا تها اور بعده یوناني متن سے کیا گیا تها ' اس ترجمه کے نسخوں میں جو عهد جدید کي وہ کتابیں پائي جاتي هیں جنکو پسکیٹو یا قدیم لفظي سریا زبان کے ترجمه میں هرگز جائز نرکها گیا تها اس سے یهه علانیه معلوم هوتا هی که اس ترجمه کے موجود نسخے یوناني متن سے کیئے گئے تهے' سیملر صاحب کي راے کے بموجب بڑے کام کا هی کیونکه جن نسخوں سے وہ هوا هی اُنکي عبارتیں اس میں بعینه نظر آتي هیں مگر میکئلس صاحب یهه خیال کرتے هیں که یهه نسخه گویا ایک بیحد خزانه هوتا اگر زمانه اور کتب مذهبي کي خرابیوں سے محفوظ رهکر هم تک بجنسه پهونچتا قلیل حصه ارمینیه کے بادشاہ مسمی هیتهویاهیتهم نے سنه ۱۲۲۴ سے سنه ۱۲۷۰ ع تک اس نسخه کو بهت سے مقاموں میں تبدیل کرکر رومي ولگت کے مطابق کرلیا هی یهه بادشاہ گرجا روم سے تعلق رکهتا تها اور رومي زبان سے واقف تها ٭

## فارسي ترجمے عهد جدید کے

چاروں انجیلوں کے دو فارسي ترجمے موجود هیں جنمیں سے نهایت عمدہ اور پسندیدہ نسخه کو بشپ والٹن صاحب نے ایک نسخه مقبوضه ڈاکٹر پاکوک میں سے سنه ۱۳۱۴ ع میں لیکر لندن کے مجموعه میں اول چهاپا یهه نسخه سریا ترجمه سے هوا اس میں کهیں کهیں سریا زبان کے الفاظ بهي مسلم رکهے هیں اور اُسکے ساتهه ایک اور فارسي ترجمه لگا هوا تها ٭

دوسرا فارسي زبان کا ترجمه ویلاک صاحب نے اور اُنکي وفات کے بعد پیرسن صاحب نے سنه ۱۶۵۲ ع سے سنه ۱۶۵۷ ع کے درمیان تک تین نسخوں سے مقابله کرکے مرتب کیا اور چهاپا خیال کیا جاتا هی که یهه نسخه یوناني متن سے هوا ٭

## قدیم مغربي ترجمے عهد جدید کے

عهد جدید کے گاتهک زبان کے ترجمے کو یوناني سے الفي‌لس صاحب نے جو میسو گات قوم کے مشهور بشپ تهے کیا اور کانسٹینٹ اِن اوپل کي کونسل جو سنه ۳۵۹ ع میں هوئي اُسکي معاون تهے اور شهنشاہ کانسٹینٹ ان اوپل کے پاتش الهي کو بطور ایلچي کے سنه ۳۷۸ ع میں بهیجا گیا تها بیان کرتے هیں که یهه صاحب مذهب ایرین ٹهنٹز کے مسائل کے پیرو تهے اور اُنهوں نے اصول مذهب مذکورہ کو اپنے ملک کے لوگوں میں پهیلایا تها کهتے هیں که پوري بیبل کا زبان گاتهک میں ترجمه کرنے کے علاوہ الفي لس صاحب نے گاتهک زبان کے حرف بهي ایجاد کیئے مگر وہ حرف جنمیں عهد جدید کا یهه ترجمه لکها هوا هی حقیقت میں اُس زمانه کے رومي حرف هیں بوجه کاملیت جو زبان گاتهک نے زمانه الفي لس صاحب میں پایا تها دلیل اس بات کي هی که وہ حرف تهوڑي مدت تک رهے ٭

النی لاس صاحب کا ترجمہ جنھوں نے یونانیوں میں تعلیم پائی تھی یونانی متن سے ہوا مگر بہت سے مقاموں میں جو یہہ ترجمہ رومی متن سے مطابقت رکھتا ہی اسلیئے یہہ شبہہ ہوتا ہی کہ اُس میں رومی ولگت میں سے کچھہ لیکر زمانہ حال میں تغیر و تبدل کردی گئی ہی مگر اسکے ناقابل اعتراض قدامت اور اُسکے عموماً اصل سے مطابق ہونے کے سبب سے اس ترجمہ کو بیبل کے نکتہ چینوں نے بڑا مرتبہ دیا ہی مگر بد قسمتی سے یہہ ترجمہ ہمارے وقت تک پورا نہیں پہونچا اُسکے حصے جو اب چھپے ہیں وہ صرف چار انجیلوں میں کا بہت سا حصہ اور سینٹ پال کے ناموں کے جو بنام رومیوں کے ہیں چند ٹکڑے ہیں *

## سکلی وانک یعنی قدیم روسی زبان کے ترجمے

سکلیوانک یا قدیم روسی ترجمہ کو مسمی سرل صاحب جو قدیم روسی زبان کے حرفوں کے موجد تھے اور میتھوڈیس صاحب دونوں بھائیوں نے یونانی اصلی متن سے نویں صدی میں تیار کیا یہی دونوں صاحب عہد عتیق کے بھی مترجم تھے تمام اُن نسخوں میں جو سنہ ۱۶۵۳ ع سے پہلے کے ہیں مشہور آیت اول یوحنا باب ۵ – ۷ نہیں پائی جاتی ہی سنہ ۱۶۵۳ ع اور سنہ ۱۶۶۳ ع کے نسخہ میں اس کو حاشیہ پر لکھدیا ہی مگر اس نسخہ سے بعد کے تمام نسخوں میں اس آیت کو متن میں شامل کردیا ہی *

## اینگلو سیکسن یعنی قدیم انگریزی زبان کے ترجمے

اگرچہ مذہب عیسائی ملک برطانیہ میں اول صدی میں آیا تھا مگر یہہ نہیں معلوم ہوتا ہی کہ اُس ملک کے باشندوں کے پاس آٹھویں صدی سے پہلے اُنکی زبان میں کتاب اقدس کا کوئی ترجمہ تھا یا نہیں قریب سنہ ۷۰۶ کے ایڈھیلم صاحب شربارن کے اول بشپ نے زبان سیکسن میں کتاب زبور کا ترجمہ کیا اور انہی بشپ صاحب کی خواہش سے ایک برس یا اِدفرڈ صاحب بشپ لِنڈس فارن یا مقدس جزیرہ والے نے چاروں انجیلوں کا زبان سیکسن میں اسکے تھوڑے دنوں بعد ترجمہ کیا اس ترجمہ کے ہونے سے تھوڑے دنوں بعد معزز عالم بیڈ صاحب نے جنکا سنہ ۷۳۵ میں انتقال ہوا پوری بیبل کا اس زبان میں ترجمہ کیا علاوہ ان ترجموں کے سیکسن زبان کے دیگر ترجمے تمام کتابوں اقدس خواہ متفرق حصوں کے زمانہ حال کے کیئے ہوئے تھے اور کتاب زبور کا ایک ترجمہ مشہور بادشاہ الفرڈ نے جنکا سنہ ۹۰۰ میں انتقال ہوا کرنا شروع کیا تھا اُنکی وفات تک صرف آدھا ہونے پایا اور الفرک صاحب نے جو مقام کینٹربری کے بشپ اعظم تھے کتاب ہا مستوریت اور یوشع اور جوڈس اور سلاطین کا تھوڑا سا حصہ اور کتاب استھر اور میکبیس کا اسی زبان میں ترجمہ کیا *

اینگلو سیکسن زبان کا ترجمہ علانیہ قدیم رومي ترجمہ سے ہوا معلوم ہوتا ہی میکیلس
حب کي یہہ راے ہی کہ یہہ ترجمہ قدیم رومي ترجمہ کي عبارتوں کي تصحیح میں
آمد ہوسکتا ہی' اور سملر صاحب نے یہہ کیفیت بیان کي ہی کہ اس ترجمہ میں بہت سي
سي عبارتیں ہیں جو یوناني اور رومي دونوں متنوں سے اختلاف رکھتي ہیں اس اختلاف
ثبوت میں اُنہوں نے چند مقام اپني کتاب میں درج کیئے ہیں - ڈاکتر مل صاحب
اِس ترجمہ سے مختلف عبارتیں انتخاب کیں ہیں ' اور بسبب اختلاف طرز بیان اور دیگر
ت سي ناہمواریوں کے جو اس ترجمہ میں پائي جاتي ہیں ڈاکتر مل صاحب کي یہہ
ے ہی کہ اسکو کئي مترجموں نے تیار کیا ہی - خیال کیا گیا ہی کہ یہہ ترجمہ آٹھویں صدي
ن ہوا ہی *

## زمانہ حال کے ترجمے عہد عتیق اور عہد جدید کے

عہد عتیق کے زمانہ حال کے رومي ترجموں میں سے جو گرجا روم کے پیرووں کے کیئے
نے ہیں پیگنینس صاحب اور مانٹینس صاحب اور میل ویندا صاحب اور کیجتن صاحب
ہوبي گینت صاحب کے ترجمے خاص کر قابل ذکر کرنے کے ہیں *

سینکٹس پیگنینس صاحب جو ایک ڈامینکا کے درویش تھے زمانۂ حال کے مشرقي
الب علموں میں سے اول تھے جنہوں نے اصلي زبانوں سے کتابہاے اقدس کے نئے ترجمے کرنیکا
دہ کیا - اُنہوں نے اپنے تحصیل علم کے زمانہ میں یہہ خیال کرکے کہ رومي ولگت ترجمہ
جیروم صاحب کا جسکا ابھي بیان ہوچکا ہی بہت ناقص ہوگیا ہی عبري سے عہد عتیق کا
ک نیا ترجمہ تیار کرنے کا ارادہ کیا ' اسطرح پر کہ جہاں کہیں جیروم صاحب کا ترجمہ اصل سے
طابق پایا جائے اُن مقاموں میں اس نئے ترجمہ کے تیار کرنے میں اُسکي بھي پیروي کي جاوے -
استعانت دسویں پوپ لیو اور چھٹي ہیڈرین اور چھٹي کلیمنٹ کے اُنہوں نے اس بڑے
م میں پچیس برس صرف کیئے - یہہ ترجمہ اول بمقام لیانز سنہ ۱۵۲۸ میں چھپا تھا' جن
ودیوں نے اسکو پڑھا اُسکي اصل سے مطابق ہونے کو تصدیق کیا - پیگنینس صاحب کا بڑا
صور یہہ ہی کہ اُنہوں نے اصلي متن کي اس ترجمہ میں نہایت پیروي کي ہی ' اور اس
شکوک پیروي نے اس ترجمہ کو تاریک وحشت آمیز اور غیر محاورہ لفظوں سے معمور
دیا ہی - اُنہوں نے انسانوں اور شہروں کے عام تسلیم شدہ ناموں کو بھي تبدیل کیا ہی' اور
جاے اُن کے ایسے نام لکھے ہیں جنکا تلفظ موسورالیتیس کے قواعد تلفظ کے موافق ہوتا
ہی *

اگرچہ اس مترجم کے ترجمہ کي طرز پر فادر سائیمن صاحب نے نہایت سختي نکتہ چیني
کي ہی' تاہم وہ اُسکي قابلیت اور علم کا اقرار کرتے ہیں ' اور اُسے بہ... اور نکتہ چاي

اُسکے ترجمہکو ایسا ماننے میں از روے انصاف اتفاق کرتے ھیں کہ وہ ترجمہ اصلی عبری متن سے بعینہ اور مطابق ھی' اور اُسکی لفظی معنی ظاھر کرنے کے لیئے بہت مناسب ھی - پیگنینس صاحب نے بعد ازاں یونانی متن سے عہد جدید کا ترجمہ کیا ' اور اِس ترجمہ کو اپنے معاون آٹھویں پوپ کلیمنٹ صاحب کے نام پر مخصوص کیا - یہہ ترجمہ معہ ترجمہ عہد عتیق کے مقام لائنز میں سنہ ۱۵۲۸ میں چھپا تھا ' اور رابرٹ استیفینز صاحب نے پیگنینس صاحب کے ترجمہ کا نیا نسخہ معہ اصلاحوں کے دو جلدوں میں سنہ ۱۵۵۷ میں چھاپا' مگر اس نسخہ میں صرف عہد عتیق چھپی ھی اور عہد جدید بیزا صاحب کے رومی ترجمے میں جسکا بیان ھوچکا ھی چھپی ھی •

( ۲ ) پیگنینس صاحب کے ترجمہ پر بینیڈکٹ ایریس مانٹینس صاحب نے جنکو رومی زبان کا ایک نیا مترجم غلطی سے سمجھا گیا ھی نظر ثانی کی - اِن صاحب کا مقصد ارادہ یہہ تھا کہ عبری الفاظ کو اسی قدر رومی الفاظ سے ترجمہ کریں کہ جسقدر عبری میں ھوں - پس اس التزام کے باعث سے اُنھوں نے اپنے تمام ترجمہ کو صرف نحو کے نہایت مشکوک قواعد کے بموجب کیا ھی' اور رومی زبان کی خوبی پرکسی طرح کا لحاظ نہیں کیا - اسلیئے مانٹینس صاحب کا نسخہ بہ نسبت اسکے کہ اُسکو حقیقی ترجمہ سمجھا جاوے زیادہ تر ایسی تفسیر ھی جسمیں صرف نحو کا زیادہ تر التزام ھی - عہد جدید میں ولگت ترجمہ کے چند الفاظوں ھی کو صرف تبدیل کیا ھی' یعنی جہاں کہیں اُنھوں نے اصل یونانی متن سے اُنکو مختلف دیکھا •

( ۳ ) طامس میل وینڈا صاحب کے ترجمہ میں بہ نسبت ترجمہ مانٹینس صاحب کے زیادہ تر صرف نحو کی پابندی ھی اور وحشت انگیز بھی ھی' اس لحاظ سے اسکی قدر کم کی جاتی ھی اور لوگوں نے دل سے اُسکو فراموش کردیا - ترجمہ جو کارڈینل کیجٹن صاحب کے نام سے مشہور ھی حقیقت میں اُنکا نہیں ھی' اُسکو دو شخصوں نے جن میں سے ایک یہودی تھا اور دوسرا عیسائی اور دونوں مقدس کتاب کی اصلی زبان سے خوب واقف تھے ترجمہ کیا تھا - اسیطرح سے تمام عہد جدید کا بھی ترجمہ سواے کتاب مشاھدات کے اُنھوں نے ھی کیا تھا - کیجٹن صاحب نے اُن وحشت انگیز کلموں کو جنکو وہ استعمال کرتے اگر اُن کا ترجمہ بھی صرف نحو کے بموجب لفظی ھوتا ھوشیاری سے فروگذاشت کیا •

( ۴ ) عہد عتیق کا وہ رومی ترجمہ جو فادر ھوبی گینٹ صاحب نے عبری بیبل کے اپنے نکتہ چین نسخہ میں چھاپا عبری متن موجودہ کے بموجب ترجمہ نہیں کیا گیا ھی بلکہ بموجب ایسے متن کے ترجمہ کیا گیا ھی جسکا بمدد قدیم قلمی نسخوں اور قدیم ترجموں اور قیاسی اصلاحوں کے صحیح کرنا اُنھوں نے مناسب سمجھا - زمانہ رفارمیشن یعنی ترمیم مذھب سے علماء پروٹسٹنٹ نے اصلی عبری سے بہت سے رومی ترجمے عہد عتیق کے کیئے ھیں -

اِن ترجموں میں نہایت قدر والے ترجمے اِن صاحبوں کے ہیں یعنی منستر صاحب لیو جوڈا صاحب اور کیستلیو صاحب اور جونیس صاحب اور تریمیلیس صاحب اور سکمیڈٹ صاحب اور دیتھہ صاحب اور اسکاٹ صاحب اور ویلزر صاحب کے *

( ۱ ) سیباستین منستر صاحب نے اصل عبري متن سے عہد عتیق کا ایک نیا ترجمہ کرکے مقام بیسل میں سنہ ۱۵۳۴ میں چھاپا - اُنہوں نے ہي ایک دوسرا نسخہ معہ عبري متن اور چند شرحوں کے جنکي نسبت فادر سائیمن صاحب کي یہہ راے ہی کہ وہ کتاب ہاے اقدس کے طرز بیان کے سمجھنے کے واسطے مفید ہیں سنہ ۱۵۴۶ میں چھاپا ' اور لفظوں کے معنوں کي صرف نحو سے بہت پیروي نکرکے جیسا کہ پیگنینس صاحب اور مان تھنس صاحب نے کي ہی زیادہ صاف اور سمجھنے کے لایق ترجمہ کیا ہی - عبري متن کے معنوں سے تجاوز جو نہیں کیا اس سبب سے عبري چند خاص محاورات اُن کے ترجمہ میں موجود ہیں - اس ترجمہ میں سیباستین منستر صاحب نے نہایت عمدہ یہودي عالموں کي تفسیروں سے مدد لي ہی *

سائیمن صاحب منستر صاحب کے ترجمہ کے خاص حصوں پر اعتراض کرتے ہیں ' لیکن پیگنینس صاحب اور مان تھنس صاحب کے ترجموں کو بہ نسبت اُسکے زیادہ پسند کرتے ہیں ' مگر ہیویت صاحب منستر صاحب کو ایسا مترجم جانتے ہیں جو عبري زبان سے خوب آگاہي رکھتے تھے ' اور جنکا طرز بیان اصلي سے بالکل مطابق ہی *

( ۲ ) وہ ترجمہ جسپر لیو جوڈا صاحب کا نام ہی اُنہوں نے ہي کرنا شروع کیا تھا ' مگر اُن کي زندگي نے وفا نکي ' آخر تھیوڈور ببلي اینڈر پروفسر علم الٰہي مقام زیوریچ والے کے حوالہ ہوا ' اور بعد کانرڈ پیلیکن صاحب کے جو اُسي مقام میں عبري کے پروفسر تھے ببلي اینڈر صاحب نے عہد عتیق کے باقي ماندہ حصہ کو عبري سے ترجمہ کیا — پیٹر کالن اور روڈالف کالتر صاحب نے جو دو عالم پروتستینٹ تھے اور اُسوقت مقام زیوریچ میں سکونت رکھتے تھے عہد جدید کا ترجمہ کرنا اختیار کیا - اگرچہ اُن کا کیا ہوا ترجمہ مقام پیرس کے محققین نے پسند نہ کیا ' مگر سیلیمینکا کے محققین نے اُسکو اچھي طرح قبول کرکے قدر و منزلت کي اور پھر چھاپا - اس ترجمہ کو اصل سے بہت مطابق سمجھا جاتا ہی ' اور بہ نسبت منستر صاحب کے ترجمہ کے اس کا طرز بیان زیادہ پسندیدہ ہی ' مگر دونوں کے مترجم بعض باتوں میں لفظي معنوں سے بہت تجاوز کرگئے ہیں *

( ۳ ) رومي ترجمہ سیباستین چیتلین یا کیستلیو صاحب کا جنکو اس نام سے عموماً پکارتے ہیں مقام جنیوا سنہ ۱۵۴۲ میں تیار ہونا شروع ہوا ' اور مقام بیسل میں جہاں کہ وہ اگلے سال میں چھپا سنہ ۱۵۵۰ میں تمام ہوا - اُن کا ارادہ تھا کہ عہد عتیق اور عہد جدید کو قدیم عمدہ رومي مورخوں کي مانند ترجمہ کریں ' مگر بعض نکتہ چینوں نے اُن کے طرز

بیان پر نہایت سخت اعتراض کیا ہی، گویا کہ وہ محتاج ہی عمدہ صفائی اور شان اور خوبی کا جو مقدس اصلی کتابوں کی علامتوں ہیں - مگر پروفسر دیتھہ صاحب نے اس تمام پروتستیانت کے ذمہ پر سے یہہ اتہام دور کیا ہی *

( ۴ ) فرینسس جونیس صاحب اور ایمانویل تریمیلیس صاحب کا ترجمہ اول مرتبہ سنہ ١٥٧٥ میں چھپا، بعدہ جونیس صاحب نے اُسکو صحیح کیا تب دوبارہ چھپا - پروتستنت گرجوں نے اِس ترجمہ کو بہت پسند کیا، اور بسبب اُسکی سادگی اور سلاست عبارت اور اصل سے مطابق ہونیکے آجتک اُسکی بڑی قدر کی جاتی ہی - فادر سائیمن صاحب نے اِس ترجمہ پر نہایت سخت نکتہ‌چینی اور اعتراض کیا، مگر میتھیو پول صاحب نے اپنی کتاب سیناپ سس کے دیباچہ میں اُسکو نہایت عمدہ ترجموں میں شمار کیا ہی، اور گرجا کی تاریخ لکھنے والے صاحب نے اس ترجمہ کی اس لحاظ سے کہ وہ عبری متن سے نہایت مطابقت رکھتا ہی تعریف کی ہی *

( ٥ ) سیباستین سکمیڈت صاحب نے جو مشرقی زبانوں کے مقام سٹریس برگ میں پروفسر تھے بیبل کا ایک نیا رومی ترجمہ اُسکے مترجم کی وفات کے بعد سنہ ١٦٩٦ع میں چھاپا - اس ترجمہ کے بہت سے نسخے ہیں، اور یہہ بہت لفظی ترجمہ خاص‌کر عبری زبان کے مبتدی طالب علموں کے لیئے نہایت مفید ہی *

( ٦ ) جان اگستس دیتھہ صاحب کا ترجمہ جو مقام لیپ سک میں علوم مشرقی کے پروفسر تھے اس ملک میں اور تمام یورپ میں بسبب اسکے کہ وہ عموماً اصل سے مطابق اور عمدہ ہی بڑی شہرت رکھتا ہی *

( ٧ ) هنری اگسٹس اسکات صاحب اور جولیس فریڈرک وندر صاحب نے عہد عتیق کا ایک اَور نیا ترجمہ عبری سے کرکے سنہ ١٨١٦ میں چھاپا، ابتک اُسکی ایک ہی جلد جس میں توریت ہی چھپی ہی - یہہ ترجمہ اصل سے بہت مطابق معلوم ہوتا ہی *

علاوہ مذکورہ بالا نئے زمانہ حال کے رومی ترجموں کے بہت سے نسخے رومی ولگت ترجمہ کے عبری اور یونانی متنوں سے اسقدر صحیح کیئے گئے ہیں کہ گویا نئے ترجمے سمجھے جاویں -- ان ہی سب میں سے وہ رومی بیبلیں بھی ہیں جنکو کلیریس صاحب اور ایہو صاحب اور اُوسی اینڈر صاحب نے مشتہر کیا *

١ ایسی ڈور کلیریوس صاحب کا نسخہ رومی ولگت کا اول مرتبہ مقام وینس میں سنہ ١٥٤٢ میں مشتہر ہوا، اور بہت کمیاب ہی - پھر اُسی مقام میں یہہ نسخہ سنہ ١٥٥٧ اور سنہ ١٥٦٤ میں چھپا - اُنہوں نے قدیم رومی بیبل کو صرف بحال ہی نہیں کیا، بلکہ بہت سے مقاموں میں جہاں کہیں اُنہوں نے خیال کیا کہ یہ غلط ترجمہ ہوا ہی اس طرح سے صحیح کیا ہی کہ جس سے وہ اصل عبری متن سے مطابق ہوجاوے - اگرچہ اُنہوں نے چاہتا

که وه اپني کتاب کے ديباچه ميں بيان کرتے هيں آٹهه هزار مقام سے زياده صحيح کيئے ' تاهم بهت سے اس خوف سے چهوڑديئے که رومي ولگت ميں بهت سي تبديلياں کرنے سے رومن کيتهلک برافروخته نهوں *

( ۲ ) پال ايبر صاحب جنهوں نے رومي ولگت ليوتهر صاحب کے جرمن زبان کے ترجمه سے صحيح کيا کلوريس صاحب کے قاعده کے پيرو هيں - اِن کا نسخه مقام ويٹم برگ ميں معه اُسکے جو ليوتهر صاحب کے ترجمه سے اس ميں زياده کيا گيا هي اگسٹس صاحب کي سند سے جو مقام سيکسني کے ايلکٹر هيں سنه ۱۵۶۵ ع ميں چهاپا گيا تها ' اور سنه ۱۵۷۴ ع ميں يهي ترجمه پهر چهپا *

( ۳ ) نسخه ليوک لوسي اينڈر صاحب کا سنه ۱۵۷۸ ع ميں مشتهر هوا اور تب سے کئي بار چهپ چکا هي' جيسے که اُنکا جرمني ترجمه ولگت کا کئي مرتبه چهپا ' جس کا اول نسخه مقام اسٹٹ گارڈ ميں سنه ۱۶۰۰ ع ميں چهپا ' اور اينڈرو اوسي اينڈر صاحب کا ولگت نسخه بهي سنه ۱۶۰۰ ع ميں چهپا ' اور پهر بعد کو بهي کئي دفعه چهپ چکا هي - اِن دونوں صاحبوں نے ولگت کو بموجب اصل عبري کے صحيح کيا هي - جن حرفوں ميں اُنهوں نے اپنے ولگت کو چهاپا هي اُن حرفوں سے اور مختلف حرفوں ميں اپني اصلاحوں کے چهاپنے سے اپني کتاب کے پڑهنے والے کو پريشاني ميں ڈالا هي *

اسي طرح سے عهد جديد کے بهت سے رومي نسخے هيں' جنکو دونوں فرقوں يعني کيتهلک اور پروتسٹنٹ نے کيا هي - اِن ترجموں ميں سے ايريسمس صاحب اور بيزا صاحب اور سيباسٹي ايني صاحب کے ترجمے خاص کر لايق بيان کرنے کے هيں *

( ۱ ) مشهور ايريسمس صاحب کو اس بات کي عزت هي که اُنهوں نے اصلي يوناني متن سے رومي زبان ميں عهد جديد کا سب سے پهلے ترجمه کيا ' اُنکا مدعا يهه تها که ايک متن اور اصل کے مطابق ترجمه کريں ' جس اراده ميں لوگ اسبات کو جايز رکهتے هيں وه اسقدر کامياب هوئے جتنا که اُس زمانه ميں ممکن تها - اس ترجمه کے تيار کرنے ميں اُنهوں نے صرف چهپے هوئے نسخوں سے هي کام نهيں ليا ' بلکه چار قلمي يوناني نسخوں کا بهي استعمال کيا هي ' اور بموجب قاعده جيروم صاحب کے اُنهوں نے ولگت سے کچهه هي اختلاف رکها هي - اُنکے ترجمه کا اول نسخه سنه ۱۵۱۶ ع ميں مشهور هوا ' اور دسويں پوپ ليو کے نام مخصوص کيا گيا ' جنهوں نے شکر گذاري کي ايک چٹهي ميں جو بنام ايريسمس صاحب کے لکهي اس نسخه کي بهت سي تعريف کي - ليکن پوپ کي تعريفوں سے يهه نهوا که يه صاحب بعض رومي کيتهلک نکته چينوں کے سخت اعتراض اور نکته چيني سے محفوظ هتے ' جن کے مقابله ميں ايريسمس صاحب نے بڑي همت سے آپ کو اُن کے اعتراضوں سے بري کيا - ايريسمس صاحب نے اپنے ترجمه کو اکثر خود چهاپا اور اَوروں نے بهي چهاپا *

(۲) تھیوفورس بیزا صاحب کا رومی ترجمہ اول مرتبہ سنہ ۱۵۵۶ ع میں چھپا اور اُس سے بعد کو بھی کئی بار چھپ چکا ہی – اُسکے اصل سے مطابق ہونے کے سبب سے ہرفرقہ کے پروٹسٹنٹ اُسکی ہمیشہ قدر کرتے رہے – البتہ بشپ والٹن صاحب کی یہہ راے تھی کہ اس ترجمہ کے مصنف پر یہہ الزام ہونا واجب ہی کہ اُس نے علم عبارتوں سے بدون سند قلمی نسخوں کے بلا ضرورت پرہیز کیا ہی – مگر بیزا صاحب کے ترجمہ کا غور سے امتحان کرنے پر ظاہر ہوگا کہ وہ مشہور بشپ یہہ راے دینے میں غلطی پر تھے *

(۳) لیو پالڈسباسٹی اینی صاحب نے جو کتاب لٹی کوفرن کے مرتب کرنے والے ایک بڑے عالم تھے ایک رومی ترجمہ عہد جدید کا سنہ ۱۸۱۷ ع میں چھاپا ' اور یہہ صاحب مشرق میں خوب مشہور تھے ' اور انگلستان میں بھی بالکل انکا نام چھپا ہوا نہیں ہی – سبب نقصانوں کے جو اُن کو ہوئے ' اور بد بختیوں کے سبب سے جو اُنہوں نے سرکار انگریزی کی اُن بڑی خدمات کے سرانجام دینے میں اُسوقت میں سہیں جبکہ وہ فارس میں اُس ہیٹنریز کے پریسیڈنٹ تھے جنکو گرجا روم نے اُسوقت میں روانہ کیا تھا ' جبکہ شہنشاہ بونا پارٹ نے دربار اصفہان سے تعلق پیدا کرنے کا ارادہ کیا – یہہ ترجمہ الکزنڈرین نسخہ سے ہوا – مترجم بیان کرتا ہی کہ میں نے اس نسخہ سے بہت قلمی نسخوں اور مختلف عبارتوں کے مجموعوں کا مقابلہ کیا ' اور اُسکے ساتھہ ہی اُسنے ہر نکتہ چین مدد سے جو وہ حاصل کرسکا خاص کر یونانی متقدمین کی تحریروں کی اور زمانہ حال کے یونانی پادریوں میں سے بڑے عالموں کی مدد سے اپنے کو مستفید کیا – آخری مدد کے حاصل کرنے کے واسطے سیباسٹی اینی صاحب ظاہر ہی کہ تمام یونان میں پھرے – تمام مقدم مسائل میں یہہ ترجمہ اُن قواعد کے مطابق ہی جنپر گرجا روم میں عمل ہوتا ہی *

## یورپی ترجمے زمانہ حال کی زبانوں کے

## جرمنی زبان کے ترجمے

جرمنی کو بہت اس بات کی عزت ہی کہ اول چھاپہ کا فن وہیں ایجاد ہوا اسی طرح مقدس علوم کے دفتر میں اُس کا نام اس سبب سے مشہور ہی کہ کتاب اقدس اول اسکے باشندوںکی زبان میں چھاپہ میں چھپ کر مشتہر ہوگئی *

پہلے ہی سنہ ۱۴۶۶ ع میں ایک جرمنی ترجمہ ولگٹ سے ترجمہ ہوکر چھپا ' جسکے مترجم کا نام نا معلوم ہی – ابھی مذہب کی ترمیم شروع نہیں ہونے پائی تھی کہ لوتھر صاحب نے اپنے ہموطنوں کے علم استعمال کے واسطے کتاب اقدس کا ایک نیا ترجمہ کرنے کا قصد کیا *

۴ لوتهر صاحب کا اصلي ترجمه جو کچهه تها جان ويو کلن صاحب کے رومي متن سے سات سامز استغفار کا کيا هوا تها — يهه سامز سنه ۱۵۱۷ ع ميں مشتهر هوئے اور انکے بعد سنه ۱۵۲۲ ع ميں عهد جديد کا ترجمه مشهور هوا ' اور أسکے بعد سنه ۱۵۲۳ ع ميں توريت کا ترجمه ' اور أسکے بعد سنه ۱۵۲۴ ع ميں کتاب يوشع اور باقي مانده کتب تواريخ کا ترجمه چهپا ' اور اسي سال ميں کتاب هاے ايوب اور زبور اور امثال اور وعظ اور غزل الغزلات بهي چهپيں ' اور سنه ۱۵۲۶ ع ميں پيشين گوئياں يوحنا اور حبقوق کي مشتهر هوئيں ' اور سنه ۱۵۲۸ ع ميں پيشين گوئياں اشعياه اور زکريا کي ' اور سنه ۱۵۲۳ ع ميں خارج شده کتاب وزتم کي ' اور سنه ۱۵۳۰ ع ميں کتاب دانيال معه باقي مانده خارج شده کتابوں کے اور سنه ۱۵۳۱ اور سنه ۱۵۳۲ ع ميں باقي اور پيغمبروں کي کتابيں چهپي گئيں ●

لوتهر صاحب کے ترجمه کے يهه سب حصے اب نهايت کمياب هيں ' إسکي نظر ثاني کرنے ميں أنهوں نے عالم صاف دل فلپ ميلنکتهن صاحب کي بڑي مدد لي ' جنهوں نے مشهور شخصوں سے بيبل کي نکته چيني کي مختلف باتوں پر اس ارادے سے خط کتابت کي که جهاں تک هوسکے صحيح ترجمه هووے ' اور اس ترجمه کي درستي اور اصل سے زياده تر مطابقت کرنے کے واسطے ايک منتخب مجمع عالموں کا لوتهر صاحب کے پاس مقام ويٹم برگ ميں هر فقره کي نظر ثاني کرنے کے لئے جو لوتهر صاحب نے صرف عبري اور يوناني متنوں هي سے کيا تها جمع هوا — ميلنکتهن صاحب نے اصل يوناني سے مقابله کيا ' کرو سيجر صاحب نے کالتي سے اور اور پروفسروں اور يهودي علما کي تحريروں سے مقابله کيا — جسٹس جونس صاحب اور جان بوجن هيگن صاحب اور متهيو اوروگيلس صاحب نے بهي مدد دي ●

اس طرح سے نظر ثاني هوکر يهه تمام بيبل سنه ۱۵۳۰ ع ميں چهپي ' اور سنه ۱۵۳۴ ع اور سنه ۱۵۴۴ ع اور سنه ۱۵۴۵ ع ميں مکرر چهپي — لوتهر صاحب نے اپنا ترجمه صرف اصلي عبري اور يوناني متن سے کيا ' اور أن کے بهت سے دشمنوں ميں سے کوئي يهه انهيں نه لگا سکا که وه إن زبانوں سے ناواقف هيں — بيان کرتے هيں که أنکا ترجمه بهت صاف اور اصل کے مطابق هے ' اور أسکا طرز بيان بهت عمده هے ●

اصل ميں جو يهه ترجمه متفرق حصوں ميں مشتهر هوا ' چنانچه يهه حصے درجه بدرجه دست بدست رهے ' اسلئے لوتهر صاحب کے ترجمه سے بهت عجيب اثر پيدا هوئے اور بے تعداد لوگوں کي طبيعتوں ميں سے گرجا روم کے غلط مسئلوں اور کتب مذهبي اصطلاحوں کے نکال دينے کا يهه ترجمه بهت بڑا سبب هوا ●

علاوه جيسا که لوتهر صاحب کا جرمني ترجمه کتابوں اقيس کا بهت تعلق هے ويسا هي اسکے چهپنے کا بعد صاحب لکي قوموں کے دشمنوں نے جنکي کتابوں کو والنچر صاحب نے

شمار کیا ہی اُسپر سخت حملے کیئے - لیوتھر صاحب کے ترجمہ کو ورتنزنکلین اور کیلو نست نے ترمیم کرکے بے شمار مرتبہ مختلف مقاموں میں چھاپا ہی *

۳ لیوجوڈا صاحب نے مقام زیورچ میں سویس ٹرینسلیشن کی جرمنی زبان میں کتابہاے اقدس کا ترجمہ سنہ ۱۵۲۵ ع اور سنہ ۱۵۲۹ ع میں چھاپا - جہاں تک ہوسکا اُنہوں نے لیوتھر صاحب کے ترجمہ کے ایسے حصوں سے جو اُسوقت میں چھپے تھے اس ترجمہ کے کرنے میں مدد لی - مقام زیورچ میں سنہ ۱۶۶۷ ع میں ایک نیا اور نظر ثانی کیا ہوا ترجمہ چھپا تھا - اس نسخہ میں تبدیلیاں اور اصلاحیں اسقدر کثرت سے ہیں کہ اُسکو ایک نیا ترجمہ سمجھا جاتا ہی' اور اس نظر سے کہ لیوجوڈا صاحب کے پورانے زیورچ ترجمہ کو اس نسخہ سے تمیز کرسکیں اسکو نیا زیورچ بیبل پکارتے ہیں *

۴ زیورچ نسخہ جو لیوتھر صاحب کے نسخہ سے بہت اختلاف رکھتا ہی اسلیئے جان پسکیٹر صاحب نے جونیس اور ٹریمیلیس صاحب کے رومی ترجمہ سے جسکی اُنہوں نے نہایت پیروی کی ہی ایک اَور ترجمہ کرنا اختیار کیا - یہہ ترجمہ درمیان سنہ ۱۶۰۲ عیسوی اور سنہ ۱۶۰۴ ع کے متفرق حصوں میں مشتہر ہوا' اور سترھویں صدی میں پھر چھپا *

علاوہ مذکورہ بالا جرمنی زبان کے ترجموں کے جو پروٹسٹنٹ کے کیئے ہوئے ہیں رومن کیتھلک محققین کے کیئے ہوئے ترجمے بھی ہیں' جن میں ایک کا آگے بیان کیا جاتا ہی

۵ جان دیٹنبر جر صاحب کا ترجمہ ' جس سے یہہ صاف معلوم ہوتا ہی کہ اُسکا مترجم اُس کام کے لایق نہ تھا جو اُسنے اختیار کیا - اس شخص نے بہت سا کچھہ لیوتھر صاحب کے ترجمہ میں سے لیا ہی ' مگر لیوتھر صاحب کو بہت برا لکھا ہی *

۶ اُس زبان میں بھی عہد عتیق کے ترجمے ہیں جسکو ملک جرمنی کے یہودی بولتے ہیں' اور جسکا نام یہودی جرمنی ہی *

۷ یہودی جرمنی زبان میں ایک ترجمہ عہد عتیق کا جسکو یہودی عالم جو کہتھیا ابن اسحاق بلیٹز نے کیا ہی مقام ایمسٹرڈیم میں سنہ ۱۶۷۹ ع میں چھپا - کارتھولٹ صاحب اسکے مترجم کو خدا کا برا کہنے والا فریبی بتاتے ہیں ' اور یہہ الزام دیتے ہیں کہ اُسنے اپنے مذہب کی بیچ سے چند پیشین گوئیوں متعلقہ مسیح کو چھپا دیا ہی *

## اُن زبانوں میں کے ترجمے جو انگریزوں کے جزیروں میں بولی جاتی ہیں

اگرچہ ایسے دراز زمانہ کے گذرنے پر یہہ بات تحقیق کرنی غیر ممکن ہی کہ انگلستہ کے جزیرہ میں مذہب عیسائی نے اول ہی کب اور کس سے رواج پایا ' اور پہلے پہل کتابہا اقدس اُسکے باشندوں کی زبان میں کب ترجمہ ہوئیں ' پھر بھی ہمکو یہہ معلوم ہی بہت برسوں تک اُسکے باشندوں کے پاس مقدس کتاب کا کچھہ حصہ اُنکی خاص زبا میں تھا *

نہایت زمانہ ابتدا کا ترجمہ جسکے باب میں ہم اطلاع رکہتے هیں کہ زبور کا وہ ترجمہ هی جو ایڈهیلم یا ایڈیلم صاحب نے جو شربورن کے اول بشپ تهے قریب سنہ ۷۰۶ کے زبان سیکسن میں ترجمہ کیا *

۲ ایکبرٹ صاحب بشپ لینڈس فرن نے جنکا انتقال سنہ ۷۲۱ میں هوا چاروں انجیلوں کا سیکسن زبان میں ترجمہ کیا *

۳ چند سال کے بعد معزز بیڈ صاحب نے تمام بیبل کا سیکسن زبان میں ترجمہ کیا *

۴ قریب دوسو برس کے بعد بیڈ صاحب کے بادشاہ الفرڈ نے خواہ تو ایڈهیلم صاحب کے ترجمہ کا نقصان پورا کرنے کے واسطے جسکو خیال کرتے هیں کہ ڈنمارک کي لڑائي میں معدوم هوگیا تها ، یا بیڈ صاحب کے ترجمہ کو صفائي اور ترقي دینے کے واسطے زبور کا ایک اَوْر ترجمہ کیا *

۵ ایک سیکسن زبان کا ترجمہ توریت کا ، اور کتاب یوشع اور کتاب سلاطین کے کچھہ حصے ، اور کتاب استھر اور جوڈت کے خارج شدہ کتابوں اور کتابهاے میکیبیز کا ترجمہ ، الفرک یا الفرڈ صاحب سے جو سنہ ۹۹۵ میں کینٹربري کے آرچ بشپ تهے منسوب کیا جاتا هی *

۶ اس زمانہ کے بعد کئي صدیئیں گذر گئیں جن میں معلوم هوتا هی کہ کتب مقدس تغافل میں پڑیں ، اور اُن کے عام پڑھے جانے کي پوپ نے منادي کي — اول انگریزي ترجمہ بیبل کا جسکا موجود هونا معلوم هوا هی کسي نامعلوم شخص کا هی جسکو آرچ بشپ اشر صاحب سنہ ۱۲۹۰ کا بتاتے هیں اس ترجمہ کے تین قلمي نسخے کتب خانہ بوڈلین اور آکسفرڈ میں گرجہ عیسائي اور شہزادي کے کالجوں کے کتب خانوں میں محفوظ هیں *

۷ چودهویں صدي کے انجام کے قریب کہتے هیں کہ جان تي تریویسا صاحب نے جو مقام برکلي واقع صوبہ گیلسیسٹر کے پادري تهے اپنے مہربان لارڈ برکلي صاحب کي خواهش سے عہد عتیق اور عہد جدید کا ترجمہ انگریزي زبان میں کیا ، مگر اس ترجمہ کے کسي حصہ کا کبهي چهاپا جانا جو معلوم نہیں هوتا اس سبب سے یہہ خیال کیا گیا هی کہ جو ترجمہ اُس سے منسوب کیا جاتا هی وہ چند هي متنوں میں محدود رها جو جان تي تریویسا صاحب کے مہربان کے گرجہ واقع قلعہ برکلي کي دیواروں پر نقش کردیئے گئے تهے ، یا جو اُن کي کتابوں کے چند حصوں میں جنکے اب بہت سے قلمي نسخے موجود هیں متفرق پهیلے هوئے هیں *

۸ مذکورہ بالا مصنف کے هم زمانہ مشہور جان وکلف صاحب نے قریب سنہ ۱۳۸۰ع کے تمام بیبل کا اُس زمانہ کي انگریزي زبان میں ترجمہ کیا ، کیونکہ عبري اور یوناني زبانوں سے وہ بخوبي واقف نہ تهے *

۹ انگلستان میں بھی اسیطرح سے جیساکہ یورپ کے اَوْر حصوں میں واقع ہوا مذہب کی ترمیم کی پاک تعلیموں کے پھیلنے سے باشندوں کی خاص زبان میں نئے ترجمہ ہوئے کتب مقدسہ کے اول چھپے ہوئے انگریزی ترجمہ کے واسطے ہم ولیم تنڈال صاحب کے ممنون ہیں جنہوں نے عہد جدید کا اصلی یونانی سے انگریزی میں ترجمہ کرنے کا قصد کیا - اور اسی نظر سے مقام اینٹورپ واقع فلینڈرز کو گئے - اس مقام میں بمدد عالم جان فرایی یا فرتھہ صاحب کے جلکو مقام اسمتھہ فیلڈ میں مذہب کی بنیاد میں غلطی کرنے کے اتہام سے سنہ ۱۵۵۱ ع میں زندہ جلادیا گیا تھا ' اور بمدد ایک مذہبی بھائی کے جسکا نام ولیم رائے صاحب تھا اور اُنکو بھی بسبب اسی اتہام کے مقام پور چگل میں قتل کیا گیا ولیم تنڈال صاحب نے اپنے ترجمہ کو پورا کیا اور خواہ بمقام اینٹ ورپ یا بمقام ہیم برگ کے سنہ ۱۵۲۶ ع میں یہہ ترجمہ چھپا *

۱۰ میلس کور ڈیل صاحب نے جو خدا پرستی اور علم کتب مقدسہ اور وعظ کی جفا کشی کے سبب سے بہت معزز تھے تمام بیبل کے انگریزی ترجمہ کو سنہ ۱۵۳۵ ع میں چھاپکر اپنے بادشاہ کے نام سے مخصوص کیا ' اور اُن اوصاف کے سبب سے بادشاہ ایڈورڈ چوتھے نے اُنکو ضلع ایکسیٹر کی بشپی پر ممتاز کیا - یہہ اول انگریزی ترجمہ تمام بیبل کا ہماری زبان میں چھپا ہوا ہی - اِسکو اس وجہہ سے خاص ترجمہ کہتے تھے کہ پہلے انگریزی ترجموں سے مختلف ہی جیسا کہ لیوس صاحب نے اسکو تنڈال صاحب کے ترجمہ سے مقابلہ کرکے ثابت کیا ہی *

۱۱ گریفٹن اور وٹ چرچ صاحب نے مقام ہیم برگ میں بموجب قول چند شخصوں کے یا مقام مال بیرو یا مار برگ واقع ہیسی یا بمقام مار بک واقع صوبہ ویٹم برگ میں بموجب قول اَوْروں کے انگریزی بیبل کا ایک اَوْر نسخہ سنہ ۱۵۳۷ ع میں چھاپا اس ترجمہ پر طامس میتھیو صاحب کا نام تھا - ویللی صاحب کی یہہ رائے ہی کہ کتاب تاریخ کا آخر تک اس نسخہ میں تنڈال صاحب کا ترجمہ ہی' اور وہاں سے آگے کتاب خارج شدہ تک کور ڈیل صاحب کا ترجمہ ہی - ویللی صاحب نے یہہ بھی معلوم کیا تھا کہ تمام عہد جدید بھی تنڈال صاحب کی ترجمہ کی ہوئی ہی - ہیلن صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہہ نسخہ تنڈال صاحب اور کور ڈیل صاحب کے نسخہ میں سے کچھہ تبدیل کرکے بنا ہی - میتھیو صاحب کو اس ترجمہ کا مترجم چند وجوہ کے سبب سے نہیں قرار دیا گیا ہی' جن میں سے ایک وجہہ یہہ ہی کہ یادگاری تنڈال صاحب کی بہت سے لوگوں کو ناگوار ہوگئی تھی' اسلیئے میتھیو صاحب کا نام اُسپر لکھدیا گیا تھا - بیان کیا گیا ہی کہ جان راجرز صاحب کو جو ایک عالم مدرس تھے اور سلطنت شاہزادی میری میں جو لوگ جلادیئے گئے تھے اُنمیں نے اُنہہ اول تھے کربن مر صاحب نے اس نسخہ کے چھپنے کا اہتمام کرنے اور چند اصلاحوں اور افزودگیوں کے کرنے کے واسطے جو ضروری سمجھی گئی تہیں مقرر کیا تھا *

۱۲ انگلستان میں سے جوں ہی پوپ کی قوت خارج ہوئی اور پارلیمنٹ نے سنہ ۱۵۳۴ ع میں بادشاہ کی عظمت قرار دی تب کرینمر صاحب نے کتب مقدسہ کے ترجمہ کو عام زبان میں ترقی دینے کے واسطے بہت منت کی کیونکہ وہ یہہ خوب جانتے تھے کہ اس تجویز پر مذہب کی ترمیم کی ترقی بہت منحصر ہی - ماہ اپریل سنہ ۱۵۳۵ع میں گریفٹن اور وٹ چرچ صاحب نے وہ بیبل جسکو بیبل کلاں کہتے ہیں چھاپی - اسکے متن میں رومی ترجمہ کے اُن حصوں کو جو عبری یا یونانی متن میں نہیں پائے جاتے ہیں چھوٹے حرفوں میں چھاپا ہی مثلاً تین آیتیں چودھویں زبور کی جو انگریزی دعا کی کتاب کے ترجمہ میں پانچویں چھٹی اور ساتویں آیتیں ہیں اور مقام متنازعہ اول یوحنا باب ۵ — ۷ و ۸ کا عبری اور کالدی متنوں کی عبارت کے اختلاف کو ظاہر کرنے کے واسطے ایک علامت مقرر کی گئی ہی - یہہ نسخہ گویا نظر ثانی کی ہوئی میتھیو کی بیبل ہی - اس ترجمہ میں بہت سی تبدیلیاں اور اصلاحیں خصوصاً کتاب زبور میں کی گئی ہیں - جانسن صاحب کتب مقدسہ کے اس تیسری بار کے چھپے ہوئے نسخہ کو ایسی بیبل کے نام سے تمیز کرتے ہیں جسکی بہت بڑی جلد ہی اور اُسکو سنہ ۱۵۳۹ع کا بتاتے ہیں - وہ بیان کرتے ہیں کہ میلس کورڈیل صاحب نے اس ترجمہ کو عبری سے مقابلہ کیا اور بہت سے مقاموں میں اصلاح دی - اس نسخہ کے مرتب کرنے میں وہ مقدم رہنما تھے *

۱۳ جان بیڈل صاحب نے سنہ ۱۵۳۹ع کے درمیان میں ایک اَور بیبل جسکو تیورنر صاحب کی بیبل اس سبب سے کہتے ہیں کہ اُسکے مرتب کرنے والے کا نام ریچرڈ تیورنر تھا چھاپی - جس انگریزی بیبل کا ہم ابھی اُوپر بیان کرچکے ہیں نہ اُس بیبل کا نظر ثانی کیا ہوا یہہ نسخہ ہی نہ نیا ترجمہ ہی مگر ایک اوسط درجہ کی کتاب ہی جس میں میتھیو صاحب کی بیبل کو صحیح کیا گیا ہی جسکے حاشیہ کی شرح میں سے کسیقدر اس نسخہ میں داخل کردیا گیا ہی اور کسیقدر چھوڑ دیا گیا ہی اور کتنا ہی اسکے مرتب کرنے والوں نے اپنی طرف سے بھردیا ہی *

۱۴ بیبل کلاں میں بہت سی افزودگیاں جو عام رومی ترجمہ سے لیکر داخل کی گئی ہیں اُنکو بشپ کی بیبل میں نہیں داخل کیا گیا جسکو بشپ کی بیبل اس وجہہ سے کہتے ہیں کہ اُسکو بشپوں نے تیار کیا تھا اور آیت ۷ اول یوحنا باب ۵ جسکو مختلف حرفوں میں چھاپنے سے امتیاز کیا گیا تھا اس بیبل میں بدون کسی امتیاز کے اُسکو چھاپا گیا ہی - یہہ بیبل سنہ ۱۵۷۲ع میں بہت سی اصلاحوں اور ترمیموں معہ بہت سے دیباچہ کی گفتگوؤں کے دوبارہ چھپی - بیبل کا یہہ دوسری مرتبہ کا چھپا ہوا نسخہ میتھیو پارکر صاحب کی بیبل کہلاتا ہی *

۱۵ اخیر انگریزی ترجمہ جسکا تذکرہ کرنا باقی ہی وہ ترجمہ ہی جو اب مروج ہی۔ اسکو بادشاہ جیمس کی بیبل کہتے ہیں۔ یہہ بادشاہ سنہ ۱۶۰۳ میں انگلستان کا تخت نشین ہوا، اور اُسکے اگلے سال میں دربار ہیمپٹن میں جو مجلس جمع ہوئی تھی وہاں بشپ کی بیبل پر بہت سے اعتراض پیش ہوئے گئے تھے۔ پس بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک نیا ترجمہ کیا جاوے، اور اس امر اہم کے سرانجام کے لیئے ۵۴ عالم مقرر ہوئے۔ یہہ علماء چھہ گروہوں میں منقسم ہوئے، اور ہرگروہ کو معین حصے بیبل کے ترجمہ کرنے کے واسطے دیئے گئے، اور جو کچھہ بادشاہ نے اُن عالموں کو اسکے باب میں ہدایتیں کیں اُنمیں سے چند ذیل میں درج ہیں *

معمولی بیبل جو گرجے میں پڑھی جاتی ہی اور جسکو عموماً بشپ کی بیبل کہتے ہیں اس ترجمہ کرنے میں اُسکی پیروی کیجاوے، اور اُس میں اسقدر تبدیلی کیجاے جسقدر اصل کا مقتضا ہو *

پیغمبروں اور مقدس مورخوں کے ناموں کو معہ اَوْر اُن ناموں کے جو متن میں ہیں جہاں تک ممکن ہو اُسی طرح رہنے دیا جاوے جیسے کہ وہ عام استعمال میں ہیں *

جب کسی لفظ کے کئی معنے ہوں تو اُن میں سے وہ معنے لیئے جاویں جو مناسب موقع کے ہوں اور عقاید ایمانیہ کے برخلاف نہوں، جنکو نہایت مشہور متقدمین کثرت سے عام استعمال میں لاتے تھے *

دوصدیوں سے زیادہ گذریں ہیں کہ یہہ اجازت دیا گیا ترجمہ کتب مقدسہ کا جو اب تک استعمال میں ہی انگریزوں کی قوم کو حاصل ہوا -- اس مدت دراز کے اندر اگرچہ عالموں نے خاص کتابوں کے بہت سے مقامات کی تفسیر بہت خوبی اور قابلیت سے کی ہی، تاہم اُسکی سلاست عبارت اور بالکل اصل سے مطابق ہونے اور عمدگی سے ہمارا یہہ ترجمہ عیسائیوں کی راے میں جہاں کہیں انگریزی پڑھی جاتی ہی نہایت اعلیٰ اور برتر رتبہ رکھتا ہی۔ مگر چند سال سے اس مشہور ترجمہ پر جو سچے عیسائی دل کے لیئے بڑی ہنمائی ہی عجب تیزی سے حملہ ہوا ہی، اور اُسپر یہہ الزام لگایا گیا ہی کہ وہ اصل سے مطابق ہونے اور خوبی اور عمدگی عبارت میں ناقص اور مشکوک اور غلط یہانتک ہی کہ بڑے بڑے امر اہم کے اُمور میں بھی صحیح نہیں ہی *

اس ترجمہ کے مقدم دشمن اس زمانہ میں (علاوہ ڈاکٹر گیڈس صاحب اور اَوْروں کے جنکی گستاخ اور بیہودہ تفسیروں کو ہم ذکر نہیں کرتے ہیں) جان بلیمی صاحب ہیں جنھوں نے اپنی بیبل کے نئے ترجمہ کی تجویز اور دیباچہ اور شرحوں میں اس ترجمہ پر اعتراضات کیئے ہیں اور دوسرے سرجیمس بلینڈ برجس صاحب ہیں جنہوں نے اپنی طائل

متعلقه ضرورت نئے ترجمہ کتب مقدسہ میں اس ترجمہ میں عیب نکالے ہیں – ان مورخوں میں سے پہلے نے اپنی تجویز میں جسکو اُنہوں نے سنہ ۱۸۱۸ع میں مشتہر کیا یہہ اقرار دیا کہ سنہ ۱۲۸ عیسوی سے اصل عبرانی متن سے کوئی ترجمہ نہیں ہوا ہی ' اور یہہ کہ چوتھی صدی میں جیروم صاحب نے اپنا رومی ترجمہ یونانی ترجمہ سے کیا تھا ' اور اُنکے ترجمہ سے رومی ولگٹ ترجمہ ہوا ' اور رومی ولگٹ سے تمام یورپ کے ترجمے ہوئے ' اور اس تقریر سے اول مترجموں کی تمام غلطیوں کی ہمیشگی ثابت کرتے ہیں *

## ملک ویلز کی زبان کے ترجمے

ڈاکٹر رچرڈ ڈیوس صاحب کے ایک نامہ سے جو سینٹ ڈیوڈ کے بشپ تھے ' اور یہہ نامہ اس زبان کے اُس عہد جدید کے نسخہ میں جو سنہ ۱۵۶۷ع میں چھپا شامل تھا ' ہمکو دریافت ہوتا ہی کہ قریب سنہ ۱۵۲۷ ع کے ایک برطانیہ یا ویلز زبان کا ترجمہ نسخہ توریت کا موجود تھا ' اگرچہ اُسکے مترجم کا نام معلوم نہیں ہی – چند دیگر قلیل اور متفرق ٭ قاموس کتابہاے اقدس کا ترجمہ معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ اڈورڈ چھٹے کی سلطنت میں ہوا ' اور غالباً بادشاہ کے ہمراہی مذہبی گروہ کے استعمال کے واسطے چھپا ' مگر ملکہ الزبت کی سلطنت تک اسبات کی کافی تدبیریں نہیں کی گئی تھیں کہ صوبہ ویلز کے باشندوں کو اُن کی خاص زبان میں کتاب اقدس کا ترجمہ بہم پہونچایا جاوے *

ولیم مارگن صاحب بشپ مقام لینڈاف نے تمام عہد عتیق کو معہ خارج شدہ کتابوں کے زبان ویلز میں ترجمہ کیا ' اور عہد جدید کے پہلے ترجمہ کو بھی نظر ثانی کیا اور اصلاح دی – اُنکے یہہ دونوں ترجمے سنہ ۱۵۸۸ میں چھپے اور ڈاکٹر پیری صاحب نے بھی جو ضلع سینٹ اساف کے بشپی میں مارگن صاحب کے جانشین ہوئے بادشاہ جیمس اول کی سلطنت میں ویلز زبان کے ترجمہ کا امتحان کیا اور تصحیح کی – یہہ صحیح کیا ہوا ترجمہ جو عموماً پیری صاحب کی بیبل کہلاتا ہی اُس زبان کے تمام اگلے نسخوں کی بنیاد ہی *

## جزیرۂ ایرلینڈ کی زبان کے ترجمے

جبکہ عہد جدید کا ترجمہ اس زبان میں ولیم ڈینیل صاحب ٹوآم کے آرچ بشپ نے کیا تب ڈاکٹر بیڈل صاحب نے جو سنہ ۱۶۲۹ میں مقام کلمور اور ارداغ کی بشپی پر سر بلند ہوئے عہد جدید کا ترجمہ کرنے کے واسطے مسٹر کنگ صاحب کو بہم پہونچایا – ان صاحب نے بسبب اِس بات کے کہ وہ اصلی زبانوں سے واقفیت نرکھتے تھے اُسکا ترجمہ انگریزی ترجمہ سے کیا ' اسلیئے بیڈل صاحب نے اس ترجمہ کو عبری متن اور سیٹو ایجنٹ اور ڈایوڈیٹی کے رومی ترجمہ سے مقابلہ اور نظر ثانی کیا ' اور بیڈل صاحب نے کنگ صاحب کے لس کلم کی نہایت مدد کی *

## گیلک زبان کے ترجمے

اس زبان میں عہد جدید کا ترجمہ پادری جیمس استوارت صاحب نے کیا ہی۔ اصل سے مطابق ہونے اور درستی کے سبب سے یہہ ترجمہ بہت معزز ہی۔ عہد عتیق کی بہت سی کتابوں کا متفرق حصوں میں مختلف ایام میں ترجمہ ہوکر چھپا *

## فرانسیسی زبان کے ترجمے

۱ نہایت شروع زمانہ کا فرانسیسی ترجمہ کتب مقدسہ کا گیئرس تی مولن صاحب نے کیا تھا ۔ یہہ صاحب سینٹ پیٹر ایکر واقع بشپی تورین کے کینن تھے ۔ اس ترجمہ میں جو لگت سے ہوا سنہ ۱۲۹۱ ع سے سنہ ۱۲۹۴ تک یہہ مصروف رہے ۔ جیمس بی فیور صاحب سائن استپلز نے جو جاکوبس فیبر استپولینسس والے کے نام سے زیادہ تر مشہور ہیں سینٹ پال کے ناموں کا ترجمہ معہ نکتہ چین شرحوں اور ایک تفسیر کے سنہ ۱۵۱۲ ع میں چھاپا ۔ اس ترجمہ میں رومی ولگت ترجمہ کو وہ آزادی سے ملامت کرتے ہیں ۔ لی فیور صاحب کا ترجمہ کہتے ہیں کہ تمام اگلے فرانسیسی بیبل کے ترجموں کی بنیاد ہی جنکو خواہ رومن کیتھلکس نے کیا خواہ پروتستینت نے کیا *

۲ رابرت پیترآلوتن صاحب نے بمدد مشہور ترمیم کنندہ مذہب جان کالون صاحب کے جو اُنکے قرابتی ہیں جنہوں نے آیفت ورپ مقام کے چھپے ہوئے نسخہ کو اُن اُن مقاموں میں صحیح کیا جہاں جہاں عبری متن سے اختلاف رکھتا تھا ۔ اول پروتستینت فرانسیسی بیبل کو چھاپا ۔ یہہ بیبل معہ افزودگی کی اصلاحوں کالون صاحب کے بمقام جینوا سنہ ۱۵۴۶ میں چھپا *

۳ مقام جینوا میں ایک اور نسخہ سنہ ۱۵۸۸ میں چھپا جسکو جینوا کے ترمیم شدہ ترجے کے پروفسروں اور پاسترون کے کالج نے نظر ثانی کیا ' اور اُنہوں نے آلوتن صاحب کی بیبل کو طرز بیان اور عبارت کی درستی میں اسقدر ترقی دی کہ تب سے اُسکا نام جینوا کی بیبل ہوگیا ' جیساکہ وہ اب عموماً مشہور ہی ۔ علاوہ یہہ نہایت عمدہ فرانسیسی ترجمہ ہی جو اب موجود ہی ' مگر بہت سے پروتستینت فرقہ والوں کی یہہ خواہش ہی کہ یہہ ترجمہ کچھہ تھورا اور لفظی ہوتا *

۴ ایک اور فرانسیسی پروتستینت ترجمہ جوڈایوڈیتی صاحب کے ترجمہ سے ہوا سنہ ۱۵۶۲ ع میں چھپا ۔ اس ترجمہ کی فرقہ کالونست نے بہت قدر کی ہی ' اور فرانسیسی ترجمہ سیبیسٹین کیستالیو صاحب کا جو فرانسیسی زبان کا اچھی طرح علم رکھتے تھے بمقام بیسل سنہ ۱۵۵۵ ع میں مشتہر ہوا ۔ یہہ ترجمہ اُن ہی صاحب کے رومی ترجمہ کے موافق ہوا تھا ' اس سبب سے جو اُس ترجمہ پر اعتراض تھے وہ اس پر بھی تھے *

۵ چارلس لی سهن صاحب نے پوری بیبل کا ترجمہ مقام ایمسٹرڈیم میں چھاپا – قوم گرانجن کی گورنمنٹ نے اپنے ملک میں اس ترجمہ کے پھیلنے کی اس سبب سے ممانعت کی کہ اُس میں عقاید سوسنئوں کی پرورش کی گئی تھی *

۶ مشہور نکتہ‌چین لی کلرک صاحب نے بھی عہد جدید کا ایک فرانسیسی ترجمہ مقام ایمسٹرڈیم میں چھاپا – بیان کیا جاتا ہی کہ یہہ ترجمہ عقاید ایدانی سوسنئوں سے رنگین ہی' اور یہہ پڑھنے میں کبھی نہیں آتا *

۷ ایم لوت صاحب کا ترجمہ عہد جدید کا ولگت ترجمہ سے ہوکر سنہ ۱۶۶۶ و سنہ ۱۶۶۷ و سنہ ۱۶۶۸ ع میں چھپا – فادرسائمن صاحب نے اس ترجمہ کے عیبوں پر ازروے انصاف کے سخت نکتہ چینی اور اعتراض کیئے ہیں *

۸ عاقل نکتہ چین فادرسائمن صاحب کے فرانسیسی ترجمہ کو جو معہ شرحوں کے سنہ ۱۷۰۲ میں چھپا مسٹرویبستر صاحب نے انگریزی میں ترجمہ کیا – کارڈنل ڈی نوئیس صاحب آرچ بشپ پیرس کے حکم سے اور اُن دو ہدایتوں کے سبب سے بھی کہ جنکو بشپ یاکس مسمی باسوئت صاحب نے جاری کیا یہہ ترجمہ ناپسند ہوا اور خارج ٹھہرا *

## ملک بلجیم کی زبان کے ترجمے

کتب مقدسہ کا ایک فلیمش زبان کا ترجمہ ولگت سے سولہویں صدی میں ہوا تھا – مدت تک سب ملکوں کے پروٹسٹنٹ کے پاس صرف ڈچ زبان کا ترجمہ تھا' جو لوتھر صاحب کے جرمنی ترجمہ سے جسکی ہم اطلاع دیچکے ہیں سنہ ۱۵۶۰ع میں ہوا تھا' مگر بہ سبب ایک حکم کے جو مجلس واقع ڈورت سے جاری ہوا تھا ایک نیا ترجمہ عبری اور یونانی متنوں سے کیا گیا تھا – جب یہہ ترجمہ پورا ہوچکا تب اُسکا اس نظر سے خوب امتحان کیا گیا کہ وہ اصلی کے مطابق ہوا یا نہیں *

## رومی زبان کے ترجمے

رومی زبان میں بیبل کے چار ترجمے ہیں اُن میں سے نہایت زمانہ ابتدا کا نکولیور رمی صاحب کا ترجمہ ہی – اُنہوں نے اس ترجمہ کو رومی ولگت سے کیا' اور دویم درجہ ترجمہ این ٹونیو برکسیولی صاحب کا ہی – وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمنے یہہ ترجمہ عبری اور یونانی سے کیا ہی' مگر والجیس صاحب کہتے ہیں کہ اُنہوں نے خاص کر سینکٹس پگنیئس صاحب کے رومی ترجمہ کی پیروی کی ہی – بیان کیا جاتا ہی کہ پوپ سکسٹس صاحب پانچویں کی مد نظر سے ایک رومی ترجمہ چھپا ہی' مگر اُسکی موجودگی میں بہت شک ہی' اور ایک پروٹسٹنٹ رومی ترجمہ عہد جدید کا بمقام جینوا سنہ ۱۵۶۲ میں چھپا' اور پوری بیبل کا ترجمہ سنہ ۱۵۶۲ میں چھپا' اس ترجمہ کو برکسیولی صاحب کے نسخہ کا نظر ثانی کیا ہوا نسخہ سمجھا جاتا ہی' مگر والجیس صاحب یہہ کہتے ہیں کہ

وہ بالکل ایک نیا ترجمہ ہی – جي اوویلي ڈایوڈیٹي صاحب کا ترجمہ جو عمدہ اور اصلي سے
مطابق ہی اور جو سنہ ۱۶۰۷ میں چھپا اس ترجمہ سے زیادہ قدر یافتہ ایک مدت سے رہا
ہی – نہایت زمانہ حال کا رومي ترجمہ وہ ترجمہ ہی جسکو بمطابقت رومي ولگت ترجمے کے
ابن تونیو مارٹني صاحب آرچ بشپ مقام فلارنس نے اٹھارویں صدي کے اخیر پر تیار کیا –
اس ترجمہ کو پوپ پایس چھٹے نے پسند اور منظور کیا *

## اسپین کي زبان کے ترجمے

اس زبان میں کتب مقدسہ کا سب سے پہلا نسخہ رومي ولگت سے ترجمہ ہوا تھا – اڈورڈ
پینڈل صاحب نے یہودیوں کے واسطے عہد عتیق کا ترجمہ زبان اسپین میں سنہ ۱۵۵۳ع میں
کیا – اس ترجمہ سے ایک بہت پہلے کا ترجمہ بیان کیا جاتا ہی کہ چند یہودیوں نے کیا تھا
جسکو بغیر فکر کیئے ہوئے یہودي عالم داؤد کمچي سے منسوب کرتے ہیں *

عبراني اور یہودیوں کي اسپین زبان میں عہد عتیق کا ایک نسخہ مقام وینا میں
قسطنطنیہ کے یہودیوں اور ترکي کے اُن لکنہ چینوں کے استعمال کے واسطے جو قوم یہود
میں سے رہنے والے اسپین کے ہیں سنہ ۱۸۱۳ و سنہ ۱۸۱۴ و سنہ ۱۸۱۵ و سنہ ۱۸۱۶ ع
میں چھپا *

عیسائیوں میں سے کیسیو دورڈي رینا صاحب نے کتب مقدسہ کا ترجمہ زبان اسپین
میں اصلي زبانوں سے کیا ، مگراس ترجمہ کرنے میں پیگنینس اور لیو جوڈا صاحب کے
رومي ترجموں سے بھي مدد لي *

## روسي زبان کے ترجمے

اسکلیوانک یا قدیم روسي زبان کے ترجمہ کي ہم ابھي اطلاع کرچکے ہیں، مگر یہہ ترجمہ
اگرچہ یوناني گرجہ کا معین ترجمہ ہی مگر عام لوگوں کي سمجھہ میں اب نہیں آتا ، اسلیئے
گلک صاحب نے جولائي وونیا کے پادري ہیں بیبل کا زمانہ حال کي روسي زبان میں ایک
ترجمہ کیا ، اور سنہ ۱۶۹۸ع میں مقام ایمسٹرڈیم میں چھاپا ، چنانچہ روسي زبان میں اتنے
عرصہ میں بہت سي تبدیلیاں واقع ہوئي ہیں ، اس سبب سے شہنشاہ الکزنڈر نے ایک
فرمان مورخہ فروري سنہ ۱۸۱۶ع سے ماسکو کي مقدس مجلس کو ایک نیا ترجمہ تیار
کرنے کي ہدایت کي *

## کروٹیا کي زبان کے ترجمے

کروٹیا کي زبان میں عہد جدید اول مرتبہ بمقام ٹیوبنجن سنہ ۱۵۵۱ ع میں چھپے –
اسکا ترجمہ پاسٹرٹروبر صاحب نے کیا ، اور اسي مقام میں پھر معہ چند اصلاحوں کے مترجم
نے اُسکو دوبارہ چھاپا *

## بیسکونٹ زبان کے ترجمے

اس زبان میں عہد جدید کو معہ ایک فرانسیسی دیباچہ کے جس میں جان تنی ایلبرت ملکہ نوار سے اس ترجمہ کو مخصوص کیا گیا تھا جان تنی لناریگ تنی برسکس صاحب نے بمقام روچل سنہ ۱۵۷۱ ع میں اول دفعہ چھاپا *

## ہنگری زبان کے ترجمے

ہنگری زبان کا پروٹسٹنٹ ترجمہ کیسپر کیرولی صاحب نے کیا انہوں نے وے تہیلس اور پیگ نینس اور منسٹر اور تریمیلیس صاحب کے ترجموں اور ولگٹ ترجمہ سے مدد لی، اور اس زبان میں ایک کیتھلک ترجمہ بھی ہی جسکو جارج کیلذي صاحب نے رومی ولگٹ سے کیا ہی *

## پولینڈ کی زبان کے ترجمے

اس زبان میں تین ترجمے چھپے - اول ترجمہ رومن کیتھلک کے استعمال کے واسطے ہوا تھا، اور دوسرا فرقہ ساسنین نے بمدد اور خرچ شاہزادہ نیکولس ریڈزیولی صاحب کے کیا اور تیسرا ترجمہ فرقہ کالونسٹ نے سنہ ۱۵۹۶ ع میں کیا *

وہ عہد جدید کا ایک ترجمہ جو زبان جیوگیوپولش میں ہی جس زبان کو پولینڈ والے یہودی جو کثرت سے ہیں بولتے ہیں پادری سالومن صاحب نے یہودیوں میں مذہب عیسائی کی ترقی دینے کے لیئے لنڈن کی سوسئیٹی کے مدد خرچ سے تیار کیا، اور سنہ ۱۸۲۱ ع میں چھاپا، اور عہد جدید کا ایک اور ترجمہ زبان سیموجیشیا میں جو پولینڈ کا ایک صوبہ ہی سنہ ۱۸۲۰ ع میں روس کی بیبل سوسئیٹی کے خرچ سے چھپا تھا *

## بوہمیا کی زبان کے ترجمے

اس زبان میں اول ترجمہ کتب مقدسہ کا رومی ولگٹ سے ہوکر بمقام پریگ سنہ ۱۴۸۸ ع میں چھپا - ایک اور ترجمہ ایلبرت نکولے اور جان کیپٹو اور اسایاسی پولا صاحب اور دیگر عالم مذہب کے تبصیم کرنے والوں نے بوہمیا کے استعمال کے واسطے اصلی متنوں سے کیا *

## زمانہ حال کی یونانی زبان کے ترجمے

رومیک یعنی زمانہ حال کی یونانی زبان قدیم یونانی زبان کے بگڑنے سے پیدا ہوئی - اس میں اور اسمیں اب اسقدر اختلاف ہی کہ اسکو ایک نئی زبان کہا جاسکتا ہی یہہ - زبان اب تحریر اور گفتگو میں ہی، قدیم یونانی زبان کا استعمال صرف مذہبی کاروبار کے لیئے ہوتا ہی - عہد جدید کو اس زبان میں میکسیمس کیلیرجی صاحب نے ترجمہ کیا، اور یہہ ترجمہ بمقام جینوا سنہ ۱۶۳۸ ع میں ایک بڑی جلد اور دو کالم میں چھپا، جن میں سے ایک کالم میں قدیم یونانی زبان میں اور دوسرے میں زمانہ حال کی زبان میں متن تھا،

مگر یونانی اس ترجمہ سے خوش نہ ہوئے - اس ترجمہ کے اُس نسخہ میں جو سنہ ۱۷۰۵ع میں چھپا سرافن صاحب کے دیباچہ میں جو کچھہ قابل اعتراض کے مقام تھے اُنکو چھاپنے سے چھوڑ دیا گیا تھا ' اور میکسیمس کیلیورجی صاحب بمدد دو عالموں کے قدیم یونانی زبان سے زمانہ حال کی یونانی زبان میں عہد عتیق کا ترجمہ بھی کررہے ہیں *

## ولیشیا اور بلگیریا کی زبان کے ترجمے

عہد جدید کا ایک ترجمہ زبان ولیشی میں بمقام بلگریڈ سنہ ۱۶۴۸ع میں چھپا تھا ' اور بہدایت پیٹوز برگ کی بیبل سوسئیٹی کے بلگیریا کی زبان میں بھی عہد جدید کا ترجمہ ہو رہا ہی *

## رومانیز زبان کے ترجمے

زبان رومانیز دو زبانوں یعنی چرویلش اور لیڈنایک میں منقسم ہی - اِن میں سے پہلی زبان کو باشندے انگڈاین کے جو ایک نہایت بلند وادی سوئیٹزرلینڈ میں تائیرال سے ملحق ہی بولتے ہیں ' اور دوسری زبان قوم لیڈن جو اٹلی کی سرحدوں پر رہتی ہی بولتی ہی -- کتب مقدسہ زبان چرویلش میں ترجمہ ہوکر بمقام اسکو آل کے جو انگڈاین کے نیچے کے حصہ کا ایک شہر ہی سنہ ۱۶۵۷ع میں چھپی ' اور زبان لیڈنایک میں بمقام کایر سنہ ۱۷۱۹ع میں چھپی - حال میں اِن ترجموں کے بہت سے نسخے بیسل کی بیبل سوسئیٹی نے بمدد برتش فارن بیبل سوسئیٹی لنڈن کے چھاپے ہیں *

## ترکی کی زبان کے ترجمے

عہد جدید اس زبان میں بمقام اکسفرڈ سنہ ۱۶۶۶ع میں چھپی ' اور لازرس سیمین صاحب نے بھی عہد جدید کو اس زبان میں ترجمہ کیا ' اور معزز رابرٹ بائل صاحب اور لنڈن کی ترکی کمپنی کے مشمولہ خرچ سے ترکی کے عیسائیوں کے فائدہ کے واسطے جنہوں نے اس ترجمہ کو بہت احسالمندی سے لیا چھپا تھا - اسی سال میں تمام بیبل کا ترجمہ اس زبان میں البرٹس بابوسکی صاحب نے جو یورپ کے اول مترجم ہیں پورا کیا ' اور پادری ڈاکٹر ہنڈرسن صاحب نے غلط ترجمہ کرنے اور ایسے لفظوں کے استعمال کرنے کے جو استعمال سے خارج ہوگئے ہیں چند سنجیدہ الزام اس مترجم پر لگائے ہیں *

## پورچگل کی زبان کے ترجمے

اس زبان میں عہد جدید بمقام ایمسٹرڈیم سنہ ۱۶۸۱ع میں چھپی ' اور مقام ترنکو بار کے مشنریز نے سترھویں صدی کے پہلے حصہ میں چند متفرق حصے کتب مقدسہ کے اس زبان میں چھاپے - عہد عتیق کا اسی زبان کا ایک ترجمہ جو جواو فریرا گنی ایلمیڈا اور یعقوب الدین اتر نے کیا تھا مقام بتیویا میں سنہ ۱۷۴۸ع اور ۱۷۵۳ع میں چھپا - یہہ ترجمے

پروٹسٹنٹ کے کئے ہوئے ہیں' اور این ٹانیو پریرا صاحب نے مقام لسبن میں سنہ ۱۷۸۱ع میں عہد جدید کا اس زبان میں ترجمہ چھاپا' اور سنہ ۱۷۸۳ع میں تمام بیبل بھی چھاپی۔ یہہ ترجمہ ولگٹ رومی ترجمہ سے ہوا ہی' تمام مسائل مذہبی میں گرجا روم سے اتفاق رکھتا ہی *

## ایلابینین زبان کے ترجمے

ایلبینین ایک مضبوط قوم اُن ملکوں میں آباد ہی جو زمانہ قدیم میں الیریکم اور ایپرس کے نام سے مشہور تھی — اُن میں سے بہت سی قومیں میسیڈونیا اور موریہ یا پیلوپونیسس کے ملکوں میں بھی پھیل گئی ہیں۔ ڈاکٹر ایوین جی لاس میکسی کاس صاحب نے بمدد اور خرچ برٹش اور فارن بیبل سوسئیٹی کے سنہ ۱۸۲۰ع میں عہد جدید کا ایک ترجمہ تیار کیا جسکو دو کالموں میں چھاپنے کا ارادہ ہی' جن میں سے ایک میں یونانی متن ہوگا اور دوسرے میں ایلبینین زبان کا متن ہوگا *

## ایشیا کی زبانوں کے زمانۂ حال کے ترجمے

## عبرانی ترجمے

عالم ایلیس ہٹر صاحب نے عبری میں عہد جدید کا اول ترجمہ کیا' اور اپنے عہد جدید کے مجموعہ میں جس میں اِن بارہ زبانوں کے متن ہیں (یعنی یونانی سریانی اور عبری اور رومی اور جرمنی اور بوہیمیا اور اٹلی اور اسپین اور فرانس اور انگلستان اور ڈنمارک اور پولینڈ کی زبانیں) اس ترجمہ کو بمقام نریم برگ سنہ ۱۵۹۹ اور ۱۶۰۰ع میں چھاپا' اور ہٹر صاحب کے مجموعہ میں سے عبری متن معہ چند اصلاحوں کے ولیم رابرٹس صاحب کے اہتمام سے لنڈن میں سنہ ۱۶۶۱ع میں علحدہ چھپا۔ پادری ڈاکٹر بکانن صاحب نے ہندوستان کے سفر میں ایک عبری نسخہ عہد جدید کا تراونکور کے ضلع میں سے حاصل کیا۔ یہہ نسخہ بمقام کیمبرج کتب خانہ یونیورسٹی میں اب موجود ہی' اور چھوٹے عبرانی حرفوں میں لکھا ہوا ہی اِسکا مترجم کوئی یہودی عالم ہوگا یہہ ترجمہ عموماً اصل سے مطابق ہی۔ اِسکے مترجم نے عہد جدید کا یہہ ترجمہ اس نظر سے کرنا چاہا تھا کہ عہد جدید کی بنیاد ڈھا دے اور اپنے ہمسایہ سینٹ تھوم یعنی شامی عیسائیوں کی دلایل کو رد کرے *

## کیلڈی زبان کے ترجمے

اس زبان میں عہد جدید اب تک نہیں چھپی ہی' مگر ایک قلمی نسخہ کتبخانہ ویٹی کن میں موجود ہی — اس قلمی نسخہ میں عہد عتیق اور عہد جدید دونوں ہیں اور سریانی زبان کے حرفوں میں بزبان کیلڈی لکھا ہی *

## ترجمے مشرقي زبانون کے جنکو بیپتسمت مشنریز سیرام پور نے کیا یا هندوستاني کے مشنریز نے چهاپا

بیپتسمت مشنریز سنه ۱۷۹۳ ع میں هندوستان میں آئے اور سیرامپور میں جو ڈنمارک والوں کا شهر قریب کلکته کے هی بود باش اختیار کي — پادریوں کے اُسي گروه سے مذهب عیسائي کي ترقي بذریعه ترجموں بیبل کے خاصکر متعلق هی *

هندوستان میں جو زبانیں بولي جاتي هیں وه تین قسم کي هیں اول عربي ' دوسري سنسکرت ' اور تیسري چیني ' اور اَوْر زبانیں اُن سے مشابهت رکهتي هیں یا اُن سے نکلي هیں *

## زمانه حال کے ترجمے عربي زبان اور اُسکي متعلق زبانوں کے

تمام بیبل کا ایک عربي ترجمه همارے وقت تک پهنچا هی - اگرچه اس سبب سے که وه اصل سے مطابق اور درست هی چند مشرقي علماء اُسکي بهت قدر کرتے هیں ' مگر اُسکي زبان ایسي قدیم هی که اب استعمال میں نهیں رهي - اس وجهه سے اب علماء عرب اُسکو پسند نهیں کرتے - اسلیئے اب ایک نیا ترجمه زمانه حال کي زبان عربي میں باهتمام پادري هنري مارٹن صاحب کے مشهور عربي عالم مسمی ثبات نے کرنا شروع کیا - عهد جدید کا ایک عربي نسخه جو سریاني زبان کے حرفوں میں لکها هوا هی بیبل سوسیئٹي کے خرچ سے بمقام پیرس سنه ۱۸۲۲ ع میں چهپا *

## فارسي ترجمے

جس فارسي ترجمه کي همنے پهلے اطلاع دي هی اُسکي زبان بهي بسبب قدامت کے غیر مستعمل هوگئي ' اسلیئے لفٹننٹ کولبروک صاحب نے نیا ترجمه کرنا شروع کیا - عهد جدید کا تمام ترجمه بهت عمده سلیس فارسي میں پادري مارٹن صاحب نے کیا - اُنهوں نے اس غرض سے هندوستان سے شیراز کا سفر کیا اور عهد عتیق کا ایک فارسي ترجمه پونا کے پادري رابنسن صاحب نے باجازت پادري ریجینلڈ هیبر صاحب بشپ کلکته کے کرنا شروع کیا هی *

## پشتو یا افغاني زبان کے ترجمے

یهه زبان دریاے انڈس کے پار ایک قوم جسکو هر وجهه سے یهه مانا گیا هی که اسرائیل کي دس قوموں میں سے هی بولتي هی - مشهور پادري جان لیڈن صاحب نے عهد جدید کا ایک ترجمه اس زبان میں شروع کیاء اور سنه ۱۸۱۴ ع میں اُنکي وفات کے بعد سیرام پور کے بیپتسمت مشنریز نے اس ترجمه کے تمام کرنے کے واسطے ایسے شخص بهم پهنچائے جو اس زبان سے واقف تهے *

## بلوچي زبان کے ترجمے

یہہ زبان دریاے انڈس کے مغربي کنارہ پر بولي جاتي هي - بلوچستان کا ملک مغرب کي طرف ایران تک پهیلا هوا هي - اس زبان میں عهد جدید کا ترجمہ کرنے میں مشنریز نے بهت سي ترقي کي هي، چنانچہ چاروں انجیلوں کو اس زبان میں چهاپا هي ❋

## شنسکرت اور اُن زبانوں کے ترجمے جو اُس سے مشابہ هیں یا اُس سے نکلي هیں

### ترجمے شنسکرت زبان کے

اگرچہ اس زبان سے وہ تمام زبانیں نکلي هیں جو مغربي اور جنوبي هندوستان میں بولي جاتي هیں، مگر في الحال کسي ملک میں یہہ زبان نہیں بولي جاتي، البتہ هندوستان میں جابجا پڑھے لکھے آدمي اسکو علماء بولتے هیں — عهد جدید کا ترجمہ اس زبان میں بمقام سیرام پور سنہ ۱۸۰۸ ع میں چهپا، اور توریت اور کتب تواریخ کا ترجمہ سنہ ۱۸۱۱ ع میں، اور اَور مقدس تحریروں کا ترجمہ سنہ ۱۸۱۶ ع میں اسي مقام میں چهپا، اور پیغمبروں کي کتابوں کا ترجمہ سنہ ۱۸۱۸ ع میں پورا هوا ❋

مغربي هندوستان میں شنسکرت زبان سے اُنتیس سے کم زبانیں نہیں نکلي هیں، اُن میں سے سترہ زبانوں میں کتب مقدسہ کا ترجمہ کُلي یا جزوي هوا هي، جنکا ذیل میں بیان کیا جاتا هي ❋

سکهہ یا پنجابي زبان جو صوبہ پنجاب میں یا پانچ دریاؤں کے ملک میں بولي جاتي هي (یعني پنج کے معني پانچ اور آب کے معني پاني) - اس زبان میں کل بیبل کا ترجمہ هوا هي ❋

### آگے آنیوالي زبانوں میں صرف عهد جدید کا هي ترجمہ هوا هي

آسام کي زبان میں عهد جدید کا ترجمہ هوا هي ❋

کشمیري زبان میں بهي عهد جدید ترجمہ هوکر چهپي هي - یہہ زبان کشمیر کے بڑے صوبہ میں جو هندوستان کے شمال میں هي بولي جاتي هي ❋

زبان وچ یا ملتاني میں، یہہ ملک دریاے انڈس کے مشرقي کنارہ پر واقع هي اور پنجاب سے اوچ تک اسکي سرحد هي ❋

گجراتي زبان میں، یہہ زبان گجرات میں بولي جاتي هي ❋

زبان بیکانیر میں، یہہ زبان پنجاب کے جنوب میں بولي جاتي هي، اور مغرب میں اُس ملک تک جهاں سے زبان وچ شروع هوتي هي یہي زبان بولي جاتي هي ❋

زبان کنکنا میں، یہہ زبان وہاں سے شروع ہوتی ہی جہاں سے گجراتی زبان موقوف ہوتی ہی، اور یہہ زبان بمبئی میں اور کنارہ سمندر پر مقام گواتک بولی جاتی ہی *

## عہد جدید کے ترجمے آگے آنے والی زبانوں میں سنہ ۱۸۲۵ ع تک نصف سے زیادہ ہوئے تھے اور اُسکے بعد پورے ہوگئے ہیں

ماروازی زبان میں، یہہ زبان بیکانیر کے مغرب و جنوب میں بولی جاتی ہی *

اوجینی یعنی اوجین کی زبان میں *

نیپالی یعنی سلطنت نیپال کی زبان میں *

ہندی یا ہندوستانی زبان سے جو زبانیں نکلی ہیں اُن میں بہت اختلاف ہیں، اور یہہ زبان ہندوستان کے بہت سے حصہ میں بولی جاتی ہی، اور تین مختلف ترجمے کتب مقدسہ کے اس زبان میں چھپے ہیں *

بنگالی یا صوبہ بنگالہ کی زبان میں تمام کتب مقدسہ چھپی ہیں *

اوڈیا یا اوڈیسہ زبان اسی نام کے صوبہ میں بولی جاتی ہی — یہہ زبان بنگالی زبان سے بہت مشابہت رکھتی ہی، مگر حرف اسکے مختلف ہیں اور لفظ بھی مختلف انجام ہیں — اس زبان میں بپٹسٹ مشنریز نے تمام بیبل کا ترجمہ کیا *

برج بھاشا زبان جو ہندوستان کے اوپر کے صوبہ میں بولی جاتی ہی بہ نسبت کسی اَور زبان کے شنسکرت کی زیادہ آمیزش رکھتی ہی — اس زبان میں چاروں انجیلوں کا ترجمہ ہوا *

کرناٹا یا کناری زبان اُس ملک میں بولی جاتی ہی جو شمالی جانب تلی چری سے گواتک پھیلتا ہی اور مشرقی جانب میں ملیبار کے کنارہ سے لیکر اُس ملک تک جہاں تامول زبان بولی جاتی ہی، اور تمام میسور میں بھی اسکا استعمال ہی — اس زبان میں عہد جدید کو پادری ہینڈس صاحب کے ترجمہ سے سنہ ۱۸۲۰ ع میں چھاپا تھا *

زبان تامول ہندوستان کے جنوبی مشرقی حصہ میں مدراس سے لیکر راس کماری تک بولی جاتی ہی — اس زبان میں عہد عتیق اور عہد جدید کے مختلف ترجمے ہوئے ہیں — زبان تامول کے عہد جدید کا نسخہ کلکتہ کی مددگار بیبل سوسئیٹی کے خرچ سے سرامپور کے چھاپہ خانہ میں سنہ ۱۸۱۴ ع میں چھپ کر تیار ہوا، اور بسبب گذرنے ایک زمانہ کے جو اس نسخہ میں کچھہ اصلاحیں ضروری ہوئیں پادری ریئیس صاحب اور پادری ڈاکٹر راٹلر صاحب مدراس والے نے فبریسیس صاحب کے نسخہ کی نظرثانی کی *

زبان تللگا جسکو کبھي تلو گو بھي کہتے ھیں شمالي سرکار مقں بولي جاتي ھي — اس زبان میں جو تامول زبان سے نکلي معلوم ھوتي ھي مشنري شلتز صاحب نے بیبل کا ترجمہ کیا ' مگر یہہ ترجمہ کبھي چھپا نہیں 'لیکن بعدہ ھر دو عہد عتیق اور عہد جدید کا ترجمہ مشنریز نے کیا اور چھاپا *

زبان جزیرہ سیلون ( یعني سرندیپ ) میں ڈچ قوم کے لوگوں نے جو اس جزیرہ پر پہلے قابض تھے اور انگریزوں نے بھي جو اسوقت حال میں قابض ھیں کتب مقدسہ کا ترجمہ چھاپا *

زبان مالدیپ میں سیرام پور کے مشنریز نے عہد جدید کا ترجمہ چھاپا ھی — یہہ زبان جزایر مالدیپ میں جو چھوٹے چھوٹے بہت کثرت سے ھیں بولي جاتي ھی *

زبان ملیا میں جو صرف جزیرہ ملاکا ھي میں نہیں بولي جاتي ھی بلکہ آرکي پلیگو ھند کے بہت سے جزیروں میں بھي بولي جاتي ھی تمام بیبل کے بہت سے ترجمے ھیں — تمام ملیا زبان کي بیبل رومي حرفوں میں اول مرتبہ سنہ ۱۷۳۱ع اور سنہ ۱۷۳۳ع میں چھپي' اور تمام بیبل کا ایک اَور نسخہ عربي حرفوں میں بمقام بٹھویا سنہ ۱۷۵۸ع میں چھپا *

زبان ملیبار مالابار کے کنارہ پر ملک ٹراونکور میں بولي جاتي ھی — اس زبان میں مقام کاتم کے سریا کے گرجے کے پادریوں نے کتب مقدسہ کا ترجمہ کیا *

## ترجمہ چیني اور دیگر اُن زبانوں کے جو اُس سے مشابہت رکھتي ھیں یا اُس سے نکلي ھیں

چیني زبان کو جسکے حروف اُسي سے مخصوص ھیں صرف چین میں ھي نہیں بلکہ کوچین اور جزایر جاپان میں بھي قریب تیس کروڑ سے زیادہ آدمیوں کے بولتے ھیں — اس زبان میں تمام بیبل کے دو ترجمے موجود ھیں ' ان ترجموں کے مترجموں کي مدد اس بڑے خرچ کے کام میں برٹش اور فارن بیبل سوسیٹي نے کي ھی *

چیني زبان سے سات زبانیں اَور نکلي ھیں جو مشرقي ھندوستان میں بولي جاتي ھیں — اِن میں سے تین زبانوں یعني کھاسي اور سیني بووۃ اور برمي میں عہد جدید کا ترجمہ ھوا ھی *

کھاسي زبان ایک آزاد قوم پہاڑیوں کي بولتي ھی ' اور یہہ قوم بنگال کے مشرقي سرحد اور برما کي بادشاھت کي شمالي سرحد کے درمیان آباد ھی — اس زبان میں بپٹسٹ مشنریز نے چاروں انجیلوں کا ترجمہ کرکے چھاپا ھی *

زبان منی پورہ اسی نام کی چھوٹی سی بادشاہت میں جو درمیان برما اور آسام کے ہی بولی جاتی ہی — اس زبان میں متی کی انجیل چھپی ہی *

زبان برما میں جو اسی نام کی بادشاہت میں بولی جاتی ہی شنسکرت کے حرف لے لیئے ہیں — اس زبان میں عہد جدید کا ترجمہ فیلکس کیری صاحب پسر ڈاکٹر کیری صاحب سیرام پوری نے کیا ہی *

## دیگر ایشیائی زبانوں کے ترجمے کتب مقدسہ کے

ترجمہ زبان فارموسا ، جزیرہ فارموسا کے باشندوں کے واسطے متی اور یوحنا کی انجیلوں کا اُنکی زبان میں اُسیوقت میں ترجمہ ہوا جبکہ ڈچ اُس جزیرہ پر قابض تھے ، مگر فارموسا والوں نے کچھہ فائدہ اُن انجیلوں کے ترجمہ سے نہ اُٹھایا *

ترجمے تاتاری زبانوں کے — تاتاری ترکوں کی نسل میں سے ہیں ، اگرچہ وہ اب اُنسے مالزال مختلف اور ایک علاحدہ قوم ہیں ، اور اُنمیں پھر اَوْر کئی قومیں ہوگئی ہیں جنمیں سے ہر ایک قوم اپنی زبان خاص رکھتی ہی — اِن قوموں کی زبانوں میں سے پندرہ زبانوں میں کتب مقدسہ کے ترجمے روسی بیبل سوسئیٹی کے خرچ سے چھپے ہیں — نام ان پندرہ زبانوں کے یہہ ہیں ، زبان نوگی تاتار ، اور منگولین ، اور کالمک ، اور اورن برگ تاتار ، اور اسکو ویسچین ، اور اسکریمشین ، اور تاتاری عبری ( یہہ زبان ایشیا کے درمیانی حصہ میں بولی جاتی ہی ) اور مورڈ واسچین ، یا مورڈ وینین ، اور اوسٹی ایکن ، اور واگولین ، اور سیسائی ڈین ، اور اسکیپو جنین ، اور زیرین ، اور آسی ٹنین ، اور تاتار کی ایک اَوْر زبان جو سائبریا میں بولی جاتی ہی *

زبان جارجیہ کے ترجمے — اٹھارہویں صدی کے شروع میں شاہزادہ ویکٹاغ کے حکم سے بمقام تفلس واقع جارجیہ میں تمام عہد جدید اور زبور اور کتب پیغمبروں کا ترجمہ جارجیہ زبان میں چھپا ، اور الیزبتھ ملکہ روس کے خرچ سے بمقام ماسکو سنہ ۱۷۴۳ ع میں کل بیبل کا ترجمہ چھپا *

بموجب یونانی گرجا کی روایت کے زبان جارجیہ کا ترجمہ اصل میں یوفیمیس صاحب ساکن جارجیہ نے آٹھویں صدی میں کیا جنہوں نے جارجیہ کا عبادتخانہ جو کوہ ایتھاس پر ہی تعمیر کیا تھا ، اور اسی عبادتخانہ میں اُنکا اصل نسخہ سنہ ۱۸۱۷ع میں ملا تھا جو آجتک موجود ہی *

زمانہ حال کی زبان ارمینیہ کے ترجمے — ایک ارمینیہ والے عالم نے جو پیرس کے رہنے والے ہیں قدیمی زبان ارمینیہ کے متن سے زمانہ حال کی ارمینیہ زبان میں چاروں انجیلوں کا ترجمہ کیا ہی ، اور اسی شخص نے تمام عہد جدید کا بھی ترجمہ کرنا شروع کیا *

زبان تھہتي کے ترجمے — مشنریز جو جزیرہ تھہتي کو بھیجے گئے تھے وہ کتب مقدسہ کا وعظ کرنے میں کامیاب ہوئے' اور اسي طرح سے وہاں کے باشندوں کي زبان میں کتب مقدسہ کا ترجمہ کرنے میں بھي کامیاب ہوئے *

## افریقہ کي زبانوں میں زمانۂ حال کے ترجمے

۱ ترجمے زبان ایمھرک اور تائیگر کے جو ایبسنیا کي زبانیں ھیں — جو ترجمہ گرجا کے یا اتھیوپیا یا ایبسنیا کي قدیم زبان میں ھی جسکا ھم ابھي ذکر کرچکے ھیں وہ ترجمہ صرف گرجوں ھي کے استعمال کے لیئے منحصر ھی اور سوا پادریوں کے چند شخص اسکو سمجھتے ھیں' اس سبب سے ایم اسیلن تي جرول صاحب نے جو مقام قاھرہ میں فرانس کے کانسل ھیں ایمھرک زبان میں جو گونڈر کے دربار میں بولي جاتي ھی اور شاھي زبان ھی اور افریقہ کے اُن مشرقي حصوں کے بھي جو خط استوا کے قریب واقع ھیں یھي زبان ھی تمام بیبل کا ترجمہ کرنا چاھا ' اور تائیگر میں جو تائیگر کے بڑے صوبہ کي روز مرہ زبان ھی نتھانیال پیزس صاحب نے انجیلوں کا ترجمہ کیا *

۲ ترجمہ بلم زبان کا – افریقہ کے مغربي کنارہ پر بلم ایک بہت بڑي قوم کثرت سے ھی جس میں گرجا کي مشنري سوسئیٹي کے مشنریز نے بہت سے برسوں تک وعظ کیا — ان لوگوں کي زبان میں چاروں انجیلوں اور اعمال حواریان کا ترجمہ ہوا ھی *

۳ زبان سسو کا ترجمہ — قوم سسو بھي افریقہ کے مغربي کنارہ پر قریب سھرا لیون کے کثرت سے آباد ھی ' مذکورہ بالا سوسئیٹي کے مشنریز نے چاروں انجیلوں اور اعمال حواریان اور عہد جدید کے دیگر حصوں اور عہد عتیق کي کتني کتابوں کا اُن لوگوں کي زبان میں ترجمہ کیا *

امریکہ کي زبان میں زمانہ حال کے ترجمے – اگرچہ اُن زبانوں کي کثرت کے سبب سے جنکو شمالي امریکہ کي بت پرست قومیں بولتي ھیں یہہ معلوم ہوتا تھا کہ جو جوانمرد شخص یہہ خواھش رکھتے تھے کہ اُن لوگوں کو کتاب اقدس کے علم سے آگاہ کریں اُنکي تمنا بر نہ آوے' لیکن اس بات کي تحقیق سے یہہ ھرج رفع ھوگیا کہ وہ زبانیں ایک دوسرے سے اسقدر قربت رکھتي ھیں کہ ایک جوان جاھل باشندہ امریکہ اچھي سمجھہ والا اِن سب سے اپنے آپ کو ماھر کرسکتا ھی – مفصلہ ذیل وہ زبانیں ھیں کہ جنمیں تمام بیبل یا کچھہ حصہ اُسکا ترجمہ ہوا ھی *

۱ ورجنیا کي زبان میں بیبل کا ترجمہ پادري جان ایلیٹ صاحب نے کیا ھی – اُنکو بسبب اُنکي اُس مشقت کے جو اُنھوں نے امریکہ والوں میں مذھب عیسائي کے پھیلانے میں کي امریکہ والوں کا حواري خطاب دیا گیا *

۲ قلاویو کي زبان شمالي افریکه کے بهت سے حصه میں بولي جاتي هی ' اِس زبان میں کتاب مقدسه کے منفرق حصے ترجمه هوئے هیں *

۳ مساچوست کي زبان میں بهي مشنریز نے کچهه حصه کتب مقدسه کا ترجمه کرکے چهاپا *

۴ موهاک زبان کو علاوه اُس قوم کے جس سے اِس زبان کا نام نکلتا هی مشهور پانچ قومیں امریکه والوں کي اور قوم تسکیرورا اور ویانڈوت یا هورن بهي سمجهتے هیں — اِس زبان میں بهي کتب مقدسه کے مختلف حصے چهپے هیں *

۵ مشنریز نے زبان موهیکن میں بهي کچهه حصه بیبل کا ترجمه کیا هی ' مگر یهه نهیں معلوم هوتا هی که اُسکے چهاپنے اور مشتهر کرنے میں بهي وه کامیاب هوئے یا نهیں *

۶ زبان اسکوئي ماکس میں بیبل کے چند بهت مفید حصے ترجمه هوکر مشتهر هوئے هیں ' جو لوگ اس زبان کو بولتے هیں اُن لوگوں نے اِن حصوں کے ترجموں کو بهت احسان‌مندي سے قبول کیا *

۷ گرین‌لینڈ کي زبان میں تمام عهد جدید کا ترجمه هوا هی' اُسکے باشندوں نے اُسکو شکرگذاري سے لیا *

۸ عهد جدید کا ترجمه زبان کریولیز میں عیسائي حبشیوں کے واسطے جو امریکه کے جزیروں مقبوضه قوم ڈچ میں رهتے هیں کیا گیا تها ' اور مقام کوپن هیگن میں دنمارک کے بادشاه کے خرچ سے سنه ۱۷۸۱ ع میں مشتهر هوا *

یهه تمام حالات ترجموں کے جو میں نے اوپر بیان کئے اِن سے بخوبي ظاهر هوتا هی که ترجموں کي جن مشکلات کا میں نے ذکر کیا هی وه صرف خیالي هي نهیں هیں بلکه وه مشکلیں تمام ترجموں میں پیش آئي هیں ' اور بڑے بڑے عالموں نے جو دونوں زبانوں سے واقفیت رکهتے تهے ان مشکلات کے واقع هونے کا اقرار کیا هی ' اب میں ایک اَور ترجمه کا ذکر کرتا هوں جس سے اُن مطالب کي زیاده تر تصدیق هوتي هی *

مذهبي رومن کیتهلک سوسیئٹي نے سنه ۱۶۲۵ ع میں کتب خمسه حضرت موسی علیه‌السلام کا ایک عربي ترجمه معه لیٹن ترجمه کے چهاپا هی ' اُسکے مترجم نے اپنے ترجمه پر ایک دیباچه لکها هی جس سے معلوم هوتا هی که ترجمه میں اُسکو کیا کیا مشکلیں پیش آئیں هیں' چنانچه وه دیباچه بعینه اِس مقام پر لکهتا هوں *

| | |
|---|---|
| جو کلام که خدا پاک نے بهیجا اُسکو پہلے پہل نبیوں اور حواریوں نے اپني زبان میں لکها' هر ایک نے اُن میں سے اپنے شهر یا اپني قوم کي بولي میں' پهر اُسکے بعد مختلف زبانوں | فاما الكلام الذي انزله الله سبحانه فكتبه اولا الانبياء والرسل بلغاتهم كل واحد منهم بلغة بلدته او قومه ثم من بعدهم نقل الى السنة مختلفة ليعرف جميع الامم ما اوحى به الله لخلاصهم |

میں اُسکے ترجمے ہوئے تاکہ تمام دنیا کے لوگ
جان لیں کہ کیا وحی بھیجی الله نے اُن سب
کی نجات کو ' اور اگرچہ مقبول کیئے ہوئے
نسخہ میں لفظوں کا اختلاف تھا جیسیکہ
ہر ایک لفظ کے اصل میں بہت سے معنی
ہونیکے سبب سے لغت میں اختلاف ہوتا ہی'
لیکن اُن سبکا اُس چیز میں جو حقیقت
سے ملی ہوئی ہی ایک ہی حکم ہی' اور کوئی
چیز اُس میں حقیقت کی ضد نہیں ہی'
خصوصاً اس عام نسخہ میں جو مروج ہی
اور جس کو بڑا پاک کلیسہ رسولیہ روم کا
استعمال کرتا ہی' اور یہہ حال صرف معنوں
ہی میں نہیں ہی بلکہ اکثر لفظوں میں
بھی وہ اصلی عبرانی اور یونانی متن کے
موافق ہی' باوجود ان سب باتوں کے شاید تو
پاوے کوئی بات ناقص اور خراب کسی نسخہ
میں اُس کتاب کے کیا رومیوں کے پاس کے
نسخہ میں اور کیا اُن کے سوا اَوْر لوگوں کے
پاس کے نسخہ میں کاتبوں کی بھول سے یا
مترجموں کی کم سمجھی سے' اور اسیطرح اصل
عبرانی اور یونانی نسخوں میں بھی تھوڑا سا
نقصان اور تھوڑی سی غلطی ہی' اور بعید
نہیں کہ کتابوں میں سے کوئی کتاب گو وہ
صحیح اور کامل ہی ہو نہ پائی جاوے مگر
یہہ کہ اُس میں کچھہ غلطی یا نقصان ہو'
مگر کوئی شخص حق کو یہہ نہ کہیگا کہ
اس سبب سے وہ کتاب کی کتاب ہی خراب
اور نکمی ہوگئی' اور نسخے کتب مقدسہ کے
بہت ہیں موافق کثرت زبانوں اور جرقوں کے'
سو اگلے زمانہ سے عربی نسخہ بھی مشہور

اجمعین و انکان فی نسخةالمقبولة اختلاف
الكلمات كاختلاف اللغات لكثرةالمعاني التي لكل
واحدة من الكلمات في اصلها لاكن لكلهن حكم
واحد فيما يلي الحقيقة وليس فيه شي، مضادلها
خاصة في هذهالنسخة العامة المعروفة التي
يستعملهاالكنيسة المقدسة الرسولية الجامعة
الرومانية فانها لافي المعاني فقط بل وفي اكثر
الالفاظ يوافق المتن الاصلي اي العبراني واليوناني
ومع ذلك كله لعلك تجد شيئا ناقصا مفسودا
في بعض نسخ الكتاب المذكورة اما عندالروم
واما عند غيرهم من الطوايف من سهوالكاتبين
او من قلة اجتهادالمترجمين و كذلك في اصل
العبراني واليوناني ايضاً يكون نقص يسير او غلطا
صغير ولا يكاد يوجد كتاب من الكتب و انكان
هو صحيحا كاملا الا وفيه غلط اونقص لاكن لايقول
احد بالحق لاجل ذلك انه مطلقا كتاب مفسود
او مرفوض اما نسخ الكتب المقدسة هي كثيرة
كحسب كثرةاللغات والشعوب فكانت قديما
النسخةالعربية ايضا مشهورة تامة في الفاظها ودقة
في المعاني حين زهر في نواحي الشرق دين
المسيح ولم يكن بعد انقلبت الامور من شدة
الاحزاب والهراطقة في تلك البلدان لاكن من
بعد ماتقص هناك العلم والايمان خسرت ايضا
النسخة المذكورة وبقيت منها مصاحف قليلة
فقط وفيها غلطات كثيرة و نقصانات غريزة ذلك
من قلةالنساخ والعلماء ومن كثرة العشرمة
والجهالة فهذا السبب معا الاب المكرم المشهور
في التقى والجود المعتبر في العلم والحكمة
سركيس الهاروني من بيت الرز مطران الشام
ليهتدي الي طايفة ويقوم باحتياجها علي

هی لفظوں کے پورے هونے اور معنوں کے درست هونے میں، جب سے که مشرقي ملکوں میں دین مسیحي چمکا هی اور اب تک انقلاب امور بسبب لڑائیوں اور بربادیوں کے اُن ملکوں میں نهیں هوا تها ' لیکن جبکه وهاں علم اور ایمان ناقص هوگیا تو اُس نسخه نے بهي نقصان اُٹهایا اور صرف تهوڑے نسخے اُسکے باقي رہ گئے ' اور اُن میں غلطیاں بهت هیں اور نقصان بڑے هیں ' یهه بسبب قلت لکهنے والوں اور عالموں کے اور بسبب کثرت نادانی اور جهالت کے ' یهي سبب باعث هوا پاپا بزرگ کو که تقوی اور جودت طبع میں مشهور اور علم و حکمت میں معتبر هی یعني سرکیس هاروني خاندان رزمطوان شام کو که احسان کرے اپنے لوگوں پر اور مستعد هو اُنکي حاجت‌روائي پر موافق اپني طاقت کے اِس سبب سے که رغبت کي تهي بعضے مطارنه اور اساقفه مشرقي ملکوں نے حضرت سیدنا پاپا اربانوس آٹهویں سے وہ اُس سے اُسکا حکم چاهتے واسطے اصلاح اُس عربي نسخه کے اور اُسکے چهاپنے کے روم کبیر میں واسطے فایدہ اُنکے کنیسوں اور اُنکي رعایا کے ' پهر اجازت دي اُس پاپا نے اُن لوگوں کو ' پهر اِس کام کا متولي کیا بزرگ پیشواؤں بلند مرتبه کردینالیه کو جو متعین تهے مقدس سوسئیتي پر واسطے پهیلانے دین مسیحي کے ' پهر اُنهوں نے سمجهایا مطران سرکیس کو جسکا اوپر ذکر هوا جمع کرنیکو اپنے شهر میں بهت سے عالموں علم الهي کو اور پادریوں اور عابدوں اور عالموں اور جاننے والوں عبراني اور یوناني اور عربي

حسب قدرته بما قدكان رغبوا لبعض المطارنة والاساقفة من بلاد الشرق الى قدس سيدنا البابا اربانوس الثامن مستاذنين له في امره باصلاح النسخة العربية وبطبعها في رومية العظمى لمنفعة كنايسهم و رعاياهم فاذن البابا المذكور طلبتهم فولى هذا الامر للسادة المكرمين المتعالين الكردينالية المتوكلين على المجمع المقدس في انتشار الايمان المسيحي فاماهم فاوصوا المطران سركيس المقدم ذكره بجمع في داره كثيرا من العلماء اللاهوتيين قسوسا ورهبانا وعلمانيين و معلمي للسان العبراني واليوناني والعربي وغيرها ليصلح معهم النسخة العربية فبدوا يفعلون ذلك لغاية الاجتهاد في سنة ١٦٢٥ ع الف وستماة و خمسة وعشرين بميلاد المسيح بعون الله تعالى وتوفيقه فاختاروا من كل واحد في المصاحف العربية ما وجدوا فيه اصح واصلح وموافق المصدر العبراني واليوناني وجبروا الناقص واصلحوا الفاسد على مثل المصدر المذكور والنقل العام الذي عند الكنيسة الرومانية فكذلك ردوا على قدر طاقتهم الكتب المقدسة الى الطايفة العربية المشهورة وغيرها من الطوايف المستعمل عندهم اللسان العربي كما كانت لهم في الزمان القديم اما في هذا الامر الكبير كل سعي الناس و همم خفيف قليل فلذلك امر المجمع المقدس ان يطبع في هذا النقل المتن اللاطيني العام قبالة المتن العربي حتى يكون لكل واحد قانونا امينا يعرفه و يصلح كما بقي من العربي من نقص او غلط لم يدره المترجمون والمصلحون ثم اعلم ايها القاري الحبيب اننا في اصلاحنا هذا لو

وغیرہ زبانوں کو کہ اُن سب کے ساتھہ اصلاح
دیجاوے عربي نسخہ کو ' پھر اُنھوں نے یہہ
کام شروع کیا نہایت کوشش سے سنہ ۱۶۲۵ع
میں اللہ تعالی کي مدد اور اُسکي توفیق سے
پھر پسند رکھا اُنھوں نے ھر ایک عربي نسخہ
میں سے جس چیز کو کہ اُنھوں نے پایا
صحیح اور درست اور موافق صیغوں عبراني
اور یوناني کے ' اور درست کیا ناقص کو اور اچھا
کیا بُرے کو مانند اُن صیغوں کے اور مانند
اُس عام نقل کے جو کنیسہ رومانیہ میں ھی '
اور اسیطرح اُنھوں نے پھیرا اپني طاقت کے
موافق کتب مقدسہ کو مشہور عربي گروہ کے
پاس اور اُنکے سوا جن لوگوں کے ھاں عربي
زبان مستعمل تھي جیساکہ پہلے زمانہ میں
اُنکے لیئے تھا ' اور اِس بڑے کام میں کوشش
آدمیوں کي اور اُنکي ھمت چھوٹي اور تھوڑي
ھي اسلیئے اُس مقدس سوسئیٹي نے حکم دیا
اس نقل کے ساتھہ عام لاطیني متن کے چھپنے
کا مقابل میں عربي متن کے تاکہ ھو ھرایک
کے لیئے اچھا قاعدہ ' اور اِس سے جان لیا جاوے
اور اصلاح کیا جاوے جو کچھہ باقي رہ گیا ھو
عربي میں نقصان اور غلطي جسکو چوک
گئے ھوں ترجمہ کرنے والوں اور اصلاح دینے والوں
سے ' پس جان لے اے میرے پیارے پڑھنے والے
ھمنے اپني اس اصلاح میں نہیں ملایا ھمیشہ
اصلي متن کو لفظ بلفظ بلکہ ھمنے پیروي کي
ھي اگلے مترجموں کي عادت کي ' پس بہت
جگہہ ھمنے نگاہ میں رکھا ھي صرف مطلب
کو اور ھمنے دھیان نہیں کیا لفظوں کي
ترتیب اور اُنکي گنتي کا ' اور جہاں کہیں

نلحق دايما المتن الاصلي كلمة بكلمة بل
اقتدينا عادة التراجمة السابقين فمرات كثيرة
حفظنا الحكم فقط و تغافلنا عن ترتيب الالفاظ
و عددها وحيث كان اختلاف بين الحكم العربي
واللاطيني بغير مضرة الحق لم نران نغيرة
بشيء بل ابقينا تاويل الاولين كرامة لهم
و قد صارت لاهل الشرق العادة فيه من زمان
طويل فكان التغير يكون لهم مكروها ثم ان المتن
الاصلي ايضا قبول في خط ذلك الحكم
بالسواء و بين الحكمين اختلاف فقط بالمتضادة
و في كليهما تصديق لامور ثم معروض علوك
انفا في اسماء التي تختص بها الناس والمواضع
و تقفنا على اثار الخط العبراني و حروفه الا
ان العادة وفي اللسان العربي تارة منعتنا عن
ذلك كقولك ابراهيم عوض ابرهم و سليمان
عوض سلومة و اورشليم عوض يورشليم و مثل
ذلك فاما اسماء الاحجار والاشجار و ساير
النباتات والحيوانات ما تشابه بذلك انكان
في اللفظ شك او ريب في معناه والمترجمون
في تاويلها مختلفون فتركتها بلا تغير في المتن
العربي ثم انك في هذا النقل تجد شيأ من الكلام
غير موافق قوانين اللغة بل مضادا لها كالجنس
المذكر بدل المونث والعدد المفرد بدل الجمع
والجمع بدل المثنى والرفع مكان الجر والنصب
في الاسم والجزم في الفعل و زيادة الحروف
عوض الحركات و ماتشابه ذلك فكان سببا لهذا
كله سذاجة كلام المسيحيين فصارلهم نوع
تلك اللغة مخصوصا ولكن ليس في اللسان
العربي فقط بل في اللاطيني واليوناني والعبراني
تغافلت الانبياء والرسل والاباء الاولون عن

مطلب کا اختلاف تھا عربي و لاطيني ميں
بغير نقصان حق بات کے اسکا کچھہ بھي
بدلنا ھمنے مناسب نہيں ديکھا بلکه اسکو
رھنے ديا جسطرح بيان کيا تھا پہلوں نے
انکي بزرگي کے لحاظ سے اور ھوگئے تھے مشرق
کے رھنے والے اسيکے عادي بہت مدت سے

قياس الكلام لانه لم يرد روح القدس ان تقيد
اتساع الكلمة الالهية بالحدود المضيقة التي حدتها
الفرايض النحوية فتقدم لنا الاسرار السماوية بغير
فصاحة و بلاغة بكلمات يسيرة مستسهلة لئلا
تخص قوة البشر وحيلتهم بعمل خلاصهم العجيب
النظم و بدخول العالم في دين المسيح انتهى *

سو اسکا بدلنا انکو برا معلوم ھوتا اور جبکه اصلی متن بھي موجود ھی اپنے خط
ميں تو پھر بہه مطلب برابر ھی اور دونوں مطلبوں ميں صرف اختلاف ھی بغير تضاد
کے اور ان دونوں ميں جو بات ھی اسکي تصديق ھی، پھر تسپے يہه بھي کہا جاتا ھی نه
ھمنے ايسے ناموں کو جو آدميوں کے ليئے اور مقاموں کے ليئے خاص ھيں موقوف رکھا ھی
اوپر نشان عبراني خط کے اور حرفوں کے مگر زبان عربي کے محاورہ نے کبھي باز رکھا ھمکو
اس سے جيسے که تو کہے ابراھيم بدلے ابوھم کے، اور سليمان بدلے سلومه کے، اور اورشليم بجائے
يورشليم کے اور مانند اسکے، مگر پتھروں کے نام اور درختوں کے اور نباتات کے اور جانوروں کے
اور جو چيزيں که انکي مانند ھوں اگر لفظ ميں شک ھی، يا اسکے معني ميں تردد ھی، اور
مترجموں ميں اسکے معني بيان کرنے ميں اختلاف ھی، تو اسکو ھمنے بغير بدلنے کے عربي
متن ميں چھوڑديا ھی، پھر تو اس متن ميں پاويگا بعض کلام خلاف قاعدہ زبان کے بلکه اسکے
برعکس، جيسے مذکر بدلے موءنث کے، اور مفرد بدلے جمع کے، اور جمع بدلے تثنيه کے، اور پيش
جگہه زبر کے، اور زير اسم ميں، اور جزم فعل ميں، اور زيادتي حرف کي بدلے حرکت کے،
اور مانند اسکے، اس سب کا سبب ھی سادگي کلام عيسائيوں کي، پس ھوگئي ھی ايسي بولي
خاص انکي، اور يہه بات عربي ھي زبان ميں نہيں ھی بلکه لاطيني اور يوناني اور عبراني
ميں بھي ھی، دھيان نہيں کيا نبيوں اور رسولوں اور متقدمين بزرگوں نے کلام کے باقاعدہ بولنے
ميں، اسليئے که روح القدس نے يہه بات نہيں چاھي که کلام الہي کي وسعت کو مقيد کرے
تنگ حدوں ميں جنکو نکالا ھی قواعد نحويه نے، پھر پہنچے ھمارے پاس بھيد آسماني بغير
فصاحت و بلاغت کے لفظوں تھوڑے ميں جو آسان تھے شعر کے ليئے تاکه نه خاص ھوجاوے
قوت انسان کي اور طاقت انکي اپني نجات کے کام ميں عجيب نظم کي اور بسبب داخل
ھونے عالم کے دين مسيحي ميں *

اس ديباچه پر غور کرنے سے معلوم ھوتا ھی که اگلے اور پچھلے مترجموں کو ان ترجموں
ميں کسقدر مشکليں پيش آئي تھيں، اور يہي سبب ھی که ھم ترجموں ميں اختلاف پاتے
ھيں، با اينہمه جسقدر اختلافات که ترجموں ميں واقع ھوئے ھيں وہ ايک نہايت بہتر
قيمت چيز ھی انپر غور کرنے سے ھرايک عالم کي راے معلوم ھوتي ھی، اور خيال کيا جاتا

هی که اُس عالم مترجم نے کلام الهي کا کیا مطلب سمجها تها' پس جو لوگ که کتب مقدسه پر تحقیقات کرنے اور اصلی روشني حاصل کرنے کا اُن سے اراده رکهتے هیں اُنکو چاهیئے که اُن اختلافات تراجم کو بهت عزیز رکهیں' اور اُنپر نهایت تامل اور وقار سے غور کریں' نه یهه که اُن اختلافات سے یهه سمجهیں که در اصل کلام الهي میں اختلاف هی *

اب میں مناسب سمجهتا هوں که چند ترجموں کا جو میرے پاس بالفعل موجود هیں اور جنسے میں نے اپني تفسیر لکهنے میں مدد لی هی اُنکا ذکر اس مقام پر لکهوں *

١ انگریزي ترجمه لیٹن ولگٹ بیبل کا جسکو سواے عبري اور یوناني متنوں کے مختلف زبانوں کے اَوْر نسخوں سے مقابله کیا گیا هی جو بمنظوري ریٹ ریورنڈ ڈاکٹر ڈن رر صاحب کے بمقام لنڈن سنه ١٨٣٨ ع میں چهپا *

٢ انگریزي ترجمه بیبل کا جو اصلي زبانوں سے ترجمه هوا اور جسکو بادشاه جیمس کے حکم سے پہلے ترجموں سے خوب مقابله اور نظرثاني کرلیا گیا *

٣ عربي ترجمه بیبل کا جسکو سارا هاگسن صاحب نے بمقام نیوکیسل سنه ١٨١١ ع میں چهاپا *

٤ قلمي ترجمه عربي زبور کا بطور تفسیر کے جسپر مازني کا نام لکها هی *

کچهه تحقیق نهیں هوسکتا که یهه مازني کون هی ایا وه مشهور نحوي عالم جو سنه ٢٠٤ هجري مطابق سنه ٨١٩ ع میں مرا یا اور کوئي' زمانه تحریر بهي تحقیق نهیں هی' طرز خط سے معلوم هوتاهی که سولهویں یا سترهویں صدي کا لکها هی — جس شخص نے اول اُسکو خریدا اُسنے سنه ١٠٩٨ هجري مطابق سنه ١٦٨٦ع اُسپر لکهی هیں' مگر تعجب یهه هی — که سواے چند ورسوں کے اور کسي ورس کي مطابقت موجوده زبور سے نهیں هوتي معلوم هوتا هی که مترجم نے عربي محاوره کي زیادهتر پابندي کي هی' اور ترجمه اور تفسیر اسطرح پر ملادیا هی که کچهه تمیز نهیں هوسکتي — باایںهمه چند ورس جنکي مطابقت پائي جاتي هي اسمقام پر نقل کرتا هوں *

| ترجمة مازني | ترجمه اُردو |
| --- | --- |
| طوبى لرجل لم يسلك طرق الخطائين و لم يجلس في مجالس المستهزئين و لم يعمل باعمال المذنبين * | مبارک وه آدمي جو نهیں چلا رسته گناهگاروںکا اور نه بیٹها مجلس میں ٹهٹا کرنے والوں کي اور نه کیئے کام گناهگاروں کے * |
| ولكنه في ناموس الرب يدرس الليل والنهار * | بلکه خداوند کي شریعت میں رات دن سوچ کرتا هی * |

مثله كمثل شجرة على شط المياه توتي اكلها و تقدس ربها ناضرة اوراقها و هي سامعة مطيعة لربها *

سو اُسکي مثال اُس درخت کي مانند هی جو پانیوں کے کنارہ پر هو اور اپنے وقت پر میوے لاوے' اور خدا نے اُسکو ستھرا کیا اور سبز هیں پتے اُسکے فرمانبردار اور اطاعت کرنیوالا اپنے رب کا *

ليس كذلك المنافقون لان اعمال المنافقين تسفيها الرياح *

لیکن گناہگار ایسے نهیں کیونکه گناہگاروں کے عمل اُنکو هوا اُڑا دیتي هی *

من اجل ان الله يعلم سبيل المنافقين و سبيل المحسنين *

اسلیئے که الله جانتا هی رسته گناہگاروں کا اور رسته نیکوں کا *

۵ ترجمه عهد جدید جسکو رچارڈواٹس صاحب نے بمقام لنڈن سنه ۱۸۳۱ ع میں اُس نسخه کے مطابق چھاپا جو سنه ۱۶۷۱ ع میں مقام روم میں چھپا تھا *

۶ ترجمه عربي قلمي چاروں انجیلوں کا جسمیں یوحنا کي انجیل ناقص هی اگرچه اس کتاب کا کاغذ بهت کهنه اور جلد بهت پرانی هی مگر معلوم نهیں هوتا که کس کا ترجمه اور کب کا اور کهاں کا هی' یهه نهایت غالب هی که یهه نسخه چاروں انجیلوں کے اُس نسخه سے جو روم میں سنه ۱۶۷۱ ع میں چھپا نقل هوا هو - چار چیزیں اسکي قابل اطلاع هیں' اول یهه که یهه نسخه عهد جدید کے اُس نسخه سے جو لنڈن میں سنه ۱۸۳۱ ع میں چھپا بهت مطابق هی - دویم اسمیں ورسوں کا نشان نهیں هی - سویم اس نسخه میں به نسبت موجوده بیبل کے عهد جدید کے زیاده باب هیں' غالباً اِسکے بابوں کي تقسیم نسخه مطبوعه سنه ۱۶۷۱ ع کي تقسیم سے مطابق هی - چنانچه هر انجیل کے بابوں کا شمار اِس مقام پر لکھا جاتا هی - انجیل متی ۱۰۱ باب' انجیل مارک ۵۴ باب' انجیل لوک ۸۹ باب' انجیل یوحنا تمام نهیں هی ۹۱ باب سے زیاده هیں' موجوده انجیل یوحنا کے چھٹے باب کي ساتھویں آیت تک هی - چهارم اِس ترجمه میں هرایک انجیل کے سرے پر ایک عبارت لکھي هوئي هی که وه عبارت کسي موجوده بیبل کي انجیلوں میں نهیں پائي جاتي هی' اسلیئے اُن چاروں عبارتوں کو بجنسه نقل کرتا هوں *

## انجیل مقدس متی

بشارة يسوع المسيح كتاب مار متى واحد من اثني عشر من تلامذة *

## انجیل مقدس مارک

بسم الاب والابن والروح القدس الا له الواحد بشارة الاب بطريرك الرسول القديس ماري مرقس الانجيلي *

## انجيل مقدس لوک

بسم الاب والابن والروح القدس الا له الواحد بشارة الاب الفاضل لوقا الانجيلي *

## انجيل مقدس يوحنا

بسم الاب والابن والروح القدس الا له الواحد بشارة القديس الجليل التلميذ الرسول يوحنا ابن زبدي حبيب ربنا يسوع المسيح *

ياد رکھنا چاهيئے که عهد جديد کے اس ترجمه کے نسخه کو ميں اپني تفسير ميں عربي نسخه عهد جديد سنه ١٦٧١ ع کے نام سے هميشه بيان کرونگا *

٧ فارسي ترجمه کتب عهد عتيق کا جسکو بحکم اسکاتليند کي مذهبي مجلس کے ولیم گلن صاحب نے اصل عبري متن سے ترجمه کيا اور بمقام ايڈنبرا سنه ١٨٤٥ ع ميں چهاپا *

٨ فارسي ترجمه کتب عهد عتيق کا جسکو ريورنڈ طامس رابنسن صاحب آرچ ڈيکن مدراس نے ترجمه کيا اور سنه ١٨٣٨ ع ميں بمقام کلکته چهاپا *

٩ ترجمه کتب خمسه موسي کا جسکو ريورنڈ طامس رابنسن صاحب نے اصل عبري سے ترجمه کيا بمقام کلکته سنه ١٨٢٨ ع ميں چهاپا *

١٠ فارسي ترجمه زبور کا جو اصلي عبري سے هوا اور جسکو رچرڈ وائس صاحب نے بمقام لندن سنه ١٨٣٥ ع ميں چهاپا *

١١ فارسي ترجمه زبور کا جسکو ريورنڈ طامس رابنسن صاحب نے ترجمه کيا اور بمقام کلکته سنه ١٨٣٨ ع ميں چهپا *

١٢ فارسي ترجمه عهد جديد کا جسکو هنري مارٹن صاحب نے ترجمه کيا اور سنه ١٨٢٨ ع ميں بمقام کلکته چهپا *

١٣ فارسي ترجمه هنري مارٹن صاحب کا جو بمقام کلکته سنه ١٨٣٢ ع ميں چهپا *

١٤ اُردو ترجمه بيبل کا جو رومن کيرکٹر ميں هي جسکو وليم گلوز صاحب وغيره نے بمقام لندن سنه ١٨٦٢ ع ميں چهاپا *

١٥ اُردو ترجمه بيبل کا جو رومن کيرکٹر ميں بمقام مرزا پور سپرنٹنڈنٹ ميتهر صاحب نے سنه ١٨٤٥ ع ميں چهاپا *

١٦ اُردو ترجمه عهد عتيق کا جو بمقام کلکته سنه ١٨٤٢ ع يا سنه ١٨٤٣ ع ميں چهپا *

١٧ اُردو ترجمه عهد جديد کا جسکو هنري مارٹن صاحب نے ترجمه کيا اور بمقام لندن سنه ١٨١٩ ع ميں چهپا *

۱۸ اُردو ترجمہ عہد جدید کا جو کلکتہ کے بپٹسٹ مشنریز نے ترجمہ کرکے بمقام کلکتہ سنہ ۱۸۳۹ ع میں چھاپا *

۱۹ اُردو ترجمہ عہد جدید کا جو بمقام کلکتہ سنہ ۱۸۴۴ ع میں چھپا *

۲۰ اُردو ترجمہ عہد جدید کا جو بمقام لنڈن سنہ ۱۸۹۰ ع میں چھپا *

کتب مقدسہ کے ترجمے بہت زبانوں میں ہوئے ہیں' اور حق یہہ ہی کہ دنیا میں اَور کوئي کتاب ایسي نہیں ہی جسکے اسقدر مختلف زبانوں میں ترجمے ہوئے ہوں' چنانچہ اِس مقام پر ایک کتاب میں سے جسکا نام بیبل ہرزمین ہی اُن تمام زبانوں کي فہرست جن میں کتب مقدسہ کا ترجمہ ہوا ہی درج کرتا ہوں — اِس فہرست میں اُن زبانوں کو آٹھہ جماعتوں میں تقسیم کیا ہی جنمیں سے ہر جماعت میں ایک مقدم زبان معہ اُن زبانوں کے ہی جو اُس سے نکلي ہیں *

واضح ہو کہ جن زبانوں میں کتب مقدسہ کا ترجمہ کرنا تجویز کیا گیا تھا یا خیال میں تھا مگر پورا نہیں ہوا یا رایج نہیں ہوا اُن زبانوں کے ناموں کو باریک حرفوں میں چھاپا ہی *

## پہلي جماعت

### مانو سیلیبک

چیني
برمي
اراکاني یا رکھنگ
سیامي
لاوس یالا
کیم بوجي
انامي
پیگوئي یا تالین یا مان
کارن
مني پوري
کہاسي
تبتي
لپکا

## دوسري جماعت

### شیمیٹک

پراني عبري
نئي عبري
سامري
کالڈي
سریا
سریا کي کالڈي
حال کي سریا
کارشن
عربي
افریقي عربي
اتھوپیا
ٹائیگر
ایمہرک

## ٽيسري جماعت

### انڊويورپين

#### ( الف ) خاندان ميڊوپرشين

فارسي
پشتو يا افغاني
بلوچي
پوراڻي آرميني
نئي آرميني
ارارت آرميني
کردي
آسي ٽنين

#### ( ب ) خاندان شينسڪرت

شينسڪرت
پالي
اردو
هندوي
برج يا برج ڀاشا
قنوجي
ڪشالي
بگهيل کهنڊي
مرواڙي
بنديل کهنڊي
بگهيل کهنڊي
اوجيني
هروتي
اوڌے پوري
مارواڙي
جيپوري
ميٿلا واڙي

## ٽيسري جماعت

### ( تکمله )

بيڪانيري
بٽانيري
بنگالي
مگڌهي
ترهتي يا متهلي
اسامي
اوريا يا اوڙيسه
ڪڇي
سنڌي
ملتاني
پنجابي
جلبو
ڪاشميري
نيپالي
پلپا
ڪماؤني
گڙهوالي يا سري نگري
گجراتي
مرهٽي
ڪانڪني
رامسي يا جيسي
تامول
تلنگا يا تلگو
ڪرناٽي يا ڪناري
تولو
ملايالم
سنگالي
مالديوي

## تيسري جماعت
(تتمه)

(ت) خاندان سلٽڪ

ويلش
ڪهالڪ
آئرش
مينڪس
برٽن يا آرموري ڪن

(ٿ) خاندان ٽيوٽانڪ

گاٿڪ
قديم سيڪسن
اينگلو سيڪسن
انگلش
فليمش
ڊچ
ايلميٽڪ يا پوراڻي جرمني
جرمني
آئيسلينڊڪ
ڊينش
سوئيڊش
نارويز

(ٽ) خاندان گريڪو لاطيني

پوراڻي يوناني
نئين يوناني
رومي
فرانسيسي
اسپيني
پرتگالي
اٽالين
ڊاڪو رومينا يا ويليڪين
پرراوينڪل يا رومانش
والڊينس
پيڊماٿنيز

## تيسري جماعت
(تتمه)

رومينيز
ڪيٽيلن
زبان ٽالوس

(ح) خاندان ٿريڪو ايلرين

ايلبينين

(خ) خاندان اسلاوانڪ

اسلاوانڪ
روسي
لينش يا ليوولين
پولش
لٿهوايفين
سيموجٽين
اوپر ڪي وينڊش
نيچي ڪي وينڊش
هنگري ڪي وينڊش
بوهيمين
ڪارنيولن
ڪروشين يا ڊلميشين سروين
بلگيرين
باسنين

## چوٿين جماعت

اگروتاتار

(الف) خاندان يورس ٽيرين

فرنچ باسڪ
اسپينش باسڪ يا اسڪيوايرا

(ب) خاندان فنش

فنش
ليپونيز
ڪوائينين يا نارويجن ليپ لينڊش
هنگرين
ڪاري لين

## چوتھي جماعت
( تتمہ )

تلریت استھانون

ویول استھانین

اسکومسھن

مارتي ویفین یا مارتوین

زیرین یاسرینین

اوارنتھزین

واگولین

استي ایکن یا آست جیکان

واقیجین یا وات جیکین

( ت ) خاندان تنگوسین

منچو

تنگوسین

( ث ) خاندان مانگولین

مانگولین

کالمک

بریت

( ج ) خاندان ترکش

ترکي

کاراس یا ترکي تاتار

اورن برگ تاتار

کریمین تاتار

ترینس کاکیشین تاتار

اسکوویسچین

( ح ) خاندان کاکیشین

جارجین

( خ ) خاندان سیمونیڈي

سیمونیڈي

## چوتھي جماعت
( تتمہ )

( د ) خاندان اُن زبانوں کا جو مشرقي ایشیا اور کوریہ کے جزیروں میں بولي جاتي ہیں

جاپاني

لوچوآن

ایلیوشین

کورین

## پانچویں جماعت
پولي نیسین یاملاین

ملایا

نیچے کي ملایا

فارموسا

جوانیس

ڈجک

پاتا

بیما

بوجس

میکوسر

ھوائي

تہتي

راروٹونگا

مارکوئیسن

تونگا

نیوزیلینڈ یا ماوري

میلا گاسي

ساموآن

فیجین

نیوسئوتھہ ویلز کي ایباري جینل

## ڇهين جماعت

### افريقن

ڪاينڪ
سهڊڪ
باشمورڪ
بوبر
ڪهدمسي
مان ڊنگو
جارف
سسو
بلم
شربرو
ياريبا يا ياروبا
هاسا
تيماني
باسا
گريبو
ايڪرا
فانٽي
اشانٽي يا اوجي
ديوا
اسوبو
فرنين ڊين
يونگ وي
سيڪوآنا
سسوتا
ڪافر
نماڪوا
ڪا
ڪسواهيلي
ڪيڪمبا
ڪنيڪا

## ستين جماعت

### امريڪن

اسڪرنماڪس
گرين لينڊس
ويرگينين
مهسي چوسٽ انڊين
موهيگن
ڊلاوير
ڪري
چيپي وي يا اوجبوي
اوٽا وا
پاناواتومي
مڪميڪ
ابينا ڪوني
شرانو
موهاڪ
سنيڪا
چروڪي
چوڪٽا
ڊڪوٽا يا سي اوڪس
آئي اروا
پاني
ميڪسي ڪن
آٿرمي
فرانسڪو
مسٽڪي ڪو
نهواٽڪا
مورآڪي
سفلسڪوئيڪو
پروين يا ڪيچرا

| آتھویں جماعت | ساتویں جماعت |
| --- | --- |
| مخلوط یا پٹائوس زبانیں | ( تتمہ ) |
| مال تیز | ای مارا |
| جوڈیواسپینش | کوارتی |
| جویش جرمن | پوپزیلی |
| جوڈیوپولش | کارف یا کارب |
| کریولیز | اراوک |
| نیگرو زبان سرینم | |
| نیگرو زبان کریکوا | |
| انڈوپور چوگیز | |

# المقدمة العاشرة

## مسلمانوں کے مذہب میں ناسخ و منسوخ کیا ہے

اول یہہ بات جان لینی چاہیئے کہ جسقدر مذہب دنیا میں ہیں اُن سب میں ناسخ اور منسوخ احکام پائے جاتے ہیں، اگرچہ یہودی حضرت موسیٰ علیہ‌السلام کی شریعت کو ابدی بتاتے ہیں لیکن اُنکو اسبات کا اقرار کرنا ناگزیر ہی کہ اُس سے پہلے کی شریعت بھی خدا کی طرف سے تھی اور اُسکے بعض احکام بحضرت موسیٰ کی شریعت سے منسوخ ہوگئے *

اکثر عیسائیوں نے اور مسلمانوں میں کے بعض فرقوں نے احکام الٰہی کے منسوخ ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ خدا کے احکام میں ناسخ اور منسوخ ہونا خدا تعالیٰ کے تقدس کے برخلاف ہی، مگر جو لوگ کہ کتب سماویہ پر اعتقاد رکھتے ہیں خواہ یہودی خواہ عیسائی خواہ مسلمان اُنکو کچھہ چارہ نہیں ہی بجز اِسکے کہ وہ اقرار کریں کہ بلاشبہہ احکام الٰہی میں ناسخ اور منسوخ ہی، چنانچہ ہم چند مثالیں بیان کرتے ہیں جنسے ناسخ و منسوخ کا احکام الٰہی میں ہونا ثابت ہوتا ہی *

۱ † حضرت موسیٰ علیہ‌السلام نے اجازت دی کہ بعد نکاح کے اگر کسی سبب سے جورو ناپسند ہو تو اُسے طلاق دے اور طلاقنامہ لکھدے، حضرت عیسیٰ علیہ‌السلام نے اُسکو منسوخ کیا اور فرمایا ‡ کہ بجز زنا کے اَور کسی سبب سے طلاق دینا درست نہیں *

---

† استثناء ۲۴ — ۱

‡ متی ۵ — ۳۱

۲ حضرت آدم علیہ السلام کی † شریعت میں حلال جانور چرند و پرند کا خون و چربی بھی حلال تھی ‡ حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت میں وہ حکم منسوخ ہوا اور خون جانوروں کا حرام ہوا § حضرت موسیٰ کی شریعت میں وہ حکم بھی منسوخ ہوا اور خون اور چربی اور سور اور بعض اقسام جانوروں کے حرام ہوئے *

۳ حضرت ابراهیم کی ‖ شریعت میں سوتیلی بہن سے نکاح درست تھا حضرت موسیٰ کی ¶ شریعت میں یہہ حکم منسوخ ہوا *

۴ حضرت یعقوب کی شریعت میں حقیقی دو بہنوں سے ایک کے جیتے جی * نکاح کرنا درست تھا حضرت موسیٰ کی شریعت میں منسوخ ہوا *

۵ پہلی شریعتوں میں پھوپی سے ⸸ نکاح درست تھا حضرت موسیٰ کی شریعت میں منسوخ ہوا ⸸⸸ اور علی هذا القیاس اور بہت سے احکام هیں جو منسوخ هوگئے، مگر بحث هی دو باتوں میں ایک یہہ که نسخ کے معنی کیا هیں دوسرے یہہ که نسخ کس چیز میں هوتا هی *

جاننا چاهیئے که نسخ کے لفظ کے ظاهری معنی یہہ سمجھہ میں آتے هیں که جو حکم پہلے دیا گیا تھا یا جو کام پہلے کیا گیا تھا اُسمیں کچھہ نقصان معلوم هوا یا اُس سے زیادہ اچھا حکم سمجھہ میں آیا اسلیئے اُس پہلے حکم کو منسوخ کرکر دوسرا حکم جاری کیا، مگر یہہ معنی نسخ کے هم مسلمانوں کے نزدیک هرگز نہیں هیں بلکه اِسکو خدا کے تقدس کے برخلاف سمجھتے هیں اور جو شخص ایسا اعتقاد رکھے اُسکو کافر جانتے هیں *

هم مسلمانوں کے مذهب میں نسخ کے معنی صرف گذرجانے میعاد ایک حکم کے هیں خواہ وہ میعاد پہلے سے معلوم هو خواہ نہو، مثلاً اگر حکم دیا جاوے که فلاں کام ایک برس تک کیا جاوے تو جب وہ میعاد گذرجاویگی تو کہینگے که وہ حکم منسوخ هوگیا مگر درحقیقت وہ منسوخ نہیں هوا بلکه پورا هوا صرف اِتنی بات هوئی که اُسکے بجالانیکی میعاد باقی نرهی *

---

† پیدایش ۱ — ۳۰
‡ پیدایش ۹ — ۳
§ استثنا ۱۴ — ۹ اشعیاہ ۱۱ — ۴ لغاویت ۸
‖ پیدایش ۲۰ — ۱۲
¶ احبار ۱۸ — ۹ — ۲۰ — ۱۷ استثنا ۲۷ — ۲۲
* پیدایش ۲۹ — احبار ۱۸ — ۱۸
⸸ خروج ۶ — ۲۹
⸸⸸ احبار ۱۸ — ۱۲ — ۲۰ — ۱۹

یا مثلاً ایک طبیب حاذق نے جسکي تشخیص اور تجویز اور تدبیر میں کسیطرح کي غلطي کا احتمال بھي نہیں ایک مریض کے لئیے پہلي دفعہ ایک دوا تجویز کي اور اُسکو یہہ نہ بتایا کہ کب تک اُسکو استعمال میں لاوے، مگر وہ طبیب پہلے سے خوب جانتا تھا کہ اِتنے دنوں تک جب یہہ مریض اِس دوا کو استعمال کرلیگا تو اُسکا مزاج دوسري دوا کے دینے کے لایق ہوگا، جب وہ دن گذر گئے اور اُسکا مزاج دوسري دوا کے استعمال کے لایق ہوا اُس طبیب نے وہ دوسري دوا اُسکو بتادي اور پہلي دوا کے استعمال کو منع کردیا، ظاہر میں پہلي دوا کا استعمال منسوخ کیا، مگر درحقیقت منسوخ نہیں ہوا بلکہ طبیب نے صرف پہلي دوا کے استعمال کي میعاد بتادي *

پس حقیقت میں کوئي حکم خدا کا منسوخ نہیں ہوتا، اُنکو منسوخ کہنا صرف ایک اصطلاح ہی، یہاں تک کہ جو حکم اب منسوخ ہوگئے ہیں اگر فرض کیا جاوے کہ اِس زمانہ کے آدمیوں کا ایسا حال اور ایسي طبیعت ہوجاوے جو اُس زمانہ کے آدمیوں کي تھي جب وہ حکم جاري تھے تو اب بھي سب کو اُنھي حکموں پر چلنا پڑیگا، جیسیکہ فرض کرو کہ اُس بیمار کو پھر وھي مرض شروع ہو جو پہلے ہوا تھا تو اُسکو وھي دوا استعمال کرني پڑیگي جسکا اسنے پہلي دفعہ استعمال کیا تھا *

یہہ مذہب ہم مسلمانوں کا جو نسخ کے باب میں ہی بالکل حضرت مسیح علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق ہی، جبکہ طلاق کے باب میں آپ نے فروسیوں سے فرمایاکہ † "موسی نے تمھاري سختي دلي کے سبب تمکو اجازت دي کہ اپني جورو کو چھوڑ دو پر ابتدا میں ایسا نہ تھا" اس سے صاف پایا جاتا ہی کہ وہ حکم خدا کا اُس زمانہ کے لوگوں کے مزاج کے مناسب تھا، جب حضرت مسیح علیہ السلام کے آنے سے دلوں میں رحمت اور شفقت پیدا ہوئي تو اُسوقت دوسري دوا کا استعمال کیا گیا یعني طلاق دینے کا حکم منسوخ ہوگیا *

باقي رھي دوسري بات اُسکي نسبت ہم مسلمانوں کا یہہ مذہب ہی کہ تمام انبیاء نے جسقدر صفات خدا تعالی کي بیان فرمائي ہیں، اور حالات قیامت کے بتائے ہیں، یا جو گذشتہ واقعات کي خبریں دي ہیں، یا جو آیندہ کے واقعات کي پیشین گوئي کي ہی، اُسمیں کبھي نسخ نہیں ہوسکتا، اور اسیطرح جو دعائیں کہ انبیاء نے خود مانگیں یا اُنکے مانگنے کي اجازت دي، یا جو مناجاتیں خدا کے سامنے اُنھوں نے کیں یا کرنے کي اجازت دي، اُنمیں بھي کسیطرح پر نسخ نہیں ہوسکتا اور اسیطرح جو اصلي مقصد انبیاء کے بھیجنے سے ہی جسپر انسان کي نجات ابدي موقوف ہی، یعني خدا کو واحد جاننا، اور اُسکي عبادت کرنا، اور اپني روح کو بري باتوں سے پاک کرنا، اور جو صفتیں خدا کي ذات میں ہیں اُن صفات کو بقدر طاقت بشري اپنے میں پیدا کرنا اُسمیں بھي کسیطرح نسخ نہیں ہوسکتا، صرف باقي رہ گئي یہہ بات کہ خدا کي عبادت کسطرح پر کي جاوے اور اپنے نفس

† متی ۱۹ — ۸ — مارک ۱۰ — ۵

میں کسطرح پر وہ صفات پیدا کی جاویں اس میں البتہ نسخ کا احتمال ہی، مگر انہی معنوں میں جو اوپر مذکور ہوئے کیونکہ رفتہ رفتہ انسان کی عقل اور اسکا علم روز بروز ایک حد تک ترقی پاتا ہی، پس ضرور ہی کہ جب تک طریقہ اُن صفات کے حاصل کرنے کا غایت حد تک نہ پہونچ جاوے اُس وقت تک اُس طریقہ میں ترقی ہوتی رہے *

اب سمجھنا چاہئے کہ جو لوگ یہہ بات سمجھتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کے مذہب میں یہہ بات ہی کہ زبور کے آنے سے توریت، اور انجیل کے آنے سے زبور، اور قرآن کے آنے سے انجیل اس مراد سے منسوخ ہوگئی کہ اُنمیں کچھہ نقص تہا، یہہ اُنکی سمجھہ محض غلط ہی، نہ ہم مسلمانوں کے مذہب میں یہہ بات ہی، نہ ہمارا یہہ اعتقاد ہی، اور اگر کوئی جاہل مسلمان اسکے برخلاف کہے تو وہ اپنے مذہب اور اپنے مذہب کے احکام سے واقف نہیں *

الحمدللہ کہ میری تفسیر کے مقدمات تمام ہوئے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم *

# تبئین الکلام

فی

# تفسیر التوراة والانجیل علی ملة الاسلام

حصہ دوم

## توریت مقدس

حضرت موسی علیہ السلام کی کتابوں میں سے پہلی کتاب

مسمی بہ

## کتاب پیدایش

از باب اول تا باب یازدہم

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

## دیباچہ عہد عتیق

بیبل یونانی لفظ ہی اور اُسکے معنی کتاب کے ہیں' مگر اب یہہ لفظ ہرایک کتاب پر نہیں بولا جاتا بلکہ خاص اُس کتاب پر بولا جاتا ہی جسمیں خدا کی بہیجی ہوئی وہ وحیاں لکہی گئی ہیں جو انبیاء بنی اسرائیل اور حضرت مسیح علیہ السلام اور اُن کے حواریوں کو پہونچیں *

اسکریپچرز جمع ہی اسکریپچر کی اور اُسکے معنی ہیں تحریروں کے' یہہ لفظ لیٹن معنی رومی لفظ سے نکلا ہی' لیٹن میں اسکو اسکریپچرا کہتے ہیں اور وہ مشتق ہوا ہی اسکریبو جسکے معنی ہیں تحریر کے ' مگر اب یہہ لفظ بہی ہرایک تحریر پر نہیں بولا جاتا بلکہ خاص اُنہیں پاک تحریروں کے لیئے کہا جاتا ہی جنمیں خدا کی بہیجی ہوئی وہ وحیاں لکہی گئی ہیں جو انبیاء بنی اسرائیل اور حضرت مسیح علیہ السلام اور اُن کے حواریوں کو پہونچیں ' پس بیبل اور اسکریپچرز دونوں لفظوں سے ایک ہی مراد ہی *

علماء مسیحی نے بیبل یا اسکریپچرز کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہی ' ایک اولڈٹسٹمنٹ جسکے معنی ہیں پرانے عہد نامہ کے اور جسکو کہا جاتا ہی عہد عتیق' دوسرا نیوٹسٹمنٹ جسکے معنی ہیں نیا عہد نامہ اور جسکو کہا جاتا ہی عہد جدید *

عہد عتیق میں وہ کتابیں داخل ہیں جو قبل حضرت مسیح علیہ السلام کے انبیاء بنی اسرائیل کو ملیں ' اور عہد جدید میں وہ کتاب ہی جو حضرت مسیح کو دی گئی معہ اُن ناموں اور رسالوں کے جو اُنکے حواریوں نے لکہے *

علماء عیسائی عہد عتیق کی کتابوں کو ۳۹ شمار کرتے ہیں ' اور بہ ترتیب زمانہ تحریر کے اُنکو بیبل میں شامل کرتے ہیں ' مگر یہودی عالم اُنکو بہ تعداد عبری زبان کی الف بے کے حرفوں کے بائیس شمار کرتے ہیں اور کئی کئی کتابونکو ایک کتاب گنتے ہیں ' اور اُنکو تین سلسلوں میں منسلک کرتے ہیں — اُنکا شمار اور اُنکے سلسلے اسطرح پر ہیں *

پہلے سلسلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پانچ کتابیں ایک کتاب میں تہیں جسکو وہ قانون کہتے تہے *

| | |
|---|---|
| ۱ کتاب پیدایش | ۴ کتاب اعداد |
| ۲ کتاب خروج | ۵ کتاب استثنا |
| ۳ کتاب احبار | |

دوسرے سلسلہ میں تیرہ کتابیں تھیں اور اُنکو پرافتس یعنی کتب پیغمبران کہتے تھے *

۱ کتاب یوشع
۲ کتاب قضات معہ روث } ایک کتاب میں
۳ دونوں کتابیں شموئیل کی ایک کتاب میں
۴ دونوں کتابیں سلاطین کی ایک کتاب میں
۵ کتاب عزرا
۶ کتاب نحمیا } ایک کتاب میں
۷ کتاب استیر
۸ کتاب ایوب
۹ کتاب اشعیاہ
۱۰ دونوں کتابیں یرمیاہ کی ایک کتاب میں
۱۱ کتاب حزقیل
۱۲ کتاب دانیال
۱۳ بارہ کتابیں چھوٹے † پیغمبروں کی ایک کتاب میں
یعنی * هوشع * یوئیل * عاموص * عوبدیاہ * یوناہ * میکاہ * ناحوم * حبقوق * صفنیاہ * حکی * زکریاہ * ملاکی *

تیسرے سلسلہ میں چار کتابیں تھیں جسکو یہودی کتبیم کہتے ہیں اور یونانی میں ھیجیو گریفا *

۱ زبور
۲ امثال سلیمان
۳ کتاب واعظ
۴ غزل الغزلات
} ایک کتاب میں

اِن کتابوں کو یہودی بعضے صرف زبور بھی کہتے تھے اسلیئے کہ سب سے اول جو کتاب ہے اُسکا نام زبور تھا *

زمانہ حال کے یہودی عہد عتیق کی کتابوں کی تعداد چوبیس گنتے ہیں اور چار سلسلوں میں منسلک کرتے ہیں *

اول قانون جسمیں پانچ کتابیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہیں *

۱ پیدایش
۲ خروج
۳ احبار
۴ اعداد
۵ استثنا

دوسرے اگلے پیغمبروں کی کتابیں جنمیں یہہ کتابیں شامل ہیں

۶ یوشع
۷ قضات
۸ دونوں کتابیں شموئیل کی
۹ دونوں کتابیں سلاطین کی

---

† چھوٹے پیغمبروں سے یہہ مراد ہے کہ اُنکی کتابیں چھوٹی تھیں اور یہہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اَور پیغمبروں سے کمتر تھے

تیسرے پچھلے پیغمبروں کي کتابیں جن میں یہه کتابیں داخل هیں اور یہه دونوں قسم نبیئیم کہلاتي هیں

۱۰ اشعیاه
۱۱ یرمیاه
۱۲ حزقیل
۱۳ بارہ چھوٹے پیغمبر

چوتہے کتبیم یا هیجیو گریفا جن میں یہه کتابیں شمار هوتي هیں

۱۴ زبور
۱۵ امثال سلیمان و غزل الغزلات
۱۶ ایوب
۱۷ روث
۱۸ نوحه یرمیاه
۱۹ واعظ
۲۰ استهر
۲۱ دانیال
۲۲ عزرا
۲۳ نحمیاه
۲۴ دونوں کتابیں تاریخ کي

معلوم هوتا هی که علماء مسیحي بهي عهد عتیق کو تین حصوں میں تقسیم کرتے هیں *

اول قانون جس میں پانچ کتابیں حضرت موسیٰ علیه السلام کي داخل هیں

۱ کتاب پیدایش
۲ کتاب خروج
۳ کتاب احبار
۴ کتاب اعداد
۵ کتاب استثنا

دویم بارہ کتابیں مورخوں کي

۱ کتاب یوشع
۲ کتاب قضات
۳ کتاب روث
۴ اول شموئیل
۵ دویم شموئیل
۶ اول سلاطین
۷ دویم سلاطین
۸ اول تواریخ ایام
۹ دویم تواریخ ایام
۱۰ کتاب عزرا
۱۱ کتاب نحمیا
۱۲ کتاب استهر

سویم بائیس کتابیں نظم و نثر انبیا کي

۱ کتاب ایوب
۲ زبور داود
۳ امثال سلیمان
۴ واعظ سلیمان
۵ سرود سلیمان
۶ کتاب اشعیاه
۷ کتاب یرمیاه
۸ نوحه یرمیاه
۹ کتاب حزقیل
۱۰ کتاب دانیال

خداوند اپنے خدا کے عہد کے صندوق کے پہلو میں رکھو تا کہ وہ تمہارے برخلاف شاہد رہے ' پس توریت اُسی وقت سے قبۃالضمان میں تھی اُسکے بعد جب بنی اسرائیل بیابان سے نکل کر کنعان میں آباد ہوئے' اور جب حضرت سلیمان علیہ‌السلام نے بیت‌المقدس یا مسجد اقصیٰ تعمیر کی جسکو اُورشلیم یا یروشلیم یا جروشلیم کہتے ہیں تو وہ کتاب معہ اور تمام تبرکات اور تابوت سکینہ کے وہاں رکھی گئی' اور حضرت سلیمان نے فرمایا کہ اُسکے بعد جسقدر اَور کتابیں نبیوں کی لکھی گئی ہیں وہ بھی اُسی مقدس جگہہ میں رکھی جاویں' اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ تمام کتابیں یوناہ اور عاموص اور ہوشیع اور یوئیل اور میکاہ اور ناحوم اور صفنیاہ اور یرمیاہ اور حبقوق اور عوبدیاہ پیغمبروں کی جو بابل کی قید سے پیشتر لکھی گئی تھیں وہ سب بیت‌المقدس میں رکھی گئی تھیں *

سنہ ۵۸۸ قبل مسیح میں بخت نصر نے بیت‌المقدس کو جلا دیا ' اب یہہ بات تحقیق نہیں ہی کہ اُس آفت میں وہ قلمی نسخے بھی جلگئے یا نہیں' مگر علماء عیسائی بہت سے معتمد دلیلوں سے ثابت کرتے ہیں کہ وہ نسخے بالکل معدوم نہیں ہوئے تھے بلکہ خواہ وہ اصلی نسخے یا اُنکی نقلیں بچ گئی تھیں *

† وہ کہتے ہیں کہ اول تو اُس زمانہ کے لوگ یا وہ پیغمبر جو اُسکے بعد ہوئے کتب مقدسہ کے جل جانے یا معدوم ہوجانے کی کچھہ شکایت نہیں کرتے' دوسرے یہہ کہ بخت نصر نے بیت‌المقدس کے خزانوں کو ادب کے لیئے مقدس سمجھہ کر بیت‌المقدس میں محفوظ رکھا تھا ' اسلیئے غالب ہی کہ یہہ اصلی نسخے بھی اُس میں بچ گئے ہوں بالتخصیص اِس وجہہ سے کہ بخت نصر یہودی مذہب سے خاص دشمنی نرکھتا تھا — باوجود ان سب باتوں کے اگر یہہ قبول کرلیں کہ وہ اصلی کتابیں بیت‌المقدس کے ساتھہ برباد ہوگئی تھیں تو بھی یہہ بات یقینی ہی کہ اُس وقت میں اُن کی بہت سی نقلیں تھیں' اور اِس بات میں کچھہ شک نہیں ہوسکتا ہی کہ اُن میں سے چند کتابوں کو یہودی بابل کو لیگئے ہوں اور باقی یہودیہ میں رہگئی ہوں — کتب مقدسہ کی اس قدر تعظیم تھی اور ایسے دور دراز مقاموں میں پھیل گئی تھیں کہ اُن سب نسخوں کے ضایع یا تلف ہوجانے کا امکان نہیں تھا -- علاوہ اسکے کتاب دانیال باب ۹ — ۱۰ ۱ و ۱۳ سے پایا جاتا ہی کہ زمانہ قید میں توریت کا نسخہ موجود تھا ' اور کتاب نحمیا کے باب آٹھویں سے پایا جاتا ہی کہ قید کے تھوڑے دنوں بعد حضرت عزراؑ نے لوگوں کو توریت صرف سنائی اور سمجھائی ہی نہیں بلکہ حضرت موسیٰ کے قانون اور رسومات کے بموجب تمام الہیہ پرستش اور تمام قربانیوں کو جاری کیا تھا'' پس اُسوقت میں توریت کا کم سے کم ایک صحیح نسخہ ضرور ہوگا' کیونکہ اِسبات کا یقین نہیں ہوسکتا کہ اُنہوں نے ایسی عبادت کے ازسرنو قایم کرنے کا قصد کیا ہو

† تفسیر ڈانلی جلد ۲ صفحہ ۳۰

جس میں سب چھوتي چھوتي رسومات جنکو حضرت موسی نے مقرر کیا تھا واجب التعمیل خیال کیجاتي تھیں اور اگر اُن سے ذرا بھي انحراف ھوتا تھا تو نہایت بےادبي کلام الہي کي سمجھي جاتي تھي؛ پس یہه سب باتیں کیونکر ھوتیں اگر حضرت عزرا کے پاس خواہ اصلي نسخه توریت کا خواہ ایک ایسي نقل جسکي صحت پر لوگوں کے دلوں میں کچھه شک نه تھا حقیقت میں نہوتي *

یہودیوں کے مذھب میں ایک ایسي روایت ھی جسپر کوئي اعتراض نہیں کرتا؛ وہ یہه ھی که بیت المقدس کے دوبارہ بننے کے تقریباً پچاس برس بعد حضرت عزرا نے باتفاق علماے یہود نے کتاب ھاے اقدس کا ایک مجموعه بنایا که جس میں یہودیوں کے قید میں جانے کے وقت سے یہه کتابیں بڑہ گئي تھیں؛ نوحه یرمیاہ؛ کتاب حزقیل؛ کتاب دانیال؛ کتاب حگي؛ کتاب زکریاہ؛ جو که حضرت عزرا کو خود الہام ھوا تھا اسلیئے یقین کرنا چاھیئے که جو کچھه اُسکي ھدایت سے کیا گیا تھا وہ سب صادق تھا؛ اس اصلي مجموعه میں جو بموجب قدیم رسم کے بیت المقدس میں رکھا گیا تھا بعد کو وہ پاک کتابیں جنکو خود حضرت عزرا نے لکھا تھا شامل کي گئي تھیں؛ اور کتابیں نحمیا اور ملاکي کي بھي جو بعد وفات حضرت عزرا کے لکھي گئیں تھیں شامل کي گئي تھیں؛ اِن کتابوں کا ملانا غالباً سائمن عادل نے جو علماے یہود معروف به سنھیڈرگ اعظم میں سے اخیر تھا عہد عتیق کي کتابوں کو پورا کرنے کے لیئے کیا تھا؛ کیونکه ملاکي کے بعد کوئي پیغمبر حضرت یحییٰ تک پیدا نہوا تھا جسنے گویا دو عہدناموں کو شامل کیا اور جسکے حق میں ملاکي نے باب ۴–۵ میں پیشین گوئي کي که وہ عیسیٰ کے آنے سے پیشتر آویگا — اب یہه بات تحقیق نہیں کي جاسکتي که آیا حضرت عزرا کے نسخه کتاب ھاے اقدس کو انطیا کس اپي فینس نے بروقت تاراج کرنے بیت المقدس کے برباد کیا یا نہیں؛ اور نه اسکا تحقیق کرنا کچھه ضرور ھی؛ کیونکه یہه بات معلوم ھی که جو ڈس مکابیس نے بیت المقدس کي مرمت کي اور خدا کي عبادت بجالانے کو ھرایک چیز اُسنے مہیا کي جس میں ایک صحیح نسخه بھي تھا گو وہ حضرت عزرا کا اصلي نسخه نہو؛ یہه نسخه خواہ حضرت عزرا کا تھا یا نه تھا بیت المقدس میں اُسوقت تک رہا جبکه ٹائیٹس نے اُورشلیم کو فتح کیا؛ اور اُسکے بعد روم کبیر میں لیجایا گیا اور وسپیشین کے شاھي محل میں رکھا گیا *

یہه تمام وجوھات اور دلایل جو علماء مسیحي نے بیان کیں ھم مسلمانوں کے مذھب سے کسي طرح مخالفت نہیں رکھتیں اور سب کي سب قابل تسلیم کے ھیں؛ اگرچه ھمارے ھاں کي کتابوں سے یہه بات ثابت نہیں ھوتي که بخت نصر کے بیت المقدس کے برباد کرنے کے بعد کوئي نسخه توریت کا مطابق اُس نسخه کے جو حضرت موسی علیه السلام نے خود لکھا تھا باقي رہا تھا؛ مگر یہه بات ثابت ھی که حضرت عزرا علیه السلام نے توریت

| | |
|---|---|
| ۱۱ کتاب ہوشیع | ۱۷ کتاب ناحوم |
| ۱۲ کتاب یوئیل | ۱۸ کتاب حبقوق |
| ۱۳ کتاب عاموص | ۱۹ کتاب صفنیاہ |
| ۱۴ کتاب عوبدیاہ | ۲۰ کتاب حگی |
| ۱۵ کتاب یوناہ | ۲۱ کتاب زکریاہ |
| ۱۶ کتاب میکاہ | ۲۲ کتاب ملاکي |

یہہ سب ملکر اُنتالیس کتابیں ہوتي ہیں *

ہم مسلمانوں کي مذہبي کتابوں میں عہد عتیق کا نام کئي طرح پر آیا ہی، کبھي صرف لفظ الکتاب کا عہد عتیق اور عہد جدید دونوں پر بولا گیا ہی جو بالکل مطابق ہی لفظ بیبل کے - اللہ تعالی سورہ بقر میں فرماتا ہی کہ " یہودیوں نے کہا کہ عیسائي نہیں کچھہ راہ پر اور عیسائیوں نے کہا کہ یہودي نہیں کچھہ راہ پر اور وہ سب پڑھتے ہیں کتاب " *

سورۃالبقر آیت ۱۱۳
وقالت الیہود لیست النصاری علی شیء وقالت النصاری لیست الیہود علی شیء وہم یتلون الکتاب

اور کبھي الکتاب کا لفظ صرف عہد عتیق کي کتاب کے لیئے استعمال کیا گیا ہی کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اکثر جگہہ صرف یہودیوں کو اہل کتاب کہکر پکارا ہی *

اور اکثر عہد عتیق کي کل کتابوں پر صرف لفظ توریت کا استعمال کیا گیا ہی کیونکہ ان میں سب سے اول جو کتابیں تھیں وہ توریت کہلاتي تھیں، اور اسطرح پر نام لینے کو ہمارے ہاں کي اصطلاح میں تسمیۃالکل باسم الجز کہتے ہیں، اللہ تعالی سورۃ المائدہ میں فرماتا ہی کہ " اور نبیوں کے پیچھے ہمنے بھیجا عیسی مریم کے بیٹے کو سچ کرتا ہوا اُس چیز کو جو تھي آگے سے توریت " *

سورۃ المائدہ آیت ۴۹
وقفینا علی آثارہم بعیسی ابن مریم مصدقا لما بین یدیہ من التوریۃ

اس آیت میں بیان ہوا کہ " اور نبیوں کے پیچھے ہمنے عیسی کو بھیجا " پھر فرمایا کہ " جو کچھہ اُس سے آگے تہا اُسکو سچّا کرتا ہوا بھیجا " پس " جو کچھہ " کے لفظ میں اگلے نبیوں کي سب کتابیں داخل ہیں، پھر اللہ صاحب نے اُس " جو کچھہ " کے لفظ کا بیان فرمایا " توریت "، اس سے ثابت ہوا کہ لفظ توریت کا کل نبیوں کي کتابوں پر جو حضرت مسیح علیہ السلام سے پہلے تھے فرمایا گیا ہی *

علاوہ اِسکے ہماري مذہبي کتابوں میں بیبل کے ہر ایک ٹکڑے پر صحف اور زبر اور سفر کے لفظ کا بھي اطلاق آیا ہی، اللہ تعالی سورۃالنجم میں فرماتا ہی " کیا خبر نہیں پہونچي جو ہی موسی کے صحیفوں میں " پس حضرت موسی کي کتاب کے ٹکڑوں پر صحف کا لفظ اِس آیت میں فرمایا گیا *

سورۃالنجم آیت ۳۶
ام لم ینبا بما في صحف موسی

سورۃالشعراء آیت ۱۹۶ و انہ لفی زبرالاولین

اور اللہ تعالی نے سورۃ شعراء میں فرمایا ھی کہ " یہہ لکہا ھی پہلوں کی کتابوں میں " یعنی اگلے نبیوں کی کتابوں میں پس اس آیت میں اگلے نبیوں کی کتابوں پر زبر کا لفظ فرمایا گیا ٭

سورۃالجمعہ آیت ۵ مثل الذین حملوا التوریۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا

اور اللہ صاحب نے سورۃ جمعہ میں یہودیوں پر الزام دیکر فرمایا " مثال اُن لوگوں کی جن پر توریت رکھی گئی تھی پھر انہوں نے اُسکے حکموں کو نہ اُٹھایا گدھے کی سی مثال ھی جسپر اسفار یعنی کتابیں لدی ھوں " اور قاموس میں سفر کہ سفر کہتے ھیں توریت کے ٹکڑے کو ٭

غرضکہ عہد عتیق کی کتابوں کے ھماری مذھبی کتابوں میں متعدد نام ھیں' مگر کوئی سلسلہ تقسیم کا قایم نہیں ھی' البتہ حضرت موسی علیہ‌السلام کی پانچوں کتابوں کو بالخصوص توریت کے نام سے پکارتے ھیں ٭

توریت یعنی حضرت موسی کی پانچوں کتابوں کو یونانی میں † پینٹے ٹیوک کہتے ھیں جسکے معنی ھیں پانچ اوزار یا پانچ کتابیں' یہودی اِسکو خومشس کہتے ھیں جو بالکل مشابہ پینٹے ٹیوک کے ھی' مگر اکثر اُسکو قانون یا قانون موسی کہتے ھیں اسلیئے کہ اُس میں مذھبی اور ملکی احکام ھیں جو خدا تعالی نے بنی اسرائیل پر بہیجے' یہودی قلمی نسخوں میں آج تک پینٹے ٹیوک ایک جلد میں اور بڑے چھوٹے حصوں میں تقسیم ھی' اور کتاب پیدایش اور خروج اور احبار اور اعداد اور استثنا کا یہہ مرکب نام بہت قدیم ھی' اگرچہ ھمکو اسبات کی اطلاع نہیں ھی کہ اس نام نے اول کب رواج پایا مگر علانیہ ظاھر ھی کہ ان کتابوں کے نام یونانی سے لیئے گئے ھیں اور جوزیفس نے جو چند برس بعد عروج حضرت مسیح علیہ‌السلام کے تھا اپنی تصنیف میں حضرت موسی کی اِن پانچوں کتابوں کا بیان کیا ھی' اسلیئے اسبات کے یقین کرنے پر ھر طرح سے ھمکو دلیل ھی کہ سکندریہ کے مترجموں نے پینٹے ٹیوک کا نام سپٹو ایجنٹ ترجمہ پر رکھا تھا ٭

اس میں کچھہ شک معلوم نہیں ھوتا کہ توریت کو حضرت موسی علیہ‌السلام نے خود اپنے ھاتھہ سے لکھا تھا اور اپنے مرنے کے قریب قبۃالضمان میں تابوت سکینہ کے ساتھہ رکھا تھا — کتاب استثنا کے باب ۳۱ ورس ۲۴ لغایت ۲۶ میں ھی کہ " اور ایسا ھوا کہ جب موسی اُس شریعت کی باتوں کو کتاب میں لکھہ چکا اور وہ تمام ھوئیں تو موسی نے لویوں کو جو خداوند کے عہدنامہ کے صندوق کو اُٹھاتے تھے فرمایا کہ اس شریعت کی کتاب کو لیکے

† ھارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ صفحہ ۱ —

کو از سرنو لکها ' اور کچهه شبهه نهیں که یهه نسخے توریت کے جو اب پائے جاتے هیں اُسیکی نقل هیں جو حضرت عزرا علیه‌السلام نے لکھے تھے *

امام فخرالدین رازي صاحب اپني تفسیر میں ابن عباس سے روایت لکهتے هیں که "یهودیوں نے کهودیا تها توریت کو اور جو اصلي حکم تها اُسکے برخلاف کام کرتے تھے پهر الله نے توریت اُنسے بهلا دي اور اُنکے دلونسے بهي لے لي پهر عزیر نے الله کے سامنے عاجزي کي اور اُسکے سامنے دلي انکسار کیا پهر الله نے اُنکے دلکو توریت یاد دلادي پهر اُس سے اُنهوں نے بني اسرائیل کو هدایت کي جب اُنهوں نے تجربه کیا تو اُنهوں نے صحیح پایا پهر کهنے لگے که عزیر تو آدمي نهیں هی مگر وه تو خدا کا بیٹا هی اور کلبي نے یهه بات کهي که بخت نصر نے یهودیوں کے عالموں کو قتل کرڈالا تها اور اُنمیں کوئي نهیں رها تها جو توریت کو جانتا هو پهر حضرت عزیر کو الله تعالی نے یاد دلائي اور سدي نے یهه بات کهي هی که عمالقه نے یهودیوں کو قتل کرڈالا تها اور اُن میں کوئي نهیں رها تها جو توریت کو جانتا هو پهر حضرت عزیر کو الله تعالی نے یاد دلائي *

تفسیر کبیر سورۂ توبه آیت ۳۰

عن ابن عباس ان الیهود اضاعوا التوراة وعملوا بغیر الحق فانسا هم الله التوراة ونسخها الله من صدورهم فتضرع عزیر الی الله وابتهل له فعاد حفظ التوریة الی قلبه فانذر قومه به فلما جربوه وجدوه صادقا فقالوا مابشر هذا العزیر الا انه ابن الله وقال الکلبي قتل بخت نصر علماءهم فلم یبق فیهم احد یعرف التوراة وقال السدي العمالقة قتلوا هم فلم یبق منهم یعرف التوریة

غرضکه ان روایتوں سے یهه بات ثابت هی که یهه توریتیں جو اب موجود هیں حضرت عزرا کي لکهي هوئي هیں' اور هم مسلمانوں کے مذهب کے بموجب جیسا اعتبار اور عظمت اُس توریت کي تهي جسکو خود حضرت موسی نے لکها تها ویسا هي اعتبار اور عظمت اِس توریت کي هی جسکو حضرت عزرا نے خدا کے الهام سے لکها هی کیونکه حضرت موسی اور حضرت عزرا دونوں نبي تھے اورهم مسلمان کسي نبي میں کچهه فرق نهیں کرتے *

علاوه اسکے هم مسلمانوں کے مذهب بموجب اس توریت کے اصلي هونے کي ایک بڑي دلیل یهه هی که یهي توریتیں همارے جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم کے وقت میں مروج تهیں ' اور باوجودیکه یهودیوں کو تحریف کا بڑا الزام دیاگیا تها مگر اسبات کا الزام که یهه توریت اصلي نهیں هی کبهي نهیں دیا گیا ' اسکا سبب یهي تها که جو توریت حضرت موسی نے خود لکهي تهي اور اُسکے معدوم هوجانے کے بعد جو توریت عزرا نے الهام سے لکهي تهي اُن دونوں کا اعتبار اور عظمت برابر تهي کچهه فرق نه تها *

اب مناسب هی که هم اس مقام پر اُن لوگوں کي طرف متوجهه هوں جو لوگ توریت مقدس کي صحت پر شبهه کرتے هیں کو اُنکے اعتراضات کیسے هي ناقابل التفات هوں *

وہ لوگ اسطرح سے ان کتابوں پر شبهه کرتے هیں اول یهه که ان کتابوں کے بهت سے
درسوں سے جنمیں سے کسیقدر کا حواله حاشیه پر هی پایا جاتا هی که یهه کتابیں حضرت
موسی علیه‌السلام کی لکهی هوئی نهیں هیں — خروج باب ۳—۱
بلکه کسی اور شخص نے حضرت موسی کا حال — " ۳
لکها هی کیونکه ان کتابوں میں حضرت موسی کی — " ۱۱
طرف کوئی متکلم کی ضمیر نهیں هی بلکه اکثر غایب — " ۱۲
کی ضمیر هی اور اکثر جگهه لکها گیا هی که موسی — " ۱۵
نے یوں کها خدا نے موسی سے یهه کها جس سے — ۴—۱
معلوم هوتا هی که حضرت موسی اس کے لکهنے — " ۴
والے نهیں هیں کوئی دوسرا شخص لکهتا هی — " ۱۰
کیونکه اگر وه هوتے تو متکلم کے صیغه سے — " ۱۴
لکهتے *
دوسرے یهه که بعض ایسے نام اور حالات — " ۱۹
ان کتابوں میں آئے هیں جو بهت دنوں بعد — " ۲۰
حضرت موسی علیه السلام کے واقع هونے — " ۲۱
هیں *
پیدایش باب ۱۳—۱۸ میں هی " اور — " ۲۸
ابرام نے اپنا ڈیره اٹهایا اور ممری کے بلوطوں — " ۲۹
میں جو حبرون میں هی جا رها" اور اسیطرح — ۲۲—۵
اسی کتاب کے باب ۳۵—۲۷ اور باب ۳۷—۱۴ — ۶—۱
میں حبرون کا نام آیا هی اور حبرون ایک گاؤں — " ۲
تها بنی اسرائیل نے جب فلسطین کو فتح کیا — " ۹
تب اس گاؤں کا نام حبرون رکها اگلے زمانه — " ۱۰
میں اسکا نام † قریه اربع تها اس سے معلوم هوتا — " ۱۲
هی که یهه کتاب بعد فتح هونے فلسطین کے — " ۲۶
لکهی گئی هی جو واقع هوئی بعد زمانه — " ۲۸
حضرت موسی علیه‌السلام کے * — " ۲۹
اور کتاب پیدایش باب ۳۵—۲۱ میں هی " — ۷—۱
پهر اسرائیل نے کوچ کیا اور اپنا خیمه برج عیدر — " ۹

† دیکهو کتاب یوشع باب ۱۴—۱۵

؛ ۷ کے اُسطرف استادہ کیا " اور عیذر اُس مقبرہ کا
، ۱۰ نام ہی جو اُورشلیم کے دروازہ پر تھا اِس سے ظاہر
ہی کہ یہہ کتاب بعد تعمیر اُورشلیم کے لکھی گئی ہی اور تعمیر اُورشلیم کی بعد زمانہ
حضرت موسیٰ کے ہوئی ہی *

اور کتاب پیدایش باب ۳۶ — ۳۱ میں ہی " بادشاہ جو ملک ادوم پر مسلط ہوئے
پیشتر اُس سے کہ بنی اسرائیل کا کوئی بادشاہ ہو یہی ہیں" اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ
کتاب بنی اسرائیل میں چند بادشاہ ہوچکنے کے بعد لکھی گئی ہی جو حضرت موسیٰ کے
زمانہ کے بعد ہوئے ہیں *

اور کتاب خروج باب ۱۶ — ۳۵ و ۳۶ میں ہی " اور بنی اسرائیل چالیس برس
تک جب تک کہ وہ بستی میں آئے من کھاتے رہے جب تک کہ وہ زمین کنعان کی نواحی
میں آئے من کھاتے رہے اور ایک اومر ایفا کا دسواں حصہ ہی " اِس سے معلوم ہوتا ہی
کہ یہہ کتاب اُسوقت لکھی گئی جب بنی اسرائیل کنعان میں پہونچ چکے تھے اور من
کھانا موقوف ہوچکا تھا اور وزن ایفا کا رایج ہوگیا تھا ، اور یہہ باتیں † حضرت موسیٰ علیہ
السلام کی زندگی میں نہیں ہوئیں *

اور کتاب اعداد باب ۲۱ — ۳ میں ہی " یہوواہ نے بنی اسرائیل کی آواز سنی اور
کنعانیوں کو گرفتار کردیا اور اُنہوں نے اُنہیں اور اُنکی بستیوں کو حرم کردیا اور اُسنے اُس
مکان کا نام حرم رکھا " اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ کتاب اُس وقت تصنیف ہوئی ہی
جب کنعانی قتل ہوچکے تھے اور اُن بستیوں کا نام حرمہ ہولیا تھا اور یہہ واقعات حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے بہت ‡ پیچھے ہوئے ہیں اِس سے یہہ نتیجہ نکلا کہ اس کتاب کو حضرت
موسیٰ نے نہیں لکھا بلکہ کسی اَور شخص نے اُن کے بہت دنوں بعد لکھا ہی *

کتاب اعداد باب ۳۲ — ۴۱ میں ہی کہ " منسا کا بیٹا یایر نکلا اور اِسلیے اِس نواحی
کے گانؤں کو لے لیا اور اُنکا نام یایر کے گانؤں رکھا " اور کتاب استثنا کے باب ۳ — ۱۴ میں
ہی کہ " منسا کے بیٹے یایر نے ارجوب کی ساری مملکت جسوریوں اور معکاتیوں کی نواحی
تک لے لی اور اُسنے جالوت یایر باسان اُسکا نام رکھا " ( جو اُسکا نام تھا وہی نام آج
تک ہی *

اِن ورسوں سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ کتابیں اُس زمانہ کے بعد لکھی گئی ہیں کہ
جب یایر نے اُن ملکوں کو لے لیا تھا ، اور یہہ واقعہ بہت مدت بعد حضرت موسیٰ کے
ہوا ہی *

---

† دیکھو کتاب یوشع باب ۵

‡ دیکھو کتاب قضات باب ۱ — ۱۷

کتاب استثنا باب ۳۴ میں حال وفات حضرت موسی علیہ‌السلام کا اور ذکر اُنکی قبر کا مذکور ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ کتاب حضرت موسی علیہ‌السلام کی لکھی ہوئی نہیں ہی بلکہ کسی اَور شخص کی لکھی ہوئی ہی *

اِن اعتراضات کے رفع کرنے میں البتہ اُن لوگوں کو مشکلیں پیش آتی ہیں جو اسبات کے قایل ہوئے ہیں کہ توریت مقدس جو اب ہمارے ہاتھہ میں موجود ہی اُسی نسخہ کی نقل ہی جس کو حضرت موسی علیہ‌السلام نے خود لکھا تہا ، مگر جبکہ ہم مسلمان اسبات کے قایل ہیں کہ یہہ توریت مقدس حضرت عزرا علیہ‌السلام کی لکھی ہوئی ہی تو کسیطرح کی مشکل باقی نہیں ہی، کیونکہ اِس توریت مقدس کو حضرت عزرا علیہ‌السلام نے لکھا تو ضرور تہا کہ حضرت موسی کو تمام کتاب میں غایب کی ضمیر سے لکھا جاتا اور جو حالات کہ حضرت عزرا کے وقت تک گذر چکے تھے وہ اسیطرح لکھے جاتے جس طرح کہ توریت مقدس میں لکھے گئے ہیں ، پس اگر انصاف سے دیکھا جاوے تو یہہ سب باتیں قوی دلایل ہیں اوپر صحت توریت مقدس کے نہ کسیطرح کا اُسپر شبہہ کرنیکی *

قدیم مورخ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسی علیہ‌السلام کی پانچوں کتابیں چون ٹکڑوں میں منقسم تہیں ـ بہت سے یہودی اسبات کے قایل ہیں کہ یہہ تقسیم خود حضرت موسی علیہ‌السلام نے کی تہی، مگر غالباً یہہ معلوم ہوتا ہی کہ حضرت عزرا علیہ‌السلام نے یہہ تقسیم کی تہی، اس تقسیم کا منشاء یہہ تہا کہ ان ٹکڑوں میں سے ایک ایک ٹکڑا ہر سبت کو یہودیوں کے معبد میں پڑھا جاتا تہا، اُن کے حسابی سال میں چون سبت ہوتے ہیں ، مگر اُنکی معمولی سالوں میں سبتوں کی تعداد صرف باون تہی، اسلیئے وہ دو چھوٹے حصوں کو بڑے حصوں میں ملاکر اُن چون حصوں توریت مقدس کو باون حصے کرلیتے تھے *

انطیاکس ابی فینس کے ظالم عہد تک یہودی اپنے معبدوں میں صرف توریت کو پڑھتے تھے مگر جب اُسکے پڑھنے کی ممانعت ہوئی تو اُنہوں نے اُسکے بدلے پیغمبروں کی کتابوں کے چون ٹکڑے کرکر اُنکا پڑھنا مقرر کیا، اور جب مکابیس نے پھر توریت کے پڑھے جانے کی اجازت دی تو ہر سبت کو اول توریت مقدس میں کا ٹکڑا اور پھر پیغمبروں کی کتابوں میں کا ایک ٹکڑا پڑھا جاتا تہا *

یہہ ٹکڑے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں منقسم تھے، اور غالباً یہہ تقسیم حضرت عزرا نے خود دی تہی یا اُنکے بعد بہت قریب زمانہ میں کی گئی تہی، اس تقسیم کے رواج کا غالباً یہہ سبب تہا کہ جب یہودی بابل کی قید سے چھوٹ کر واپس آئے تو عبری زبان کا استعمال بہت جاتا رہا تہا اور اُسکے بدلے کالدی زبان بولی جاتی تہی ، اسلیئے یہہ قاعدہ ٹہہر گیا تہا کہ اول توریت مقدس اصل عبری زبان میں پڑھی جاتی تہی، اور اُسکے بعد لوگوں کے سمجھانے

کے لیئے کالڈیی زبان میں ترجمہ سنایا جاتا تھا ' اور اس کام کے لیئے یہہ تقسیم بہت ہی مفید تھی *

زبور کے سوا باقی کتب مقدسہ کی تقسیم بابوں میں جیسیکہ اب ہمارے پاس موجود ہی بہت حال کے زمانہ کی ہی' بعضے لوگ کہتے ہیں کہ استیفن نے یہہ تقسیم کی ہی' مگر غالباً یہہ ہی کہ اس تقسیم کو ہیوگوڈی سینٹ ڈیکہرو نے ایجاد کیا ہی جو ہیوگوڈی کارڈی نیلس کے نام سے مشہور ہی - یہہ شخص سنہ ۱۲۴۰ ع میں نہایت مشہور عالم تھا' اسنے کتب مقدسہ پر ایک شرح بھی لکھی اور کنکارڈنس کا طریقہ ایجاد کیا ' اُسکا منشاء یہہ تھا کہ کتب مقدسہ کا جونسا لفظ یا مقام چاہیں آسانی سے مل جاوے' اسلیئے ضرور ہوا کہ کتب مقدسہ چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کی جاویں' اور ہر ایک حصہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں' اور ہو ٹکڑہ فقروں میں' کسواسطے کہ اُسوقت تک تمام بیبلوں میں مطلق تقسیم نہ تھی - یہہ حصے جب سے تقسیم ہوئے بیبل کے باب ہیں' مگر ان بابوں کی تقسیم ورسوں میں ایسی نہ تھی جیسے اب ہی - ہیوگو کی ترکیب اُنکی مکرر تقسیم کرنیکی بذریعہ حروف ا ب ت کے تھی جو حاشیہ پر ایک دوسرے سے برابر فاصلہ پر بقدر طوالت بابوں کے لکھی جاتی تھی - ان بابوں کی مکرر تقسیم ورسوں میں جیسیکہ اب ہمارے پاس موجود ہی ایک مشہور یہودی عالم موردیکائی نیتھن نے قریب سنہ ۱۴۴۵ ع کے کی ہی - اس عالم نے یہودیوں کے استعمال کے لیئے ہیوگو کارڈی نیلس کی نقل سے عبری کتب مقدسہ کے لیئے ایک کنکارڈنس لکھا ' اگرچہ اُسنے ہیوگو کی کتاب کے بابوں کی تقسیم میں پیروی کی' مگر اُسنے بابوں کو ورسوں کی تقسیم میں زیادہ آراستگی دی' اور ہر باب کے لیئے ورس یعنی آیتیں ایجاد کیں - یہہ ترکیب نہایت مفید اور زیادہ آرامدہ تھی' اور جسوقت سے ایجاد ہوئی سب اُسکو تسلیم کرتے آئے - بہر حال یہہ تقسیم بابوں اور ورسوں کی جب سے نکلی ہمیشہ مروج رہی' اور جسطرح کہ یہودیوں نے کتب مقدسہ کے بابوں کی تقسیم کو عیسائیوں سے لے لیا ' اسیطرح عیسائیوں نے بابوں کی تقسیم کو یہودیوں سے حاصل کیا *

علاوہ اِسکے بیبل میں جو ہر باب کے سرے پر اُس باب کا خلاصہ ہوتا ہی اور ورسوں کے حوالے جو حاشیہ پر لکھے جاتے ہیں یہہ اصلی بیبل میں نہیں تھے حال کے زمانہ کے ایجاد ہیں' مگر ان حوالوں میں بعض حوالے وہ ہیں جنکا نشان اصل متن میں پایا جاتا ہی اس قسم کے حوالوں کو ہم الہامی سمجھتے ہیں اور اُنمیں غلطی یا نقصان کا احتمال نہیں کرتے' باقی حوالے جو عالموں نے اپنی راے سے اضافہ کیئے ہیں اُنکو ہم الہامی نہیں

سمجھتے اور اُنھیں خطا اور غلطي کا امکان جانتے هیں' تاریخیں جو بیبل کے حاشیه پر لکھی جاتي هیں یه بھي اصلي بیبل میں نهیں تهیں' حال کے زمانه میں ڈاکٹر ولیم لایڈ صاحب نے جو بشپ وارسسٹر کے تھے اور سنه ۱۷۱۷ع میں اُنھوں نے انتقال کیا اِس کو ایجاد کیا هی *

# بسم الله الرحمن الرحيم

## ديباچه كتاب پيدايش

لفظ پيدايش ترجمه هى جينسس كا جو يوناني لفظ سے نكلا هى — اِس كتاب ميں دنيا كي پيدايش اور انسان كي نسل كا بيان هى اسليئے اسكا كتاب پيدايش نام ركها هى — يهه نام ترجمه سپتو ايجنت ميں ركها گيا هى ' يهودي اسكا يهه نام نهيں ليتے ' يهوديوں كي عادت تهي كه يا تو وه كتابوں كا نام أنكے مصنفوں كے نام پر ليتے تهے يا أس كتاب كے شروع ميں جو لفظ هوتا تها وهي نام أس كتاب كا ليتے تهے — اِس كتاب كے شروع ميں لفظ براشيت هى جسكے معني سرے كے هيں ' اِسليئے يهودي اس كتاب كا يهي نام ليتے هيں *

جبكه هم مسلمان يهه تسليم كرتے هيں كه پانچوں كتابيں حضرت موسى عليه‌السلام كي دوباره حضرت عزرا عليه‌السلام نے لكهي هيں تو اِس كتاب كو بهي هم مسلمان حضرت عزرا كي لكهي هوئي تسليم كرتے هيں؛ مگر جو لوگ اسبات كے قايل هيں كه يهه كتاب حضرت موسى عليه‌السلام كي لكهي هوئي هى أنكو اسبات پر گفتگو كرنيكي ضرورت پيش آئي هى كه يهه كتاب كب لكهي گئي تهي — يوسي بيس اور أور علماء محققين عيسائي يهه بيان كرتے هيں كه حضرت موسى نے اِس كتاب كو أس زمانه ميں لكها جبكه وه اپني سسرال مدين كے جنگل ميں بكرياں چراتے تهے — اِس راے پر بڑا اعتراض يهه هوتا هى كه اگر يهه صحيح هو تو لازم آتا هى كه يهه كتاب حضرت موسى نے نبي هونے سے اور وحي آنے سے پيشتر لكهي هى *

تهيوڈورٹ صاحب كي راے جسكو مولٹن هور صاحب اور أور متاخرين علماء محققين عيسائي بهي اختيار كرتے هيں يهه هى كه " حضرت موسى نے اِس كتاب كو أسوقت ميں لكها هى جبكه وه مصر سے بني اسرائيل كو نكال كر لائے تهے اور جبكه كوه طور يا كوه سينا پر أنكو توريت عنايت هوئي تهي كيونكه قبل اِسكے كه خدا نے حضرت موسى كو پكارا جسكا ذكر كتاب خروج كے تيسرے باب ميں هى حضرت موسى مثل أور آدميوں كے ايك انسان تهے اور نبي نهيں هوئے تهے اور بدون نبي هونيكے ايسي درستي سے تمام حالات پيدايش اور واقعات جو أنكے وقت تك گذرے نهيں لكهه سكتے تهے " اِس راے پر بجز اِسكے كه ايك قياسي بات هى اور اِسكي كوئي سند موجود نهيں هى أور كچهه اعتراض نهيں هوسكتا *

ربی موسی بن نکمان اور اَور عالم یہودیوں کی یہہ راے ہی کہ جبکہ حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر چالیس دن خدا کے سامنے حاضر رہنے کی اجازت ہوئی تہی اُن دنوں میں خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو اس کتاب کا تمام مضمون بتا دیا تہا' اور پہاڑ پر سے اُترنے کے بعد اُنہوں نے اُسکو لکہا ' اِس راے کی سند میں وہ لوگ کتاب خروج باب ۲۴ — ۱۲ پیش کرتے ہیں جو یہہ ہی " اور خداوند نے موسیٰ کو کہا کہ پہاڑ پر مجہہ پاس آ اور وہاں رہ اور میں تجہے پتہر کی لوحیں اور شریعت اور احکام جو مینے لکہے ہیں دونگا تاکہ تو اُنہیں سکہلاوے" یہہ عالم کہتے ہیں کہ پتہر کی لوحوں سے تو وہ دس احکام مراد ہیں جو حضرت موسیٰ کو ملے تہے' اور شریعت سے تمام وہ احکامات مراد ہیں جو مذہبی رسومات اور شرعی باتوں سے متعلق ہیں' اور اَور احکام سے تمام باقی تحریریں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مراد ہیں جو تعلیمانہ یا مورخانہ لکہی ہیں – اس راے پر کوئی اعتراض واقع نہیں ہوسکتا ' کیونکہ جو کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لکہی تہی وہ بلاشبہہ ان تمام واقعات کے بعد لکہی ہوگی کیونکہ اُس سے پہلے لکہا جانا ممکن نہ تہا *

باوجود اِن تمام باتوں کے علماء محققین کی یہہ راے ہی کہ درحقیقت زمانہ تحریر اُس کتاب کا جسکو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لکہا تہا تحقیق نہیں اور نہ اُسکا تحقیق ہونا ممکن ہی ' چنانچہ † ہارن صاحب نے ایک بڑے مذہبی مورخ کا قول نقل کیا ہی کہ " اِس بات کو قرار دینا کہ اِن رایوں میں سے ( یعنی جو رائیں درباب اختلاف زمانہ تحریر کتاب پیدایش کے ہیں ) کون سی راے نہایت عمدہ اصلیت رکہتی ہی جیسا کہ غیر ضروری ہی ویساہی غیر ممکن ہی ' اور ہمارے لیئے یہہ جاننا کافی ہی کہ موسیٰ اِس مقدس کتاب کی تصنیف میں ناقابل قصور ہویت سے مدد کیا گیا تہا ' اور جس کتاب کو موسیٰ نے قوانین اور احکام کا جو آیندہ کی کتابوں میں ہیں مناسب دیباچہ سمجہا ہی *

ہم مسلمانوں کے مذہب کے بموجب یہہ بات ناقابل شبہہ کے ہی کہ یہہ کتاب ازروے الہام کے لکہی ہی کیونکہ اِس میں دنیا کے پیدا ہونے کے ایسے حالات لکہے گئے ہیں جنکا بغیر الہام کے لکہا جانا ممکن نہیں ہی ' اور بہت سے قصص اگلے زمانوں کے جو قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے فرمائے ہیں ' اور جن میں ہم مسلمان ذرا بہی شبہہ نہیں رکہتے وہ اِس میں پائے جاتے ہیں *

اِس کتاب میں بموجب عام حساب کے دو ہزار تین سو اُٹہہ برس کے حالات مندرج ہیں ' اور داکٹر ہیلز صاحب نے جو اِس زمانہ کو وسعت دی ہی اُن کے حساب بموجب تین ہزار چہہ سو اُنیس برس کے حالات ہیں' اور دنیا کی پیدایش اور انسان کی خلقت '

† ہارن صاحب کا انٹرو ڈکشن جلد ۴ صفحہ ۴ -

اور اُن کا پھیلنا ' اور طوفان کا آنا' اور زمین کا انسانوں میں تقسیم ہونا ' اور زبانوں کا اختلاف ' اور نبیوں کے حالات حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات تک اِس کتاب میں مذکور ھیں *

اِس کتاب کے پہلے اور دوسرے اور تیسرے باب پر بعض عیسائی عالموں نے بہت گفتگو کی ھی - علماء محققین جرمن اور علماء موحدین انگلستان جو یونی ٹیرین کہلاتے ھیں علی الخصوص بائیر صاحب اور روزن ملر صاحب اور ڈاکٹر گیڈس صاحب کی یہہ رائے ھی کہ بیان پیدایش اور ذکر تنزل حضرت آدم علیہ السلام واقعات اصلیہ نہیں ھیں بلکہ دانائی سے ایک بنایا ہوا قصہ ھی جسکو حضرت موسی علیہ السلام نے یونانی مورخوں کے طریق پر اپنے قوانین کے باوقار ہونے کے لیئے بنا لیا تھا ' اور اُسکے ذریعہ سے گناہ کی اصلیت کا نشان بتایا تھا ' پس یہہ باب گویا بطور براعت استہلال یا تشبیب شاعرانہ کے ھیں ' اسلیئے وہ عالم ان میں سے بہت باتوں کو صرف شاعرانہ جھوٹ سمجھتے ھیں روزن ملر صاحب کہتے ھیں کہ یہہ ایک ایسی حقیقی بات ھی جسپر اعتراض نہیں ہوسکتا *

یہودی عالموں کی جو حضرت مسیح علیہ السلام سے پیشتر تھے یہہ رائے ھی کہ اس کتاب کے تینوں بابوں میں جوکچھہ مذکور ھی وہ اصلی اور حقیقی ھی' یعنی جس طرح مذکور ھی اُسی طرح پر ہوا ھی *

بعض علماء مفسرین عیسائی نے یہہ طریقہ اختیار کیا ھی کہ اِن بابوں کے بعض حصوں کو بطور تمثیل کے سمجھتے ھیں اور بعض سے لفظی معنی مراد لیتے ھیں *

† ھارن صاحب نے اپنے انٹرو ڈکشن میں اسپر بہت سی گفتگو کی ھی اور عہد عتیق اور عہد جدید کی کتابوں کی بہت سی سندوں سے ثابت کیا ھی کہ اِن بابوں میں کوئی بات بھی بطور قصہ کے مذکور نہیں ھی بلکہ سب اصلی اور حقیقی ھیں' ایک نہایت عمدہ دلیل اُنہوں نے یہہ لکھی ھی کہ " جب یہہ بات مانی جاوے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے وحی کے بموجب توریت لکھی ھی تب یہہ خیال کرنا نا ممکن ھی کہ اُنہوں نے پیدایش اور تنزل انسان کا بیان جھوٹ لکھا اور بطور وحی کے لوگوں کو دیا کیونکہ یہہ بات خدا کی نسبت دشنام دھی سے کم نہوگی" *

ھارن صاحب اسبات کی بھی اجازت نہیں دیتے کہ ان بابوں کی کوئی بات بھی تمثیلی سمجھی جاوے' بلکہ وہ لکھتے ھیں کہ " حضرت موسی علیہ السلام کی تاریخ بیان اصلی حقیقتوں کا ھی اس تمام تاریخ کو تمثیلی سمجھنا اسپر نہایت پریشانی کا پردہ ڈالنا اور تمام توریت کو شک اور تاریکی میں مبتلا کرنا ھی نہیں ھی بلکہ مذہب عیسائی کی بنیاد کو زلزلہ دینا ھی جسکی ابتدا اُس وعدہ سے ھی کہ عورت کا تخم سانپ کے سر کو کچلیگا - فی الحقیقت اگر ھم تنزل انسان کی تاریخ کو سوائے ظاہری لفظی مراد کے اور

---

† ھارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ صفحہ ۱ — ۹

کسي مراد میں سمجھیں تو ہم بڑي پریشانیوں میں مبتلا ہونگے - بعضے مفسروں نے اُن تمام مشکلات کے دفع کرنے کو اسطرح پر کوشش کي ہی کہ حضرت موسی کي تاریخ کے بعض حصوں کو تمثیلي مراد میں لیا ہی اور بعض کو لفظي مراد میں' مگر ایسا کرنا ایک ایسا طور ہی کہ جو اُس تاریخ کے مضمون کي اصلیت اور منشاء سے اور ایک ایسے مورخ کي راؤں سے بالکل نامطابق ہی جسکي کتاب کي مشہور علامتیں سادگي اور صفائي اور راستي ہیں' اُس میں نہ ملاوٹ ہی اور نہ بناوٹ ہی 'کل تمثیلي ہی یا کل لفظي ہی - اگرچہ چند اعتراض کتاب پیدایش کے زمانہ ہاے واقعات پر کیئے گئے ہیں اِس طور سے کہ اُسکي رو سے دنیا کي مدت کم ثابت ہوتي ہی بہ نسبت اِسکے جیسا کہ بعض زمانہ حال کے خود پسند حکماء کے خیالات سے ثابت ہوتا ہی' مگر جسقدر زیادہ امتحان کیا جاوے اور جو فضول اور ناغالب بیانات کالدیا والوں اور مصریوں اور چینیوں اور ہندیوں کي تاریخ میں ہیں اُن سے جتنا زیادہ مقابلہ کیا جاوے اُتناہي زیادہ استحکام سے اس کتاب کے زمانوں کي تاریخ کي صداقت اور سچائي قایم ہوتي ہی' حاصل کلام یہہ ہی کہ بدون اِس تاریخ کے دنیا میں جیسکہ اب روشني ہی اسیقدر اُس میں تاریکي ہوتي' کیونکہ یہہ نہیں جانا جاتا کہ کہاں سے دنیا آئي اور کہاں کو جاني ہی' اِس مقدس کتاب کے اول صفحہ سے ایک بچہ ایک گھنٹہ میں اُس سے زیادہ واقفیت حاصل کر سکتا ہی جتنے میں تمام حکماء نے دنیا کے بغیر اس کتاب کے ہزار برس میں حاصل کي ہی ٭

ہم مسلمان اِسباب میں ہارن صاحب کے بالکل طرفدار ہیں بلکہ ہمارے مذہب بموجب یہہ خیال کرنا کہ حضرت موسی علیہ السلام یا حضرت عزرا علیہ السلام نے یہہ جھوٹا قصہ اپني طرف سے بنادیا ہی محض کفر و الحاد ہی' مگر ہارن صاحب نے جو اسقدر سختي کي ہی کہ اِسمیں سے کسي مقام کو بھي تمثیلي مراد میں لینا جایز نہیں رکھتے اس میں ہم اُن کے ساتھہ نہیں ہیں 'ہم مسلمانوں کے ہاں قاعدہ ہی کہ ہمیشہ جہاں تک ہوسکتا ہی لفظ سے اُسکے اصلي اور حقیقي معني مراد لیتے ہیں' مگر جہاں کہیں کہ سیاق کلام سے یا اَور کسي دلیل سے معلوم ہوتا ہی کہ یہاں حقیقي معني مراد نہیں ہیں بلکہ تمثیلي معني مراد ہیں جسکو ہم مجاز یا استعارہ کہتے ہیں وہاں اُسکے تمثیلي معني قرار دیتے ہیں' مگر دلیل سے خواہ وہ دلیل اسي مقام میں موجود ہو یا دوسرے مقام میں — پس اسیطرح ہم مسلمان اِن بابوں میں اور نیز تمام بیبل کے اَور مقامات میں اس طرح پر معنوں کا لینا جایز سمجھتے ہیں ٭

کلام الہي کي اصلي مراد سمجھنے کے لیئے بعض مقامات میں اسطرح پر معنوں کا لینا جایز ہي نہیں ہی بلکہ نہایت ضروري ہی - غور کرنے کي بات ہی کہ اللہ تعالی نے ہماري تہذیب اخلاق اور پاکیزگي روح کے لیئے انبیاء بھیجے اور اُنکو وحي عنایت کي تاکہ اُس

سے هم اپنے اخلاق بهي درست کریں اور نجات ابدي بهي حاصل کریں، پهر وہ تعلیمیں همارے خیال اور گمان میں بهي نه تهیں۔ علاوہ اسکے اُن میں ایسے دقیق اور نازک مضامین بهي تهے جنکا سمجهه میں آنا اور اُنکي اصلیت اور حقیقت کا دریافت کرنا انسان کي سمجهه اور فکر سے باهر تها' اور ایسے مضامین تو بہت کثرت سے تهے جنکا بغیر ترقي علم کے سمجهه میں آنا غیر ممکن تها' اور رحمت اور حکمت الهي مقتضي اسبات کي تهي که هماري تمام جماعت انساني بقدر اپني اپني استعداد کے اُس سے فائدہ اُتهاوے' خصوصاً اُسوقت میں بهي جبکه هماري سوسٰئیتي بچپن کی حالت میں تهي اور کسي طرح علم نے ترقي نهیں پائي تهي' اسلیئے مقتضاے حکمت یهه تها که خدا کي وحي ایسے طرز و انداز بیان سے نازل هو که اُسکے اصلي نتیجه سے کسي زمانه میں اور کوئي شخص محروم نه رهے ـ پس ضرور هوا که ایسے مضامین جو درحقیقت انسان کي سمجهه سے باهر هیں یا بچپن کي حالت هماري سوسٰئیتي کي اُنکے سمجهنے کي لیاقت نرکهتي تهي وہ بطور مثال اور تشبیهه کے بیان کیئے جاویں' اور گو که وہ مضامین مثالي اور تشبیهي کسي زمانه میں حقیقي سمجهے گئے هوں' مگر اُس سے کچهه نقصان اور قباحت هماري خلقي اور روحاني تربیت کو نهیں تهي کیونکه اُسکے نتیجه میں خواہ وہ مضامین مثالي اور تشبیهي سمجهے جاویں جسطرح پر که بیان هوئے تهے خواہ اصلي اور حقیقي کسیطرح کا تفاوت نه تها ان باعثوں کے سبب ضرور تها که کلام الهي صرف بطور حقیقت هي کے نه بیان کیا جاوے بلکه بطور مثال اور تشبیهه کے بهي هو تاکه هماري ضعیف عقل اُسکے ذریعه سے اُس اصلي تعلیم اور اُسکے منحصر نتیجه سے محروم نرهے ـ پس کلام الهي کو یکسر تمثیل اور تشبیهه سے خالي سمجهنا اور اُسکے سیاق اور اُسکے مقتضي سے درگذرنا ایسا هي هے جیسےکه اُسکے تمام کلام کو تمثیلي اور تشبیهي اور خیالات شاعرانه سمجهنا ٭

جسطرح که اقسام مذکورہ بالا کے مضامین نے جو کلام الهي میں واقع هیں اُسپر اعتقاد رکهنے والوں کو گهبرالیا هے اُسیطرح اُن الفاظ نے بهي جو کلام الهي میں واقع هیں اور حال کي ترقي علم نے اُنکے برخلاف ثابت کیا هے حد سے زیادہ اُنکو گهبرا دیا هے؟ مگر وهي ترقي علم همکو یهه بهي دکهاتي هے که اُن الفاظ کے تعبیر معاني میں جسقدر قصور تها همارے علم کا تها نه کلام الهي کا' درحقیقت انبیاء کے بهیجنے اور وحي کے نازل کرنے سے اصلي مقصود انسان کي روحاني تربیت هے' جو اُمور که تجربه اور ترقي علم پر منحصر هیں جو روز بروز انسان کو هوتي جاتي هے اُن سے کچهه بهي علاقه نهیں هے ـ اِسلیئے ضرور تها که جو الفاظ انبیاء کے دل میں ڈالے جاویں وہ انسان کي هر حالت علم اور سمجهه سے باهر نهیں مگر اُسکے ساتهه یهه بهي ضرور تها که وہ الفاظ حقیقت کے بهي برخلاف نهیں تاکه هر ایک زمانه کے آدمي بقدر اپنے علم کے جو اُس زمانه میں رکهتے هیں اُس سے روحاني فائدہ اُتهاویں'

اور جبکه انسان کے علم کو زیادہ تر ترقی هو اور حقیقت اشیاء نسبت سابق کے زیادہتر اُس پر منکشف هوں تو وہ جان لے که جو الفاظ انبیاء کے دلوں میں ڈالے گئے تھے وہ بھی اسی ترقی یافته علم کی طرف اشارہ کرتے تھے' اُنکے معانی کی تعبیر میں جہاں تک قصور تھا همارے هی علم کا تھا نه اُن الفاظ کا - اِس بیان سے معلوم هوسکتا هی که کلام انبیاء کا کسقدر عظمت اور منزلت رکھتا هی که باوجود همارے مخالف اور متبائن خیالات کے مطابق حقیقت اور هر ایک وقت هماری روحانی تربیت کو مفید اور کافی تھا *

انبیاء بلاشبهه خدا کی طرف سے حقیقت اشیاء اور اُن الفاظ کی حقیقی مراد سے واقف تھے' مگر جو که وہ الفاظ صرف ترقی علم سے علاقه رکھتے تھے اور هر ایک زمانه کے آدمی بقدر اپنے علم کے اُن الفاظ کے جو معنی تعبیر کرتے تھے اُس میں انبیاء کو مداخلت کرنی هرگز ضرور نه تھی' کیونکه وہ لوگ روحانی تربیت اور ابدی نجات دینے کو آئے تھے نه اُن الفاظ اور اصطلاحات کی اصلاح کو ' اور اگر وہ ایسا نکرتے تو جو اصلی کام اُنکا تھا وہ پیچھے پڑجاتا اور ایک نیا جھگڑا برپا هوتا جو اُس زمانه کے علم اور اُس زمانه کے آدمیوں کی سمجھ سے بالکل باهر هوتا *

بعضے خودپسند فلسفه همکو طعنه سے یهه بات کهتے هیں که کلام الهی کے الفاظ کے جو معنی قدیم سے لیتے چلے آئے هیں اُنکو اِس باعث سے که زمانه حال کی ترقی علیم سے اصلی حقیقت اُنکے برخلاف ثابت هوئی هی چھوڑنا نچاهیئے' کیونکه ایسا نهو که آینده کی ترقی علم سے کوئی اور ایسی بات ثابت هوجاوے جو اِسکے بھی برخلاف هو' اور پھر اُن معنوں کے چھوڑنیکی بھی فکر پڑے' مگر اُنکا یهه طعنه همکو کچھه رنج نهیں پهنچاتا کیونکه همارا علم کتنا هی هم اُسکو ترقی پر پهنچاویں کلام الهی کے دقایق کے سمجھنے میں قاصر هی' مگر کلام الهی بلاشبهه ایسی چیز هی که جہاں تک علم کی ترقی هو جب هم اُس پر غور کرینگے اُسکو حقیقت کے مطابق پاوینگے' اور جہاں تک قصور پاوینگے اپنے هی علم کا پاوینگے نه کلام الهی کا *

اگر مجھکو اندیشه طوالت کا نهوتا تو میں اِس مقام پر اپنی اِس گفتگو کے اثبات پر بهت مثالیں کلام الهی سے لاتا مگر جو که میری تفسیر میں یهه تمام بحثیں اپنے اپنے موقع پر آنے والی هیں اس لیئے مناسب هی که اب میں اپنی تفسیر پر متوجهه هوں *

# توریت مقدس

## کتاب پیدایش

### پہلا باب

۱ آسمان اور زمین کی پیدایش ۳ روشنی کی ۶ فضا کی
۹ خشکی کا تری سے الگ کیا جانا ۱۱ اور سب نباتات و درختوں کا اُگنا
۱۴ سورج اور چاند اور ستاروں کی پیدایش ۲۰ دریائی جانوروں اور
پرندوں کی ۲۴ جنگلی جانوروں اور چارپایوں کی ۲۶ خدا کی
صورت پر انسان کے پیدا ہونے کا احوال ۲۹ اُن کی خوراک کا
بندوبست *

## سورة براشیث

| توریت مقدس | مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے |
|---|---|
| * قع ۴۰۰۰ | * قم ۴۵۷۵ |
| بْرِاشِیْتْ بَرَا اِلُہِیْم اِتْ ہَشَّمَیِم وَاِتْ ہَارِضْ | ۱ الحمدالله الذي خلق السموات والارض ( سورة انعام آیت ۱ ) |
| ۱ † شروع میں پیدا کیا خدا نے آسمانوں کو اور زمین کو ‡ | الله خالق کل شی و هو علی کل شی وکیل له مقالیدالسموات والارض ( سورة زمر آیت ۶۲ و ۶۳ ) |
| | سب تعریف الله کو جسنے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو |
| | الله پیدا کرنے والا هی هر چیز کا اور وہ هر چیز کا مختار نے والا هی اُسیکے پاس هیں کنجیاں آسمانوں اور زمین کی |

† یوحنا ۱ = ۱ و ۲
نامہ عبرانیان ۱ = ۱۰
‡ زبور ۸ = ۳ = ۳۳ = ۶ = ۸۹ = ۱۱ و ۱۲ = ۱۰۲ = ۲۵ = ۱۳۶ = ۵ = ۱۴۶ = ۶
یسعیاہ ۴۴ = ۲۴
یرمیاہ ۱۰ = ۱۲ – ۵۱ = ۱۵
ذکریاہ ۱۲ = ۱
اعمال ۱۴ = ۱۵ – ۱۷ = ۲۴
نامہ کلوسیان ۱ = ۱۶ و ۱۷
نامہ عبرانیان ۱۱ = ۳
مشاهدات ۴ – ۱۱ – ۱۰ = ۶
* ( قع ) سے اشارہ هی سال قبل ولادت حضرت مسیح ( قم ) سے اشارہ سال قبل ولادت محمد مصطفی صلعم ہے

۱ پہلے ورس سے دنیا کي پیدایش کي ترتیب کا ذکر شروع نہیں ہوا بلکہ خدا کي عظمت اور اُسکي شان جتانیکو پہلے هي یہہ بات بتائي کہ تمام دنیا کا یعني آسمان اور زمین کا اور جو کچھہ اُسمیں هی پیدا کرنے والا خدا هی اور وهي کتاب اور شریعت دیتا هی جسکي تابعداري اُن سبکو جنکو اُسنے پیدا کیا کرني چاهیئے *

ربي شمعون بن یوحا یہودي عالم نے تفسیر رشي میں لکھا هی کہ پہلي آیت سے یہہ مت سمجھو کہ یہہ آیت مخلوقات کي ترتیب بتاتي هی بلکہ یہہ مطلب هی کہ آسمان اور زمین پہلے پیدا کیئے گئے یہہ مطلب نہیں هی کہ سب سے پہلے پیدا کیئے گئے کیونکہ " براشیت " کے لفظ سے همیشہ ابتداے اضافي مراد هوتي هی *

اِس باب میں جس طرح پر افرینش عالم کا بیان هوا هی اُس سے معلوم هوتا هی کہ آفرینش عالم سے پہلے خدا کي ذات کے سوا کچھہ نہ تھا جب عالم شہادت اُسنے پیدا کرنا چاہا تو سب سے پہلے پاني پیدا کیا پھر اندھیرا پھر نور پھر هوا پھر آسمان پھر زمین پھر نباتات پھر سورج چاند ستارے پھر حیوانات پھر حضرت انسان اور یہي مذهب عالم شہادت کے پیدا هونے میں هم مسلمانوں کا هی *

یہہ مت خیال کرو کہ یہہ کام خدا پر کچھہ مشکل تھے اسلیئے اُسنے رفتہ رفتہ اُنکو بنایا ' نہیں درحقیقت یہہ سب چیزیں ایک آن میں اُسکے کن † کے کہتے هي موجود هوگئي تھیں ' مگر اُسنے اپني حکمت کاملہ سے عالم شہادت کي ایک تقدیر ‡ یعني اندازہ مقرر کیا هی اور اُسکي حکمت کا مقتضي یہہ هوا کہ اُن سب چیزوں کا ظہور عالم شہادت میں ایک نہایت خوب صورت ترتیب سے اور مبني اسباب پر هو ' کیونکہ اُسنے اِس عالم کو عالم اسباب بنایا هی اِسلیئے ' ان سب چیزوں کا ظہور عالم شہادت میں بہ ترتیب اور بذریعہ اسباب کے کیا هی *

" الہیم " خدا کا اسم ذات نہیں هی بلکہ اسماء صفات میں سے هی ' علماء یہود اِس مقام پر ایک نکتہ لکھتے هیں کہ خدا نے اپنے کلام کو کیوں نہیں شروع کیا اسم ذات سے اور شروع کیا " الہیم " کے نام سے جو اسماء صفات میں سے هی ' پھر اسکا بیان یوں کرتے هیں کہ خدا جانتا تھا کہ اگر دنیا اسم ذات سے بساني جائیگي جسکا مقتضي جلال اور عدالت هی تو دنیا آباد نرهیگي ' اسلیئے اُسنے اپني رحمت کو بڑھا دیا یعني اپنے اسماء صفات میں سے اُس نام کے ساتھہ جسکا مقتضي رحمت هی آباد کیا اور پھر دونوں کو یعني

† زبور ۱۴۸ — ۵ سورۂ نحل آیت ۴۰ —

‡ زبور ۱۴۸ — ۹ سورۂ فرقان آیت ۲ —

عدالت اور رحم کو ملادیا جہاں کہا † " یہوہ الہیم " تاکہ انصاف اور رحم دونوں سے دنیا کا انتظام رہے - ہمارے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مخلوقات کے پیدا کرنے سے پہلے یہہ بات لکھی ہی کہ میری رحمت میرے غضب سے آگے بڑھی ہوئی ہی *

فی المشکواۃ
ان اللہ تعالی کتب کتابا قبل ان یخلق الخلق ان رحمتی سبقت غضبی

علماء عیسائی اس لفظ سے تثلیث ثابت کرتے ہیں ' وہ کہتے ہیں کہ " بول " فعل واحد ہی اور " الہیم " اُسکا فاعل صیغہ جمع کا ہی اس طرز کلام سے پایا جاتا ہی کہ حضرت موسی کو خدا کے وجودونکی تثلیث ظاہر کرنے کا ارادہ تھا چنانچہ یہہ جمع کا اسم وجودوں کی جمعیت ظاہر کرتا ہی اور فعل واحد کا اُسکے ساتھہ لگانے سے خدا کی یکتائی ظاہر ہوتی ہی *

اس خیال کو تمام اگلے اور حال کے یہودی جو عبری زبان کے محاورہ سے بخوبی واقف ہیں اور ہم مسلمان بھی صحیح نہیں جانتے کیونکہ اس مقام سے نہ تثلیث پائی جاتی ہی اور نہ جمعیت وجودوں کی ثابت ہوتی ہی *

" الہیم " کے لفظ کا مادہ " الہ " ہی بمعنی عبادت مگر یہہ لفظ یہودی زبان میں مستعمل نہیں ہی " الوہ " کا لفظ جو اُس سے مشتق ہوا ہی وہ مستعمل ہی اور معبود برحق اور معبود باطل دونوں معنوں میں اسکا استعمال آتا ہی " الہیم " اسی لفظ سے بنا ہی اِسکے معنی معبودان کے ہیں اِسکا استعمال بھی معبودان باطل اور معبود برحق دونوں پر آتا ہی علاوہ اِسکے یہہ لفظ بادشاہوں اور قاضیوں اور سرداروں اور فرشتوں کے معنی میں بھی آتا ہی جمعیت کے معنی اس لفظ میں لازمی نہیں ہیں بلکہ اکثر جگہہ اوپر واحد حقیقی شخصی کے استعمال کیا جاتا ہی چنانچہ جن ورسوں کا اشارہ حاشیہ پر ہی اُس میں خدا نے حضرت موسی کو کہا کہ میں نے تجھے فرعون کے لیئے " الہیم " بنایا اور یہہ بھی کہا کہ تو ہارون کے لیئے " الہیم " ہوگا اُن ورسوں سے بخوبی ظاہر ہی کہ یہہ لفظ اکیلے حضرت موسی پر بولا گیا جنمیں کسیطرح نہ تثلیث کے نہ جمعیت کے معنی ہیں بلکہ واحد حقیقی کے معنی میں استعمال کیا گیا ہی *

الوہ بمعنی معبود برحق — نحمیا ۹ — ۱۷
الوہ بمعنی معبود باطل — دانیال ۱۱ — ۳۷ و ۳۸
۲ — تواریخ ۳۲ — ۱۵
حبقوق ۱ — ۱۱
ایوب ۱۲ — ۶

خروج ۷ — ۱
خروج ۴ — ۱۶

---

† پیدایش ۲ — ۴ —

اب یہہ دیکھنا چاہیئے کہ عبری زبان کے محاورہ کے موافق اِس لفظ کا استعمال واحد اور جمع پر کیونکر آتا هی سو هم کتاب مقدس پر غور کرنے سے پاتے هیں که اکثر اس لفظ کا استعمال جمعیت کے معنی میں معبودان باطل پر هوا هی اور بادشاهوں یا سرداروں اور قاضیوں یا فرشتوں پر اکثر بمعنی جمعیت اور کبھی بمعنی وحدت اور معبود برحق پر همیشه بمعنی واحد حقیقی استعمال هوا هی پس بموجب اِس استعمال کے ثابت هوا که اس مقام پر جو ” الہیم “ کا لفظ معبود برحق کے معنوں میں آیا هی صرف وحدت حقیقی اُس سے مراد هی اور کسی طرح معنی جمعیت کے اس میں نہیں هیں پس جمعیت وجودوں کی اِس لفظ سے ثابت نہیں هوتی اور اگر برتقدیر یہہ بات کہی جاوے که گو جمعیت وجودوں کی اس سے ثابت نہو مگر اِس لفظ کا بمعنی جمع بھی استعمال میں آنے سے ایک لطیفه اور اشارہ جمعیت وجودوں کا نکلتا هی گو یہاں بمعنی واحد حقیقی استعمال کیا گیا هو مگر یہہ تقریر جب هوسکتی هی جب تثلیث وجودوں کی پہلے ثابت هوجاوے حالانکه هم مسلمانوں کے نزدیک تمام اسکرپچرز سے بجز وحدت حقیقی کے اور کچھہ ثابت نہیں هی ٭

( الوهیم ) بمعنی جمع واسطے معبودان باطل کے
استثنا ۱۳ — ۱۷ — ۳۲ — ۳۹
قضاة ۵ — ۸ — ۱۰ — ۱۳
۱ سلاطین ۹ — ۲
۲ سلاطین ۱۹ — ۱۸
۱ تواریخ ۵ — ۲۵
۲ تواریخ ۱۳ — ۹ — ۲۵ — ۱۴
زبور ۹۷ — ۷
۱۳۶ — ۲
یرمیاه ۲۵ — ۱۱ — ۱۱ — ۱۲
۱۶ — ۲۰

( الوهیم ) بمعنی بادشاهان و سرداران و قاضیان
خروج ۲۲ — ۲۸
بموجب ترجمه انگلش
استثنا ۱۰ — ۱۷
بموجب ترجمه انگلش
زبور ۸۲ — ۱ — ۱۳۸ — ۱
پیدایش ۶ — ۲ و ۴
بموجب ترجمه انگلش
و ترجمه عربی سنه ۱۸۱۱ ع
خروج ۲۱ — ۶ — ۲۲ — ۸ — ۲۲ — ۹

( الوهیم ) بمعنی فرشتها
۱ سموئیل ۴ — ۸ — ۲۸ — ۱۳
۲ سموئیل ۷ — ۲۳
زبور ۸۲ — ۶
۸ — ۵

( الوهیم ) بمعنی خداے واحد حقیقی
پیدایش ۱ — [illegible]
۲ سلاطین ۱۸ — ۲۴
۳۹

” شمیم “ اِس لفظ کا ترجمه اکثر مترجموں نے آسمان واحد کے صیغه سے کیا هی مگر فارسی ترجمه سنه ۱۸۴۵ ع میں جمع کے لفظ سے ترجمه هوا هی اور صیغه جمع هونا اِس لفظ کا کتاب مقدس کے اور † مقاموں میں سے بھی پایا جاتا هی ٬ آسمان حقیقت میں ایک شی هی اُسپر تعدد کا اطلاق باعتبار اُسکے انواع یا طبقات کے هوتا هی ٬ اسلیئے اُن پر خواه مفرد کے صیغه کا استعمال کیا جاوے خواه جمع کے صیغه کا دونوں کا نتیجه صحیح هوتا هی ٭

† دیکھو کتاب ایوب ۲۸ — ۲۴ — ۳۷ — ۴ — ۴۱ — ۳ زبور — ۱۳۸ — ۴ [illegible] ۲ — ۲

تمام متقدمین کیا یہودی اور کیا عیسائی اور کیا مسلمان یہہ خیال کرتے تھے کہ آسمان مثل گنبد کے مجسم هی اور زمین کے چاروں طرف محیط هی اور زمین کے گرد پھرتا هی اور چاند سورج ستارے سب اُس میں جڑے هوئے هیں اور اُسکے ساتهہ پھرتے هیں جوزیفس صاحب نے کہا هی کہ آسمان معلق قایم هی اور بلوري خانہ کي مانند هی ٭

وہ لوگ کتابهاے اقدس † سے بھي اپنے اس خیال کي پختگي سمجھتے تھے اور مسلمان ‡ قرآن مجید کے الفاظ سے اسیطرح کے معني نکالتے تھے ' مگر درحقیقت اسکربچرز یا قرآن مجید اِن معنوں کي طرف اشارہ نہیں کرتا ' اُن سے صرف اسیقدر ثابت هوتا هی کہ اللہ تعالی نے آسمان کو پیدا کیا اور یہہ بات کہ وہ کیسا هی اور کیونکر هی اس سے بحث نہیں کي ' چند جا کتاب مقدس اور قرآن مجید میں ایسے لفظ آئے هیں جن سے معلوم هوتا هی کہ آسمان صرف اُس جو کا نام هی جو همکو بلند دکھائي دیتا هی ' کیونکہ توریت مقدس میں لکھا هی کہ اللہ تعالی نے پاني میں پھیلاؤ پیدا کیا اور اُسکا نام § آسمان رکھا ' اور || قرآن مجید سے پایا جاتا هی کہ جسکا نام آسمان هی ' وہ دخان یعني بخارات هیں ' اور بہت جگہہ فرمایا هی کہ آسمان پر سے مینهہ برستا هی|| جس سے پایا جاتا هی کہ اسي جو کا جہاں سے مینهہ آتا هی آسمان نام هی ' اگلے لوگوں کے دلوں میں جو ارسطو کي حکمت بس رهي تھي اور جسکے سبب وہ یقین کرتے تھے کہ آسمان بلوري گنبد کي مانند هی اُنہوں نے کتابهاے اقدس میں جہاں ذرا بھي سہارا پایا وهي معني لگا لیئے ' مگر کتاب هاے اقدس میں جو حقیقت تھي وہ بدستور قایم هی اور همیشہ قایم رهیگي گو همارا علم اور هماري عقل کتني هي بدلتي جاوے ٭

( ارض ) زمین حقیقت میں ایک هی مگر بلحاظ اُسکي انواع کے کبھي جمع کے صیغہ سے بولي جاتي هی ¶ اور عبري زبان میں ארצות ( اراصوت ) اُسکي جمع آتي هی ' جیسے عربي میں ارضون اور ارضات اور اروض اور اراض اور اراضي اُسکي جمع آتي هی ' مگر یہہ اسم جنس هی اور جمع اور واحد دونوں کا ترجمہ واحد هی ٭

اسباب میں کہ کتابهاے اقدس اور قرآن مجید سے زمین کي صورت کیسي ثابت هوتي هی مدت سے اُسکي کچھہ تنازع نہیں رہا ' اور سب لوگ سمجھتے هیں کہ زمین گول هی اور

---

† حزقیل ۱ — ۲۲ — خروج ۲۴ — ۱۰ — زبور ۱۰۴ — ۲ ٭

‡ سورة بقر آیت ۲۲ — سورة رعد آیت ۲ — سورة مومن آیت ۶۴ — سورة ملک آیت ۳ — سورة طور آیت ۵ ٭

§ پیدایش ۱ — ۸ ٭

|| سورة حم سجدة آیت ۱۱ — سورة النمل آیت ۲۰ ٭

¶ ۲ تواریخ ۱۳ — ۹ — ۱۷ — ۱۰ ٭

کتب سماویہ اور تحقیقات علمی کو اسباب میں متحد جانتے ہیں ' مگر دربارہ حرکت اور سکون زمین کے اُن لوگوں کے درمیان میں جنکے دل اِن امورات پر غور فکر سے خالی ہیں اور صرف اپنی موروثی راے کی پیروی پر سرگرم ہیں اب تک تنازع باقی ہی •

اِن لوگوں کے دلوں میں ارسطو کی حکمت نے اپنا ایسا مضبوط قدم گاڑھا ہی کہ وہ یہہ سمجھتے ہیں کہ اگر اسبات کا اعتقاد نہ کیا جاوے کہ زمین ساکن ہی اور وہ کسی طرح سرکتی نہیں اور آسمان اور چاند اور سورج اور ستارے سب زمین کے گرد پھرتے ہیں تو تمام کتب سماویہ کی بنیاد ڈہ جاتی ہی ' کیونکہ وہ اپنے اعتقاد میں کتب سماویہ کے چند مقاموں میں † سے بھی اسی طرح سمجھتے ہیں ' مگر یہہ اُنکی غلطی ہی کیونکہ کتب سماویہ اِس معاملہ میں چُپ ہیں اور جسطرح اُنمیں زمین کا متحرک ہونا مذکور نہیں ہی اُسیطرح اُن سے زمین کا ساکن ہونا بھی ثابت نہیں ہی ' پس خواہ زمین ساکن ہو اور آسمان متحرک ہو اور خواہ آسمان ساکن ہو اور زمین متحرک کتب سماویہ جیسیکہ تھیں اپنی حقیقت پر قایم ہیں ' باقی رہے وہ مقامات جن سے ارسطو کی حکمت کی پیروی کرنے والے زمین کا ساکن ہونا اپنے خیالات کے موافق نکالتے ہیں اُنکے خیالات کی غلطی ہم اپنی تفسیر میں مناسب مناسب مقامات پر ہر ایک ورس کی تفسیر کے نیچے بیان کرینگے انشاء اللہ تعالی *

غرضکہ اِس آیت میں آسمان اور زمین کی پیدایش کے بیان سے صرف اتنی بات بتانی مقصود ہی کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا خدا ہی اُسیکے ہاتھ میں سب چیز کی کنجیاں ہیں اور وہی سب چیز پر قادر ہی *

پھر جب انسان کو یہہ بات معلوم ہوئی کہ یہہ تمام عظیم‌الشان چیزیں اور جو کچھہ اُن میں ہی وہ سب پیدا کیا ہوا ہی' تو اُسوقت اُسکے دل میں یہہ خیال گذرتا ہی کہ اِس تمام مخلوقات سے پہلے کیا تھا ' اُسکا بیان دوسرے ورس میں ہی کہ خدا کے سوا کچھہ نہیں تھا اور عالم شہادت میں صرف پانی تھا اور خدا کی روح اُسکو سے رہی تھی •

---

† زبور ۹۳ — ۱ — ۱۰۴ — ۵ — ۱۹ — ۶,۴ —
سورۂ لقمان آیہ ۲۸ —
سورۂ الطارق آیہ ۱۱ —
سورۂ کہف آیہ ۸۶ آیہ ۹۰ —
سورۂ النمل آیہ ۹۱ —
سورۂ مومن آیہ ۶۴ —
سورۂ عم آیہ ۷ —

## توریت مقدس

قبل مسیح ۴۰۰۰

(۲) وِهَا آرِص هَائْتِي تُهُ تُوهُو
وَ بُوهُو وِهُو شِخ عَل پِنِي تِهوم وِرُواح اُلوهِيم
مِرَحِفِيثِية عَل پِني هَمَائِم *

(۳) وَيُومِر اُلوهِيم يِہِي آور وَيِہِي
آور *

(۴) وَيَار اُلوهِيم اِيتْه هَا اُور كِي طُوب
وَيِبَدِيل اُلوهِيم بِين هَا اُور وُبِين هَا
هُو شِخ *

۲ اور زمین تھی ویران اور خالی اور اندھیرا اوپر منھہ پانی کے تھا اور روح خدا کی سونے والی اوپر منھہ پانیوں کے —

۳ † اور کہا خدا نے ہو ‡ نور اور ہوا نور —

۴ اور دیکھا خدا نے نور کو کہ اچھا ہی اور ¶ بدلا کردیا خدا نے درمیان نور کے اور درمیان اندھیرے کے —

## مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

قبل مسیح ۴۵۷۵

۲ § این کان ربنا قبل ان یخلق خلقہ قال کان في عماء ماتحتہ هواء وما فوقہ هواء || وکان عرشہ علی الماء

۳ || الحمد لله الذي خلق السموات والارض و جعل الظلمات والنور —

۴ || فالق الاصباح —

* تولج اللیل في النهار و تولج النهار في اللیل —

رسول خدا سے لوگوں نے پوچھا کہاں تھا ہمارا خدا پہلے پیدا کرنے اپنی خلقت کے فرمایا تھا بیچ عماء کے نہ نیچے اسکے ہوا اور نہ اوپر اسکے ہوا اور تھا عرش اسکا پانی پر —

سب تعریف الله کو جسنے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور کیا اندھیرا اور اوجالا —

نکالنے والا صبح کے اوجالے کا —

تو لاتا ہی رات کو دن میں اور تو لاتا ہی دنکو رات میں —

---

§ مشکوٰۃ باب بدء الخلق —
‡ زبور ۳۳ — ۶ اشعیا ۴۰ — ۱۲ و ۱۳
| سورۃ هود آیت ۷ —
|| سورۃ انعام آیت ۱ —
† زبور ۳۳ — ۹ —
‡ نامہ کارنتهیان ۲ — ۶ —
|| سورۃ انعام آیت ۹۶ —
¶ (فسخہ) روشنی کو تاریکی سے تقسیم کیا —
* سورۃ آل عمران آیت ۲۷ —

( ٥ ) وَ یقرا الوہیم لاور یوم و لحوشخ قارا لائیلاہ ویہی عرب و یہی بوقر یوم احاد

٥ اور کہا خدا نے نور کو دن || اور اندھیرے کو کہا رات اور ‡ ہوئی شام اور ہوئی صبح دن پہلا

٥ * و جعلنا اللیل و النہار آیتین فمحونا آیت اللیل و جعلنا آیت النہار مبصرة –

اور کیا ہمنے رات اور دن کو دو نشان پھر مٹایا ہمنے نشان رات کا اور کیا ہمنے نشان دنکا دیکھنے کو –

## تفسیر

٥ کوئی شخص اِس سے انکار نہیں کرسکتا کہ اِس دوسرے ورس میں بھی جو کچھہ بیان ہوا ہی وہ عالم شہادت کی ابتدا کا بیان ہی' کیونکہ کتاب ہاے اقدس سے ارواحوں کا اور فرشتوں کا بھی وجود پایا جاتا ہی اور اُن کی پیدایش کا اِس مقام پر کچھہ ذکر نہیں ہی *

حضرت موسی علیہ‌السلام نے اُنہیں چیزوں سے جو ہمکو دکھلائی دیتی ہیں انسانوں کو تربیت کرنا کافی سمجھا تھا ' اسی لیئے اُنہوں کی پیدایش کا حال بتلانا شروع کیا ورنہ اِس سے پہلے یہہ سب کچھہ اور اور بہت کچھہ ہوچکا تھا *

ہم مسلمان جسطرح کہ ابتداے افرینش عالم پر اعتقاد کرتے ہیں وہ یہہ ہی ' کہ ازل سے صرف ایک مقدس اور پاک ہستی تھی' جب حضرت موسی نے اُس مقدس اور پاک ہستی کا نام † پوچھا تو یہی جواب پایا کہ " میں وہ ہوں جو ہوں" اور تو میرا پیغام اسیطرح پہنچا کہ " وہ جو ہی اُس نے مجھے بھیجا ہی " اِس سے ثابت ہوتا ہی کہ ہستی مطلق وہی ایک پاک ہستی ہی ' یہہ ہستی مطلق جس طرح ازل سے موجود تھی اسی طرح تمام صفات کمال بھی اُس میں ازل سے تھیں ' اور وہ صفات کمال اور کہیں سے اُس کے پاس نہیں آئیں تھیں ' بلکہ خود اُس کی ذات میں تھیں' نہ نہ بلکہ اُس کی ذات وہی اُس کی صفات تھیں ' اور اُس کی صفات وہی اُس کی ذات تھی ' اُنہی صفات میں سے ارادہ اور علم کی صفت بھی تھی ' اُن کا مقتضی یہہ تھا کہ جو کچھہ خدا کو کرنا تھا اور جو کچھہ ہونا تھا وہ سب اُسکے علم میں موجود ہو ' چنانچہ ہرایک ذرہ ذرہ اور جو کچھہ اُسپر گذرنے والا تھا وہ سب کچھہ اُس کے علم میں محفوظ تھا ' اسی

* سورة بنی اسرائیل آیت ١٢ –

|| زبور ٧٤ — ١٦ — ١٠٤ — ٢٠ –

‡ ( نسخہ ) شام اور صبح ہوئی اول دن =

† خروج ٣ – ١٤ =

صفت باري کو هم مسلمانوں کے هاں لوح و قلم تعبیر کیا هی ' مشکواة میں حدیث هی که " سب سے پہلے خدا نے قلم کو پیدا کیا پھر اُس کو کہا که لکھه اُس نے کہا کیا لکھوں الله تعالی نے فرمایا که لکھه اندازۂ عالم کو پھر اُس نے لکھا جو تھا اور جو ابد تک ہونے والا هی " یہه مت سمجھو که یہه قلم همارا سا نعوذ کا یا پر کا قلم تھا ' بلکه اُسي صفت ارادہ کو ان الفاظ سے تعبیر کیا هی تاکه لوگ محسوسات میں اُس کي مثال سمجھه کر خدا کي عظمت اور اُس کي بزرگي پر اقرار کریں •

مشکواة
ان اول ما خلق الله القلم فقال له اکتب قال ما اکتب قال اکتب القدر فکتب ما کان و ما هو کاین الی الابد —

اِسي طرح مشکواة میں حدیث هی که " الله تعالی نے آسمان و زمین پیدا کرنے سے پہلے مخلوقات کا اندازہ لکھه لیا تھا " اور بخاري میں هی که هرچیز کو لوح محفوظ میں لکھه لیا تھا " کیا لوح محفوظ هماري سي کاٹ کي تختي یا پتھر کي سلیٹ تھي ؟ نہیں اُسي صفت علم کو عام لوگوں کے سمجھانے کو لوح محفوظ سے تعبیر کیا هی •

مشکواة
کتب الله مقادیر الخلایق قبل ان یخلق السموات والارض
بخاري
کتب في الذکر کل شی —

غرضکه جو کچھه هوا اور هوگا یہه سب چیزیں علم الہي میں موجود تھیں ' پھر اُس کي صفت قدرت نے بمقتضی اپنے کمال کے یہه چاہا که اُنھي صور علمیه کا جو ذات باري میں تھیں ظہور هو ' چنانچه اُنکا ظہور هوا ' اگرچه اُنکا ظہور آني هو مگر نفس ظہور میں تدریج لازم تھي ' اس لیئے ایک مرتبۂ ظہور کا وہ تھا که اُن صور علمیه کا ظہور علم باري سے تو هوا مگر اُنھوں نے کچھه امتیاز ایک دوسرے سے حاصل نه کیا ' دوسرا مرتبه ظہور کا وہ تھا که اُنھیں صور علمیه نے جو ایک طرح کا ظہور حاصل کیا تھا اُس کا ظہور اس درجه تک هوا که اُنھوں نے امتیاز بھي حاصل کیا اور آپس میں بھي ایک دوسرے کو پہچانا ' اور میں اور تم کا اطلاق ہونے لگا ' یہاں تک که وهیں ایک نے دوسرے سے دوستي و محبت بھي حاصل کي جس کا اثر هم اس عالم میں بھي پاتے هیں ' اور اسي کا نام همارے مذهب میں عالم ارواح هی ' مشکواة میں بخاري اور مسلم سے حدیث نقل کي هی که " رسول خدا صلی الله علیه وسلم نے فرمایا که ارواحیں لشکر هیں جو اکٹھے تھے اُن میں سے وهاں جس نے جس کو جانا یہاں بھي آپس میں اُلفت هوئي اور جس نے جس کو وهاں نجانا اُن میں یہاں بھي نا واقفیت رهي " مگر یہه مرتبه ظہور کا ایسا هی که اس میں کوئي چیز قابل اشارہ حسي کے نه تھي ' جب تیسرے مرتبه کا ظہور هوا اُس میں هر ایک چیز اشارہ حسي کے قابل هوئي ' اور یہه اور وہ کا اُس پر اطلاق ہونے لگا اور اسي کا نام همارے مذهب میں عالم مثال هی ' اور جب اور زیادہ ظہور اُنھي صور علمیه

بخاري و مسلم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف وما تناکر منها اختلف —

کا ہوا تو ہر چیز نے ایک ظاہری وجود بھی حاصل کیا جس کو ہم تم دیکھتے ہیں اور اسکا نام ہمارے مذہب میں عالم شہادت ہی ۔ اس دوسرے ورس میں حضرت موسی علیہ السلام نے یہی فرمایا کہ عالم شہادت سے پہلے کچھہ ظاہر میں نہ تھا اور سب چیز پردہ میں چھپی ہوئی تھی ۔ ابتداے عالم شہادت میں پانی تھا اور روح خدا کی اُس کو سے رہی تھی ۔ اور یہی بات ہمارے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی کہ عالم شہادت کے پیدا کرنے سے پہلے خدا عما میں یعنی پردہ میں تھا ۔ پانی پیدا ہوچکا تھا اور اُس کا عرش پانی پر تھا ۔ عما کے معنی لغت میں باریک ابر کے ہیں اور اُس سے مراد حجاب کی لی جاتی ہی ۔ مگر اس لفظ سے اس مقام میں نہ باریک ابر مراد تھا نہ پردہ جس سے اُوت ہو جاتی ہی بلکہ خود اپنے آپ میں پوشیدہ ہونا مراد تھا ۔ اس مطلب کے واضح کرنے کے لیئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس عما کے نہ اوپر ہوا تھی نہ نیچے ہوا تھی ۔ یعنی اُس سے یہہ ظاہری بادل یا یہہ ظاہری پردہ مت سمجھو ۔ بلکہ ہویت ذات کی غیبت سمجھو ٭

یہہ پانچ درجے ظہور عالم کے جو بیان ہوئے اُن میں سے" پہلے چار درجے قدیم ہیں کیونکہ خدا سے اُنکا وجود اور اُنکا ظہور بمقتضاے اُن صفات کمال باری کے ہوا ہی جو ازل سے اُس میں تھیں ۔ پس جب سے وہ تھیں جب ہی سے اُنکا ظہور بھی تھا ۔ اور جب ظہور عالم کا عالم مثال تک ہو گیا تو کوئی ایسی بات جس سے نقصان یا تعطل صفات باری میں ہو باقی نہیں تھی ۔ کیونکہ عالم شہادت میں کوئی زیادتی معنوی عالم مثال پر نہیں ہوتی ہی اسلیئے عالم شہادت کا قدیم ہونا کچھہ ضروری نہ تھا بلکہ وہ تمام چیزیں جو عالم مثال میں موجود تھیں جس ترتیب اور تدریج سے کہ اُس ہستی مطلق کی حکمت نے تقاضا کیا اُسیطرح اُنکا ظہور عالم شہادت میں ہوتا گیا ۔ کسی وقت اُسنے پانیکو ظاہر کیا اور کسی دن اندھیرے اور نور کو کسی دن آسمان اور زمین کو اور کسی دن چرند و پرند کو اور کسی دن آدم کو اور کسی دن ہم تم کو ۔ اور معلوم نہیں کہ ابھی اور کیا کیا اُسکو ظاہر کرنا ہی اور کب تک بیت —

چو شبہا نشستم دریں دیر گم
کہ حیرت گرفت آستینم کہ قم

مگر اِن تمام حالات پر غور کرنے سے ظاہر ہی کہ جو کچھہ ہم دیکھتے ہیں سب نقش بر آب ہی اور حی قایم اور دایم صرف وہی ایک ہستی ہی جسنے کہا کہ میں ہوں وللہ درمن قال مصرعہ —

الا کل شی ما خلا اللہ باطل

ایک بڑا نتیجہ جو اس گفتگو سے نکلتا ہی قابل غور کے ہی اور وہ یہہ ہی کہ تمام عالم کا وجود ایک ہی چیز سے ہوا ہی ۔ جس چیز سے کہ ہمارا وجود ہوا ہی اُسی چیز سے پتھر

اور درخت اور حيوانات كا بهي وجود هوا هي اور جو چيز هم ميں هي وهي چيز اُن سب ميں هي ' صرف ظهور كے طريقه كا فرق هي جسكے سبب همكو انسان اور باقيوں كو حيوان اور درخت پتهر كها جاتا هي ' ورنه اصليت سب كي ايك هي ' اور اسبات نے يهه بات ضروري كردي هي كه تمام چيزيں جو عالم ميں هيں وه سب ايك نسبت كے ساتهه هوں ' مثلاً معدنيات چاهيئے ايك قسم پتهر كي دوسري قسم پتهر سے نباتات كے قريب هوتي جاويں يهانتك كه اخير قسم معدنيات كي نباتات سے نهايت مشابه اور قريب قريب هو ' اسيطرح نباتات چاهيئے كه ايك قسم نباتات كي دوسري قسم نباتات سے حيوانات كے قريب قريب هوتي جاوے يهاں تك كه اخير قسم نباتات كي نهايت قريب تر هو حيوانات كے ' اور اسيطرح حيوانات كي قسميں قريب تر هوتي جاويں انسان كے يهاں تك كه اخير قسم حيوان كي نهايت قريب قريب انسان كے هو ' اس ترتيب سے معدنيات و نباتات اور حيوانات كے پيدا هونے پر اگرچه ابهي لوگ يقين نكرينگے مگر ترقي علم كي جو روز بروز هوتي جاتي هي اُميد هي كه وه همكو ان سب باتوں پر يقين كراديگي ' اور جان لياجاويگا كه جو بات ملهم شخصوں كے هونٹوں سے نكلي هي وه كيسي سچ تهي ' اسي جگهه سے يهه بات بهي سمجهه لو كه جسطرح هم اپنے سے نيچے درجه بدرجه مخلوقات ديكهتے هيں اسي طرح همسے اوپر بهي درجه بدرجه بهت سي مخلوقات خدا كي هي جس سے اگر انكار كيا جاوے تو انكار كے ليئے كوئي دليل نهيں هي *

مگر همارے مذهب كے اكثر علماء كي يهه راے هي كه درباب آفرينش عالم كے زياده كاوش اور بحث كوئي نهيں چاهيئے ' بلكه صرف اسقدر مضبوط اعتقاد ركهنا چاهيئے كه ابتدا ميں صرف ذات باري تهي اور كچهه نه تها ' بمجرد اُسكے حكم كے تمام چيزيں نيست سے هست هو گئيں اور اُسنے اپنے كمال قدرت سے اُنكو موجود كرديا ' چنانچه يهي اعتقاد هم مسلمانوں كا هي اور يهودي اور عيسائي بهي يهي اعتقاد ركهتے هيں *

( ويران اور خالي ) يعني زمين نے ابتك كوئي صورت نهيں پكڑي تهي اور اُسكا ماده جس سے زمين بني منتشر اور پاني ميں ملا هوا تها *

( اندهيرا ) تمام مفسرين اس لفظ سے يهي تاريكي سمجهتے هيں جو بسبب نهونے روشني كے موجودات كے دكهائي دينے سے باز ركهتي هي ' يهه معني جو مفسروں نے ليئے صحيح هيں اور يهه بهي ممكن هي كه اس اندهيرے سے يهه ظاهري اندهيرا مراد نه ليا جاوے ' كيونكه ابهي تك نه كوئي چيز ظاهر هوئي تهي اور نه كوئي ديكهنے والا تها ' بلكه اس مقام پر اندهيرے سے وهي حجاب مراد ليا جاوے جسكو همارے هاں كي مقدس كتابوںميں عما كها هي ' اور مراد يهه هي كه تمام چيزيں جو اس كے بعد ظاهر هوئيں سب پرده ميں تهيں اور اس بڑے تماشا كرنے والےنے ابتك كوئي تماشا پرده ميں سے نهيں نكالا تها بلكه آپ هي آپ تها *

( تہوم ) کا ترجمہ سب مترجموں نے پانی یا پانیوں یا سمندر کیا ہی اور عربی اور فارسی مترجم نے غمر اور لجہ جسکو اُردو میں پانیکے تھبر سے تعبیر کیا جاسکتا ہی اور درحقیقت اس سے بہتر ترجمہ نہیں ہوسکتا، اس ورس سے علانیہ ظاہر ہی سب سے پہلے پانی پیدا ہوچکا تھا •

عربی سنہ ۱۸۱۱ ع (غمر)
فارسی سنہ ۱۸۲۸ ع (لجہ)
فارسی سنہ ۱۸۳۸ ع (لجہ)

( اور روح خدا کی ) یہہ ایک لفظ نہایت غور طلب ہی، اس کے معنی روح کے اور ریاح کے یعنی ہوا کے دونوں آئے ہیں کئی مترجموں نے اس لفظ کا ہوا ترجمہ کیا ہی † علماے یہودی اسکا مطلب یہہ لکھتے ہیں کہ " خدا کے جلال کا تخت قایم تھا بیچ جو کے خدا کے منہہ کی ہوا سے یعنی اُسکے حکم سے " یہہ مطلب بالکل مطابق ہی اُس مضمون سے جو ہمارے قرآن مجید میں آیا ہی کہ ( خدا کا عرش پانی پر تھا ) مگر اس کے معنی بیان کرنے میں ہمارے ہاں کے علماء میں اختلاف ہی بعضے کہتے ہیں کہ ہمکو اس پر زیادہ غور کرنی در کار نہیں ہی، اور اسی پر اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ خدا کا ایک عرش ہی اور وہ پانی پر رکھا ہوا تھا ، مگر مطلب جو صریحاً اس سے پایا جاتا ہی وہ یہہ ہی کہ عرش کے معنی بزرگی اور جلال کے آتے ہیں، پس مراد آیت کی صاف ہی کہ عالم شہادت کی آفرینش سے پہلے صرف پانی پیدا کیا گیا تھا اور خدا کی شان اور اُسکا جلال پانی پر تھا ، کیونکہ وہ پانی ہی سے تمام چیزوں کو عالم شہادت میں پیدا کرنے والا تھا ، اور اسی واسطے اُسکے جلال کو پانی پر ہونے سے مخصوص کیا گیا ہی، اور یہی مراد اس مقام میں روح کے پانی پر ہونے سے ہی •

انقلس کالدی ترجمہ
عربی سنہ ۱۸۱۱ ع ریاح الله
فی القاموس العرش العز

مگر علماء مسیحی روح کے لفظ سے برخلاف یہودیوں کے اور برخلاف ہم مسلمانوں کے مراد لیتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ تثلیث میں کا تیسرا وجود جسکا نام روح القدس ہی وہ اس مقام پر روح کے لفظ سے مراد ہی، مگر ہم مسلمان اور نیز یہودی اسکو تسلیم نہیں کرتے ہیں، کیونکہ اول تو تمام اسکریپچرز سے تثلیث ثابت نہیں، اور اگر بالفرض اُس سے قطع نظر بھی کیا جاوے تو روح کے لفظ سے تثلیث میں کا تیسرا وجود مراد نہیں ہوسکتا ، کیونکہ روح کا لفظ مضاف ہی الوہیم کی طرف اور جب الوہیم کو جمع کا صیغہ قرار دیا تو اُس میں تینوں وجود تثلیث کے یعنی باپ اور بیٹا اور روح القدس داخل ہیں اور مضاف ہمیشہ غیر ہوتا ہی مضاف الیہ کا پس تو یہہ روح بالضرور غیر ہونی چاہیئے باپ اور بیٹے اور روح القدس یعنی اقانیم ثلاثہ تثلیث کے، پھر کیونکر اس روح کے لفظ سے تثلیث میں کا تیسرا وجود مراد ہوسکتا ہی •

† دیکھو تفسیر رشی

( مرحفت ) سینے والی عبری میں یہہ لفظ اُن معنوں میں بولا جاتا هی
جبکہ کوئی جانور انڈے سینے کے وقت پھول کر اور سب انڈوں کو اپنے تلے کرلیتا هی'
اس مقام پر اس لفظ کا استعمال بہت مناسب تھا تاکہ خدا کی وہ شان جو اُس وقت
میں تھی خیال میں آجاوے' کیونکہ خدا تعالی پانی هي سے سب چیز پیدا کرنیکو تھا *

( میم ) ( پانیکے ) بعض مترجموں نے اس لفظ کا واحد کے صیغہ سے ترجمہ کیا
هی بعض نے جمع کے صیغہ سے' کتاب اقدس میں اسپر جمع کا بھی اطلاق آیا هی اسلیئے کہ
کئی جگہہ اسکے لیئے † جمع کا فعل آیا هی' مگر حقیقت میں یہہ لفظ اسم جنس هی اور اسپر
باعتبار تعدد انواع کے جمع کا اطلاق هوتا هی' پس واحد اور جمع دونوں کا نتیجہ واحد هی *

۳ اس آیت سے عالم کی پیدایش کا ذکر شروع هوا' اس کلام سے کہ خدا نے کہا کہ
" نور هو" معلوم هوتا هی کہ تاریکی پہلے پیدا هوچکی تهی' بعض علماء همارے مذهب کے یہہ
کہتے هیں کہ تاریکی امر وجودی نہیں هی بلکہ عدم النور کا نام تاریکی هی' مگر یہہ قول
صحیح نہیں معلوم هوتا' کیونکہ اس سے لازم آتا هی کہ تاریکی قدیم اور غیر مخلوق هو اور
یہہ صریح باطل هی' خدا تعالی نے اس دنیا کا انتظام اسطرح پر کردیا هی کہ تاریکی جاتی
هی اور روشنی آتی هی' اور تاریکی آتی هی اور روشنی جاتی هی' اور اس سبب سے همارے
خیال میں جم رها هی کہ تاریکی هوگی تو روشنی نهوگی' اور روشنی هوگی تو تاریکی نهوگی'
اور جیسے یہہ بات همارے خیال میں نہیں آتی کہ تاریکی اور روشنی دونوں ایک ساتهہ
موجود هوں' ویسے هي همارے خیال میں یہہ بات نہیں آتی کہ تاریکی اور روشنی دونوں
ایک ساتهہ نہوں' مگر یہہ تصور هماری عقل کا هی' جیسا کہ هم نہیں سمجهہ سکتے کہ جب
کوئی چیز پیدا نہیں هوئی تهی تو کیا تها' ویسے هي هم اسکو نہیں سمجهہ سکتے کہ جب تاریکی
اور نور دونوں نہ تهے تو کیا تها' هم یقین کرتے هیں کہ ابتدا میں صرف خدا کی ذات تهی
اُسکے سوا کچهہ نہ تها نہ اندهیرا نہ روشنی' پهر اُسنے سب کو پیدا کیا پس تاریکی امر عدمی
نہیں هی بلکہ مخلوق اور امر وجودی هی *

( ویومر ) ( اور کہا ) ‡ بشپ پٹرک صاحب کہتے هیں کہ جہاں کہیں
پیدایش کے حال میں یہہ لفظ آیا هی تو اس کے معنے یہہ سمجهنے چاهیئیں کہ خدا نے
چاها' بشپ پیرسن صاحب اسکی دلیل میں کہتے هیں کہ " یہہ عجب قوت خدا کی
سزاوار تعریف هی کہ اُس کا چاهنا کسی کام کا گویا کرلینا هی اور ارادہ کرنا گویا پورا کرنا
هی" عربی ترجمہ سنہ ۱۸۱۱ع میں جہاں یہہ لفظ آیا هی اُسکا ترجمہ " شاء " کیا هی یعنی
چاها هم مسلمان بهی اس لفظ کے یهی معنی سمجهتے هیں اور اِسبات کو یاد رکهنا چاهیئے
کہ اس لفظ کے یہہ معنی لینے میں هم اور عیسائی دونوں متفق هیں *

---

† پیدایش ۱ — ۹ — ۷ — ۲۳ —
‡ تفسیر کاٹیاپر جلد اول صفحہ ۲ —

( أور ) ( نور ) اس لفظ سے ايک قدرتي نور مراد هي جو قبل پيدايش آفتاب اور ستاروں کے پيدا کيا گيا تها' اور وهي نور آفتاب اور ستاروں کے وجود کا مادة هي *

نور کي پيدايش پر جو اِس ورس ميں بيان هوئي هي بعض علماء عيسائي کو بهت مشکليں پيش آئي هيں ' جن لوگوں نے دنيا کے حالات پر موجودة علامتوں سے زيادة تحقيقات کي هي وہ کہتے هيں کہ روشني اول دن کے کام سے بهي مدتوں پيشتر موجود تهي ' کيونکہ حيوانات کي جو بقيہ هڈّياں ايسے زمانوں کي هاتهہ آئي هيں جو انسان کے ظہور سے مدتوں پيشتر گذر گئے تهے اُن هڈّيوں ميں آنکهيں موجود هيں' اور ظاهر هي کہ اُن حيوانات ميں آنکهيں ديکهنے کو بنائي گئيں تهيں' اِس ليئے اُس زمانہ ميں بهي روشني کا هونا ضرور پڑا ' اور يہہ سب باتيں کتاب اقدس کے برخلاف معلوم هوتي هيں جس ميں اول روز کا بيان اِس طرح † پر هي کہ خدا نے کہا نور هو پهر نور هوگيا ' اور پهر چوتهے دن کے کام ميں سورج چاند ستاروں کي ‡ پيدايش کا بيان هوا هي *

اس مشکل کا حل بعض علماء عيسائي نے اس طرح پر کيا هي کہ " اول مقام ميں يہہ نهيں کہا گيا هي کہ روشني ازسرنو پيدا کي گئي يا بنائي گئي تهي بلکہ اُسکو طلب کيا گيا تها اور اُسکو يہہ حکم ديا گيا تها کہ تاريکي ميں سے جو پاني کے منهہ پر تهي چمک نکلے ' اور دوسرے مقام پر بهي يہہ نهيں کہا گيا هي کہ آفتاب اور چاند اور ستارے چوتهے روز پر پيدا کيئے گئے تهے' بلکہ جو عبري لفظ يهاں استعمال هوا هي وہ بمعني کيا اور مقرر کيا اور بنايا اور خاص مطلب يا استعمال کے ليئے مقرر کيا کے معنوں ميں مستعمل هوا هي' ڈيڑہ سو جگهہ کتاب پيدايش ميں يہہ لفظ آيا هي اور ايک جگهہ بهي پيدا کرنے کے معنوں ميں استعمال نهيں کيا گيا " حاصل يہہ کہ يہہ سب چيزيں پہلے سے تهيں صرف اُن کو کاموں پر مقرر کيا گيا تها *

مگر يہہ تقرير جو بيان هوئي دلچسپ نهيں هي' پہلے هي ورس سے تمام يهودي اور عيسائي اور مسلمان کتاب اقدس کا يہہ منشاء سمجهتے هيں کہ ان تمام چيزوں کا بيان ابتدا هي ميں اسليئے هوا هي تاکہ اِس بات کے جاننے سے کہ تمام چيزوں کا پيدا کرنيوالا خدا هي لوگوں کے دل ميں خدا کي عظمت اور بزرگي پيدا هو ' اور اُس کي شريعت کي اطاعت پر سرگرم هوں' اور يہہ بات جب هي حاصل هوتي هي جب کہا جاوے کہ پہلے ان چيزوں ميں سے کوئي چيز نہ تهي' خدا هي نے نور پيدا کيا ' خدا هي نے سورج چاند ستارے پيدا کيئے' اور اگر برخلاف اس کے ايسا طرز کلام اختيار کيا جاوے جسکا يہہ منشاء هو کہ

† پيدايش ۱ — ۳ *
‡ پيدايش ۱ — ۱۶ لغايت ۱۸ *

نور اور سورج پہلے سے تھے صرف اُنکو خدا نے طلب کیا تھا یا ایک خاص کام پر مقرر کیا تھا تو وہ مطلب حاصل نہیں ہوتا ' بلکہ یہہ شبہہ رہتا ہی کہ خدا سے بھی بڑا کوئی اور شخص ہی جس نے اُن کو پیدا کیا اور خدا صرف اُن کو کاموں پر مقرر کرنے والا اور صرف اُنکا منتظم ہی ' اس لیئے ہم مسلمان اس تقریر کو تسلیم نہیں کرتے ' بلکہ ان ورسوں کے یہی معنی سمجھتے ہیں کہ یہہ سب چیزیں معدوم تھیں درحقیقت خدا نے پہلے دن نور پیدا کیا اور چوتھے دن آفتاب پیدا کیا ' اور جو اعتراض کہ اس پر کیا جاتا ہی درحقیقت وہ اعتراض نہیں ہوتا چنانچہ عنقریب اُسکی نسبت جو گفتگو ہم بیان کرینگے اُس سے معلوم ہو جاویگا *

( ویرالوھیم ) ( اور دیکھا خدا نے نور کہ اچھا ہی ) اس سے یہہ مطلب نہیں ہی نہ خدا کو پہلے نور کی کیفیت معلوم نہ تھی جب اُس کو پیدا کرچکا تو یہہ بات جانی کہ اچھا بنا' بلکہ اس طرح کا طرز کلام صرف اُس چیز کی خوبی اور اچھا پن کے ظاہر کرنے کو استعمال ہوتا ہی' اور مراد اُس سے صرف اسقدر ہی کہ جو کچھہ بنا دیا ہی وہ اسی طرح جاری رہے *

( ویبدال ) ( اور بدلا کردیا ) یعنی نور کو جدا کردیا اور اندھیرے کو جدا کردیا اس طرح پر کہ جہاں نور ہو وہاں اندھیرا نہو' اور جہاں اندھیرا ہو وہاں نور نہو ' اس سے معلوم ہوا کہ نور کے پیدا ہونے سے اندھیرا بالکلیہ معدوم نہیں ہوا تھا بلکہ نور اپنی جگہہ پر موجود رہا اور اندھیرا اپنی جگہہ پر موجود رہا *

٥ ( شام اور صبح ) اس ورس میں دو لفظ ہیں ایک " عرب " جسکے معنی شام کے ہیں اور دوسرا " بقر " جس کے معنی صبح کے ہیں' حقیقت میں شام اُس وقت کو کہتے ہیں جب دن ختم ہوتا ہی اور رات شروع ہونے کو ہوتی ہی ' اور صبح اُسوقت کو کہتے ہیں جب رات ختم ہوتی ہی اور دن شروع ہونے کو ہوتا ہی ' مگر یہاں یہہ مراد نہیں ہی بلکہ یہاں اندھیرے کو شام اور نور کو صبح کہا ہی ' پس معنی اس ورس کے یہہ ہیں کہ اندھیرا تو پہلے دن کی رات تھی' اور نور پہلے دن کا دن تھا *

علماء عیسائی نے بھی اُن دونوں لفظوں کے یہی معنی لیئے ہیں † ڈاکٹر ویاز صاحب کہتے ہیں کہ شام سے اس مقام پر تاریکی کا تمام دور مراد ہی' اور صبح سے اُس کے آگے آنے والی روشنی کا تمام دور ' اور شام کو صبح سے پہلے غالباً اسلیئے بیان کیا ہی کہ اندھیرا پیدایش کی تاریخ بموجب اوجالے سے پہلے وجود رکھتا تھا *

بشپ کذر صاحب کہتے ہیں کہ " یہی سبب ہی کہ یہودیوں کا قدرتی دن شام سے شروع ہوتا ہی ‡ ہم مسلمانوں کے ہاں بھی اسی سبب سے جتنے شرعی دن ہیں اُنکا حساب رات

† تفسیر ڈاؤلی جلد ۱ صفحہ ۲ *

‡ احبار ۲۳ — ۳۲ —

سے جو اُس دن کے پہلے هی شروع هوتا هی' اور دن کے پورا هونے پر ختم هوتا هی' نه یهه که دن سے شروع هو اور اُسکے آگے آنے والي رات پر ختم هو *

اس ورس سے پایا جاتا هی که جب اندهیرا پیدا هوچکا تو وه ایک زمانه تک رها اور جب نور پیدا هوا تو وه بهي ایک زمانه تک رها ' پهر وه نور دوسري جگهه چلا گیا اور اندهیرا پهر آگیا ' کیونکه اگر نور کا دوره بهي پورا نهولے تو اندهیرے اوجالے پر پہلے دن کا اطلاق نهیں هوسکتا ' اسلیئے اس مقام پر دو سوال پیدا هوتے هیں *

ایک یهه که اُس اندهیرے اور اوجالے کا زمانه کسقدر تها آیا وهي باره باره گهنته کا یا کیا *

دوسرے یهه که اس اندهیرے اور اوجالے نے کسطرح پر اپنا دوره کیا *

پہلے سوال کا جواب هم یهه دیتے هیں که اس رات اور دن کي مقدار همکو معلوم نهیں هی' کیونکه یهه رات اور دن اُن سببوں سے نهیں هوا تها جنسے اب هم اپني رات اور اپنا دن رکهتے هیں' بلکه بغیر ظاهري سبب کے خدا نے اندهیرا اور اوجالا پیدا کیا تها ' پس جب تک اندهیرا رها رات تهي' اور جب تک اوجالا رها دن تها ' اور اُنکي مقدار معلوم نهیں' ممکن هی که باره باره گهنته هوں یا اُس سے کم یا اُس سے بهت زیاده ' اور اسي سبب سے پہلے تین دنوں کي مقدار هم کچهه معین نهیں کرتے' کیونکه وه تینوں دن بغیر ظاهري سبب کے محض قدرتي دن هیں *

اور دوسرے سوال کا جواب هم یهه دیتے هیں که ابهي تک نظام شمسي مرتب نهیں هوا تها ' اسلیئے جس طرح اندهیرے اور اوجالیکا پیدا کرنا محض قدرت سے تها اسیطرح اُنکا دوره بهي محض قدرت سے تها *

هم اسبات کو تسلیم کرتے هیں که نیچر خدا کا کام هی اور وحي اُسکا کلام هی' اور اُسکے کام اور اُس کے کلام میں کبهي اختلاف هونا نهیں چاهیئے' کیونکه وه ایک مبدء سے نکلے هیں' هم اُسکے نیچر کو دیکهتے هیں که زمین کي حرکت سے اندهیرا اوجالا رات دن هوتا هی' پهر کیا جاسکتا هی که برخلاف اس نیچر کے اندهیرے اوجالے نے تین دن تک کیونکر اپنا دوره کیا *

مگر سمجهنا چاهیئے که اگر ابتدا هي سے هر ایک چیز کو قوانین نیچر کا پابند مانا جاوے تو تمام عالم کے وجود سے جو هر دم هماري آنکهوں کے سامنے هی اور جس سے ایک بچه بهي انکار نهیں کرسکتا انکار کرنا پڑتا هی' کیونکه جب کچهه نه تها اور خدا هي خدا تها تو کونسے قوانین نیچر کي پابندي سے اُسنے عالم کو پیدا کیا ' ظاهر هی که اُس وقت تک کوئي قاعده نیچر کا موجود نه تها جس کي پابندي کا هم خیال کریں' بے شک اب همارے لیئے قاعده قدرت کا یهه هی که آفتاب کي روشني اور زمین کي گردش سے هم اندهیرا اوجالا رات دن رکهتے هیں' مگر آفتاب اور زمین کي پیدایش کونسے قاعده قدرت پر تهي' بلاشبهه هماري آنکهوں کے سامنے قاعده قدرت یهه هی که هم جو بوتے هیں اور جو کاٹتے هیں

اور گیہوں بوتے ہیں اور گیہوں کاٹتے ہیں، مگر جب کوئی درخت دنیا میں نہ تھا تو کونسے قوانین قدرت کی پابندی سے ہمنے پھلدار درخت پائے تھے جن کا بیج اُنہی میں تھا نیچر کی پابندی جب سے ہونی چاہیئے جب سے کہ اُس قادر مطلق نے اپنے انتظام کو قدرتی قوانین کا پابند کیا، نہ اُس سے پہلے' تمیز کرو اس مقام پر خدا کے طرز کلاموں کو کہ وہ دو طرح پر بولے گئے ہیں ' ایک اس طرح پر کہ ایک چیز دوسری چیز سے پیدا نہیں ہوئی' بلکہ اُس نے کہا کہ ہو ہوگئی' یہہ طرز کلام صرف اُس قادر مطلق کی قدرت ہمکو بتاتا ہی اور اپنے قدرتی کاموں کو نیچر کے قوانین کی پابندی سے آزادی جتاتا ہی' دوسرے اس طرحپر کہ ایک چیز کو دوسری چیز سے بناتا ہی یہہ طرز کلام قوانین قدرت کی پابندی ہمکو سمجھاتا ہی' پس نیچر کی پابندی ہمکو جب ہی سے چاہیئے جب سے کہ اُس قادر مطلق نے اپنے کاموں کو نیچر کا پابند کیا *

اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ اگر بعد مرتب ہوجانے نظام شمسی کے اور پابند ہوجانے رات دن کے نیچر کے قوانین پر ہم اندھیرے اُجالے کے دورہ کو خلاف نیچر قرار دیں تو البتہ ہم خلاف قاعدہ نیچر کے بات کہتے ہیں' مگر جبکہ ہم اُسوقت کی بات کہیں جو نیچر کے قوانین کے مقرر ہونے سے پہلے کی ہی تو ہم پر قوانین نیچر کے توڑنے کا الزام نہیں آسکتا *

توریت مقدس

( ۶ ) وَیُومِر اِلوہِیم یِہِی رَقِیع بِتُوخ

ہَمَّاِم وِیہِی مَبدِیل بِین مَاِئم لَمَاِئم *

۶ اور کہا خدا نے ہو || پھیلاؤ درمیان پانی کے اور § ہو بدلنے والا درمیان پانی کے پانی کو —

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۶ † اولم یرالذین کفروا ان السموات والارض کانتا رتقا ففتقنہما و جعلنا من الماء کل شی حي افلا یومنون —

‡ ثم استوی الی السماء وھي دخان فقال لہا وللارض ائتیا طوعا او کرھا قالتا اتینا طائعین

کیا نہیں دیکھا ان منکروں نے کہ آسمان اور زمین دونوں تھے کٹھری پھر ہمنے اُنکو کھولا اور کیا ہمنے پانی سے ہر چیز کو زندہ پھر بھی یقین نہیں کرتے —

پھر متوجہ ہوا طرف آسمان کی اور وہ دھواں ہی پھر کہا اُس کو اور زمین کو آو خوشی سے یا زور سے کہا دونوں نے ہم آئے خوشی سے —

---

† سورۃ انبیاء آیت ۳۰ —

|| ایوب ۳۷ — ۱۸ — زبور ۱۳۶ — ۵ — یرمیاہ ۱۰ — ۱۲ — ۵۱ — ۱۵ —

§ ( نسخہ ) انگریزی مترجم نے اُسطی ترجمہ کیا ہی —

‡ حم سجدہ آیت ۱۱ —

## تفسیر

۲ اس ورس میں جو (رقیع) کا لفظ ہی اُس کا ترجمہ مختلف طرح سے مترجموں نے کیا ہی جنمیں عربی ترجمہ سب سے برا ہی که کسیطرح اُس سے عبري لفظ کي مراد حاصل نہیں ہوتي یہہ لفظ عبري کا بجنسہ عربي زبان میں بھي مستعمل ہی اور اِس کے معني † آسمان یا پہلے آسمان کے ہیں انگریزي ترجمہ اس کے بہت قریب قریب ہی ‡ بشپ ہارنصاحب کہتے ہیں کہ " یہہ لفظ ایسے مصدر سے نکلا ہی جس کے معني ہیں چاروں طرف پھیلنا اور کشادہ ہوجانا اور پتلا کرنا" بہر حال اس لفظ سے خواہ مخواہ سخت مادہ کے معني حاصل نہیں ہوتے، بلکہ جس طرح عربي میں سماء کے لفظ کا اطلاق بلندي اور وسعت اور جو پر آتا ہی اسیطرح اس عبري لفظ سے بھي وسعت اور پھیلاؤ مراد ہی، اور اسي لیئے ہم نے اُردو میں پھیلاؤ اُس کا ترجمہ کیا ہی ٭

عربي سنہ ۱۸۱۱ ع (جلد)
اُردو سنہ ۱۸۴۲ع، رومن کیرکٹر سنہ ۱۸۵۵ع، رومن کیرکٹر سنہ ۱۸۶۰ع (فضا)
فارسي سنہ ۱۸۲۸ ع (جو)
انگریزي ولگٹ سنہ ۱۸۴۸ع انگریزي (فرمنٹ)
فارسي سنہ ۱۸۴۵ ع (رقیع)

اس مقام سے ہوا کا پیدا ہونا ثابت ہوتا ہی، کسلیئے که نور کي حرارت نے پاني میں بخارات پیدا کیئے جسکے سبب وسعت پیدا ہوئي اور پاني پانیوں سے جدا ہوگئے، جیسے بلبلہ میں ہوا بند ہوکر پاني سے پاني جدا ہوجاتا ہی، اور بیچ میں وسعت پیدا ہو جاتي ہی ٭

## توریت مقدس

(۷) وَیَّعس اِلُوہیم اِیتہ ہا رَقِیع وَیَبْدِّیل بین ہَمائم اَشَر
مِتَّحَت لَرَقِیع وَ بین ہَمائم اَشَر مِعَل لَرَقِیع وَیِہِي خِین ٭

(۸) وَیِّقرا اِلُوہیم لَرَقِیع شَمَائِم وَیِہِي عِرِب وَیِہِي بُوقِر یُوم
شینِي ٭

۷ اور بنایا خدا نے پھیلاؤ کو اور § جدا درمیان پاني کے جو تھا نیچے پھیلاؤ کے اور درمیان پانیکے جو تھا اوپر ‖ پھیلاؤ کے اور ہوا ایسا ہي ــ

۸ اور کہا خدا نے پھیلاؤ کو آسمان اور تھي شام اور تھي صبح دن دوسرا ــ

† رقیع کاسہو السماء اوالسماء الاولی قاموس ــ
‡ تفسیر ڈاٹلي جلد اول صفحہ ۲ ــ
§ امثال ۸ ــ ۲۸ ــ
‖ زبور ۱۴۸ ــ ۴ ــ

۷ ساتویں ورس میں جو یہہ کلام واقع ہوا ہی کہ خدا نے پھیلاؤ کو بنایا ' اور جو پانی پھیلاؤ کے اوپر تھے اور جو پانی پھیلاؤ کے نیچے تھے اُن میں فرق کیا ' اس کلام سے اکثر علماء یہودی اور عیسائی یہہ نتیجہ سمجھتے ہیں کہ کتاب اقدس سے آسمان یا جو کے اوپر بھی پانی کا موجود ہونا ثابت ہوتا ہی ' اسلیئے اُنھوں نے آسمان پر کے پانیوں سے ابر میں کے پانی مراد لیئے ہیں ' یہہ بات تسلیم کرنی چاہیئے کہ چند جا کتاب ہاے اقدس میں آسمان پر کے پانیوں سے ابر میں کے پانی مراد لیئے گئے ہیں ' مگر اس جگہہ اسطرح پر مراد لینے کی کچھہ ضرورت نہیں ہی ' کیونکہ اس مقام سے آسمان کے اوپر پانیوں کا موجود رہنا پایا نہیں جاتا ●

اس مقام میں پانیوں کا پانیوں سے جدا ہونا صرف پھیلاؤ کے پیدا ہونے کے لیئے بیان کیا گیا ہی ' یعنی جب پانی میں بسبب پیدا ہونے بخارات کے بلبلہ کی طرح وسعت پیدا ہوئی تو پانیوں سے پانی جدا ہوگئے ' مگر یہہ بات کہ اُس پھیلاؤ کے اوپر کے پانی بدستور موجود رہے کسی طرح کتاب اقدس سے پایا نہیں جاتا ' بلکہ نویں ورس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اُنھیں بخارات کے سبب اوپر کے پانی معدوم ہوگئے ' کیونکہ اُس ورس میں نیچے کے پانیوں کا بیان ہی ' اگر اوپر کے پانی موجود رہتے تو ضرور اُن کا بھی کہیں ذکر آتا ●

قرآن مجید سے پایا جاتا ہی کہ آسمان و زمین سب ایک گٹھری میں بندھے ہوئے تھے ' یعنی سب اکھٹے تھے ' پھر اُنکو کھول لیا ' آسمان صرف بخارات ہیں کوئی سخت مادہ نہیں ہی ' یہہ بیان زیادہ تر آسمان کی حقیقت کو وضاحت سے ظاہر کرتا ہی ' اور بتاتا ہی کہ جو بات صدہا سال پیچھے تحقیقات علمی نے ہمکو بتائی وہ کسطرح پہلے ہی سے وحی کی زبان سے نکل چکی تھی ●

۸ وہی پھیلاؤ جو پانی میں ہوا کے پیدا ہونے سے ہوا تھا اُسی کو خدا تعالی نے آسمان کہا ' اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ آسمان کوئی چیز مجسم نہیں ہی جیسا کہ اگلوں نے خیال کیا تھا ' بلکہ صرف وسعت کا جسکو ہم جو کہتے ہیں آسمان نام ہی ●

اس ورس میں جو کام بیان ہوئے وہ دوسرے دن ختم ہوئے ' پانچویں ورس سے جہاں خدا نے پہلے دن کا ذکر کیا یہہ بات معلوم ہوئی تھی کہ پہلے اندھیرا تھا پھر اوجالا ہوا اور پھر اوجالا چلا گیا اور اندھیرا آیا کہ اُس کے سبب پہلے دن کا رات دن ختم ہوا ' اس ورس میں جو پھر یہہ بات کہی کہ تھی شام اور تھی صبح دوسرا دن ' اس سے ثابت ہوتا ہی کہ جسطرح پہلے دن اندھیرے اور اوجالینے دورہ کیا تھا اسیطرح اس دوسرے دن کے اندھیرے اور اوجالے نے دورہ کیا ' پہلے دن کے ختم ہونے پر جو اندھیرا آیا تھا وہ چلا گیا اور پھر اوجالا آیا اور وہ بھی چلا گیا جس کے سبب دن پورا ہوگیا ' اور اسی اندھیرے اوجالے کو خدا نے دوسرا دن کہا ' یعنی اندھیرا دوسرے دن کی رات تھی اور اوجالا دوسرے دن کا دن ●

## توریت مقدس

( ۹ ) ویومر الوهیم یقاوو همایم متحت هشمایم ایل - مقوم
احاد وترا ایه هیباشه ویهی خین *

( ۱۰ ) ویقرا الوهیم لیباشه ارص ولمقوه همیم قارا یمیم
وبار الوهیم کی طوب *

( ۱۱ ) ویومر الوهیم تدشی هاارص دیشی عسب
مزریعا زرع عص پری عسه پری لمینو آشر زرعو بو عل هاارص
ویهی خین *

۹ اور کہا خدا نے ٹھہر جاویں † پانی نیچے سے آسمانوں کے بیچ
جگہہ ایک کے اور دیکھائی دے خشکی اور ہوا ایسا ہی ـ

۱۰ اور کہا خدا نے خشکی کو زمین اور ٹھہراؤ پانی کو کہا سمندر
اور دیکھا خدا نے کہ اچھا ہی ـ

۱۱ اور کہا خدا نے پیدا کرے ‡ زمین پیدا کرو گھاس
کے دینے والی بیج درخت پھل کے دینے والے پھل اپنی § قسم کے
جنکا بیج اُنہیں ہو اوپر زمین کے اور ہوا ایسا ہی ـ

### تفسیر

۹ و ۱۰ دوسرے ورس سے یہہ بات معلوم ہوئی تھی کہ زمین پانی میں تربتر تھی
اور کوئی صورت نہیں رکھتی تھی بسبب نور کی حرارت اور ہوا کی پیدایش کے اجزاے
ارضیہ جو پانی میں ملے ہوئے تھے اُن میں زیادہ ترسختی آگئی تھی اب خدا نے حکم دیا کہ
پانی ایک جگہہ جمع ہو جاویں اور تمام اجزاے ارضیہ مجتمع ہوکر خشکی ظاہر ہو
چنانچہ ایسا ہی ہوا اور خدا نے خشکی کا نام زمین اور پانیوں کے مجمع کا نام سمندر
رکھا *

---

† ایوب ۲۶ — ۱۰ — ۳۸ — ۸ — زبور ۳۳ — ۷ — ۹۵ — ۵ — ۱۰۴ — ۹ — ۱۳۶ — ۶ — امثال ۸ — ۲۹
یرمیاہ ۵ — ۲۲ — نامہ پطرس ۳ — ۵ ـ

‡ نامہ عبریان ۶ — ۷ ـ

§ لوک ۶ — ۴۴ ـ

توریت مقدس

۱۲ وَتُوصِی هَاَرِص دیشی عِسِب
دَزِیعَ زِرَع لِمِینِیهُو وعِص عُسِه پِرِی اشِر زِرعُوبُو
لِمِینِهُو ویَّار الُوهیم کِي طُوب *

۱۲ اور نکالا زمین نے پهاڑ گهاس کے دینے والے بیج اپنی قسم کے اور درخت لانے والے پهل کے جنکا بیج اُنمیں هی اپنی قسم کا اور دیکها خدا نے که هی اچها

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۱۲ § والارض مددناها والقینا فیها رواسی وانبتنا فیها من کل شی موزون وجعلنا لکم فیها معایش و من لستم له برازقین —

اور زمین کو همنے پهیلایا اور ڈالا همنے اُسپر بوجهه اور اوگائی همنے اُسمیں هر چیز اندازه کی اور بنادیں تمکو اُسمیں روزیاں اور جنکو تم نهیں روزی دیتے —

تفسیر

۱۲ زمین کے بنانے کے بعد خدا تعالی نے زمین کو حکم دیا که اپنے میں سے هر قسم کی گهاس اور ساگ اور پهل دار درخت نکالے اور اُن کے بیج بهی اُنهی میں هوں جسکے سبب آینده کو وه تمام روئیدگیاں دنیا میں نیچر کے قاعده کے موافق پهولتی رهیں اور انسان کی نسل اُسکی نسل سے فائده اُٹهاتی رهے *

توریت مقدس

۱۳ وَیهِي عِرِب وَیهِي بُوقِر یوم شلیشی *

۱۳ اور تهی شام اور تهی صبح دن تیسرا —

تفسیر

۱۳ یهه کام تیسرے دن ختم هوئے اور جسطرح پهلے اور دوسرے دن اندهیرے اور اوجالے نے اپنا قدرتی دوره کیا تها اسی طرح اس دن بهی اُس نے اپنا دوره پورا کیا *

توریت مقدس

۱۴ وَیومِر الُوهیم یهی مِاُروُت بِرَقیعَ
هَشّمَایم لِهَبدِیل بِین هَیوم و بِین هَلاّیلاه
وَهَیوُ لِاُوتوت و لِمُوعدیم ولِیَمیم و شَنیم *

۱۴ اور کها خدا نے هوں چمکدار † بیچ پهیلاؤ آسمانوں کے ‡ بدلنے کو درمیان دن کے اور درمیان رات کے اور هوں نشانیوں کو اور میعدوں کو اور دنوں کو اور برسوں کو —

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۱۴ ‖ هوالذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا و قدره منازل لتعلموا عدد السنین والحساب

وهی هی جس نے بنایا سورج کو روشنی اور چاند کو اُجالا اور ٹهرائیں اُس کو منزلیں تاکه پهچانو گنتی برسوں کی اور حساب —

---

§ سوره حجر آیت ۱۹ و ۲۰ —
‖ سوره یونس آیت ۵ —
† استثنا ۴ — ۱۹ — زبور ۷۴ — ۱۶ — ۱۳۶ — ۷ —
‡ ( ترجمه انگریزی ) تقسیم کرنے کو دن کو رات سے —

‡ وجعلنا اللیل والنهار آیتین فمحونا آیت
اللیل وجعلنا آیت النهار مبصرة لتبتغوا فضلا
من ربکم و لتعلمون عدد السنین والحساب —
* و یسئلونک عن الاهلة قل هي مواقیت
للناس —
† وجعل اللیل سکنا والشمس والقمر حسبانا
ذلک تقدیر العزیز العلیم و هوالذي جعل لکم
النجوم لتهتدوا بها في ظلمات البر والبحر
قد فصلنا الایات لقوم یعلمون —

اور کیا همنے رات اور دن کو دو نشان پھر مٹایا
همنے نشان رات کا اور کیا همنے نشان دن کا دیکھنے
کو کہ تلاش کرو فضل اپنے پروردگار کا اور جانو گنتي
برسوں کي اور حساب ‫=‬

اور پوچھتے هیں تجھ سے نئے چاند کے نکلنے کو
کہہ یہہ وقت ٹھیرے هیں واسطے آدمیوں کے —

اور بنائي رات آرام اور سورج اور چاند حساب
یہہ اندازہ رکھا هی بڑے دانا نے اور اُسي نے بنادیئے
تمکو تارے تاکہ راہ پاؤ اُن سے اندهیروں میں جنگل
اور دریا کے همنے کھول کر بتائیں نشانیاں اُن لوگوں
کو جو جانتے هیں ‫=‬

## تفسیر

١٤ اس ورس میں اور اس کے بعد کے ورسوں میں سورج اور چاند اور ستارے بنانے اور اُن کو رات دن کي حکومت پر مقرر کرنے کا اور نظام شمسي کے آراستہ هوجانے کا ذکر هی جس کے سبب رات اور دن کا هونا نیچر کے قوانین کا پابند هوگیا *

## توریت مقدس

١٥ وَهَايُو لِمْأُوروث بِرْقِيعَ هَشَّمَيِم لِهَا اِير عَلْ هَاآرِص

وَيِهِي خين *

١٥ اور هوں چمکدار بیچ پھیلاؤ آسمانوں کے اوجالا پهونچانے کو
اوپر زمین کے اور هوا ایسا هي —

---

‡ سورة بني اسرائیل آیت ١٢ ‫=‬
* سورة بقر آیت ١٨٩ —

## تفسیر

۱۵ چند لفظ ان ورسوں میں قابل بحث ہیں اول لفظ (مأورت) کا، یہہ لفظ سورج اور ستاروں پر بہي بولا گیا ہی اور چاند پر بہي بولا گیا ہی، بعض مترجموں نے اس کا ترجمہ روشنیاں کیا ہی، اس غلطي ترجمہ کے سبب لوگوں نے یہہ اعتراض پیش کیا ہی کہ چاند بالذات روشن نہیں ہی بلکہ آفتاب کي روشني سے چمکتا ہی پہر کیونکر خدا نے چاند کو بہي خلاف واقع کہا کہ آسمان میں روشنیاں بنائیں — بعض لوگوں نے اس کا یہہ جواب دیا کہ گو چاند بالذات روشن نہیں ہی مگر اس سبب سے کہ ہمکو وہ روشن دکہائي دیتا ہی اُس پر روشني کا اطلاق کیا گیا ہی — مگر یہہ جواب ٹہیک نہیں کیونکہ در اصل عبري لفظ کے ترجمہ میں غلطي ہی عبري کا لفظ نري روشني کے معني نہیں دیتا بلکہ نوراني جسم کے معني دیتا ہی جس کو عربي میں منور کہتے ہیں — پس تمام ستارے اور چاند سورج منور ہیں خواہ اُن کي نورانیت خود اُن کي ذات میں ہو خواہ دوسرے سبب سے وہ منور ہوئے ہوں *

انگریزي ترجمہ، انگریزي ولگٹ، سنہ ۱۸۳۸ع } ( روشنیاں )
اُردو و فارسي ترجمہ ... ( نیر )
عربي سنہ ۱۸۱۱ع ... ( انوار )

### توریت مقدس

۱۶ ویّعس اِلوهیم اِیتہ شِنِے همّأوروت
هَگّ دولیم اِیتہ همّا اور هَگّا دول لِمِم شِلیت
هَیوم و اِیتہ همّا اور هقّطون لِمِم شِلیت
هَلَّیلاہ و اِیتہ هَکّو خَبیم *

۱۶ اور بنایا † خدا نے دو چمکدار چیزوں کو چمکدار بڑا واسطے سرداري دن کے اور چمکدار ‡ چہوٹا واسطے سرداري رات کے اور ستاروں کو § —

### مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۱۶ † تبارک الذي جعل في السماء بروجا و جعل فیها سراجا و قمرا منیرا —
‡ هوالذي جعل الشمس ضیاء والقمر نورا —
§ وجعل القمر فیهن نورا و جعل الشمس سراجا —

بڑي برکت ہی اُس کي جس نے بنائے آسمان میں برج اور رکہا اُس میں چراغ اور چاند اجالا کرنے والا
وہي ہی جس نے بنایا سورج کو چمک اور چاند کو اجالا —
اور کیا چاند اُن میں اجالا اور رکہا سورج چراغ روشن —

---

† زبور ۱۳۶ — ۷ و ۸ و ۹ — ۱۴۸ — ۳ و ۵ ( انگریزي ترجمہ ) حکومت کرنے کو دن پر —
‡ زبور ۸ لغایت ۳ —
§ ایوب ۳۸ — ۷ —
† سورہ فرقان آیت ۶۱ —
‡ سورہ یونس آیت ۵ —
§ سورہ نوح آیت ۱۶ —

† و جعلنا سراجا وهاجا –
‡ و لقد زینا السماء الدنیا بمصابیح –
اور بنایا ایک چراغ چمکتا —
اور ہمنے رونق دی ورلے آسمان کو چراغوں سے *

## تفسیر

۱۶ اس ورس میں ہی کہ اللہ تعالی نے دو بڑی منور چیزیں بنائیں یعنی چاند اور سورج' اسپر لوگوں نے یہہ اعتراض کیا کہ چاند بہ نسبت اور ستاروں کے بڑا نہیں ہی بلکہ اور بہت سے ستارے اُس سے بڑے ہیں پھر خدا نے چاند پر بڑے ہونے کا کیونکر اطلاق کیا *

§ ڈاکٹر ویلز صاحب اور بشپ پٹرک صاحب اور استیک ہوس صاحب نے یہہ جواب دیا ہی کہ " چاند کو اگرچہ وہ بلاشبہہ تاریک جسم اور بہ نسبت بہت سے سیاروں کے وہ ایک چھوٹا جسم ہی اگر بڑی روشنی کہیں تو نا مناسب نہیں ہی کیونکہ زمین کے قریب ہونے کے سبب چاند بہ نسبت دیگر سیاروں کے ہمکو زیادہ روشنی پہونچاتا ہی اور زیادہ فیض رساں اور کار آمدنی ہی " *

مگر درحقیقت کتاب اقدس کے طرز کلام سے یہہ نہیں پایا جاتا کہ خدا نے چاند کو اور سیاروں سے بڑا بتایا ہی خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ اسی ورس میں اُسپر چھوٹے ہونے کا بھی اطلاق کیا گیا ہی – اصل مطلب یہہ ہی کہ یہاں سے خدا تعالی کو اُن کواکب کا بیان منظور ہی جنکو رات دن پر اُسنے حکومت بخشی ہی' اسلیئے اس مقام پر فرمایا کہ دو منور چیزیں بنائیں اُن میں سے جو بڑی ہی اُسکو دن پر حکومت دی اور جو چھوٹی ہی اُسکو رات پر حکومت دی' شروع ورس میں جو دونوں پر بڑے ہونے کا اطلاق ہوا ہی وہ ایک محاورہ زبان کی بات ہی کیونکہ اکثر یہہ ہوتا ہی کہ جب دو چیزوں کا ایک ساتھہ ذکر کرتے ہیں تو دونوں کو ایک ہی حکم میں شامل کرلیتے ہیں گو وہ آپس میں کیسی ہی مختلف ہوں' جیسے مشرق اور مغرب دونوں پر تغلیباً مشرقین یا مغربین کا اطلاق ہوتا ہی پس اس طرز کلام سے چاند کا اور سیاروں سے بڑا ہونا پایا نہیں جاتا *

## توریت مقدس

۱۷ وَیِتِّن أُوتَم إِلُوهِیم بِرقِیعَ هَشَّامَایِم لِهَاإِیر عَل هَاآرِص
۱۷ اور رکھا اُنکو خدا نے بیچ پھلاؤ آسمانوں کے اوجالا پہونچانے کو اوپر زمین کے —

† سورۃ نبا آیت ۱۳ –
‡ سورۃ ملک آیت ۵ –
§ تفسیر ڈائلی جلد ۱ مقدمہ ۳ —

(۱۸) ولمشول بيوم وبليله ولهبديل بين ھا اور وبين ھا
حوشخ ويار الوهيم كي طوب ٭

(۱۹) ويهي عرب ويهي بوقر يوم ربيعي ٭

۱۸ اور † سرداري كے ليئے دن ميں اور رات ميں اور جدا كرنے كے
ليئے درميان نور كے اور درميان اندھيرے كے اور ديكھا خدا نے كہ ہى اچھا ٭
۱۹ اور تھي شام اور تھي صبح دن چوتھا ٭

## تفسير

۱۷—۱۹. اٹھارھويں ورس سے ظاہر ہى كہ الله تعالى نے چاند اور ستارے اور سورج پيدا كرنے كے بعد اندھيرے اور اوجالے كا دورہ اُن سے متعلق كيا اور جو كام پہلے وہ صرف اپني قدرت كاملہ سے كرتا تھا اب اُسنے بمقتضاء اپني حكمت كاملہ كے اُسكو نيچر كے قوانين كا پابند كيا اسليئے يہہ رات اور يہہ دن جسكا اس ورس ميں ذكر ہى اُسي نيچر كي پابندي سے ہوا يعني زمين كي حركت سے جو ابھي پيدا ہوچكي ہى رات گئي اور دن آيا اور يہہ رات دن بھي معمولي دن تھا يعني بارہ گھنٹہ كي رات اور بارہ گھنٹہ كا دن ٭

ان ورسوں ميں كئي دفعہ خدا نے سورج اور چاند اور ستاروں كا پيدا كرنا اور انكا آسمان ميں روشني كے ليئے ركھنا بيان فرمايا اسكي نسبت بشپ پٹرك صاحب ‡ لكھتے ہيں كہ اس مضمون كو مكرر بيان كرنے سے لوگوں كے دلوں ميں اسبات كا جما دينا مقصود ہى كہ گو آسماني اجرام كيسے ہي شان دار ہيں ليكن انكو بھي خدا ہي نے بنايا ہى جيسے اور مخلوق كو اور اپني ترتيب اور انتظام سے ہمكو روشني دينے كے واسطے انكو مقرر كيا اسليئے اُسيكي پرستش كرني چاہيئے نہ اُن اجرام نوراني كي ٭

## توريت مقدس

(۲۰) ويومر الوهيم يشرصو هميم شرص نفش حيه
وعوف يعوفف عل هارص عل پني رقيع هشمايم ٭

۲۰ اور كہا خدا نے كثير بالحركت جاندار پيدا كريں پاني اور § اڑنے
والے ليكر جاويں || اوپر منہہ پھيلاو آسمانوں كے —

† يرمياہ ۳۱ — ۳۵
‡ تفسير ڈايلي جلد ۱ صفحہ ۳ —
§ (ترجمہ انگريزي) پرند جو اڑے —
|| (ترجمہ انگريزي) بيچ كھلي ہوئي وسعت آسمان كے ہا

(۲۱) ویبرا الوہیم اَت ہتنینم ہگدولیم واِیت کول نفش

ہحیہ ہارمسِت اشر شارصو ہمیم لمینیہم و ایت کول عوف کناف

لمینہو وِیَّر الوہیم کی طوب ٭

(۲۲) ویبارخ اُتام الوہیم لیمر پرو ار بو امل او ایة

ہمائم بیمیم وہا عوف یرب بارص ٭

(۲۳) ویہی عرب ویہی بوقر یوم حمیشی ٭

۲۱ اور پیدا کیا † خدا نے مچھلیوں بڑی کو اور ہر جیتی جان والی چلنے والی کو جنکو کلبلایا تھا پانی نے اُنکی قسموں کو اور ہر پرند بازو والے کی قسموں کو اور دیکھا خدا نے کہ ہوا اچھا —

۲۲ اور برکت دی اُنکو خدا نے کہہ کر ‡ پھلو اور بڑھو اور بھرو پانیکو دریا میں اور پرند بڑھیں زمین پر —

۲۳ اور تھی شام اور تھی صبح دن پانچواں —

## تفسیر

۲۰ لغایت ۲۲ ان ورسوں میں اللہ تعالی نے تمام دریائی اور پرند جانوروں کا پیدا ہونا بیان فرمایا ہی ان ورسوں میں (تنینیم) کا لفظ آیا ہی جسکے معنوں پر بحث کی گئی ہی یہہ لفظ اور جگہہ بھی کتاب اقدس میں آیا ہی وہاں اسکے § معنی اژدھے کے ہیں مگر تمام مترجموں نے اسمقام پر اس لفظ کا ترجمہ دریائی بڑے جانور یا مگر مچھہ کیا ہی ڈاکٹر ویلز صاحب کہتے ہیں کہ اس سے تمام قسموں کی بڑی مچھلیاں مراد ہیں بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ شاید اس لفظ سے وھیل مراد ہو جو سمندر کا بہت بڑا جانور ہی بلکہ یہہ اصطلاح اُن تمام دریائی جانوروں کے لیئے لی جاسکتی ہی جنکا خون گرم ہوتا ہی اور جو اپنے بچوں کو دودہ پلاتے ہیں بہر حال اس میں کچھہ شک نہیں ہوسکتا کہ یہاں اس لفظ سے دریائی بڑے جانور مراد ہیں ٭

۲۳ یہہ پانچواں دن جو اس ورس میں مذکور ہی یہہ بھی وہی دن ہی جو سورج کی روشنی اور زمین کی گردش سے قوانین نیچر کی پابندی سے ہوا تھا ٭

---

† باب ۶ — ۲۰ — ۷ — ۱۴ — ۸ — ۱۹ — زبور ۱۰۴ — ۲۶ —

‡ باب ۸ — ۱۷ —

§ خروج ۷ — ۹ و ۱۰ و ۱۲ —

## توریت مقدس

(۲۴) وَیُّومِر اِلُوهِیم تُوصِي هَاآرِص نِفِش حَیَّه لَمِینه
بِهِمَه وَ رِمِس وحَیتُو اِرِص لِمِینَه وَیهِي خِین *

(۲۵) وَیَعَش اِلُوهِیم اَیة حَیَّه هَاآرِص لِمِینَه و اَیة هَبِّهِمَه
لِمِینَه واَیتهٔ کُول رِمِش هَاَدَمَه لِمِینهو و یَّار اِلُوهِیم کِے طُوب *

۲۴ اور کہا خدا نے نکالے زمین جیتی جان والے اُنکي قسموں کو چوپائے اور رینگنے والے اور جانور زمین کے اُنکي قسموں کو پھر ہوا ایسا هي —

۲۵ اور بنایا خدا نے جانوروں زمین کو اُنکي قسموں کو چوپاؤں کو اُنکي قسموں کو اور سب زمین کے چلنے والوں کو اُنکي قسموں کو اور دیکھا خدا نے کہ هی اچھا —

## تفسیر

۲۴ و ۲۵ ان ورسوں میں تمام صحرائي حیوانات کے پیدا ہونیکا جو زمین پر چلتے هیں بیان ہوا هی اور کوئي لفظ ان ورسوں میں ایسا نہیں هی جس پر کچھہ بحث کي جاوے *

### توریت مقدس

(۲۶) وَیُّومِر اِلُوهِیم نَعَسه آدَم بِصَلمِنُو
کِدمُوتِنُو وِیِردُو بِدگَت هَیّم اُو بِعُوف هَشَّمَیِم
اُو بَبَّهِمَه اُو بِکُول هَاآرِص اُو بِکُول هَرِمِش
هَرُمِش عَال هَاآرِص *

۲۶ اور کہا خدا نے بناویں هم † آدم کو اپنی صورتوں سے مانند اپنی شبیہہ کے اور ‡ غالب ہو مچھلیوں دریا پر اور پرندے آسمانوں پر اور چوپاؤں پر اور ساري زمین پر اور سب رینگنے والوں پر جو رینگتے هیں زمین پر *

### مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۲۶ * واذقال ربک للملئکة انی جاعل في الارض خلیفه *

اور جب کہا تیرے پروردگار نے فرشتوں کو مجھے بنانا هی زمین میں ایک نایب —

* سورة بقر آیت ۳۰ —
† باب ۵ — ۱ و ۹ — ۶ — زبور ۱۰۰ — ۳ واعظ ۷ — ۲۹ اعمال ۱۷ — ۲۰ و ۲۸ و ۲۹ ۲ — خط کرنتھیان ۱۱ — ۷ — افسیون ۴ — ۲۴ — کلسیان ۳ — ۱۰ — یعقوب ۳ — ۹ —
‡ زبور ۸ آیت ۶ —

## تفسیر

۲۶ ( نعمہ آدم ) اس ورس کے یہہ الفاظ ہیں کہ خدا نے کہا یا حکم دیا کہ ہم بناویں آدم کو یہہ بات اوپر بیان ہوچکی کہ علماء یہود اور علماء مسیحی اور ہم مسلمان بالاتفاق اسبات کے قایل ہیں کہ کتاب پیدایش میں جہاں کہیں ایہہ لفظ آیا ہی کہ خدا نے حکم دیا اُس سے یہہ مراد ہی کہ خدا نے چاہا پس اِس جگہہ بھی اس لفظ سے یہی مراد ہی کہ خدا نے آدم کا بنانا چاہا •

انگریزی مترجموں نے اس ورس کے شروع کا ترجمہ اسطرح پر کیا ہی " اور خدا نے کہا بنانے دو ہمیں آدمی " یہہ طرز ترجمہ ایسی ہی جیسیکہ کئی شخص ہوں وہ سب ملکر ایک کام کرنا چاہیں اور آپس میں کہیں کہ ہم کو یہہ کام کرنے دو اس طرز کلام کو بموجب اُردو کے محاورہ کے اسطرح پر کہنا چاہیئے اور خدا نے کہا آؤ ہم بناویں آدمی کو جب انگریزی مترجموں نے اسطرح پر اسکا ترجمہ کیا جس سے انسان کے پیدا کرنے پر خدا کا مشورہ کرنا اور ملکر کام کرنا نکلتا تھا تب علماء عیسائی نے کہا کہ اس طرز کلام سے الوہیت میں جمعیت وجودوں کی پائی جاتی ہی •

ایپی فینیس صاحب نے کہا کہ خدا نے یہہ کلام صرف اپنے پیدا کیئے ہوئے بیٹے سے کہا ہی جیسیکہ تمام ایماندار یعنی عیسائی یقین کرتے ہیں اور پھر یہہ بات کہی کہ آدم باپ اور بیٹے اور روح قدس کے ہاتھہ سے بنا •

آرچ بشپ ڈیک صاحب کہتے ہیں کہ سینٹ بارنا باس کا کلام جو متقدمین حواریوں میں سے ہی یہہ ہی کہ اسلیئے خداوند ( یعنی حضرت مسیح علیہ السلام ) ہماری جانوں کے لیئے ایذا اُٹھانے پر راضی ہوئے اگرچہ وہ تمام دنیا کے مالک تھے اور جنسے خدا نے آغاز دنیا کے پیشتر یہہ کہا کہ بنانے دو ہمیں آدمی •

بشپ ولسن صاحب کہتے ہیں کہ سینٹ کریزا سستم صاحب نے اپنی کلام پر آگے آنے والی فصیح باتوں میں چند کیفیتیں بطور نتیجہ کے لکھی ہیں کہ — کون تھا وہ جس سے خدا نے کہا آؤ ہم انسان کو بنائیں کون اور ہوسکتا ہی سواء اُسکے جو بڑی کونسل کا فرشتہ بڑا صلاح کار — اور بڑا قوی مطلق اور شاہزادہ امن پدر زمانہ آیندہ کا یعنی پیدا کیا ہوا بیٹا خدا کا ہی اور جو اصلیت میں اپنے باپ کی برابر ہی کہ جسنے تمام چیزوں کو پیدا کیا اُسی ہی سے یہہ کہا گیا تھا کہ بنانے دو ہمیں آدمی •

مگر جب غور کیا جاوے تو یہہ ترجمہ جو انگریزی مترجموں نے اختیار کیا ہی وہ کسی طرح عبری لفظوں سے نہیں نکلتا اس مقام پر عبری کے صرف چار لفظ ہیں ایک ( ویومر ) جسکا ترجمہ ہی ( اور حکم کیا ) اور اگر بطور حاصل مطلب ترجمہ کیا جاوے تو اُسکا ترجمہ یہہ ہی ( اور کہا ) دوسرا لفظ ہی ( الوہیم ) جس کے معنی خدا کے ہیں تیسرا

لفظ ہی ( نعسہ ) جسکے معنی ہیں بناویں یا بناویں ہم چوتھا لفظ ( آدم ) کا ہی پس تحت لفظی ترجمہ اس کا یہہ ہوا کہ ( اور حکم کیا خدا نے بناویں ہم آدم کو ) تمام کتاب پیدایش میں جہاں پہلا لفظ آیا ہی اُس سے یہہ مراد لی گئی ہی کہ خدا نے چاہا اس تقدیر پر ترجمہ ان الفاظ کا یہہ ہوتا ہی کہ ( اور چاہا خدا نے بناویں ہم آدم کو ) پس ان عبری لفظوں سے کسی طرح یہہ بات نہیں نکلتی کہ آدم کے بنانے پر خدا نے کسی سے مشورہ کیا ہو یا خدا کے ساتھہ کسیلے ملکر آدم کو بنایا ہو خصوصاً اسصورت میں کہ اُسنے بارہا اسکام کو اپنے ہی اوپر موقوف رکھا ہی یہہ کہتے ہوئے کہ میں نہ دونگا عزت اُسکام کی کسیکو ●

باقی رہا لفظ ( نعسہ ) کا جو صیغہ جمع متکلم کا ہی اُسکا استعمال ہر بڑا شخص اپنے لیئے کرتا ہی خدا تعالی نے انسان کی عزت اور اُس کی قدر اور اُس کا مرتبہ جتانے کو بہت سے مضامین یہاں فرمائے ہیں جیسے اُس کو اپنی † صورت پر بنانا اور تمام حیوانات پر اُس کو سرداری دینا اسی طرح اپنے آپ کو بھی ایسے لفظ سے بتایا ہی جس لفظ کا استعمال اُس زمانہ کے محاورہ کے موافق جب کہ حضرت موسی کو وحی دی گئی ایک بڑے ذی اقتدار اور عظیم‌الشان بادشاہ کو زیبا تھا تاکہ اپنے تئیں انسان کا ایسا عظیم‌الشان پیدا کنندہ ظاہر کرکو زیادہ تر انسان کی عظمت اور شرافت اور دیگر مخلوقات پر جن کا پیدا ہونا ابھی بیان ہوچکا ہی ثابت کرے اس طرح کا استعمال بہت دفعہ انسان بھی اپنے پر کیا کرتے ہیں مگر کبھی کسی کو ایسے متکلم کے وجودوں کی جمعیت کا خیال بھی نہیں گذرتا چہ جائیکہ اُس واحد حقیقی کے اس طرح پر کلام کرنے سے اُس پر وجودوں کی جمعیت کا گمان گذرے جس نے بارہا بتایا کہ میں اکیلا اور نرالا ہوں میرا شریک دوسرا کوئی نہیں ●

( آدم ) یہاں یہہ سوال ہی کہ یہہ آدم جسکو خدا نے پیدا کیا ہی وہی آدم ہی جسکا ذکر دوسرے باب کے ساتویں ورس میں ہی یا یہہ اَور کوئی آدم تھا یہہ سوال ایسا ہی کہ لوگ اسکے جواب کو دیکھکر تعجب کرینگے اَور کچھہ دور نہیں کہ اسکو ایک نئی بات سمجھکر مجھکو بھی اسیطرح مجرم ٹھہراویں جسطرح گلیلیو کو زمین کی حرکت پر مجرم ٹھہرایا تھا مگر میں مجبور ہوں کیونکہ کتاب اقدس جس پر میں مضبوط اعتقاد رکھتا ہوں یہی ہدایت کرتی ہی کہ یہہ آدم اور تھا اور وہ آدم ہمارا باپ جسکا ذکر دوسرے باب کے ساتویں ورس میں ہی اور تھا اور معلوم نہیں کہ ان کے درمیان میں اور کتنے آدم گذرگئے اور کتنی پشتیں حیوانات اور نباتات کی اس درمیان میں ہوگئیں اللہ تعالی سورہ کہف میں اپنے پیغمبر کو فرماتا ہی کہ تو کہدے کہ اگر سمندر میرے خدا کے کلمات لکھنے کو سیاہی ہو تو سمندر نبڑ جاویگا اس سے پہلے کہ میرے خدا کے کلمات نبڑیں اور گو ویسا ہی

سورہ کہف آیت ۱۰۹
قل لو كان البحر مدادا لكلمات ربي لنفد البحر قبل ان تنفد كلمات ربي ولو جئنا بمثله مددا

† پیدایش باب ۱ آیت ۲۶

دوسرا سمندر اُس کي مدد کو بھي لے آویں اور ہمارے ہاں یہہ بات ٹھہر چکي هی کہ کلمات الله خدا کي مخلوقات کو کہتے هیں پس اِس آیت سے ثابت هوتا هی کہ خدا کي مخلوقات بے حد و عد هی *

دیکھو اس ورس میں خدا نے اس آدم کا بنانا چاها اور ستائیسویں ورس سے ظاهر هی کہ اُس کو پیدا کردیا اور اُس کو اکیلا نہیں بنایا بلکہ نر و مادہ جوڑے کا جوڑا بنایا پھر اُنکو حکم دیدیا کہ زمین † کو معمور کرو اور پھلو اور بڑھو اور تمام حیوانات پر سرداري کرو اور جمیع اقسام کے ‡ نباتات کے پھل کھانے کي اُن کو اجازت دي اور پھر ایسا هي هوگیا اور خدا نے § سب پر جو اُس نے بنایا تھا نظر کي اور دیکھا کہ بہت اچھا هی اس سب کچھہ هوچکنے کے بعد ‖ مقدس مورخ فرماتا هی کہ آسمان اور زمین اور اُس کي ساري آبادي تیار هوگئي پس اُس سے صاف ثابت هی کہ یہہ کارخانہ جو خدا نے بنایا تھا وہ سب پورا هوچکا تھا کوئي بات اُسمیں هوني باقي نہیں رهي تھي *

اب غور کرو کہ دوسرے باب کے ساتویں ورس میں همارے باپ آدم کے بنانے کا ذکر هی وهاں مذکور هی کہ اب تک یعني همارے باپ آدم کے پیدا هونے تک ¶ میدان کے سب نباتات زمین پر نہ تھے اور میدان کي سب گھاس نہ اوگي تھي اور اُس پہلے آدم کے پیدا هونے سے پہلے تمام * نباتات اوگ چکي تھي ⊥ پہلے آدم کو سب نباتات کے پھل کھانے کي اجازت دي تھي اور اس همارے باپ آدم کو سب درختوں کے پھل کھانے کي ‡ اجازت نہ تھي *

اُس آدم کو خدا نے جوڑا بنایا § اور اس آدم کو اکیلا بغیر جوڑے کے بناکر باغ عدن ‖ میں رکھا اور پھر اُس کي پسلي سے اُسکا جوڑا پیدا کیا *

پہلے آدم کو صرف درختوں کا ¶ پھل کھانیکي اجازت تھي حیوانات کے کھانیکي اجازت نہ تھي اور معلوم هوتا هی کہ دوسرے آدم * کو جانور کھانیکي اجازت تھي *

---

† پیدایش ۱—۲۸ —
‡ پیدایش ۱—۲۹ —
§ پیدایش ۱—۳۱ —
‖ پیدایش ۲—۱ —
¶ باب ۲—۵ —
* پیدایش ۱—۱۱ —
⊥ پیدایش ۱—۲۹ —
‡ پیدایش ۲—۱۷ —
§ پیدایش باب ۱—۲۷ —
‖ پیدایش ۲—۸ اور ۲۲ —
¶ پیدایش ۱—۲۹ —
* پیدایش باب ۲ و ۳ —

اگلے زمانہ کے † پرندے اور چرندے سب درختوں کي پتي کھاتے تھے حالانکہ ہمارے زمانہ کے پرندے اور درندے درختوں کي پتي نہيں کھاتے ●

ديکھو خدا تعالي اُس پہلے آدم کے بنانے کو اور جو کچھہ سامان اُسکو ديا تھا اُسکے بيان کو دوسرے باب کے تيسرے ورس پر بالکل پورا کرتا هي اور پھر پانچويں ورس سے از سرنو ہمارے باپ آدم کے پيدا کرنے کا ذکر کرتا هي پس صاف ظاہر هي کہ وہ جدا مخلوقات اسي زمين پر اور اسي آسمان کے تلے تھي اور يہہ جدا مخلوقات اسي زمين پر اور اسي آسمان کے تلے هي اور نہيں معلوم اور کتني پشتيں مخلوقات کي اسي زمين پر اور اسي آسمان کے تلے گذر گئيں اور گذرتي جاويں گي ●

اب کہاں هيں وہ خود پسند فلاسفر اور کہاں هيں وہ جيالوجين جو چند حيوانوں کي پراني هڈياں پاکر کتاب مقدس پر حملہ کرتے هيں اور يہہ نہيں جانتے کہ خود کتاب مقدس ہمکو هدايت کرتي هي کہ اس زمين پر ہمارے باپ آدم سے بيشتر بہت سي پشتيں گذر چکي هيں اُن لوگوں نے تو ابھي اُنتيس هي قسم کي حيواني اور نباتي پيدايشيں پائيں هيں جو ايک دوسرے سے بسبب واقعات اخير کے علاحدہ هوگئي هيں اور اُتنے هي هو کتاب اقدس پر حملہ کرنے کو طيار هوگئے هيں اگر وہ لوگ اُنتيس کي جگہہ اُنتيس هزار اُنتيس لاکھہ پاويں تب بھي کتاب مقدس اپني جگہہ صحيح اور سچي هي گو اُس کے معني سمجھنے ميں هم نے اپني کم زور عقل کے سبب کيسي هي غلطي کي هو ●

( اپني پرچھائيں سے مانند اپني شکل کے ) ( صلم ) کا لفظ جو اس ورس ميں آيا هي اُس کا ترجمہ سب مترجموں نے صورت کيا هي اس کے معني صورت کے بھي آئے هيں مگر اصلي معني اس کے سايہ کے ‡ هيں جسکو پرچھائيں کہتے هيں اس ورس ميں دوسرا لفظ ( دموث ) کا آيا هي جس کے معني بھي شکل اور صورت کے هيں اسليئے پہلے لفظ کے وہ معني لينے چاهيئيں جو اُسکے اصلي معني هيں ●

دوسرا لفظ ( دموث ) کا جو اس ورس ميں آيا هي اُس پر کاف تشبيہ کا بھي هي جسکا ترجمہ سب مترجموں نے چھوڑ ديا هي حالانکہ وہ حرف ايک بڑے عمدہ مطلب کي طرف اشارہ کرتا هي ●

اب سمجھنا چاهيئے کہ الله تعالي نے فرمايا کہ هم بناويں آدم کو اپنے سايہ سے مانند اپني شکل کے اس طرز کلام سے صاف جانا جاتا هي کہ اس سے يہہ مراد نہيں هي کہ يہہ قد و قامت هاتھہ پاؤں آنکھہ ناک کان جو انسان کے هيں ايسي هي خدا کي صورت هي بلکہ انسان خدا کے سايہ سے بنا هي اور اُس کے مشابہ بنا هي يعني جو صفتيں خدا ميں

---

† پيدايش ۱ — ۳۰ ●

‡ زبور ۳۹ — ۷ —

ھیں اُنھي کا پرچھانوا اس میں ھی اور اُس کے مشابہ صفتیں اس میں بھي ھیں جیسے علم اور رحیمي اور ربوبیت اور ایجاد اور عدالت اور قدرت وغیرہ *

اللہ تعالی نے انسان کو دنیا کي تمام مخلوقات پر سرداري دي ھی یہہ منصب انسان کا انسان سے چھینا نہیں گیا جیسا کہ یہودي اعتقاد کرتے ھیں بلکہ ھر انسان میں موجود ھی مگر خود ھم اپني اصلیت کو بھول گئے ھیں اور جس چیز کے لیئے ھم بنے ھیں وہ چیز ھمنے چھوڑ دي ھی اگر ھم خود اپنے منصب کے لایق بنیں تو ھم وھي ھیں جو ھیں *

توریت مقدس

۲۷ وَیّبرا اُلوھیم ایتہ ھا آدم بِصلمو
بصلم ... بِرا اُوتو زَخَر اُو نقیبَہ برا اوتم *

۲۷ اور پیدا کیا خدا نے آدم کو اپني پرچھائیں سے || خدا کے سایہ سے پیدا کیا اُسکو نر و مادہ § پیدا کیا اُنکو =

مطابقت قران مجید اور حدیث سے

۲۷ † لقد خلقنا الانسان في احسن تقویم * و صورکم فاحسن صورکم

‡ عن ابي ھریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم خلق اللہ آدم علی صورتہ ( و في روایة علی صورة الرحمن )

ھمنے بنایا آدمي خوب سے خوب اندازہ پر اور تمکو صورت بنائي پھر اچھي بنائي صورتیں تمھاري

ابو ھریرة نے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے پیدا کیا اللہ نے آدم کو اپني صورت پر اور ایک روایت میں ھی کہ اوپر صورت رحمن کے

## تفسیر

۲۷ ( پیدا کیا اُنکو نر و مادہ ) یعني اِس انسان کو جسکا ذکر ان ورسوں میں ھی ساتھہ کے ساتھہ جوڑیکا جوڑا پیدا کیا برخلاف اُس انسان کے جسکا ذکر آگے آتا ھی کیونکہ اُسکو اول صرف اکیلا پیدا کیا تھا اُس کے بعد اُسکي پسلي سے اُسکا جوڑا بنایا ھی *

† سورہ تین آیت ۴ =

* سورہ مومن آیت ۶۴ —

|| ۱ کارنتھیاں ۱۱ — ۷ —

‡ مشکوۃ کتاب الاداب باب السلام —

§ پیدایش ۵ باب ۲ — ملاکی ۲ — ۱۵ — متی ۱۹ — ۴ — مارک ۱۰ — ۶ —

توریت مقدس

( ۲۸ ) ویبارخ اوتم الوهیم ویومر لهم الوهیم پرو اوربو
او ملو ات ها ارص وخبشوها اردو بدگات هیم او بعوف
هشمائیم او بخول حیه هارومیسیده عال ها ارص *

( ۲۹ ) ویومر الوهیم هنه نصتی لخم ایده خول عیسب
زرع زرع اشر عال پیفنی خول ها ارص و ایده خول هعص
اشربو فری عص زرع زرع لخم یهیه لاخلاه *

( ۳۰ ) اول خول حیت ها ارص اول خول عوف
هشمائم اول خول رمس عل ها ارص اشربو نفش حیه
ایده کول یرق عسب لاخلاه ویهی خین *

۲۸ اور برکت دي اُنکو خدا نے اور کہا اُنکو خدا نے † پهلو اور
بڑهو اور بهرو زمين کو اور لو اسکو اور غالب هو مچهليوں دريا پر اور
پرند آسمانوں پر اور سب جانوروں پر جو چلنے والے هيں زمين پر —
۲۹ اور کها خدا نے خبردار ميں نے دي تمکو تمهارے ليئے سب
گهاس ديني والي بيج کي جو اوپر منهه تمام زمين کے هی اور سب
درخت جنکے ساتهه هي پهل درخت ديني والے بيج کا ‡ تمهارے ليئے
هو کهانيکو —
۳۰ اور واسطے § سب جانوروں زمين کے اور واسطے سب ‖ پرند
آسمانوں کے اور واسطے تمام رينگنے والوں زمين پر کے جنکے ساتهه جيتي
جان هي سب پتے گهاس کے کهانيکو اور هوا ايسا هي —

† پيدايش ۹ — ۱ و ۷ — احبار ۲۶ — ۹ — زبور ۱۲۷ — ۳ — ۱۲۸ — ۳ و ۴ —

‡ پيدايش ۹ — ۳ — ايوب ۳۶ — ۳۱ — زبور ۱۰۴ — ۱۴ ۱۵ — ۱۳۶ — ۲۵ — ۱۴۶ — ۷ — اعمال ۱۴ — ۱۷ —

§ زبور ۱۴۵ — ۱۵ و ۱۶ — ۱۴۷ — ۹ —

‖ ايوب ۳۸ — ۴۱ —

### توریت مقدس

(۳۱) وَیَّار اَلُوهِیم اِیثه کُول اَشِر عَسَاه وِهِنّه طُوب مِیِ اُود وَیِهِي عِرِب وَیِهِي بُوقِر یُوم هَشِیشِي *

۳۱ اور دیکھا † خدا نے سب جو اُسنے بنایا اور جانا کہ وہ اچھے ہیں بہت اور تھی شام اور تھی صبح دن چھٹا —

### مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۳۱ ‡ ان ربکم الله الذي خلق السموات والارض في ستة ايام *

§ الله الذي خلق السموات والارض وما بينهما في ستة ايام *

|| الذي خلق سبع سموات طباقا ماتری في خلق الرحمن من تفوت فارجع البصر هل ترى من فطور ثم ارجع البصر كرتين ينقلب اليک البصر خاسئا و هو حسير *

تمہارا پروردگار الله هی جسنے بنائے آسمان اور زمین چھہ دن میں —

الله هی جسنے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور جو اُن کے بیچ میں هی چھہ دن میں —

جسنے بنائے سات آسمان درجہ بدرجہ کیا دیکھتا هی بنانے رحمن میں کچھہ فرق پھر دوھرا کر نگاہ کر کہیں دیکھتا هی کچھہ خرابی پھر دوھرا کر نگاہ کر دو دو بار اولٹی آوے تیرے پاس تیری نگاہ رد هوکر تھک کر —

۲۸ لغایت ۳۱ اور الله تعالی نے انسان کے اُس جوڑیکو برکت دی کہ زمین پر پھلیں اور بڑھیں اور سب کچھہ اُنکے کھانیکو بھی دیا اور جو کچھہ اُسنے بنایا تھا اُسکو دیکھا کہ اچھا هی اور یہہ چھٹا دن تھا *

علماء مسیحی نے یہہ خیال کیا هی کہ عبری کتاب مقدس کی رو سے دنیا کی پیدایش صرف چار هزار چار برس پیشتر سنہ حضرت مسیح علیہ السلام کے هوئی هی جسکے بموجب آج تک دنیا کی عمر صرف ۵۸۶۶ برسکی هوتی هی مگر اِس خیال پر اُنکو سخت سخت مشکلیں درپیش آتی کیونکہ زمانہ حال میں جو تحقیقات حالات زمین اور تجربہ اشیاء موجود کے علم نے ترقی پکڑی اُسکی بہت سی دلیلوں سے جنکو مشاهدہ کہنا چاهیئے ثابت هو گیا کہ زمین اِس زمانہ سے بہت پہلے کی بنی هوئی هی اور اُسپر متعدد پشتیں حیوانی

‡ سورۂ اعراف آیت ۵۴ — سورۂ یونس آیت ۲ — سورۂ هود آیت ۷ —

† زبور ۱۰۴ — ۲۴ اتمودی ۴ — ۴ —

§ سورۂ سجدہ آیت ۳ —

|| سورۂ ملک آیت ۳ و ۴ —

و نباتاتي گذر چکي هيں اور يهه که روشني بهت پہلے سے تهي به نسبت أسکے جب سے که أسکا پيدا هونا خيال کيا گيا هی *

ان مشکلوں کے حل کرنيکے ليئے اور کتاب اقدس کو ان اعتراضات سے محفوظ رکهنے کے ليئے علماء عيسائي نے بهت سي کوششيں کيں بعضوں نے کہا که آفتاب پہلے هي دن يا أس سے بهي پہلے بنايا گيا تها اور چوتهے روز صرف أسکو دن کي حکومت پر مقرر کيا گيا تها بعضوں نے چهه دن کے کاموںکو چهه زمانے قرار ديا هی اور ساتويں دن سبت کو وهي معمولي دن مگر جو طرز اور منشاء کتاب اقدس کا هی جب أسپر غور کي جاتي هی تو صاف پايا جاتا هي که اسطرح کي باتيں بيان کرني خواه نخواه کتاب اقدس کو اپني مرضي کے موافق زبردستي سے کهينچنا هی حالانکه کتاب اقدس اپني جگهه سچي هی اور بالکليه تحقيقات علمي کے مطابق هی جيسا که ميں نے اوپر بيان کيا هی اور کسيطرح کتاب اقدس ميں اس قسم کے تکلفات کي حاجت نهيں *

ز عشق ناتمام ما جمال يار مستغني است
به آب و رنگ خال و خط چه حاجت روے زيبارا

# دوسرا باب

۱ پہلا سبت ہوا ۳ خلقت کی وضع کا بیان ۸ عدن میں ایک باغ کا لگایا جانا ۱۰ اسکی نہروں کا بیان ۱۷ نیک و بد کی پہچان کے درخت سے کھانے کا منع ہونا ۱۹ و ۲۰ سب جانوروں کے نام رکھے جانے ۲۱ عورت کی پیدایش اور شادی کے دستور کے جاری کرنے کا بیان —

توریت مقدس

(۱) وَ یِخُلّو هَشّمَیِم وِهَا آرِص
وِخُل صبا اَم *

(۲) وَ یِخَل اِلُوهِیم بیوم هَشّبیعی
مِلاَخْتو آشِر عَسَہ ویشبُت بیوم هَشّبیعی
مِکُول مِلاَخْتو آشِر عَسَہ *

(۳) ویبارِخ اِلُوهِیم ایة یوم هَشّبیعی
وَ یِقَدّش آتو کی بو شَبَت مِکول مِلاَخْتو
اشِر برا لِعَسوت *

۱ اور یوں کئے آسمان اور زمین اور سب لشکر ‡†

۲ † ‖ اور خالی ہوا خدا دن ساتویں میں اپنے کام سے جسکو بنایا اور آرام کیا دن ساتویں میں ہر اپنے کام سے جسکو بنایا —

۳ اور برکت § دی خدا نے دن ساتویں کو اور ستھرا کیا اسکو کیونکہ اسمیں آرام کیا ہر اپنے کام سے جسکو پیدا کیا خدا نے بنانے کو —

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۱ و ۲ ‡ ان ربكم الله الذي خلق السموات والارض في ستة ايام ثم استوى على العرش يدبر الامر ما من شفيع الا من بعد اذنه ذالكم الله ربكم فاعبدوه افلا تذكرون *

۳ ‡ هذا يومهم الذي فرض عليهم يعني يوم الجمعة فاختلفوا فيه فهدانا الله له والناس لنا فيه تبع اليهود غدا والنصاري بعد غد *

بیشک تمہارا پروردگار خدا ہی جسنے بنائے آسمان اور زمین چھہ دن میں پھر ٹھہرا عرش پر تدبیر کرتا کام کی نہیں ہی کوئی سفارش کرنے والا مگر اسکی اجازت کے بعد وہ ہی الله پروردگار تمہارا پھر اسیکو پوجو کیا تم دھیان نہیں کرتے —

یہہ دن ہی اہل کتاب کا جو مقرر کیا الله نے انپر یعنی دن جمعہ کا پھر اختلاف کیا انہوں نے اسمیں پھر بتادیا ہمکو الله نے وہ دن اور آدمی یعنی اہل کتاب اسمیں ہمارے پیچھے ہیں یہود ایک دن پیچھے اور عیسائی دو دن پیچھے —

---

‡ سورة یونس آیت ۳ —

† ساتویں روز خدا نے ختم کیا اپنے کام کو جسکو وہ کرچکا تھا اور اس نے آرام لیا ساتویں روز تمام اپنے کام سے جو اس نے پورا کرلیا تھا — سپٹو ایجنٹ —

‡‡ زبور ۳۳ — ۶ —

† ‖ خروج باب ۲۰ — ۱۱ — ۳۱ — ۱۷ — استثنا باب ۵ — ۱۴ — نامہ عبرانیوں باب ۴ — ۴ —

‡ مشکوٰة باب الجمعة —

§ نحمیا باب ۹ — ۱۴ — اشعیا باب ۵۸ — ۱۳ —

## توریت مقدس

( ۴ ) ف ایلّہ تُولدُوت ہَشّمَیِم وہاآرِص بِہِبّارآم

بِیُوم عَشُوت یہوَہ اِلُوہِیم ارِص وِ شَمَایِم ٭

( ۵ ) وِکُل سِیح ہَسَّادہ طِرِم یِہیِہ بَارِص وکُول

عسب ہَسَّادہ طِرِم یِصمَاح کِی لُو ہِمطِیر یہوَہ

اِلُوہِیم عَل ہا آرِص و آدم اَیِن لعَبُد ایۃ ہا اَدَ مَاہ ٭

( ۶ ) وِاِد یَعلِہ مِن ہا آرِص وِ ہِشقَہ ایۃ کُل پنِی

ہَا آدمَہ ٭

۴ یہہ † ہی جنم پترا آسمانوں اور زمین کا جبکہ پیدا کیا
جس دن بنائے خداے معبود کے زمین اور آسمانوں کو —
۵ اور سب درخت ‡ جنگل کے ابتک نہیں تھے زمین میں
اور سب گھانس جنگل کی اب تک نہیں اگی تھی کیونکہ نہیں
برسایا § تھا خداے معبود نے اوپر زمین کے اور آدم نہیں تھا واسطے
کمانے || زمین کے —
۶ اور کہر چڑھتی تھی زمین سے اور تر کرتی تھی تمام منہہ
زمین کو —

توریت مقدس

( ۷ ) وَیِّیصِر یہوَہ اِلُوہِیم ایۃ
ہاآدم عَفَر مِن ہاآدمہ و یِپّح بِاَپّاو
نِشمَت حَیِّیم وَیِہِی ہاآدم لِنفش حَیَّہ ٭

۷ اور بنائی خداے معبود نے آدم کی * مٹی
زمین سے اور پھونکی † اُسکی ناک ‡ میں دم زندگی
کی پھر ہوگیا آدم § جیتی جان —

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

( ۷ ) ¶ ان الله خلق آدم من قبضة
قبضها من جميع الارض ٭

الله نے پیدا کیا آدم کو خاک کی مٹھی سے جو
لی تھی تمام زمین سے —

† پیدایش ۱ — ۱ — زبور ۹۰ — ۱ و ۲ — ‡ پیدایش ۱ — ۱۲ — زبور ۱۰۴ — ۱۴ —
§ ایوب ۳۸ — ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ — || پیدایش ۳ — ۲۳ —
¶ مشکوٰۃ باب بدءالخلق —
٭ پیدایش ۳ — ۱۹ و ۲۳ — زبور ۱۰۳ — ۱۴ — واعظ ۱۲ — ۷ — اشعیاہ ۶۴ — ۸ —
۱ نامہ کرنتھیان ۱۵ — ۴۷ — † ایوب ۳۳ — ۴ — اعمال ۱۷ — ۲۵ —
‡ پیدایش ۷ — ۲۲ — اشعیاہ ۲ — ۲۲ — § ۱ نامہ کرنتھیان ۱۵ — ۴۵ —

( ۸ ) وَیِطَّع یہوٗوَہ اِلُوہِیم گَن بِعِدِن مِقِّدِم وَیِسِم شَم اِیَۃ ہاٰاٰدَم اَشِر یصَر *

۸ اور لگایا ¶ خداے معبود نے باغ عدن * میں پہلے سے + اور رکھا ‡ وہاں آدم کو جسے بنایا تھا —

† اذ قال ربک للملئکۃ انی خالق بشرا من طین فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی فقعوا لہ سجدین —

‡ اذ قال ربک للملئکۃ انی خالق بشرا من صلصال من حماء مسنون فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی فقعوا لہ سجدین —

§ خلقتہ بیدی و نفخت فیہ من روحی —

جب کہا تیرے پروردگار نے فرشتوں کو میں بنتا ہوں ایک آدمی مٹی سے پھر جب ٹھیک بنا چکوں اور پھونکوں اُسمیں اپنی روح پھر گر پڑو اُسکے اپنے سجدہ کرتے —

جب کہا تیرے پروردگار نے فرشتوں کو میں بناونگا ایک آدمی مٹی کرندھی ہوئی سے پھر جب ٹھیک بنا چکوں اُسکو اور پھونکوں اُسمیں اپنی روح گرپڑو پرواسطے اُسکے سجدہ کرتے —

بنایا میں نے اُسکو اپنے ہاتھہ سے اور پھونکی میں نے اُس میں اپنی روح —

( ۸ ) || قال ابوالقاسم البلخی و ابومسلم الاصفہانی ہذہ الجنۃ فی الارض و حمل الاہباط علی الانتقال من بقعۃ الی بقعۃ کما فی قولہ تعالی اہبطوا مصرا *

کہا ابوالقاسم بلخ کے رہنے والے نے اور ابو مسلم اصفہان کے رہنے والے نے کہ یہہ باغ زمین میں ہی اور اللہ تعالی نے جو اُتارنے کا لفظ کہا ہی اُسکے معنی ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جانے کے ہیں جیساکہ دوسری جگہہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ اُترو شہر میں —

---

† سورۃ ص آیت ۷۱ و ۷۲ —
‡ سورۃ حجر آیت ۲۸ و ۲۹ —
§ مشکواۃ باب بدءالخلق —
|| تفسیر کبیر سورۃ بقر آیت ۳۵ —
¶ پیدایش ۱۳ — ۱۰ — اشعیاہ ۵۱ — ۳ — حزقیل ۲۸ — ۱۳ — یوئیل ۲ — ۳ —
* پیدایش ۳ — ۲۴ —
+ پیدایش ۴ — ۱۶ — ۴ — سلاطین ۱۹ — ۱۲ — حزقیل ۲۷ — ۲۳ —
‡ پیدایش ۲ — ۱۵ —

توریت مقدس

(۹) وَیَّصمح یہوہ اِلوہیم مِن
ہادامہ کُل عِص نحمد لمراہ وطوب
لماخل وعص ہحییم بتوخ ہگن وعص
ہدعت طوب و رع *

(۱۰) و نہر یصی معدن لہشقوت
ایۃ ہگن او مشم یپرد و ہایہ لار بعہ
راشیم *

۹ اور اوگایا خداے معبود نے زمین سے ہر
§ درخت اچھا دیکھنے میں اور ستھرا کھانے میں
اور درخت ‖ زندگی کا بیچ میں باغ کے اور درخت
¶ پہچان بھلائی اور برائی کا —

۱۰ اور نہر نکلی عدن سے واسطے سینچنے باغ
کے اور وہیں سے الگ ہوئی اور ہوی چار دھاریں —

† و قال المعتزلة ( و هم من المسلمین ) انها بستان کان بارض فلسطین او بین فارس و کرمان خلقه الله تعالی امتحانا لادم *

اور کہا معتزلیوں نے جو ایک فرقہ مسلمانوں میں کا ہی کہ وہ جنت ایک باغ تھا فلسطین کے ملک میں یا درمیان فارس اور کرمان کے اُس کو بنایا تھا اللہ تعالی نے آدم کے آزمانے کو —

مطابقت قران مجید اور حدیث سے

(۹) ‡ قال القاضي ان سدرة المنتهی (اے شجر علم الخیر والشر) فی الارض سمیت بها لان علم الملئکة ینتهی الیها *

(۱۰) * ورفعت الی سدرة المنتهی — في اصلها اربعة انهار نهران باطنان و نهران ظاهران فسئلت جبریل فقال اما الباطنان ففی الجنة و اما الظاهران فالفرات والنیل *

کہا قاضي عیاض نے کہ سدرۃالمنتہي یعني درخت پہچان بھلائي برائي کا زمین میں ھی اُس درخت کا سدرۃالمنتہی اسلیئے نام ہوا ھی کہ فرشتوں کا علم وہیں تک رہ جاتا ھی —

رسول خدا نے فرمایا کہ مجھکو سدرۃالمنتہي دکھایا گیا اُس کي جڑ میں ( یعني جہاں رہا ھی ) چار نہریں ھیں دو نہریں چھوٹي ھیں اور دو نہریں بڑي ھیں اور پوچھا میں نے جبرائیل سے پھر کہا اُنہوں نے کہ چھوٹي نہریں باغ میں ھیں اور بڑي نہریں ھیں فرات اور نیل —

---

† بیضاوي سورۃ بقر آیت ۳۵ —
‡ مرقاۃ —
§ حزقیل ۳۱ — ۸ —
‖ پیدایش ۳ — ۲۲ — امثال ۳ — ۱۸ — ۱۱ — ۳۰ — مکاشفہ ۲ — ۷ — ۲۲ — ۲ و ۱۴ —
¶ پیدایش ۲ — ۱۷ —
* بخاري في حدیث المعراج —

## توریت مقدس

(۱۱) شم هاحد فیشون هو هسوبب اِتْ کول

ارص هحویله اشر شم هزهب *

(۱۲) او زهب ها ارص ههوطوب شم هبدلح

و ابن هشهم *

(۱۳) وشم هنهر هشینی گیحون هو هسوبب

اِتْ کول ارص کوش *

(۱۴) وشم هنهر هشلیشی حدقل هو ههولخ

قدمت اشور وهنهر هربیعی هو فرات *

(۱۵) ویقح یهوه الوهیم اِتْ هادم و ینحیهو

بگن عدن لعبده او لشمره *

۱۱ نام پہلی کا فیشون ہی † وہ پہونچتی ہی تمام ‡ زمین
حویلہ کو جس جگہہ ہی سونا *

۱۲ اور سونا اُس زمین کا اچھا ہی جہاں § ہی || موتی
اور پتھر جواہرات کے —

۱۳ اور نام نہر دوسری کا جیحون ہی وہ پہونچتی ہی تمام
زمین ¶ کوش * کو —

۱۴ اور نام نہر تیسری کا حدقل ہی ‡‡ وہ جاتی ہی آگے § اشور کے ||
اور نہر چوتھی وہ فرات ہی —

۱۵ اور لیا خداے معبود نے آدم کو اور رکھا اُسے ¶ باغ عدن میں
اُس کی سیوا کو اور اُس کی پاسبانی کو —

---

† فی ترجمہ سنہ ۱۸۱۱ ع نیل — ‡ پیدایش ۲۵ — ۱۸ —

§ اعداد ۱۱ — ۷ — || فی ترجمہ سنہ ۱۸۱۱ ع الماس —

¶ فی ترجمہ سنہ ۱۸۱۱ ع بلاد الحبشہ — * (انگریزی ترجمہ) اتھیوپیا —

‡‡ دانیال ۱۰ — ۴ — ‡ دجلہ —

§ (انگریزی ترجمہ) طرف مشرق — || فی ترجمہ سنہ ۱۸۱۱ ع موصل —

¶ پیدایش ۲ — ۸ —

توریت مقدس

( ۱۶ ) وَیصَوْ یہوہ اِلوہیم عَل ہا آدم
لیمُر مِکّول عِص ہَگّن آکُل تُوخِل *

۱۶ اور حکم دیا خداے معبود نے آدم کو کہکر کہ ہر درخت باغ سے کھاتا ‡ کھا —

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۱۶ † و قلنا یا آدم اسكن انت و زوجك الجنة وكلا منها رغدا حيث شئتما ولا تقربا هذه الشجرة فتكونا من الظلمين —

اور ہمنے کہا اے آدم رہ تو اور تیری عورت باغ میں اور کھاو اُس میں محظوظ ہوکر جس جگہہ چاہو اور پاس مت جاؤ اُس درخت کے پھر ہوگے تم اپنے پر زیادتی کرنے والوں میں سے —

توریت مقدس

( ۱۷ ) اُومعِصْ ہَدَّعَت طُوبْ وَرَع لُو توخَل
مِمّنّو کِي بیوم اَکلخ مِمّنّو مُوت تمُوت *

( ۱۸ ) ویومِر یہوہ اِلوہیم لُو طُوب ہیوت ہا آدم
لبدّو اِعسِہ لّو عِزر کِنگدّو *

۱۷ اور § درخت پہچان بھلائی اور برائی سے مت || کھا اس سے کیونکہ بیچ دن کھانے تیرے کے اس سے مرنے سے * مریگا تو —
۱۸ اور کہا خداے معبود نے نہیں ہے ¶ اچھا ہونا آدم کا اکیلا بناؤں + اس کے لیئے مددگار اسی کی مانند —

توریت مقدس

( ۱۹ ) وَیِّصِر یہوہ اِلوہیم مِن
ہا آدمہ کُل حَیَّت ہسّادِہ وایت

۱۹ §§ اور پیدا کیا ** خداے معبود نے زمین سے ہر جانور جنگل کو اور ہر پرند آسمانوں کو اور

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۱۹ و ۲۰ ‡‡ وعلم آدم الاسماء كلها ثم عرضهم على الملئكة فقال انبئوني باسماء هؤلاء ان كنتم

اور سکھلائے آدم کو نام سارے پھر وہ دکھائے فرشتوں کو کہا بتاؤ مجھکو نام ان کے اگر ہو تم

---

‡ ( انگریزی ترجمہ ) آزادی سے کھا —
§ پیدایش ۲ — ۹ —
* ( انگریزی ترجمہ ) بیشک —
|| پیدایش ۳ — ۱ و ۳ و ۱۱ و ۱۷ —
+ پیدایش ۳ — ۱۲ — ۱ نامہ کرنتھیان ۱۱ — ۹ + ۱ تموتھی ۲ — ۱۳ —
§§ پیدایش ۱ — ۲۰ و ۲۴ —
** ( انگریزی ترجمہ ) بنایا —
† سورۃ بقر آیت ۳۵ —
‡‡ سورۃ بقر آیت ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ —
¶ پیدایش ۳ — ۳۰ و ۱۹ نامہ رومیان ۶ — ۲۳ — ۱ نامہ کرنتھیان ۱۵ — ۵۶ — یعقوب ۱ — ۱۵ و ۱ یوحنا ۵ — ۱۶ —

کُول عوف هشّمَیم ویّابی اِل هادم
لِراوت مَه یِقرا لو وکُول اشِر یِقرا لو
هادم نِفش حَیَّه هو شِمو *

(٢٠) وَیِّقرا هادم شِموت لِکُول
هَبّهمَه و لِعوف هشّمَیِم و لِکُول حَیَّت
هسّادِه اُول آدم لو مَصا عِزر کَنِگدو *

لایا ‡ پاس آدم کے دیکھنے کو کیا کہتا ہی اُن کو
اور جو کچھ کہے اُس کو آدم جیتی جان والے کو
وہ ہو اُس کا نام —

٢٠ اور کہا آدم نے نام ہر ایک چوپایہ کے
لیئے اور پرند آسمانوں کے لیئے اور ہر جانور جنگل
کے لیئے اور آدم نے نہ پایا مدد گار اپنی مانند —

(٢١) وَیَّپّل یِہوہ اِلوهیم تَردِمَه
عَل هادم وَیّیشَن وَیِّقَح اَحَت مِصَّلعُتاو
وَیِّسگُر بَسّر تَحتِنّه *

٢١ اور اُتاری خداے معبود نے نیند § اوپر
آدم کے پھر وہ سوگیا اور لی ایک اُس کی پسلیوں
میں سے اور جوڑ دیا گوشت اُس کے نیچے —

صدقین قالوا سبحنک لا علم لنا الا ما علمتنا
انک انت العلیم الحکیم قال یا آدم انبئهم
باسمائهم فلما انبئهم باسمائهم قال الم اقل لکم
انی اعلم غیب السموات والارض و اعلم ما
تبدون و ما کنتم تکتمون *

سچے بولے تو سب سے نرالا ہی ہم جانتے نہیں
مگر جو تونے ہمکو سکھایا بے شک تو ہی ہی جاننے
والا اور باتدبیر کہا اے آدم بتادے اُنکو نام اُنکے پھر
جب اُس نے بتا دیئے نام اُن کے کہا میں نے نہ کہا
تھا تمکو مجھکو معلوم ہیں پردے آسمان اور
زمین کے اور معلوم ہی جو تم ظاهر کرو اور جو
چھپاتے ہو —

٢١ و ٢٢ و ٢٣ † ذکر السدی عن ابن
مسعود و ابن عباس و ناس من الصحابة
ان الله لما اسکن آدم الجنة فبقی فیها وحده
و ما کان معه من یستانس به فالقی الله تعالی
علیه النوم ثم اخذ من اضلاعه من شقه الایسر

روایت کی سدی نے ابن مسعود اور ابن عباس
اور بہت سے صحابیوں سے کہ الله تعالی نے جب رکھا
آدم کو باغ میں تو وہ گیا وہ اُس میں اکیلا اور نہیں
تھا اُس کے ساتھ کوئی جس سے دل لگے پھر ڈالی
الله تعالی نے آدم پر نیند پھر لی اُس کی پسلیوں
میں سے بائیں طرف سے —

---

‡ زبور ٨ — ٦ — پیدایش ٦ — ٢٠ —
§ پیدایش ١٥ — ١٢ — ١ سموئیل ٢٦ — ١٢ —
† تفسیر کبیر سورۂ بقر آیت ٣٥ —

(۲۲) وَیِبِن یہوہ اِلوہیم اِیت ہَصِّلَع اَشِر لَقَح مِن ہا آدَم لِاشَّہ وَیِبِئِہا اِل ہا آدَم *

(۲۳) وَیّومِر ہا آدَم زوت ہَپَّعَم عِصِم مِعَصَمَی او بَسَر مِبِّسَری لِزوت یِقّارِی اِشَّہ کی مِایش لُقَحہ زوت *

۲۲ اور بنایا خداے معبود نے پسلی کو جو کی تھی آدم سے عورت اور لایا ‡ اُس کو پاس آدم کے —

۲۳ اور کہا آدم نے یہہ ہی اب ہڈی § میری ہڈی میں سے اور گوشت میرے گوشت میں سے اِس لیئے کہی جاوے ناری کیونکہ نر سے لی گئی ‖ ہی یہہ —

و وضع مکانه لحما و خلق حوا منها فلما استیقظه و جد عند راسه امراة قاعدة فسالها من انت قالت امراة قال و لم خلقت قالت لتسکن الی فقالت الملئکة ما اسمها قال حوا قالوا لم سمیت حوا قال لانها خلقت من شی حی *

† قال رسول الله صلی الله علیه و سلم استوصوا بالنساء خیرا فان المراة خلقت من ضلع *

اور رکھا اُس کی جگہہ گوشت اور پیدا کیا حوا کو اُس سے پھر جب آدم جاگا پائی اپنے سرھانے عورت بیٹھی ہوئی پھر پوچھا اُس سے تو کون ہی اُس نے کہا میں عورت ہوں آدم نے کہا تو کیوں پیدا کی گئی ہی بولی تاکہ رہے تو ہمارے ساتھہ پھر فرشتوں نے پوچھا اس کا کیا نام ہی آدم نے کہا حوا اُنہوں نے کہا کس لیئے تونے نام رکھا حوا کہا اس لیئے کہ وہ پیدا ہوئی ہی جیتی چیز سے —

فرمایا رسول خدا صلی الله علیه وسلم نے وصیت کرو تم عورتوں کو بھلائی کی کیونکہ عورت پیدا ہوئی ہی پسلی سے —

## توریتِ مقدس

(۲۴) عَل کِن یَعَزب اِیش اِیت اَبِیو وَاِیت اِمّو وَدَبَق بِاشتّو وَہیو لِبَسَر اِحَد *

۲۴ اسی ¶ سبب سے چھوڑیگا مرد اپنے باپ کو اور اپنی ما کو اور ملیگا اپنی عورت سے اور ہوگا گوشت ایک —

---

† بخاری کتاب الانبیاء باب خلق آدم —

‡ امثال ۱۸ — ۲۲ نامہ عبرانیان ۱۳ — ۴ —

§ پیدایش ۲۹ — ۱۴ قضاۃ ۹ — ۲ — ۲ سموئیل ۵ — ۱ — ۱۹ — ۱۳ نامہ بنام افسیان ۵ — ۳۰ —

‖ پہلا نامہ کرنتھیان ۱۱ — ۸ —

¶ پیدایش ۳۱ — ۱۵ — زبور ۴۵ — ۱۰ — متی ۱۹ — ۵ — مارک ۱۰ — ۷ — ۱ نامہ کرنتھیان ۶ — ۱۶ — نامہ افسیان ۵ — ۳۱ —

توریت مقدس

(۲۵) وَیِّہیُو شِنیہِم عرُومِیّم ہاآدم وِاِشتّو وِلُو یِتبُشَشُو *

۲۵ اور ‡ تھے وہ دونوں ننگے آدم اور اُسکی عورت اور نہ شرماتے § تھے *

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۲۵ † ان لک الاتجوع فیہا ولا تعریٰ وانک لا تظمؤ فیہا ولا تضحیٰ *

تجھکو یہہ ملا ہی کہ نہ بھوکا ہو تو اُس میں نہ ننگا اور یہہ کہ نہ پیاس لگے تجھکو اُس میں نہ دھوپ —

## تفسیر

(۱) اس آیت میں (یخلوا) عبری لفظ ہی اور عربی لفظ خلو کا اسی سے نکالا ہی جسکے معنی ہیں فارغ ہونے کے اور کام چھوڑ دینے کے پس ورس کا مطلب یہہ ہی کہ فارغ ہوئے آسمان اور زمین اور تمام لشکر یعنی سب بن چکے *

(لشکر) اس لفظ سے وہ تمام چیزیں جو آسمان و زمین میں ہیں مراد ہیں اور بسبب کثرت اور نہایت عمدہ ترتیب کے جو اُن میں ہی اُن پر لشکر کا اطلاق ہوا ہی *

(۲) (اور خالی رہا اور آرام کیا) پہلے لفظ سے صرف یہہ مراد ہی کہ اللہ تعالی اُن تمام چیزوں کو جنکا پیدا کرنا اُس کو منظور تھا پیدا کرچکا اور دوسرے لفظ سے یہہ مراد ہی کہ ساتویں دن اُس نے کچھہ پیدا نہیں کیا *

انگریزی میں ترجمہ اس فقرہ کا اس طرح پر کیا ہی " اور خدا نے ساتویں دن ختم کیا اپنے کام کو اس سے پایا جاتا ہی کہ ساتویں دن بھی کچھہ کام ہوا حالانکہ اُس دن کچھہ کام نہیں ہوا اسی لیئے || بشپ پٹرک صاحب نے فرمایا کہ زیادہ تر یہہ کہنا چاہیئے کہ وہ پورا کرچکا تھا کیونکہ خدا نے ساتویں روز کچھہ کام نہیں کیا *

سپٹو ایجنٹ ترجمہ میں اس شبہہ کے رفع کرنے کو کہ ساتویں روز کچھہ کام ہوا تھا زیادہ وضاحت کی ہی اور اُس میں ترجمہ اس ورس کا اس طرح پر کیا ہی " چھٹے روز خدا نے ختم کیا اپنے کام کو جس کو وہ کرچکا تھا اور اُس نے آرام لیا ساتویں دن تمام اپنے کام سے جو اُس نے پورا کرلیا تھا *

---

† سورہ طہ آیت ۱۱۸ و ۱۱۹ —

‡ پیدایش ۳ — ۷ و ۱۰ و ۱۱ —

§ خروج ۳۴ — ۲۵ — اعمال ۷ — ۴۷ — ۳ —

|| تفسیر ڈائلی صفحہ ۲ —

اس ورس میں جو یہہ مضمون ہی کہ ساتویں دن خدا نے آرام کیا بالکل مطابق ہی اس مضمون کے جو قرآن مجید میں آیا ہی کہ ( خدا نے چھہ دن میں آسمان اور زمین پیدا کیا پھر ٹھہرا عرش پر ) یعنی اُس دن کوئی چیز پیدا نہیں کی *

( ۳ ) ( برکت دی اور ستھرا کیا ) یعنی ساتویں دن کو ایسا خیال کرنا چاہیئے کہ خدا کی عبادت کرنے کا اور اُس کی برکت حاصل کرنے کا دن ہی *

ساتواں دن سبت کا وہ مبارک اور پاک دن ہی جسکو یہودی اور عیسائی اور ہم مسلمان سب مانتے ہیں یہودیوں کو اس دن کی تعظیم کرنے کی بہت تاکید تھی یہاں تک کہ اُس کے نہ ماننے پر اُن کو سخت سخت عذاب ہوئے مگر دو باتیں اسمیں بحث طلب ہیں *

اول یہہ کہ سبت کی تعظیم ابتداے پیدایش عالم سے تھی یا حضرت موسی علیہ السلام کی شریعت میں مقرر ہوئی تھی *

دوسرے یہہ کہ سبت کا دن کونسا ہی *

پہلے سوال کے جواب میں یہودی علماء میں اور نیز عیسائی علماء میں اختلاف ہی بعضوں کی یہہ راے ہی کہ ابتداے آفرینش عالم سے سبت کے ماننے کا حکم تھا بعضوں کی یہہ راے ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام کی شریعت میں اس کے ماننے کا حکم ہوا ہم مسلمانوں کا یہہ مذہب ہی کہ جس طرح وہ دن ابتداے آفرینش عالم سے مبارک اور پاک بنایا گیا تھا اُسی طرح جب ہی سے اس کے ماننے کا حکم ہی مگر احکام اس دن کی تعظیم کے ہر زمانہ کے نبی کی شریعت کے بموجب مختلف ہوتے رہے حضرت موسی علیہ السلام کی شریعت میں حکم تھا † کہ اُس دن کوئی شخص کچھہ کام نہ کرے اور نہ وہ اور نہ اُس کا بیٹا نہ اُس کی بیٹی اور نہ اُس کا خدمتگار نہ اُس کی مویشی اور نہ اُسکا مہمان ‡ حضرت مسیح علیہ السلام کی شریعت میں سبت کے دن ایسے کام کرنے کا جس سے دوسرے کو نیکی پہونچے ثواب ٹھہرا اور دنیا کے ضروری کام کرنے کی بہی اجازت ہوئی ہم مسلمانوں کے § مذہب میں سبت کے دن جو عبادت کا معین وقت ہی اُس سے پہلے دنیا کے کام کرنے کو اچھا نہیں ٹھہرایا اور عبادت کے معین وقت پر دنیا کے کاموں کو منع فرمایا اور عبادت کے بعد دنیا کے کاموں کی اجازت ہوئی مگر دوسرے کو نیکی پہونچانا ہر وقت ثواب رہا جیسا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی شریعت میں تھا *

---

† خروج ۲۰ — ۱۰ —

‡ متی باب ۱۲ — ۱ — ۱۲ —

§ سورۂ جمعہ آیہ ۹ و ۱۰ —

دوسرے سوال کے جواب میں بھي اختلاف هی اگرچہ کتاب مقدس سے صرف ساتواں دن سبت کا معلوم هوتا هی اور اس بات کي تفصيل نهيں هی کہ وہ کونسا دن تھا مگر اس میں کچھہ شک نهيں کہ اگلے زمانہ کے يهودي سبت کے اصلي دن کو بخوبي جانتے تھے ليکن جب اُن میں مهينوں اور هفتوں کے گھٹانے بڑھانے اور ادلنے بدلنے کا رواج هوگيا تھا تو خيال کيا جاسکتا هی کہ اُس سبب سے يا اس سبب سے کہ اُنهوں نے يهہ خيال کيا کہ ساتوں دنوں میں سے ايک دن سبت کا هونا چاهيئے اور اسي ليئے جس دن کہ اُنپر خدا کي برکت اور بخشش هوئي تھي اُس کو اُنهوں نے سبت کا دن قرار ديا اُصلي سبت کے دن کو کھو بیٹھے اور اسي سبب سے اُنهوں نے هفتہ يعني سنيچر کو سبت کا دن قرار ديا *

حضرت مسيح عليہ السلام نے بھي اگرچہ سبت کے مقدس هونے کو موقوف نهيں کيا مگر يهہ بات نهيں فرمائي کہ وہ کونسا دن هی فروسيوں سے جو گفتگو سبت کے دن کي بابت هوئي اُس سے سبت کے دن کا مقدس هونا تو پايا جاتا هی مگر جس دن کو اُس زمانہ کے يهوديوں نے سبت کا دن ٹھهرايا تھا اُس کي تسليم نهيں پائي جاتي پس عيسائيوں نے اتوار کے دن کو سبت کا دن ٹھهرايا کيونکہ اُس دن حضرت مسيح عليہ السلام زندہ هوکر اُٹھے تھے اور اُس سے زيادہ اور کوئي دن مبارک نهيں هوسکتا اس تقرري کو عيسائي حضرت مسيح کے حواريوں پر سند کرتے هيں بلکہ يهہ بھي کهتے هيں کہ حضرت مسيح عليہ السلام کے زندہ هونے کے بعد دو سبت اُن کے سامنے بھي هوئے مگر اس میں کسي کو عذر نهيں هوسکتا کہ نہ حضرت مسيح عليہ السلام نے سبت کا کوئي دن مقرر کيا اور نہ يهوديوں کا جو سبت تھا اُس کي تبديلي کا اتوار سے حکم ديا *

همارے مذهب میں يهہ بات هی کہ رسول خدا صلي الله عليہ وسلم نے فرما ديا کہ سبت کا دن جس کو خدا نے فرض کيا تھا وہ جمعہ کا دن هی يهودي اور عيسائي اُس دن کے معين کرنے میں مختلف هوگئے مگر همکو خدا نے بتا ديا کہ وہ جمعہ کا دن هی اس ليئے هم مسلمان جمعہ کے دن کو سبت کا دن مانتے هيں *

( ۴ ) اس آيت سے صاف ثابت هوتا هی کہ جس مطلب کا بيان ابتدا سے شروع هوا هی وہ يهاں ختم هوتا هی پس پهلے باب کا اِس جگهہ ختم هونا چاهيئے *

( ۵ ) پهلے ورسوں سے علانيہ ظاهر هی کہ خدا تعالى تمام مخلوقات کي پيدايش کا بيان کرچکا اور جو جو کچھہ اُس کو پيدا کرنا تھا وہ پيدا کر چکا اب اس مقام پر جو پھر پيدايش کا ذکر شروع کيا هی اس کي نسبت يهودي اور عيسائي يهہ بات کهتے هيں کہ پهلے تمام چيزوں کي پيدايش سلسلہ وار مختصراً بيان کي تھي اب اُنهي میں سے بعض چيزوں کي خصوصاً حوا اور آدم کي پيدايش کا مفصل حال بيان هوتا هی *

مگر یہہ بات ٹھیک نہیں معلوم ہوتی کیونکہ اس ورس میں بیان ہی کہ اب تک درخت نہ تھے اور گھانس نہ اُگی تھی اور خدا نے مینھہ نہ برسایا تھا اور آدم نہ تھا کہ زمین کا کام کرے اس بیان سے صاف پایا جاتا ہی کہ جو کچھہ کارخانہ اشجار اور حیوان کا پہلے پیدا ہوچکا تھا وہ سب برباد ہوگیا تھا صرف آسمان اور زمین رہ گئے تھے مگر اسپر کے اشجار اور حیوان معہ انسان کے کچھہ باقي نہیں رہا تھا اور زمین خالي اور سنسان تھي پھر خدا نے اُس کو آباد کرنا چاہا اور ایک اَوْر آدم کو پیدا کیااور پھر زمین کو آباد کیا *

میں نے پہلے باب کي تفسیر میں بہت سي مثالیں بیان کي ہی جن سے ثابت ہوتا ہی کہ پہلا آدم اس دوسرے آدم سے بہت سي باتوں میں مختلف تھا پس ایسي حالت میں کسي طرح نہیں ہوسکتا کہ یہہ بیان پہلے بیان کي تفصیل ہو کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو دونوں بیان مختلف نہوتے *

اس ورس میں ( طرم ) کا عبري لفظ ہی جس کا ترجمہ سب مترجموں نے قبل کا کیا ہی اور اسي ترجمہ نے اُن کو اس بات پر زیادہ دلیر کیا ہی کہ جو بیان یہاں ہوا ہی اُس کو پہلے بیان کي تفصیل سمجھیں مگر در حقیقت ترجمہ اس لفظ کا قبل نہیں ہی ربي شمعون جو معتبر علماے یہود سے ہیں اُنہوں نے اپني تفسیر رشي میں لکھا ہی کہ طرم کے معني قبل کے نہیں بلکہ اس کے معني ہیں اب تک نہین جس کا نتیجہ یہہ ہی کہ کوئي درخت اب تک زمین پر نہ تھا اور کوئي گھانس اب تک زمین پر نہ اُگي تھي اس سے ثابت ہوتا ہی کہ ان ورسوں میں جو بیان ہی وہ پہلي آبادي کي تفصیل نہیں ہی بلکہ نئي پیدایش اور نئي آبادي کا ذکر ہی *

( ۶ ) اس ورس سے بھي یہي پایا جاتا ہی کہ اس میں بھي پہلي آبادي کے ویران ہونے کے بعد دنیا کي جو حالت تھي اُس کا بیان ہی یعني زمین اور آسمان سب کچھہ موجود تھے مگر زمین خالي اور ویران پڑي تھي اور شبنم زمین کے منھہ کو تر کردیتي تھي *

( ۷ ) ( عفر ) کا عبري لفظ جو اس ورس میں ہی اس کے معني نرے مٹي کے نہیں ہیں بلکہ گوندھي ہوئي مٹي کے ہیں جس طرح کمہار برتن یا کھلونے بنانے کو مٹي کو گوندہ کر طیار کرتے ہیں " یہہ اشارہ ہی اس بات کا کہ انسان ہمیشہ اپني اصلیت کو یاد رکھے اور جو جو ظاہري اور روحاني کمالات آیندہ اُس کو حاصل ہوتے جاویں اُس پر مغرور نہو کیونکہ اُس کي اصلیت صرف اتني ہی کہ وہ کیچڑ سے بنا ہوا ہی *

( دم زندگي کا ) یعني اُس مٹي کے پتلے میں الله تعالی نے جان ڈالي جس کے سبب

وہ جاندار ہوگیا اب سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالی نے انسان کے کالبد کو مٹی سے بنایا جو ایک پیدا کی ہوئی چیز تھی " یہہ اشارہ اس بات کا ہی کہ اُس کے وجود کو ہمیشہ بقا اور قیام نہیں ہی مگر روح جو اُس میں ڈالی گئی ہی وہ کسی پیدا کی ہوئی چیز میں سے نہیں نکلی بلکہ وہ خود خدا سے نکلی ہی جس میں اشارہ اس بات کا ہی کہ انسان کی روح کو فنا ہونا نہیں ہی وہ ہمیشہ دایم و قایم و باقی ہی کیونکہ ایک نا فانی ہستی سے نکلی ہی اور یہہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ اگرچہ ہمارا جسم اور ہماری روح دونوں خدا سے نکلے ہیں مگر ہمارے جسم کے خدا سے نکلنے میں بہت سے درجے بیچ میں ہیں کیونکہ وہ مٹی سے بنا ہی مگر ہماری روح کے خدا سے نکلنے میں کوئی درجہ بیچ میں نہیں کیونکہ وہ خود خدا ہی سے نکلی ہی اس لیئے ہماری روح ہمارے جسم سے ایسا برتر اور اعلی درجہ رکھتی ہی جس کے سبب ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ دونوں مختلف اصلیت رکھتے ہیں *

پہلے باب میں کہا گیا تھا کہ ہر ایک جاندار پیدا کیا گیا اس مقام پر انسان کی نسبت کہا گیا کہ اُس میں زندگی کا دم پھونکا جو خود خدا ہی سے نکلا تھا اس لیئے ہم میں اُس روح کے سبب صرف دم لینا اور چلنا پھرنا اور کھانا پینا اور سونا جاگنا ہی نہیں ہی بلکہ اُس میں ایک اَور چیز بھی ہی جو اور حیوانوں میں نہیں اور جسکے سبب ہم ہر ایک چیز کو سونچتے ہیں اور سمجھتے ہیں اور گفتگو کرتے ہیں *

( ۸ لغایت ۱۴ ) ( پیشون ) دریا کا نام ہی بعضے کہتے وہ † دریا ہی جو فیسس کہلاتا تھا اور اب فاز کہلاتا ہی اور جو مسچک پہاڑوں میں بہکر کالسس کے ملک میں ہوکر بحر اسود میں گرتا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ دریاے سہرس ہی جو اس زمانہ میں کر کہلاتا ہی اور جو دریاے ارکسز میں شامل ہو جاتا ہی اور بیان کرتے ہیں کہ یہہ دریا پہلے الگ بہتا تھا اور سمندر کیسپین میں گرتا تھا اور علماء یہود کی یہہ تحقیق ہی کہ وہ دریاے نیل ہی اس لیئے کہ پیشون کپاس کے پشتوں کو کہتے ہیں جو دریاے نیل کے کناروں پر بہت کثرت سے ہوتی تھی اور اسی سبب سے اس کا یہہ نام ہوگیا تھا اور بعض عیسائی علما کہتے ہیں کہ دریاے فرات کا ایک مغربی بازو تھا جو علاحدہ دھار ہوکر خلیج فارس میں گرتا تھا اُس کا یہہ نام ہی اور یہہ بازو سکندر اعظم کے وقت تک بہتا تھا مگر اب خشک ہوگیا ہی *

( حویلہ ) باغ عدن کے پاس جو ملک ہی اُس کا یہہ نام ہی اور حویلہ بن کوش کے نام سے نکلا ہی اور اُس میں سونا اور جواہرات بہت ہوتے تھے اور یہہ ملک دریاے پیشون

† یورپ کا جغرافیہ ــــ

سے گھرا ہوا تھا اور جو ملک بعد کو مشرقی سرحد بني اسمعیل کا بیان کیا گیا ہی اُس کو اسي حویلہ کے مطابق سمجھتے ہیں اُس کي مغربي حد زمین شر کي ہی جو مصر کے محاذي واقع ہی اور جس کا پھر بیان ہوا ہی پہلے سموئیل باب ۱۵ — ۱۷ میں کہ وہ ہی مشرقي سرحد عمالقہ کي جنکے قتل کو ساول بھیجا گیا تھا اس بیان سے حویلہ مطابق ہوتا ہی شمالي شرقي حصہ عرب سے جو قریب کولدیا یعني عراق عرب کے ہی اور بعض لوگ حویلہ کو ملک کالسس میں قایم کرتے ہیں جہاں دریاے فاز ہی اور جو ملک بحر اسود کے مشرقي اختتام پر ہی جو سونے کے لیئے مشہور ہی اور سونے کي اُون کي کہاني وہیں کي ہی *

( جیحون ) یہہ بھي عدن کے چاروں دریاؤں میں کا ایک دریا ہی بعضے کہتے ہیں کہ دریاے ٹیگرس یعني دجلہ کے نیچے کے حصہ کا یہہ نام ہی اور جس کا نام قدیم زمانہ میں پاس تیگرس یعني شاخ دجلہ تھا اور عدن سے بہکر خلیج فارس میں گرتا تھا بعضے خیال کرتے ہیں کہ دریاے ارکسز یا ایرس ہي دریاے جیحون ہی جس کو اب بھي اہل فارس جیحون کہتے ہیں اور جو سیرس سے شامل ہوکر سمندر کیسپین میں گرتا ہی *

( کوش ) وہ ولایتیں جن میں کوش بن حام کي اولاد آباد تھي اور جس کا انگریزي میں عموماً ایتھیوپیا ترجمہ ہوا ہی بسبب کثرت سے ہونے اولاد کوش اور اُن کے مختلف جگہہ جاکر بسنے کے اُن ملکوں کو جنکو اس نام سے بیان کیا ہی محدود اور معین کرنا آسان نہیں ہی البتہ بہت سے لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہودي اس لفظ کا استعمال ایسي وسعت اور غیر محدود طور سے کرتے تھے جیسے کہ یوناني ایتھیوپیا کے لفظ کا استعمال کرتے تھے اور جیسا کہ انگریز اندیز کے لفظ کا استعمال کرتے ہیں اور یہہ کہ وہ لوگ ہر گرم ملک کو اور وہاں کے باشندوں کو جنکا سیاہ رنگ تھا کشن اور کش کے باشندے کہتے تھے کوش کے معني اور اُس کي وسعت کے قرار دینے میں دقت اس سبب سے بھي ہوئي ہی کہ یوناني اور رومي مورخ ایتھیوپیا کے نام کو اُنھیں ملکوں پر جو مصر کے جنوب کي طرف افریقہ میں ہیں بولتے تھے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ کیسي زمانہ میں تمام ملک جو جانب شرق ٹیگرس اور نیل کے ہی وہ کوش کہلاتا تھا ایک مدت بعد اس نام کا استعمال زیادہ محدود اور منقسم طریق پر ہونے لگا اس وجہہ سے کہ جن لوگوں نے کوش کے خاندان سے علاحدگي کي وہ اور ملکوں میں جا بسے انگریزي ترجمہ میں اصلي لفظ کوش کا مندرجہ حاشیہ مقامات میں استعمال ہوا ہی مگر جو کہ اصلي متن میں صرف ایکتا ہی [illegible] یہہ استعمال ہوا ہی اس [illegible]

پیدایش ۲ — ۱۳
اعداد ۱۲ — ۱
اشعیاہ ۱۱ — ۱۱
یرمیا ۴۶ — ۹
حزقی ۳۰ — ۴

کا بیان ایک عام اصطلاح کے طریق پر استعمال کرنا بہتر ہی۔ اس لئے یہہ بات بالاتفاق معلوم ہوتی ہی کہ کم سے کم تین بڑی قسمتیں ہیں جو کوش کے نام سے بائبل میں بیان ہوئی ہیں / جنکو اس طرح پر قرار دینا چاہیئے یعنی مشرقی کوش عربی کوش افریقی کوش *

( مشرقی کوش ) کتاب پیدایش باب ۲ — ۱۳ میں بیان ہوا ہی کہ دریاے جیحون یعنی دریاے تیگرس کوش کی تمام زمین کو گھیرتا ہی جس سے صرف ایسریا کی طرف اشارہ ہو سکتا ہی اشعیاہ ۱۱ — ۱۱ اور صفنیاہ باب ۳ — ۱۰ سے موعودہ بحالی بنی اسرائیل کی کوش سے انڈیا کی طرف اشارہ سمجھا جاتا ہی اور سریا کولڈیا ترجموں میں اس لفظ کا اسی طرح ترجمہ ہوا ہی اور صفنیاہ باب ۲ — ۱۲ میں جہاں اتھوپیا کے باشندوں کو ڈرایا ہی کہ تمکو تباہ کردیا جاویگا اُن کو ایسریا اور نینوے سے متعلق کیا جاتا ہی حزقیل باب ۳۸ — ۵ میں بھی انہی ملکوں کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہی جس مقام میں ایتھوپیا کا یہہ بیان ہوا ہی کہ بمقابلہ اسرائیل کے ایتھوپیا والوں نے یاجوج کی فوجیں جمع کیں اور عاموس باب ۹ — ۷ میں بھی انہی ملکوں کی طرف اشارہ ہی جس مقام میں اسرائیل کے گھر کو ایتھوپیا والوں کی اولاد سے مقابل کیا گیا ہی *

۲ ( عربی کوش ) کتاب اعداد باب ۱۲ — ۱ میں حضرت موسی کی بی بی کو ایتھوپیا کی رہنے والی بیان کیا ہی جس سے بلحاظ اس کے کہ وہ میدان کی رہنے والی تھی عرب کی طرف اشارہ لازم آتا ہی اور حبقوق باب ۳ — ۷ سے عربی کوش کا بیان اس طرح پایا جاتا ہی کہ جب اس میں کوش یا کوشان اور مدیان کا ایک غم میں شامل کر کر بیان ہوا ہی اور ایوب باب ۲۸ — ۱۹ میں ایتھوپیا کے جواہرات کا ذکر ہی جس سے خیال کیا جاتا ہی کہ وہ اشارہ ہی اُن جواہرات کی طرف جو عرب کے جنوبی حصوں کی کانوں سے آتے تھے اور حزقیل باب ۲۹ — ۱۰ میں خدا تعالی مصر کو اس طرح پر ڈراتا ہی کہ تجھکو سین کے برج یعنی تیری جنوبی حد سے تا بہ کنارہ ایتھوپیا کے جو تیری مشرقی حد ہی تباہ کرونگا ازروے جس کے ایتھوپیا مقام عرب میں قرار پاتا ہی اور دوسری کتاب تواریخ باب ۲۱ — ۱۶ میں ایتھوپیا کی رہنے والوں کو عرب کے قریب بیان کیا ہی اور یہہ بات مصر والے کوش کی نسبت نہیں ہو سکتی کیونکہ اُس سے عرب کے رہنے والے دریاے نیل سے بالکل علحدہ ہو جاتے ہیں اور نہ یہہ بات مشرقی کوش کی نسبت کہی جا سکتی ہی کیونکہ اُس سے عرب کے باشندے ایک بڑے جنگل کے سبب جو درمیان میں پڑتا ہی علحدہ ہو جاتے ہیں اور دوسری کتاب سلاطین ۱۹ — ۹ اور کتاب یسعیاہ ۳۷ — ۹ میں یہہ بیان ہی کہ ترہاقہ بادشاہ ایتھوپیا ایسریا کے رہنے والوں سے

لڑتا هی جو اِن دنوں میں یہودیہ کو تباہ کر رہے تھے اور دوسری کتاب تاریخ باب ۱۴ — ۹ و ۱۲ و ۱۳ و باب ۱۶ — ۸ میں یہہ بیان ہوا هی کہ زیرہ باشندہ ایتھوپیا اعصا باشندہ یہودا کے مقابلہ میں هزاروں آدمی لیکر لڑنے کو آتا هی اور جس بادشاہ نے اُس کو فتح کیا اور بھگا دیا اِن دونوں تاریخوں کی رو سے عرب بہ نسبت اَوْر کسی مقام کے زیادہ مناسب معلوم ہوتا هی اور زبور ۶۸ — ۳۱ و زبور ۸۷ — ۴ میں مقام ایتھوپیا میں کتاب اقدس کی ترقی کے بیان سے عرب کی طرف اشارہ معلوم هوتا هی اور اسی طرح سے کتاب اشعیاہ باب ۴۳ — ۳ اور باب ۴۵ — ۱۴ سے بھی یہی بات ثابت ہوتی هی ان مقاموں میں سے اول مقام میں خدا تعالی یہہ فرماتا هی کہ همنے ایتھوپیا کو اسمعیل کی غنیمت میں دیا اور دوسرے مقام میں ایتھوپیا اور سیبیا کے لوگوں کی سوداگری کا ذکر هی *

۴ ( افریقی کوش ) یہہ خیال کیا جاتا هی کہ اولاد کوش عرب سے نکل کر اور ریڈسی کو تنگ آبنائے عرب کی راہ سے جس کو اب باب المندب کہتے هیں طی کرکر مصر کے جنوب میں دریائے نیل کی اوپر کی شاخوں کے پاس آباد ہوئی † جس مقام پر بعدازاں نبوبیا اور سینار میں میرو کی مشہور سلطنت ہوئی اُن ملکوں کے باشندے اب بھی اسی ملک کا نام ایتھوپیا اور نیز جس پر کوش کا گمان ہوتا هی کہتے هیں اور اپنے تئیں آغازی اور ایتھوپیا وان کہواتے هیں بلحاظ اس مقام کے غالباً هم اشارہ کرسکتے هیں استھر باب ۱ — ۱ اور باب ۸ — ۹ پر جن میں یہہ بیان هی کہ اهاسویرس کی شہنشاهی انڈیا سے ایتھوپیا تک تھی اور نیز اشعیاہ باب ۱۸ و باب ۲۰ — ۳ و ۴ و ۵ اور حزقیل باب ۳۰ — ۴ و ۵ و ۹ پر بھی اشارہ کرسکتے هیں ان مقاموں میں ایتھوپیا اور اُس زمین کو جو ایتھوپیا کے دریاؤں کے مقابل هی بد دعا دی گئی هی اور دوسری کتاب تاریخ باب ۱۲ — ۳ سے بھی یہہ معلوم ہوتا هی کہ ایتھوپیا والے سیشک بادشاہ مصر کی فوج کے ساتھہ جاتے هیں جبکہ ربعام بادشاہ نے یہودا پر حملہ کیا اسی طرح سے آگے آنے والے مقاموں سے جن میں مصر اور لائی بیا کو ایتھوپیا سے ملا دیا هی اُن ملکوں کی طرف جو دریاے نیل پر واقع تھے بہ نسبت کسی اَوْر مقام کے زیادہ اشارہ پایا جاتا هی اور وہ مقام یہہ هیں یرمیاہ باب ۴۶ — ۹ نحمیاہ باب ۳ — ۹ دانیال باب ۱۱ — ۴۳ جس امیر ایتھوپیا والے کو فلپ نے بپتسمہ ‡ دیا جو ایتھوپیا والوں کی شاهزادیکا خزانچی تھا وہ کا انہی اطراف سے آنا مشہور هی اور یہہ بات بھی کہ جب وہ گیا تو کابیمل کو بھی سینا میں اپنے ساتھہ لیگیا *

---

† جورنت باب ۱ — ۱۰ —

‡ اعمال باب ۸ — ۲۷ —

( دقل ) یعنی دجلہ جسکو تیگرس کہتے ہیں مغربی ایشیا کے دریاؤں میں سے بڑا دریا ہی ارمینیا کے پہاڑوں میں سے نیفیتس پہاڑ میں سے نکلا ہی اور ایسریا اور میسوپوتامیا کی پرانی سرحد کو بتاتا ہوا اور بابل اور سسیانا کی حدوں میں ہوکر فرات سے مل جاتا ہی اور پھر خلیج فارس میں گرتا ہی اور خیال کیا جاتا ہی کہ تیگرس وہ دریا ہی جس کو حضرت دانیال † پیغمبر نے ایسا دریا بیان کیا ہی جسکے کنارہ پر اُنہوں نے مشہور عجیب خواب دیکھا تھا اس لیئے وہ دریا اُس ہدقل سے مطابق ہوگیا جو عدن کے چار دریاؤں میں سے ایک تھا ‡ فرات اور تیگرس یعنی دجلہ پہلے دو علحدہ علحدہ دھاروں میں بہہ کر خلیج فارس میں گرتے تھے مگر مدت سے وہ دونوں اُس مقام کے قریب مل گئے ہیں جو اب کارنی کہلاتا ہی اور وہاں سے ایک بڑی دھار سے سمندر میں گرتے ہیں اس دھار کو متقدمین میں سے فرات یا تیگرس اور بعض اوقات پاس تیگرس کہتے تھے مگر اب عموماً شط العرب کہلاتا ہی *

( اشور ) یعنی ایسریا یہہ بہت مشہور ملک ایشیا کی شہنشاہی کا تیگرس دریا کے کنارہ پر ہی اُس کا نام اشر بیٹے سام § سے نکلا ہی بسبب ترقی فتوحات کے اس کی حدود مختلف ہوتی گئیں مگر اُس کی اصلی حد تھی شمال کی جانب ارمینیا اور مشرق کی جانب میدیا اور مغرب کی طرف سسیانا اور مغرب || پر دریاے تیگرس اور یہہ بہت مطابق تھا اُس سے جو اب کوردستان کہلاتا ہی مگر بموجب قول سترابو صاحب کے شہنشاہی ایسریا میں پہاڑ تارس کے جنوبی ایشیا کی ملک بجز آری اینا اور عرب اور فلسطین کے شامل ہوتی تھی *

( فرات ) مشہور دریا ہی دو علحدہ منبعوں سے نکلا ہی شمالی منبع اس تارس کے پہاڑ کی قطار میں شمالی مغربی کونہ ارمینیا میں حدود پر کپی دوشیا اور پانٹس کالچس کے ہی اور یہہ دھار فرات کہلاتی ہی جنوبی منبع پہاڑ نفیتس کے اُس حصہ میں ہی جو پہاڑ ایبس یا ارارات سے مل جاتا ہی اور یہہ دھار دریاے مراد کہلاتی ہی یہہ دونوں دھاریں مقابل شہر سیفوا کی جو ایشیا میفر میں ہی مل جاتی ہیں اور پھر خلیج فارس میں جا کر گرتی ہیں *

( عدن ) یہہ پوچھا جاتا ہی کہ عدن سے کیا مراد ہی آیا کوئی خاص جگہہ یا کوئی شہر یا کوئی وسیع ملک ہم لوگ عدن سے ایک وسیع ملک مراد لیتے ہیں اور اگر ملاحظہ

---

† دانیال ۱۰ — ۴ —
‡ پیدایش ۱۱ — ۱۴ —
§ پیدایش ۱۰ — ۲۲ اول تاریخ ۱ — ۱۷ —
|| پیدایش ۲ — ۱۴ — ۲۵ — ۱۸ —

اُن بیانات کے جو ہمارے ہاں کی مقدس تحریروں میں پائے جاتے ہیں اُس کی حدیں معین کریں تو اس طرح پر ہو سکتی ہیں کہ شمال میں بحر اسود اور ملک روس اور مغرب میں بحر قلزم اور اُس کے جزیرے اور صحراے لیبیین اور اور جنگل جو افریقہ میں ہیں اور جنوب میں وہ ٹکڑا جہاں کالا قومیں آباد ہیں اور خلیج عرب اور بحر عرب اور شرق میں خلیج فارس اور فارس اور کسپین سے کہ ان حدوں میں ایشیائی ترکستان اور تمام ملک عرب اور ایک حصہ شرقی افریقہ کا جس میں مصر اور نوبیا اور ابی سینیا ہیں داخل ہوتا ہی *

بلحاظ اُن چاروں نہروں کے جو عدن میں تھیں ہم یہہ کہتے ہیں کہ کتاب اقدس کے یہہ معنی لینے کہ عدن میں سے ایک نہر باغ کے سیراب کرنے کو نکلی تھی اور پھر اُسی نہر کی باغ کے پاس سے چار دھاریں ہو گئی تھیں ضروری نہیں ہیں بلکہ اُس کے معنی یہہ ہیں کہ عدن میں جو نہریں تھیں اُن میں سے ایک نہر باغ کے سیراب کرنے کو نکلی تھی اور عدن میں چار نہریں تھیں جو فرداً فرداً یعنی الگ الگ بہتی تھیں اس لیئے ہم لوگ پیشون خیال کرتے ہیں رود نیل کو اور جیحون خیال کرتے ہیں اُس ٹکڑہ دریاے سیرس اور ارکسز کو جہاں وہ دونوں مل کر بہتے ہیں اور کبھی اُن دونوں دریاؤں کی جدا جدا دھاروں میں سے ارکسز کو جیحون اور سیرس کو صیحون کہتے ہیں اور حدقل دجلہ کو اور پرات دریاے فرات کو کہتے ہیں یہہ چاروں دریا ملک عدن میں بہتے تھے جب انسان کی نسل بڑھنے لگی اور ہر ایک کی اولاد ملک عدن میں پھیلنے لگی تب ہر ایک ٹکڑہ کا جدا جدا نام اُن لوگوں کے نام پر ہو گیا جنکی اولاد وہاں جاکر بسی *

یاد رہے کہ ہمارے ہموطن عوام الناس میں جو یہہ بات مشہور ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام جزیرہ سراندیپ یعنی لنکا میں رہے تھے یہہ محض غلط اور بے اصل بات ہی جس کا پتا نہ توریت مقدس سے اور نہ ہمارے ہاں کی مذہبی کتابوں سے پایا جاتا ہی *

( درخت زندگی کا ) † بشپ ولسن صاحب کہتے ہیں کہ اس درخت کا یہہ نام اس سبب سے تھا کہ اُس میں سے پھل کو جو کوئی کھاوے وہ اُس درخت کی تاثیر سے خواہ خدا کے حکم سے ہمیشہ زندہ رہے کیونکہ شریعت خدا کا فضل حاصل کرنے کا وسیلہ ہی بعض علماء عیسائی یہہ کہتے ہیں کہ یہہ باغ بہشت کا ایک نمونہ تھا اس درخت سے شاید خدا نے اُس غیر فانی زندگی کے بیان ‡ کا ارادہ کیا جو اُس نے انسان کو مانند اپنی زندگی کے بخشنی چاہی *

---

† تفسیر ڈائلی جلد ۱ صفحہ ۷ —

‡ مکاشفات ۲۲ — ۲ —

( درخت پہچان بھلائی و برائی کا ) بشپ ولسن صاحب فرماتے ہیں کہ یہہ ایسا درخت تھا کہ جس سے وہ شخص جو اُس کے پھل کھاویں نیکی اور بدی سے آگاہ ہوں *

ڈاکٹر ہیلز صاحب کہتے ہیں کہ اس درخت کا یہہ نام اس لیئے تھا کہ وہ ہمارے اول مربیوں کی اطاعت یا نا فرمانی کے آزمانے کے لیئے مقرر کی گئی کسوٹی تھی جس سے اول حالت میں بھلائی یعنی خوش نصیبی حاصل ہوتی اور دوسری حالت میں برائی یا بد بختی حاصل ہوتی *

مگر یہاں یہہ ایک سوال ہی کہ کیا یہہ دونوں درخت ایسے ہی تھے جیسے ہم درخت دیکھتے ہیں جو زمین سے اُگتے ہیں اور پتے اور شاخیں رکھتے اور پھولتے پھلتے ہیں اگرچہ ہمارے مذہب کے اکثر عالموں کی یہی راے ہی جو علماء عیسائی کہتے ہیں اور اسی پر علماء یہود بھی اتفاق کرتے ہیں مگر نہیں اصل میں یہہ نہیں ہی حضرت موسی علیہ السلام نے اس مضمون کو باغ کی مناسبت سے درخت کے استعارہ میں بیان کیا ہی نہ یہہ کہ یہہ دونوں سچ سچ کے درخت تھے *

خدا تعالی نے انسان کے پتلے میں روح ڈالی جو بلا شبہہ اور تمام حیوانوں کی روح سے زیادہ تر برتر تھی اُس روح کا مقتضا یہہ تھا کہ انسان بہ نسبت دیگر حیوانات کے اُن باتوں میں جو روح سے علاقہ رکھتی ہیں فوقیت لیجاوے اور وہ صرف دو چیزیں تھیں ایک وجوب وجود یعنی ہستی مطلق جس کو خدا نے کہا کہ میں ہوں اور دوسرا بھلائی اور برائی کا جاننا پس ماہیئت ان دونوں چیزوں کی خدا نے آدم پر ظاہر کی اور ان دونوں چیزوں کی ماہیت کے ظہور اور انکشاف کو خدا نے زندگی کے درخت اور معرفت نیک و بد کے درخت سے تعبیر کیا نہ یہہ کہ وہ مثل باغ کے اور درختوں کے درخت تھے *

( ۱۷ ) بشپ پترک صاحب لکھتے ہیں کہ یہہ ممانعت آدمؑ ہی کو نہ تھی بلکہ حوا کو بھی کی گئی تھی ہم مسلمانوں کا بھی یہی مذہب ہی کہ دونوں کو ممانعت تھی چنانچہ قرآن مجید میں تثنیہ کے صیغہ سے ممانعت کا لفظ آیا ہی *

قرآن مجید میں جو یہہ لفظ آیا ہی کہ اُس کے نزدیک مت ہو اس سے یہہ مطلب نہیں ہی کہ آدم و حوا کو اُس درخت کے پاس جانے یا چھونے کی بھی ممانعت تھی بلکہ اس طرح سے بولنا عربی زبان کا محاورہ ہی اور مطلب اس سے یہی ہی کہ اُس کو مت کھاؤ جیسے کہ قرآن مجید میں آیا ہی کہ نماز کے پاس مت جاؤ جب تم نشہ میں ہو اس کا مطلب یہی ہی کہ ایسی حالت میں نماز مت پڑھو علاوہ اس کے اس مطلب کے ثبوت پر ایک بڑی دلیل یہہ ہی کہ قرآن مجید میں بیان ہوا ہی کہ جب آدم و حوا نے اُس درخت میں سے کھایا تو اُن کی برہنگی ظاہر ہوئی اس سے ظاہر ہی کہ کھانے

هي سے منع کیا گیا کیونکہ اگر پاس جانے سے بھي منع ہوتا تو بمجرد پاس جانے کے کہانے سے پہلے اُن کي برهنگي ظاہر ہو جاتي *

† بشپ پترک صاحب فرماتے ہیں کہ آدم پر یہہ تہوڑي سي بندش اس لیئے رکہني مناسب تهي کہ وہ جان لیوے کہ گو اُس کو تمام چیزوں پر حکومت دي هی تو بهي وہ اُن چیزوں کا مالک نہیں هی بلکہ نہایت عظمت والے خدا کا خادم هی جس نے اُس ممانعت سے بکنایہ اپني اطاعت اور ثبوت اپني فرمانبرداري کا چاہا هی *

یہہ تقریر اُن کي نہایت پسندیدہ هی اور ہم مسلمانوں کو بدل تسلیم هی مگر اس مقام سے ہم یہہ مطلب سمجھتے ہیں کہ خدا تعالی نے یہہ ممانعت آدم کو صرف اُس کے زندہ اور نفع کے لیئے کي تهي کوئي شرعي گناہ نہ تها کیونکہ اسي آیت میں آگے کہا گیا هی کہ اگر تو کہاویگا تو ایک قسم کے مرنے سے مرجاویگا جو نتیجہ هی صرف اُس ہدایت سے غفلت کرنے کا اور اگر اُس کا کہانا شرعي گناہ ہوتا تو زیادہ سخت وعید آدم کو دي جاتي یعني کہا جاتا کہ تو اُس کے کہانے سے خدا کے غصہ اور غضب میں پڑیگا ‡ چنانچہ ہمارے مذہب کے ایک گروہ علماء کا یہي مذہب هی گو کہ بہت سوں نے اس سے اختلاف بهي کیا هی *

( مرنے سے مریگا تو ) علماء عیسائي اس سے مرجانا هي مراد لیتے ہیں اور § بیان کرتے ہیں کہ اس سے یہہ غرض نہیں هی کہ وہ في الفور مرجاویگا بلکہ یہہ کہ وہ فاني ہو جاویگا اور بقا جو اُس کو بخشي گئي تهي اُس سے محروم رہیگا *

بشپ پترک صاحب کہتے ہیں کہ بیماریاں اور تکلیفیں اور بے چینیاں جو موت کے مقدمات ہیں خدا کي اس تنبیہہ میں آگئیں *

بشپ ہورسچ صاحب کہتے ہیں کہ اس تنبیہہ سے یہہ وعدہ نکلتا هی کہ اگر وہ پہل کو نہ کہاویگا تو وہ نہ مریگا بلکہ زندہ رہیگا یہہ اول وعدہ تها جو خدا نے انسان سے کیا *

مگر ہم مسلمان اسکے یہہ معني نہیں کہتے کیونکہ اُسوقت تک آدم موت کو جانتا بهي نہ تها کہ کیا چیز هی اس لیئے کہ اب تک موت دنیا میں آئي بهي نہ تهي پهر آدم کو موت سے ڈرانا کیا معني ہیں بلکہ یہاں موت کے لفظ سے مرنا مراد بهي نہیں ہوسکتا کیونکہ عبري جو لفظ ہیں اُن کا مطلب یہہ هی کہ ایک قسم کي موت سے مریگا اور نہ اس سے روحاني موت مراد لي جا سکتي هی کیونکہ ابتک نہ گناہ تها نہ روحاني موت کي ماہیت

† تفسیر ڈائلي جلد ۱ صفحہ ۸ —
‡ دیکھو تفسیر کبیر سورۂ بقر آیت ۳۵ —
§ تفسیر ڈائلي جلد ۱ صفحہ ۸ —

معلوم تهي پس ان الفاظ سے صرف يهه مراد هی كه تو اپنے حق ميں برا كريگا جيسا كه قرآن مجيد ميں آيا هی كه اگر اس درخت ميں سے كهاؤ گے تو اپنے پر ظلم كروگے يعني تمهاري جو يهه حالت هی اور جس كو تم بخوبي ديكهتے هو اور جانتے هو نه رهيگي *

(۱۸) بشپ پٹرك صاحب كهتے هيں كه درخت كا پهل كهانے كي ممانعت سے پهلے خدا نے كها كه آدم كا اكيلا ركهنا اچها نهيں تاكه يهه نتيجه نكلے كه ممانعت كا حكم آدم و حوا دونوں كو هوا تها *

اس ورس ميں ايك عبري لفظ هی جسّ كے معني مددگار كے هيں پس آدمي كو خيال كرنا چاهيئے كه جورو در حقيقت صرف واسطے نفساني خواهش كے نهيں بنائي گئي هی بلكه اس ليئے بني هی كه دين اور دنيا كے كاموں ميں أس كي مددگار هو *

(۲۰) (اور كها آدم نے نام) قديم اور زمانه حال كے عالم حكمت اينتهيست كے يهه بيان كرتے هيں كه (زبان) ايك عقل سے بنايا هوا طريقه كلام كرنے كا هی جسكو وحشيوں كے متفق گروه نے آپس ميں آمد و رفت كے آرام كے ليئے اور حاجتيں اور خواهشيں ظاهر كرنے كے واسطے بتدريج ايجاد كرليا تها يهه طريقه كلام كرنے كا آپس كے اتفاق سے قايم هوا مگر همارا بڑا عالم يهه ٹهيك بيان كرتا هی كه زبان ضرور هی كه الهام سے حاصل هوئي هو هزاروں بلكه لاكهوں لڑكے ايك زبان نهيں ايجاد كرسكتے كيونكه جب اعضا كلام كرنے كے اس قابل هوتے هيں تو سمجهه اس قابل نهيں هوتي كه ايك زبان بنائي جاوے اور جب سمجهه كافي هوتي هی تب اعضا كلام كے عمر پاكر اس قابل نهيں رهتے هم خوب جانتے هيں كه ايك زمانه مقرره كے بعد هم زبان نهيں سيكهه سكتے —— ڈاكٹر جانسن صاحب كا حيات نامه مصنفه ڈاكٹر باسويل صاحب —— يهه بات تجربه سے بهي استحكام پاتي هی مثلاً الكذنڈر سيلكرك كو جو جوان فرنانڈز كے جزيره كے جنگل ميں ڈالديا گيا تو أس كو وهاں چند برس رهنے كے بعد اپني زبان كا استعمال بالكل نرها جوان وحشي جس كا نام پيٹر تها اور هينوور كے جنگلوں ميں سے پكڑا گيا تها اگرچه وه هل مل گيا مگر أس كو كلام كرنا هرگز نه سكهايا جاسكا اور زمانه حال ميں جوان وحشي ايويرن كا جو فرانس ميں هی اگرچه أس كو مشهور سيكرڈ صاحب كے سپرد كيا گيا جو بهري اور گونگوں كے مدرسه كے معلم هيں مگر اب تك كبهي نهيں ديكها گيا كه أس نے انسان كي طرح كوئي ذراسا بهي جزو كلام منهه سے نكالا هو *

يهه بات معلوم كرنے كے قابل هی كه آدم كو أس كي حالت تنهائي ميں كلام كرنے كي قوت بخشي گئي تهي اور أس نے حوا كے پيدا هونے سے پيشتر حيوانوں كي جنسوں كے نام ركهے *

۲۱ لغایت ۲۲ خدا تعالی نے حوا کو مٹی سے پیدا نہیں کیا جس طرح کہ آدم کو پیدا کیا تھا بلکہ آدم کی پسلی میں سے پیدا کیا تاکہ اُن دونوں میں زیادہ محبت ہو اور وہ سمجھیں کہ ہم ایک ہی کل میں کے جزو ہیں *

جس عورت کو خدا نے بنایا تھا اُس کو آدم کے حوالہ کیا اس بات کے کرنے سے تمام انسانوں پر شادی کو جائز کیا کہ گویا قدرت ہی میں اس کی بنیاد ہوئی تاکہ مرد اور عورت کے مل جانے سے انسان کا جسم پھر پورا ہوجاوے بشپ پٹرک صاحب ایک لطیفہ لکھتے ہیں کہ خود خدا نے اُن کی نسبت ٹھہرائی ( اگر میں ایسا کہہ سکوں ) اور اُنکی شادی کرکے ملا دیا *

† بشپ پٹرک صاحب یہہ بھی کہتے ہیں کہ اس مقام پر اس بات کا کچھہ ذکر نہیں ہی کہ خدا تعالی نے جس طرح آدم میں روح ڈالی تھی اسی طرح سے حوا میں بھی ڈالی تھی کیونکہ حضرت موسی علیہ السلام صرف اُس شی کا بیان فرماتے ہیں جو حوا کی بابت خاص خاص باتیں تھیں اور باقی حال اُن الفاظ سے نکالا جاتا ہی کہ " میں اُس کے لیئے معقول مددگار دونگا " جس کلام کا رومنی ولگٹ میں درستی سے یہہ ترجمہ ہوا ہی یعنی ایک مددگار " مانند اُس کی " اسی طرح یہہ پہلے بھی کہا گیا تھا کہ انسان اور عورت دونوں خدا کی مشابہت پر بنائے گئے ہیں *

اس گفتگو کا جو بشپ پٹرک صاحب نے لکھی منشا یہہ ہی کہ خدا تعالی نے حوا میں بھی اپنی روح پھونکی جس طرح آدم میں پھونکی تھی مگر ہم مسلمان حوا میں اس طرح پر روح کے پھونکے جانے کے جس طرح کہ آدم میں پھونکی گئی تھی قایل نہیں ہیں ہمارے نزدیک یہہ بات ہی کہ حوا جاندار چیز سے بنائی گئی تھی اس لیئے جاندار ہی پیدا ہوئی اور اس سبب سے اُس میں روح پھونکنے کی حاجت نہ تھی *

۲۳ ( یہہ ہی اب ہڈی میری ہڈی میں سے ) یعنی پہلے جس قدر جانور آدم کے سامنے آئے تھے اُن میں سے کسی کو آدم نے اپنا ہمجنس نہیں پایا جب حوا پیدا ہوئیں تو کہا کہ ہاں یہہ میری ہڈی میں کی ہڈی اور میرے گوشت میں کا گوشت ہی یعنی میری ہمجنس ہی *

۲۴ ( چھوڑیگا ) یعنی اپنی جورو سے سب سے زیادہ محبت اور موانست کریگا یہہ اشارہ ہی اس بات کی طرف کہ اللہ تعالی نے انسان میں ایک قدرتی اور جبلی رغبت عورت کی طرف رکھی ہی جس کے سبب مرد عورت سے ایک طبعی رغبت اور محبت رکھتا ہی *

---

† تفسیر ڈائلی جلد ایک صفحہ ۸ -

( عورت ) بعضی لوگ اس سے یہہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ قانون قدرت کے بموجب ایک آدمی کو صرف ایک عورت کا حق ہی کیونکہ خدا جانتا تھا اور خدا کے سوا کون اس بات کو جان سکتا تھا کہ نا محدود آمیزش کے کیا کیا برے نتیجے ہوتے ہیں اور یہہ کہ نر و مادہ شمار میں خوب برابر ہونے چاہیئیں کیونکہ اگر جیسا خدا نے حکم دیا ہی اُسکے برخلاف عدل میں آوے تب بہت سے اُن میں کے شادی کے آراموں سے محروم رہینگے ٭

مگر جب غور سے دیکھا جاوے تو ایک اَور نتیجہ اس سے نکالا جاتا ہی کیونکہ یہاں اس بات سے کہ آدمی کو صرف ایک ہی عورت کا حق ہی کچھہ بحث نہیں ہی اور اگر ایسا ہوتا تو آیندہ نبیوں کو کئی عورتیں کرنے کی اجازت نہوتی اور نیز ضرور ہوتا کہ دنیا میں ہمیشہ مرد و عورت شمار میں برابر پیدا ہوتے اور اُن دونوں کا بقا بھی برابر زمانہ تک ہوتا یا ایک کے مرجانے کے بعد نہ مرد کو اور نہ عورت کو دوسری شادی کرنے کا حق ہوتا بلکہ یہاں سے یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ آدم کی پریشانی اور تنہائی رفع کرنے کو اور اُس کی مددگار ہونے کو اللہ تعالی نے اُس کے لیئے جورو بنائی' پس حقیقت میں جورو ایک معاون اور مددگار ہی خدا کی عبادت اور نیک کاموں کے بخوبی انجام ہونے کے لیئے' مگر جب یہہ نتیجہ حاصل نہو تو انسان کا نہ ایک عورت کا حق ہی نہ زیادہ کا' دوسرا نتیجہ یہہ ہی کہ جب تک مرد عورت کو اور عورت مرد کو بالتخصیص اپنے فام کا نہ کرلے اور ایسا نہ سمجھہ لے کہ گویا یہہ میرے بدن کا جزو ہی اُس وقت تک کوئی عورت کسی مرد کو اور کوئی مرد کسی عورت کو مباح نہیں ہی گویا خدا نے پہلے ہی سے اُس چیز کو جس کو پیغمبروں کی شریعت میں نکاح بیان کیا ہی مقرر کیا تھا جو کسی شریعت میں اور کسی پیغمبر کے وقت میں بدلا نہیں گیا یہاں تک کہ تمام نسلیں انسان کی اس قدرتی تقرر کی اپنے اپنے قاعدہ کے بموجب پابند ہیں اب ہمکو یہہ بھی غور کرنا چاہیئے کہ زنا کرنا جو اس مضبوط قدرتی قاعدہ کو توڑنے والا ہی کس قدر سخت اور کیسا بڑا گناہ ہی ٭

۲۵ ( نہ شرماتے تھے ) بعض علماء عیسائی اس کی وجہہ یہہ بیان کرتے ہیں کہ وہ بے گناہ تھے اور اب تک اُنہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی تھی جس سے اُن کو شرم آتی ٭

ہم مسلمان اس کی وجہہ یہہ بیان کرتے ہیں کہ اب تک آدم اور حوا کو نیک و بد کی پہچان نہیں آئی تھی اس سبب سے اُن کو ننگے ہونے سے کچھہ شرم نہ تھی اس جگہہ سے معلوم ہوتا ہی کہ ایک کا دوسرے کے سامنے ننگا ہونا ایسا برا ہی کہ ابتدا سے عیب گنا گیا ہی اور اسی لیئے شرع میں گناہ شمار ہوا ہی ٭

# تیسرا باب

۱ سانپ کا حوا کو فریب دینا ۹ انسان کا گناہ سے شکستہ حال ہوجانا ۹ خدا کا مرد و عورت کو اپنے حضور میں بلانا ۱۴ سانپ پر لعنت کا بھیجا جانا ۱۵ عورت کی خاص نسل کا وعدہ ۱۶ انسان کی سزا کے احوال ۲۱ اُنکی پہلی پوشاک ۲۲ اُن دونوں کا باغ عدن سے نکالا جانا *

توریت مقدس

(۱) وِہَنَّحاش هَا یا عَروم مِکُّول
حیَّۃ هَشّادہ آشِر عَسَہ یہوّواہ اِلُوهیم ویومِر
اِل ها اِیشَہ آف کی آمر اِلُوهیم لُو تُو خلُو
مِکُّول عِص هَگَّان *

۱ اور سانپ تھا ‡ سقلیں§ سب جاندار جنگل سے جس کو بنایا خدا معبود نے اور کہا عورت کو تحقیق کیا کہا خدا نے نہ کھاؤ سب درخت جنت سے =

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۱ † فوسوس لهماالشیطان لیبدي لهما ما ووري عنهما من سوآتهما *

پھر بہکایا اُن کو شیطان نے تا کھولے اُن پر جو ڈھکے تھے اُن سے اُن کے عیب —

توریت مقدس

(۲) وتومِر ها اِیشَہ اِل هَنَّحاش مِپّرِي عِص
هگّان نوخِل *

(۳) اُو مِپّرِي هَا عِص آشِر بتوخ هگّان آمر
اِلُوهیم لُو تُو خلُو مِمّنُّو ولُو تِگّعُو بو پِن تِمُوتُون *

۲ اور کہا عورت نے سانپ کو پھل درخت جنت سے هم کھاتے هیں —

۳ اور || پھل درخت سے جو بیچ میں جنت کے هی کہا خدا نے مت کھاؤ اُس سے اور مت چھوؤ اُسکو کیونکہ مروگی تم —

---

† سورۂ اعراف آیت ۲۰ =

‡ مکاشفہ ۱۲ — ۹ — ۲۰ — ۲ =

§ متی ۱۰ — ۱۶ — ۲ نامہ کرنتھیان ۱۱ = ۳ =

|| باب ۲ = ۱۷ =

## توریت مقدس

(۴) ویومر هنحاش اِل ها ایشه لو موت تمو تون *

(۵) کي یدع الوهیم کي بیوم اَخلخیم ممنو ونفقحو عینیخیم وهیِتم کالوهیم یدعي طوب و رع *

(۶) وتیرِي ها ایشه کي طوب هعص لما خول و خي تاَ واه هو لعینیم و نحمد ها عص لهشکیل و تقح میریو و توخل

۴ اور کہا ‡ سانپ نے عورت کو نہ مرنا مروگے تم —

۵ کیونکہ جانتا ہے خدا کہ بیچ جس دن کھانے تمہارے کے اُس سے جب کھل جائینگی آنکھیں ¶ تمہاری تب ہو جاؤگے تم مانند فرشتوں کے جانتے بھلائی اور برائی کو —

۶ اور دیکھا عورت نے کہ اچھا ہے درخت کھانے کو اور ہے بھلا واسطے آنکھوں کے اور اچھا ہے درخت دانشمندی کو اور لیا اُس کے پھل سے

## مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۴ † فوسوس الیه الشیطن قال یا آدم هل ادلک علي شجرة الخلد وملک لا یبلی *

۵ ‖ و قال ما نهیکما ربکما عن هذه الشجرة الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخلدین و قاسمهما اني لکما لمن النصحین فدلهما بغرور *

۶ * و لولا حوا لم تخن انثی زوجها *
ɫ فیه اشارة الی ما وقع من حوا في

پھر جی میں ڈالا اُس کے شیطان نے کہا اے آدم میں بتاؤں تجھکو درخت ہمیشگی کا اور بادشاہی § جو پرانی نہو —

اور کہا تمکو جو منع کیا ہے تمہارے رب نے اس درخت سے مگر یہہ کہ کبھی ہو جاؤ فرشتہ یا ہو ہمیشہ رہنے والے اور اُن سے قسم کھائی کہ میں تمہارا دوست ہوں پھر ڈگمگایا اُن کو فریب سے —

اگر نہوتی حوا نہ خرابی میں ڈالتی عورت اپنے خاوند کو —

اس میں اشارہ ہے اُسکی طرف جو ہوا حوا سے اچھا دکھانے میں آدم کو کھانے درخت سے یہانتک کہ

---

† سورة طه آیت — ۱۲۰ —

‡ باب ۳ — ۱۳ —

§ جو بادشاہت پرانی نہیں ہوسکتی وہ علم ہے —

‖ سورة اعراف آیت — ۲۰ و ۲۱ —

¶ باب ۳ — ۷ — اعمال ۲۶ — ۱۸ —

* بخاري کتاب الانبیاء —

ɫ فتح الباري —

وَتِتِّین گم لاِیشه عِمهٗ وَیوخل *

اور کھا لیا † اور دیا اپنے مرد کو بھی اپنے ساتھه اور اُس نے کھا لیا ‡ —

## توریت مقدس

( ۷ ) وَتِپاقَحنَه عِینِی شِنِیهِم وَ
یِدعُو کِی عِرُومِیم هِم وَیِتپِرُو عَلِه تِئِنَه
وَیَعَسُو لَهِم حَگُورُوت *

۷ اور کھل گئیں آنکھیں * اُن دونوں کی اور جانا + اُنہوں نے کہ ننگے ہیں ہم اور سیئے پتے انجیر کے اور بنایا اپنے لیئے تہ بند —

تزئینها لادم الاکل من الشجرة حتی وقع فی ذلک فمعنی خیانتها انها قبلت ما زین لها ابلیس حتی زینه لادم *

§ انا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنها و اشفقن منها و حملها الانسان انه کان ظلوما جهولا *

پڑا اُس میں یہی معنی غرابی میں ڈالنے کے یہہ ہیں کہ اُس نے قبول کیا اُس کو جو اچھا دکھایا اُس کو شیطان نے یہاں تک کہ اچھا دکھایا اُسے آدم کو —

ہمنے دکھائی امانت آسمان کو اور زمین کو اور پہاڑوں کو پھر سب نے قبول نہ کیا کہ اُس کو اُٹھاویں اور اُس سے ڈر گئے اور اُٹھا لیا اُس کو انسان نے یہہ ہی بڑا بے ترس نادان —

## مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۷ || فلما ذاقا الشجرة بدت لهما سوآتهما و طفقا یخصفن علیهما من ورق الجنة *

¶ فاکلا منها فبدت لهما سوآتهما و طفقا یخصفن علیهما من ورق الجنة و عصی آدم ربه فغوی ثم اجتبه ربه فتاب علیه و هدی *

پھر جب چکھا درخت کھل گئے اُن پر عیب اُنکے اور لگے جوڑنے اپنے اوپر پتے جنت کے —

پھر دونوں نے کھا لیا اُسمیں سے پھر کھل گئیں اُنپر اُنکی بری چیزیں اور لگے جوڑنے اپنے اوپر پتے باغ کے اور حکم ٹالا آدم نے اپنے رب کا پھر راہ سے بہکا پھر نوازا اُسکو اُسکے رب نے پھر متوجہ ہوا اُس پر اور راہ پر لایا —

† اول تمودی ۲ — ۱۴ —
‡ باب ۳ — ۱۲ و ۱۷ —
§ سورۃ احزاب آیت ۷۲ —
|| سورۃ اعراف آیت — ۲۲ —
¶ سورۃ طہ آیت ۱۲۱ و ۱۲۲ —
* باب ۳ — ۵ —
+ باب ۲ — ۲۵ —

† یبنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوأتکم و ریشا و لباس التقوی ذلک خیر ذلک من آیات الله لعلهم یذکرون یبنی آدم لا یفتننکم الشیطن کما اخرج ابویکم من الجنة ینزع عنهما لباسهما لیریهما سوأتهما انه یریکم هو و قبیله من حیث لا ترونهم انا جعلنا الشیطین اولیاء للذین لا یومنون *

اے اولاد آدم کی ہمنے اوتاری تم پر پوشاک کہ ڈھانکے تمھارے عیب اور رونق اور لباس پرہیزگاری کا یہہ اچھا ہی یہہ . نشانیاں ہیں اللہ کی شاید وہ لوگ دھیان کریں اے اولاد آدم کی نہ بہکاوے تمکو شیطان جیسا نکالا تمھارے ما باپ کو باغ سے اُتروائے اُن کے کپڑے کہ دکھاوے اُنکو عیب اُنکے وہ دیکھتا ہی تمکو اور اُسکی قوم جہاں سے تم اُنکو نہ دیکھو ہمنے رکھے ہیں شیطان رفیق اُن کے جو ایمان نہیں لاتے —

## توریت مقدس

( ۸ ) وَیِّشمعُو اِیتّہ قُول یہوہ وَاہ اِلُوہیم مِتہلّیخ بگّان
لِرُواح ہَیُّوم وَیِّتحبّی ہَا آدم وِ اِشتُو مِیِّپنی یہوہ وَاہ اِلوہیم
بِتُوخ عِص ہگّان *

( ۹ ) وَیِّقرا یہوہ واہ الوہیم اِیل ہا آدم و یُّومر لوُ
اَیِّیکّہ *

۸ اور سنی اُنھوں نے آواز ‡ خداے معبود کی چلتی ہوئی جنت میں وقت ٹھنڈتی ہوا دنکے اور چھپ § گیا آدم اور اُسکی عورت منہہ سے خداے معبود کے بیچ میں درخت جنت کے —
۹ اور پکارا خداے معبود نے آدم کو اور کہا اُسکو کہاں ہی تو —

† سورۂ اعراف آیت ۲۶ و ۲۷ —
‡ ایوب ۳۸ — ۱ —
§ ایوب ۳۱ — ۳۳ — یرمیاہ ۲۳ — ۲۴ — عاموس ۹ — ۳ —

## توریت مقدس

(۱۰) وَيُّومِر اِيت قُولخَ شمعتِي بگَّان وَ اِيرَا كي

عِروم انوخِي وَ اِحَابِي *

۱۰ اور کہا تیری آواز کو سنا میں نے جنت میں اور ڈرا میں

† کہ ننگا ہوں میں اور چھپ گیا میں —

### توریت مقدس

(۱۱) وَيُّومِر مِي هِگّيد لِخَ كِي

عِروم اَتَّه همِن هَا عِص اَشِر صِوِّيتِيخَ

لِبِلتِي اَخُل مِمِنُّو اَخَلتَا *

(۱۲) وَيُّومِر هَا آدم هَا اِيشَّه اشِر

نَتَّتَ عِمَّادِي هِي نَاتْنَه لِّي مِن هَا عِص

وَ اُخُل *

۱۱ اور کہا اسنے خبر دی تجھکو کہ ننگا ہے تو کیا اُس درخت سے جس سے سمجھایا میں نے تجھکو ہرگز نہ کھانا اُس سے کھایا تونے —

۱۲ اور کہا آدم نے وہ عورت ¶ جو دی تونے میرے ساتھ اُس نے دیا مجھکو اُس درخت سے اور کھایا میں نے —

### مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۱۱ ‡ و ناديهما ربهما الم انهكما عن تلكما الشجرة و اقل لكما ان الشيطن لكما عدو مبين *

۱۲ § قالا ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنكونن من الخسرين *

‖ فتلقى آدم من ربه كلمت فتاب عليه انه هو التواب الرحيم *

اور پکارا اُنکو اُنکے رب نے کیا منع نکیا تھا میں نے تمکو اس درخت سے اور نہ کہا تھا۔ تمکو کہ شیطان تمہارے ایگے کھلا دشمن ہے —

کہا اُنہوں نے اے رب ہمارے ہمنے زیادتی کی اپنی جان پر اور اگر تو نہ بخشے ہمکو اور ہم پر رحم نکرے تو ہم ہو جاویں نامرادوں سے —

پھر سیکھہ لیں آدم نے اپنے رب سے کئی باتیں پھر متوجہ ہوا اُسپر بیشک وہی ہے معاف کرنے والا مہربان —

---

† باب ۲ — ۲۵ — خروج ۳ — ۶ — ۱ — یوحنا ۳ — ۲۰ —

‡ سورة اعراف آیت ۲۲ —

§ سورة اعراف آیت ۲۳ —

‖ سورة بقر آیت ۳۷ —

¶ باب ۲ — ۱۸ — ایوب ۳۱ — ۳۳ — امثال ۲۸ — ۱۳ —

## توریت مقدس

(۱۳) ویومر یہو واہ الوہیم لایشہ مہ زوت عسیت
و تومر ہا ایشہ ہنحاش ہشیئنی و اوکل *

۱۳ اور کہا خداے معبود نے عورت کو کیا یہہ کیا تونے اور کہا
عورت نے سانپ نے † بہولایا مجھکو اور کہایا میں نے —

| توریت مقدس | مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے |
| --- | --- |
| (۱۴) ویومر یہو واہ الوہیم ال ہنحاش کي عسیت زوت ارور اتہ مکول ہبہمہ و مکول حیۃ ہسادہ عل گحو نخ تلخ و عفار توخل کل یمي حییخ * | ۱۴ ‡ قال فاخرج منها فانک رجیم و ان علیک لعنتي الی یوم الدین * |
| ۱۴ اور کہا خداے معبود نے سانپ § کو اسلیئے کہ کیا تونے یہہ ملعون ہی تو تمام چوپایوں سے اور تمام جاندار جنگل سے اوپر انتڑیوں کے چلیگا تو اور مٹی ‖ کہاویگا تو تمام دن اپنی زندگی کے — | کہا تو نکل یہاں سے کہ تو مردود ہوا اور تجھپر میری پھٹکار ہی جزا کے دن تک — |

---

† رومی ۳ — ۲ نامہ کرنتھیاں ۱۱ — ۳ — ۱ تیموتی ۲ — ۱۴ —

‡ سورۃ ص آیت ۷۷ و ۷۸ — سورۃ حجر آیت ۳۵ —

§ خروج ۲۱ — ۲۹ و ۳۲ —

‖ اشعیاہ ۶۵ — ۲۵ — میکاہ ۷ — ۱۷ —

## توریت مقدس

( ۱۵ ) وَ اِیبَہ آسِیت بِینَخَ اُو بین
ھَا اِیشَہ اُو بین زَر عِیخَ اُو بین زرعَہ ھُو
یشُو فِخَ رُوش وِ اَتَّہ تَشُو فِنُو عَقَب *

۱۵ اور دشمني رکھونگا درمیان تیرے اور درمیان
عورت کے اور درمیان اولاد تیري ¶ کے اور درمیان اولاد
اُسکي * کے وہ ⸸ تیرا سر کچلیگا ‡‡ اور تو کاٹیگا
اُسکي ایڑي —

## مطابقت قرآن مجید و حدیث سے

۱۵ † قال اهبطوا بعضکم لبعض عدو *

‡ قال اهبطا منها جمیعا بعضکم لبعض عدو *

§ قال رب بما اغویتني لازینن لهم في الارض و لاغوینهم اجمعین الا عبادک منهم المخلصین قال هذا صراط علي مستقیم ان عبادي لیس لک علیهم سلطان الا من اتبعک من الغوین *

|| قال فبعزتک لاغوینهم اجمعین الا عبادک منهم المخلصین قال فالحق والحق اقول لاملان جهنم منک و ممن تبعک منهم اجمعین *

کہا تم نکلو ایک دوسرے کے دشمن ہوئے —

کہا نکلو یہاں سے سب ایک دوسرے کے دشمن —

کہا اے رب جیسا تو نے مجھکو راہ سے کھویا میں اُنکو بہاریں دکھاؤنگا زمین میں اور راہ سے کھوؤنگا ان سب کو مگر جو تیرے چنے ہوے بندے ہیں کہا یہہ راہ ہے مجھ تک سیدھي جو میرے بندے ہیں تجھکو اُنپر کچھہ زور نہیں مگر جو تیري راہ چلا خراب لوگوں میں —

کہا تو قسم ہے تیري عزت کي میں گمراہ کرونگا ان سب کو مگر جو بندے ہیں اُنمیں تیرے چنے ہوے فرمایا تو ٹھیک بات یہہ ہے اور میں ٹھیک ہي کہتا ہوں مجھکو بھرنا دوزخ تجھہ سے اور جو انمیں تیري راہ چلے اُن سب سے —

---

† سورہ اعراف آیت ۲۳ — سورہ بقر آیت ۳۶ —

‡ سورہ طہ آیت ۱۲۳ —

§ سورہ حجر آیت ۳۸ لغایت ۴۳ —

|| سورہ ص آیت ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ —

¶ متی ۳ — ۷ — ۱۳ — ۳۸ — ۲۳ — ۳۳ — یوحنا ۸ — ۴۴ — اعمال ۱۳ — ۱۰ — ۱ یوحنا ۳ — ۸ —

* زبور ۱۳۲ — ۱۱ — اشعیاہ ۷ — ۱۴ — میکاہ ۵ — ۳ — متی ۱ — ۲۳ و ۲۵ — لوقا ۱ — ۳۱ و ۳۴ و ۳۵ — نامہ گلیتیان ۴ — ۴ —

⸸ نامہ رومیان ۱۶ — ۲۰ — نامہ کلیسیان ۲ — ۱۴ — نامہ عبریان ۲ — ۱۴ — ۱ یوحنا ۵ — ۵ — مشاهدہ ۱۲ — ۷ و ۱۷ —

‡‡ ( بموجب لاطیني اور اکثر یوناني نسخوں کے تاکیگي ) —

## توریت مقدس

(۱۶) ایل ہا ایشہ آمر ہربہ اربہ عصبونخ وہرو
نخ بعصب تلدی بنیم وایل ہا ایشخ تشوقتخ وہو
یمشال بخ *

(۱۷) ولآدم امر کی شمعت لقول اشتخ وتوکل
من ہا عص اشر صویتیخ لیمور لو تو کل ممنو ارورہ
ہا ادمہ بعبورخ بعصبون تو کلنہ کل یمی حییخ *

۱۶ عورت کو کہا بہت بڑھاونگا رنج تیرا اور حمل تیرا ساتھ
مشقت † کے جنیگی تو لڑکوں کو اور طرف اپنے مرد کے شوق ‡ تیرا اور
وہ مسلط § رہیگا تجھپر —

۱۷ اور آدم کو کہا کہ سبب || تونے کہنا عورت اپنی کا اور تونے
کھایا ¶ اُس درخت سے جس سے * منع کیا میں نے تجھکو کہہ کر
نہ کھائیو تو اُس سے ہوئی ملعون ‡ زمین واسطے تیرے ساتھ مشقت ‡‡
کے کھاویگا تو تمام دن اپنی زندگی کے —

---

† زبور ۳۸ — ۶ — اشعیاہ ۱۳ — ۸ — ۲۱ — ۳ — یوحنا ۱۶ — ۲۱ — ۱ تموتی ۲ — ۱۵ —

‡ باب ۴ — ۷ — اور ترجموں میں تابع —

§ ۱ نامہ کرنتھیوں ۱۱ — ۳ — ۱۴ — ۳۴ — نامہ افسیوں ۵ — ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ —
۱ تموتی ۲ — ۱۱ و ۱۲ تیطس ۲ — ۵ — ۱ پطرس ۳ — ۱ و ۵ و ۶ —

|| ۱ سموئیل ۱۵ — ۲۳ —

¶ ورس ۶ —

* باب ۲ — ۱۷ —

‡ واعظ ۱ — ۲ و ۳ — اشعیاہ ۲۴ — ۵ و ۶ — نامہ رومیوں ۸ — ۲۰ —

‡‡ ایوب ۵ — ۷ — واعظ ۲ — ۲۳ —

## توریت مقدس

(۱۸) وِقُوص وِ دَرْدَر تَصمِیْحَ لَخ وِ اَخلتَ اِیت

عِسِب هَسّادِه *

۱۸ اور کانٹا † اور اونٹ کٹارا ‡ اوگاویگی واسطے تیرے اور کھاویگا تو
گھاس کو میدان کی —

### توریت مقدس

(۱۹) بِزعة اَپیخَ تُوخَل لِحِم عد
شُوبخ اِیل ها ادمه کِي مِمِنّه لُقحت
کي عَفَراتّه وِاِل عَفر تَشُوب *

۱۹ پسینے ¶ سے اپنے منھہ کے کھاویگا تو طعام
تاصود تیری طرف زمین کے که اُس سے لا گیا هی تو
کیونکه مٹي * هی تو اور طرف ⸸ مٹي کے موڑ
کریگا تو —

### مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۱۹ § و لکم فی‌ارض مستقر و متاع الی
حین قال فیها تحیون و فیها تموتون و منها
تخرجون *
|| منها خلقنا کم و فیها نعیدکم و منها
نخرجکم تارة اخری *
اور تمکو زمین پر ٹھہرنا هی اور اور برتنا هی
ایک وقت تک کہا اُسمیں تم جیئوگے اور اُسیمیں مروگے
اور اُسي سے نکالے جاؤگے —
اسي زمین سے همنے تمکو بنایا اور اسي میں
تمکو پھر ڈالتے هیں اور اُسي سے نکالینگے تمکو
دوسري بار —

## توریت مقدس

(۲۰) وِیقرا ها آدم شِم اِشتّو حَوّه کِي هِي
هَایتَه اِم کُل حَي *

۲۰ اور پکارا آدم نے نام اپني عورت کا حوا که وه تھي ماں
تمام زندونکي —

---

† ایوب ۳۱ — ۴۰ —
‡ زبور ۱۰۴ — ۱۴ —
§ سورة اعراف آیت ۲۴ و ۲۵ — سوره بقر آیت ۳۶ —
|| سوره طه آیت ۵۵ —
¶ واعظ ۱ — ۱۳ — ۲ تھسلنیکیاں ۳ — ۱۰ —
* باب ۲ — ۷ —
⸸ ایوب ۲۱ — ۲۶ — ۳۴ — ۱۵ — زبور ۱۰۴ — ۲۹ — واعظ ۳ — ۲۰ — ۱۲ — ۷ —
امه رومیاں ۵ — ۱۲ نامه عبرانیاں ۹ — ۲۷ —

## توریت مقدس

( ۲۱ ) ویعش یہوواہ الوہیم لآدم ولاشتو کتنوت
عور ویلبشم *

( ۲۲ ) ویومر یہوواہ الوہیم هین ها آدم هایہ کاحد
ممنو لاعت طوب ورع وعتہ پن یشلح یدو ولقح گم
معص هحیم واکل وحی لعولم *

۲۱ اور بنایا خداے معبود نے واسطے آدم اور واسطے اُسکی
عورت کے لباس چمڑے کا اور پہنایا اُنکو —

۲۲ اور کہا خداے معبود نے † اب آدم ہوگیا مانند ایک کے
اُس میں سے بسبب جاننے بھلائی اور برائی کے اور اب شاید بڑھاوے
اپنا ہاتھ اور لیوے ‡ بھی درخت زندگی سے اور کھا لیوے اور
جیتا رہے ہمیشہ —

توریت مقدس

( ۲۳ ) ویشلحہو یہوواہ الوہیم
مگن عدن لعبد ایتہ ها آدمہ اشر لقح
میشم *

۲۳ اور نکالا اُسکو خداے معبود نے جنت
عدن سے واسطے ¶ کمانے زمین کے جو لیا گیا تھا
وہاں سے —

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

§ ۲۳ قلنا اهبطوا منها جميعا فاما ياتينكم
مني هدى فمن تبع هداي فلا خوف عليهم
و لاهم يحزنون *

|| فاخرجهما مما كانا فيه *

ہمنے کہا نکلو یہاں سے سارے پھرکبھی پہونچے
تمکو راہ کی خبر تو جو کوئی چلا میرے بتائے پر پھر
نہ ڈر ہوگا اُنکو اور نہ غم —

پھر نکالا اُنکو اُسمیں سے جسمیں وہ دونوں تھے —

---

† ورس ٥ مشابہ اشعیاہ ١٩ — ١٢ — ٣٧ — ١٢ و ١٣ — یوحنا ٢٢ — ٢٣ —
‡ باب ٢ — ٩ —
§ سورة بقر آیت ٣٨ —
|| سورة بقر آیت ٣٦ —
¶ باب ٣ — ٢ — ٩ — ١٠ —

## توریت مقدس

(۲۴) و یغرش ایتہ ہا آدم و یشکن میقدم لگن
عدن ایتہ ہکروبیم و ایہ لہط ہحرب ہمتہپکہ لشمو
ایتہ درخ عص ہحییم *

۲۴ اور نکالدیا آدم کو اور مقرر کیا † سامنے جنت عدن ‡ کے فرشتوں کو اور چمک تلوار گھومتی کو واسطے حفاظت رستہ درخت زندگی کے —

### تفسیر

(سانپ) تمام علماء یہودی اور عیسائی اور مسلمان اس پر اتفاق رکھتے ہیں کہ سانپ سے اس مقام پر شیطان مراد ہی — کتاب وزتم کا مصنف جو یہودی مذہب کے مسائل سے خوب واقف تھا اُسی کتاب کے باب ۲ — ۲۲ میں لکھتا ہی کہ شیطان کے حسد سے دنیا میں موت کا ظہور ہوا — مقدس یوحنا کی انجیل باب ۸ — ۴۴ میں لکھا ہی کہ شیطان شروع پیدایش سے قاتل ہی اور مشاہدات باب ۱۲ — ۹ باب ۲۰ — ۲ و ۱۰ میں شیطان کو ایک بڑا اژدھا پرانا سانپ کہا ہی جس نے تمام دنیا کو دغا دی " قرآن مجید میں سانپ کا لفظ نہیں ہی بلکہ اُس کی جگہہ شیطان ہی کا لفظ آیا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ سانپ سے شیطان مراد ہونے پر تینوں مذہبوں کا اتفاق ہی *

مگر بحث اس پر ہی کہ شیطان نے کیونکر فریب دیا — علماء یہودی اور عیسائی کہتے ہیں کہ شیطان نے سانپ کی صورت بنکر یہہ کام کیا تفسیر § ہنری واسکات میں لکھا ہی کہ " شاید آدم اور حوا نے اپنی صاف دلی اور بے سمجھی کے رغبت کرنے سے یہہ سمجھا تھا کہ سانپ میں ایسی حیوانی دانائی ہی جو بہ نسبت حیوانی دانائی کسی جانور کے انسان کی عقل کے اثروں سے زیادہ مشابہ ہی اس لیئے شیطان کو اُن کی یہہ راے دریافت ہوکر اُن کے بہکانے میں اُسی جانور کی صورت بننا خیال میں آیا کیونکہ سانپ گفتگو کرتا ہوا معلوم ہوا مگر حقیقت میں سانپ کے ظہور میں شیطان نے گفتگو کی جیسا کا حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں ناپاک روحیں آسیب زدہ شخصوں کی زبانوں سے

---

† باب ۴ — ۸ —

‡ زبور ۱۰۴ — ۴ — نامہ عبریاں ۱ — ۷ —

§ تفسیر ہنری واسکات مطبوعہ سنہ ۱۸۵۲ ع جلد ۱ صفحہ ۵ —

بولا کرتی تھیں عام راے اور تمام کتاب اتیس اس نتیجہ کی طرف لیجاتی ہی کہ سانپ صرف آلہ تھا اور شیطان اصلی کام کرنے والا جس کو اسی لیئے شروع زمانہ سے سانپ اور قدیم اژدھا اور جھوٹا اور قاتل کہا جاتا ہی" *

بعض عیسائی عالم یہہ خیال کرتے ہیں کہ یہہ سانپ بہ سبب دغا بازی کے حوا کو فرشتہ معلوم ہوا اور اُس کی سند میں مقدس یوحنا حواری کا قول ہی جو کرنتھیوں کے دوسرے نامہ کے باب ۱۱ — ۳ و ۱۴ میں ہی لاتے ہیں اور وہ قول یہہ ہی کہ " شیطان بھی اپنی صورت کو روشن فرشتہ سے بدل ڈالتا ہی " اور اُسی باب میں یہہ بھی ہی کہ " سانپ نے اپنی دغابازی سے حوا کو فریب دیا " *

مگر مجھکو یہہ بتانا چاہیئے کہ مسلمان کیا کہتے ہیں ہم مسلمانوں کے عالم جو درجہ تحقیق تک اپنا قدم بڑھانا نہیں چاہتے اسی قسم کی باتیں بناتے ہیں مگر اس مقام کی تحقیق اس بات پر موقوف ہی کہ اول بیان کیا جاوے کہ شیطان کیا چیز ہی *

جبکہ ہم مسلمان اپنے مذہب کی مقدس کتابوں پر غور کرتے ہیں تو یہہ پاتے ہیں کہ شیطان کوئی علاوہ وجود انسان سے نہیں رکھتا بلا شبہہ جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہم سے نیچے بہت سے درجے مخلوقات کے ہیں اسی طرح ہمکو اس بات سے انکار کی کوئی وجہہ نہیں ہی کہ ہم سے اوپر بھی بہت سے درجے مخلوقات کے ہوں بلکہ اُن کے ہونے کی بہت سی سندیں ہولی بیبل میں اور اپنے مذہب کی مقدس کتابوں میں بھی پاتے ہیں مگر شیطان اُن سلسلوں میں سے کسی سلسلہ میں داخل نہیں ہی *

حقیقت یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے اپنی حکمت کاملہ سے انسان کا خمیر اور اُس کی بناوٹ ایسی قوتوں سے مرکب کی ہی جس میں خیر و شر دونوں ہیں اور جو قواے ملکوتی اور قواے بہیمی کہے جاتے ہیں اُن میں سے قواے بہیمی جو انسان کو برائی اور شرارت کی طرف ترغیب دیتے ہیں اُن کا نام شرع میں شیطان رکھا گیا ہی نہ یہہ کہ وہ انسان سے علاحدہ کوئی مخلوق ہی، اب میں اسکے ثبوت پر چند سندیں پیش کرتا ہوں *

مشکواۃ شریف میں بخاری و مسلم سے حدیث نقل کی ہی کہ حضرت انس سے روایت ہی کہ " رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بےشک شیطان پھرتا ہی انسان میں جگہہ پھرنے خون کے پس اس حدیث کی رو سے کیا تم یہہ خیال کرسکتے ہو کہ شیطان کا ایک علاحدہ وجود ہی جو انسان میں دوڑا پھرتا ہی *

مشکواۃ باب الوسوسۃ
عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم متفق علیہ

اور اُسی کتاب میں اُنہیں کتابوں سے حدیث نقل کی ہی کہ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہی کہ "رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آتا ہی شیطان تم میں سے ایک کے پاس اور کہتا ہی کس نے پیدا کیا اس کو اور کسنے پیدا کیا اُس کو یہانتک کہ کہتا ہی کہ کسنے پیدا کیا تیرے خدا کو پھر جب وہ یہاں تک پہونچے تو چاہیئے کہ پناہ مانگے خدا سے اور بس کرے" دیکھو اس قسم کے وسوسے انسان کے دل میں آتے ہیں مگر کوئی دوسرا وجود انسان کے سامنے یا اُس کے خیال میں نہیں ہوتا اس سے ثابت ہوتا ہی کہ اُنہی خیالات کو جو شریر قوتوں سے خود انسان میں اُٹھتے ہیں شیطان کہا گیا ہی *

مشکوٰة
عن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی الشیطان احدکم فیقول من خلق کذا من خلق کذا حتی یقول من خلق ربک فاذا بلغہ فلیستعذ باللہ ولینتہ متفق علیہ

اُسی کتاب میں مسلم سے حدیث نقل کی ہی کہ حضرت عثمان ابن ابی العاص سے روایت ہی کہ "اُنہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ شیطان میرے اور میری نماز کے اور میرے پڑھنے کے درمیان میں آگیا مشتبہ کرتا اُس کو مجھہ پر پھر فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ شیطان ہی جس کو خنزب کہتے ہیں پس جس وقت کہ تو اُس کو معلوم کرے تو اُس کی برائی سے خدا سے پناہ مانگ اور بائیں طرف تین بار تہو تہو کردے (یہہ ایک فعل وسوسہ مٹانے کا ہی) راوی نے کہا کہ میں نے اسی طرح کیا پھر دور کیا اُس کو خدا نے مجھہ سے" پس غور کرو کہ جو حالت اس حدیث میں مذکور ہی ایسی حالت میں کوئی دوسرا وجود انسان میں اور اُس کی نماز میں حایل نہیں ہوتا مگر خود خیالات اُسی انسان کے جو صاف دلیل ہی اس بات کی کہ اُنہی وسوسوں کا نام شیطان رکھا گیا ہی *

مشکوٰة
عن عثمان بن ابی العاص قال قلت یا رسول اللہ ان الشیطان قد حال بینی و بین صلوتی و بین قراتی یلبسہا علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاک شیطان یقال لہ خنزب فاذا احسستہ فتعوذ باللہ منہ واتفل علی یسارک ثلثا ففعلت ذلک فاذہبہ اللہ عنی رواہ مسلم

اُسی کتاب میں ترمذی سے حدیث نقل کی ہی کہ "حضرت ابن مسعود سے روایت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم یعنی انسان میں ایک حصہ شیطان کا ہی اور ایک حصہ فرشتے کا ' شیطان کا حصہ ڈالنا ہی آدمی کا برائی

مشکوٰة
عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للشیطان لمة بابن آدم وللملک

---

† سورة ص آیت ۷۷ و ۷۸ سورة حجر آیت ۳۵

‡ خروج ۲۱ [illegible] ۴ [illegible] و [illegible] ۳ [illegible]

لمة فاما لمة الشيطان فايعاد بالشر و تكذيب بالحق و اما لمة الملك فايعاد بالخير و تصديق بالحق فمن وجد ذلك فليعلم انه من الله فليحمد الله و من وجد الاخرى فليتعوذ بالله من الشيطان الرجيم ثم قرا الشيطان يعد كم الفقر و يامرو كم بالفحشاء رواه الترمذي

ميں اور سچ كے جهتلانے ميں' اور فرشتے كا ڈالنا هى آدمي كا بهلائي ميں اور سچ كو قبول كرنے ميں ' پهر جو كوئي أس كو پاوے تو جانے كه بے شك خدا كي عنايت سے هى اور خدا كا شكر كرے' اور جو شخص أس دوسرے كو پاوے تو چاهيئے كه خدا سے پناه مانگے شيطان مردود سے — پهر حضرت نے قرآن مجيد كي آيت پڑهي كه شيطان وعده ديتا هى تمكو تنگي كا اور حكم كرتا هى بے حيائي كا " اس حديث سے نهايت صفائي سے ظاهر هى كه يهي قواے ملكوتي و بهيمي جو هم ميں هيں أنهي ميں سے ايك كا نام شيطان هى *

أسي كتاب ميں مسلم سے حديث نقل كي هى كه " ابن مسعود سے روايت هى كه رسول

مشكواة

عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما منكم من احد الا و قد وكل به قرينه من الجن و قرينه من الملائكة قالوا و اياك يا رسول الله قال و اياي ولكن الله اعانني عليه فاسلم فلا يامرني الا بخير رواه مسلم

خدا صلى الله عليه وسلم نے فرمايا كه تم ميں سے ( يعني بني نوع انسان ميں سے ) كوئي نهيں هى جس كے ساتهه ايك أس كا ساتهي جن يعني شيطان سے اور ايك ساتهي فرشتوں ميں سے نهو — لوگوں نے عرض كيا كه يا رسول الله آپ كے بهي — آپنے فرمايا كه ميرے بهي' ليكن الله تعالى نے ميري مدد كي هى أس پر پهر وه مطيع هوگيا هى مجهكو كچهه نهيں كهتا مگر بهلائي كا " اس حديث سے معلوم هوتا هى كه شيطان وهي قواے بهيمه هيں جنسے انسان كي تركيب هوئي هى نه اور كچهه *

أسي كتاب ميں بخاري و مسلم سے حديث نقل كي هى كه" رسول خدا صلى الله عليه

مشكواة

عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم مامن بني آدم مولود الا يمسه الشيطان حين يولد فيستهل صارخا من مس الشيطان غير مريم و ابنها متفق عليه

وسلم نے فرمايا كه كوئي بچه بني آدم كا نهيں هى جسكي پيدايش كے وقت شيطان نے أس كو نه چهوا هو ' پهر وه چلاتا هى شيطان كے چهونے سے سواے حضرت مريم اور أن كے بيتے حضرت مسيح كے " پس غور كرو كه رونا بچه كا بروقت پيدا هونے كے هوتا هى به سبب تحريك قواے بهيمه كے جسكو إس جگهه شيطان كے چهونے سے تعبير كيا گيا هى حضرت مريم اور حضرت مسيح عليه السلام كو إس بات سے اسليئے مستثنى كيا هى كه قواے بهيمه غالب تر قوت جو انسان ميں هى اور جو أس كي عفت و عصمت ميں خلل ڈالتي هى أس سے أن كا پاك هونا هر طرح پر ثابت كيا جاوے *

شیخ محب اللہ الہ آبادی در شرح فصوص میفرماید چیزیکہ باز دارد ترا از حق و یاد حق پس آں شیطان تست شیطان دشمن ترین دشمنان تست کہ دمی از تو جدا نشود و شب و روز در تو باہم سوز کند و جز ہلاکت ترا دوست ندارد *

شیطنت گردن کشي بد در لغت * مستحق لعنت آمد این صفت

اسپ سر کش را عرب شیطانش خواند * نے ستورے را کہ در مرعي بماند

کچھہ عجب نہیں کہ بعض مسلمان اور بعض علماء عیسائي مجھي اس گفتگو سے مُوافقت نہ کریں ' مگر حقیقت یہي ہی جو میں نے بیان کي اور انجیل مقدس سے بھي پایا جاتا ہی جو میں کہتا ہوں *

مارک باب ۴ — ۱۵ میں ہی کہ " شیطان فی‌الفور آکے اُس کلام کے بیج کو جو اُنکے دلوں میں بویا گیا تھا لیجاتا ہی " کیا تم خیال کرسکتے ہو کہ یہہ شیطان کوئي علاحدہ وجود انسان سے رکھتا ہی اور ہوا کي مانند انسان کے بدن میں گھس جاتا ہی' اگر فرض کرو کہ ایسا ہو تو تم خیال کرسکتے ہو کہ کلام جو ایک عقلي چیز ہی اور عقل ہي میں اُسکا وجود یا عدم وجود ہوتا ہی اُس کو کوئي دوسرا خارجي وجود وہ شیطان ہي کیوں نہو لیجا سکتا ہی *

یوحنا باب ۱۳ — ۲۷ میں ہی کہ " بعد اُس نوالہ کے شیطان اُس میں پیٹھا " کیا تم یہہ جان سکتے ہو کہ شیطان ہوا کي مانند یہوداہ ایش‌کریوتي کے پیٹ میں بلکہ اُس کے تمام قوی میں گھس گیا *

مقدس پال کا تھسیلونیوں کو پہلا خط باب ۲ — ۱۸ میں یہہ فقرہ ہی کہ " ایک یا دو بار چاہا کہ تمھارے پاس آؤں پر شیطان نے ہمیں روکا " کیا یہہ خیال کیا جاسکتا ہی کہ جیسے ہم یا تم ایک آدمي کو آنکر جانے سے روک دیتے ہیں اسي طرح شیطان اپنے وجود سے جیسا اُس کا وجود ہو آیا اور جانے سے روک دیا *

غرض کہ جب تدقیق نظر کلام الہي پر کي جاوے تو بجز اُس کے اَور کوئي متفق نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ ہمارے قوی جو ہم ہي میں موجود ہیں اور جو بُرے اور بد کام کرنے کے باعث ہوتے ہیں اُنہي کو شیطان کہا گیا ہی نہ اَور کسي وجود کو ' کتابہاے مقدس کے بعضی ایسے ورس یا قرآن مجید کي بعضي ایسي آیتیں جن سے ظاہر میں شیطان کا ایک اصلي وجود پایا جاتا ہی قابل بحث کے باقي رہیں مگر اُن سے اس مقام پر بحث کرني ضرور نہیں کیونکہ اُن میں جو گفتگو ہی وہ اپنے اپنے مناسب مقام پر آویگي *

مگر اتني بات یاد رکھني چاہیئے کہ باوجودیکہ یہہ قوی ہم ہي میں سے ہیں اور ہماري زندگي کے لیئے ایک جزو ہیں پر ہماري روح سے ایک ایسي دشمني رکھتے ہیں جو کبھي

جانے والی نہیں اِس زہریلے پرانے سانپ کا ایسا اثر ہی کہ اُس سے انسان کو ( بجز اُنکے جن پر خدا رحم کرے ) نجات نہیں حقیقت میں یہی اژدہا جھوٹا دغابازی والا ہمسی باتیں کرتا ہی ہمکو بہکاتا ہی اور ہم اُسکے فریب سے غافل رہتے ہیں' یہہ ایسا دشمن دوست نما ہی کہ انبیا کو ضرور تہا کہ اُسکے حال سے اور اُسکے کاموں سے بخوبی سبکو خبردار کریں' اسواسطے الہام کی زبان میں اکثر اِس کو اِسطرح بیان کیا جاتا ہی جیسے ایک وجود مقابل میں انسان کے تاکہ انسانکی طبیعت پر اُسکی برائی اور بد خصلتی کا ایسا اثر پیدا ہو جیسیکہ مقابل کے دشمن کی برائی کا اثر ہوتا ہی اور اسیواسطے جو سوال وجواب کہ ہم خود اپنے آپ سے ( یعنی اُس شیطانی حصہ سے جو خود ہم میں ہی ) کرتے ہیں اُنکو اسطرح تعبیر کیا جاتا ہی جیسیکہ ایک مقابل کے وجود سے سوال وجواب کرتے ہیں اور اسیواسطے کبہی اِسکے اثرات کو بطور وجودوں کے تعبیر کیا جاتا ہی اور جو انتظام کہ اُن اثرات میں ہیں اُنکو بطور ایک لشکر کے بیان کیا جاتا ہی تاکہ انسان اِس بغلی دشمن سے نہایت خبردار ہو جاوے ورنہ حقیقت میں کوئی علیحدہ وجود نہیں ہی ہم خود ہی شیطان ہیں اور ہم خود ہی رحمن ہیں' پس اُنہی قوائے بہیمیہ کو جنسے آدم وحوا بنائے گئے تہے اور جو نہایت زہریلا اثر اور نہایت دشمنی انسان کی روح سے رکہتے تہے خدا نے سانپ تعبیر کرکر بیان فرمایا تاکہ ظاہری سانپ کی دشمنی اور اُسکے زہریلے اثر سے ہم اُس پرانے سانپ کی جو ہم میں ہی دشمنی اور زہریلے پن پر پے لے جاویں نہ یہہ کہ وہاں کوئی ایسا شیطان تہا جو آدم وحوا سے جدا وجود رکہتا تہا اور وہ سانپ کی صورت بن گیا تہا یا اصلی سانپ میں گہس گیا تہا ◆

( اور کہا ) آدم وحوا جو یہہ بات جان چُکے تہے کہ جس درخت کے کہانے سے خدا نے منع کیا ہی وہ درخت بہلائی † اور برائی کی پہچان کا ہی اِسبات نے حوا کو اُس درخت کے کہانے کی طرف رغبت دلائی اور وہ حصہ شرارت اور شیطنت کا جو انسان میں ہی حرکت میں آیا اور حوا خود بخود اُس سے سوال وجواب کرنے لگی' اُسی حالت رغبت میں حوا کے دل میں آیا یعنی اُس شیطان نے حوا سے کہا کہ کیا خدا نے اس باغ کے سب درختوں کے کہانے سے منع کیا ہی ◆

۲ و ۳ — اِس وسوسہ کے دلمیں آنے پر حوا کو خدا کا منع کرنا یاد آیا اور جسقدر کہ خدا نے حکم دیا تہا اُسمیں زیادہ سختی کی اور خود اُس وسوسہ کا یعنی شیطان کا جواب دیا کہ باغ کے سب درختوں میں سے ہم کہاتے ہیں' خدا نے صرف اُس درخت کے کہانے بلکہ اُسکے چہونے سے منع کیا ہی جو باغ کے بیچوں بیچ میں ہی تاکہ ہم ایک قسم کے مرنے سے نہ مرجاویں ◆

---

† پیدایش ۲ — ۱۷ —

۴ — حوا نے جو یہہ بات کہی کہ اُس درخت کے چھونے سے بھی منع کیا ہی خدا کے حکم میں زیادہ سختی کی کیونکہ خدا نے صرف کھانے سے منع کیا تھا اور اُس کے چھونے کی ممانعت نہیں کی تھی' اسی سختی نے جو حوا نے خدا کے حکم میں کی حوا کو دھوکے میں ڈالا اور شیطان کو یہہ کہنے کا قابو ملا کہ نہیں تم نہ مروگی *

۵ — حوا اسبات کو جانتی تھی کہ یہہ درخت بھلائی اور برائی کی پہچان کا ہی پھر اُسکے کھانے سے مرجانا کیا چیز ہی اور جس قسم کی موت کو خدا نے بتایا تھا اُسکی اصلی ماہیت اب تک کھلی نہ تھی کیونکہ اُس درخت کے کھانے کے بدون اُسکی ماہیت کا کھلنا غیر ممکن تھا — قدر این بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی — اسلیئے حوا کے دلمیں وسوسہ آیا یعنی شیطان نے کہا کہ اُس درخت کے کھانے سے تمہاری آنکھیں کھل جاوینگی اور تم فرشتوں کی طرح بھلائی اور برائی کے جاننے والے ہوجاؤ گے *

یہہ شیطانی وسوسہ حوا کی آنکھہ میں روشنی کے فرشتہ کی مانند دکھائی دیا کیونکہ وہ یہہ سمجھی کہ اِس درخت کے کھانے سے ہماری موجودہ حالت کو زیادہ ترقی ہوگی اور ہم فرشتوں کی مانند بھلائی اور برائی کے پہچاننے والے ہوکر زیادہ درجہ خدا کی بارگاہ میں حاصل کرینگے *

۶ — اِس خیال سے حوا نے اُس درخت کا پھل لیا اور کھایا اور آدم کو بھی دیا اور اُسنے بھی کھایا † تفسیر ہنری واسکات میں لکھا ہی کہ " ترغیب دینے والا اپنا مطلب پاکر زیادہ دلیر ہوگیا اور حکم الہی کے برخلاف حوا کو سیدھی رہنمائی کی اور اپنے دلیر کلاموں پر زیادہ اعتماد حاصل کرنے کے لیئے اور اُنہیں مستحکم کرنے کے لیئے اُس نے قسم کھائی اور بے ایمانی سے اپنے بڑے جھوٹوں کو سچ کرنے کے لیئے خدا کا نام لیا *

شیطان کے قسم کھانے کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہی جس کی مراد صرف اِس قدر ہی کہ وہ شیطانی وسوسہ جو حوا کے دل میں آیا تھا اُس نے خدا کی درگاہ میں زیادہ مقرب ہو جانے کی غلط نمائی سے نہایت استحکام پیدا کیا اور درجہ یقین کو پہونچ گیا اور وہ بغیر کسی شک کے یہہ بات سمجھی کہ بلا شبہہ اس درخت کا کھانا نہایت اعلی درجہ کا پھل دیگا *

کیا تم یہہ سمجھتے ہو کہ یہہ سچ مچ کا ایک درخت تھا اور اُس کا پھل توڑ کر حوا نے کھالیا اور آدم کو بھی کھلادیا' نہیں اس درخت کی ماہیت میں پہلے بیان کرچکا ہوں کہ حقیقت میں یہہ درخت مثل باغ کے اور درختوں کے نہ تھا بلکہ بھلائی اور برائی کی پہچان کی ماہیت کے ظہور اور انکشاف کو جو انسان پر ہوئی تھی خدا نے بھلائی اور برائی

† تفسیر ہنری واسکات مطبوعہ سنہ ۱۸۵۴ع جلد ۱ صفحہ ۹ —

کی پہچان کے درخت سے تعبیر کیا تھا؛ پھر اُس درخت کا پھل کھانا صرف اُس ... کا قبول کرلینا ہی انسان نے اپنی نادانی اور بے وقوفی سے خواہش کی کہ وہ صفت پہچان نیک و بد کی اُس میں ڈالی جاوے اور اس بھاری بوجھ کے اُٹھانے پر ( جسے آسمان و زمین نہ اُٹھا سکے تھے ) راضی ہوگیا اور اپنے سر پر دھر لیا جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہی کہ

† انا عرضنا الامانة على السموات والارض والجبال فابين ان يحملنها و اشفقن منها و حملها الانسان انه كان ظلوما جهولا

" ہمنے دکھائی امانت آسمانوں کو اور زمین کو اور پہاڑوں کو پھر سب نے قبول نہ کیا کہ اُس کو اُٹھاویں اور اُس سے ڈر گئے اور اُٹھا لیا اُس کو انسان نے وہ ہی بہت زیادتی کرنے والا اپنے پر اور نادان — آسماں بار امانت نتوانست کشید —
قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند ٭

حاصل اس تمام کلام کا جو الہام کی زُبان سے نکلا صرف اس قدر ہی کہ جب خدا تعالی نے انسان کو پیدا کیا اور اُس میں جان ڈالی تو انسان مثل اور جانوروں کے محض بے عقل تھا ، اُس میں خود کسی بات کی بھلائی برائی جاننے کا مادہ نہ تھا ، جس قدر کہ خدا اُس کو بتاتا تھا اُسی قدر جانتا تھا اور اُسی سبب سے غیر مکلف اور محض بے گناہ تھا اور کسی قسم کی موت کا اُس کو اندیشہ نہ تھا کیونکہ جو کام اُس کے تھے وہ اپنی سمجھ سے نہ تھے خدا نے ماہیت پہچان بھلائی اور برائی کی اُس کے سامنے ظاہر کی اور یہہ بات جتا دی کہ اُس کو مت لو اگر لوگے تو ایک قسم کی موت سے مرجاؤگے یعنی ایک سخت مصیبت میں پڑوگے اور اپنے کام کے خود ذمہ دار ہوگے ہر ایک بات بھلی یا بری خود تمکو سمجھ کر کرنی ہوگی اور بھلے کام کا بھلا پھل اور برے کام کا برا پھل پاؤگے انسان نے خدا کی اس نصیحت کو نمانا اور علم خیر و شر کو حاصل کیا جس کے سبب ہمنے تمام حیوانات پر برتری حاصل کی ہی اور جس کے سبب ہم اب اپنے کاموں کے جوابدہ ہوئے ہیں اور برے کاموں میں پکڑے جاتے ہیں اور بھلے کاموں کا بدلہ پاتے ہیں گویا انسان پر گناہ آنے کی یہی اصلی بنیاد ہی —

من ملک بودم و فردوس برین جایم بود ٭ آدم آورد دریں دیر خراب آبادم

۷ — ( اور کھل گئیں آنکھیں اُن دونوں کی ) یعنی آدم اور حوا کو علم خیر و شر حاصل ہوگیا اور اُنہوں نے بھلی برائی ننگے ہونے کی جو اُن میں تھی اُس کو جانا ٭

علماء عیسائی ‡ اس مقام پر لکھتے ہیں کہ عورت کا گناہ بڑا اور کئی قسم کا تھا یعنی وہ مجرم ہوئی بلند نظری کی اور نااعتمادی اور ناشکری کی اور خواہش تلاش علم کی

† سورۂ احزاب آیت ۷۲ —
‡ ڈائلی جلد ایک صفحہ ۱۰ ٭

اور ممنوعہ چیز کی خواہش کی اور علانیہ خدا سے سرکشی کرنے کی اور اپنے خاوند کو بھی خدا کے حکم سے پھر جانے کی ترغیب کرنے کی اور اُس کو اور اُس کی اولاد کو گناہ میں اور بدبختی میں مبتلا کرنے کی' یہہ قول ہی بشپ کیڈر صاحب کا *

اور نسبت آدم کے وہ یہہ کہتے † ہیں کہ جس طرح حوا فریب میں آئی تھی اُسطرح آدم فریب میں نہیں آیا تھا کیونکہ تمتھی کے نامہ اول کے باب ۱ — ۱۴ میں ہی کہ آدم نے فریب نہیں کھایا پر عورت فریب کھاکر گنہگار ہوئی " مگر بااینہمہ وہ کہتے ہیں کہ اگر اس واقعہ کے تمام حالات پر غور کریں تو اُس کو خدا کی اُن تمام نافرمانیوں کا مربی اور نمونہ کہہ سکتے ہیں جو اُس وقت سے واقع ہوئیں " غرض کہ علماء عیسائی کے نزدیک آدم و حوا دونوں اس نافرمانی کے سبب گنہگار ہوئے اور اسی سبب سے انسان کی نسل میں گناہ آیا *

اس گفتگو پر یہہ سوال ہوتا ہی کہ خدا تعالی کے انصاف سے نہایت بعید ہی کہ باپ کے گناہ کے سبب اُسکی تمام نسل کو جو اُس وقت وجود میں بھی نہ تھی گنہگار ٹھہرادے' کوئی وجہہ نہیں معلوم ہوتی کہ باپ کے گناہ میں بیٹا پکڑا جاوے معہذا اگر انسان کی نسل پر گناہ آنے کی یہہ وجہہ ہو تو کیا وجہہ ہی خود آدم پر پہلے پہل گناہ آنے کی کیونکہ اُس سے پہلے نہ وہ کسی گناہ کا مجرم تھا اور نہ اُسکے کسی مربی نے گناہ کیا تھا *

مگر یہہ اعتراض ہم مسلمانوں پر وارد نہیں ہوتا کیونکہ ہم مسلمان بموجب قول علماء محققین کے اِس ممانعت کو جو خدا کیطرف سے تھی شرعی ممانعت نہیں سمجھتے اور نہ حوا اور آدم کے اس فعل کو شرعی گناہ جانتے ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک یہہ ممانعت صرف انسان کی بھلائی کے لیئے تھی نہ کوئی شرعی ممانعت' اسی لیئے جو وعید اُسکے خلاف کرنے پر وارد ہی اُس میں خدا کی ناراضی یا قہر کا ذکر نہیں ہی بلکہ جو مضرت کہ انسان کو اُس نافرمانی سے ہونے والی تھی اُسیکا ذکر ہی اسلیئے آدم وحوا باوجود اِس نافرمانی کے شرعی گناہ سے پاک اور صاف تھے مگر جبکہ اُنکو علم خیر و شر حاصل ہوگیا اب وہ مکلف اور بھلے اور برے کام کرنے کے مختار ہوئے اِسکے بعد وہ یا اُنکی نسل اگر کوئی برا کام کریگی تو البتہ خود اپنے کیئے ہوئے کام میں ماخوذ ہوگی حاصل ہونا علم خیر و شر کا البتہ آدم اور اُسکی نسل کے لیئے جن میں علم خیر و شر برابر چلا آتا ہی گناہ آنے کی بنیاد ہی مگر وہ فعل جو آدم سے ہوا آدم یا اُسکی نسل پر گناہ آنے کی وجہہ نہیں *

مگر اس گفتگو پر بلکہ مسلمانوں کے مذہب کے ایک بڑے اصول پر خود اُنھی کے مذہب سے ایک اعتراض پیدا ہوتاہی اور وہ یہہ ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام بموجب قول صحیح

† ہنری واسکاٹ جلد ۱ صفحہ ۲ *

کے روز پیدایش سے نبی تھے اور مسلمانوں کے مذہب بموجب تمام انبیاء معصوم اور گناھوں سے پاک ھیں اور خود قرآن مجید میں آیا ھی کہ آدم نے گناہ کیا پھر کیونکر یہہ گفتگو کہ یہہ فعل جو آدم سے ھوا گناہ نہ تھا اور یہہ اصول مذہب کہ انبیا گناہ سے پاک ھوتے ھیں صحیح ھوسکتا ھی *

اس شبہہ کے رفع کرنے کو ضرور ھی کہ نسبت عصمت انبیا کے کچھہ گفتگو کی جاوے' اگرچہ ھمارے مذہب کے عالموں نے اس میں بہت گفتگو کی ھی اور نہایت مختلف رائیں بیان کی ھیں مگر مجھکو اُس جھمیلے میں پڑنا اور ھرایک کی دلیل کو لانا اور رد و قدح کرنا ضرور نہیں ھی بلکہ جو میرے نزدیک تحقیق اور قول فیصل ھی اُسکا بیان کردینا کافی ھی *

جاننا چاھیئے کہ غلام کو اپنے آقا کا حکم نہ بجالانا یا پورا نکرنا یا جیسی خدمت کہ اُس آقا کی چاھیئے ویسی خدمت ادا کرنے میں قاصر رھنا درحقیقت گناہ میں شمار ھوتا ھی' لیکن اگر یہہ سب باتیں اسیطرح کے گناہ شمار ھوں جوسیکہ ایک شرعی گناہ تو خدا کے انصاف سے بعید ھی کہ اُس کام کے کرنے کی تکلیف دے جو طاقت سے زیادہ ھی کیونکہ یہہ بات طاقت سے باھر ھی کہ جس خدمت بجالانے کے لایق خدا کی ذات ھی ویسی ھی اُسکی خدمت ادا ھوسکے' اسلیئے ضرور ھی کہ مطلق گناہ دو قسم کا گنا جاوے ایک گناہ شرعی دوسرا گناہ عرفانی' گناہ شرعی سے ھم یہہ مراد لیتے ھیں کہ خدا نے شریعت کی روسے کسی کام کے کرنے کو منع کیا ھو اس حکم کے برخلاف جو کوئی شخص کوئی کام کریگا وہ شریعت کے بموجب گنہگار ھوگا ' اور گناہ عرفانی سے ھم یہہ مراد لیتے ھیں کہ جس شخص کو جسقدر خدا کی ذات سے زیادہ تقرب ھوتا جاتا ھی اور جسقدر معرفت الٰہی بڑھتی جاتی ھی اور جو خدمت اور آداب اُس عرفان کے سبب لازم آتے ھیں اُس میں کسی قسم کا قصور ھونے سے گناہ لازم آتا ھی' پس گناہ عرفانی ھر ایک شخص کے حال اور اُس کے درجہ تقرب سے جو خدا کے ساتھہ ھی متفاوت درجہ سے علاقہ رکھتا ھی بہت سی باتیں ایسی ھیں جو گناہ شرعی نہیں مگر گناہ عرفانی ھیں' اور بہت سی باتیں ایسی ھیں جو ھم تم کریں تو گناہ نہیں مگر جن کو عرفان الٰہی حاصل ھی اگر وہ کریں تو گناہ ھی' کیا تم اس دنیا میں نہیں دیکھتے کہ بہت سے کام ایسے ھیں کہ جو عام آدمی کریں تو عیب میں نہیں گنے جاتے برخلاف اُس کے وھی کام اگر کوئی اعلی شخص کرے تو عیب میں داخل ھوتا ھی' اس پچھلے قسم کے گناہ سے کوئی خالی نہیں یہاں تک کہ انبیا بھی اس قسم کے گناہ کے گنہگار ھیں اسی بات کی طرف حضرت مسیح علیہ السلام نے † اشارہ کیا جب ایک شخص نے آکر اُن سے پوچھا کہ

† متی ۱۹ — ۱۶ و ۱۷ —

" اے نیک مرشد میں کون سي نیکي کروں تاکہ همیشہ کي زندگي پاؤں اُسنے اُس سے کہا تو مجھے کیوں نیک کہتا هی کہ نیک نہیں مگر ایک یعني خدا " غرضکہ کوئي شخص ایسا نہیں هی کہ جو ایسي بندگي اور ایسي خدمت جو خدا کے لایق هی بجا لاسکے اور اسیواسطے سب آدمي خدا کے سامنے گنہگار هیں انہیں باتوں کے سبب انبیا اپنے تئیں گنہگار جانتے تھے اور اسي قسم کے گناهوں کي معافي خدا سے چاهتے تھے نہ یہہ کہ وہ کسي شرعي گناہ کے گنہگار تھے *

۱ باقي رها شرعي گناہ اُس سے تمام انبیا پاک هیں، هم مسلمانوں کا یہہ اعتقاد هی کہ جو گناہ فطرت انساني کے برخلاف هیں اور جنکے ارتکاب سے رزالت نفس کي پائي جاتي هی وہ کبھي انبیا سے صادر نہیں هوتے ، نہ زمان نبوت میں اور نہ اُس سے پہلے، کیونکہ اُنکے نفس اس قسم کے رزایل سے باعتبار اپني خلقت کے پاک و صاف هیں ، اور نیز کسي حالت میں کوئي شرعي گناہ کبیرہ دانستہ یا نا دانستہ اور کوئي گناہ صغیرہ دیدہ و دانستہ اُن سے سرزد نہیں هوتا نہ حالت نبوت میں اور نہ اُس سے پہلے ، البتہ نبوت کے بعد اُن سے نیک ارادہ اور زیادہ نیکي حاصل کرنیکي نیت سے خطاے اجتہادي کا هونا ممکن هی، اور ظاهر هی کہ جو کام نیک ارادہ سے کیا گیا هو وہ کسیطرح شرعي گناہ بلکہ در حقیقت گناہ نہیں هوسکتا ، مگر انبیا کي نسبت وہ بھي گناہ هی، انبیا کا معاملہ خدا کے ساتھہ ایسا نہیں هی جیسا کہ همارا تمہارا هی، وهاں اور هي راز و نیاز کي باتیں هیں، انبیا سے یہہ چاها گیا هی کہ وہ بھلائي اور بُرائي سے کچھہ غرض نرکھیں جو حکم پاویں وہ بجالاویں، پھر اُنکو خود کسي بھلائي یا نیکي کا قصد کرنا بھي اُنکے حق میں گناہ هی، یہي بات تھي جسنے آدم پر خفگي کروائي اور اسي سبب سے کہا گیا کہ آدم نے اپنے پروردگار کا گناہ کیا، مگر یہہ وہ گناہ نہیں هی جس میں هم تم گرفتار هیں — کار پاکان را قیاس از خود مگیر * گرچہ ماند درنوشتن شیر شیر *

۸ — ( اور سني اُنہوں نے آواز خداے معبود کي ) علماء عیسائي اس ورس کي یوں تفسیر کرتے هیں † کہ اس جگہہ خدا سے باپ خدا سمجھا جاتا هی مگر مقدس یوحنا کي انجیل باب ۱ — ۱۸ و باب ۶ — ۴۶ سے ثابت هی کہ باپ خدا کو نہ کسي آدمي نے کبھي دیکھا اور اُسي کتاب کے باب ۵ — ۳۷ سے ظاهر هی کہ نہ کسي نے اُسکي آواز کو کبھي سنا هی اور نہ صورت کو دیکھا هی اسلیئے یہہ آواز معرفت عیسی مسیح کے تھي جو خدا کا کلام یا بیٹا اور باپ کا قاصد یا وکیل هی اور اُس کے جلوہ کي روشني اور اُسکے وجود کي ظهوري صورت هی اور یہي جلال کے بادل میں معہ اپني بہشت کے فرشتوں کے گروہ کے جو اُس جلال کے بادل کے ساتھہ هوتے تھے ظاهر هوتا تھا اور هم کلام هوتا تھا یہہ وهي بادل

† ڈالي جلد ۱ صفحہ ۱۰ —

روشني کا هی جس میں خدا تعالی آدم اور نوح اور اور منقدمین بزرگوں کے ساتھہ گفتگو کرتا تھا اور بني اسرائیل کو اپني مرضي سے اطلاع دیتا تھا *

مگر یہہ تمام گفتگو اُس عقیدہ پر مبني هی جو علماء عیسائي نے تسلیم کر رکھا هی یعني الهیت میں تین وجودوں کا هونا ورنہ کتاب اقدس کا کوئي لفظ اُن معنوں کي طرف جو عیسائي علما نے بیان کیئے هیں اشارہ نہیں کرتا *

هم مسلمان یقین کرتے هیں کہ تمام هولي بیبل خدا کي وحدانیت حقیقي کي همکو هدایت کرتي هی اور الهیت میں کسي وجود کا شریک هونا نہیں بتاتي اسلیئے هم مسلمان اِس ورس کي یوں تفسیر کرتے هیں کہ یہہ آواز خود اُسي خدا کي تهي جو اپني ذات میں اور اپني صفات میں سب طرح پر واحد حقیقي هی اور جیسا کہ کتاب مقدس کے لفظوں سے پایا جاتا هی خود وهي بغیر کسي کي معرفت کے هم کلم هوا اور وہ آواز خود اُسیکي آواز تهي نہ کسي دوسرے کي *

مقدس یوحنا کي انجیل باب ۵ — ۳۷ میں یہہ نہیں لکھا کہ کسي نے اُسکي آواز کو کبھي نہیں سنا بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اُن یہودیوں کو جو حضرت کے قتل پر آمادہ هوئے تھے فرمایا کہ ( تمنے کبھي اُسکي آواز نہیں سني اور اُسکي صورت نہیں دیکھي ) اِس سے یہہ ثابت نہیں هوتا کہ کسي نے اُسکي آواز کو کبھي نہیں سنا *

مگر مسلمانوں کے مذهب کے بموجب ایک اَور بات قابل بحث کے هی کہ خدا کي آواز سننے کے کیا معني هیں کیونکہ خدا تعالی اپني ذات اور اپني صفات میں قدیم اور ازلي هی اور کوئي کلام جو لفظوں کے ذریعہ سے ادا کیا جاوے اور جو بذریعہ آواز کے سنا جاوے قدیم اور ازلي نہیں هوسکتا *

مگر هم مسلمان یہہ اعتقاد کرتے هیں کہ خدا تعالی کي تمام صفات جیسے سننا اور جاننا اور بولنا اور پکارنا همارا سا سننا اور جاننا اور بولنا اور پکارنا نہیں هی بلکہ بجز مناسبت اسمي کے اَور کسي طرح کي مشارکت نہیں وہ جانتا هی نہ بذریعہ کسي جاننے والي چیز کے وہ بولتا هی مگر نہ بذریعہ کسي بولنے والي چیز کے وہ پکارتا هی نہ بذریعہ کسي پکارنے والي چیز کے *

خیال کرو کہ تم سوتے میں خواب دیکھنے کي حالت میں باتیں کرتے هو اور دوسریکا کلام سنتے هو اور بخوبي تمهارے کان میں آواز آتي هی حالانکہ وهاں کوئي آواز نہیں اور بغیر آواز کے ذریعہ کے تم آواز سنتے هو پهر اگر خداے قادر مطلق کي بهي آواز بغیر ذریعہ آواز کے سني جاوے تو کیوں تعجب کرتے هو، وہ تمام قدرت اور تمام نور هی وہ کسي کام کرنے میں کسي ذریعہ کا محتاج نہیں، وہ آپ هي آواز هی اور آپ هي اپني آواز سناتا هی مگر بغیر

ذریعہ آواز کے ' وہ آپ ہی پکار ہی اور آپ ہی پکارتا ہی مگر بغیر ذریعہ کسی پکارنے والی چیز کے ' اور بیشک وہ اِن سب باتوں پر قادر ہی *

( چلتی ہوئی جلت میں ) یعنی اُنہوں نے خدا کی آواز اسطرح پر سنی کہ باغ میں سے آرہی ہی † بشپ پٹرک صاحب بھی کہتے ہیں کہ چلنے کو آواز کی طرف منسوب کیا جاتا ہی نہ خدا کی طرف *

( بیچمیں درخت جلت کے ) یعنی باغ کے درخت کے پتوں میں اپنے تئیں چھپا لیا خدا کے سامنے ننگے آنے سے شرما کر ' اِس سے پایا جاتا ہی کہ ننگا ہونا ابتدا سے معیوب اور چھپاکرنے کی چیز ہی اور اسیواسطے شریعت کے بموجب ہمارے ہاں گناہ میں داخل ہی *

۹ — ( کہاں ہی تو ) بشپ پٹرک صاحب ‡ نے اِس مقام پر نہایت عمدہ تقریر لکھی ہی وہ کہتے ہیں کہ " ایسے سوالوں سے جو شخص اُنکو پکارتا ہی اُسکی ناواقفیت نہیں نکلتی بلکہ اُس سے یہہ مقصود ہی کہ مجرم اپنے گناہ پر اقرار کرے جیساکہ باب ۴—۹ سے معلوم ہوتا ہی جہاں پر یہہ بیان ہی کہ تیرا بھائی ہابل کہاں ہی ' اور جبکہ قاین نے خیرگی سے اُسکا حال بیان کرنے سے انکار کیا تب خدا نے اِس نظر سے کہ یہہ معلوم ہو کہ اُسکو اطلاع کی حاجت نہ تھی فی‌الفور یہہ کہا کہ تیرے بھائی کے خون کی آواز زمین میں سے مجھہ سے فریاد کرتی ہی *

۱۱ — ( کسنے خبر دی تجھکو ) یعنی اُس درخت کا پھل کھانے سے پہلے انسان خیر و شر سے واقف نہ تھا اور خدا نے ننگے ہونے کی برائی اُسکو بتائی نہ تھی اسلیئے خدا تعالی نے پوچھا کہ کسنے تجھکو خبر دی کہ تو ننگا ہی کیا اِس درخت علم خیر و شر میں سے تونے کھا لیا *

۱۳ —( اور کہا خداے معبود نے عورت کو ) § جوزف میڈ صاحب نے اِس مقام پر نہایت عمدہ تقریر کی ہی وہ کہتے ہیں کہ " وہ جس سے کوئی راز چھپا نہیں ہی جسنے انسان کے دل کو بنایا ہی اور جو کچھہ ہم کرتے ہیں سب جانتا ہی اور دل کو اور اُسکے رجوعات کو ڈھونڈھتا ہی اور آزماتا ہی وہ بھی اول حقیقت کا امتحان کریگا اور جو کچھہ کہ بدبخت انسان اپنے لیئے کہہ سکے اُسکو سنیگا پہلے اِس سے کہ اُسپر حکم جاری کرے اور وہ یہہ بات سرگذشت سے ناواقف ہونے کے سبب سے نہیں کریگا کیونکہ ہر شی کا علم رکھنے والا خدا کیونکر ناواقف ہوسکتا ہی بلکہ اپنے عجیب رحم اور اعتدال ناقابل بیان سے جو وہ انسان

† ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۱۰ —
‡ تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۱۱ —
§ ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۱۱ —

کي طرف رکھتا هی اُس کا رحم انسان کي نسبت جو میں کہتا ہوں اُسکي وجھہ یہہ هی که انسان هي پر وہ یہہ عنایت کرتا هی کیونکه سانپ کو هم دیکھتے هیں که خداے تعالی اُس سے کچھہ بھي نہیں پوچھتا هی ( همکو یہہ کہنا چاهیئے که بطور عذر سننے کے کچھہ نہیں پوچھتا ) اور نه منتظر اسباب کا رهتا هی که وہ اپنے حق میں کچھہ عذر کرے بلکه فی‌الفور بلا استفسار اُس پر اپنا حکم جاري کرتا هی ●

۱۴ — ( ملعون هی تو ) خداے تعالی نے سانپ کو ملعون کہا اور تین باتیں اُس کي نسبت فرمائیں ایک یہہ که تو پیٹ کے بل چلیگا دوسرے یہہ که تو خاک کھاویگا اِس کي نسبت علماء یہودي اور مسیحي یہہ خیال کرتے هیں که پہلے سانپ کي صورت ایسي نه تھي بلکه اُس کا سیدھا قد تھا بعضے کہتے هیں که اُس کے چار پاؤں تھے اور گھوڑے یا اُونٹ کي مانند تھا لعنت کے سبب اُس کے پاؤں گر پڑے اور پیٹ کے بل چلنے لگا ●

مگر یہہ سب باتیں کتاب اقدس کے ظاهري الفاظ کي مناسبت سے بنا لي گئي هیں ورنه حقیقت میں کتابِ اقدس کي یہہ مراد نہیں هی ان الفاظ سے که تو پیٹ کے بل چلیگا یا خاک کھاویگا صرف یہہ مراد هی که تو ذلیل رهیگا چنانچہ هم دیکھتے هیں که قواے بہیمیہ جو انسان میں هیں اور جن کو شیطان کہا گیا هی همیشہ سب کے نزدیک ذلیل اور خوار هیں یہاں تک که جو لوگ اُن قوی کے مطیع هوتے هیں اور اُس کے جذبات اور اثرات اُن میں ظاهر هوتے هیں وہ بھي عموماً انسان کي تمام نسل کي آنکھوں میں ذلیل اور بیقدر هیں ●

۱۵ — ( دشمني رکھونگا ) یہہ تیسري بات هی جو سانپ یعني شیطان کي نسبت خدا نے فرمائي مگر اس مقام پر جو شیطان کو یہہ بات کہي گئي هی که تجھہ میں اور عورت میں دشمني ڈالونگا تو اُس سے کچھہ عورت کي خصوصیت دشمني میں مراد نہیں هی بلکه اس سبب سے که شیطاني وسوسہ اول عورت کے دل میں آیا تھا دشمني میں بھي عورت کا نام لیا گیا اور حقیقت میں مراد یہہ هی که شیطان اور انسان میں دشمني ڈالونگا ●

اِس مقام سے یہہ نه سمجھنا چاهیئے که اب تک شیطان اور انسان میں دشمني نه تھي اِس واقعه کے بعد رکھي گئي بلکه انسان کي پیدایش کے وقت سے اُن میں دشمني تھي کیونکه پہلے سے اگر یہہ دشمني نہوتي تو شیطان کبھي فریب ندیتا اور یہہ بات ظاهر هی که انسان کي روح میں جس کے سبب انسان انسان کہلاتا هی اور اُس کے قواے بہیمیہ میں جو شیطان کہلاتے هیں ابتداهي سے عداوت اور مخالفت هی ●

( وہ تاکیگا ) جس عبري لفظ کا میں نے " تاکیگا " ترجمہ کیا هی انگریزي مترجموں نے اُسکا ترجمہ ( زخمي کریگا یا کچلیگا ) کیا هی اگرچه دونوں ترجموں کا نتیجہ واحد هی مگر

علماء عیسائی اس مقام پر بہت زیادہ غرض سے توجہ کرتے ہیں اور یہاں سے حضرت مسیح علیہ السلام کے ہونے کی بشارت نکالتے ہیں *

اس مقام پر ایک عبری لفظ ضمیر کا ہی کہ وہ " ہو " اور " ہی " دونوں پڑھا جاسکتا ہی' پروٹسٹنٹ علماء عیسائی اُس کو " ہو " پڑھتے ہیں اور اُس کا ترجمہ اس طرح پر کرتے ہیں کہ جس سے وہ ضمیر راجع ہوتی ہی عورت کے تخم کی طرف اور وہ یہہ مراد لیتے ہیں کہ عورت کا تخم شیطان کا سر کچلیگا اور جو کہ حضرت مسیح علیہ السلام بغیر باپ کے صرف عورت سے پیدا ہوئے ہیں اس لیئے اُن کو عورت کا تخم قرار دیتے ہیں *

مگر لیٹن † ولگٹ میں اس کا ترجمہ اس کے برخلاف کیا ہی اُس میں اس لفظ کا اس طرح پر ترجمہ کیا ہی جس سے وہ ضمیر راجع ہوتی ہی خود عورت کی طرف یعنی وہ عورت تیرا سر کچلیگی اور تمام رومی گرجے اس کام کو یعنی گناہ اور شیطان پر فتحیاب ہونے کو حضرت مریم علیہا السلام کی طرف نسبت کرتے ہیں یہاں تک کہ اُنہوں نے اپنی نماز میں بھی یہہ مضمون داخل کیا ہی اور وہ حضرت مریم کیطرف خطاب کرکو نماز میں یوں کہتے کہ " میں تیرے نہایت پاک قدم کو پوجتا ہوں اور برکت دیتا ہوں جس سے تونے پرانے سانپ کے سر کو زخمی کیا " *

اس بات کا تصفیہ کہ ان دونوں ترجموں میں سے کونسا ترجمہ صحیح ہی نہایت مشکل کام ہی' کیونکہ وہ عبری لفظ اگر ضمیر مذکر کی ہو تو انگریزی ترجمہ صحیح ہی اور اگر ضمیر مونث کی ہو تو ولگٹ ترجمہ صحیح ہی' عبری زبان میں مذکر اور مونث کی ضمیر کی صورت ایک سی ہی صرف اعراب کا فرق ہی اگر یہہ لفظ " ہو " پڑھا جاوے تو مذکر کی ضمیر ہی اور " ہی " پڑھا جاوے تو مونث کی ضمیر ہی' اور اب کوئی سند متصل حضرت موسی یا حضرت عزرا تک موجود نہیں ہی جس سے متعین کیا جاوے کہ وہ ان دونوں میں سے کونسی ضمیر ہی' مگر جو کہ ولگٹ ترجمہ نہایت قدیم ترجمہ ہی اسلیئے اُس ترجمہ کو غلط ٹھیرانے کے لیئے بہت قوی اور روشن وجہہ چاہیئے *

علماء عیسائی نے اس مسئلہ کو ایک اصل اصول اپنے مذہب کا ٹھیرا رکھا ہی کہ آدم و حوا کی نافرمانی سے تمام انسانوں پر گناہ آیا اس لیئے سب آدمی گنہگار ہیں پھر اگر اُنکے گناہ بغیر کسی بدلے کے معاف ہوں تو انصاف کے خلاف ہی اور اگر ہرایک کو اُس کے گناہ کی سزا دی جاوے تو رحم کے خلاف ہی اس لیئے اُس نے ایک نجات دینے والے کا یعنی عیسی مسیح علیہ السلام کے ہونے کا وعدہ کیا جو حقیقت میں خود خدا ہی اور عیسی مسیح علیہ السلام کی صورت میں ظاہر ہوا ہی اور وہ نجات دینے والا عورت کا تخم ہی نہ مرد کا

† تفسیر ڈائلی جلد ۱ صفحہ ۱۲ *

جو سانپ کے سر کو کچلیگا اسلیئے اُنکو ضرور پڑا ھی کہ اس ضمیر کو عورت کے تخم کیطرف راجع کریں کیونکہ اگر اُسطرف راجع نہو تو یہہ اصول مذھب کا درست نہیں رھتا ٭

مگر ھم مسلمانوں کے مذھب کے بموجب یہہ ضمیر خواہ عورت کیطرف راجع ھو خواہ عورت کے تخم کیطرف دونوں حالت میں کچھہ نقصان نہیں' کیونکہ ھم مسلمان آدم و حوا کی اس نافرمانی کو شرعی گناہ نہیں سمجھتے اور نہ اس واقعہ کے سبب انسان کی نسل پر گناہ کا آنا ٹھیراتے ھیں بلکہ اس واقعہ کو باعث علم خیرو شرکا انسان کی نسل کے لیئے قرار دیتے ھیں جس کے سبب انسان کی نسل مثل اور حیوانوں کے غیر مکلف نہیں رھی' پھر انسان کی نسل میں سے جو کوئی خداتعالی کی ھدایت پر چلیگا نجات پاویگا اور جو کوئی اُس کے برخلاف کریگا سزا پاویگا ٭

اِس مقام پر جو یہہ کہا گیا کہ عورت خواہ عورت کا تخم سانپ کا سر کچلیگا یہہ صرف اسواسطے کہا گیا کہ وہ شیطانی وسوسہ اول عورت ھی کے دل میں آیا تھا سانپ کا سر کچلنے کے لیئے کوئی خاص شخص مراد نہیں رکھا گیا ھی بلکہ ھر نیک بندہ جو خدا کی ھدایتوں پر چلتا ھی بقدر اپنی نیکی کے شیطان کا سر کچلتا ھی' ابراھیم نے بھی شیطان کا سر کچلا جبکہ اُن سے کہا † گیا کہ اپنے چاھیتے بیٹے کو قربانی کر' ایوب نے بھی شیطان کا سر کچلا جبکہ وہ امتحان ‡ میں ڈالا گیا اور شیطان نے اُن کے تمام مال اور اولاد اور بدن پر تسلط کیا اور اُسنے اپنے لبوں سے خطا نکی' حضرت مسیح علیہ‌السلام نے بھی شیطان کا سر کچلا جبکہ وہ § چالیس دن اور رات امتحان میں ڈالے گئے' اسیطرح تمام نیک بندے بقدر اپنی نیکی کے شیطان کے سر کو زخمی کرتے آئے ھیں اور آیندہ بھی خدا کے اِس وعدہ کے بموجب زخمی کرتے رھینگے ٭

( اور تو کاٹیگا اُسکی ایڑی کو ) بشپ کیڈر صاحب || اِس کے یہہ معنی بیان کرتے ھیں کہ تو ( یعنی شیطان ) عورت کے تخم کا تعاقب کریگا مگر تو اُس کو برباد نکرسکیگا ٭

یہودی ¶ عالم ان دونوں ٹکڑوں کی یعنی سر کچلنے اور ایڑی کاٹنے کی تفسیر صرف اسقدر کرتے ھیں کہ وہ ( یعنی انسان ) یاد دلاویگا تجھکو ( یعنی شیطان کو ) جو تونے اُس کے ساتھہ پہلے کیا اور تو ( یعنی شیطان ) ھوگا اُس کے درپے اخیر تک ٭

---

† پیدایش ۲۲ — ۲ —

‡ ایوب ۲ — ۱۰ —

§ متی باب ۴ —

|| ڈائلی جلد ۱ صفحہ ۱۲ —

¶ دیکھو تفسیر رشی —

ہم مسلمان اِس ورس کي یون تفسیر کرتے ھیں کہ شیطان اخیر دنیا تک انسان کے بہکانے اور نافرماني کرانے میں سعي کرتا رهیگا مگر جو نیک بندے ھیں وہ اُسکا سر کچلتے رهینگے اور اُس کا غلبہ اور اُس کا تسلط اُن پر نهوگا ( دیکھو قرآن مجید میں سے سورہ حجر آیت ۳۸ لغایت ۴۳ ) *

۱۶ — ( عورت کو کہا ) یعني اُسکو جتایا کہ تونے جو اِس درخت کا پہل کھایا جس سے تجھکو تمیز اور علم خیر و شر حاصل ہوا جو اور حیوانوں کو نہیں ھی تو تو اُن مصیبتوں میں گرفتار ہوئي جو اس ورس میں مذکور ھیں کیونکہ ہم دیکھتے ھیں کہ اور حیوان جو انسان کي سي عقل و تمیز نہیں رکھتے اُن کے اوپر بچہ جننے میں وہ سختي جو عورت پر هوتي ھی نہیں هوتي *

۱۷ لغایت ۱۹ — ( اور آدم کو کہا ) یعني آدم کو جتایا کہ تونے جو اِس درخت کا پہل کھاکر خود اپنے تئیں عالم خیر و شر کا کیا اب تجھکو تمام کام اپني زندگي بسر کرنیکے خود کرنے ہونگے زمین پر رهوگے اور اپني محنت سے کھاوگے اور اُسي میں پھر جاوگے *

۲۱ — ( اور بنایا خدا نے ) علماء عیسائي یہہ خیال کرتے ھیں کہ یہہ پوشاک آدم و حوا کي خود خدا نے بنائي تھي جیسا کہ کتاب اقدس کے ظاہري الفاظ سے پایا جاتا ھی اور اِس پر بحث کرتے ھیں کہ یہہ کھالیں کہاں سے آئي تھیں † بشپ پٹرک صاحب کہتے ھیں کہ " یہہ غالب ھی کہ وہ اُن حیوانوں کي کھالیں تھیں جو اُس قرباني میں مارے گئے تھے جو اُس وقت میں اُس فیاض عہد و پیمان کي مضبوطي کے لیئے قرار پائي تھي جو خدا نے همارے اول مربیوں سے ابھي کیا اور جس قرباني سے اُن پر اُن کے جرم کا خیال رکھنے کي غرض تھي اور یہہ ظاہر کرنے کي کہ وعدہ کیا گیا تخم ( یعني حضرت مسیح علیہ السلام ) اپنا خون بہانے سے شیطان کو مغلوب کریگا اور اُن کو نجات دیگا *

مگر ہم مسلمان یہہ کہتے ھیں کہ انسان کا ہر فعل اسوجہہ سے کہ وہ خدا کے علم سے خارج نہیں ھی اور نیز انسان کے ارادہ پر خود خدا اُس فعل کا سرانجام کرنے والا ھی خدا کي طرف منسوب ہوسکتا ھی اس لیئے یہہ پوشاک خود آدم نے اپنے لیئے بنائي تھي گو اس طرحپر کہا گیا ھی کہ خدا نے بنائي اسلیئے کہ اب آدم خود خیر و شر کا جاننے والا یعني صاحب عقل ہوچکا تھا جیسا کہ ساتویں ورس میں ھی کہ اُنہوں نے اپنے تئیں ننگا جانکر انجیر کے درخت کے پتوں سے اپنے لیئے تہبند بنایا تھا *

اُس وقت قرباني کا حکم ہونا کتاب اقدس کے کسي لفظ سے پایا نہیں جاتا اس واسطے ایک عام طور پر خیال ہوسکتا ھی کہ یہہ کھالیں اُن جانوروں کي تھیں جو اپني معمولي

† ڈائیلي جلد ۱ صفحہ ۱۳ —

حالت میں اس واقعہ کے بعد مرے تھے یا خود آدم نے اپنی خوراک حاصل کرنے کے لیئے اُن کا استعمال کیا تھا *

۲۲ — ( مانند ایک کی اُس میں سے ) اس ورس میں جو عبری یہہ لفظ ہیں " کا حد ممنو " اس پر علماے مسیحی نے بہت بحث کی ہی وہ کہتے ہیں کہ " ممنو " جمع متکلم مع الغیر کا صیغہ ہی اور اس لیئے وہ اس ورس کا ترجمہ اسطرح پر کرتے ہیں " اور خداوند خدا نے کہا دیکھو کہ آدم نیک اور بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہوگیا " اور جبکہ اُنہوں نے اس ورس کا اسطرح پر ترجمہ کیا تو اب وہ اس ورس سے علاوہ الہیت میں وجودوں کی تثلیث ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ " † بلاشبہہ کوئی ایسا طرز کلام نہیں ہی کہ جس میں کوئی تنہا شخص یہہ کہہ سکے ( ہم میں سے ایک ) یہہ ایسا طرز کلام ہی جس کے کچھہ معنی نہیں ہوسکتے جب تک کہ اُس میں ایک شخص سے زیادہ شامل نہوں *

مگر ہم مسلمان اس کو تسلیم نہیں کرتے اور یہہ بات کہتے ہیں کہ " ممنو " صیغہ جمع متکلم مع الغیر کا نہیں ہی بلکہ غایب کا صیغہ ہی اور اُس کے معنی ہیں ( اُس میں سے ) اصل میں یہہ لفظ " من نہو " تہا اور یہہ دو لفظ تھے ایک " من " دوسرا " ہو " ان دونوں لفظوں کے بیچ میں ایک اور نون دونوں کے ملانے کو آیا ہی جیسیکہ عربی زبان میں اسی عبری کے قاعدہ کے مطابق نون وقایہ کا آتا ہی بعد اُسکے " ہے " نون سے بدلی گئی اور " من ننو " ہوگیا اور تین نون ایک کلمہ میں جمع ہوگئے اسلیئے پہلا نون میم سے بدلا گیا اور دوسرا نون تیسرے نون میں ادغام ہوگیا اور عبری زبان کے قاعدہ کے مطابق اُسپر داغش یعنی تشدید دی گئی جو علامت ہی حذف یا ادغام کی اور اسطرح پر یہہ لفظ " ممنو " ہوگیا *

اب ہم کو اسبات کی سند بیان کرنی چاہیئے کہ کس وجہہ سے ہم اس لفظ کو غایب کا صیغہ کہتے ہیں اُسکی سند میں ہم یہہ بات کہتے ہیں کہ تمام اربع عسریم میں " ممنو " کا لفظ جسمیں داغش ہو جمع متکلم مع الغیر کے معنوں میں نہیں آیا بلکہ غایب کے معنوں میں آیا ہی چنانچہ غالباً تمام مقامات کتاب ہاے اقدس کا حوالہ جنمیں لفظ " ممنو " کا معہ داغش آیا ہی حاشیہ ‡ پر دیتے ہیں انمیں سے تمام مقامات ایسے ہیں جنمیں کوئی شخص انکار نہیں کرتا کہ یہہ لفظ غایب کا صیغہ نہیں ہی صرف تین مقام ایسے ہیں جن میں

---

† ڈاٹلی جلد ۱ صفحہ ۴ —

‡ پیدایش ۲ — ۱۷ و ۳ — ۳ — ۱۱ — ۱۷ — ۲۲ و ۲۳ — ۶ و ۲۶ — ۱۲ و ۲۸ — ۱۹ — احبار ۲ — ۱۱ و ۳ — ۱۴ — ۱۹ و ۵ — ۲ — ۳ — ۴ و ۶ — ۸ و ۷ — ۳ — ۱۴ — ۱۵ — ۱۴ — ۱۸ و ۸ — ۱۱ و ۱۵ — ۱۶ —

عدد ۱ — ۹ و ۴ — ۲۶ و ۵ — ۸ و ۱۰ — ۲۶ و ۱۲ — ۹ — ۱۰ و ۱۴ — ۱۲ —

تکرار ہوسکتي هی مگر بہت سي دلیلیں ایسي هیں جن سے ثابت ہوسکتا هی که اُن مقاموں میں بهي وہ لفظ غایب کا صیغه هی ٭ غور کرنے کا مقام هی که ابهي اس مقام سے پیشتر یهي لفظ متعدد جگهه آیا هی اور سب نے بلا اختلاف اُسکے معني غایب کے لیئے هیں پهر کیا وجهه هی که اسمقام میں اُس کے وہ معني چهوڑکر دوسرے معني جمع متکلم مع‌الغیر کے جو کسي مقام پر نهیں لیئے گئے لیئے جاویں پس کچهه شبهه نهیں هی که یهه لفظ غایب کا صیغه هی اور اس کے معني ( اُس میں سے ) کے هیں ٭

ایک دوسرا عبري لفظ " کا حد " کا جو اِسي ورس میں هی اُسکا بهي ذکر کرنا مناسب هی اُسکا ترجمه علماء عیسائي نے " ایک " کیا هی حالانکه اُسکا ترجمه " یکه " هونا چاهیئے جسکو عربي میں " وحید " کہتے هیں † چنانچه انقلس نے جو ایک بهت بڑا عالم یهودي زبان کا هی اُسکا ترجمه " یحیدي " کیا هی جو بمعني " وحید " کے هی علاوہ اِسکے کتاب اقدس کے چند مقاموں میں اس لفظ کے یهي معني آئے هیں جنمیں سے دو مقاموں کاحواله حاشیه پر لکهتے هیں پس اِس تمام گفتگو کے بعد اِس ورس کا صحیح

ایوب ۲۳ — ۱۳ — ترجمه جو بالکل عبري لفظوں کے مطابق هی اسطرح پر پڑهنا چاهیئے

غزل‌الغزلات ۷ — ۹ — " اور کہا خداے معبود نے اب آدم هوگیا یکه اُن میں سے ( یعني حیوانوں میں سے ) بسبب جاننے بهلائي اور برائي کے " ٭

اب غور کرو که ان الفاظ سے جو اس ورس میں الهام کي زبان سے نکلے هیں کسیطرح الهیت میں وجودوں کي جمعیت پائي نهیں جاتي وہ حقیقت میں ایک هی کسیطرح اُس میں جمعیت نهیں تمام مقدس کتابیں همکو یهي هدایت کرتي هیں اور یهي بات همکو ابراهیم اور موسی اور عیسی علیهم‌السلام اور تمام انبیاء بتاتے چلے آئے هیں ٭

ربي شمعون یهودي عالم نے اسمقام کي تفسیر تفسیر رشي میں یوں لکهي هی " که خدا نے کہا دیکهو وہ یکتا هی نیچے والوں میں جیسا که میں یکتا هوں اوپر والوں میں اور کیا هی اُسکي یکتائي جاننا نیک و بد کا ٭

---

† تفسیر رشي ۱۶ – ۱۱ – ۱۹ – ۱۹ — ۲۰ — ۳۲ و ۱۷ — ۶ و ۱۲ — ۲۱ و ۲۵ – ۱۵ و ۲۷ — ۲ و ۳۰ – ۲ – ۱۹ – ۳۳ و ۳۷ – ۲۵ –
خروج ۳۸ – ۲ و ۳۹ – ۵ –
اعداد ۱۳ – ۱۲ و ۱۸ – ۲۶ – ۲۸ – ۲۹ – ۳۰ – ۳۲ و ۳۱ – ۳۶ –
استثناء ۱ – ۲۸ و ۲ – ۳۶ و ۳ – ۲ و ۹ – ۱۳ و ۱۳ – ۱ و ۱۸ – ۲۲ و ۲۰ – ۱۹ و ۲۲ – ۳ – ۸ و ۲۶ – ۱۳ و ۲۸ – ۳۱ –
یرمیاہ ۲۰ – ۱۰ و ۳۰ – ۲۱ و ۳۱ – ۱۱ و ۳۸ – ۲۷ و ۳۲ – ۱۱ – ۱۶ –
حزقیل ۱۵ – ۳ و ۳۵ – ۷ و ۳۸ — ۱۳ —

( اور اب شاید ہمارے اپنا ہاتھہ ) یہہ بات ظاہر ہی کہ اللہ تعالی نے آدم کو زندگی کے درخت کے کھانے سے منع نہیں کیا تھا بلکہ صرف نیک و بد کی پہچان کے درخت کے کھانے † سے منع کیا تھا پھر اِس جگہہ زندگی کے درخت میں سے کھالینے کا اندیشہ کرنے سے کیا مراد ہی *

مگر جان لینا چاہیئے کہ اس طرز کلام سے یہہ مراد نہیں ہی کہ در حقیقت خدا کو اسبات کا کچھہ خوف ہوا تھا کیونکہ اُسکی ذات پاک اِن خوفوں سے پاک ہی بلکہ یہہ کلام صرف مطابق محاورہ ہماری بول چال کے وارد ہوا ہی' آدم نے برخلاف نصیحت خدا تعالی کے ایک درخت کے پھل کو حاصل کرلیا تھا اِسلیئے بطور طعنہ کے کہا گیا ایسا نہو کہ دوسرے درخت کا پھل بھی کھالے اُسے یہاں سے نکال دو ' حالانکہ دوسرے درخت کا پھل کھانا انسان کی طاقت اور اُسکی قدرت سے باہر تھا اور اسیلیئے اُسکے کھانے سے ممانعت کرنے کی حاجت نہ تھی *

۲۴ — ( سامنے جنت عدن کے ) علماء عیسائی اِس مقام کی تفسیر اسطرح پر لکھتے ہیں کہ " اِس شعلہ دار تلوار کو یا جیسا کہ اُسکا ترجمہ ہوسکے مثلاً تلوار کی مانند یا نوک دار شعلہ کو خدا کی موجودگی کا عموماً نمایاں نشان سمجھا جاتا ہی شاید یہہ شعلہ اُس شعلہ سے مشابہہ تھا جو حضرت موسیٰ کو جھاڑی میں دکھائی دیا ( خروج باب ۳ — ۲ ) یا جو بعد ازاں حواریوں کے سر پر عید نصح کے روز آتشی شعلوں کی مانند ظاہر ہوا ( اعمال باب ۲ — ۳ ) اور قدیم یہودی ترجمہ میں اس طرح پر ہی کہ وہ یہاں پر درمیان دو شان دار فرشتوں کے رکھا گیا تھا جس سے غالباً سکینہ کی مقدم

---

† پیدایش ۲ — ۱۷ —
هوسیع ۱۰ — ۵ و ۱۴ — ۵ —
عاموس ۵ — ۱۱ —
ناحوم ۱ — ۵ — ۶ —
حبقوق ۱ — ۷ — ۱۳ —
ذکریاہ ۱۰ — ۴ —
زبور ۲ — ۳ و ۱۸ — ۹ و ۲۲ — ۱۴ و ۳۳ — ۸ و ۳۵ — ۱۰ و ۵۵ — ۱۳ و ۶۲ — ۲ — ۶ و ۱۰۳ — ۱۲ و ۱۰۹ — ۱۷ —
امثال ۱۹ — ۷ و ۲۲ — ۱۵ و ۲۶ — ۱۲ و ۲۹ — ۲۰ —
ایوب ۲۱ — ۱۴ و ۲۲ — ۱۷ و ۲۳ — ۱۵ و ۳۲ — ۴ —
واعظ ۹ — ۲ — ۳ — ۱۰ —
آستیر ۵ — ۹ —
دانیال ۸ — ۱۱ و ۱۱ — ۳۱ —
عزرا ۸ — ۲۱ و ۱۰ — ۱۴ —

نشاني مقصود تهي اول يهه شعله جنگل ميں خيمهٔ عبادت ميں اور بعد ازاں سليمان كے معبد ميں تها — ڈاكٹر هيلز *

مگر جو تفسير كه زيادهتر اس مقام سے مناسبت ركهتي هي وه يهه هى كه زندگي كے درخت كا رسته بند كرنے سے يهه مقصود هى كه أس درخت تك جو حقيقت ميں ظهور تها وجوب وجود كا جس كا ذكر هم پهلے كر آئے انسان كا پهونچنا ممكن نه تها كيونكه وه ايسي چيز تهي كه جو خدا كي ذات كے سوا اور كسي ميں هو هي نهيں سكتي أسي بات كو حضرت موسى نے اس تمثيلي طور ميں بتايا كه هستي مطلق اور وجوب وجود جو خاصه صرف خدا كا هى أس كا رسته شعله دار تلواروں سے بند هى وه كسي طرح انسان كو حاصل نهيں هوسكتا تاكه هم اپني أن خوبيوں پر جو همكو خدا كے فضل سے حاصل هوويں اور نيز اس صفت سے جو معرفت نيك و بد كي همكو حاصل هوئي هى مغرور نهوں اور يهه جانتے رهيں كه هم سب فنا هونے والے اور خدا كے سامنے حاضر هونے والے هيں بقاے دايم اور وجوب وجود أسي ذات واحد كو هى جس نے هميں پيدا كيا اور هستي مطلق وهي ايك هى جس نے كها ميں هوں أس كے سوا كوئي دوسري هستي نهيں هى *

بعض علماء نے زندگي كے درخت سے وه هميشه كي زندگي مراد لي هى جو گناهوں سے نجات هوجانے كے بعد حاصل هوتي هى مگر ميں جو اس مقام پر يهه مراد نهيں ليتا اس كا سبب يهه هى كه اس مقام پر أس رسته كے كهلنے كي كچهه توقع نهيں هي گئي هى پس اگر هم اس درخت سے وه مراد ليويں تو همكو حيات ابدي كے رسته كهلنے سے نا أميدي هوتي هى حالانكه يهه بات صريح غلط هى كيونكه خدا كا فضل اس كا مقتضي نهيں هى كه اپنے فضل ميں داخل هونے كے رسته كو كسي وقت ميں بند ركهے أس كے فضل كا رسته هر وقت كهلا هوا هى جس وقت كه هم أس كے فضل سے أس رسته كو چلنا چاهيں *

---

۱ تواريخ ۱۸ — ۳ —

۲ تواريخ ۱۲ — ۱۴ ۱۳ — ۱۹ ۱۸ — ۳۱ ۲۴ — ۲۵ ۲۸ — ۵ ۳۵ — ۲۲ —

قضاة ۳ — ۹ ۱۱ — ۳۴ ۱۵ — ۱۹ ۲۰ — ۳۵ ۲۲ — ۱ —

۱ سموئيل ۳ — ۱۸ ۷ — ۸ ۹ — ۲ —

۲ سموئيل ۷ — ۱۵ ۸ — ۴ ۱۳ — ۱۴ ۲۲ — ۹ —

۱ سلاطين ۲ — ۳۲ ۳۰ — ۷ و ۲۳ و ۲۴ — ۲۱ — ۳ —

۲ سلاطين ۳ — ۲۶ ۳ — ۳۹ ۹ — ۱ —

يوشع ۱ — ۷ ۲۲ — ۲۷ و ۲۶ — ۲۳ — ۶ و ۱۴ —

اشعياء ۵۴ — ۳ ۵۹ — ۷ و ۱۱ — ۲۴ — ۶ —

# چوتها باب

۱ قاين اور هابل كي پيدايش اور اُن كي گذران كے طور اور
چلن كا بيان (۸) هابل كا قتل (۱۱) قاين پر لعنت كيا جانا (۱۷)
پهلے شهر كا حنوك كے نام پر تعمير هونا (۱۹) لامك اور اُس كي
جوروؤں كا احوال (۲۵) شيث كي پيدايش (۲۶) انوش كي پيدايش *

توريت مقدس

(۱) وِهَاآدَم يَدَع اِت حَوَّاه اِشْتُو
وَتَهَر وَتِلِد اِت قَيِن وَتُومِر قَنِيتِي اِيش
اِت يِهوَه *

(۲) وَتُوسِف لَلِدِت اِت آحِيو اِت
هَبِل وَيِهِي هِبِل رُعِه صُون وِقَيِن هايه عُبِد
اَدَمَة *

(۳) وَيِهِي مِقِّص يَمِيم وَيَابِي قَيِن
مِپِّرِي هَاَدَمَة مِنْحَه لِيهوَه *

۱ اور آدم واقف هوا حوا اپني عورت سے
اور حامله هوئي اور جني قاين كو اور بولي ليا
ميں نے مرد الله سے —
۲ اور پهر واسطے جننے اُسكے بهائي هابل كے
اور تها هابل چرواها بهيڑوں كا اور قاين تها كمانے §
والا زمين كا سب
۳ اور هوا [illegible] پر دنوں كے كه لايا قاين
پهلوں ‖ سے زمين كے نذر واسطے الله كے —

مطابقت قرآن مجيد اور حديث سے

۱ لغايت ۵ † واتل عليهم نبأ ابني آدم
بالحق اذ قربا قربانا فتقبل من احد هما ولم
يتقبل من الاخر *

‡ و هما اي ابني آدم قابيل و هابيل
و ان هابيل كان صاحب الغنم و قابيل كان
صاحب الزرع فقرب كلو احد منهما قربانا
فطلب هابيل احسن شاة معه وجعلها قربانا
و طلب قابيل حنطة كانت معه فجعلها قربانا
ثم تقرب كلو احد بقربانه الى الله فنزلت

اور سنا اُن كو احوال تحقيق آدم كے دو بيٹوں
كا جب نياز كي دونوں نے كچهه پهر قبول هوئي
ايک سے اور نه قبول هوئي دوسرے سے —

اور دونوں بيٹے آدم كے قابيل اور هابيل هيں
اور هابيل تها ركهنے والا بكريوں كا اور قابيل تها
كرنے والا كهيتي كا پهر لايا هر ايک اُن ميں سے
قرباني پهر لايا هابيل اچهي بكري اپنے ساتهه اور
كيا اُس كو قرباني اور لايا قابيل گيهوں جو تهے اُسكے
ساتهه پهر كيا اُن كو نذر پهر قبول هونا چاها هر ايک
نے اپني قرباني كا خدا سے پهر اُتري آگ آسمان سے

† سورة مائدة آيت ۳۰ —
‡ تفسير كبير —
§ باب ۳ سے ۲۳ — ۹ — ۲۰ —
‖ اعداد ۱۸ — ۱۲ —

(۴) وِهِبِل هِبِي گَم هُو مِبِّكُورُت صونو و مِحِلبِهِن ويشع يهوه اِل هِبِل و اِل مِنحتو *

(۵) واِل قَين واِل مِنحتو لو شعه ويحر لقين ماد ويپلو پناو *

۴ اور هابل لايا وہ بهي پهلوٹهوں † بهيڑوں سے اور اُنكي چربيوں سے اور متوجهه ‡ هوا الله طرف هابل اور اُسكي نذر كے —

۵ اور طرف قاين كے اور طرف اُسكي نذر كے نہ متوجهه هوا اور غصہ آيا قاين كو بهت اور § بگاڑا اُس نے اپنا منهه —

نار من السماء فاحتملت قربان هابيل و لم يحتمل قربان قابيل فعلم قابيل ان الله قبل قربان اخيه و لم يتقبل قربانه فحسده و قصد قتله *

پهر اُٹها ليگئي قرباني هابيل كي اور نہ اُٹهائي نذر قابيل كي پس جانا قابيل نے بيشك الله نے قبول كي قرباني ميرے بهائي كي اور نہ قبول كي نذر اُسكي پهر حسد كيا اُس نے اور ارادہ كيا اُس كے قتل كا —

## توريت مقدس

(۶) ويومر يهوه اِل قين لما حره لخ و لما نافلو فنيخ *

(۷) هلو ام تيطيب سئت و ام لو تيطيب لپتح حطات ربص و اليخ تشوقتو و اته تمشل بو *

۶ اور كہا الله نے قاين كو كسليئے غصہ آيا تجهكو اور كسليئے بگڑا تيرا منهه —

۷ كيا نهيں اگر اچها كرتا اُٹها || تا ¶ اور اگر نہ اچها كرے تو دروازہ پر گناہ بيٹها هى اور * طرف †† تيرے شوق اُسكا اور تو مسلط اُسپر —

† اعداد ۱۸ — ۱۷ — امثال ۳ — ۹ —
‡ نامہ عبرانيان ۱۱ — ۴ —
§ باب ۳۱ — ۲ —
|| انگريزي ترجمہ كيا تجهكو نهو ٹهرتا —
¶ نامہ عبريان ۱۱ — ۴ —
* انگريزي ترجمہ تابع تيرے —
†† باب ۳ — ۱۶ —

## توریت مقدس

(۸) ویومر قین ال ہبل احاو ویہی
بہیوتم بسادہ ویقم قین ال ہبل احاو
ویہرگہو *

۸ اور کہا ‡ قاین نے ہابل اپنے بھائی کو اور
تھے ساتھہ دونوں جنگل میں اور اُٹھا قاین طرف
ہابل اپنے بھائی کے اور مارڈالا اُسکو § —

## مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۸ † قال لاقتلنک قال انما یتقبل اللہ
من المتقین لئن بسطت الی یدک لتقتلنی
ما انا بباسط یدی الیک لاقتلک انی اخاف
اللہ رب العالمین انی ارید ان تبوأ باثمی
و اثمک فتکون من اصحب النار و ذلک
جزاؤالظلمین فطوعت لہ نفسہ قتل اخیہ
فقتلہ فاصبح من الخسرین *

کہا میں تجھکو مارڈالونگا وہ بولا کہ اللہ قبول
کرتا ہی ادب والوں سے اگر تو ہاتھہ چلاویگا مجھہ
پر مارنے کو میں نہ ہاتھہ چلاؤنگا تجھہ پر مارنے
کو میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو صاحب ہی سب جہان
کا میں چاہتا ہوں کہ تو حاصل کرے میرا گناہ اور
اپنا گناہ پھر ہو دوزخ والوں میں اور یہی ہی سزا بے
انصافوں کی پھر اُسکو راضی کیا اُسکے نفس نے خون
پر اپنے بھائی کے پھر اُسکو مارڈالا تو ہوگیا زیاں
والوں میں —

## توریت مقدس

(۹) ویومر یہوہ ال قین ای ہبل احیخ ویومر
لو یدعتی ہشمر احی انوخی *

۹ اور کہا اللہ نے قاین کو کہاں || ہی ہابل بھائی تیرا اور کہا
نہیں جانتا ¶ میں کیا نگہبان اپنے بھائی کا میں ہوں —

---

† سورۂ مائدہ آیت ۳۰ — ۳۳ —

‡ (نسخۂ سامری و سریا و سپتو ایجنٹ و ولگٹ) قاین نے کہا اپنے بھائی ہابل سے آؤ چلیں میدان میں — عربی سنہ ۱۸۳۱ ع و قال قاین لہابیل اخیہ لنخرج الی الحقل و لما صار فی الحقل —

§ متی ۲۳ — ۳۵ — ۱ یوحنا ۳ — ۱۲ —

|| زبور ۹ — ۱۲ —

¶ یوحنا ۸ — ۴۴ —

## توریت مقدس

(۱۰) ویومر مہ عسیت قول دمی احیخ صعقیم
الائي مِن ہا ادمہ *

(۱۱) وعتہ آرور اتہ مِن ہا ادمہ اشر فصتہ ایت
پیہا لقہت ایت دمی احیخ میدیخ *

(۱۲) کي تعبد ایتہ ہا ادمہ لو تسِف تِت
کوحہ لخ نع وناد تہیہ با ارص *

(۱۳) ویومر قین ال یہوہ گادول عووني مِنشو *

(۱۴) ہِن گرشتا اتي ہیوم مِعل پني ہا ادمہ
ومِپنیخ اسّاتر وہاییتي نع وناد با ارص وہایا کول
موصي یہرگني *

۱۰ اور کہا کیا کیا تونے آواز خون بھائي تیرے کی چلاتي † ہے
طرف میرے زمین سے —

۱۱ اور اب ملعون ہے تو زمین سے جس نے کھولا اپنے منھہ
کو واسطے لینے خون بھائي تیرے کے ہاتھہ تیرے سے —

۱۲ کہ تو خدمت کریگا زمین کي پھر نہ دیگي اپني قوت
تجھکو ڈانواںڈول ہوگا تو زمین پر —

۱۳ اور کہا قاین نے اللہ کو بڑا ہے گناہ ‡ میرا برداشت سے —

۱۴ اب § نکالا تونے مجھکو آج کے دن اوپر منھہ اس زمین سے
اور منھہ تیرے || سے چھپونگا میں اور ہونگا میں ڈانواںڈول زمین
پر اور ہوگا جو ¶ پاویگا مجھکو مار ڈالیگا مجھکو —

---

† نامہ عبریان ۱۲ — ۲۴ — مکاشفہ ۶ — ۱۰ —

‡ ترجمہ انگریزي میري سزا زیادہ ہے میري برداشت سے نسخہ ترجمہ انگریزي عالم میرا زیادہ ہے
اس سے جتنا کہ معاف ہو سکتا ہے —

§ ایوب ۱۵ — ۲۰ — ۲۴ —

|| زبور ۵۱ — ۱۱ —

¶ باب ۹ — ۶ — اعداد ۳۵ — ۱۹ و ۲۱ و ۲۷ —

## توریت مقدس

( ۱۵ ) ویومر لو یهواه لاکین کول - هورگ قئن
شبعتیم یقام ویشم یهواه لقئین اوت لبلتي هکوت اتو
کول مصاو *
( ۱۶ ) ویصي قئن ملفني یهواه ویشب بارض
نود قدمت - عدن *
( ۱۷ ) ویدع قئن ایت ایشتو و تهر و تلد ایت
حنوخ و یهي بنه عیر و یقرا شم هعیر کشم بنو حنوخ *
( ۱۸ ) ویولد لحنوخ ایت عیراد و عیراد یلد ایت
مهویا ایل و مهویا ایل ویلد ایت متوشا ال و متوشا
ال یلد ایت لمخ *

۱۵ اور کہا اُسکو الله نے لیکن جو مارے قاین کو سات † گنا بدلا پاوے اور رکھا ‡ الله نے واسطے قاین کے ایک نشان واسطے نہ مارنے کے اُسکو جو پاوے اُسے —

۱۶ اور نکلا § قاین مواجهه سے الله کے اور ٹهیرا بیچ زمین نوه کے آگے عدن کے —

۱۷ اور واقف هوا قاین اپنی عورت سے اور حامله هوگئی اور جنی حنوک کو اور تها بانی شهر کا اور || پکارا نام اُس شهر کا نام پر اپنے بیٹے حنوک کے —

۱۸ اور پیدا هوا حنوک کے عیراد اور عیراد کے پیدا هوا محویائیل اور محویائیل کے پیدا هوا متوشائیل اور متوشائیل کے پیدا هوا لامک —

---

† زبور ۷۹ — ۱۲ —
‡ حزقیل ۹ — ۴ و ۶ —
§ ۲ سلاطین ۱۳ — ۲۳ — ۲۴ — ۲۰ — یرمیاه ۲۳ — ۳۹ — ۵۲ — ۳ —
|| زبور ۴۹ — ۱۱ —

## ترجمہ مقفس

(۱۹) وَيِقَّح لُو لِمِخ شِتِّي نَشِيم شِم هَا اَحت
عَدَه وَشِم هَشِنِيت صِلَّه *

(۲۰) وَتِلِد عَدَه اِيت يَابَل هُو هَايَا اَبِي يُشِب
اُهِل وَمِقنِه *

(۲۱) وَشِم آحِيو يُوبَال هُو هَايَا اَبِي كُول تُفِش
كِنُّور وِعُوگَاب *

(۲۲) وِصِلَّه گَم هِي يَلَدَه اِيت تُوبَل قَيِن لُطِش كُول
حُورِش نِحُشِت وُبَرزِل وِاَحُت تُوبَل ـ قَيِن نَعَمَه *

(۲۳) وَيُومِر لِمِخ لِنَشَاو عَدَه وِصِلَّه شِمَعَن قُولِي
نِشِي لِمِخ هَاَزِنَّه اِمرَاتِي كِي اِيش هَرَگتِي لِفِصعِي
وِيِلِد لِحَبُّوراتِي *

۱۹ اور لیں اپنے لئے لمک نے دو عورتیں نام ایک کا عادہ اور نام دوسری کا صلہ —

۲۰ اور جنی عادہ یابل کو وہ تھا باپ رہنے والے خیمہ کا اور ریوڑ کا —

۲۱ اور نام اُس کے بھائی کا یوبل وہ تھا باپ † تمام بجانے والوں طنبورہ اور بانسلی کا —

۲۲ اور صلہ نے بھی جنی توبل قاین کو اُستاد تمام کاریگر تانبے اور لوہے کا اور بہن توبل قاین کی نعمہ —

۲۳ اور کہا لمک نے اپنی عورتوں عادہ اور صلہ کو سنو بات میری عورتوں لمک کی کان رکھو میری بات پر کہ مرد ‡ مارڈالا میں نے اپنے زخم سے اور لڑکے کو اپنی ضرب سے —

---

† نامہ رومیوں ۳ — ۱۱ و ۱۲ —

‡ ترجمہ انگریزی یا میں مارڈالتا —

## توریت مقدس

(۲۴) کی شبعتیم یقم قین و لمخ شبعیم و شبعه *

(۲۵) و یدع ادم عود ایت اشتو و تلد بن
و تقرا ایت شمو شیت کی شت لی الوهیم زرع احر
تحت هبل کی هراگو قین *

(۲۶) و لشیت گم هو یولد بن و یقرا ایت شمو
انوش از هوحل لقرو بشم یهواه *

۲۴ پس سات گنا بدلا قاین † کا اور لامک کا ستر اور سات —

۲۵ اور واقف ہوا آدم پھر اپنی عورت سے اور جنی بیٹا اور
پکارا ‡ نام اُسکا شیث کہ بخشی مجھکو خدا نے نسل دوسری جگہہ
هابل کے جسکو مارڈالا قاین نے —

۲۶ اور شیث اُس § سے بھی پیدا ہوا بیٹا اور پکارا اُسکا نام
انوش اب شروع ہوا لینا || نام ¶ الله کا —

---

† ورس ۱۵ —

‡ باب ۵ — ۳ —

§ باب ۵ — ۶ —

|| ترجمہ انگریزی اب اپنے تئیں خدا پرست پکارنے لگے —

¶ ۱ سلاطین ۱۸ — ۲۴ — زبور ۱۱۶ — ۱۷ — یوئیل ۲ — ۳۲ — صفنیاہ ۳ — ۹ —
۱ نامہ کرنتھیان ۱ — ۲ —

## تفسیر

۱ (بولی لیا میں نے) علماء عیسائی † اِس مقام کی تفسیر میں لکھتے ھیں کہ " خدا کے ایک نجات دینے والے کے وعدہ پر جسطرح کہ آدم نے اول ھی کلام سے جو اُسکے منھہ سے نکلا اُس ‡ وعدہ پر اپنا اعتقاد اور بذریعہ تخم عورت کے زندگی اور نجات کی اُمید ظاھر کی تھی اسیطرح حوا نے بھی اول کلام میں جو اُسکی نسبت لکھا ھی ایساھی کیا جبکہ قاین کے پیدا ھونے پر اُس نے یہہ کہا کہ میں نے خدا سے ایک آدمی پایا ●

حاصل اِس تقریر کا یہہ ھی کہ جب قاین پیدا ھوا تو حوا یہہ سمجھی کہ یہہ وھی وعدہ کیا گیا عورت کا تخم (یعنی مسیح) ھی جس کے ذریعہ سے خدا نے نجات دینے کا وعدہ کیا تھا مگر یہہ بات ظاھر ھی کہ کتاب اقدس کا کوئی لفظ اس مطلب پر جانے کو ھمیں اشارہ نہیں کرتا ●

ھم مسلمان یقین کرتے ھیں کہ بلاشبہ حضرت مسیح علیہ‌السلام شفیع ھیں اللہ تعالی سورہ آل‌عمران میں فرماتا ھی کہ جب کہا فرشتوں نے اے مریم اللہ تجھکو بشارت دیتا ھی ایک اپنے کلمہ کی جسکا نام ھی مسیح عیسی بیٹا مریم کا رویت والا دنیا میں اور آخرت میں اور مقربوں سے " اس آیت میں جو لفظ وجیھاً کا یعنی رویت والا آیا ھی اُسکی تفسیر میں تمام مفسر لکھتے ھیں کہ رویت والا دنیا میں بسبب نبوت کے اور رویت والا آخرت میں بسبب شفاعت کے پس ھم مسلمان حضرت مسیح علیہ‌السلام کے شفیع ھونے میں کچھہ بھی شبہ نہیں رکھتے اور یقین جانتے ھیں کہ جو لوگ اُن پر ایمان لائے وہ نجات پاوینگے اور ھم مسلمان اُنھی لوگوں میں ھیں جو سچے دل سے حضرت مسیح علیہ‌السلام پر ایمان لائے ھیں مگر صرف یہہ گفتگو ھی کہ اِس مقام میں جو مطلب علماء مسیحی بیان کرتے ھیں اُس مطلب پر کتاب اقدس کا کوئی لفظ اشارہ نہیں کرتا ●

سورہ آل‌عمران آیت ۴۵
اذ قالت الملئکۃ یمریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم وجیھاً فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین

بیضاوی
الوجاھۃ فی الدنیا النبوۃ وفی الاخرۃ الشفاعۃ ـــ

۴ (اور متوجہہ ھوا اللہ طرف ھابل کے) اسباب پر گفتگو ھی کہ خدا ھابل کی نذر پر کیوں متوجہہ ھوا اور قاین کی نذر پر کیوں نہ متوجہہ ھوا بشپ پیورچ صاحب § بیان

† قالی جلد ۱ صفحہ ۱۳ ـــ
‡ باب ۳ ـــ ۲۰ ـــ
§ تفسیر قالی جلد ۱ ـــ

کرتے ھیں کہ مجھکو صاف یہہ وجہہ معلوم ہوتي ھی کہ قاین نے صرف زمین کي پیداوار نذر کي تھي جس سے حضرت مسیح علیہ السلام کیطرف کچھہ بھي اشارہ نہیں پایا جاتا تھا بلکہ صرف خدا ھي کي طرف اسطرح اشارہ تھا کہ وہ پیدا کنندہ دنیا کا ھی اور ھابل نے اپنے ریوڑ کے پہلونٹوں کو اور اُن میں سے چربیلوں کو نذر کیا تھا جو ایک خونریز قرباني تھي جس سے حضرت مسیح علیہ السلام کي قرباني ھونے کي علامت نکلتي تھي " جنکو شروع دنیا سے قرباني کي بہتر کہا گیا ھی " اور اسطرح کي نذر کرنے سے ھابل نے مسیح موعود کي طرف اپنا اعتقاد ازروے عمل کے دیکھایا اسلیئے † حواري نے کہا کہ اعتقاد سے ھابل نے بہ نسبت قاین کے بہت زیادہ عمدہ قرباني پیش کي یعني اُس وعدہ کا جو خدا نے مسیح علیہ السلام کي نسبت انسان سے کیا تھا یقین کیا اور ایسي قرباني کرنے سے اپنا اعتقاد ظاھر کیا جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کي قرباني کي نشاني ظاھر تھي جنکے سبب سے اُس کي قرباني خدا کے نزدیک زیادہ پسندیدہ اور مقبول ھوئي ❋

تفسیر ڈائلي میں لکھا ھی کہ " یہہ بات غالب ھی اور اسکي گواھي خود کتاب مقدس سے بھي ھوتي ھی کہ ان نذروں میں بڑا فرق تھا یعني قاین نے اپنے مال میں سے خراب اور نکمي اور ھابل نے نہایت عمدہ چیز نذر کي اسلیئے اُن میں سے ایک کے حق میں بغیر کسي تعریف کے کہا گیا ھی کہ اُس نے زمین کي پیداوار نذر کي اور دوسرے کي نسبت کہا گیا کہ اپنے ریوڑ میں کے پہلونٹوں کو اور اُن میں سے چربیلوں کو نذر لایا اگر یہہ بات اسیطرح ھوئي تو اسلیئے قرباني ھابل کي بہ نسبت قرباني قاین کے زیادہ پسندیدہ اور مقبول ھوئي کیونکہ اُسمیں خدا تعالی کي عنایت کي زیادہ گرم احسان مندي پائي جاتي تھي ❋

اِس تقریر پر بشپ کاني بیئر صاحب کا قول زیادہ کیا ھی کہ " غالباً قاین کي زندگي کا عام طریقہ بڑا اور بد خلق تھا اور اُسکي قرباني نذر کرنے میں جسقدر کہ جاں نثاري اور انکسار ھونا چاھیئے تھا اُسقدر اُس میں نہ تھا یہہ راے جو ھمنے دي اُسکو حواري کے اُس کلام سے جو اُس نے نامہ عبرانیان میں کہا ‡ ھی نہایت استحکام ھوتا ھی کہ " ایمان سے ھابل نے قاین سے بہتر قرباني خدا کو گذراني جس سے گواھي پائي کہ وہ نیک ھی کہ خدا نے اُس کي قربانیوں پر گواھي دي " اور سینٹ یوحنا نے زیادہ خوبي سے کہا § ھی کہ " قاین کي مانند نہ ھوویں جو اُس خبیث سے ھوا اور اپنے بھائي کو قتل کیا اور اُس نے اُسے کیوں قتل کیا اسواسطے کہ اسکے کام برے تھے اور اُسکے بھائي کے کام نیک تھے ❋

† نامہ عبرانیاں ۱۱ — ۴ —
‡ نامہ عبرانیاں ۱۱ — ۴ —
§ ۱ یوحنا ۳ — ۱۲ —

ہم مسلمان بشپ کانی بیئر صاحب کے قول سے متفق ہیں کیونکہ ہمارا یہہ مذہب ہی کہ ہابل کی قربانی صرف بسبب اُسکیے روحانی نیکی کے مقبول ہوئی تھی تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ " دونوں قربانیوں میں سے جو ایک مقبول ہوئی اور دوسری نامقبول ہوئی اسکا سبب یہہ ہی کہ روحانی نیکی اعمال کے قبول ہونے میں شرط ہی " اور قرآن مجید میں ہابل کی قربانی کی نسبت صاف آیا ہی کہ " † الله اُنہی کی قربانی قبول کرتا ہی جو روحانی نیکی رکھتے ہیں " اور دوسری جگہہ قرآن مجید میں قربانی کے حق میں الله تعالی نے صاف صاف فرمایا ہی کہ " نہیں پہونچتے الله کو اُن کے گوشت نہ اُن کے خون اور پہونچتی ہی اُسکو تمہارے دلکی نیکی پس ان دلیلوں سے ثابت ہی کہ صرف روحانی نیکی کے سبب خدا نے ہابل کی قربانی کو قبول فرمایا تھا ⁕

تفسیر کبیر
انما صار احدالقربانین مقبولاً والاخر مردوداًلان حصول التقوی شرط في قبول الاعمال —

سورۃ الحج آیت ۳۷
لن ینال الله لحومها ولا دماؤها ولکن ینالہ التقوی منکم —

بشپ پٹرک صاحب فرماتے ہیں کہ " خدا تعالی نے ہابل کی قربانی بذریعہ آگ کے قبول کی تھی جو آسمان پر سے آئی تھی جس آگ کے اثار ہم کتاب پیدایش ‡ میں پاتے ہیں اور بہت سی اور مثالیں اُسکی ایام آیندہ میں ملتی ہیں مثلاً جبکہ اولاً حضرت § موسی نے بموجب شریعت کے بڑی قربانیاں سوختنی نذر کیں اور جبکہ گدعون ‖ نے پہاڑ پر نذر دی اور جبکہ ¶ حضرت داؤد نے وبا کو دور کیا اور جبکہ ⁕ حضرت سلیمان نے معبد کو خدا کے نام سے مخصوص کیا اور جبکہ †† ایلیاہ نے بعل کے پوجنے والوں کو سرزنش کی اس سبب سے بنی اسرائیل اپنے بادشاہ کی ہر طرح کی اقبال مندی کے خواہش مند ہوکر یہہ دعا مانگا کرتے ہیں کہ خدا تعالی قبول کرے عبری ‡‡ میں ہی کہ خاک کرے اُسکی قربانی سوختنی کو ⁕

† سورۃ مائدہ آیت ۳۰ —
‡ پیدایش ۱۵ — ۱۷ —
§ احبار ۹ — ۲۴ —
‖ قضاۃ ۶ — ۱ —
¶ ۱ تاریخ ۲۱ — ۲۶ —
⁕ ۲ تاریخ ۷ — ۱ —
†† ۱ سلاطین ۱۸ — ۳۸ —
‡‡ زبور ۲۰ — ۳ —

علماء † یهودیهی اسی بات کے قایل هیں که آگ آسمان پر سے اُترتی تهی اور قربانی کو لیجاتی تهی هم مسلمان بهی اسی بات کے قایل هیں که اُس زمانه میں جسکی قربانی قبول هوتی اُس قربانی کو آسمان پر سے آگ اُتر کر جلا دیتی تهی تفسیر کبیر میں هی که اکثر مفسروں کا یهه قول هی که آگ کا کها لینا قربانی قبول هونے کی نشانی تهی اور یهه بهی کها گیا هی که اُس زمانه میں کوئی محتاج نه تها که جو چیز خدا کی نذر کی هی وه اُسکو دی جاوے اسلیئے آگ آسمان پر سے اُترتی تهی اور قربانیہ کو کها لیتی تهی ✱

تفسیر کبیر
قالت علامة القبول ان تاكله النار وهو قول اكثر المفسرين — و قيل ما كان في تلك الوقت فقير يدفع الله ما تقرب به الى الله فكانت النار يقزل من السماء فتاكله —

۸ ( اور کها قاین نے ) اس ورس میں یهه بات نهیں بیان هوئی که قاین نے هابل کو کیا کها ظاهرا قرینه مقام پر چهوڑا گیا مگر خدا تعالی نے قرآن مجید میں بتلادیا که قاین نے یهه کها که میں تجهے مار ڈالونگا هابل نے کها الله تو اُنهیں کی قربانی قبول کرتا هی جو روحانی نیکی رکهتے هیں اگر تو هاتهه چلاویگا مجهه پر مارنے کو میں نه هاتهه چلاؤنگا تجهه پر مارنے کو میں ڈرتا هوں الله سے جو صاحب هی سب جهان کا میں چاهتا هوں که تو حاصل کرے میرا گناه اور اپنا گناه پهر هو دوزخ والوں میں اور یهی هی سزا بے انصافوں کی ✱

اِس ورس میں جو اختلاف عبارت هی اُسکو هارن صاحب نے اپنے ‡ انٹروڈکشن میں اسطرح پر لکها هی که " قاین نے کها اپنے بهائی هابل سے آؤ چلیں میدان میں اِسکے بعد وه لکهتے هیں که یهه بات جاننی پڑهنے والے کو اچهی هوگی که یهه اختلاف عبارت اُن سامری اور سریا اور سپٹوایجنٹ اور ولگٹ ترجموں میں پایا جاتا هی جو بشپ والٹن صاحب کے پالی گلٹ میں چهپے هیں ڈاکٹر بلنن صاحب کهتے هیں که ڈاکٹر کلی کٹ صاحب نے تجویز کی که عبری متن کی اصلاح کی جاوے کیونکه بلا شبه یهه صحیح عبارت هی ✱

۱۱ ( ملعون هی تو زمین سے ) بشپ پٹرک صاحب اپنی تفسیر میں لکهتے هیں که " خدا یوں کهتا هی که میں تجهه پر اس ملک سے همیشه کی جلاوطنی کا فتوی دیتا هوں جسنے تیرے بهائی کا خون پیا هی اُسوقت تک آدم اور اُسکی اولاد باهم رهتے تهے مگر اب قاین ایک ایسی ولایت میں جلاوطن کیا گیا جو اُسکے باپ کی ریاست واقع همسایه جنت سے بهت دور تهی ✱

† دیکهو تالمود وغیره —
‡ هارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ صفحه ۱۹۰ —

۱۵ ( سات گنا ) بشپ پٹرک صاحب فرماتے ہیں کہ سات کا عدد ایک غیر مقرر مگر بڑي شمار کي نشاني ہی جس سے یہہ مراد نکلتي ہی کہ اُس پر بہت سزائیں عاید ہونگي ' خدا نے ارادہ کیا کہ قاین کي زندگي کو بطور مثال اُس کے انتقام کے ایک بدبخت حالت میں طول دے تاکہ اور لوگ اسطرح کے گناہ سے باز رہیں *

ہم مسلمانوں کے نزدیک بھي یہي بات ہی کہ ایسے مقام پر جو عدد بیان کیا جاتا ہی اُس سے حقیقي شمار مراد نہیں ہوتي بلکہ کثرت کے معني لیئے جاتے ہیں اور ہم مسلمان اِتنا اور زیادہ کرتے ہیں کہ اس کام کے لیئے سات ہي کے عدد کي کچھہ خصوصیت نہیں سمجھتے بلکہ سات کا اور ستر کا اور اور عدد بھي اِس کام کے لیئے مستعمل ہوتے ہیں صرف قرینہ مقام سے معلوم ہوتا ہی کہ یہاں حقیقت میں شمار مراد ہی یا کثرت اور یہہ بات یاد رکھنے کے قابل ہی کہ اِس قسم کے اعداد سے ایسي مراد لینے میں ہم مسلمان اور عیسائي دونوں متفق ہیں *

( نشان لگایا ) عیسائي مفسر اسبات میں متفق نہیں ہیں کہ وہ نشان جو قاین کو دیا گیا تھا وہ کیا نشان تھا بشپ کاني بیئر صاحب کہتے ہیں کہ غالباً بسبب اندروني خوف کے اُسکي صورت ڈراوني ہوگئي تھی اور بلحاظ ترجمہ سپٹوایجنٹ کے یہہ کہنا چاہیئے کہ یہہ بات بطور ایک معجزہ کے تھي کہ جو کوئي قاین سے ملے اُسکو قتل نکرے *

ہم مسلمانوں کي کتابوں میں بلحاظ اس نشان کے یہہ لکھا ہی کہ قاین ہابل کے قتل کے بعد سیاہ پڑگیا تھا مگر کوئي معتبر سند اس بیان
روي انه لما قتله اسود جسده　　تفسیر کبیر
و کان ابیض —
کے لیئے نہیں ہی *

علماء † یہود کہتے ہیں کہ خدا تعالی نے قاین کي پیشاني میں اُسي کے نام کے حرفوں میں سے ایک حرف کا نشان کردیا تھا یہہ رائے کتاب اقدس کے الفاظ سے نہایت مطابقت رکھتي ہی اور اگر صحیح ماني جاوے تو کہا جاسکتا ہی کہ مجرم کي پیشاني گودني بہت پراني رسم سزا دینے کي ہی *

۱۶ ( خدا کي حضور سے ) بشپ پٹرک صاحب کہتے ہیں کہ '' بہت سے مفسروں کي یہہ رائے ہی کہ ایک جلوہ الہي تھا جس کو یہودي سکینہ کہتے تھے اور یہہ شروع سے ظہور کرتا تھا اس جلوہ الہي کو اُس وقت کے بعد قاین کبھي نہ دیکھہ سکا بلکہ اُس سے خارج ہوگیا اور جو کہ خدا تعالی نے اپني فیاض حضور کو اُس سے ہٹا لیا اسي طرح اُسنے اُس سے کنارہ کیا اور اپني خاص حفاظت سے اُسے محروم کیا *

---

† دیکھو تفسیر دیلي —

( زمین نود ) جسکے معنی ہیں زمین جلا وطنی کے ڈاکٹر ہولز صاحب کہتے ہیں کہ زمین نود کو شرقی اہل جغرافیہ پست ولایت سسیانہ یا کوہستان عموماً شمار کرتے ہیں اور بعض اہل جغرافیہ کہتے ہیں کہ یہہ زمین پارتھیا کی تھی جو ایران کے شمال پر ایک ملک ہی مگر جبکہ عدن سے ایک ملک مراد لیاجاوے جو آدم کو رہنے کو دیا گیا تھا جسکی تفصیل باب اول میں بیان ہوئی ہی تو زمین نود کی بموجب اشارہ کتاب اقدس کے زمین فارس کی قرار پاتی ہی اور اُس کی صحت پر ہمارے ہاں کی کتابوں کے بموجب ایک یہہ دلیل بھی لائی جاسکتی ہی کہ قاین نے بعد اس واقعہ کے آگ کی پرستش اختیار کی جو ایک قدیم پرستش اہل فارس کی ہی اسلیئے میں زمین نود کو زمین فارس کی کہتا ہوں تفسیر کبیر میں لکہا ہی کہ "جب قابیل نے اپنے بھائی کو مار ڈالا تو وہ بھاگ گیا عدن کی طرف زمین یمن سے پھر آیا اُس کے پاس شیطان اور کہا کہ ہابیل کی قربانی جو آگ کہا گئی اس کا سبب یہہ تھا کہ وہ آگ کی خدمت اور پرستش کرتا تھا پھر اگر تو بھی آگ کی پرستش کرے تو مطلب حاصل ہو پھر قابیل نے ایک آتشکدہ بنایا اور وہ پہلا شخص ہی جس نے آگ کو پوجا ٭

تفسیر کبیر

قیل ان قابیل لما قتل اخاہ ہرب الی العدن من ارض الیمن فاتاہ ابلیس و قال انما اکلت النار قربان ہابیل لانہ کان یخدم النار ویعبدہا فان عبدت النار ایضا حصل المقصود فبنی بیت نار وہو اول من عبدالنار –

۱۷ ( حنوک ) اول اسی شہر کا نام کتاب مقدس میں آیا ہی جو لوگ زمین نود کو سسیانہ خیال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ نشانی اس شہر کی انختا شہر کے نام میں پائی جاتی ہی جس کو ٹوملی سسیانہ کے قرب و جوار میں قرار دیتا ہی ٭

۲۰ ( وہ تھا باپ ) بشپ پٹرک صاحب کہتے ہیں کہ یہودی اُس شخص کو جو کسی شی کا موجد ہوتا ہی اُس شی کا باپ یا نہایت عمدہ اُستاد اُس فن کا پکارتے ہیں ٭

۲۲ ( نعمہ ) یہہ بہن ہی توبل قاین کی اسکا خاص نام لینے کی کوئی وجہہ کتاب اقدس سے نہیں پائی جاتی مگر علماء † یہود بیان کرتے ہیں کہ یہی نعمہ بعد کو حضرت نوح علیہ السلام کی جورو ہوئی ہی اگر اس کو تسلیم کیا جاوے تو البتہ اسکا خاص نام لینے کی یہی وجہہ معلوم ہوتی ہی ٭

۲۳ ( لمک نے ) اس ورس کی تفسیر میں علماء عیسائی لکھتے ہیں کہ ‡ لمک کے اس کلام کی وجہہ یا موقع الہام کی روسے کسی جگہہ بیان نہیں ہوا ہی اسلیئے

† دیکھو تفسیر رشی –
‡ تفسیر ڈائلی جلد ۱ صفحہ ۱۷ –

معقول طور سے یہہ توقع نہیں ہوسکتی کہ کوئی آدمی اس کلام کی مولد کو بخوبی قرار دیسکے اسپر بھی بعضی عالم خیال کرتے ہیں کہ لامک نے یہہ الفاظ فخریہ طور پر کہی ہیں اور بعضوں نے یہہ خیال کیا ہی کہ لامک کے بیٹوں میں سے ایک نے ہتھیار بنانے ایجاد کرلیئے تھے اسلیئے اُسکی جورووں کو اندیشہ ہوا کہ کوئی اُسکو مار نہ ڈالے اسلیئے لامک نے اُنکی تسلی کی کہ جب میں نے کسی کو نہیں مارا تو کوئی مجھکو کیوںماریگا ٭

علماء یہود یہہ بات کہتے ہیں کہ لامک نے قاین اور اپنے بیٹے توبل قاین کو مارڈالا تھا اگر یہہ بات تسلیم کی جاوے تو ورس کے معنی بہت صاف ہوجاتے ہیں کیونکہ اِس مرد اور لڑکے کے مارڈالنے کے سبب لامک کی جورووں کو اندیشہ تھا کہ کوئی اُسکو بھی مارڈالیگا اُنکی تسلی کو لامک نے کہا کہ جو کوئی مجھکو مارڈالیگا وہ ستتر گنی سزا پاوے گا ٭

۲۵ (شیث) ہمارے ہاں کی کتابوں میں لکھا ہی کہ اس لفظ کے معنی ہیں ہبۃ اللہ یعنی خدا بخش اور علماء عیسائی لکھتے ہیں کہ اسکے معنی ہیں مقرر کیا گیا یا دوسرے کی جگہہ قایم کیا گیا بشپ † الکز صاحب لکھتے ہیں کہ "حوا نے اپنے بیٹے کا نام شیث اس وجہہ سے رکھا کہ وہ اسکو ایسا سمجھتی تھی کہ خدا نے اُسکو اُس جگہہ پر مقرر کیا ہی جس پر اُسنے قاین کو اُسوقت تک سمجھا تھا کہ خدا نے اُسکی قربانی کو رد کیا اور اُسنے ہابل کو قتل کیا پس حوانے یقین کیا کہ قاین کی جگہہ خدا نے اس بیٹے کو وہ تخم مقرر کیا ہی جس سے دنیا کا نجات دینے والا پیدا ہو" مگر کتاب اقدس سے صاف پایا جاتا ہی کہ حوا نے شیث کو قاین کی جگہہ کبھی خیال نہیں کیا تھا بلکہ ہابل کی جگہہ سمجھا تھا ٭

فصوص الحکم سمی شیث لان معناہ ہبۃ اللہ —
قیصری
ومعنی شیث فی اللغۃ العبرانیۃ ہبۃ اللہ —

مورخین بمعل کے قاین کا پیدا ہونا دوسرے سال پیدایش میں اور ہابل کا پیدا ہونا تیسرے سال پیدایش میں اور شیث کا پیدا ہونا ایکسو تیسویں سال پیدایش میں قرار دیتے ہیں اور کتاب مقدس میں شیث اور ہابل کے درمیان میں آدم کے کسی اَور اولاد کے ہونے کا ذکر نہیں ہی اور یہہ باعث خیال کرنی کہ دو برس کے عرصہ میں تو دو بیٹے پیدا ہوئے اور ایک سو ستائیس برس کے درمیان میں کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا نہایت مشکل بلکہ ناممکن معلوم ہوتی ہی اسلیئے قاین اور ہابل کے سنہ پیدایش غور طلب ہیں ٭

† ڈائلی جلد ۱ صفحہ ۱۸ —

۲۶ (خدا کا نام لینے لگے) بشپ پٹرک † صاحب لکھتے ھیں کہ یہہ بات مشکل سے یقین ہوسکتی ھی کہ اس زمانہ سے پیشتر آدمی خدا کا نام لینے کو جمع نہ ھوتے تھے اسلیئے بڑے مشہور آدمیوں نے اُس عبارت کی جو انگریزی بیبل کے حاشیہ پر لکھی جاتی ھی پیروی کی ھی جسکا ترجمہ یہہ ھی کہ اُس وقت آدمی یعنی اولاد شیث کی اپنے تئیں خدا کے نام سے پکار نے لگی یعنی بامتیاز اولاد قاین کے اور بامتیاز اور کافر شخصوں کے جنہوں نے خدا سے انحراف کیا تھا اپنے تئیں خدا کا خادم اور خدا کا پوجنے والا پکارا *

بشپ ولسن صاحب لکھتے ھیں کہ اِس مختصر بیان سے اُن حالات میں جو طوفان سے پیشتر گذرے حضرت موسی نے قربانیوں کے تقرر کا اور سبت کے ماننے کا اور تقرر کا اور اُن احکام کا جو نیکی اور اخلاق سے متعلق ھیں اور یہہ سب احکام بلاشبہہ حضرت آدم کو دیئے گئے تھے کچھہ اطلاع نہیں دی کیونکہ یہہ سب باتیں فرض سمجھی جاتی تھیں اور سب نیک آدمی شروع سے اُنکے علم اور استعمال سے مستفید تھے *

یہہ راے بشپ ولسن صاحب کی نہایت درست ھی جسکو بلا عذر ماننا چاھیئے اور اتنی بات زیادہ کہنی چاھیئے کہ اُس زمانہ کی شریعت کے جو احکام تھے اُنکے بیان کرنے سے کچھہ غرض زیادہ تر متعلق نہ تھی اسلیئے حضرت موسی علیہ‌السلام نے اُنکا ذکر نہیں کیا *

مگر اِس تقریر بشپ ولسن صاحب سے جو ایک عمدہ نتیجہ نکلتا ھی اُس پر غور کرنا چاھیئے اور وہ یہہ ھی کہ اُن تمام حالات سے جو مذکور ھوئے ظاھر ھوتا ھی کہ حضرت موسی علیہ السلام نے یہہ تعمد نہیں کیا کہ تمام واقعات کو اپنی کتاب میں لکھیں بلکہ صرف اُنہیں واقعات کا لکھنا چاھا تھا جو ضروری تھے یا جنکا لکھنا مناسب سمجھا تھا اور بہت سے واقعات ایسے ھیں جو حقیقت میں واقع ھوئے تھے مگر اُن کا بیان کتاب مقدس میں نہیں ھوا پس اگر کوئی ملہم شخص الہام کی روسے کوئی ایسا واقعہ پہلے زمانہ کا بیان کرے جسکا ذکر کتاب مقدس میں نہیں ھوا تو اُس واقعہ پر اس وجہہ سے کہ اُسکا ذکر کتاب مقدس میں نہیں ھی کچھہ اعتراض یا انکار نہیں ھوسکتا کیونکہ بہت سی دلیلوں سے ظاھر ھی کہ بہت سے واقعات ایسے ھیں جو بلاشبہہ واقع ھوئے مگر اُنکا ذکر کتاب ھاے مقدس میں نہیں ھوا دیکھو مقدس متی کی انجیل باب ۴ — ۲۳ *

† ڈائلی جلد ۱ صفحہ ۱۸ *

# پانچواں باب

۱ آدم سے لیکر نوح تک سب باپ دادوں کا تولد نامہ اور اُن کی عمر کی بڑھوتری اور اُن کی وفات کا بیان (۲۴) حنوخ کی دینداری اور اُس کے جیتے جی خدا کے حضور آسمان پر چلے جانے کی خبر —

---

## توریت مقدس

(۱) زِہ سِفِر تُولِدُت آدَم بِیُوم بِرُو اِلُوهِیم آدَم
بِدِموت اِلُوهِیم عَسَہ اُتُو ●

(۲) زَخَر وُنقِبَہ بِرَاَم وَیِبَرِخ اُوتَم وَیِقرَا اِتہ شِمَم
آدَم بِیُوم هِبرَاَم ●

(۳) وَیحِی آدَم شلُشِیم وُمِاَت شَنَہ وَیُولِد بِدِموتو
بِصَلمو وَیِقرا اِیتہ شِمُو شیت ●

۱ یہہ ہی کتاب † پیدایش آدم کی جس دن پیدا کیا خدا نے
آدم کو صورت ‡ پر خدا کی بنایا اُسکو —
۲ نر § اور مادہ پیدا کیا اُنکو اور برکت دی اُنکو اور پکارا اُن
کا نام آدم دن اُنکی پیدایش کے —
۳ اور عمر آدم کی تیس || اور سو برس کی تھی کہ اُسکے
پیدا ہوا اُسکی صورت پر اور مانند اُسکی پرچھائیں کے اور پکارا ¶
اُسکا نام شیث —

---

† اول تاریخ ۱ — ۱ — لوکہ ۳ — ۳۸ —
‡ پیدایش ۱ — ۲۶ — نامہ افیسیان ۴ — ۲۴ — نامہ کلسیان ۳ — ۱۰ —
§ پیدایش ۱ — ۲۷ —
|| (سپتو ایجنٹ) میں سو تیس برس کی تھی —
¶ پیدایش ۴ — ۲۵ —

## توریت مقدس

(۴) وَیِہْیُو یِمِی آدَم اَحَرِی ہُولِیدُو اِیت شیت
شِمُونِي مِأُت شَنَہ وَیُّولِد بَنِیم وُ بَنُوت *

(۵) وَیِہْیُو کُل یِمِي آدَم اَشِر حَي تِشَع مِأُت
شَنَہ و شلشیم شَنَہ وَیَمُوت *

(۶) وَیحِي شیت خَامِش شَنِیم وُ مِأَت شَنَہ
وَیُّولِد اِیت اِنُوش *

(۷) وَیحِي شیت اَحَرِي ہُولِیدُو اِیت اِنُوش
شِبَع شَنِیم وُشمُونِہ مِأُت شَنَہ وَیُولِد بَنِیم وُ بَنُوت *

۴ اور † تھے دن آدم کے بعد پیدایش شیث کے آٹھ سو ‡ برس
اور § پیدا ہوئے اُسکے بیٹے اور بیٹیاں —

۵ اور تھے کل دن آدم کے جنمیں جیتا رہا نو سو برس اور
تیس برس پھر مر || گیا —

۶ اور عمر شیث کی پانچ برس ¶ اور سو برس کی تھی کہ پیدا *
ہوا اُس کے انوش —

۷ اور جیتا رہا شیث بعد پیدا ہونے انوش کے سات + برس
اور آٹھ سو برس اور پیدا ہوئے اُسکے بیٹے اور بیٹیاں —

---

† اول تاریخ ۱ — ۱ وغیرہ —

‡ (سپتو ایجنٹ) سات سو برس —

§ پیدایش ۱ — ۲۸ —

|| پیدایش ۳ — ۱۹ — نامہ عبرانی ۹ — ۲۷ —

¶ (سپتو ایجنٹ) دو سو پانچ برس —

* پیدایش ۴ — ۲۶ —

+ (سپتو ایجنٹ) سات سو سات برس —

## توریت مقدس

(۸) وَیِہْیُو کُل یِمِي شیت شْتّیم عَسرِه شَنَه
وُتْشَع میٰوت شَنَه و یَموت *

(۹) وَیحِي اَنُوش تِشعیم شَنَه وَیُولِد اِیت
قِینان *

(۱۰) وَیحِي اِنوش اَحَرِي هُولِیدُو اِیت قِینان
حَمِش عِسرِه شَنَه و شِمُونِه میٰوت شَنَه وَیُولِد بَنِیم وبَنُوت *

(۱۱) وَیِہْیُو کُل یِمِي اِنُوش حَمِش شَنِیم وَتِشع
میٰوت شَنَه وَیَموت *

(۱۲) وَیحِي قِینان شِبعِیم شَنَه و یُولِد اِیت
مَهَلَلْ اِیل *

۸ اور تھے کل دن شیث کے بارہ برس اور نو سو برس پھر
مرگیا —
۹ اور عمر انوش کی نوے † برس کی تھی کہ پیدا ہوا اُسکے
قینان —
۱۰ اور جیتا رہا انوش بعد پیدا ہوتے قینان کے پندرہ برس
اور آٹھہ سو ‡ برس اور پیدا ہوئے اُسکے بیٹے اور بیٹیاں —
۱۱ اور تھے کل دن انوش کے پانچ برس اور نو سو برس
پھر مرگیا —
۱۲ اور عمر قینان کی ستر برس § کی تھی کہ پیدا ہوا
اُسکے || مہلل ایل —

---

† (سپٹو ایجنٹ) ایک سو نوے برس کی —
‡ (سپٹو ایجنٹ) سات سو پندرہ برس —
§ (سپٹو ایجنٹ) ایک سو ستر برس —
|| یونانی ترجمہ [illegible] —

## توریت مقدس

(۱۳) وَیְחִי قِینָان اَحَרִי هُولِیدُو اِیت مَہَلَل
اِیل اَرבָּעִים شָנָה وּשְׁמוֹנֶה مֵאוֹت شָנָה و یוֹלֶد בָּנִים و בָנוֹت *

(۱۴) وַיִּהְיוּ כָּل یְמֵי قِینָان عֶשֶׂر شָנִים וּתְשַׁע
מֵאוֹت شָנָה וַיָּמֹت *

(۱۵) وַיְחִי مַהֲلַلْ اِیل حָמֵש شָנִים וְשִׁשִּׁים شָנָה
و یוֹלֶد ایت یָרֶד *

(۱۶) وَیְחִי مَہَلَل اِیل اَحְרִי هُولِیدُو اِیت
یֶרֶד שְׁלֹשִׁים شָנָה וּשְׁמֹנֶה מֵאוֹت شָנָה وَیּוֹלֶد בָּנִים و בָנוֹت *

(۱۷) وַיִּהְיוּ كُل یְמֵי مَہَلَل اِیل حָמֵש וּתְשְׁעִים
شָנָה וּשְׁמֹנֶה מֵאוֹت شָנָה وַיָּמֹت *

۱۳ اور جیتا رہا قینان بعد پیدا ہونے مہلل ایل کے چالیس
برس اور آٹھ † سو برس اور پیدا ہوئے اُسکے بیٹے اور بیٹیاں —
۱۴ اور تھے کل دن قینان کے دس برس اور نو سو برس پور
ہوگیا —
۱۵ اور عمر مہلل ایل کی پانچ ‡ برس اور ساٹھہ برس کی
تھی کہ پیدا ہوا اُسکے یارد —
۱۶ اور جیتا رہا مہلل ایل بعد پیدا ہونے یارد کے تیس برس
اور آٹھہ § سو برس اور پیدا ہوئے اُسکے بیٹے اور بیٹیاں —
۱۷ اور تھے کل دن مہلل ایل کے پچانوے برس اور آٹھہ سو
برس پور ہوگیا —

---

† (سپٹو ایجنٹ) سات سو چالیس برس —
‡ (سپٹو ایجنٹ) ایک سو پینسٹھہ برس کی (بموجب دوسرے نسخہ کے) پینسٹھہ برس کی —
§ (سپٹو ایجنٹ) سات سو تیس برس (بموجب دوسرے نسخہ کے) آٹھہ سو تیس برس —

توریت مقدس

(۱۸) وَيְחִי־יֶרֶד שְׁתַּיִם וְשִׁשִּׁים שָׁנָה וּמְאַת שָׁנָה וַיּוֹלֶד אֶת־חֲנוֹךְ *

۱۸ اور یارد ایک سو باسٹھ § برس اور سو برس کی تھی کہ پیدا ہوا اسکے حنوخ || ـــ

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۱۸ † و اذکر فی الکتاب ادریس انه کان صدیقا نبیا *

‡ اعلم ان ادریس علیه السلام هو جد ابی نوح علیه السلام و هو نوح ابن لامک ابن متوشلح ابن حنوخ و هو ادریس قول سمی ادریسا لکثرة دراسته و اسمه حنوخ *

اور ذکر کر کتاب میں ادریس کا وہ تھا سچا نبی ـــ

جاننا چاہیئے کہ حضرت ادریس علیه‌السلام وہ دادا ہیں باپ نوح علیه‌السلام کے اور وہ نوح بیٹے ہیں لامک بیٹے متوشلح بیٹے حنوخ کے اور انہی کا نام ادریس ہے، کہتے ہیں کہ اُن کا نام ادریس رکھا تھا بسبب اُن کی زیادہ دراست کے اور اُن کا نام حنوخ ہی ـــ

توریت مقدس

(۱۹) وַיְחִי־יֶרֶד אַחֲרֵי הוֹלִידוֹ אֶת־חֲנוֹךְ שְׁמֹנֶה מֵאוֹת שָׁנָה וַיּוֹלֶד בָּנִים וּבָנוֹת *

۱۹ اور جیتا رہا یارد بعد پیدا ہونے حنوخ کے آٹھ سو ¶ برس اور ہوئے اُسکے بیٹے اور بیٹیاں ـــ

---

† سورہ مریم آیت ۵۶ ـــ

‡ تفسیر کبیر سے

§ ( سپٹو ایجنٹ ) ایک سو باسٹھ برس ( بموجب دوسرے نسخہ کے ) دو سو باسٹھ برس ( سامری باسٹھ برس ) ـــ

|| نامہ یہود داہ ۱۴ و ۱۵ ـــ

¶ ( سپٹو ایجنٹ ) آٹھ سو برس ( بموجب دوسرے نسخہ کے ) چالیس سو برس ( سامری ) نو سو برس ـــ

## توریت مقدس

(۲۰) وَیِهیُو کُل یِمِی یِرِد شِتَّیِم وِ شِشِّیم شَنَه
وُ تشع مِاُوت شَنَه وَیَّمُت ٭

(۲۱) وَیحِی حَنُوخ حَمِش وِ شِشِّیم شَنَه وَیُولِد
اِیت مِتُو شَلَح ٭

(۲۲) وَیِّتْهَلِّخ حَنُوخ ایت هَا اِلُوهِیم اَحَرِی
هُولِیدُو ایت مِتُو شِلَح شِلُش مِاُوت شَنَه و یولد بنیم
و بنوت ٭

(۲۳) وَیهی کُل یِمِی حَنُوخ حَمِش و ششیم
شَنَه و شِلُش مِاُوت شَنَه ٭

۲۰ اور تھے کل دن یارد کے باسٹھ برس اور نو سو برس
پھر مرگیا —

۲۱ اور عمر حنوخ کی † پینسٹھ برس کی تھی اور پیدا ہوا
اُسکے متوشالح ‡ —

۲۲ اور چلتا رہا حنوخ § خدا میں بعد پیدا ہونے متوشالح کے
تین || سو برس اور پیدا ہوئے اُسکے بیٹے اور بیٹیاں —

۲۳ اور تھے کل دن حنوخ کے پینسٹھ برس اور تین سو برس —

---

† (سپٹواجنٹ) ایک سو پینسٹھ برس (بموجب دوسرے نسخے کے) پینسٹھ برس —

‡ یونانی ترجمہ ماتھوسلع —

§ باب ۶ — ۹ — ۱۷ — ۱ — ۲۴ — ۲۰ — ۲ سلاطین ۲۰ — ۳ — زبور ۱۶ — ۸ — ۱۱۶ — ۹ — ۱۲۸ — ۱ — میکاہ ۶ — ۸ — ملاکی ۲ — ۶ —

|| (سپٹواجنٹ) دو سو برس (بموجب دوسرے نسخے کے) تین سو برس —

توریت مقدس

( ۲۴ ) وَیِتهَلِخ حنوخ ایت هَا
اِلوهیم وِ ایننّو کِے لَقَح اُتو اِلو هیم *

۲۴ اور چلتا تھا حنوخ ‡ خدا میں اور غایب
ہوگیا کیونکہ اُٹھالیا اُسکو خدانے —

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۲۴ † و رفعناه مکانا علیا *
اور اُٹھا لیا ہمنے اُس کو ایک اونچے مکان پر —

## توریت مقدس

( ۲۵ ) وَیِہیِ مِتُو شِلَح شبع وُ شمُو نیم شَنَہ
وُ مأوت شَنَہ و یُولِد ایت لَمِخ *

( ۲۶ ) وَیحِي مِتُو شلَح اُحَری هُولیدُو ایت
لِمِخ شِتَیِم و شِمُنیم شَنَہ وَ شِبَع مأوت شَنَہ وَ یُولد بَنِیم
وُ بنُوت *

( ۲۷ ) وَ یہیُو کُل یِمیِ مِتُو شِلَح تِشَع و شِشیم
شنہ و تِشع مأوت شَنَہ وَ یمُت *

۲۵ اور عمر متو شلح کی ستاسی § برس کی اور سو برس کی
تھی اور پیدا ہوا اُس کے لامخ —
۲۶ اور جیتا رہا متوشلح بعد پیدا ہونے لامخ کے بیاسی برس
اور سات سو || برس اور پیدا ہوئے اُس کے بیٹے اور بیٹیاں —
۲۷ اور تھے کل دن متوشلح کے اُنہتر برس اور نو سو برس
پھر مرگیا —

---

† سورۃ مریم آیت ۵۷ —

‡ ۲ سلاطین ۲ — ۱۱ — نامہ عبریاں ۱۱ — ۵ —

§ ( سپتو ایجنٹ ) ایک سو ستاسی برس ( بموجب دوسرے نسخہ کے ) دوسو ستاسی برس
( سامری ) سوسٹھہ برس —

|| بموجب دوسرے نسخہ سپتو ایجنٹ کے ۶۵۳ سو بیاسی برس ( سامری ) نو سو ہو برس —

## توراۃ مقدس

(۲۸) ویحي لمخ شتیم وشمونیم شنه ومات شنه
ویولد بن *

(۲۹) ویقرا ایت شمو نواح لامر زه ینحمنو
ممعسنو ومعصبون یدینو من ها - ادمه اشر اررہ یہوواہ *

(۳۰) ویحي لمخ احري هولیدو ایت - نواح
حمش وتشعیم شنه وحمش ماوت شنه ویولد بنیم
وبنوت *

(۳۱) ویہی کل یمي لمخ شبع وشبعیم شنه
وشبع ماوت شنه ویمت *

۲۸ اور عمر لامخ کی بیاسی † برس اور سو برس کی تھی اور
پیدا ہوا اُس کے بیٹا —

۲۹ اور پکارا اُس کا نام ‡ نوح § کہتے ہوئے کہ یہہ بہلائیگا
ہمکو ہمارے کاموں سے اور مشقتوں ہمارے ہاتوں کی سے زمین سے
جسے || لعنت کی اللہ نے —

۳۰ اور جیتا رہا لامخ بعد پیدا ہونے نوح کے پچانوے برس ¶
اور پانچ سو برس اور پیدا ہوئے اُس کے بیٹے اور بیٹیاں —

۳۱ اور تھے کل دن لامخ کے ستتر برس اور سات سو برس
پھر مرگیا —

---

† (سپتو ایجنٹ) ایک سو اٹھاسی برس (سامری) ترپن برس —

‡ یونانی ترجمہ ' نوح ' یعنی آرام یا تسلی —

§ لوک ۳ — ۳۶ — نامہ عبریاں ۱۱ — ۷ — ۱ پطرس ۳ — ۲۰ —

|| باب ۳ — ۱۷ — ۳ — ۱۱ —

¶ (سپتو ایجنٹ) پانسو نواسی برس (سامری) سات سو چوبیس برس —

## توریت مقدس

( ۳۲ ) وَیْہِی نوَاحِ بِن حَمِش مِاوت شنہ و یولِد
نوَاح اِیت شِم اِیت حَم و اِیت یفَت *

۳۲ اور تھا نوح پیدا ہوا پانچ سو برس کا اور پیدا ہوئے نوح کے شم † حام یافت ‡ —

---

## تفسیر

۱ ( آدم ) یہہ باپ ہیں تمام انسانوں کے جو اِس دور میں ہیں ہم مسلمان اِنکو نبي جانتے ہیں اور اسلیئے کہتے ہیں کہ سب سے اول نبي حضرت آدم علیہ‌السلام ہیں خدا نے اِن سے کلام کیا اور تمام چیزیں خود خدا نے اُنکو سکھائیں مشکواۃ میں حدیث ہی کہ ابو ذر نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون نبیوں میں پہلا تھا آپنے فرمایا آدم ابو ذر نے کہا کہ کیا وہ نبي تھے آپنے فرمایا کہ ہاں نبي تھے اُن سے اور خدا سے باتیں ہوئي تھیں

مشکواۃ باب بدء الخلق
عن ابي ذر قال قلت یا رسول اللہ اي الانبیاء کان اول قال ادم قلت و نبي کان قال نعم نبي متکلم —

اور بعض عالموں نے باتیں ہونے سے یہہ مراد لي ہی کہ اُنپر صحیفے اُترے تھے *

۲ ( پکارا اُن کا نام آدم ) بشپ پٹرک § صاحب اسمقام پر آدم سے آدمي مراد لیتے ہیں تاکہ دونوں جنسوں یعني مذکر و مونث کو شامل ہو جیسیکہ ( ہومون ) رومي زبان میں تفسیر اسکاٹ میں لکھا ہی کہ یہہ نام زمین کے سرخ رنگ سے جس سے اُنکا جسم بنایا گیا تھا لیا گیا ہی *

۳ ( عمر آدم کي ) اس باب میں جو اختلاف ہو ایک بزرگ کي عمر میں بروقت پیدا ہونے اُن کے بیٹوں کے اور اُنکے زندہ رہنے میں بعد پیدا ہونے بیٹوں کے ہی وہ سب حاشیہ پر بمقابلہ متن لکھا گیا ہی اسمقام پر اُسکا حساب لکھا جاتا ہی *

| واقعات | | عبري | سپتوایجنت | سامري |
|---|---|---|---|---|
| عمر آدم کي وقت پیدا ہونے شیث کے | ... | ۱۳۰ | ۲۳۰ | ۱۳۰ |
| عمر شیث کي بروقت پیدا ہونے انوش کے | ... | ۱۰۵ | ۲۰۵ | ۱۰۵ |

---

† باب ۶ — ۱۰ —
‡ باب ۱۰ آیت ۲۱ —

| واقعات | عبري | سپتوايجنٹ | سامري |
|---|---|---|---|
| عمر انوش کي وقت پيدا هونے قينان کے ... | ۹۰ | ۱۹۰ | ۹۰ |
| عمر قينان کي وقت پيدا هونے مهلل ايل کے... | ۷۰ | ۱۷۰ | ۷۰ |
| عمر مهلل ايل کي وقت پيدا هونے يارد کے... | ۶۵ | ۶۵ | ۶۵ |
| عمر يارد کي وقت پيدا هونے حنوخ کے ... | ۱۶۲ | ۲۶۲ | ۶۲ |
| عمر حنوخ کي وقت پيدا هونے متوشلح کے... | ۶۵ | ۶۵ | ۶۵ |
| عمر متوشلح کي وقت پيدا هونے لامک کے... | ۱۸۷ | ۲۸۷ | ۶۷ |
| عمر لامک کي وقت پيدا هونے نوح کے ... | ۱۸۲ | ۱۸۸ | ۵۳ |
| عمر نوح کي وقت پيدا هونے شم حام يافث کے | ۵۰۰ | ۵۰۰ | ۵۰۰ |
| وقت طوفان ... | ۱۰۰ | ۱۰۰ | ۱۰۰ |
| ميزان | ۱۶۵۶ | ۲۲۶۲ | ۱۳۰۷ |
| بيشي به نسبت عبري کے ... | * | ۶۰۶ | * |
| کمي به نسبت عبري کے ... | * | * | ۳۴۹ |

## دوسرا حساب

| واقعات | عبري | سپتوايجنٹ | سامري |
|---|---|---|---|
| زندگي آدم کي بعد پيدا هونے شيث کے ... | ۸۰۰ | ۷۰۰ | ۸۰۰ |
| زندگي شيث کي بعد پيدا هونے انوش کے... | ۸۰۷ | ۷۰۷ | ۸۰۷ |
| زندگي انوش کي بعد پيدا هونے قينان کے... | ۸۱۵ | ۷۱۵ | ۸۱۵ |
| زندگي قينان کي بعد پيدا هونے مهلل ايل کے | ۸۴۰ | ۷۴۰ | ۸۴۰ |
| زندگي مهلل ايل کي بعد پيدا هونے يارد کے | ۸۳۰ | ۷۳۰ | ۸۳۰ |
| زندگي يارد کي بعد پيدا هونے حنوخ کے ... | ۸۰۰ | ۷۰۰ | ۹۰۰ |
| زندگي حنوخ کي بعد پيدا هونے متوشلح کے... | ۳۰۰ | ۳۰۰ | ۳۰۰ |
| زندگي متوشلح کي بعد پيدا هونے لامک کے | ۷۸۲ | ۶۸۲ | ۹۰۲ |
| زندگي لامک کي بعد پيدا هونے نوح کے ... | ۵۹۵ | ۵۸۹ | ۷۲۳ |
| عمر نوح کي بروقت طوفان کے ... | ۶۰۰ | ۶۰۰ | ۶۰۰ |
| زندگي نوح کي بعد طوفان کے ... | ۳۵۰ | ۳۵۰ | ۳۵۰ |
| ميزان | ۷۵۱۹ | ۶۸۱۳ | ۷۸۹۸ |
| بيشي به نسبت عبري کے ... | * | * | ۳۳۹ |
| کمي به نسبت عبري کے ... | * | ۷۰۶ | * |

تفسیر اشکات † میں نسبت اختلاف سپٹو ا یجنٹ کے لکھا ہی کہ "یونانی ترجمہ بیبل کا جسکا نام سپٹو ایجنٹ ہی انگریزي ترجمہ سے جو عبري سے ہوا ہی اِس نسب نامہ میں اختلاف رکھتا ہی یہہ اختلاف خاص کر زیادہ کرنے سے سو برس عمر آدم میں اور چھہ اگلوں کي عمر میں پیشتر ولادت اُنکے بیٹوں سے جنکا یہاں ذکر ہی اور اُن کي عمروں کے پچھلے حصہ میں سے اُنھیں سو برس کو وضع کرنے سے علاقہ رکھتا ہی جس سے کل تعداد عمر کي یکساں ہوجاتي ہی پس اُس زمانہ میں جو درمیان پیدایش اور طوفان کے ہی سات سو برس زیادہ کیئے ہیں بہ نسبت ہمارے حساب کے مگر اصل عبري نسخہ ہمارے اعتماد کرنے کا زیادہ مستحق ہی " پس مجھکو بھي نسبت اِس اختلاف کے کچھہ لکھنا چاہیئے مگر جو کہ یہہ اختلاف حضرت ابراهیم علیہ السلام کے پیدا ہونے تک برابر چلا جاتا ہی اسواسطے اسمقام پر اِن اختلافات کي نسبت بحث کرنا میں مناسب نہیں سمجھتا بالفعل یہي بات کافي ہی کہ اِن تمام اختلافات کو حاشیہ پر لکھتا جاؤں اور جب یہہ سب ختم ہولیں اُسوقت اِنکي نسبت جو لکھنا ہی سو لکھوں *

( اُس کي صورت پر ) علماء ‡ عیسائي اِس مقام پر لکھتے ہیں کہ آدم بنایا گیا تھا خدا کي صورت پر اور جب آدم نے ممنوعہ پھل کھایا تو وہ اُس کي پہلي صورت اگرچہ بالکل جاتي نہیں رہي تاهم اُس میں نقصان آ گیا تھا اُسي نقصان شدہ شبیہہ پر یہہ بیٹا پیدا ہوا تھا اسلیئے یہاں کہا گیا کہ آدم کي صورت پر پیدا ہوا *

هم مسلمان اُس کے یہہ معني نہیں لیتے بلکہ هم یہہ مطلب نکالتے ہیں کہ یہہ الفاظ تمیز دکھاتے ہیں شیث میں اور آدم کے اور بیٹوں میں کیونکہ اور کسي بیٹے کے لیئے یہہ لفظ نہیں کہے گئے حالانکہ سب بیٹے آدم هي کي صورت پر پیدا ہوئے تھے پس اِن الفاظ سے ظاهري صورت کي مشابہت مراد نہیں ہی بلکہ سیرت کي مشابہت مراد ہی اور یہہ دلیل اثبات کي ہی کہ جسطرح حضرت آدم نبي تھے اسیطرح حضرت شیث بھي نبي تھے چنانچہ هم مسلمان حضرت شیث علیہ السلام کو نبي مانتے ہیں اور اِن کے نام کے ساتھ صحیفے بھي مشہور ہیں *

۱۸ ( حنوخ ) جن کو حنوک بھي کہتے ہیں انگریزي میں اینک ان کا نام ہی هم مسلمان اِنکا نام ادریس لیتے ہیں اور قرآن مجید میں بھي اِنکا یہي نام آیا ہی *

هم مسلمانوں کے اعتقاد میں حضرت حنوک علیہ السلام بھي نبي ہیں اور اُن پر صحیفے بھي خدا کیطرف سے اُترے تھے چند صحیفے اِن کے اب تک مشہور ہیں علماء

† تفسیر اسکاٹ جلد ۱ صفحہ ۷ —
‡ تفسیر کاتھلي جلد ۱ صفحہ ۱۸ —

عیسائی اُن کو الہامی ہوئی کتابیں بتاتے ہیں جان الڈی صاحب نے اپنی کتاب سیکلوپیڈیا میں لکھا ہی کہ " ایک رسالہ مسمی بہ کتاب اینک اب بھی موجود ہی اور اُس کتاب کا ترجمہ زبان اتھوپیا سے انگریزی اور جرمنی میں کیا گیا ہی یہہ ترجمہ اتھوپیا کا معلوم ہوتا ہی کہ ایک یونانی ترجمہ سے ہوا اور وہ یونانی ترجمہ اصل عبری سے ترجمہ ہوا ہی *

۲۴ (وہ چلتا تھا خدا میں) یعنی خدا کے حکموں پر قایم تھا اور نہایت سچا اعتقاد خدا میں رکھتا تھا *

(اُٹھا لیا) علماء یہود اور علماء † عیسائی اور ہم مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالی نے حضرت ادریس علیہ‌السلام کو زندہ اُٹھا لیا تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ اُٹھا لیا کے لفظ سے ایک خالی مکان میں اُٹھا لینا مراد ہی کیونکہ جب کہا جاتا ہی کہ ہمنے ایک مکان میں اُٹھا لیا تو اُس سے یہی مراد ہوتی ہی کہ دوسری جگہہ اُٹھا لیا صرف مرتبہ کی بلندی مراد نہیں ہوتی " پس حضرت ادریس علیہ‌السلام آسمان میں یا بہشت میں ہیں اور بموجب صحیح قول کے زندہ ہیں مرے نہیں ‡ *

تفسیر کبیر

ان المراد الرفعة فی المکان الی موضع عالي و هذا اولی لان الرفعة المقرونة بالمکان تکون رفعة فی المکان لافي الدرجة *

۲۹ (نوح) اس کے معنی ہیں آرام کے یا تر و تازگی کے خدا تعالی نے حضرت آدم سے کہا تھا کہ زمین تیرے § لیئے ملعون ہوئی محنت کے ساتھہ تو اپنی عمر بھر اُس سے کھاویگا اس لیئے حضرت آدم کی زندگی میں جسقدر اولاد پیدا ہوئی تھی اُن سے اُس محنت اور مشقت کے دور ہونے کی فال نہیں لی جا سکتی تھی بعد وفات حضرت آدم علیہ‌السلام کے جب حضرت نوح پیدا ہوئے تو لامک نے اُس محنت کے دور ہونے کی توقع کی چنانچہ عموماً یہہ بات خیال کی گئی ہی کہ حضرت نوح علیہ‌السلام نے کشتکاری کو بہت ترقی دی || اور جسقدر محنت زمین کے جوتنے بونے میں پہلے ہوتی تھی ویسی محنت نہیں رہی تھی *

---

† عبرانیوں ۱۱ — ۵ و ۶ —

‡ میری تحقیق اب اس کے برخلاف ہی و رفعناہ مکانا علیا سے بلندی مرتبہ مراد ہی اور ادریس کے زندہ ہونے کا بھی مجھہ اعتقاد نہیں ہی تفسیر قرآن میں اس کی بحث ہی — سید احمد (سنہ ۱۸۹۳ ع)

§ پیدایش ۳ — ۱۷ —

|| دیکھو پیدایش ۹ — ۲۰ —

۳۲ (شم حام یافث) معلوم ہوتا ہی کہ یافث سب سے بڑے بیٹے † حضرت نوح کے تھے اور شم منجھلے ‡ بیٹے تھے اور حام ان تینوں میں چھوٹے § بیٹے تھے مگر باوجود اسکے اس مقام میں بھی اور اس سے تھوڑی دور آگے شم کو اول بیٹا بیان کیا گیا ہی اسکی وجہہ || سیتک ہوس صاحب یہہ بیان کرتے ہیں کہ یا تو حقوق نسل کے اُسکے حق میں تبدیل کیئے گئے ہونگے (اگرچہ مقدس مورخ نے اسکی نسبت کچھہ نہیں کہا) یا یہہ کہ خدا تعالی نے اسباب کے ظاہر کرنے پر جلد توجہہ کی کہ اپنی عنایتوں کی ترتیب میں جو وہ اکثر چھوٹے بچوں پر کیا کرتا ہی قدرت کی ترتیب کا وہ پابند نرہیگا یا یہہ وجہہ ہو جسکو وہ نہایت غالب سمجھتے ہیں کہ یہودیوں کی قوم الٰہی سے پیدا ہونے والی تھی اور وہ اور اُسکی اولاد اس تمام تاریخ کا مقدم مضمون ہونے کو تھی *

---

† دیکھو پیدایش ۱۰ — ۲۱ —

‡ دیکھو پیدایش ۱۱ — ۲۱ —

§ دیکھو پیدایش ۹ — ۲۴ —

|| ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۲۰ —

# چھتا باب

۱ دنیا کے لوگوں کی شرارت اور خدا کے قہر کا نازل ہونا اور طوفان کا بھیجا جانا ۸ نوح کا مہربانی پانا ۱۴ کشتی بنانے کا حکم اور اُسکی ترتیب اور طول اور اُس مراد کا بیان جس سے اُسکے بنانے کا حکم ہوا —

## توریت مقدس

(۱) وَیِہِی کِی ہِیحِل ہَاآدَم لَرُوب عَل پِنِی ہَاآدَمَہ وَبَنُوت یُلِّدُو لَہِم *

(۲) وَیِراُو بِنِی ہَا اِلُوہِیم اِیت بِنُوت ہَاآدَم کِی طُبُت ہِنَّہ وَیِقحُو لَہِم نَاشِیم مِکُّل اَشِر بَحَرُو *

(۳) وَیُّومِر یَہوَاہ لُویَدُون رُوحِی بَاآدَم لِعُلَم بِشَگَّم ہُو بَاسَر وِہَیُو یَمَاو مَاَہ وِعِسرِیم شَنَہ *

۱ اور ہوا کہ † شروع ہوا آدمی بڑھنے کو اوپر منہہ زمین کے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں اُنکے —

۲ جب دیکھا بیٹوں ‡ خدا نے بیٹیوں آدمی کو کہ اچھی ہیں وہ تب لیں § اپنے لیئے عورتیں سب میں سے جسکو پسند کیا —

۳ اور کہا اللہ نے کہ ٹھہریگی روح میری || ساتھہ آدمی کے ہمیشہ کو کیونکہ * وہ بشر ہی تو ہوں دن اُسکے سو اور بیس برس —

---

† باب ۱ — ۲۸ —

‡ ( حاصل ترجمہ) خدا کی پرستش کرنے والوں نے —

§ استثنا ۷ — ۳ و ۴ —

|| نامہ گلاتیان ۵ — ۱۶ و ۱۷ ۱ پطرس ۳ — ۱۹ و ۲۰ —

* زبور ۷۸ — ۳۹ —

### توریت مقدس

(۴) هَنفليم هَيُو بَآرِص بَيَّميم هَهيم وِگَم أَحَري خِن أَشَر يَبُو بني هَاِلوهيم ال بنوت هَآ دَم وِ يَلَدُو لَهِم هِمَّه هَگِبُّريم إشَر مِعولَم آنشي هَشّم *

(۵) وَيَرِ يهوه كِے رَبَّه رَعَت هَآدَم بَآرِص وِكُل يِصِر مَهشَبت لِبُّو رَق رَع كُل هَيُّوم *

۴ ناخدا پرستوں تھے زمین پر اُن دنوں اور بعد اُسکے ایسے ہی جب آئے بیٹے § خدا کے پاس بیٹیوں آدمی کے اور پیدا ہوئے اُنسے وہ جبار جو ہمیشہ سے انسان نامی ہیں —

۵ اور دیکھا اللہ نے کہ بہت ہوئی بدی آدمی کی زمین پر اور کل تصور ‖ وسوسوں اُسکے دل کا ہی صرف بدی تمام دنوں —

### مطابق قرآن مجید اور حدیث سے

۴ † و قال نوح رب لاتذر علی الارض من الکفرین دیارا انک ان تذرھم یضلوا عبادک ولایلدوا الا فاجرا کفارا *

۵ ‡ و نوحا اذنادیٰ من قبل فاستجبنا لہ فنجینہ و اھلہ من الکرب العظیم و نصرناہ من القوم الذین کذبوا با یتنا انھم کانوا قوم سوء فاغرقنھم اجمعین *

کہا نوح نے اے رب نہ چھوڑ زمین پر کافروں کا ایک گھر بسنے والا بے شک اگر تو چھوڑے اُنکو گمراہ کریں تیرے بندوں کو اور نہ پیدا ہونگے اُنسے مگر بدکار اور حق بات کے منکر —

اور نوح کو جب اُسنے پکارا اُس سے پہلے پھر مان لی ہمنے اُسکی پکار پھر بچایا ہمنے اُسکو اور اُسکے گھر والوں کو بڑی گھبراہٹ سے اور مدد کی ہمنے اُسکی اُن لوگوں پر جو جھٹلاتے تھے ہماری نشانیاں وہ تھے برے لوگ پھر ڈبایا ہمنے اُن سب کو —

### توریت مقدس

(۶) وَيِنَّاحِم يهوه كِے عَسَه إِت هَآدَم بَآرِص وَيِّتعَصِّب اِل لِبّو *

۶ تب تاسف * کیا اللہ نے کہ بنایا آدمی کو زمین پر اور غصہ ⊥ کیا اپنے دل میں —

---

† سورۃ نوح آیت ۲۶ و ۲۷ —
‡ سورۃ انبیاء آیت ۷۶ و ۷۷ —
§ (حاصل ترجمہ) خدا کی پرستش کرنے والے —
‖ پیدایش ۸ — ۲۱ استثناء ۳۱ — ۲۱ امثال ۶ — ۱۸ متی ۱۵ — ۱۹ —
* دیکھو اعداد ۲۳ — ۱۹ ۱ سموئیل ۱۵ — ۱۱ و ۲۹ ۲ سموئیل ۲۴ — ۱۶ ملاکی ۳ — ۶ یعقوب ۱ — ۱۷ —
⊥ اشعیاء ۶۳ — ۱۰ نامہ افسیان ۴ — ۳۰ —

## توریت مقدس

( ۷ ) وَیُومِریُہوَہ اِمحہ ایت ہاآدم اَشِر بَرآتِے

مِعَل پنِي ہاآدمہ مِآدم عَد بِہمہ عَد رِمس وِعد عُوف

ہشّمیم کے نِحمتِي کے عَسِیتِیم *

۷ اور کہا الله نے مٹاؤنگا آدمی کو جسے بنایا میںنے اوپر سے
منھہ زمین کے آدمی سے چوپایوں تک اور رینگنے والے تک اور پرند
آسمان تک کیونکہ مقدر کیا † میں نے جب بنایا میں نے اُنکو–

توریت مقدس

( ۸ ) وَنُحَ مَصَا حِن بعیئي یُہوَہ *

۸ اور نوح نے پائي § رحمت نظروں میں الله کے–

مطابق قرآن مجید اور حدیث سے

۸ ‡ ولقد ارسلنا نوحا الی قومه فقال یقوم
اعبدوا الله مالکم من اله غیره افلا تتقون *
اور ہمنے بھیجا نوح کو اُسکی قوم کے پاس پھر
اُسنے کہا اے قوم بندگی کرو الله کی نہیں ہے تمہارے
لیئے کوئی معبود بجز اُسکے کیا تمکو ڈر نہیں

## سورة نوح

( ۹ ) اِلّہ تُولِدُت نُحَ نُحَ اِیش صَدّیق تمیم ہَیہَ

بِدُر تاوُ ایت ہاالوہیم ہِتحَلّخ نُحَ *

۹ یہہ ہے جنم پترہ نوح کا نوح || مرد صدیق [کامل تھا اُن
زمانوں میں خدا کے ساتھہ چلتا تھا * نوح–

---

† اس لفظ کا ترجمہ جو ( مقدر کیا ) کیا ہے اسکی سند کے لیئے دیکھو ایوب ۷ — ۱۳ —
۱ سموئیل ۱۵ — ۱۱ —
‡ سورة مومنون آیت ۲۳ —
§ باب ۱۹ — ۱۹ خروج ۳۳ — ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۷ لوقا ۱ — ۳۰ اعمال ۷ — ۴۶ —
|| * باب ۷ — ۱ حزقیل ۱۴ — ۱۴ و ۲۰ نامہ رومیان ۱ — ۱۷ نامہ عبرانی ۱۱ — ۷
۲ پطرس ۲ — ۵ —
* باب ۵ — ۲۲ —

توریت مقدس

۱۰ ) ویولد نح شلشہ بنیم ایت شم
ایت حم و ایت یفت *

( ۱۱ ) و تشحت ھارص لفنی ھالوھیم
و تمالی ھارص حمس *

( ۱۲ ) و یر الوھیم ایت ھارص
وہنہ نشحتہ کے ھشحیت کل بسر ایت
درکو عل ھارص *

۱۰ اور پیدا کیا نوح نے تین بیٹے شیم کو || حام کو اور یافث کو —

۱۱ اور خراب ھوگئی زمین سامنے ¶ خدا کے اور بھر گئی * زمین بدکاری سے —

۱۲ اور دیکھا ‡ خدا نے زمین کو کہ اب خراب ھوگئی کیونکہ مٹادیا سب بشر نے رستہ اپنے کو اوپر زمین کے —

مطابق قرآن مجید اور حدیث سے

۱۰ † قال سعد ابن المسیب کان ولد نوح ثلثہ سام و حام و یافث *

۱۱ ‡ و قوم نوح من قبل انہم کانوا قوما فسقین *

۱۲ § وقوم نوح من قبل انہم کانوا ھم اظلم و اطغی *

کہا سعد ابن مسیب نے کہ تھی اولاد نوح کی تین سام اور حام اور یافث —

اور نوح کی قوم کو اس سے پہلے بےشک وہ تھے لوگ نافرمان بدکار —

اور قوم نوح کی اس سے پہلے بےشک وہ تھی بڑی ظالم اور سرکش —

---

† ترمذی و تفسیر معالم التنزیل سے

‡ سورۃ الذاریات آیت ۴۶ —

§ سورۃ نجم آیت ۵۲ —

|| باب ۵ — ۳۲ —

¶ باب ۷ — ۱ ۱۰ — ۹ ۱۳ — ۱۳ ۲ تواریخ ۳۳ — ۲۷ لوقا ۱ — ۶ نامہ رومیان ۲ — ۱۳ باب ۳ — ۱۹ —

* حزقیل ۸ — ۱۷ ۲۸ — ۱۶ حبقوق ۲ — ۸ و ۱۷ —

‡ باب ۱۸ — ۲۱ زبور ۱۴ — ۲ ۳۳ — ۱۳ و ۱۴ ۵۳ — ۲ و ۳ —

## توریت مقدس

(۱۳) ویؤمر اِلُوهیم لنُحَ قِص کل
بَسَرَ بَآ لِفَنَاي کِے مَلاَه هَاَرِص حَمَس
مِپّنِیهِم وِهِنِنِي مَشحِیتَم ایت هَآرِص *

(۱۴) عِسه لِخَ تِبَت عِصِی کُفِر
قِنِیم تَعَسه ایت هَتِبَه وِ خَفَرتَ آتَه مِبَّیِت
دُم حُوص بَکُوفِر *

۱۳ اور کہا خدا نے نوح کو || وقت ہر بشر کا
آیا میرے سامنے کیونکہ بھر گئی زمین بدکاری سے اُنکے
سامنے کی سے اُنکی اور ¶ اب میں مٹاؤنگا اُنکو
زمین سے * —

۱۴ بنا اپنے واسطے کشتی لکڑی شمشاد کی
خانہ دار بنا تو کشتی کو اور روغن کر اُسکو اندر اور
باہر ساتھ قیر کے —

## مطابق قران مجید اور حدیث سے

۱۳ و ۱۴ † واوحي الی نوح انه لن یومن من قومک الامن قد آمن فلاتبتئس بما کانوا یفعلون واصنع الفلک باعیننا و وحینا ولاتخاطبني فی الذین ظلموا انهم مغرقون *

‡ و حملنه علی ذات الواح و دسر تجري باعیننا جزاء لمن کان کفر *

§ قوله و اوحینا اشارة الی انه تعالی یوحی الیه انه کیف ینبغي جعل السفینة لکی یحصل منه المطلوب *

اور وحی ہوئی نوح کو کہ اب ایمان نہ لاویگا تیری قوم سے بجز اسکے جو ایمان لاچکا پھر کڑھ مت اُن کاموں پر جو کرتے ہیں اور بنا کشتی ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے اور مت بول مجھسے ظالموں کے واسطے بےشک وہ ڈوبینگے —

اور اُٹھایا ہمنے اُسکو ایک تختوں والی اور کیلوں والی پر بہتی تھی ہماری آنکھوں کے سامنے بدلا لینے کو اُس شخص کا جسپر یقین نہ لائے تھے —

یہہ جو خدا نے کہا کہ ہمنے وحی بھیجی اشارہ اسبات کا ہی کہ اللہ نے وحی سے بتایا نوح کو کہ کسطرح بنانا چاہیئے کشتی کو تاکہ اس سے مطلب حاصل ہوے

---

† سورۂ ہود آیت ۳۶ و ۳۷ —
‡ سورۂ قمر آیت ۱۳ و ۱۴ —
§ تفسیر کبیر —
|| یرمیاہ ۵۱ — ۱۳ حزقیل ۷ — ۲ و ۳ و ۶ اموس ۸ — ۲ ، پہلا پطرس ۴ — ۷ —
¶ آیت ۱۷ —
* انگریزی ترجمہ مع زمین کے ہے —

توریت مقدس

(۱۵) وزه اشر تعسه أتم شلش
مأوت امه أرخ هتبه حمشيم امه رحبه
وشلشيم امه قومته *

(۱۶) صُحَر تعسه لتبه وال امه
تكلنه ملمعله وفتح هتبه بصده تشيم
تحتيم شنيم وشلشيم تعسه *

۱۵ اور یہہ ہی جو بناوے تو اسکو تین سو
ہاتھہ طول کشتی کا پچاس ہاتھہ عرض اسکا اور
تیس ہاتھہ ارتفاع اسکا —

۱۶ روشندان بنا تو واسطے کشتی کے اور قریب
ہاتھہ کے چھوڑ دے اسکو اوپر سے اور دروازہ کشتی کا
اسکے پہلو میں رکھہ نیچے کا دوسرا اور تیسرا بنا
تو اسکا —

مطابق قران مجید اور حدیث سے *

۱۵ † قیل کان طولها اي طول السفينة
للثمائة ذراع وعرضها خمسون ذراعا وطولها في
السماء ثلثون ذراعا و كان من خشب الساج *

۱۶ ‡ وجعل لها ثلثة بطون فحمل في
البطن الاسفل الوحوش والسباع و الهوام و في
البطن الاوسطه الدواب والانعام و في البطن الا
على جلس هو و من كان معه مع ما احتاجو
اليه من الزاد *

کہا گیا ہی کہ تھا طول کشتی کا تین سو ہاتھہ
اور اسکا عرض پچاس ہاتھہ اور اسکی اونچائی تیس
ہاتھہ اور تھی سال کی لکڑی کی —

اور بنائے اسکے لیئے تین طبقے پھر رکھا نیچے
کے طبقہ میں صحرائی جانوروں اور درندوں اور
کیڑے مکوڑوں کو اور بیچ کے طبقہ میں چوپاؤں اور
مویشی کو اور اوپر کے طبقہ میں بیٹھا وہ اور جو تھا
ساتھہ اسکے ان چیزوں سمیت جنکی احتیاج تھی
کھانے کے لیئے —

توریت مقدس

(۱۷) وأني هنني مبي ات همبول ميم
عل هارص لشحت كل بسر اشر بو روح حييم متحت
هشميم كل اشر بارص يگوع *

۱۷ اور § میں اب لانے والا ہوں طوفانی پانی کا اوپر اس زمین
کے واسطے مٹادینے تمام بشر کے جسکے ساتھہ ہی روح زندگی کی نیچے
سے آسمانوں کے سب جو زمین پر ہی مرجائیگا —

† تفسیر کبیر —
‡ تفسیر کبیر —
§ آیت ۱۳ ۔ باب ۷ — ۴ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ ، ۲ پطرس ۳ — ۵ —

## توریت مقدس

( ١٨ ) وَهَقِمُتِي اِيت بِرِيتِي اِتَّخ
وُبَاتَ اِل هَتِّبَه اَتَّه وُبَنيخَ وِاِشتِخَ وِنِشِي
بَنِيخَ اِتَّخ *

( ١٩ ) وُمِكُّل هَحَي مِكُّل بَسَر
شِنَيم مِكُّل تَبِي اِل هَتِّبَه لَهَحيُت اِتَّخ
زَخَر وُنِقِبَه يِهيُو *

( ٢٠ ) مِهَعُوف لِمِينِهُو وُمِن هَبِّهِمَه
لِمِينَه مِكُّل رِمِس هَادَمَه لِمِينِهُو شِنَيم مِكُّل
يَبُاو اِلِيخ لَهَحيُوت *

١٨ اور قایم کرونگا میں اپنے عہد کو ساتھہ تیرے
اور آوے طرف کشتي کے تو § اور بیٹے تیرے اور
عورت تیري اور عورتیں بیٹوں تیرے کي ساتھہ تیرے —

١٩ اور سب جاندار سے سب جسم سے دو ||
سب سے لا تو طرف کشتي کے تاکہ زندہ رهیں ساتھہ
تیرے نر اور مادہ هوویں وہ —

٢٠ پرند سے واسطے اُسکي قسم کے اور چوپایوں
سے واسطے اُسکي قسم کے سب رینگنے والوں اس زمین
سے واسطے اُسکي قسم کے دو سب سے آویں ¶ پاس
تیرے تاکہ زندہ رهیں —

## مطابق قرآن مجید اور حدیث سے

† ١٨ و ١٩ و ٢٠ فاوحينا اليه ان اصنع الفلك باعيننا ووحينا فاذاجاء امرنا وفارالتنور فاسلك فيها من كل زوجين اثنين واهلك الامن سبق عليه القول منهم ولاتخطبني في الذين ظلموا انهم مغرقون فاذا استويت انت ومن معك على الفلك فقل الحمدلله الذي نجينا من القوم الظلمين *

‡ ( اعلم ) ان المراد من التنور ليس تنورالخبز و على هذالتقدير انفجرالماء من وجه الارض والعرب يسمي وجه الارض تنور *

پھر هم نے وحي بھیجي اُسکو کہ بنا کشتي هماري آنکھوں کے سامنے اور همارے بتانے سے پھر جب پہونچے همارا حکم اور اُبلے تنور ( یعني زمین ) تو تو ڈال اُس میں هر جوڑي کا جوڑا اور اپنے گھر والے مگر جسپر آگے هوچکي بات ان میں سے اور نہ بول مجھہ سے اِن ظالموں کے واسطے بیشک انکو ڈوبنا هی پھر جب چڑھ لے تو اور جو تیرے ساتھہ هی کشتي پر پھر کہہ شکر اللہ کا جسنے چھوڑادیا همکو گنہگار لوگوں سے —

جاننا چاهیئے کہ تنور سے روٹي پکانے کا تنور مراد نہیں هی اور جب یہہ مراد نہ لي جاوے تو معني یہہ هونگے کہ پھوٹ نکلا پاني زمین کے منہہ سے اور عرب والے روے زمین کو تنور کہتے هیں —

---

† سورہ مومنون آیت ٢٧ سے

‡ تفسیر کبیر سے

§ باب ٧ — ١ و ٧ و ١٣ ١ پطرس ٣ — ٢٠ ٢ پطرس ٢ — ٥ —

|| باب ٧ — ٨ و ٩ و ١٥ و ١٦ —

¶ باب ٧ — ٩ و ١٥ دیکھو باب ٢ — ١٩ —

## توریت مقدس

(۲۱) وِاَتَّه قَح لِخ مِکُّل مَاَخَل اَشِر یاخِل وِاَسَفتَ اِلیخ وهایه لِخ وِلَهِم لِاَخلَه *

(۲۲) ویعس نُح کِکُل اَشِر صِوَّه اُتُو اَلُوهیم کِن عَسَه *

۲۱ اور تو لے اپنے لیئے هر کهانے سے جو کهائے جاتے هیں اور اکٹها کر تو پاس اپنے که هو واسطے تیرے اور اُنکے واسطے کهانے کے —

۲۲ اور کیا † نوح نے مانند ‡ سب کے جو حکم دیا اُسکو خدا نے ویسا هی کیا —

### تفسیر

۲ (بیٹوں خدا نے) جس لفظ کا ترجمه خدا کیا گیا هی وه لفظ الوهیم هی اور اِس کی مراد بیان کرنے میں اختلاف هی متقدمین یهودی خدا کے بیٹوں سے فرشتے مراد لیتے هیں جو دنیا میں امتحاناً بهیجے گئے تهے اور بعض کهتے هیں که خدا کے بیٹوں سے بڑے آدمی اور سردار اور اُمرا اور حاکم اور قاضی مراد هیں جنهوں نے آدمیوں کی یعنی عوام‌الناس کی خوب صورت بیٹیوں پر فریفته هوکر جتنی چاهیں جبراً چهین لی تهیں اور بعض قدیم اور زمانه حال کے مفسر خدا کے بیٹوں سے اولاد حضرت شیث کی مراد لیتے هیں جو سچے خدا کی پرستش کرنے والے § تهے اور جنهوں نے انسان کی بیٹیوں سے یعنی قاین کی نا خدا پرست نسل کی دختروں سے راه و رسم شروع کی تهی *

اِن اخیر معنوں سے میں بالکل اتفاق رکهتا هوں مگر اُسکی تقریر یوں بیان کرتا هوں که خدا کے بیٹوں سے سچے ایمان والے اور خدا پرست آدمی مراد هیں اور آدمی کی بیٹیوں سے عوام‌الناس ناخداپرست آدمیوں کی بیٹیاں مراد هیں جن میں باهم شادی هونے کے سبب ناخدا پرست اور شریر اولاد پیدا هوئی *

یهه واقعه همکو نصیحت دیتا هی شادی کرنے کی ایک بڑے اصول پر که جب هم شادی کرنی چاهیں تو همکو فریفته نهونا چاهیئے عورتوں کے حسن و جمال اور کرشمه و ناز پر بلکه فریفته هونا چاهیئے اُن کی اچهی خصلت اور سچے ایمان پر تاکه هماری اولاد بهی اگلوں کی

---

† نامه عبریان ۱۱ — ۷ دیکهو خروج ۴ — ۱۶
‡ باب ۷ — ۵ و ۹ و ۱۶
§ باب ۴ — ۲۶

اولاد کیطرح گمراهي اور خدا کے غضب میں مبتلا نہو اسي واسطے خدا تعالی نے قران مجید

سورہ بقر آیت ۲۲۱ و لاتنکحوا المشرکت حتی یومن ولامة مومنة خیر من مشرکة ولو اعجبتکم ولاتنکحوا المشرکین حتی یومنوا ولعبد مومن خیر من مشرک ولو اعجبکم اولئک یدعون الی النار و الله یدعوا الی الجنة و المغفرة باذنه و یبین آیة للناس لعلهم یتذکرون

میں همکو نصیحت کي هی که " نکاح میں نه لاو مشرک عورتوں کو جبتک که ایمان نه لاویں اور بے شک ایک مسلمان لونڈي بہتر هی مشرک عورت سے اور اگرچه وہ تمکو اچھي لگے اور نه نکاح کرو مشرک مردوں سے جب تک که ایمان نه لاویں بے شک ایک مسلمان غلام اچھا هی مشرک سے اور اگرچه تمکو اچھا لگے وہ لوگ بلاتے هیں دوزخ کي طرف اور الله بلاتا هی جنت کي طرف اور بخشش کي طرف اپنے حکم سے اور بتاتا هی اپنے حکم لوگوں کو شاید وہ چوکس هوجاویں *

۳ ( روح میري ) بشپ پٹرک صاحب † لکھتے هیں که خدا کي روح سے یا تو بذریعه اپنے پیغمبروں کے ( جیسیکه ادریس اور نوح ) بات کرنا مراد هی یا تمام انسانوں کے دلوں میں بات کا ڈالنا مراد هی میرے نزدیک خدا کي روح سے انسان کے وہ جذبات مراد هیں جن سے خدا کي اطاعت اور اُسکي محبت اور خواهش نفساني کے مٹانے پر انسان کو تحریک هوتي هی پس خدا نے کہا که یہه حالت انسان کي همیشه نهیں رهتي بلکه وہ اپني نفساني خواهشوں کا مطیع هوجاتا هی اسلیئے اُسکو ایک مهلت دیني چاهیئے که اُسمیں اپني شرارتوں سے باز آوے اور خدا کي طرف رجوع کرے *

( هوں دن اُسکے سو اور بیس برس ) ظاهرا معلوم هوتا هی که طوفان لانے اور انسان کے هلاک هونے کي یہه مدت هی یعني اگر اِس عرصه میں انسان خدا پرستي اختیار نه کرینگے تو اُنپر طوفان کے ذریعه سے خدا کا قهر نازل هوگا چنانچه حضرت نوح علیه السلام اُنکو نصیحت کرتے رهے مگر اُنمیں سے کوئي ایمان نه لایا جیسا که قران مجید سے پایا جاتا هی *

علماء یہود کہتے هیں که اس مقام میں اشارہ هی که انسان کي خدا پرستي درست هوگي حضرت موسی علیه السلام کے آنے پر کیونکه ایک سو بیس برس سے اشارہ هی حضرت موسی کي عمر پر اور (بشجم) کے لفظ سے اشارہ هی حضرت موسی کے نام پر اسطرح سے که جو عدد (بشجم) لفظ کے هیں وهي عدد موسی کے نام کے هیں جیسا که حاشیه ‡ پر بیان هوا هی *

---

† تفسیر ڈائیلي جلد اول صفحه ۲۰ —

‡

| | | | |
|---|---|---|---|
| ب | ۲ | م | ۴۰ |
| ش | ۳۰۰ | ش | ۳۰۰ |
| ج | ۳ | ه | ۵ |
| م | ۴۰ | | |
| | ۳۴۵ | | ۳۴۵ |

۴ اس ورس میں (نفیلیم) عبری لفظ ھی تمام مترجموں نے جبارین اُس کا ترجمہ کیا ھی اس لفظ کے یہہ معنی بھی کتاب اقدس میں آئے ھیں مگر اس مقام پر یہہ معنی مراد نہیں ھیں بلکہ یہاں یہہ بیان کرنا چاھیئے کہ یہہ لفظ نکالا گیا ھی ( نفل ) سے جسکے معنی گرنے کے ھیں جبکہ خدا تعالی نے قاین کی قربانی قبول نہیں کی تو وھاں کہا گیا کہ گرایا یعنی بگاڑا اُسنے اپنا منہہ اس سبب سے نفیلیم کے لفظ سے وہ لوگ مراد لیئے جاسکتے ھیں جو خدا کی نظر سے گرے ہوئے ھیں پس اسمقام پر اسکا ترجمہ ناخدا پرست یا گنہگار لوگ یا اشقیا یا خدا کی نظر سے گرے ھوئے لوگ کرنا چاھیئے اب معنی ورس کے بہت صاف ھوگئے" کہ اُن دنوں میں اور اُس کے بعد بھی زمین پر نا خدا پرست لوگ تھے جب خدا پرست لوگوں نے اُنکی بیٹیوں سے شادی کی تو اُنسے جبارین یعنی شریر اور بیرحم اور نا خدا ترس اولاد پیدا ھوئی اس مضمون کو ھمارے قران مجید نے بہت صفائی سے بیان کیا ھی جہاں کہا ھی کہ " نہیں پیدا ھونگے اُنسے مگر کافر بدکار *

اس مقام سے ھمکو نصیحت پکڑنی چاھیئے کہ ما کی برائی اور اُس کی بد تربیت اولاد کے حق میں کس قدر بد اثر رکھتی ھی پس اگر ھم اپنی اولاد کا برخوردار اور نیک ھونا چاھتے ھیں تو ھمیشہ ھمکو نیک خصلت اور صاحب ایمان اور تربیت یافتہ عورتوں کی طرف رغبت کرنی چاھیئے اور کسی کے حسن و جمال پر جو مثل موسم بہار کے جلد خزاں میں آنے والا ھی ھرگز فریفتہ ھونا نہ چاھیئے *

۶ ( تاسف کیا ) جو کہ کتاب ھاے اقدس کے اکثر مقاموں سے پایا جاتا ھی کہ انسان کا نیک کاموں میں مشغول رھنا باعث رضامندی اور خوشنودی خدا تعالی کا ھوتا ھی اور بدکاموں میں مبتلا ھونے سے خدا تعالی ناراض ھوتا ھی اب کہ انسان نے بد کاریاں اختیار کی تھیں اس لیئے اس مقام پر کہا گیا کہ خدا نے تاسف کیا اور اپنے دل میں غصہ کیا یعنی اُس کی بد کاریوں سے ناراض ھوا *

† سٹیک ھوس صاحب نے ایسے مقاموں پر جہاں خدا تعالی کی نسبت ایسی باتیں کہی گئیں ھیں جیسی انسانوں کی نسبت کہی جاتی ھیں نہایت عمدہ گفتگو کی ھی اور وہ گفتگو ھم مسلمانوں کے مذھب کے بالکل مطابق ھی اس لیئے اس مقام پر اُس کو لکھتا ھوں وہ کہتے ھیں کہ " جبکہ مقدس کتابوں میں خدا کا ذکر ھوتا ھی تو اُس سے آنکھیں ھاتھہ پاؤں منسوب کیئے جاتے ھیں نہ اس غرض سے کہ ان اعضا میں سے کوئی عضو بموجب لفظی مراد اُس لفظ کے خدا میں ھی بلکہ معنی یہہ ھیں کہ اُن تمام کاموں کے کرنے پر جن کے کرنے کے لیئے ھمکو یہہ اعضا بطور آلت کے دیئے گئے ھیں وہ قادر ھی یعنی انسانوں سے

† تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۱۱ –

وہ گفتگو کرسکتا ہی ایسی خوبی سے کہ گویا اُس کی زبان یا منہہ ہی اور جو کچھہ ہم کرتے ہیں یا کہتے ہیں اُس سب کو جان اور پہچان سکتا ہی ایسی ہی کاملیت سے کہ گویا اُس کی آنکھیں اور کان ہیں اور ہم تک رسائی کرسکتا ہی ایسی خوبی سے کہ گویا اُس کے ہاتھہ اور پاؤں ہیں علی ہذالقیاس مقدس کتاب میں خدا کی نسبت اکثر ایسا بیان ہوا ہی کہ ایسی قسم کے جذبات جو ہم اپنے آپ میں دیکھتے ہیں گویا اُس میں بھی ہیں مثلاً خفا اور خوش ہونا محبت اور نفرت کرنا افسوس اور رنج کرنا وغیرہ مگر غور کرنے پر ہم یہہ نہیں خیال کرسکتے ہیں کہ ان جذبوں میں سے کوئی جذبہ لفظی مراد سے الہیہ حقیقت پر اثر کرسکتا ہی اس لیئے مراد یہہ ہی کہ شریر لوگوں کو وہ اس طرح سے سزا دیگا کہ گویا اُس کی طرف جذبہ غصہ کا ہوا اور نیک کو اس طرح پر بیشک انعام دیگا جیسے کہ ہم اُن لوگوں کو دیتے ہیں جن سے ہمکو ایک خاص محبت ہی اور یہہ کہ جب وہ اپنی مخلوقات میں کبھی تبدیلی کا ہونا خواہ واسطے اُن کی بہتری یا بدتری کے مناسب سمجھے تو اُن کے ساتھہ جو اُس کے عہد و پیمان ہیں اُن میں ایسی طرح سے تبدیلی کریگا کہ گویا اُس نے حقیقت میں افسوس کیا یعنی اپنے دل کو تبدیل کیا پس یہہ بات بطور تمثیل اور مشابہت کے استعمال کی جاتی ہی اور انسانوں کی خاصیت اور جذبوں کو خدا سے منسوب کیا جاتا ہی پس جبکہ اُس کو افسوس کرنے والا یا رنجیدہ بیان کیا جاتا ہی تب اُس سے مراد یہہ نہیں ہوتی کہ اُس نے کوئی شی کہ جس سے اُس کو پہلے واقفیت نہ تھی اپنی پریشانی پیدا کرنے کے لیئے اب معلوم کی کیونکہ شروع ہی سے خدا پر اُس کے تمام کام ظاہر ہیں بلکہ صرف یہہ مراد ہوتی ہی کہ اُس نے اپنے چلن کو بلحاظ انسانوں کے تبدیل کیا جبکہ انسانوں کی طرف سے اُن کے چلن جانب خدا میں تبدیل آئے ٹھیک اسی طرح سے خدا کی طرف سے عمل میں آتا ہی جیسے کہ ہم کہا کرتے ہیں جبکہ ایسے ایسے جذبوں اور محبت کی تبدیلیوں سے ہمارے دل پر حرکت ہوتی ہی " *

۷ ( مٹاؤں آدمی کو ) اس مقام پر یہہ بحث ہی کہ انسان نے خدا کا گناہ کیا تھا اس لیئے طوفان کا اُس پر غضب نازل ہوا مگر حیوانات کسی گناہ کے مجرم نہ تھے اُن کی پیدایش سے جو غرض تھی وہ سب پوری ہوتی تھی پھر وہ حیوانات کیوں اس غضب میں شامل ہوئے *

* † سٹیک ہوس صاحب اس مقام پر بہت چستی سے یہہ لکھتے ہیں کہ " جو کہ یہہ عام طوفان تھا اور اُن حیوانات کا زندہ بچا لینا بغیر ایک معجزہ کے ناممکن تھا پس اگرچہ وہ بے گناہ تھے تو بھی کسی قدر بسبب اس کے کہ انسان کے استعمال میں آتے تھے انسان

---

† تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۴۴ ۔

کي بد ذاتي کے پیدا ہونے کے جزو تھے اُن سبب کو اس منشا سے کہ گناہ کي بد خاصیت اور خدا کي اُس سے نفرت ظاہر ہو برباد کرنا منظور تھا کیونکہ طوفان کے بھیجنے میں خدا تعالے کي بڑي حکمت گنہگاروں کو سزا دینے سے اس قدر نہ تھي جس قدر کہ اپنے قہر کي دائمي یادگاري چھوڑنے سے تھي تاکہ جس سے آیندہ زمانوں کے لوگوں کو اس قسم کي خرابیوں سے باز رکھے کیونکہ حواري بھي تمام اپني قوموں متعلقہ زمانہ قدیم سے یہي نتیجہ نکالتے ہیں چنانچہ وہ یہہ کہتے ہیں کہ " خدا نے † گنہگار فرشتوں پر رحم نہ کیا بلکہ جہنم میں ڈالا اور قدیم ‡ دنیا پر بھي رحم نہ کیا بلکہ ناخدا پرستوں پر طوفان لایا اور § شہروں سدوم اور عمورا کو خاکستر کرکے بربادي کي سزا دي یہہ باتیں اُن لوگوں کے لیئے نمونہ ہیں جو بعدہ ناخدا پرست رہے یعني گو وہ اس زندگي میں بچ جاویں لیکن خدا نے ظالم کے لیئے روز قیامت پر سزا منحصر رکھي ہی *

‖ علماء یہود یہہ بات کہتے ہیں کہ اُس زمانہ کے حیوانات بھي بدکار تھے یعني اپني غیر جنس کے ساتھہ نر و مادہ کي طرح رہتے تھے اس لیئے خدا نے اُن پر بھي عذاب کیا مگر اسپر یہہ سوال ہوتا ہی کہ اگر یہہ بات صحیح بھي ہو تو بھي حیوانات جو گناہگار ہونے کے لایق نہیں اس فعل سے بھي ( جو قیاس سے باہر ہی ) کیونکر مجرم ہوسکتے تھے *

غرضیکہ یہہ دونوں گفتگوئیں ایسي ہیں کہ کتاب اقدس کے مطلب کو بخوبي روشني میں نہیں لاتیں میں یہہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالی نے انسان کو بسبب اُس کے گناہوں کے ایک قہر سے برباد کرنا چاہا تھا اور یہہ بات بھي اُس نے چاہي تھي کہ وہ شان قہر کي بطور نیچر کے یعني قدرت کے قاعدہ پر ظاہر ہو کہ پاني کي طغیاني سے جو نیچر کے قاعدہ پر ہلاک کرنے والا تمام زمین کے رہنے والوں ذي روح کا ہی انسان ہلاک کیا جاوے پس پاني کي طغیاني ہوئي اور اُس نے تمام اُن چیزوں کو جو نیچر کے قاعدہ پر پاني سے ہلاک ہونے والي تھیں ہلاک کیا حیوانات اور اسي طرح نباتات کے برباد ہونے سے جو در حقیقت گنہگار ہونے کے قابل نہ تھے خدا پر کیا الزام آسکتا ہی کیا اُس عادل مطلق پر اِسبات سے ظلم کي نسبت کي جاسکتي ہی ؟ ( جبکہ ہم ایک ذرہ بھي اُس کي حکمت کے کاموں پر چہہ نہیں لگاسکتے ہیں ) ظلم کے معني ہیں دوسرے کے حق کو تلف کرنا تمام مخلوقات کا جو خدا نے پیدا کي خدا پر کچھہ حق نہیں ہی بجز اُس کے جسکا خود اُس نے اپنے تئیں کي

---

† ۲ پطرس ۲ — ۴

‡ ۲ پطرس ۲ — ۵

§ ۲ پطرس ۲ — ۶

‖ دیکھو تفسیر رشي

معرفت پیدا کرلیا ہی پس اُس نے جو تمام حیوانات کو ایک نیچر کے قاعدہ پر ہلاک کردیا کسی دوسرے کے حق کو اُس نے تلف کردیا جس سے اُسکی طرف ظلم کی نسبت کی جاوے تمام دنیا اُسیکا مال اور اُسیکا حق ہی اگر وہ سب کو برباد کردے تو اور اگر سب کو نہال کردے تو وہ اپنے مال کا مالک ہی جو چاہے سو کرے اور جو کرے وہ اُسکو سزاوار اور اُسکا عین اِنصاف ہی اُس کے کسی فعل سے ظلم کا ہونا ممکن ہی نہیں کیونکہ وہاں کسی دوسرے کے حق کا وجود ہی نہیں ہی جس میں تصرف کرنے سے ظلم کا اِطلاق ہوسکے تمام حیوانات اور نباتات کے برباد کرنے میں جو اصلی حکمت اُس حکیم مطلق نے رکھی ہو وہ ہماری ناچیز عقل میں نہیں آ سکتی مگر ظاہرا جو معلوم ہوتی ہی وہ یہی ہی کہ اُس قہار نے اپنی شان قہاری دیکھانے کو حیوانات بھی اِنسان کے ساتھہ برباد کردیئے تاکہ لوگ جان لیں کہ جب اُس قہاری کی شان قہار کا ظہور ہوتا ہی تو اُس سے بجز اُن لوگوں کے جن پر وہ خاص رحم کرے اور کوئی زمین کے رینگنے والوں سے ہوا کے اُڑنے والوں تک بچ نہیں سکتا *

به تهدید گر بر کشد تیغ حکم * * بمانند کر و بیان صم و بکم
و گر در دهد یک صلائے کرم * * عزازیل گوید نصیبی برم

۸ (نوح نے پائی رحمت) اِس ورس میں حضرت نوح نے جو احکام الہی اپنے زمانہ کے لوگوں کو سنائے اُنکا کچھہ بیان نہیں ہی حالانکہ سینٹ پیٹر کے نامہ ۲ باب ۲ ورس ۵ سے ہم پاتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نیکی کے وعظ کرنے والے تھے اِس لیئے † بشپ ولسن صاحب لکھتے ہیں کہ " اگر بذریعہ سینٹ پیٹر کے اُسی روح نے جس نے موسیٰ کو خبر دی ہمکو اِطلاع ندی ہوتی کہ نوح نیکی کا واعظ تھا تو ہمکو اِسبات کی اِطلاع نہوتی اِسی سے ثابت ہوتا ہی کہ موسیٰ کے اِس مختصر بیان میں بہت سی باتیں بیان نہیں کی گئی ہیں " غرضکہ اِس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ علماء مسیحی بھی اِس بات کے قایل ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب میں گذشتہ واقعات کا مختصر بیان ہوا ہی اِسکا نتیجہ یہہ ہی کہ اگر وحی کی زبان سے اُس زمانہ کا ہمکو اور کوئی ایسا حال معلوم ہو جو توریت مقدس میں مذکور نہو تو اُس پر اِس وجہہ سے کہ وہ توریت مقدس میں نہیں ہی کچھہ اعتراض نہیں ہوسکتا *

۱۵ (ہاتھہ ‡) شکفورڈ صاحب لکھتے ہیں کہ یہودی اُس پیمانہ کو جسے یہاں ہاتھہ کرکر تعبیر کیا ہی تین قسم کا اِستعمال کرتے تھے اول عام پیمانہ جو قریب ڈیڑہ فیٹ کے ناپ

---

† تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۲۳ —

‡ تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۲۳ —

میں تھا دوم مقدس پیمانہ جو عام پیمانہ سے دوگنا تھا تیسرے ریاضی کا پیمانہ جو قریب نو فیت کے تھا کشتی کو عام پیمانہ سے ناپنا چاہیئے عام پیمانہ اِتنا بڑا ہوتا تھا جسقدر ایک آدمی کا ہاتھہ کہنی سے بیچ کی اُنگلی کے سرے تک اگر ہم موسیٰ کے عہد کے اِنسانوں کے قد و قامت کو اب کے آدمیوں کی نسبت زیادہ بڑا سمجھیں تو ہم عام پیمانہ کو جیسا کہ اب ہم اُس کو شمار کرتے ہیں اُس سے کچھہ زیادہ بڑا سمجھیں اور اگر ایسا نکریں تو کشتی کا ٹھیک ناپ طول میں چار سو پچاس فیت اور عرض میں پچھتر فیت اور بلندی میں پینتالیس فیت ہوگا اور نہایت عمدہ مورخ عموماً اِسبات پر اتفاق کرتے ہیں کہ سب انسانوںکا عام قامت ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہی جیساکہ وہ اب ہی *

وزن کشتی کا علماے عیسائی نے اس طرحپر قرار دیا ہی کہ " عام ہاتھہ کو اٹھارہ انچھہ شمار کرنے سے کشتی بیالیس ہزار چار سو تیرہ ٹن بوجھہ اُٹھانے کے قابل تھی ( ایک ٹن اٹھائیس من کا ہوتا ہی ) اول قسم کا جہاز دو ہزار دو سو اور دو ہزار تین سو ٹن کے درمیان میں بوجھہ اُٹھاتا ہی اس سبب سے وہ کشتی زمانہ حال کے بڑے بڑے جہازوں میں سے اٹھارہ جہاز کے برابر تھی اور اُس میں بیس ہزار آدمی معہ ذخیرہ چھہ مہینے کے علاوہ اٹھارہ سو توپوں کے اور تمام لوازمات جنگ کے آ سکتے تھے پس نوح کی کشتی نہایت بڑا جہاز تھا جیسا کبھی دنیا میں نہیں بنا ہم اُس کے آتھہ شخصوں اور قریب دو سو یا دو سو پچاس چار پاؤں کے جوڑوں کے ( یہہ تعداد بموجب بفون صاحب کے تمام مختلف قسموں جانوروں کی ہی ) اور تمام خوراک وغیرہ بارہ مہینے کے خرچ کے لایق اُٹھانے کے قابل ہونے میں کیا کچھہ شک کرسکتے ہیں ؟ *

١٨. ( اپنے عہد کو ) یہہ پہلا مقام ہی جہاں عہد وپیمان کا ذکر کتاب مقدس میں آیا ہی مگر جو الفاظ یہاں استعمال ہوئے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ نیا عہد نہیں ہی بلکہ جو عہد و پیمان پہلے سے ہو چکا تھا وہی عہد و پیمان نوح سے قایم ہوا ہی کیونکہ یہاں کہا ہی کہ میں اپنا عہد قایم کرونگا جس سے وجود عہد کا پہلے سے پایا جاتا ہی اب فہم کرنا چاہیئے کہ وہ پہلا عہد و پیمان کیا تھا کتاب مقدس سے پہلا عہد و پیمان وہی پایا جاتا ہی جہاں کہا ہی کہ اولاد † اُس کی شیطان کے سر کے تاک میں رہے گی حضرت نوح کی قریباً تمام اُمت بدکار اور ناخدا پرست ہوگئی تھی جب اللہ تعالیٰ نے اُنکا برباد کرنا چاہا تو حضرت نوح کو اپنا وہ عہد یاد دلایا کہ میں اپنا عہد تیرے ساتھہ قایم کرونگا یعنی تیری اولاد میں سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اُس پرانے اژدھے قدیم دشمن پر فتح مند ہونگے *

---

† پیدایش ٣ - ١٥ -

### توریت مقدس

(۴) کِي لِيَمِيم عُود شِبعَه آنُکِي مَمطِير عَل هَاآرِص اَربَعِيم يوم وِ اَربَعِيم لَيلَه وَمَحِيتِي اِيت کُل هَيقُوم آشِر عَسِيتِي مِعَل فِنِي هَاادَمَه *

۴ کیونکہ دنوں بعد سات کے میں مینہہ برسانے والا ہوں اوپر اس زمین کے چالیس ‡ دن اور چالیس رات اور مٹادونگا میں تمام اس موجود کو جو بنایا میں نے اوپر منہہ اس زمین کے –

### مطابقت قران مجید اور حدیث سے

۴ † و يصنع الفلک و کلما مر عليه ملاء من قومه سخروا منه قال ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون فسوف تعلمون من ياتيه عذاب يخزيه و يحل عليه عذاب مقيم *

اور نوح کشتی بنا رہے تھے اور جب وہاں سے نوح کی قوم کے سردار جاتے تو اُن سے ہنسی کرتے نوح نے کہا کہ اگر تم ہمسے ہنستے ہو تو ہم تمسے ہنستے ہیں جیسیکہ تم ہنستے ہو اب جان لوگے کس پر آتا ہی عذاب جو رسوا کرے اُس کو اور اُترتا ہی اُس پر عذاب ہمیشہ کا –

### توریت مقدس

(۵) وَيَعَس نُحَ کِکُل اَشِر صِوَّهُو يهوه *

(۶) وِنُحَ بِن شِش مِاوت شَنَه وِهَمَبُول هَيَه مَيِم عَل هَاآرِص *

۵ اور کیا نوح نے مانند سب کے جو سمجھایا اُس کو اللہ نے –

۶ § اور نوح تھا پیدا ہوا چھہ سو برس کا کہ طوفان ہوا پانی کا اوپر اس زمین کے –

### توریت مقدس

(۷) وَيَبو نُحَ وِبَنَاو وِاشتُو وِنشِي بَنَاو اِتّو اِل هَتِبَه مِفنِي مِي هَمَبُول *

۷ ¶ اور آیا نوح اور بیٹے اُس کے و عورت اُس کی و عورتیں بیٹوں اُس کے بیچ ساتھہ اُس کے کشتی میں بوجہ پانی طوفان کے –

### مطابق قران مجید اور حدیث سے

۷ || قال ابن عباس رضي الله عنه کان فی السفينة نوح و امرته و ثلث بنين سام و حام و يافث و ثلثة نسوة لهم *

حضرت ابن عباس نے کہا کہ کشتی میں نوح اور اُن کی بیوی اور تین بیٹے سام اور حام اور یافث اور تین اُن کی عورتیں تھیں –

---

† سورة هود آیت ۳۷ – ۳۹ –
‡ باب ۷ – ۱۲ و ۱۷ [illegible]
§ باب ۶ – ۴۴ [illegible]
|| تفسیر کبیر [illegible]
¶ باب ۷ – ۱ –

## توریت مقدس

(٨) مِن هَبِهِمَه هَطِّهُورَه وُمِن هَبِهِمَه اَشِر اِينِنَّه
طِهُورَه وُمِن هَعُوف وِكُل اَشِر رُمِس عل هَادَمَه *

(٩) شِنَيِم شِنَيِم بَاُو اِل نُح اِل هَتِبَه زَخَر وُنقِبَه
كَاَشِر صِوه اِلُوهِيم اِيت نُح *

(١٠) وَيِهِي لِشِبعَت هَيَمِيم وُمِي هَمَبُول هَيُو
عَل هَارِص *

٨ چوپائے پاک سے اور چوپائے سے جو نہیں ہیں پاک اور اُڑنے والے سے اور سب سے جو رینگتے ہیں اوپر زمین کے —

٩ دو دو آئے پاس نوح کے کشتی تک نر و مادہ جیسا سمجھایا خدا نے نوح کو —

١٠ † جب ہوئے سات دن تو پانی طوفان کا ہوا اوپر اُس زمین کے —

**توریت مقدس**

(١١) بِشِنَت شِش مِاُوت شَنَه لِحَيِّي نُح بَحُدِش هَشِّنِي بِشِبعَه عَشَر يُوم لَحُدِش بَيُوم هَزِّه نِبقِعُو كُل مَعِيِنُوت تِهُوم رَبَّه وَاَرُبُّت هَشَّمَيِم نِفتَحُو *

١١ بیچ سنہ چھ سو برس زندگی نوح میں مہینے دوسرے میں سترھویں دن میں مہینے کو بیچ اس دن کے § پھوٹ گئے سب چشمے لجۃ عظیم کے اور || کھڑکیاں آسمانوں کی کھل گئیں —

**مطابقت قران مجید اور حدیث سے**

١١ ‡ ففتحنا ابواب السماء بماء منهمر و فجرنا الارض عيونا فالتقى الماء على امر قد قدر *

پھر کھول دیئے ہمنے دروازے آسمان کے پانی کی ریل سے اور بہا دیئے ہمنے زمین کے چشمے پھر مل گیا پانی ایک کام پر جو ٹھہر چکا تھا ۔

---

† (ترجمہ انگریزی) ہفتہ ساتویں کے (اور ترجمہ) ساتویں دن پر —
‡ سورۃ قمر آیت ١١ — ١٢ —
§ باب ٨ — ٢ امثال ٨ — ٢٨ حزقیل ٢٦ — ١٩ —
|| (اور ترجمہ) طوفان کے دروازہ باب ١ — ٧ ٨ — ٢ زبور ٧٨ — ٢٣ —

## توریت مقدس

(۱۲) وَیْہِي هَگّشِم عَلْ هَارِص اربعیم یوم و ارْبعیم
لَیلَه *

۱۲ † اور تھا مِنہہ اوپر اُس زمین کے چالیس دن اور چالیس
رات —

### توریت مقدس

(۱۳) بِعِصِم هَیّوم هَزه بَا نُحَ وِ شِم
وِحَم وَ یفِت بِنِي نُحَ وِ اشِت نُحَ وشِلشِت
نِشِي بَنَاو اِتَّه اِل هَتّبه *

(۱۴) هِمَّه وخُل هَحَیَّه لمینَه وخُل
هَبِهمَه لمینَه وخُل هَرِمِس هَرُمِس عَل
هَارِص لمینِهو وخُل هَعَوف لمینِهو کُل
صِفُور کُل کَنَف *

۱۳ یہاں اُسي دن کے ‖ آیا نوح اور شیم اور
حام اور یافث بیٹے نوح کے اور عورت نوح کي اور
تین عورتیں بیٹوں اُس کے کي ساتھہ اُن کے ساتھہ
کشتي میں —

۱۴ ¶ وے اور سب جانداز اپني قسم اور
سب چارپائے اپني قسم کي اور سب رینگنے والا جو
رینگتا هی اوپر زمین کے اپنے جنس کے اور سب
اُڑنے والا اپنے جنس کے سب چڑیا * سب ذي جناح —

### مطابقت قران مجید اور حدیث سے

۱۳ ‡ قال ابن عباس رضي الله عنه کان
في السفينة نوح و امرته و ثلث بنين سام
و حام و یافث و ثلثه نسوالهم *

۱۴ و ۱۵ و ۱۶ § اسلکه من کل زوجین
من الحيوان الذي يحضره في الوقت اثنين
الذکر والانثی لکی لاینقطع نسل ذالک الحیوان
روي انه لم یحصل الا ما یلد و یبیض و قري
من کل بالتنوین اي من کل امة زوجین *

حضرت ابن عباس نے کہا کہ کشتي میں نوح
اور اُنکي بیوي اور تین بیٹے سام اور حام اور یافث
اور تین اُن کي عورتیں تھیں —

بٹھا لے اُس کو هر جوڑي حیوان میں سے
جو حاضر هو اُس کے پاس اُس وقت میں جو ایک
نر ایک مادہ تاکہ نہ جاتي رهے نسل اس حیوان
کي اور کہا گیا هی کہ اُنھوں نے نہیں بٹھایا
مگر اُن کو جو بچہ دیتے تھے اور انڈا دیتے تھے اور
یوں بھي آیا هی کہ هر قسم میں سے جوڑا بٹھا
لیا تھا *

---

† باب ۷ — ۴ و ۱۷ —
‡ تفسیر کبیر —
§ تفسیر کبیر —
‖ باب ۷ — ۱ و ۷ و ۳ = ۱۸ — مہوائفاق ۱۱ عسہ ۷ — ۱ پطرس ۳ — ۲۰ — ۲ پطرس ۲ — ۵ —
¶ باب ۷ — ۲ و ۳ و ۸ و ۹ —
* (ترجمہ انگریزي) هر قسم —

## توریت مقدس

(۱۵) وَیّبَاُو اِلَ نُحَ اِلَ هَتّیبَه شَنَیِم شَنَیِم مِکّل
هَبَسَر اَشِربُو رُوحَ حَیّیِم *
(۱۶) وِهَبَیِم زَکَر و نقیبه مِکّل بسر بَاُو کاشِر صِوه
اُتُو اِلُوهیِم وِیِسگر یهوه بعدُو *
(۱۷) و یهی هَمَبُول اربعیم یوم عَل هَاَرِص وَیِربُو
هَمَیِم وَیسِئو اِت هَتّیبه وَترم مِعَل هَاَرِص *
(۱۸) وَیِّگبَرُو هَمَیِم وَیِربُو مِاُد عَل هَاَرِص وَتلخ
هتّبه عل فِنِي هَمَیِم *
(۱۹) وَهَمَیِم گَبرُو مِاُد مِاُد عل هَاَرِص وَیِکُسُّو
کُل هِهَرِیِم هَگّبُهیِم اَشِر تَحَت کُل هَشّمَیِم *
(۲۰) حَمِش عَسَره اَمَّه مِلِمَعلَه گَبرُو هَمَیِم
وَیِکُسُّو هَهَرِیِم *

۱۵ اور † آئے پاس نوح کے کشتی میں دو دو سب اجسام جو
رکھتے تھے روح زندگی کی —
۱۶ اور آئے والے نر و مادہ ہر جسم سے آئے ‡ جیسا کہ سمجھایا
اس کو خدا نے اور بند کیا الله نے بعد اس کے —
۱۷ § اور تھا طوفان چالیس دن اوپر اس زمین کے اور بڑھا
پانی اور اُٹھا لیا کشتی کو اور بلند ہوا اوپر سے زمین کے —
۱۸ اور زور شور کا ہوا پانی اور بڑھا بہت اوپر اس زمین کے || اور
چلی کشتی اوپر منہہ پانی کے —
۱۹ اور پانی کا زور ہوا بہت بہت اوپر اس زمین کے ¶ اور
چھپا دیا سب پہاڑوں اونچوں کو جو تھے نیچے آسمانوں کے —
۲۰ پندرہ ہاتھ اوپر بڑھ گیا پانی اور چھپایا پہاڑوں کو —

† باب ۶ — ۲۰ — ‡ باب ۷ — ۲ و ۳ — § باب ۷ — ۲۴ و ۱۲ —
|| زبور ۱۰۴ — ۲۶ — ¶ زبور ۱۰۴ — ۶ یرمیاہ ۳ — ۲۳ — ۲ ...

## توریت مقدس

( ۲۱ ) وَیِگوَع کُل بَسَر هَرومیس عَل هَاَرِص
لعُوف و بَبِهمَة و بَحَیَّه و بکُل هَشِرِص هَشُرِص عَل
هَاَرِص و کُل هَاَدَم *

( ۲۲ ) کُل اَشِر نِشمَت رُوح حَیِّیم بَاپَّا و مِکُل اَشِر
بِحَرَبَة مِتُو *

۲۱ † اور مرگیا سب جسم جو چلتا تھا اوپر اُس زمین کے مع اُڑنے والے اور مع چوپائے اور مع جانور اور مع سب رینگنے والے کے جو رینگتا اوپر اُس زمین کے اور سب وہ آدمی -

۲۲ ‡ سب جو کہ سانس روح زندگی کی اُس کی ناک میں تھی ہر ایک سے جو تھا خشکی میں مرگیا -

### توریت مقدس

( ۲۳ ) وَیِّمَح اِیت کُل هَیقُوم اَشِر عَل
پِنِي هَادمَة مَا دَم عَد بهِمَة عَد رِمِس و عَد
عُوف هَشَّمیم و یِّمَحُو مِن هَارِص وِیشَّار اَخ
نُح و اَشِر اِتُّو بَتِیبَه *

۲۳ اور مٹا دیا تمام اُس موجودہ کو جو تھا اوپر منھ اُس زمین کے آدمی سے چوپایوں تک رینگنے والے تک اور اُڑنے والے آسمانوں تک اور مٹ گئے اُس زمین سے اور رہ گیا ¶ فقط نوح اور جو تھا اُس کے ساتھ کشتی میں -

### مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۲۳ § فانجیناہ و من معہ فی الفلک المشحون ثم اغرقنا بعد الباقین *

|| فانجیناہ و اصحٰب السفینۃ و جعلناھا اٰیۃ للعالمین *

پھر بچادیا ہمنے اُس کو اور جو اُس کے ساتھ تھے اُس بھری کشتی میں پھر ڈبادیا ہمنے بعد کو اُن رہے ہوؤں کو -

پھر بچادیا ہمنے اُس کو اور کشتی والوں کو اور کیا ہمنے اُس کو نشانی واسطے جہان والوں کے -

---

† باب ۶ - ۱۳ و ۱۷ باب ۷ - ۴ ایوب ۲۲ - ۱۶ متی ۲۴ - ۳۹ لوک ۱۷ - ۲۷ ۲ پطرس ۳ - ۶ -

‡ باب ۲ - ۷ ( ترجمہ انگریزی ) دم زندگی کا -

§ سورۂ شعرا آیت ۱۱۸ و ۱۱۹ -

|| سورۂ عنکبوت آیت ۱۵ -

¶ ۱ پطرس ۳ - ۲۰ ۲ پطرس ۲ - ۵ و ۳ - ۶ -

† و لقدنا دینا نوح فلنعم المجیبون و نجیناه و اهله من الکرب العظیم و جعلناه ذریته هم الباقین و ترکنا علیه فی الاخرین سلم علی نوح فی العالمین انا کذالک نجز المحسنین انه من عبادنا المومنین ثم اغرقنا الاخرین *

‡ فانجیناه والذین معه فی الفلک و اغرقنا الذین کذبوا بایاتنا انهم کانو قوما عمین *

§ فنجیناه و من معه فی الفلک و جعلناهم خلایف و اغرقنا الذین کذبوا بایتنا فانظر کیف کان عاقبة المنذرین *

اور ہمکو پکارا تھا نوح نے سو کیا اچھے پہونچنے والے پکار پر ہیں اور بچادیا ہمنے اُس کو اور اُس کے گھر کو اُس بڑے گھبراہٹ سے اور رکھی ہمنے اُس کی اولاد ہی رہ جانے والی اور چھوڑا ہمنے اُس پر پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے نوح پر سارے جہان والوں میں ہم اسی طرح بدلا دیتے ہیں نیکی والوں کو وہ ہے ہمارے بندوں ایمان والوں میں سے پھر ڈبا دیا ہمنے دوسروں کو —

پھر ہمنے بچالیا اُس کو اور جو اُس کے ساتھ تھے کشتی میں اور غرق کیئے جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتیں وہ لوگ تھے اندھے —

پھر ہمنے بچادیا اُس کو اور جو اُس کے ساتھ تھے کشتی میں اور اُن کو قایم کیا جگہہ پر اور ڈبا دیئے جو جھٹلاتے تھے ہماری باتیں سو دیکھہ آخر کیا ہوا جنکو ڈرایا تھا —

## توریت مقدس

( ۲۴ ) وَیِگبِرُو هَمَّیِم عَل هَاَرِص حَمِشِیم وُمِاَت یُوم *

۲۴ || اور بڑھا رہا پانی اوپر اُس زمین کے پچاس اور سو دن —

---

† سورۂ صافات آیت ۷۵ سے ۸۲ —
‡ سورۂ اعراف ۷ آیت ۶۴ —
§ سورۂ یونس ۱۰ آیت ۷۴ —
|| باب ۸ — ۳ و ۴ کو مطابق کرو اسی باب کے ورس ۱۱ سے —

## تفسیر

۲ ( سات سات ) سب مفسروں کي يهه راے هی که سات سات سے سات سات جوڑے مراد هيں پہلے ورسوں میں اور اگلے ورسوں میں جو ایک ایک جوڑہ یعني ایک نر و ایک مادہ کے لینے کا بیان هی وہ صرف بقاء نسل کے لیئے کہے گئے تهے اور یہاں جو اُس سے زیادہ لینے کا ذکر هی یہہ واسطے قرباني کے جو بعد طوفان کي جاویگي اور نیز واسطے خوراک کے جب اُس کي حاجت هو لیئے گئے هیں *

۱۶ ( بند کیا الله نے بعد اِس کے ) بشپ † کدر صاحب فرماتے هیں که غالباً خدا نے کسي فرشته کے ذریعه سے کشتي کے دروازہ کو جس میں حضرت نوح داخل هوئے تهے پانیوں کے خطرہ سے اور اور لوگوں کے قصدوں کے برخلاف جو اُس میں گهس آتے بند کیا تها "۔ مگر سادگي سے جو مطلب ورس کا معلوم هوتا هی وہ اِسیقدر هی که جب بندہ خدا کے حکم بموجب کوئي کام کرتا هی تو وہ کام خدا هي کي طرف اِس طرح پر منسوب هوتا هی که گویا خدا هي اُس کا کرنے والا تها پس جب سب چیزیں اور جانیں جو کشتي میں داخل کرني منظور تهیں سب آ گئیں تو خدا نے دروازہ بند کرنے کا حکم دیا اور حضرت نوح نے دروازہ بند کرلیا اور اسلیئے کہا گیا که بند کیا الله نے بعد اِس کے *

۱۷ ( اور تها طوفان ) پاٹیل صاحب فرماتے هیں که انجام میں چالیس روز کے پاني اسقدر چڑہ گئے که جس سے کشتي زمین سے اونچي هو جاوے اور بعد ازاں اسقدر بڑہ گئے جس سے کشتي آزادي سے ادهر اُدهر پهرتي تهي جس طرح پر که اُسے موجیں لگتي تهیں *

( چالیس دن ) بارهویں ورس میں بیان هوا هی که چالیس دن اور چالیس رات اور اِس ورس میں صرف چالیس دن هی اس اختلاف کا سبب غالباً غلطي مقابله کي هی چنانچه ترجمه یوناني اور بهت سے نسخوں لاطیني میں لفظ چالیس دن اور چالیس رات کا موجود هی اور اسلیئے هارن صاحب اپنے انٹروڈکشن میں لکهتے هیں که عبري میں بهي یہه الفاظ بڑهائے چاهیئیں *

۲۰ ( پندرہ هاتهه ) بموجب قول سیٹک هوس صاحب کے تمام دنیا میں جو اونچے سے اونچے پہاڑ هیں اُن پر پندرہ هاتهه یعني ساڑے بائیس فیٹ پاني چڑہ گیا تها امتحان سے معلوم هوا هی که دنیا میں کوئي پہاڑ چار میل سے زیادہ سیدها بلند نہیں هی پس سیٹک هوس صاحب کے قول بموجب زمین سے چار میل اور ساڑے بائیس فیٹ پاني بلند هوگیا تها اور نیز پاني زمین کے ایک طرف نه تها بلکه چاروں طرف اسي مقدار سے چڑها هوا تها میں اس قول میں اتفاق نہیں کرتا جیساکه عنقریب معلوم هونے والا هی *

† تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحه ۴۲ *

# آٹهواں باب

١ طوفان کے پاني کا گھٹ جانا ٤ کشتي کا کوه اراراٹ پر ٹک
جانا ٧ کوے اور کبوتر کو چهوڑنا ١٥ نوح کا حکم پانا ١٨ کا کشتي سے
نکلے ٢٠ نوح کا قربان گاه بنانا اور قرباني گذراننا ٢١ خدا کا اُس
قرباني کو منظور کرنا اور وعده کرنا کہ زمين پر لعنت پهر نہ بهيجي
جائيگي —

---

## توريت مقدس

(١) وَيِزكّر اِلُوهِيم اِيت نُحَ وِاِيت كُل هَحَيَّه وِاِيت
كُل هَبِّهِمَه اَشِر اِتّو بَتِّبَه و يَعبِر اِلُوهِيم رُوحَ عَل هَارِص
وَيَشُكّو هَمَّيِم ●

١ اور † ياد کيا خدا نے نوح کو اور سب جاندار کو اور هر چوپائے
کو جو ساتهہ اُسکے تها کشتي ميں اور ‡ چلائي خدا نے هوا اوپر
اُس زمين کے اور سوکهہ گئے پاني —

## توريت مقدس

(٢) وَيِسَّكرُو مَعيِنُوت تِهُوم وَاَرُبّت
هَشَّمَيِم وَيِّكَلا هَگِّشِم مِن هَشَّمَيِم ●

٢ اور بند هوگئي ‖ سوت پاني کي اور کهڑکياں
آسمانوں کي اور منقطع هوگيا ¶ مينهہ آسمان سے —

## مطابقت قرآن مجيد اور حديث سے

٢ و ٣ و ٤ § وقيل يا ارض ابلعي ماءك
و يا سماء اقلعي وغيض الماء و قضي الامر و
استوت علي الجودي و قيل بعدا للقوم الظالمين ●
اور حکم آيا اے زمين نگل جا اپنا پاني اور اے
آسمان تهم جا اور سکها ديا پاني اور هوچکا کام اور
کشتي ٹهري جودي پهاڑ پر اور حکم هوا کہ دور هوں
قوم بے انصاف —

---

† باب ٩ — ٢٩ خروج ٢ — ٢٤ اسموئيل ١ — ١٩ —
‡ خروج ١٤ — ٢١ —
§ سورة هود آيت ٤٤ —
‖ باب ٧ — ١١ —
¶ ايوب ٣٨ — ٣٧ —

(۳) وَیشبُو هَمَیِم مِعَل هَآرِص هَلوخ
وَشوب وَیحسرو هَمَیِم مِقصِه حَمِشِّیم وَمات
یُوم *
(۴) وَتَقم هَتبَه هَشبیعی بِشبعَه عصر
یوم لَحدش مل هَری آررط *

۳ اور گھٹ نے لگا پانی اوپر سے اُس زمین
کے † لوٹ پوٹ کے اور کم ہوا پانی مدت ‡ پچاس
اور سو دن میں —
۴ اور ٹھہری کشتی مہینے ساتویں میں سترھویں
دن میں مہینے کے اوپر پہاڑ ارارات کے § —

## توریت مقدس

(۵) وِهَمیم هَیو هَلوخ وِحسور عَد هَحدش هَعسیری
بَعسیری باحد لَحدش نراو راشی هِهریم *
(۶) وَیهی مِقص اربعیم یوم وَیفتح نح اِت حلون
هَتبَه اشر عسه *

۵ اور پانی تھا || چلتا اور کم ہوتا ماہ دہم تک دسویں میں
پہلی کو مہینے کی نظر آئیں چوٹیاں اُن پہاڑوں کی —
۶ اور ہوا بعد چالیس دن کے کہ کھول دیا نوح نے ¶ کھڑکی کو
کشتی کے جسکو بنایا تھا —

---

† (ترجمہ انگریزی) پے در پے —
‡ باب ۷ — ۲۴ —
§ (کالڈی) قردو (عربی) جودی —
|| (ترجمہ انگریزی) دم بدم —
باب ۶ — ۱۶ —

## توریت مقدس

(۷) وَيشَلَّح اِت هَعُرِب وَيَصِي يَصُو وَشُوب عَد
يبشت هَمَّيم مِعَل هَآرِص *

(۸) وَيشَلَّح اِت هَيونه مِاتّو لِرأوت هَقَلّو هَمَّيم مِعَل
پني هَادمه *

(۹) وِلُو مَصا آه هَيونه مَنوح لِخَف رَگلَه وَتَشَب
اِلاو اِل هَتبه كي ميم عَل پني خُل هَآرِص وَيشلَح يدو
وَيقحه وَيبي اته اِلاو اِل هَتبه *

(۱۰) وَيّحِل عُود شِبعت يَميم اَحريم وَيُّوسف شَلّح
اِت هَيونه مِن هَتبه *

۱۱ وَتابو اِلاو هَيونه لِعت عِرِب وَهِنّه عَلِه زَيت
طَرف بِفيه وَيدع نح كي قَلّو هَميم مِعَل هَآرِص *

۷ اور چھوڑ دیا کوّے کو اور نکلا † جاتا اور لوٹ آتا سوکھنے
تک پانی کے اوپر سے اُس زمین کے —

۸ پھر چھوڑ دیا کبوتری کو اپنے پاس سے دیکھنے کو کیا گھٹا
پانی اوپر سے منہہ اُس زمین کے —

۹ اور نہ پائی کبوتری نے جگہہ واسطے کف پا کے اور پھر آئی
پاس اُسکے کشتی میں کہ پانی تھا اوپر منہہ تمام اُس زمین کے اور
بڑھایا اپنا ہاتھہ اور لیلیا اُسکو اور لے آیا اُسکو پاس اپنے کشتی میں —

۱۰ اور ٹھہرا پھر سات دنوں بعد کو اور پھر چھوڑا کبوتری کو
کشتی سے —

۱۱ اور آئی پاس اسکے کبوتری وقت شام کے اور تھی پتی زیتون
کی توڑی ہوئی اُسکے منہہ میں تب ہی جانا نوح نے کہ گھٹ گیا
پانی اوپر سے اس زمین کے —

† (ترجمہ انگریزی) اِدھر اُدھر —

## توریت مقدس

(۱۲) وَیِّیَاحِل عُود شِبعَت یَمِیم اَحِرِیم وَیِّشَلَّح اِت
هَیُّونَه وِلُو یَسفَه شُوب اِلَاو عُود *

(۱۳) وَیِہِي بِاَحَت وِشِش مِاُوت شَنَه بَرِیشُون
بِاَحَد لَحُدِش حَرِبُو هَمَیِم مِعَل هَآرِص وَیَّسَر نَح اِت
مِحسِه هَتِبَه وَیَّرِ وِهِنِّه حَرِبُو پِنِي هَآدَمَه *

(۱۴) وُبَحُدِش هَشِّنِي بِشِبعَه وِعِسرِیم یُوم لَحُدِش
یَبشَه هَآرِص *

۱۲ اور ٹہرا پھر سات دنوں بعد کو اور چھوڑا کبوتری کو اور
نہ پھر آئی پاس اُسکے بعد اسکے —
۱۳ اور ہوا ایک اور چھہ سو برس میں پہلے مہینے میں پہلی کو
مہینہ کے سوکھہ گئے پانی اوپر سے اُس زمین کے اور اُٹھایا نوح نے
پردہ کو کشتی کے اور دیکھا کہ سوکھہ گیا منہہ اس زمین کا —
۱۴ اور مہینے دوسرے میں ستائیسویں دن مہینے کے سوکھہ
گئی وہ زمین —

توریت مقدس

(۱۵) وَیدَبِّر اِلُوهِیم اِل نُحَ لِمُر *
(۱۶) صِي مِن هَتِّبَه اَتَّه وِاِشتِّحَ وُبَنِیحَ
وُنِشِي بَنِیحَ اِتَّح *

۱۵ اور کہا خدا نے نوح سے کہتا ہے
۱۶ نکل کشتی سے ‡ تو اور عورت تیری اور
بیٹے تیرے اور عورتیں بیٹوں تیرے کی ساتھہ
تیرے —

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۱۵ و ۱۶ † قیل یا نوح اهبط بسلم منا
و برکت علیک و علی امم ممن معک و امم
سنمتعهم ثم یمسهم منا عذاب الیم *

حکم ہوا اے نوح اُتر سلامتی کے ساتھہ ہماری
طرف سے اور برکتوں کے ساتھہ تجھہ پر اور کتنے
فرقوں پر تیرے ساتھہ والوں میں اور کتنے فرقوں کو
فائدہ دینگے پھر پہونچے گی اُنکو ہماری طرف سے
دکھہ کی مار —

† سورۂ هود آیت ۴۸ —
‡ باب ۷ — ۱۳ —

## توریت مقدس

(۱۷) کُل هَحَیَه اَشِر اِتّخ مِکُّل بَسَر بَعوف وبَبهِمه
وبکُل هَرِمِس هَرومِس عَل هاآرِص هَوصِي اِتّخ وِشَرصو
باآرِص وفارو وِرابو عَل هاآرِص ●
(۱۸) وِیِصِي نوح وبانا و اِشتّو ونِشِي بانا و اِتّو ●
(۱۹) کُل هَحَیَه کُل هَرِمِس وِکُل هاعوف کُل
روِمِس عَل هاآرِص لِمِشپِحوتِیهِم یَصاُو مِن هَتِبه ●
(۲۰) وَیِبِن نوح مِزبِح لیهوه ویِقح مِکُل هَبهِمه
هَطهوره ومِکُل هاعوف هَطهور ویَعل علوت بَمِزبِح ●

۱۷ سب † جاندار جو ساتهه تیرے سب جسم سے مع پرند
اور مع بہیمہ کے اور مع سب رینگنے والوں کے جو رینگتے هیں اوپر
اُس زمین کے نکال ساتهه اپنے ‡ کلبلائیں زمین پر اور ‡ پهیلیں
اور بڑهیں اوپر اُس زمین کے —

۱۸ اور نکلا نوح اور بیٹے اُسکے اور عورت اُسکي اور عورتیں
بیٹوں اُسکے کي ساتهه اُسکے —

۱۹ سب جاندار سب رینگنے والا اور سب پرند اور سب رینگنے والا
اوپر زمین کے اپني ذات کے نکلیں کشتي سے —

۲۰ اور بنایا نوح نے مذبح واسطے الله کے اور لیا § سب چوپائے
پاک سے اور سب پرندوں پاک سے اور چڑهایا چڑهاوا مذبح پر —

---

† باب ۷ — ۱۵ —
‡ باب ۱ — ۲۲ —
§ احبار ۱۱ —

## توریت مقدس

(۲۱) وَیَرَح یہوہ اِت رِیَح ہَنِیحَح وَیومِر یہوہ اِل
لِبُّو لُو اُسِف لِقَلِّل عُود اِت ہاادامہ بَعَبُور ہاادام کِي یِصِر
لِب ہاادام رَع مِنِّعُورَاو وِلُو اُسِف عُود لِہَکُّوت اِت کَل
حَيّ کَاشِر عاشِيتِي ٭
(۲۲) عُود کَل یِمِي ہاارِص زِرَع وِقَصِیر وِقُر وَحَم
وِقَیِص وَحُرِف وِيُوم وَلَیلَه لُو يِشبُتُو ٭

۲۱ اور سونگھی اللہ نے بو † رضامندی کی اور کہا اللہ نے اپنے دل میں کہ پھر ‡ لعنت کرونگا بعد اسکے اس زمین کو واسطے آدمی کے کیونکہ § خیال دل آدمی کا بد ہے لڑکپن اسکے سے اور || نہ پھر مارونگا سب زندہ کو جیسا کیا میں نے —

۲۲ ¶ بعد اسکے سب دنوں اس زمین کے بونا اور کاٹنا اور سردی اور گرمی اور جاڑا اور خریف اور * دن اور رات موقوف نہ ہونگے —

### تفسیر

۴ (پہاڑ ارارات) کالدی میں اس کو قردو کہتے ہیں اور عربی میں اس مقام کا نام جس پر کشتی ٹھہری تھی جودی ہے ارارات اس ملک کا ضلع ہے جو سلطنت ارمینیا کے مرکز کے پاس واقع ہے اس میں بہت سے شہر تھے اور وہ شہر ارمینیا کے مسلسل بادشاہوں اور اور حاکموں کی ریاستیں تھیں اور اس سبب سے لفظ ارارات کا تمام بادشاہت پر استعمال

---

† احبار ۱ — ۹ حزقیل ۲۰ — ۴۱ ۲ کرنتھیوں ۲ — ۱۵ افسیوں ۵ — ۲ —
‡ باب ۳ — ۱۷ ۶ — ۱۷ —
§ باب ۶ — ۵ ایوب ۱۴ — ۴ ۱۵ — ۱۴ زبور ۵۱ — ۵ یرمیاہ ۱۷ — ۹ متی ۱۵ — ۱۹ رومیوں ۱ — ۲۱ ۳ — ۲۳ —
|| باب ۹ — ۱۱ و ۱۵ —
¶ اشعیاہ ۵۴ — ۸ —
* یرمیاہ ۳۳ — ۲۰ و ۲۵ —

كيا جاتا رهى جس لفظ كا ترجمه زمين ارارات ۲ سلاطين باب ۱۹ ــ ۳۷ و اشعيا باب ۳۷ــ۳۸ مين هوا هى وه اصل مين ارارات هى أس ملک مين جو سلسله پهاڑوں كا واقع هى أن كا نام بهي ارارات كے پهاڑ هين *

ميجر رينل صاحب كے عمده نقشه قديم ايراني شهنشاهي كے بموجب پهاڑ ارارات كے خط عرض شمالي كے ۳۹ درجه ۳۰ دقيقه اور خط طول شرقي كے ۴۰ درجه ۳۰ دقيقه پر كوه طارس كے پشته كے بيچوں بيچ مين واقع هى اور ايراني پهاڑ ارارات كو ايسس يعني خوش پهاڑ كهتے هيں اس وجهه سے كه خدا تعالى نے نوح كي كشتي كے واسطے أسكو بندگاره پسند كيا تها *

حال كے نقشجات جغرافيه مين پهاڑ ارارات كا ۴۰ درجه عرض شمالي اور ۴۴ درجه ۳۰ دقيقه طول شرقي مين بنايا هى اِسي سلسله پهاڑوں كي چوٹي پر جو ارمينيا كے شمالي مشرقي حصه مين واقع هى خيال كيا جاتا هى كه كشتي نوح كي ٹهري تهي تركي أس كو ايگريدا كهتے هيں اس پهاڑ كي دو چوٹيوں كے اندر فاصله سات ميل كا هى أس مين سے زياده بلند پندره هزار فيت اونچي هى اور زمانه حال كا ايک فرانسيسي سياح ۱۶ هزار فيت سمندر كي سطح سے بيان كرتا هى اور يهه پهاڑ هميشه برف سے ڈهكا رهتا هى اسي مقام پر بعد طوفان كے حضرت نوح نے اول مذبح بنايا تها اس كے قريب ايک جنگلي قوم كرو جو مسلمان هيں آباد هى اور اب يهه پهاڑ روسيوں كي حدود مين شامل هى اور ايراني اور ترک اور روسي باهم تجارت كرتے هيں *

اس بات كي تحقيق پر بهت تنازع هى كه آيا كشتي اِس پهاڑ پر ٹهري كيونكه كتاب پيدايش مين كسي خاص معين جگهه كا بيان نهيں هى بلكه أس مين صرف ارارات كے پهاڑ پر ٹهرنے كا ذكر هى ان پهاڑوں مين سے جس پهاڑ كو وهاں كے باشندے جگهه ٹهرنے كشتي حضرت نوح كي قرار ديتے هيں ( اور جسپر زمانه حال مين اور ظاهرا پهلي هي دفعه ايک شريف آدمي جو روسي سوسئيٹي تحقيقات علمي كا تها چڑها هى ) اسقدر بلند هى اور أس كے اطراف ايسے ناهموار اور خطرناک هيں كه جس سے أسكو هم وه جگهه نهيں خيال كرسكتے هيں كه جس پر كشتي ٹهري أس كي چوٹي پر سے تمام كشتي كے لوگوں كا سلامت اُترنا ايساهي بڑا معجزه معلوم هوتا هى جيسا كه طوفان كے پانيوں سے أن كے بچانے مين هوا هوگا مگر ايسے معجزه كے دل مين خيال لانے كي همكو اجازت نهيں *

كتاب مقدس كا بيان كوئي خاص جگهه قرار نهيں ديتا صرف أس مين يهه هى كه ارارات كے پهاڑوں مين سے كسي ايک پر كشتي ٹهري اس بيان مين بهي بعضوں كو مشكل پيش آئي هى خاص كر كتاب پيدايش باب ۱۱ ــ ۲ كے أس طرز كلام كے سبب جس سے

یہہ خیال کیا جاتا ہی کہ وہ مقام جہاں پر کشتي ٹھہري میدان شنعار کے مشرق میں تھا حالانکہ ارمینیا کا ارارات اُس کے مغرب میں تھی مگر یہہ مشکل بالکل خیالي ہی اِسلیئے کہ اُس رستہ کي ہمکو اِطلاع نہیں دي گئي ہی جسکو نوح اور اُس کے خاندان نے اختیار کیا تھا کیونکہ اُس کي نسبت یہہ کہا گیا ہی کہ اُنہوں نے مشرق سے مغرب کو سفر کیا اور ایک میدان میں آئے جس لفظ کا مشرق ترجمہ کیا ہی اُس لفظ کے معني اصل عبري میں پیشتر کے بلحاظ زمانہ اور مقام کے ہیں پس کلام کے یہہ معني ٹھہرینگے کہ اپنے اول عام نقل مکان میں شروع ارارات سے وہ ایک میدان میں پہنچے اور یہودي مورخ اِس راے کو استحکام دیتے ہیں اور پیغمبر یرمیاہ نے باب ۲ -- ۲۷ میں ارارات کو شمال کے ملکوں میں سے وہ ملک بیان کیا ہی کہ جس میں سے بابل کي طرف سے ایک حملہ کرنے والي فوج آئي اور یہہ سند ارارات کے موقع کو آرمینیا میں صحیح بیان کرتي ہی بابل سے ارارات قریباً ٹھیک شمال میں ہی *

قرآن مجید میں اُس ٹکرہ پہاڑ کا نام جسپر کشتي ٹھہري جودي آیا ہی مگر اُسکا تعین نہیں ہی کہ وہ کونسا ٹکرہ تھا الا جاے قرار کشتي حضرت نوح کو اونچے سے اونچي چوٹي ارارات کي قرار دینا ہرگز صحیح نہیں ہی میں عنقریب اِسکي تفصیل لکھنے والا ہوں کہ پاني کسقدر زمین پر چڑھا تھا اور کن پہاڑوں کو اُس نے چھپایا تھا اُس سے معلوم ہوگا کہ اونچے پہاڑوں کو پاني نے ہرگز غرق نہیں کیا تھا پس اُس پہاڑ کو جس پر حضرت نوح کي کشتي ٹھہري ایک چھوٹا اور پست پہاڑ تصور کرنا چاہیئے چنانچہ ہمارے ہاں کي کتابوں میں اِس کي سند بھي موجود ہی تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ وہ پہاڑ جس پر حضرت نوح کي کشتي ٹھہري ایک پست پہاڑ تھا " اور اسي طرح پر ہونا بھي چاھیئے تھا تاکہ انسان اور تمام ہر قسم کے حیوانات جو اُس کشتي میں تھے وہ آساني سے اُترکر زمین میں منتشر ہو سکتے *

۵ ( نظر آئیں چوٹیاں اُن پہاڑوں کي ) طرز کلام سے صاف پایا جاتا ہی کہ پہاڑوں کي چوٹیاں نظر آنے سے پیشتر کشتي ارارات پر بسبب اپنے بوجھہ کے ٹھہر گئي تھي اور اُسکے بعد اُن پہاڑوں کي جو پاني میں چھپ گئے تھے چوٹیاں نظر آئیں *

۱۱ ( پتي زیتون کي ٹوٹي ہوئي اُس کے منھہ میں ) بعض † مترجموں نے پتي ترجمہ کیا ہی اور بعضوں نے ٹہني علماء عیسائي کہتے ہیں کہ شاید زیتوں کے پتوں کي ایک ٹہني ہوگي جو کبوتري في الحقیقت حضرت نوح کے پاس لائي اِس سبب سے شاخ زیتون کو امن کے پیشواؤں میں سے اور اُن نشانوں میں سے جن سے اقبال زوال یافتہ بحال ہونے کي نیک فال انسانوں میں سمجھي جاتي ہی مقدم نشان سمجھا گیا ہی *

† تفسیر ڈاٹیلي جلد ۱ صفحہ ۲۷ *

مگر اس بیان پر یہہ سوال ہوتا ہی کہ جب ایک برس بھر طوفان رہا اور تمام درخت پانی میں ڈوبے رہے تو یقیناً سب درختوں کے پتے گل گئے اور برباد ہوگئے ہونگے پھر کبوتری زیتون کی پتی کہاں سے لائی مگر اِس سوال کے جواب میں اُن لوگوں کو مشکل پیش آئیگی جو لوگ تمام دنیا کو پانی میں ڈوب جانا اور اونچے سے اونچے پہاڑوں کی چوٹی پر پانیوں کا پندرہ ہاتھہ اونچا ہوجانا خیال کرتے ہیں مگر میری یہہ راے نہیں ہی اور اِس سبب سے مجھکو اِس سوال کے جواب دینے میں کچھہ مشکل نہیں *

کتاب اقدس سے یہہ نہیں پایا جاتا کہ کبوتری ہری پتی زیتون کی لائی تھی میرے نزدیک پانی طوفان کا بہت زیادہ زمین پر بلند نہیں ہوا تھا پس ممکن ہی کہ جو درخت اونچے مقاموں پر تھے اور جو قریب زمانہ انتہاء طغیانی آب کے ڈوبے تھے اور پھر بسبب شروع ہونے کمی پانی کے جلد نکل آئے تھے ایسی حالت میں موجود ہوں کہ اُنکے پتے صدمہ آب سے مرجھا تو گئے ہوں مگر بالکل ضائع نہوئے ہوں اُنہیں پتوں کو کبوتری حضرت نوح پاس لائی اور حضرت نوح نے اُن پتوں کو دیکھا کہ پانی میں سے ڈوب کر نکلے ہیں اور اِس سبب حضرت نوح نے جانا کہ پانی زمین پر سے گھٹ گیا *

۲۱ ( اپنے دل میں ) یعنی حضرت نوح کے دل میں بشپ † کڈر صاحب لکھتے ہیں کہ اِس سے مراد یہہ ہی کہ خدا تعالیٰ نوح سے اچھی طرح بولا کسی آدمی کے دل سے بولنا کتب مقدسہ کے طرز کلام میں اُسکو تسلی دینا اور مہربانی سے پیش آنا مراد ہوتا ہی جیسا کہ کتاب پیدایش باب ۳۴ - ۳ اور اشعیاہ باب ۴۰ - ۲ سے پایا جاتا ہی پس معنی ورس کے بہت صاف ہیں کہ بسبب اُس عنایت اور مہربانی کے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح پر کی حضرت نوح نے جانا کہ آدمی تو ہمیشہ گنہگار ہی مگر اب اللہ تعالیٰ اُسکے گناہوں کے سبب پھر ایسا طوفان نہیں لائیگا *

( لڑکپن اُسکے سے ) ‡ بشپ پیٹرک صاحب کہتے ہیں کہ اِن الفاظ سے اُسکی جوانی سے مدت کی جڑ پکڑی ہوئی خرابی مراد ہی جیسا کہ اشعیاہ باب ۴۷ - ۱۲ و ۱۵ و یرمیاہ باب ۳ - ۲۵ و حزقیل باب ۲۳ - ۸ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہی اور وہ کہتے ہیں کہ شاید اِن الفاظ کے معنوں کو اِس قدر وسعت دی جاسکے کہ اُن سے مراد ہو کہ اپنی ما کے پیٹ سے *

۲۲ ( بعد اِسکے سب دنوں ) اِس لفظ پر ہماری حفاظت حصر رکھتی ہی خدا ہی پر ہمارا توکل ہی اِسلیئے ہمکو اُسی سے دعا مانگنی اور خدا کی تعریف کرنی چاہیئے *

† تفسیر ڈاٹیلی جلد ۱ صفحہ ۴۹ -
‡ ایضاً -

# نواں باب

۱ خدا كا نوح كو بركت دينا ۳ خونخوارى اور خونريزي منع
كي گئي ۸ خدا كا عهد ۱۳ جسكا نشان دهنك مقرر هوئي ۱۸ نوح
كي اولاد سے دنيا پهر آباد هونے لگي ۲۰ نوح كا انگورستان بنانا
۲۱ اور نشه ميں اُسكے بيٹے كا بے ادبي كرنا ۲۵ كنعان پر لعنت
پهونچني ۲۶ سام كو بركت دينى ۲۷ يافت كے ليئے دعا مانگني ۲۹ بعد
اسكے وفات پاني —

## توريت مقدس

( ۱ ) وَيبَرِخ اِلوهِيم اِت نُح وِ اِت بَنَاو وَيوّمِر لَهِم
پرو وربو وملاو اِت هاَرِص ●

( ۲ ) وَمُوراَخِم وِ حِتّخِم يِهيِه عَل كُل حَيّت هاَرِص
وِ عَل كُل عُوف هَشَّميِم بِكُل اَشِر تِرمَس هاَدامه وِبِكُل
وِ دِكّي هيم بيدخم نِتّنو ●

( ۳ ) كُل رِمِس اَشِر هُو حَي لَكِم يِهيِه لاَخلَه
كِيرِق عِسِب نَتَتِّي لَكِم اِت كُل ●

۱ اور بركت دي خدا نے نوح كو اور بيٹوں اُسكے كو اور كها اُنكو
پهلو † اور بڑهو اور بهرو زمين كو —

۲ ‡ اور خوف تمهارا اور ڈر تمهارا هووے اوپر كل جانداروں زمين
كے اور اوپر كل پرندوں آسمانوں كے معه سب كے جو رينگتي هيں زمين
كو اور معه كل مچهليوں دريا كے تمهارے هاتهوں ميں دي گئيں —

۳ § سب رينگنے والے جو وے جيتے هيں واسطے تمهارے هو
كهانے كو مانند پتي ‖ گهاس كے ديا ميں نے تمكو ¶ سب كو —

† باب ۱ — ۲۸ باب ۹ — ۷ و ۱۹ باب ۱۰ — ۳۲ —
‡ باب ۲ — ۲۸ يوشع باب ۲ — ۱۸ استثنا باب ۱۲ و ۱۵ — ۱۴ — ۳ و ۲ و ۲۱ —
§ اعمال باب ۱۰ — ۱۲ و ۱۳ — ‖ باب ۱ — ۲۹ —
¶ روميان باب ۱۴ — ۱۴ و ۲۰ ۱ كرنتهيان باب ۱۰ — ۲۳ و ۲۶ كلسيان ۲ — ۱۶
اول تمرطي ۴ — ۳ و ۴ —

## توریت مقدس

(۴) اَخ بَسَر بِنَفشُو دَمُو لُو تُو خِلُو *

(۵) وِاَخ اِت دِمخِم لِنَفشُتیخِم اِدرُش مِیَّد کُل
حَیَّه اِدرِشِنُّو وُمِیَّد هاآدم مِیَّد اِیش آحِیو اِدرُش اِت نِفِش
هاآدم *

(۶) شُفِخ دَم هاآدم باآدم دَمُو یِشَّفِخ کِی بِصِلِم
اِلُوهِیم عَسَّه اِت هاآدم *

(۷) وِاَتِّم پِرُو وُربُو شِرصُو باآرِص وُربُو بَه *

(۸) وَیُّومِر اِلُوهِیم اِل نُحَ وِاِل بَناو اِتُّو لِمُر *

۴ † لیکن گوشت ساتهه اسکی جان کے که خون هی مت کهاؤ
۵ اور صرف خون تمهارے کو واسطے جان تمهاری کے طلب کرونگا
هاتهه ‡ هر جاندار سے طلب کرونگا اُسکو اور هاتهه § آدمی سے
هاتهه مرد اُسکے بهائی || طلب کرونگا جان کو آدمی کی —
۶ ¶ بهانے والا خون آدمی کا بدلے آدمی کے خون اُسکا بهایا
جاویگا کیونکه * پرچهائیں خدا سے بنایا آدمی کو —
۷ اور تم ↓ پهلو اور بڑهو اور کهیج کرو زمین پر اور بڑهو
اُس میں —
۸ اور کها خدا نے نوح کو اور بیٹوں اُسکے کو ساتهه اُسکے کهکے

---

† احبار ۱۷ — ۱۰ و ۱۱ و ۱۴ باب ۱۹ — ۲۶ استثنا باب ۱۲ — ۲۳ ۱ سموئیل باب ۱۴ — ۳۳
اعمال باب ۱۵ — ۲۰ و ۲۹ —
‡ خروج باب ۲۱ — ۲۸ باب ۴ — ۹ و ۱۰ —
§ زبور ۹ — ۱۲ —
|| اعمال ۱۷ — ۲۶ —
¶ خروج باب ۲۱ — ۱۲ و ۱۴ احبار باب ۲۴ — ۱۷ متی باب ۲۶ — ۵۲
مکاشفه باب ۱۳ — ۱۰ —
* [illegible] باب ۱ — ۲۷ —
↓ آیت ۱ و ۱۹ باب ۱ — ۲۸ —

## توریت مقدس

(۹) وَ اَنی ہِنِنی مقیم اِت بریتی اِتّخم و اِت
زرعخم اَحریخم ٭

(۱۰) و اِت کل نفش ہحیہ اشر اِتّخم بعوف
ببہمہ و بخل حیت ہارص اِتّخم مکل یصی ہتبہ لخل
حیت ہارص ٭

(۱۱) و ہقمتی اِت بریتی اِتّخم و لو یکرت
کل بسر عود ممی ہمبول و لو یہیہ عود مبول لشحت
ہارص ٭

(۱۲) و یومر اِلوہیم زوت اوت ہبریت اشر اَنی
نتن بینی و بینیخم و بین کل نفش ہحیہ اشر اِتّخم
لدرت عولم ٭

۹ اور میں دیکھو† قایم کرتا ہوں ‡ عہد کو تم سے اور تمہاری اولاد سے بعد تمہارے —

۱۰ § اور ہر جان جیتی سے جو ساتھ تمہارے ہی مثل پرند مثل چرند اور مثل سب جاندار زمین کے ساتھ تمہارے سب نکلنے والے کشتی سے واسطے تمام جاندار زمین کے —

۱۱ اور قایم کیا || میں نے اپنے عہد کو ساتھ تمہارے کہ نہ منقطع کیا جائیگا سب جسم پھر پانی سے طوفان کے اور نہ ہوگا پھر طوفان واسطے مٹانے اس زمین کے —

۱۲ اور کہا خدا نے یہہ ¶ نشان عہد کا جو میں دیتا ہوں درمیان اپنے اور درمیان تمہارے اور درمیان ہر جان جیتی کے جو ساتھ تمہارے ہی گردش عالم تک —

---

† باب ۶ — ۱۸ —
‡ اشعیاہ باب ۵۴ — ۹ —
§ زبور ۱۴۵ — ۹ —
|| اشعیاہ باب ۵۴ — ۹ —
¶ باب ۱۷ — ۱۱ —

## توریت مقدس

(۱۳) إت قَشْتِّي نَتَتِّي بِعَنَن وِ هَيْتَه لِأُوت
بِرِيت بيني و بين هَآرِص ●
(۱۴) وِهَيَه بِعَنْنِي عَنَن عَل هَآرِص وِ نِرْأَتَه
هَقّشت بِعَنَن ●
(۱۵) وِزَكَرْتِي إت بِرِيتِي أَشِر بيني و بينيكم
و بين كل نَفش حيه بكل بسر و لو يهيه عود همبول
لِشَحِت كل بسر ●
(۱۶) وِهَيْتَه هَقّشت بِعَنَن ورأيتيه لِزكر بريت
عولم بين إلوهيم و بين كل نفش حيه بكل بسر أشر
عل هآرص ●

۱۳ † قوس اپنی او دیا میں نے بادل میں کہ ہوگی واسطے
نشان عہد کے درمیان میرے اور درمیان زمین کے ۔
۱۴ اور ہوگا وقت جمع کرنے میرے کے بادل کو اوپر زمین کے
اور نظر آویگی قوس بادل میں ۔
۱۵ ‡ اور یاد کرونگا میں عہد اپنے کو جو ہی درمیان میرے
اور درمیان تمہارے اور درمیان سب جان جیتی کے ساتھ ہر جسم کے
ہی اور نہوگا پھر پانی واسطے طوفان کے واسطے مٹانے سب جسم کے ۔
۱۶ اور ہوگی قوس بادل میں اور دیکھونگا میں اسکو واسطے
§ یاد کرنے عہد دایمی کے درمیان خدا کے اور درمیان ہر جان جیتی
کے ساتھ ہر جسم کے جو ہی اوپر اس زمین کے ۔

---

† مشاہدہ باب ۴ — ۳ —
‡ خروج باب ۲۸ — ۱۱　　احبار باب ۲۶ — ۴۲ و ۴۵　　حزقیل باب ۱۶ — ۶۰ —
§ باب ۱۷ — ۱۳ و ۱۹ —

## توریت مقدس

(۱۷) وَیُومِر اِلُوهِیم اِل نُحَ زُوت اُوت هَبِّرِیت
آشِر هَقِمُتِي بِینِي وُبِین کُل بَسَر اَشِر عَل هَاآرِص ٭
(۱۸) وَیِّهیو بِنِي نُحَ هَیُّصِیئِیم مِن هَتِّبَه شِم وِ
حَم وَیَفِت وِحَم هُو اَبِي خِنَعَن ٭
(۱۹) شِلُشَه اِلِّه بِنِي نُحَ وُمِاِلّه نِفصَه کُل هَاآرِص ٭
(۲۰) وَیَّحِل نُحَ اِیش هَاَدَمَه وَیِّطَّع کَرِم ٭
(۲۱) وَیِّشت مِن هَیَّیِن وَیِّشکَر وَیِّتگَل بِتُوخ
اُهَلُه ٭

۱۷ — اور کہا خدا نے نوح کو یہ ہی نشان عہد کا جو قائم کیا میں نے درمیان اپنے اور درمیان ہر جسم کے جو ہی اوپر اس زمین کے —

۱۸ — اور تھے بیٹے نوح کے جو نکلے کشتی سے سِم اور حام اور یافث † اور حام وہ ہی باپ کنعان کا —

۱۹ — ‡ تین یہ تھے بیٹے نوح کے اور ان سے پھیل گئی تمام وہ زمین —

۲۰ — اور شروع ہوا نوح مرد || زمین کا اور بویا انگور —

۲۱ — اور پی شراب سے اور ¶ نشہ ہوا اور کھولا درمیان اپنے خیمے کے —

† باب ۱۰ [illegible]
‡ باب ۵ — ۳۲ [illegible]
§ باب ۱۰ — ۳۲ [illegible]
|| باب ۳ — ۱۹ و ۲۳ [illegible] باب ۳ — ۲ [illegible] باب ۱۲ — ۱۱ [illegible]
¶ امثال ۲۰ [illegible] باب ۱۰ [illegible]

## توریت مقدس

(۲۲) وَیَّرَا حَم اَبِی کِنَعَن اِت عِروَت آبِیوْ وَیَّگِد
لِشنِي اِحَاو بَحُوص *

(۲۳) وَیِّقَّح شِم وَیِپِت اِت هَشِّمْلَاه وَیَّسِیمُو عَل
شِخِم شِنِیهِم وَیِّلخُو اَحرَنِّیت وَیِّکَسُّو اِت عِروَت اَبِیهِم
وُفِنِیهِم اِحرَنِّیت وِعِروَت اَبِیهِم لو رَاُو *

(۲۴) وَیِّیقِص نَح مِیِّیِنُو وَیِّدَع اِت اَشِر عَسَه لو
بِنُو هَقَطَن *

(۲۵) وَیُّومِر آرُور کِنَعَن عِبِد عَبَدِیم یِهیِه لاِحَاِیو *

۲۲ اور دیکھا حام باپ کنعان نے ستر اپنے باپ کو اور خبر دی
دونوں بھائی اپنے کو باھر —

۲۳ † اور لیا سام اور یافث نے چادر کو اور رکھا اُنہوں نے
اوپر کندھے کے دونوں نے اور چلے وہ اُلٹے اور چھپا دیا ستر باپ
اپنے کو اور منہہ اُنکا پیچھے تھا اور ستر باپ اپنے کا ندیکھا
اُنہوں نے —

۲۴ اور هوش میں هوا نوح شراب اپنی سے اور جانا جو کچھہ
کیا واسطے اُسکے بیٹے اُسکے چھوٹے نے —

۲۵ اور کہا ‡ ملعون هو کنعان § غلام غلاموں کا هوویگا اپنے
بھائیوں کا —

† خروج باب ۲۰ — ۱۲ کلسیوں باب ۶ — ۱ —
‡ استثنا باب ۲۷ — ۱۶ یوشع باب ۹ — ۲۳ ۱ سلاطین باب ۹ — ۲۰ و ۲۱ —
§ زبور ۱۰۳ — ۱۵ عبرانیاں باب ۱۱ — ۲۰ —

## توریت مقدس

(۲۶) وَیّومر بَروخ یَہوَہ اِلوہی شِم و یِہی کنعَن
عِبِد لَمو *

(۲۷) یَفت اِلُہیم لِیِفت وِیشکُن بِاَہلی شِم
ویِہی کنَعَن عِبِد لَمو *

(۲۸) وَیِحی نُح اَحَر ہَمَبول سلش ماوُت شنہ
وحَمِشیم شنہ *

(۲۹) وَیِہی کُل یِمی نُح تِشَع ماوُت شنہ
وحَمِشیم شنہ وَیَمُت *

۲۶ اور کہا مبارک † الله معبود سِم کا اور ہو کنعان غلام
اُسکا —

۲۷ بڑھاویگا خدا یافث کو اور رہیگا خیمہ میں شم کے اور ہوگا
کنعان غلام اُسکا —

۲۸ اور زندہ رہا نوح بعد طوفان کے تین سو برس اور پچاس
برس —

۲۹ اور تھے کل ایام نوح کے نو سو برس اور پچاس برس
پھر مرگیا —

### تفسیر

۳ (واسطے تمہارے ہو کھانے کو) اِس مقام سے یہہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ طوفان سے پہلے اِنسان کو گوشت کھانے کی اِجازت نہ تھی اب اِجازت ہوئی کیونکہ ہم اوپر کے بابوں میں پڑہ آئے ہیں کہ جب حضرت نوح کشتی میں گئے تو اُنکو حکم ہوا کہ پاک اور ناپاک جانوروں کو بھی کشتی میں رکھہ لو اور کتاب اقدس کے محاورہ میں پاک جانوروں کا اطلاق

انوسیاں باب ۲ = ۱۳ و ۱۴　　باب ۳ = ۶ —

حلال جانوروں پر اور ناپاک کا اطلاق حرام جانوروں پر ہوتا ہی اِس سے ثابت ہوتا ہی کہ پہلے سے حلال جانوروں کا گوشت کھانے کی اجازت تھی *

۵ - ( ہاتھہ ہر جاندار سے ) بشپ پیٹرک † صاحب فرماتے ہیں کہ اِس سے یہہ مراد ہی کہ " کوئی حیوان جو اِنسان کو قتل کرے وہ بھی قتل کیا جاوے نہ اِس وجہہ سے کہ گویا حیوان ملزم ٹھہرے اِسبات کی کہ اُنھوں نے اِنسان کو قتل کیا کیونکہ بھلائی برائی کرنے کی اُنکو قابلیت نہیں ہی بلکہ ایسا حکم بلحاظ اِنسانوں کے ہوا جنکے اِستعمال کے لیئے حیوان پیدا کیئے گئے تھے چنانچہ اول ایسے مالک جو ایسے نقصان کے باز رکھنے میں ہوشیار نہ تھے اُنکو اِس حکم کی رو سے سزا دی جاتی تھی دوسرے سزا پانے والوں کے نمونہ سے دوسروں کو ہوشیار رہنے کی عبرت ہوتی تھی تیسرے یہہ کہ خدا نے اِس حکم سے اِنسانوں کو یہہ فہمایش کیا کہ قتل بہت بڑا گناہ ہی جسکی سزا سے حیوان بھی بری نہیں ہیں چوتھے یہہ کہ اِس کے سبب سے اِنسانوں کی جانیں ایسے حیوانوں کے قتل سے بہت محفوظ ہوئیں جو نہیں تو ویسے ہی نقصان پھر پہونچاتے *

۱۲ ( اور ہوگی قوس بادل میں ) اِس ورس پر اور اُن ورسوں پر جو اوپر گذرے اور جن میں قوس قزح کو ایک نشان عہد کا کہا ہی بعضے لوگ یہہ شبہہ کرتے ہیں کہ قوس قزح پیدا ہوتی ہی آفتاب کی شعاع سے جو پڑتی ہی مرطوب اجزاء ہوائی یا مہین مہین مینھہ کی بوندیوں پر چنانچہ ہم اُسکو ہر وقت ایسی حالت پیدا کرکے دیکھہ سکتے ہیں پھر اُسکو یہہ کہنا کہ میں نے جو عہد کیا ہی کہ پھر ایسا طوفان نہ لاونگا اُسکا یہہ نشان ہی تاکہ اُسکو دیکھہ کر میں اپنا عہد یاد کروں کیا معنی رکھتا ہی **

مگر یہہ ایک بیہودہ گفتگو ہی ان ورسوں میں طرز کلام کتاب اقدس کا اِنسان کی تسلی اور دل جوئی کے طور پر واقع ہوا ہی جو اِنسان کہ طوفان کے صدمہ سے بچے تھے اور جو ابھی دہشت ناک طوفان کی موجیں دیکھہ چکے تھے اور جن کی آنکھوں کے سامنے بے اِنتہا مخلوق چرند و پرند اور انسان کہ پانی میں غوطہ کھا کھا کر اور واویلا مچاکر ڈوب چکے تھے کسی طرح اُنکے دل سے دفعتاً اُس واقعہ کی جسکو قیامت کہنا چاہیئے دہشت نہیں جاسکتی تھی اور اُسکے اثر نے کسی طرح اُنکو اس قابل نہیں رکھا تھا کہ اُسکو بھلا کر کسی قسم کے کار و بار میں مصروف ہوں اِسلیئے خدا نے اُنسے گفتگو کرنے میں اور اُنکو تسلی دینے کے لیئے یہہ طرز کلام اختیار کیا کہ میں تم سے عہد کرتا ہوں کہ پھر میں ایسا طوفان نہیں لانے کا مینھہ کے کھلنے کے وقت جو ایک ظہور قوانین قدرت کے بموجب ہوتا ہی اور جسکو اِنسان بھی دیکھہ سکتے ہیں اُسکو اُس عہد کا نشان بتایا اور موافق طرز کلام انسانوں کے گفتگو کی کہ

---

† تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۲۹—

نهیں اسکو دیکهکر اپنا عهد یاد کرونگا تاکه جتنے معمولی طور پر سیلابه برسنے شروع هوں تو
وس کو دیکهه کر اِنسان تسلي پاویں اور نجان لیں که خدا کے عهد کي کمان لگائي جو طوفان نه
لانیکا عهد هی پس یهه قوس خدا کے رحم اور فضل کي مشهور علامت اور همارے عقیدة کي
مضبوطي اور خدا پر مستحکم توکل کرنے کي نشاني هی اس لیئے همکو چاهیئے که جب
م اسکو دیکهیں خدا کي تعریف کریں که کیا اچهي روشن هی اور کیا خوبصورت بنائي هی
۵ شان دار دایرة هے آسمان کو گهیرلي هی نهایت بڑے اور زبردست هاتهوں نے اسکو
بنایا هی *

۱۹ ( پهر گئي تمام وة زمین ) اس میں کچهه شک نهیں که هم قوانین قدرت سے اِس
ت کا یقین کرسکتے هیں که دنیا میں تمام اِنسان ایک هي نسل سے نکلے هیں کیونکه هم
یکهتے هیں که تمام حیوانات جو خاص ملکوں گرم و سرد کے رهنے والے هیں وة سب اپنے
ساتهه ایک ایسي قدرتي پوشاک رکهتے هیں جو اُس ملک کے مناسب هی اور جس سے وة
سرد ملکوں کي سردي کو دور کرسکتے هیں اور گرم ملکوں کي گرمي سے بچ سکتے هیں اور
ن وسیلوں سے اپني باسایش بسر کرتے هیں مگر برخلاف اسکے هم اِنسان کو دیکهتے هیں که
ننگا پیدا هوا هی اور کوئي خلقي سامان گرمي سردي سے بچنے کا اپنے پاس نهیں رکهتا مگر
ستے اُسکے لیئے ایسے وسیلے پیدا کیئے هیں جنکے سبب بقدر حاجت کے گرمي سردي حاصل
کرسکتا هی پس یهه دلیل اس بات کي هی که کوئي اِنسان کسي خاص ملک کے لیئے پیدا
نهیں هوا بلکه اُس قادر مطلق کا یهه منشا تها که ایک حیوان ایسا پیدا کیا جاوے جسکي
نسل تمام گرم سرد ملکوں میں آباد هو اور بلحاظ هر ملک کے وة خود سامان گرمي و سردي
بهم پهونچا لیا کرے پس کچهه شک نهیں که وة عام اِنسان ایک هي نسل سے اور ایک
هي دادا کے پوتے هیں *

ڈاکٹر † هالز صاحب اِنسان کي ایک هي نسل کي تمام دنیا میں آباد هونے کي تصویر
جغرافیه کے بموجب همکو اِس طرح پر دکهاتے هیں که "ایشیا اور امریکا کے دو بر اعظم اگرچه
سمندر پاسفک یا مشرقي بحر کے جنوبي سروں پر ایک دوسرے سے بهت فاصله رکهتے هیں
مگر ایب شمال کي طرف سے وة ایک دوسرے سے صرف اُنتالیس میل کے فاصله پر بچانے
... کے جهتسا که پہلے خیال کیا جاتا تها اب قریب دریافت هوئے اور اِس
... میں بهت سے جزیرے هیں مثل راس بیرنگ وغیرة کے واقع هیں کپتان کوک
... زمین کے گرد سفر کرنے میں جو بهت سے فایدے حاصل هوئے اُن میں سے منجمله
... فایدة هوا که کاتهوں کا یهه بڑا عمدة اعتراض که ایک آدمي سے تمام دنیا

† تفسیر ڈاٹکلي جلد ۱ صفحه ۳۱ *

کیونکر آباد ہوئی تھیں کیا شمالی امریکہ میں ایشیا کے مقابل کے کناروں سے باشندے بآسانی پہونچ گئے ہونگے اور جنوبی امریکہ میں بوسیلہ اُس بڑے سلسلہ خال کے دریافت کیئے ہوئے گرم جزیروں کے جو درمیان ان دو بڑے بحر اعظم کے پھیلے ہوئے ہیں ایشیا کے لوگوں سے سلسلہ وار آباد ہوئے ہونگے اور امریکہ کا مشرقی جانب سے آباد ہونا بوسیلہ اُن کشتیوں کے خیال کیا جاوے جنکو طوفان اور ریلوں اور مخالف ہواؤں نے یورپ اور افریقہ کے کناروں سے کھینچ لیجاکر وہاں پہونچا دیا ہو زبانوں اور مذہب اور اطوار اور رسومات کی بہت سی قدیم باتوں میں مشابہت کا ہونا بلاشبہہ اس بات کی گواہی دیتا ہی کہ تمام انسان ایک ہی مرببی سے نکلے ہیں *

† نکتہ چین حکما مختلف ملکوں میں انسان کی جنسوں کے اختلافات سے جو بلحاظ رنگ و قد صورت اور مزاج وغیرہ کے ہیں اس حقیقت کو کہ تمام جنسیں انسان کی ایک ذخیرہ سے نکلی ہیں ثابت کرنے میں بڑے پریشان ہوتے ہیں باوجود اسکے کہ ہم قدرت کے بھیدوں اور خدا تعالی کے طریقوں کے دریافت کرنے میں کیسے ہی ناقابل ہوں تب بھی از روے آب و ہوا اور مخصوص حالتوں ہوا پانی اور خوراک اور رسومات وغیرہ کے جنکے سبب سے باشندوں کی بناوٹ اور رنگوں میں زمانہ کے گذرنے پر بہت سی تبدیلی ہوجاتی ہی ان ظاہری اختلافات کا حسب دلخواہ جواب دے سکتے ہیں مثلاً اگر کتوں کو سرد طبقہ میں لیجاویں تو وہاں پر وہ جھبرے ہوجاویں اور اگر بھیڑوں کو گرم طبقہ میں لیجاویں تب انکی اون بال ہوجاویگی تو انسان کی جنسیں رفتہ رفتہ آب و ہوا کے اثر سے کیونکر محفوظ رہ سکتی ہیں *

انسان اگرچہ یورپ میں سفید اور افریقہ میں سیاہ اور ایشیا میں زرد اور امریکہ میں سرخ ہیں لیکن حیوان واحد ہیں صرف آب و ہوا کے سبب سے اُن میں یہہ ظاہری تبدیلیاں ہیں جہاں کہیں گرمی سخت ہوتی ہی جیسی کہ گنی اور سینیگل میں تو وہاں کے بالکل سیاہ ہوتے ہیں اور جہاں کہیں کہ اُسکی شدت کم ہی جیسی کہ ابیسینیہ میں تو وہاں کے آدمی کم کالے ہوتے ہیں اور جہاں کہیں وہ معتدل ہی جیسی باربری اور عرب میں وہاں پر لوگ بھورے ہوتے ہیں اور جہاں کہیں وہ بہت کم ہی جیسی کہ یورپ اور نیچے کے حصہ ایشیا میں وہاں پر سفید ہوتے ہیں *

ڈاکٹر شا صاحب نے اپنے باربری کے سفروں میں آرس کے پہاڑوں پر جو ایلجایرز کے جنوب میں ہیں ایک ایسی قوم دیکھی جو افریقہ کے مسلمانوں سے نسل میں مختلف ہیں اُنکا رنگ خاکی تو ہرگز نہیں لیکن سفیدی اور سرخی مائل ہی اور اُنکے بال بجاے

† تفسیر ڈاؤلی جلد ۱ صفحہ ۴۴

ایسے سیاہ ہونے کے جیسے کہ افریقہ کے مسلمانوں کے ہیں بہت زرد ہیں ڈاکٹر شا صاحب خیال کرتے ہیں کہ یہہ واندل قوم کا ایک بقیہ ہی اور غالباً اُنکا رنگ اُنکی بلند پہاڑی مقام کے سبب سے ویساہی رہا جیسا کہ ارمینیا کے باشندوں کا مغربی ایشیا میں اور کشمیر کے باشندوں کا مشرقی ایشیا میں صاف ہی بسبب اِس بات کے کہ ان دونوں مقاموں میں زمین بہت بلند ہی جسکے باعث سے آب و ہوا کا مزاج معتدل ہی *

برخلاف اِسکے بستی یہودیوں کی جو مقام کوچین میں کنارہ ملبار پر بہت مدت ہوئی کہ جسکی اُنکو یادداشت جاتی رہی آکر بسے اگرچہ وہ اصل میں فلسطین کے خوبصورت لوگ تھے اور اُنہوں نے اپنی رسومات کو اب تک خالص رکھا ہی لیکن ایسے کالے ہوگئے ہیں جیسےکہ ملبار والے ہیں جو گنی کے حبشیوں سے سیاہی میں ایک ذرہ بھی کم نہیں ہیں اور لنکا میں پورچگل والے جو صرف چند صدیاں گذریں کہ وہاں آکر بسے اپنی حالت اصلی سے زوال پذیر ہوکر وہاں کے باشندوں سے بھی زیادہ کالے ہوگئے شمار میں یہہ لوگ قریب پانچ ہزار کے ہیں اور اب بھی زبان پورچگل بولتے ہیں اور یورپ کی پوشاک پہنتے ہیں اور رومی گرجا کے مذہب کا اِقرار کرتے ہیں *

با این ہمہ ڈاکٹر ہیلز صاحب یہہ بھی کہتے ہیں کہ اِنسانوں میں آب و ہوا اور رسومات کے اثر کے عام نتیجوں کے علاوہ اور بھی اختلافات موجود ہیں جنکو شاید نا معلوم سببوں سے منسوب کرنا چاہیئے جنکا دریافت کرنا اِنسان کی دانائی کے فخر کو عاجز کرتا ہی اور بہر حال جنکو خدا کے علم اور رضا پر چھوڑنا چاہیئے اور جنکو اُسکی اُس دانائی اور قدرت کے ناقابل تلاش خزانوں میں جو اُسکے کاموں میں مختلف بھی ایسے ہیں جیسے کہ ترتیب میں جمع کرنا چاہیئے *

بہر حال ہمکو اِس بات پر یقین کرنے کی کہ تمام انسان ایک شخص کی اولاد ہیں بہت سی وجوہات ہیں گو بعضے ایسے اختلاف ہوں جنکی وجہہ ہم نہ دریافت کر سکیں مگر جس بات پر کہ میں بحث کرتا ہوں وہ یہہ ہی کہ وہ شخص جسکی اولاد تمام انسان ہیں کون ہی آدم یا نوح تمام یہودی عالم اور تمام عیسائی عالم اور اکثر مسلمان عالم اِسبات کے قایل ہیں کہ تمام اِنسان حضرت نوح کی اولاد ہیں مگر جبکہ میں اِسبات کا قایل ہوں کہ طوفان تمام دنیا میں نہیں آیا تو مجھکو ضرور اِسبات سے اِنکار کرنا پڑیگا اور یہہ کہنا ہوگا کہ تمام اِنسان حضرت آدم کی اولاد ہیں اور اگر اور لوگ بھی تمام اِنسانوں کو حضرت آدم کی اولاد مان لیں تو کسقدر آسان ہو جاتی ہیں وہ مشکلیں جو بسبب بعض ایسے اختلافوں کے جنکی وجہہ ہمکو بخوبی دریافت نہیں ہی اِنسان کو ایک ہی شخص کی اولاد قرار دینے میں پڑ رہی ہیں *

۲۲ ( حام باپ کنعان نے ) حام کی اولاد کنعان کے سوا اور بھی تھی جیسا کہ باب ۱۰ — ۹ سے پایا جاتا ہی مگر اِس مقام پر کنعان کا خاص ذکر اِسواسطے کیاگیا کہ وہ ایک بد بخت نسل کا سردار تھا *

۲۵ (اور کہا ملعون ہو کنعان) جو لوگ کہ اس ورس کو ایک جملہ بددعائیہ سمجھتے ہیں اُنکو اس ورس کی تفسیر بیان کرنے میں سخت مشکل پیش آویگی کیونکہ بے ادبی حضرت نوح سے حام نے کی تھی پھر باپ کی بے ادبی کے سبب اولاد کو ملعون کرنے کی کیا وجہہ اور اگر اولاد ملعون بھی کیجاوے تو سواے کنعان کے حام کے اور بھی بیٹے تھے پھر خاص کنعان کو ملعون کرنے کی کیا وجہہ *

علماء یہود نے جو اِسکی وجہہ لکھی ہی اُس سے نا واقف رہنا اُسکے واقف ہونے سے بہتر ہی اور میں واقف نہیں ہوا کہ عیسائی عالم اِسکی کیا وجہہ بیان کرینگے مگر میں اِس ورس کو جملہ بد دعائیہ قرار نہیں دیتا جیسا کہ متن کے ترجمہ سے ظاہر ہی بلکہ یہہ ایک پیشین گوئی ہی ایک واقعہ کی جو ہونے والا تھا کنعان کی اولاد پر *

ہم بطور ایک نیچر کے یہہ بات دیکھتے ہیں کہ اچھوں کی اولاد بری ہوتی ہی اور بروں کی اولاد اچھی بھی ہوتی ہی اور اسی طرح ہم یہہ بھی دیکھتے ہیں کہ باپ کی بد خصلت کبھی اُسکی تمام اولاد میں اثر رکھتی ہی اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ وہ اثر اُسکی کسی اولاد میں پایا جاتا ہی اور کسی اولاد میں نہیں پایا جاتا ہی حام سے جو یہہ ایک بے ادبی اپنے باپ کی نسبت ہوئی وہ صاف دلیل تھی بدبختی اور بدطینتی کی جسکے سبب اندیشہ تھا کہ اُسکی تمام اولاد ایسی ہی بدطینت اور بد خصلت ہوگی جو کبھی بار ور اور برخوردار نہیں ہوسکتی حضرت نوح نے خدا کے الہام سے بتا دیا کہ بدطینتی اور بد بختی حام کی کسی اولاد میں نہیں ہی مگر کنعان میں جسکا نتیجہ ہی غلام اور تابعدار ہونا اپنے بھائیوں کا اِسلیئے کنعان کی نسبت کہا کہ وہ غلام کا غلام ہوگا اپنے بھائیوں کا اور نیک خصلت جو سام اور یافث سے ظاہر ہوئی تھی اُسکا جو نیک نتیجہ اُنکو ہونے والا تھا وہ اُنکے حق میں بیان کیا پس یہہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ حام کی بےادبی کے سبب حضرت نوح نے کنعان کو بد دعا دی *

۲۶ و ۲۷ اِن دونوں ورسوں میں جو پیشین گوئی ہی اُسکے واقع ہونے کی تفصیل † بشپ نیوٹن صاحب اِسطرح پر بیان کرتے ہیں کہ وہ لفظ جسکا بھائیوں ترجمہ کیا گیا ہی عبری میں اُسکے معنی زیادہ دور کے رشتہ داروں کے ہیں کنعان کی اولاد سام اور یافث دونوں کی اولاد کے تابع ہونے والی تھی سوا اِسکے قدرتی نتیجہ گروہونکی برائی کا اِسیطرح سے ہی جیسیکہ تنہا شخص کی برائی کا غلامی ہی *

---

† تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۳۱ *

بہت سی † صدیوں یعنی آٹھ سو برس بعد اِس پیشینگوئی کے بنی اسرائیل نے جو سام کی اولاد تھے زیر حکومت یشوع کے کنعان والوں پر حملہ کیا اور بہت سے باشندوں کو قتل کیا اور بنی گبعون اور اوروں کو غلام اور خراج گذار کیا اور سلیمان نے بعد ازاں باقیوں کو مطیع کیا ❊

یونانیوں اور رومیوں نے بھی جو اولاد یافث کی تھے نہ صرف سوریا اور فلسطین کو مغلوب کیا بلکہ کنعان والوں میں سے ایسے ایسوں کا تعاقب کرکے اُنکو فتح کیا جو کہیں کہیں باقی رہ گئے تھے مثلاً ٹائر والے اور کارتھیج والے جن میں سے پہلوں کو سکندر اور یونانیوں نے اور پچھلوں کو سپیو اور رومیوں نے تباہ کیا اور اُس وقت سے ہمیشہ بدبختی بقیہ اِس قوم کا اوروں کا غلام رہا ہے اول مسلمانوں کا جو سام سے نکلے تھے اور بعد اُسکے ترکستان والوں کا جو یافث سے نکلے تھے اور اُنکے زیر حکم آجتک وہ تباہی بھرتے ہیں ❊

† ۲ تواریخ ۸ : ۷ لغایت ۹ ❊

# دسواں باب

۱ نوح کا نسب یافث و حام کے بیٹے ۶ حام کے بیٹے ۸ نمرود کا پہلا بادشاہ ہونا ۲۱ سام کے بیٹے —

## توریت مقدس

(۱) وِ اِلّہ تولدت بنی نوح شیم حم و یفت
وَیِوّلِدو لہم بنیم اَحر ہمبول ●

(۲) بنی یفت گمر و مگوگ و مدی و یون
و توبل و مشخ و تیرس ●

(۳) و بنی گمر اشکنز و ریفت و توگرمہ ●

(۴) و بنی یون الیشہ و ترشیش کتیم و دودنیم ●

(۵) مِالّہ نفردو ایّی ہگویم بارصتم ایش للشنو
لمشپحتم بگویہم ●

۱ یہہ ہیں نوح پشت اولاد کی ۔ سام حام اور یافث اور پیدا ہوئے انکے † لڑکے بعد طوفان کے —

۲ بیٹے ‡ یافث کے گومر اور ماجوج اور مادائی اور یاوان اور توبال اور میشخ اور تیراس —

۳ اور بیٹے گومر کے اشکناز اور ریفت اور توجرما —

۴ اور بیٹے یاوان کے الیشا اور ترشیش کتیم اور دودانیم § —

۵ ان سے جدا ہوئے || جزیرے قوموں کے ملکوں میں انکے ہر شخص موافق زبان اسکی کے موافق گھرانے انکے بیچ قوموں انکی کے — ●

† باب ۹ — ۱ و ۷ و ۱۹ —

‡ ۱ تواریخ باب ۱ — ۵ وغیرہ —

§ رودانیم مطابق بعض ترجموں کے —

|| زبور ۷۲ — ۱۰ یرمیاہ باب ۲ — ۱۰ — باب ۲۵ — ۲۲ — صفنیاہ باب ۲ — ۱۱ —

## توریت مقدس باب

(٦) وبنی حم کوش و مصرئم و فوط و کنعن ●

(٧) وبنی کوش سبا و حویلہ و سبتہ و رعمہ
و سبتکا و بنی رعمہ شبا و ددن ●

(٨) و کوش یلد ات نمرد ہو ہحل لہیوت گبر
بارض ●

(٩) ہو ہیہ گبر صید لفنی یہوہ عل کن یامر
کنمرد گبر صید لفنی یہوہ ●

(١٠) و تہی رشیت مملکتو بابل و ارخ و اکد
و کلنہ بارض شنعر ●

٦ † اور بیٹے حام کے کوش اور مصریم اور فوط اور کنعان ہیں —

٧ اور بیٹے کوش کے سبا اور حویلہ اور سبتاہ اور رعماہ اور سبتکا اور بیٹے رعماہ کے شبا اور ددان ہیں —

٨ اور کوش کے پیدا ہوا نمرود اُس نے شروع کیا ہونا جبار کو ملک میں —

٩ وہ تھا جبار ‡ شکاری روبرو § اللہ کے اسلیئے کہا جاتا ہے مثل نمرود کے جبار شکاری روبرو اللہ کے —

١٠ || اور تھی ابتدا سلطنت اُسکی ¶ بابل اور ارخ اور اکد اور کلنہ بیچ ملک سنعار کے —

---

† تاریخ دلی ١ — ٨ وغیرہ —

‡ یرمیاہ باب ١٦ — ١٦ میکاہ باب ٧ — ٢ —

§ باب ٦ — ١١ —

|| میکاہ باب ٥ — ٦ —

¶ بابلی بموجب ترجمہ یونانی

## توریت مقدس

( ۱۱ ) مِن ہَآرِص ہَہِو یَصَا آشُّور وَیِّبِن اِت نِینوِہ
وِ اِت رِحُبُت عِیر وِ اِت کَلَح *

( ۱۲ ) وِ اِت رِسِن بین نِینوِہ وَبین کَلَح ہُو ہَعِیر
ہَگّدُلَہ *

( ۱۳ ) وُ مِصرَیِم یَلَد اِت لُودِیم وِ اِت عَنَمِیم وِ اِت
لِہَبِیم وِ اِت نَفتُوحِیم *

( ۱۴ ) وِ اِت پَترُوسِیم وِ اِت کَسلُوحِیم آشِر یَصاُو
مِیشَّم پِلِشتِیم وِ اِت کَفتُرِیم *

( ۱۵ ) وُکِنَعَن یَلَد اِت صِیدُون بِکُرُو وِ اِت حِت *

( ۱۶ ) وِ اِت ہَیبُوسِی وِ اِت ہَاِمرِی وِ اِت ہگِر
گَشِی *

۱۱ اِس زمین سے نکلا † اشور کو اور بنایا نینوہ کو اور رحوبت
کے ‡ شہر کو اور کالح کو —

۱۲ اور رسن کو درمیان نینوہ اور درمیان کالح کے وہ شہر بڑا
ہی —

۱۳ اور مصریم نے پیدا کیا لودیم کو اور عنمیم کو اور لہابیم کو
اور نفتوحیم کو —

۱۴ اور پتروسیم کو اور کسلوحیم کو وہ جگہہ نکلی § جہاں سے
فلسطیم اور کفتوریم کو —

۱۵ اور کنعان نے پیدا کیا صیدون پہلونٹھے اپنے کو اور حِت کو

۱۶ اور یبوسی کو اور اموری کو اور گرگاشی کو —

---

† بموجب دیگر ترجموں کے اسوریا کو گیا —
‡ بموجب دیگر ترجموں کے شہر کے بازاروں کو —
§ ۱ تواریخ باب ۱ — ۱۲

## توریت مقدس

(۱۷) وِاِت هَحِوِّي وِاِت هَعَرقِي وِاِت هَسِّينِي *

(۱۸) وِاِت هَارْوَدِي وِاِت هَصِّمَرِي وِاِت
هَحَمَّتِي وِاَحَر نَفُصُو مِشفِحُوت هَكِّنَعَنِي *

(۱۹) وَيِهِي گِبُول هَكِّنَعَنِي مِصِيدُون بُاَخَه گِرَرَه
عَد عَزَّه بُاَخَه سِدُمَه وِعَمُرَه وِاَدمَه وُصِبُويِم عَد لَشَع *

(۲۰) اِلَّه بِنِي حَم لِمِشفِحُتَم لِلشُنُتَم بِاَرصُتَم بِگُويِهِم *

(۲۱) وُلِشِم يُلَّد گَم هُو اَبِي كُل بِنِي عِيبِر اَحِي
يِفِت هَگَّدُول *

(۲۲) بِنِي شِم عِيلَم وِاَشُّور وِاَرفَكشَد وِلُود وِاَرَم *

۱۷ اور حوي کو اور عرقي کو اور سيني کو —

۱۸ اور اروادي کو اور صماري کو اور حماتي کو اور پيچهے پهيل
گئے قبايل کنعاني —

۱۹ † اور تهي حد کنعاني کي صيدون سے پهونچتي هوئي گراراه
عزاه تک پهونچتي هوئي سدومه اور عموراه اور ادماه اور صبويم
لاشع تک —

۲۰ يهه هيں بيٹے حام کے موافق قبايل اُنکے کے اور موافق
زبانوں اُنکي کے ملکوں ميں اُنکي قوموں ميں —

۲۱ اور شيم کے پيدا هوئے وه بهي باپ؛ سب بني عيبر کا بهائي
يافث بڑے کا —

۲۲ بيٹے ‡ شيم کے عيلام اور اشور اور ارفکشد اور لود اور آرام —

---

† باب ۱۳ — ۱۲ ، ۱۴ و ۱۵ و ۱۷ باب ۱۵ — ۱۸ لغايت ۲۱ اعداد باب ۳۴ — ۲ —
لغايت ۱۲ يوشع باب ۱۲ — ۷ و ۸ —

‡ تاريخ باب ۱۱ — ۱۷ وغيره —

## توریت مقدس

(۲۳) وَبنِي آرَم عُوص وِحُول وِگِثر وَمَش ٭

(۲۴) وِارفَحشَد يَلَد اِت شَالَح وِشَالَح يَلَد اِت عِبِر ٭

(۲۵) وُلعِبِر يُلَّد شِنِي بَنِيم شِم هَاَحَد پِلِگ کِي
بِيَمَاو نِفلِگَه هَاَرِص وِشِم اَحِيو يَقطَن ٭

(۲۶) وِيَقطَن يَلَد اِت اَلمُودَد وِاِت شَالِف وِاِت
حَصَرمَوِت وِاِت يَرَح ٭

(۲۷) وِاِت هَدُورَم وِاِت اُوزَال وِاِت دِقلَه ٭

(۲۸) وِاِت عُوبَل وِاِت اَبِي مَال وِاِت شِبَا ٭

(۲۹) وِاِت اوفِر وِاِت حَوِيلَه وِاِت يُوبَب کُل
اِلِه بنِي يَقطَن ٭

۲۳ اور بیٹے آرام کے عوص اور حول اور جثر اور مش —
۲۴ اور ارفکشد نے پیدا کیا † شالح کو اور شالح نے پیدا کیا
عیبر کو —
۲۵ ‡ اور عیبر کے پیدا ہوئے دو بیٹے نام ایک کا § فلج کیونکہ
ایام میں اسکے بٹ گئی زمین اور نام اسکے بھائی کا یقطان —
۲۶ اور یقطان نے پیدا کیا الموداد کو اور شالف کو اور حصر
ماوت کو اور یرح کو —
۲۷ اور ہدورام کو اور اوزال کو اور دقلہ کو —
۲۸ اور عوبال کو اور ابیمائل کو اور شبا کو —
۲۹ اور اوفیر کو اور حویلہ کو اور یوباب کو سب یہہ ہیں بیٹے
یقطان کے —

† باب ۱۱ — ۱۲ —
‡ ۱ تاریخ باب ۱ — ۱۹ —
§ (یعنی قسمت) —

## توریت مقدس

(۳۰) وَیْہِی مُوشَبَم مِمِّیشَا بُاَخَہ سِفَرَہ ھَر ھَقِّدِم *

(۳۱) اِلِّہ بِنِی شِم لِمِشْفِحُتَم لِلِشُنُتَم بِاَرْصُتَم لِگُویِہِم *

(۳۲) اِلّہ مِشْفِحُت بِنِی نُح لِتُو لِدُتَم بِگُویِہِم
وُمِالِّہ نِفرِدُو ھگُّویِم بَاَرِص اَحَر ھمَّبُول *

۳۰ اور تھا اُنکا مقام میشاہ سے پہونچتے ہوئے سفارہ اوہ شرقی کو —
۳۱ یہہ ہیں بیٹے شیم کے موافق قبایل اُنکے موافق زبانوں
اُنکی کے ملکوں اُنکے میں موافق قوموں اُنکی کے —
۳۲ † یہہ ہیں قبائل بنی نوح کے موافق جنم پترہ اُنکے کے
قوموں اُنکی میں اور ‡ اُن سے جدی جدی ہوئیں قومیں ملک میں
بعد طوفان کے —

### تفسیر

۱ (یہہ ھی جنم پترہ) جو لوگ تمام دنیا کو صرف اولاد نوح سے بسا ہوا سمجھے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ سام کی اولاد کے حصہ میں درمیان کا حصہ زمین کا آیا یعنی فلسطین سوریا اور ایسریا اور سیمریا (جو بیبلن کے ایک قصبہ کا نام ھی اور جسکو کالدی والونکا عراق کہتے ہیں) اور بابل اور ایران حجاز یا عرب اور اولاد حام کو تیمان ادومیا § اور افریقہ اور نائی گرشیا اور مصر اور نیوبیا اور ایتھوپیا اور سندھیا اور ہندوستان واقع کنارہاے سندہ (یا مغربی اور مشرقی ہندوستان) اور اولاد یافث کو کاربیہ اور اسپین اور فرانس اور یونان اور سکلیونیا یعنی روس اور بلگریا اور ترکستان اور آرمینہ *

۵ (جزیرے) || مسٹر مید صاحب کہتے ہیں کہ یہودی جزیرہ کے لفظ کا ¶ اپنے اُن تمام ملکوں پر اِستعمال کرتے ہیں جو بسبب سمندر کے اُنکے ملک سے علحدہ ہوگئے ہیں یا عموماً اِس لفظ جزیرہ کا ایک * مقام ولایت یا صوبہ کے واسطے اِستعمال ہوسکتا ھی *

---

† آیت ۱ — ‡ باب ۹ — ۱۹ —
§ یرمیاہ ۴۹ — ۷ — || تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۴۳ —
¶ یسعیاہ ۱۱ — ۱۱ و ۲۰ — ۶ و ۲۴ — ۱۵ یرمیاہ ۲ — ۱۰ —
* ایوب ۲۲ — ۳۰ [illegible] ۲۰ — ۶ —

۸ ( نمرود ) معلوم هوتا هی که اگلے زمانه میں یهه دستور تها که جو خاندان میں بڑا هوتا تها وهي اپنے خاندان پر مربیانه حکومت رکهتا تها مگر اِس شخص نے مربیانه حکومت کو توڑ ڈالا اور بادشاهانه حکومت کي بنیاد ڈالي *

۱۱ ( اِس زمین سے نکلا ) یعني نمرود ان ملکوں سے نکلا اور اشور سے لڑنے کو گیا جسکو ایسریا کہتے هیں جو سام کي اولاد سے علاقه رکهتا تها مگر اُسپر کش کے اِس بیٹے نے قبضه کرلیا تها *

( نینوه ) بشپ پیٹرک صاحب کہتے هیں که نمرود نے اِس شهر کا نام اپنے بیٹے نینوس کے نام پر رکها تها *

۲۱ ( باپ سب بني عیبر کا ) † بشپ کڈر صاحب لکهتے هیں که اِس سبب سے عبرانیوں کا باپ هوا جنکا نام اُس سے نکلا اُس سے عبرام کا نام ‡ عبري هوا اور اُسکي اولاد کا نام § عبرانیان هوا باوجود اسکے بعضوں نے یهه خیال کیا هی که اس مقام میں عیبر کوئي خاص نام نهیں هی اور یهه که عبرام کو ایک عبري بسبب عیبر کے جو کسي شخص کا خاص نام هو کہتے هیں بلکه اِس وجهه سے کہتے هیں که اِس لفظ کے معني هیں وه شخص جو دریاے فرات کے پار سے آوے اور تب جس لفظ کا هم اولاد عیبر ترجمه کرتے هیں اُسکے معني هوئے دریاے فرات کے پار کے باشندے *

۲۴ ( عیبر ) هم مسلمانوں کے هاں اِنکا نام هود هی هم انکو نبي مانتے هیں اور اعتقاد کرتے هیں که قوم عاد کي هدایت کو جو تهن بتوں کي پرستش کرتے تهے بهیجے گئے تهے یهودي بهي حضرت عیبر کو نبي مانتے هیں اور ورس ۲۵ میں اُنکي یهه پیشین گوئي لکهي هوئي هی که فلج کا نام جس پیشین گوئي سے اُنهوں نے رکها تها در حقیقت اُسي طرح واقع هوئي *

## گفتگو نسبت طوفان کے

طوفان کا حال جو کتاب اقدس میں بیان هوا اُسکي نسبت تین امر قابل بحث هیں جنکو هم یهاں بیان کرتے هیں *

اول یهه که حساب چڑهنے اور اُترنے پاني طوفان کا جو ان بابوں میں لکها هی وه کیونکر برابر آتا هی *

دوم طوفان کے عام هونے کي تردید اور اسبات کا ثبوت که جس طوفان کا ذکر کتاب اقدس میں هی در حقیقت وه طوفان خاص ملک میں تها *

---

† تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحه ۳۲ —
‡ باب ۱۴ — ۱۳ —
§ باب ۴۹ — ۱۴ خروج ۱ — ۱۵ و ۱۶ —

سوم قران مجید سے بھی خاص ملک میں طوفان کا ہونا ثابت ہوتا ہی معہ ذکر بعض واقعات طوفان کے جو قران مجید سے پائے جاتے ہیں *

## اول گفتگو نسبت حساب طوفان کے

بعض لوگ یہہ گفتگو کرتے ہیں کہ کتاب اقدس سے پایا جاتا ہی کہ ابتدا اور انتہا طوفان کی ایک برس دس دن تھی کیونکہ † سنہ ۶۰۰ پیدایش نوح کے دوسرے مہینے کی سترھویں تاریخ کو طوفان شروع ہوا اور سنہ ‡ ۶۰۱ پیدایش نوح کی دوسرے مہینے کی ستائیسویں تاریخ کو حضرت نوح کشتی میں سے نکل آئے مگر ہر ایک واقعہ کے دن جو بیان ہوئے ہیں اُنکے جمع کرنے سے کل مدت طوفان کی ایک برس تین مہینے آتھہ دن معلوم ہوتی ہی جیسا کہ حساب مندرجہ ذیل سے ثابت ہوتا ہی اور پس نہ یہہ حساب درست آتا ہی اورنہ تاریخیں ہر ایک واقعہ کی جو کتاب میں لکھی ہیں وہ صحیح ہوتی ہیں *

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| § | مدت مینہ برسنے کی | ... ... ... | | ۴۰ |
| ‖ | مدت بڑھے رہنے پانی کی | ... ... ... | | ۱۵۰ |
| ¶ | مدت کم ہونے پانی کی | ... ... ... | | ۱۵۰ |
| * | کھولنا کھڑکی کا اور چھوڑنا کوے کا | ... ... | | ۴۰ |
| ⊥ | زمانہ چھوڑنے کبوتر کا پہلی دفعہ کم سے کم | ... ... | | ۷ |
| †† | زمانہ چھوڑنے کبوتری کا دوسری دفعہ | ... ... | | ۷ |
| ‡‡ | زمانہ چھوڑنے کبوتری کا تیسری دفعہ | ... ... | | ۷ |
| §§ | زمانہ اُترنے کا کشتی پر سے | ... ... ... | | ۵۷ |
| | | | | ۴۵۸ |

† باب ۷ — ۱۱ —
‡ باب ۸ — ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ —
§ باب ۷ — ۱۲ و ۱۷ —
‖ باب ۷ — ۲۴ —
¶ باب ۸ — ۳ —
* باب ۸ — ۶ و ۷ —
⊥ باب ۸ — ۸ —
†† باب ۸ — ۱۰ —
‡‡ باب ۸ — ۱۲ —
§§ باب ۸ — ۱۳ و ۱۴ —

## † ڈاکٹر ہاسٹیم صاحب اسی حساب کو اس طرح پر بیان کرتے ہیں

| مہینے | | | | دن |
|---|---|---|---|---|
| ۲ | اکتوبر میں نوح اور اُسکا کنبہ کشتي میں داخل ہوا | | ... | ۳۱ |
| ۳ | ۱۷ نومبر کو چشمے پاني کے کھل گئے | ... | ... | ۳۹ |
| ۴ | ۲۶ دسمبر کو بارش شروع ہوئي | ... | ... | ۴۰ |
| ۷ | ۲۷ مارچ تک پاني نہیں گھٹا | ... | ... | ۵۲ |
| ۸ | ۱۷ اپریل کو کشتي ارارات پر تہري | ... | ... | ۲۱ |
| ۱۰ | یکم جون کو پہاڑوں کي چوٹیاں نمود ہوئیں | ... | ... | ۴۴ |
| ۱۱ | ۱۱ جولائي کو کوا چھوڑا ... | ... | ... | ۴۱ |
| | ۱۸ جولائي کو کبوتر چھوڑا ... | ... | ... | ۷ |
| | ۲۵ جولائي کو دوبارہ کبوتر چھوڑا | ... | ... | ۷ |
| ۱۲ | ۲ اگست کو تیسري دفعہ کبوتر چھوڑا | ... | ... | ۷ |
| ۱ | پہلي ستمبر کو خشک زمین ظاہر ہوئي | ... | ... | ۲۹ |
| ۲ | ۲۷ اکتوبر کو نوح کشتي سے نکلے | ... | ... | ۵۶ |
| | | | | ۳۷۴ |

اِس حساب میں بہت سي غلطیاں ہیں اور اُسپر بھي کتاب اقدس کے بیان کے مطابق نہیں ہي *

اول یہہ کہ حضرت نوح اور اُنکے کنبہ کا کشتي میں بیٹھنا ایک مہینے پیشتر پاني کے چشموں کے پھٹنے سے لکھا ہي حالانکہ کتاب ‡ اقدس سے ثابت ہي کہ اُسي دن جس دن چشمے پھٹے حضرت نوح اور اُنکا کنبہ کشتي میں داخل ہوا *

دوسرے یہہ کہ کتاب اقدس سے معلوم ہوتا ہي کہ پورے § پانچ مہینہ میں کشتي ارارات پر تہري اور دس || مہینے چودہ دن میں ابتداے طوفان سے پاني سوکھہ گئے اور اِس حساب کے بموجب اگر حضرت نوح کے کشتي میں داخل ہونے سے طوفان کي ابتدا گني جاوے تو

† دیکھو تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحہ ۲۸ —
‡ باب ۷ — ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ —
§ باب ۷ — ۱۱ ۸ — ۴ —
|| باب ۷ — ۱۱ ۸ — ۱۴ —

کشتي ارارات پر چهه مهینے میں ٹهرتي هی اور ٹهرني چاهیئے تهي پانچ مهینے میں اور پانیوں کے سوکهنے کا اور پہاڑوں کي چوٹیاں دکهائي دینے کا زمانه صحیح آتا هی اور اگر حضرت نوح کے کشتي میں داخل هونے سے ابتداے طوفان نه گني جاوے بلکه چشموں کے پهٹنے سے شمار کي جاوے تو کشتي کا ارارات پر ٹهرنا ٹهیک آتا هی مگر پہاڑوں کي چوٹیونکا دکهائي دینا اور پانیوں کا خشک هونا کتاب اقدس کے بیان سے مختلف هو جاتا هی کیونکه پہاڑوں کي چوٹیاں دکهائي دیتي هیں چهه مهینے چودہ دنمیں اور دکهائي دیني چاهیئیں سات مهینے چودہ دنمیں اور پانیونکا سوکهنا نو مهینے چودہ دن میں هو جاتا هی حالانکه بموجب کتاب اقدس کے دس مهینے چودہ دن میں چاهیئے *

مگر یهه غلطیاں جو دکهائي دیتي هیں صرف قصور هی هماري کم زور عقل کا ورنه حساب جو کتاب اقدس میں هی وہ ناقابل غلطي کے هی چنانچه میں اُسکو بیان کرتا هوں *

جاننا چاهیئے که کتاب اقدس کے کسي مقام سے نهیں پایا جاتا که اُس زمانه میں مهینے کے دنوں کي تعداد تیس دن سے زیادہ یا کسي سال کو لوند کا مهینه بڑهاکر تیرہ مهینے کا شمار کرتے هوں جیسے که حال کے زمانه کے یهودي اپنے حسابي رسالوں میں چوتهے برس کو تیرہ مهینے کا گنتے هیں اِسلیئے اِس حساب میں بهي هر مهینه تیس دن کا اور بارہ مهینه کا ایک برس شمار کرنا چاهیئے *

مهینے عبري کے ذیل میں لکهے گئے هیں هم شروع کرتے هیں ابتداء طوفان کي ( یعني پهٹنے چشموں اور شروع هونے مینه اور حضرت نوح کے کشتي میں داخل هونے کے ) دوسرے مهینه کي سترهویں تاریخ سے جیسے که † کتاب اقدس همکو هدایت کرتي هی *

جو مدت که باب ۷ — ۲۴ و باب ۸ — ۳ میں مندرج هی وہ دو مدتیں نهیں هیں بلکه وہ ایک هي مدت هی کیونکه پهلے مقام میں زمانه بڑهے رهنے پاني کا زمین پر هی اور جب که کشتي ارارات پر ٹهري اُس وقت تک بهي زمین پر پاني بڑها هوا تها اور دوسرے مقام میں زمانه گهٹنے پاني کا تا ٹهرنے کشتي کے ارارات پر مذکور هی اور باوجودیکه پاني گهٹنے لگا تها اور کشتي ارارات پر ٹهر گئي تهي مگر اُس وقت تک بهي زمین پر پاني بڑها هوا تها پس یهه دونوں مدتیں ایک هیں نه دو اور اسي مدت میں وہ چالیس دن بهي داخل هیں جن میں چشمے پهٹے اور مینه برسا کیونکه وہ دن بهي بڑهے رهنے پاني کے زمین پر هیں اور اسي طرح کوا نکالنے اور پردہ اُٹهانے کي جو مدت هی اُسي میں وہ دن بهي داخل هیں جن میں تین دفعه کبوتر کو نکالا هی چنانچه یهه بات ثابت هوتي هی باب ۸ — ۷ کو اُسي باب کے ورس ۱۳ سے مقابله کرنے پر *

---

† باب ۷ — ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ *

اب که یهه بات حل هوگئي تو اب دیکهو که حساب جو کتاب مقدس میں مندرج هی کس طرح پر درست هی -

| | | |
|---|---|---|
| چشموں کا پهٹنا اور برسنا مینه کا اِبتداے ۱۷ حشوان سے لغایت ۲۶ کسلیو | | ۴۰ |
| شروع کمي آب اور تهرنا کشتي کا ارارات پر ۲۷ کسلیو سے لغایت ۱۷ نیسان | | ۱۱۱ |
| دیکهائي دینا پهاڑ کي چوٹیوں کا ۱۸ نیسان سے لغایت یکم تموز | ... | ۷۴ |
| نمایش چوٹیوں پهاڑ سے کهڑکي کهولنے تک ۲ تموز سے لغایت ۱۱ آب | ... | ۴۰ |
| چهوڑنے کوے سے پردہ کهولنے تک ۱۲ آب سے لغایت یکم تشري | ... | ۴۹ |
| انهي دنوں میں اکیس دن کبوتر کے تین بار چهوڑنے کے شامل هیں | | |
| پردہ کهولنے سے اوترنے تک ابتداے دوم تشري لغایت ۲۷ حشوان | ... | ۵۹ |
| | | ۳۷۰ |

میں مکرر بیان کرتا هوں اس حساب کو به ترتیب عبري مهینوں کے بمطابقت انگریزي و عربي مهینوں کے جس سے مطابقت شمار مهینوں کي جو کتاب اقدس میں بیان هوئي ظاهر هوگي

| نمبر | عبري مهینے | عربي مهینے | انگریزي مهینے | واقعات |
|---|---|---|---|---|
| ۲ | ۱۷ حشوان سنه ۶۰۰ | شعبان | اکتوبر | چشموں کا پهٹنا مینه کا برسنا نوح کا کشتي میں داخل هونا |
| ۳ | ۲۶ کسلیو | رمضان | نومبر | مینه کا برس چکنا - |
| | ۲۷ کسلیو | رمضان | نومبر | پاني کي کمي کا شروع هونا - |
| ۴ | طیبت | شوال | دسمبر | • |
| ۵ | شباط | ذیقعدہ | جنوري | • |
| ۶ | ادار | ذي الحجه | فروري | • |
| ۷ | ۱۷ نیسان | ۱۰ محرم | مارچ | کشتي کا ارارات پر ٹهرنا باوجودیکه اب تک پاني زمین پر بڑها هوا تها |
| ۸ | ایار | صفر | اپریل | • |
| ۹ | سیوان | ربیع الاول | مئي | • |
| ۱۰ | یکم تموز | ربیع الثاني | جون | پهاڑونکي چوٹیوں کا دکهائي دینا |
| ۱۱ | ۱۱ آب | جمادي الاول | جولائي | کهڑکي کهولنا اور کوا چهوڑنا - |
| ۱۲ | ایلول | جمادي الثاني | اگست | کوے و کبوتروں کا آنا جانا |

۱ یکم تشري سنه ۱۰۱ | رجب | ستمبر | پردہ کھولنا ۔
۲ ۲۷ حشوان | شعبان | اکتوبر | نوح کا معه سب کے کشتي پر سے اوترنا ۔

---

## دوسري گفتگو طوفان کے عام هونے کي تردید اور طوفان خاص کے ثبوت میں

### طوفان عام کي تردید

تمام علماء یهود اِس بات کے قایل هیں که طوفان تمام روے زمین پر تها اور میں پاتا هوں که علماے عیسائي اور علماے اِسلام نے بهي اُنهي کي پیروي کي هی اور سب سواے چند کے اِس بات کے قایل هوئے هیں که طوفان عام تها اور تمام دنیا کو اُسنے غرق کردیا تها *

بشپ † پیٹرک صاحب اور سیٹک هوس صاحب کهتے هیں ‡ که اِن الفاظ سے که ( چهپا دیا سب پہاڑوں اونچوں کو جو تهے نیچے آسمان کے ) اور نیز اور مقاموں سے جهاں یهه ذکر هی که تمام § ذي حیات مرگئے ثابت هوتا هی که طوفان عام هوا اور وہ یهه بهي کهتے هیں که حقیقت میں یهه بات هر طرح سے خیال کرسکتے هیں که دنیا اُس وقت میں بخوبي آباد تهي جیسیکه وہ اب هی اور شاید اِس سے بهي زیادہ اُسکے باشندوں کے برباد کرنے کے واسطے طوفان چاروں طرف هوا هو اور تمام کرہ کو اُسنے گهیرا هو *

بشپ ‖ واٹسن صاحب اِس شبهه کے مٹانے کو که اِسقدر پاني طوفان کے لیئے کہاں سے آیا بطور ایک امداد دلیل کے لکهتے هیں که " جو کچهه هوا میں ملا هوا هی اگر وہ سب نیچے اُتر آوے تو تمام زمین کي سطح کو تیس فیٹ سے زیادہ ڈهانپ دینے کو کافي هووے *

سیٹک ¶ هوس صاحب لکهتے هیں که " اگر هم تمام کرہ کا دورہ کریں اور هر ولایت کے باشندوں سے دریافت کریں تو همکو معلوم هوگا که اِس طوفان کي شهرت تمام زمین پر پهونچي هی اور دنیاے معلوم کے هر حصه میں اُسکي کچهه تاریخیں اور روایتیں موجود هیں چنانچه امریکه والے اپني ولایت میں طوفان کے هونے کا اِقرار اور بیان کرتے هیں اور چینیوں میں جو ایشیا میں نهایت دور رهنے والي قوم هی اُسکي روایت موجود هی ( معلوم

† تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحه ۲۶ ۔
‡ باب ۷ ـــ ۱۹ ۔
§ باب ۷ ـــ ۲۲ ۔
‖ تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحه ۲۵ ۔
¶ تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحه ۲۴ ۔

نہیں کہ یہہ کہاں سے لکہا کیونکہ چینی طوفان ہونے کا اقرار نہیں کرتے ) اور افریقہ کی بہت سی قومیں اُسکے قصہ مختلف بیان کرتی ہیں اور خطوں یورپ میں جو طوفان ڈیکلین کا مشہور ہی اُس میں اور طوفان نوح میں کچھہ فرق نہیں ہی اُس میں صرف کچھہ بیان کا فرق ہی پس ہم تمام کرہ کے گرد طوفان کا کھوج لگا سکتے ہیں اور جو بات اِس سے بھی زیادہ قابل اِطلاع ہی کہ ان قوموں میں سے ہر ایک کوئی کسی طرح انسان کے بحال ہونے کی تاریخ رکھتے ہیں یہہ بات اسکی ایک کامل دلیل ہی کہ لوگوں نے سمجھا کہ تمام اِنسان اُس طوفان میں ایکبار بزبان ہوگئے " *

† ڈاکٹر سینٹک ہوس صاحب فرماتے ہیں کہ " حضرت موسیٰ ہمکو یقین دلاتے ہیں کہ نہایت بلند پہاڑوں سے پندرہ ہاتھہ پانی بلند چڑہ گیا تھا آؤ اس کلام کی حقیقت کے ثبوت کے لیئے ہم خود پہاڑوں کی طرف رجوع کریں زمین کے نہایت بلند مقاموں کا اِمتحان کرو اور سب سے بالاِتفاق سمندر کی چیزیں جو اُس موقع پر اُن بلندیوں پر جمع ہوئیں ہیں پائی جائینگی سیپیاں اور سمندر کی مچھلیاں اور تمام قسموں کے بڑے جانوروں کے ڈھانچے پہاڑ ایلپس اور ایپی نائنس اور پرینیز اور انڈیز اور ایٹلاس اور ارارات ہر ایک پہاڑ ہر ولایت کا جو آسمان کے تلے ہی جاپان سے لیکر میکسیکو تک سب اُس یکساں ثبوت میں اتفاق کرتے ہیں کہ اُن سب کی نہایت بلند چوٹیوں پر سمندر گذر گیا اور زمین میں تلاش کرو تو تم پاؤگے ایک قسم کے ہرن پیدایش امریکہ کو آیرلینڈ میں دبا ہوا اور ہاتھوں کو جو پیدایش افریقہ اور ایشیا کے ہیں اِنگلستان میں دبے ہوئے اور گھڑیالوں دریاے نیل کو جرمنی میں اور کھپرے دار مچھلیوں کو جو سواے امریکہ کے سمندروں کے اور کہیں نہیں ہوتیں اور پورے پورے ڈھانچے ویلوں کے بہت سے اور ملکوں میں اور سواے اِسکے مختلف اقسام کے ایسے درخت اور پودے جو کسی ولایت میں آسمان کے تلے اُوگے ہوئے نہیں پائے جاتے یہہ سب باتیں اِس بات کا کامل ثبوت ہیں کہ حضرت موسیٰ کا بیان بلا اعتراض صحیح ہی *

مگر یہہ تمام دلیلیں عام طوفان ہونے کی جو مذکور ہوئیں مبنی ہیں اوپر علم جیالوجی کے ابتداے تحقیقات مُنورہ جیالوجین کی یہہ راے تھی مگر جب اِس علم نے زیادہ ترقی پکڑی اور زیادہ تر تحقیقات حالاتِ زمین اور اشیاء موجودہ روے زمین کی ہوئی تو خود جیالوجین نے طوفان کے عام ہونے سے اِنکار کیا ‡ چنانچہ ڈاکٹر کلنزو صاحب بشپ نیٹال کے لکھتے ہیں کہ " جب کہ میں طوفان کے بیان کا ترجمہ کرتا تھا ایک عاقل باشندہ اِس

† تفسیر ڈائلی جلد ۱ صفحہ ۲۹ —

‡ دیباچہ حصہ اول صفحہ ۷ —

ملك كا ميري طرف تعجب سے ديكهتا تها اور يهه پوچهتا تها كه يهه سب سچ هى كيا تمكو حقيقت ميں يهه يقين هى كه يهه سب حال اِسي طرح واقع هوا كه تمام حيوان اور پرند اور رينگنے والي چيزيں بڑي اور چهوٹي سب گرم اور سرد ولايتوں سے جوڑا جوڑا آئيں اور نوح كے ساتهه كشتي ميں داخل هوئيں ( اِس بات پر اعتراض كرنا بيجا هي كيونكه كتاب اقدس سے پايا جاتا هي كه يهه كام بطور † معجزه كے هوا تها ) اور كيا نوح نے اُن سب كي بهي حيوان اور شكاري پرندوں كي بهي اسي طرح جيسے كه باقي مخلوقات كے واسطے خوراك جمع كرلي بعد اِسكے وه لكهتے هيں كه ميرا علم علوم كي چند شاخوں خصوصاً جيالوجي كا بعد علحدگي كے انگلستان سے بهت ترقي پا گيا تها اور اب ميں نے بوجوهات جيالوجي كے ايك حقيقت كو تحقيق سمجها جسكو ميں نے پهلے غلط سمجها تها وه يهه كه عام طوفان جيسا كه بيبل ميں اُسكا علانيه ذكر هى اُس طريقه ميں جيسا كه كتاب پيدايش ميں بيان هوا هى واقع هونا ممكن نه تها سوا اور مشكلات كے جو بيان ميں شامل هيں اُنسے قطع نظر كركر بالتخصيص اِس حقيقت كيطرف جنس سے تمام جيالوجست بخوبي واقف هيں ( ديكهو ليئل صاحب كے جيالوجي صفحه ۱۹۷ و ۱۹۸ ) اشاره كرتا هوں كه آتشين پهاڑ بڑے طول و طويل بمقام آورن اور لانگ ڈاگ ميں موجود هيں جو طوفان نوح سے زمانوں پيشتر كے بنے هونگے اور جو هلكے اور متخلخل اجزا كے جزوں سے جيسے پومِيس استون وغيره سے ڈهكے هوئے هيں اِن اجزا كو طوفان ضرور معدوم كرديتا ليكن كچهه بهي علامت اُن ميں خلل هونے كي پائي نهيں جاتي *

علاوه اِسكے ‡ اُنهيں صاحب نے عام طوفان كي ترديد ميں يهه گفتگو لكهي هى كه " جو مشكليں طوفان كے بيان پر جو كتاب اقدس ميں هى ( ميں كهتا هوں كه بشپ كلنزو صاحب كو اِس مقام پر بچاہے. كتب اقدس كے يهه كهنا چاهيئے كه جو غلطي سے همارے خيال ميں هى ) جيالوجي كے امتحانوں سے پيدا هوتي هيں اُنكو ريورنڈ الفرڈ بيري صاحب نے جو طوفان كو خاص مان كر كتاب اقدس كي لفظي تاريخانه حقيقت كے قايم ركهنے ميں كوشش كرتے هيں حسب تفصيل ذيل § اختصار كے ساتهه جمع كيا هى *

جيالوجي كي اصلي مشكلات جبكه اُنكو نهايت مضبوطي سے. بيان كيا جاوے يهه هوتي هيں *

اول. ايسے عام طوفان كي جو ايك ساتهه هوا هو كوئي شهادت موجود نهيں هى كيونكه طوفان كے موجوده ذخيرے صاف رفته رفته اور مدتوں دراز ميں جمع هوئے هيں بالشبه بهت

---

† باب ۶ — ۲۵ —

‡ بشپ كلنزو صاحب كي كتاب چوتهي صفحه ۲۰۳ —

§ الكروكاشن ٹودي اسٹدي آفدي اولڈٹسٹمنٹ پيدا ديباچه متفمن تعلقات مهد عتيق —

بلند بلند هموار مقاموں میں طوفان کے بڑے بڑے ذخیروں کي کثرت سے شہادت موجود هی
لیکن بهر حال وہ خاص مقاموں میں هیں اور اُنکو آدم کي پیدایش کے زمانہ سے بهي پہلے
کا بتانا چاهیئے اور اِسبات پر زیادہ تر یقین اِسلیئے هوتا هی کہ بہت بڑے بڑے کامل
جیالوجسٹ نے جیسے کہ بکلینڈ اور سک وک صاحب وغیرہ هیں اور جو ایک زمانہ میں
طوفان کے ذخیروں کو تاریخانہ طوفان کے کسي زمانہ سے متعلق کرتے تهے اب اُنہوں نے اُس
رائے سے علانیہ اِنحراف کیا هی *

دوسرے برخلاف علم هوئے طوفان کے اسبات سے جسکو هم بیان کرتے هیں اسقدر مضبوط
گواهي جیسي کہ اُس سے هوسکتي هی موجود هی کہ بعض آتشین پہاڑوں کے مقاموں میں
خصوصاً اُس مشہور مقام واقع آورن اور لانگ ڈاک میں جو چالیس میل مضروبہ بیس
میل هی سکوري اور لوہ کے ڈهیر بہت سے میلوں تک پهیلے هوئے هیں اور بعض مقام میں
پچاس یا سو فیت عمیق هیں جنکے جمع هونے کو هزاروں برس صرف هوئے هونگے اور
بلاشبہہ ابهي تک اُن پر پاني نہیں پهرا هی *

تیسرے طوفان کے تمام ذخیروں میں انسان کي بقیہ یعني هڈیوں کا کوئي نشان نہیں
پایا گیا هی *

بیري صاحب نے اُن اعتراضوں میں سے پہلے اور تیسرے اعتراض کا یہہ جواب دیا هی
کہ جس طرح طوفان معجزہ سے هوا اُسي طرح خدا نے یہہ بهي چاها هو کہ وہ طوفان
طوفان کي قدرتي نشانیوں کے چهوڑنے کے بغیر چلا جاوے *

بشپ کالنزو صاحب اسپر یہہ لکهتے هیں کہ " اس تقریر سے البتہ یہہ نکلتا هی کہ طوفان
ایسا ایک معجزہ تها جسکا کتاب اقدس میں ذکر هی اور اُسکو یقین کرنا همکو ضرور هی
اگر هم توریت کي تاریخ کو ایسا صحیح مانتے هوں جس میں غلطي کا امکان نہیں یعني
لفظي اور تاریخانہ حقیقي معاملہ لیکن هم یہہ معلوم کرچکے هیں (میں کہتا هوں
کہ ڈاکٹر کالنزو صاحب کو یوں کہنا چاهیئے تها کہ بسبب اُنہي پرانے ناتحقیق خیالات کے
هم معلوم کرچکے هیں) کہ ایسا یقین کرنا اب زیادہ ممکن نہیں اور پس یہہ جواب زمین
پر شبہہ کے بل گرتا هی *

تیسرے اعتراض کي نسبت بشپ کالنزو صاحب یوں لکهتے هیں کہ اُس اعتراض کا
ٹهیک دلي سے یہہ جواب کوئي دے سکتا هی کہ جن مقاموں میں انسان کي نسل کا اول آباد
هونا یقین کیا جاتا هی اُن میں ابهي تک طوفان کے بقیوں یا ذخیروں کو اچهي طرح
امتحان نہیں کیا گیا هی جس سے یہہ کہا جاسکے کہ انسان کا کوئي بقیہ اُس میں دبا
ا نہیں هی *

† اگر بیوری صاحب ایسا جواب دیں اور وہ صحیح بھی مانا جاوے تو وہ جواب دوسرے اعتراض کا اور اور اعتراضوں کا بھی ایسا ہی اچھا جواب ہوگا جیسا کہ اس اعتراض کا ہی مگر بیوری صاحب اِس دوسرے اعتراض کو ایسا مضبوط اور عام طوفان کی راے کے ایسا سخت مخالف پاتے ہیں کہ اِس جواب سے بھی کنارہ کرتے ہیں *

بعد اِسکے ‡ ڈاکٹر کلنزو صاحب یہہ لکھتے ہیں کہ مدت ہوئی کہ ترٹلین صاحب نے اپنے زمانہ کی تھوڑی سی علمی تحقیقات کے بموجب ذہانت سے یہہ لفظ کہے تھے کہ اب بھی سمندر کی سیپیاں اور کھریدار مچھلیاں پہاڑوں کے درمیان میں بطور اجنبی سیاحوں کے پائی جاتی ہیں اِن لفظوں سے اُنکی خواہش افلاطون پر اِسبات کے ظاہر کرنے کی تھی کہ بلند مقام بھی ایک بار پانیکے نیچے آچکے ہیں اور بعض لوگوں نے اِس سے بھی زیادہ اور واقعات کو زیادہ کیا ہی کہ اگر اُنکو طوفان سے تعلق تھا تو اُنسے اُسکا قطعی عام ہونا ثابت ہوتا ہی مثلاً الگذنڈر ہم بولٹ صاحب نے جنوبی امریکہ میں ھنڈاکو پہاڑ پر تیرہ ہزار آٹھہ سو فیٹ کی بلندی پر جہاں ہمیشہ برف گرتی ہی پرانے جنگلوں اور سابق کی تری اور خشکی کے پودوں کے جلے ہوئے سالم بقیات پائے ہیں اور ماستوڈن کی ہڈیاں جو ہاتی کی مانند اگلے زمانہ میں ایک جانور تھا کارڈلی راز پہاڑ پر آٹھہ ہزار فیٹ کی بلندی پر پائی گئی ہیں اور ہمالیہ پہاڑ کے اُس مقام سے جہاں برف پڑتی ہی اور جسکی بلندی سولہہ ہزار فیٹ ہی جو برف کے تھیر ٹوٹ کرگرے ہیں اور جن میں ایک کانی مادہ کے زاویہ نما ٹکڑے ہوتے ہیں اور جن میں مختلف رنگ دکھلائی دیتے ہیں اُنمیں اور اسیطرح کرہ زمین کے تین حصوں کے نہایت بلند پہاڑوں یعنی کوہ بلینک اور کوہ ہمالیہ اور کوہ کارڈلی راز میں ایسے حیوانوں کی ہڈیاں جو طوفان سے پہلے تھے پائی جاتی ہیں *

§ بشپ کالنزو صاحب اِسکے جواب میں لکھتے ہیں کہ " اِس سے کیا ہم یہہ نتیجہ نکالینگے کہ طوفان کا پانی ایک بار اُن پہاڑوں پر گذر گیا علم جی آگ ناسی کی ترقی یافتہ حالت اِسکو ناجایز کرتی ہی اُسکی آنکھہ میں پہاڑوں کی چیزیں کوئی دلیل نہیں ہیں کیونکہ وہ ایسے زمانہ سے علاقہ رکھتے ہیں جو انسان کے پیدا ہونے سے پہلے کا ہی اِس قسم کی قطعی دلیل کا وجود تاریخانہ طوفان کے حق میں اُسکے نزدیک عموماً ایساہی مشتبہ ہی جیسے اوپر بیان ہوا بلحاظ اِس حقیقت کے کہ تاریخانہ زمانوں میں ( جسکے مقابلہ میں ہم وہ زمانہ پیش کرتے ہیں جو اِنسان کی پیدایش سے پیشتر تھا ) زمین کا کوئی بڑا طوفان واقع ہوا ہی جیالوجی نہ انکار کرسکتی ہی نہ اقرار لیکن اِسکے اقرار کی ہمکو چاہیے

---

† واضح ہو کہ یہہ قول بھی بشپ کلنزو صاحب کا ہی —
‡ ڈاکٹر کلنزو صاحب کی چوتھی کتاب صفحہ ۲۰۸ —
§ کتاب چہارم صفحہ ۲۰۸—۲۰۹ —

نہیں هی همارے ایمان کا مدار روایت کي گواهي پر هی اور قطع نظر سبکے کتاب اقدس کي تاریخانه شهادت پر هی تاریخانه طوفان کے صرف عام هونے پر جیالوجي کي رو سے شک هوتا هی مثلاً انگریزي جیالوجسٹ لایل صاحب نے ایک عجایبات کي طرف لوگوں کي توجهه کو کهینچا هی جس سے ترتهٹري زمانه سے کوئي عام طوفان هونے کے برخلاف شهادت هوتي هی یعني ایسے عام طوفان کے برخلاف جسنے تمام زمین کي سطح کو چهپا لیا هو مثلاً اورن کے معدوم آتشي پهاڑوں پر جنکا ترتهٹري زمانه میں یعني انسان کي پیدایش سے پهلے جاري هونا اُن هڈیوں سے ثابت هی جو اُس مادة کے سیلان میں ادهر اُدهر دبي هوئي هیں بهت سا انبار کاؤدم متخلخل سوختنوں کا پایا گیا هی جنکا طوفان کے زور سے سالم رهنا ممکن نه تها اگرچه مینهه سے اُنکو ضرر نهیں پهونچا هی کیونکه بهت آساني سے مینهه کو وه جذب کرلیتے هیں پس اِس سے معلوم هوتا هی که طوفان نے اس مقام کو چهوا بهي نهیں *

غرضکه طوفان کے عام هونے کے برخلاف علم جیالوجي کي رو سے بهت سي ایسي دلیلیں موجود هیں جنکا جواب نهیں هوسکتا *

علاوہ اِسکے اگر طوفان عام مانا جاوے تو اُسپر ایک بهت بڑا سخت اعتراض مذهبي وارد هوتا هی اور وه یهه هی که بموجب حساب عبري کتاب اقدس کے طوفان آیا ۱۶۵۶ برس بعد پیدا هونے حضرت آدم کے اور بموجب سپتوایجنٹ کے ( جسپر تمام ایشیا کے مورخ اور اکثر یورپ کے قدیم مورخ اعتقاد کرتے هیں ) طوفان آیا ۲۲۶۲ برس بعد پیدا هونے حضرت آدم کے اور اِس عرصه میں بلاشبه نسل اِنسان کي پهیل گئي تهي اور تمام دنیاے معلوم یا قریب قریب تمام کے آباد هوگئي تهي † جیسے که علماء عیسائي نے بهي اُسکو قبول کیا هی اور قران مجید سے بصاحت پایا جاتا هی که حضرت نوح علیه‌السلام نبي تهے اور وه لوگوں کو خدا کي وحدانیت اور اُسکي اطاعت کي هدایت کرتے تهے مگر اُن لوگوں نے نه مانا اور بت پرستي اور بدکاري میں مشغول رهے جس کے سبب خدا نے طوفان بهیجا توریت مقدس ‡ کے اِن ورسوں سے بهي جنکا حواله حاشیه پر هی یهي مضمون پایا جاتا هی جو قران مجید میں هی اور جو کسیقدر اُس میں اجمال تها اُسکي تفصیل الهام سے § سینٹ پیٹر نے فرمادي جهاں فرمایا که " خدا نے پراني دنیا پر بهي رحم نکیا لیکن نیکي کے وعظ کرنے والے آٹهویں تني نوح کو بچا کے دنیا کے تمام بدکاروں پر طوفان لایا " پس دونوں مذهبي کتابوں سے ثابت هوتا هی که بسبب نه ماننے نوح کے وعظ یعني احکام الهي کے جو نوح کي معرفت لوگوں کو پهونچے تهے طوفان آیا تها *

---

† دیکهو اسکي کتاب

‡ پیدایش ۵ — ۲۹ ۶ — ۸ ۹ — ۱۲ ۱۲ — ۱۸ تک

§ ۲ پطرس ۲ — ۵

اب يهه سوال هى كه كتاب اقدس سے يهه بات ثابت نهيں هى اور نه اِسكا امكان معلوم هوتا هى كه تمام دنيا ميں جو اُسوقت تک آباد هوچكي تهي حضرت نوح نے وعظ كيا هو اور تمام دنيا كے لوگوں نے اُنكا وعظ سنكر اُسكے ماننے سے انكار كيا هو بلكه بهت سے وسيع ملک ايسے هونگے جهاں كے باشندوں نے حضرت نوح كے نبي هونے اور اُنكے وعظ كرنے اور خدا كي راه كي هدايت كرنے كي خبر بهي نه سني هوگي پهر كيونكر هوسكتا هى كه تمام دنيا اُس گناه ميں جسكي وه مجرم نه تهي غرق كي جاتي خصوصاً جبكه هم ديكهتے هيں كه حضرت لوط عليه‌السلام كے وقت ميں اُنهي پر عذاب آيا جو نافرمان تهے *

غرض كه اگر طوفان كو عام كها جاوے تو بلاشبهه اُسپر مذهبي اور علمي ايسے ايسے سخت اعتراض هوتے هيں جنكا جواب سرانجام هونا ايک امر محال معلوم هوتا هى مگر همكو اسبات پر غور كرني چاهيئے كه آيا درحقيقت كتاب اقدس همكو ايک عام طوفان ماننے كي طرف ليجاتي هى يا نهيں ميرے نزديک طوفان عام کا هونا كتاب اقدس سے نهيں پايا جاتا پس اب هم كتاب‌هاے اقدس پر غور كرتے هيں تاكه معلوم هو كه ميري يهه راے صحيح هى يا نهيں *

ثبوت اسبات كا كه كتاب اقدس ميں خاص طوفان كا بيان هى نه عام كا

اِس ميں كچهه شک نهيں كه كتاب اقدس كے الفاظ ايسے هيں كه اُن سے دونوں مطلب مساوي درجه سے نكل سكتے هيں بلكه اگر هم زياده سادگي سے اور بلحاظ اُن اگلے لوگوں كي عقل اور معلومات كے جنسے خطاب كيا گيا تها اُسكو ديكهيں تو بجز اِسكے كه كتاب اقدس ميں ايک خاص طوفان كا بيان هى اور كوئي مطلب نهيں نكال سكتے اور اگر اُس ميں ايک متوسط ترقي علم كي نكته چيني كريں جيسا كه علم جيالوجي كے ترقي پانے كے زمانه سے پيشتر تها تو بلاشبهه كتاب اقدس سے يهي مطلب پاوينگے كه طوفان عام اور تمام روے زمين پر تها همارے متقدمين علم كي ايسي هي حالت تک پهونچے تهے جسكے سبب اُنهوں نے اُس ناكامل علم كي نكته چيني سے يهه قرار ديا كه كتاب اقدس سے طوفان كا عام هونا پايا جاتا هى اور اگر هم كتاب اقدس كو نهايت دقيق نكته چيني سے اور ايک ترقي يافته علم كي مدد سے جيسا كه وه آج كے زمانه ميں كسي ايک درجه تک پهونچ گيا هى امتحان كريں تو باليقين يهي پاوينگے كه كتاب اقدس ميں خاص طوفان كا ذكر هى نه عام طوفان كا جيسا كه ميں بيان كرتا هوں *

كتاب اقدس كے جن مقاموں ميں طوفان كا ذكر هى وهاں چند الفاظ آئے هيں جنسے متقدمين نے براه غلطي عام طوفان هونے كي مراد سمجهي هى جيسے كه هارص يعني الارض هادمه يعني الاديم هشمايم يعني السموات اور نيز بعضے مضمون ايسے هيں جن سے اُنهوں نے

طوفان کا عام ہونا سمجھا ہی جیسے کہ تمام † جاندار چیزیں مرگئیں جو زمین پر چلتی تھیں وہ سب جنکے نتھنوں میں حیات کا دم تھا وہ سب جو خشک زمین پر تھے ہر جاندار چیزیں جو روے زمین پر تھیں * یا جیسے کہ یہہ مضمون ہی کہ تمام اونچے پہاڑ جو آسمان کے نیچے تھے چھپ گئے، پندرہ ہاتھہ پانی بلند ہوگیا *

اِن لفظوں اور مقاموں کے معنی ہمنے کچھہ ہی سمجھے ہیں مگر جب ہم اِنپر زیادہ دقیقہ رس نظر کرتے ہیں تو اِنکی مراد ایسی نہیں پاتے جیسیکہ پہلے سمجھے تھے ‡ آرچ ڈیکن پریٹ صاحب نے اپنی کتاب سکرپچرز اینڈ سینز کے صفحہ ۵۵ میں بہت درست کہا ہی کہ " اگر حقیقتیں ( علم ) جنکو ہمنے بیان کیا ہی ہمارے معنی کے بدلدینے کو موجود نہوتیں تو اکثر ( تمام ) شخص کتاب اقدس کے کلام سے یہہ سمجھتے کہ اُس سے کرہ زمین کی تمام وسعت پر پانی کا عام طوفان نکلتا ہی تب اِسبات پر اعتراض کرنیکا کوئی سبب نہوتا اور اسلئے شک کی کوئی وجہہ نہوتی اِس مضمون پر بشپ کالنزو صاحب لکھتے ہیں کہ ـ بلاشبہہ ایسی حالت میں کتاب اقدس کے کلام کو اُسکے صاف اور علانیہ معنی میں لینگے جیسیکہ کوئی سودھی سادی عقل والا اُسکو سمجھے ـ لیکن جب نئی تحقیقاتیں ظاہر ہوئیں جیسیکہ اِس زمانہ میں مشہور ہیں تب یہہ سوال کیا جاتا ہی کہ کیا کتاب اقدس کی زبان زیادہ محدود معنی لینے پر کوئی ایسا ہرج پیش کرتی ہی جو رفع نہیں ہوسکتا " اس مقام پر ڈاکٹر کالنزو صاحب لکھتے ہیں کہ " جب نئی تحقیقاتیں ظاہر ہوئیں تب کتاب اقدس کے لفظونکو اُنکا جواب دینے کے لیئے مروڑنا چاہیئے جیسا کہ آرچ ڈیکن پریٹ صاحب مروڑتے ہیں " میں کہتا ہوں کہ بشپ کالنزو صاحب کا یہہ خیال صحیح نہیں ہی نئی تحقیقاتوں کے ظاہر ہونے سے ہم کتاب اقدس کے لفظوں کو مروڑنا نہیں چاہتے بلکہ ایک زیادہ دقیقہ رس غورسے اور بموجب عام محاورہ کتاب اقدس اور عبری زبان کے قواعد کے اُسپر نظر کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ آیندہ بیان سے معلوم ہوگا *

لفظ ہاأرص وہاآدمہ وہشمایم سے جو ہم یہہ سمجھے تھے کہ اِس سے تمام کرہ زمین اور تمام آسمان مراد ہیں یہہ ہماری غلطی تھی کیونکہ اُن لفظوں سے جسطرح تمام کرہ زمین اور تمام آسمانوں کے معنی لیئے جاسکتے ہیں اسیطرح اُنسے خاص زمین اور خاص آسمان کے معنی بھی لیئے جاسکتے ہیں *

جیسینیس صاحب اپنی عبری لکسیکن میں لکھتے ہیں کہ ہاے ہوز ایک حرف ہی جو اسمیں اور ضمیروں کے پیشتر آتا ہی اور کم قبل مصدروں کے حقیقت میں یہہ ہل تھا جیسے کہ عربی میں ال اُسکو مخفف کرکے ہاے ہوز رکھی ہی یہہ کلم دیتا ہی ضمیر

† بشپ کالنزو صاحب کی کتاب ۴ صفحہ ۲۰۵ *

‡ بشپ کالنزو صاحب کی چوتھی کتاب صفحہ ۲۰۲ *

اشارہ کا جیسے کہ انگریزي میں دس اور اُردو میں اِس یا اُس یا یہہ یا وہ " غرضکہ یہہ حرف اسم نکرہ کو معرفہ کردیتا هی اور جب معني معرفہ اس میں شامل هوئے هیں تو یہہ حرف دو معني دیتا هی ایک یہہ کہ اُس تمام چیز کو شامل هوتا هی جسپر وہ آتا هی جیسے کہ کتاب پیدایش کے پہلے باب کے پہلے ورس میں هاآرض کا جو لفظ هی وہ تمام کرہ زمین کو شامل هی کیونکہ یہہ نہیں هوسکتا کہ خدا صرف کسي خاص ٹکرہ زمین کا بنانے والا هو دوسرے خاص معني اس لفظ کے لگانے سے حاصل هوتے هیں یعني جسپر یہہ حرف اتا هی اُس کل چیز کو شامل نہیں هوتا بلکہ اُس میں سے کسي خاص چیز پر جو پہلے سے معین اور معلوم هو دلالت کرتا هی خواہ وہ خارج میں موجود هو خواہ صرف ذهن میں موجود جیسے کہ ورسوں مندرجہ † حاشیہ میں لفظ هاآرض اور هادمہ کا آیا هی کہ وهاں تمام کرہ زمین مراد نہیں هی بلکہ خاص زمین جو معین اور معلوم تهي مراد هی پس جن اسموں پر یہہ لفظ داخل هو همکو اختیار هی کہ چاهیں اُس میں اُس تمام چیز کو شامل سمجهیں اور چاهیں اُسکے کسي خاص معین اور معلوم حصہ کو اور اُن میں سے کوئي سے معني لینے صرف قرینہ مقام یا اُس حقیقت پر جو بطور اصلي اور واقعي کے تحقیق هو منحصر هیں *

لفظ شمایم کا بهي خاص معنوں میں مستعمل هوتا هی جیسیکہ ارچ ڈیکن پریت صاحب نے کتاب استثنا ۲ — ۲۵ پر بطور سند کے حوالہ کیا هی کہ اس کلام سے ( کہ تمام آسمان کے نیچے ) تمام کرہ مراد نہو بلکہ صرف فلسطین اور اُسکے قریب کے ملک مراد هوں *

‡ بشپ کالنزو صاحب اسپر یہہ اعتراض کرتے هیں کہ " اسي مقام میں واقعات کا عام هونا ظاهر کرنے کے لیئے صرف یہہ هي کلام نہیں دیا هی بلکہ اُسي مقام محولہ میں کلام کو صاف اس نظر سے استعمال کیا هی کہ اُس سے تمام روے زمین کي قومیں مراد هوں *

مگر یہہ اعتراض اُنکا صحیح نہیں هی کیونکہ شمایم کے لفظ کا استعمال هاے معرفہ اور بغیر هاے معرفہ دونوں طرح پر آتا هی اور جس جگہہ کہ اُسکے ساتهہ هاے معرفہ موجود هو وهاں هم اُسکے خاص معني لے سکتے هیں پهر اگر اس ورس میں بالفرض خاص معني نہوں تو بهي کچهہ نقصان نہیں هی *

اب میں کہتا هوں کہ اسپرشک لانا نامکن معلوم هوتا هی ( بشرطیکہ بیبل کے کلاموں پر صرف ایک موجب آزادي سے اور نہ ناجایز آزادي سے لحاظ رکها جاوے ) کہ کتاب اقدس میں صاف صاف طوفان خاص کا ذکر هی نہ طوفان عام کا *

---

† هوزیع ۱۰ — ۵ پیدایش ۳۷ — ۱۹ و ۲۳ خروج ۱۰ — ٦ اعداد ۲۲ — ۱۱ استثنا ۲ — ۴ , ۵ — ۱٦ ــــ

‡ حصہ چہارم صفحہ ۲۰۳ ــــ

هیوملر صاحب اور هیچ کاک صاحب اُسي غلطي میں تھے جس میں هم سب اگلے زمانه میں پڑگئے تھے مگر اُنکے اس خیال کرنے سے که کتاب اقدس میں طوفان عام کا ذکر هی کتاب اقدس کي حقیقت پر جسکو هم علانیه صرف کتاب اقدس کے لفظوں کي پیروي سے ثابت کررهے هیں اور نه کسي شخص کے قول کي پیروي سے کچھه الزام نهیں آسکتا *

پس جبکه هم ان لفظوں سے خاص زمین یا خاص ملک مراد لیں تو اب همکو کسي مقام میں مشکل نهیں رهتي کیونکه ایسي حالت میں اور مقاموں کے یهه معني بالضرور لینے پڑینگے که اُسي زمین کے اور اُسي روے زمین کي تمام جاندار چیزیں جنکے نتھنوں میں زندگي کا دم تها مرگئیں طوفان کے پاني کا اتنا بلند هونا جس سے تمام اونچے پهاڑ جو آسمان کے نیچے هیں غرق هوگئے هوں یا اونچے پهاڑوں کي چوٹیوں پر پندرہ هاتهه پاني چڑہ گیا هو کتاب اقدس سے ثابت نهیں هوتا بلکه پهاڑ ارارات کي بلند چوٹي بهي نهیں توبي تهي بلکه اُسکا نصف بلکه چوتهائي بهي نهیں توبا تها جیسا که هم آینده بیان کرینگے پس کتاب اقدس سے طوفان کا عام خیال کرنا ایک هماري پراني غلطي تهي جس سے اب هم متنبه هوئے هیں *

یهه تمام مطالب جو میں نے بیان کیئے صرف کتاب اقدس کے لفظوں کے پابند رهنے سے ثابت هوتے هیں چنانچه میرے اُردو ترجمه سے مطالب مذکورہ بخوبي پائے جاتے هیں مگر جو انگریزي ترجمه کتاب مقدس کا هی اور جو بالفعل منظور شده ترجمه کهلاتا هی اُس انگریزي ترجمه میں اُن مطالب کي رعایت نهیں هی جن پر میں بحث کررها هوں اسلیئے مجهکو ضرور پڑا که میں اس مقام پر ان بابوں کے ضروري ضروري درسونکا ترجمه به پابندي عبري مراد کے لکهه دوں تاکه آینده جو بحث آنے والي هی اُسکي حقیقت اس ترجمه سے واضح هو *

باب ۶ — ۱۱ اور خراب هوگئي وہ زمین سامنے خدا کے اور بهر گئي وہ زمین بدکاري سے *

باب ۶ — ۱۲ اور دیکها خدا نے اُس زمین کو که اب خراب هوگئي کیونکه مٹا دیا سب بسر ( جسم ) ( بشر ) نے رستے اپنے کو اوپر اُس زمین کے *

باب ۶ — ۱۳ اور کها خدا نے نوح کو هر بسر ( جسم ) ( بشر ) کا آیا میرے سامنے کیونکه بهرگئي وہ زمین بدکاري میرے سامنے آکي سے اُنکي اور اب میں مٹا دونگا اُنکو معه اُس زمین کے *

باب ۶ — ۱۷ اور میں اب لانے والا هوں طوفان پاني کا اوپر اُس زمین کے واسطے مٹا دینے تمام بسر ( جسم ) ( بشر ) جسکے ساتهه هی روح زندگي کي نیچے سے اُن آسمانوں کے سب جو زمین پر هی مرجاویگا *

باب ۷ — ۴ کیونکه دنوں بعد سات کے میں مینه برسانے والا هوں اوپر اس زمین کے چالیس دن اور چالیس رات اور مٹادونگا میں تمام اُس موجود کو جو بنایا میں نے اوپر سے منهه اِس زمین کے *

باب ۷—۶ اور نوح تھا پیدا ہوا چھہ سو برس کا کہ طوفان ہوا پانی کا اوپر اُس زمین کے *

باب ۷—۱۰ جب ہوئے سات دن تو پانی طوفان کا ہوا اوپر اُس زمین کے *

باب ۷—۱۲ اور تھا مینہ اوپر اُس زمین کے چالیس دن اور چالیس رات *

باب ۷—۱۷ اور تھا طوفان چالیس دن اوپر اُس زمین کے اور بڑھا پانی اور اوٹھا لیا کشتی کو اور بلند ہوا اوپر سے اُس زمین کے *

باب ۷—۱۸ اور زور شور کا ہوا پانی اور بڑھا بہت اوپر اُس زمین کے اور چلی کشتی اوپر منھہ پانی کے *

باب ۷—۱۹ اور پانی کا زور ہوا بہت بہت اوپر اُس زمین کے اور چھپا دیا سب پہاڑوں اونچوں کو جو تھے نیچے تمام اُن آسمانوں کے *

باب ۷—۲۰ پندرہ ہاتھہ اوپر بڑہ گیا پانی اور چھپادیا اُن پہاڑوں کو *

باب ۷—۲۱ اور مرگیا سب جسم جو چلتا اوپر اُس زمین کے معہ اُڑنے والے اور معہ چوپائے اور معہ جانور اور معہ سب رینگنے والے کے جو رینگتا اوپر اُس زمین کے اور سب وہ آدمی *

باب ۷—۲۳ اور مٹا دیا تمام اُس موجود کو جو تھا اوپر منھہ اُس زمین کے آدمی سے چوپایوں تک رینگنے والے تک اور اوڑنے والے آسمانوں تک اور مٹگئے اُس زمین سے اور بچ گیا فقط نوح اور جو تھا اُسکے ساتھہ کشتی میں *

باب ۷—۲۴ اور بڑھا رہا پانی اوپر اُس زمین کے پچاس اور سو دن *

باب ۸—۱ اور یاد کیا خدا نے نوح کو اور سب جاندار کو اور ہر چوپائے کو جو ساتھہ اُسکے تھا کشتی میں اور چلائی خدا نے ہوا اوپر اُس زمین کے اور سوکھہ گئے پانی *

باب ۸—۳ اور گھٹنے لگا پانی اوپر سے اُس زمین کے لوٹ پوٹ کے اور کم ہوا پانی مدت پچاس اور سو دن میں *

باب ۸—۷ اور چھوڑ دیا کوے کو اور نکلا جاتا اور لوٹ آتا سوکھنے تک پانی کے اوپر سے اُس زمین کے *

باب ۸—۸ پھر چھوڑ دیا کبوتری کو اپنے پاس سے دیکھنے کو کیا گھٹا پانی اوپر سے منھہ اُس زمین کے *

باب ۸—۹ اور نہ پائی کبوتری نے جگھہ واسطے کف پا کے اور پھر آئی پاس اُسکی کشتی میں کہ پانی تھا اوپر منھہ تمام اُس زمین کے اور بڑھایا اپنا ہاتھہ اور لے لیا اُسکو اور لے آیا اُسکو پاس اپنے کشتی میں *

باب ۸—۱۱ اور آئی پاس اسکے کبوتری وقت شام کے اور تھی پتی زیتون کی توڑی ہوئی اسکے منھہ میں تبھی جانا نوح نے کہ گھٹ گیا پانی اوپر سے اس زمین کے *

باب ۸—۱۳ اور ہوا ایک اور چھہ سو برس میں پہلے میں پہلی کو مہینے کی سوکھہ گئے پانی اوپر سے اس زمین کے اور اٹھایا نوح نے پردہ کو کشتی کے اور دیکھا کہ سوکھہ گیا منھہ اس زمین کا *

باب ۸—۱۴ اور مہینے دوسرے میں ستائیسویں دن مہینے کے سوکھہ گئی وہ زمین *

باب ۸—۱۷ سب جاندار جو ساتھہ تیرے سب جسم سے معہ پرند اور معہ بہیمہ کے اور معہ سب رینگنے والوں کے جو رینگتے ہیں اوپر زمین کے نکال ساتھہ اپنے کہ کلبلائیں زمین پر اور پھلیں اور بڑھیں اوپر اس زمین کے *

باب ۸—۲۱ اور سونگھی اللہ نے بو رضامندی کی اور کہا اللہ نے اپنے دل میں نہ پھر لعنت کرونگا بعد اسکے اس زمین کو واسطے آدمی کے کیونکہ خیال دل آدمی کا بد ہی لڑکپن اسکے سے نہ پھر مارونگا سب زندہ کو جیسا کیا میںنے *

باب ۸—۲۲ بعد اسکے سب دنوں اس زمین کے بونا اور کاٹنا اور سردی اور گرمی اور ربیع اور خریف اور دن اور رات موقوف نہ ہونگے *

باب ۹—۱ اور برکت دی خدا نے نوح کو اور بیٹوں اسکے کو اور کہا انکو بڑھو اور بھرو اس زمین کو *

## تیسری گفتگو طوفان کے خاص ہونے کا ثبوت قران مجید سے

جاننا چاہیئے کہ قران مجید کی کسی آیت سے طوفان کا عام ہونا اور تمام کرہ زمین کا پانی میں ڈوب جانا پایا نہیں جاتا اور نہ اسکی کسی آیت میں تمام دنیا میں طوفان کا آنا مذکور ہی اور نہ تمام دنیا کے انسانوں کا ڈوب کر مرجانا اس میں بیان ہوا ہی بلکہ قران مجید میں علانیہ خاص طوفان کا ذکر ہی اور صرف نوح کی قوم کا ڈوبنا بیان ہوا ہی ہمارے ہاں کے عالموں نے صرف علماے یہود کی پیروی کرکے اور جو کہانی طوفان کی انکے ہاں چلی آتی تھی اسکو صحیح سمجھہ کر بلا لحاظ اسبابت کے کہ قران مجید میں جو حقیقت بیان ہوئی ہی وہ اسکے برخلاف ہی طوفان کا عام ہونا تسلیم کیا ہی چنانچہ اس مطلب کو ہم قران مجید کی آیتوں سے ثابت کرتے ہیں اب ہمکو یقین ہی کہ بشپ کالنزو صاحب اسبات کو قبول فرماوینگے کہ حال کے ترقی یافتہ علم کی تحقیقات سے بہت پیشتر نئی الہامی زبان نے پرانی الہامی کتاب کی مراد کو بخوبی بتادیا تھا کہ نوح کا طوفان خاص تھا نہ عام *

قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے † فرمایا کہ ” ہم نے نوح کو بھیجا اُسکی قوم کی طرف نوح نے کہا کہ اے قوم بندگی کرو اللہ کی نہیں ہی تمہارے لیئے کوئی معبود سوا خدا کے “ اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ عذاب بھی اُسی قوم کے لیئے آیا تھا جسکے لیئے حضرت نوح بھیجے گئے تھے اور پھر خدا تعالیٰ نے ‡ فرمایا کہ ” ہمنے مدد کی نوح کی اُس قوم پر جنہوں نے جھٹلایا ہماری نشانیوں کو بیشک وہ قوم تھی بری پس ڈبا دیا ہمنے اُن سب کو اکھٹا “ اس سے صاف پایا جاتا ہی کہ وہی قوم ڈبوئی گئی جنہوں نے حضرت نوح کا اِنکار کیا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے § حضرت نوح کو فرمایا کہ ” تو مت کہہ مجھہ سے اُن لوگوں کے لیئے جنہوں نے نافرمانی کی کیونکہ وہ ڈوبنے والے ہیں “ پس اس آیت سے بھی صرف اُنہی لوگوں کا ڈوبنا معلوم ہوتا ہی جنہوں نے حضرت نوح کی ہدایت کو نہیں مانا اور پھر خدا نے ‖ فرمایا کہ ” ہمنے بھیجا نوح کو اُسکی قوم کی طرف کہ ڈرا اپنی قوم کو پہلے اس سے کہ آوے اُنپر عذاب دکھہ دیتا “ اور جب کہ حضرت نوح کی نصیحت اُنہوں نے نمانی تو حضرت نے دعا مانگی کہ اُنپر طوفان کا عذاب آوے اس سے یہی اسقدر معلوم ہوتا ہی کہ صرف قوم نوح پر عذاب آیا تھا نہ تمام دنیا پر ٭

جو لوگ کہ قرآن مجید سے طوفان کا تمام دنیا میں آنا بیان کرتے ہیں وہ صرف دو آیتوں پر استدلال کرتے ہیں اول وہ آیت ہی کہ جب حضرت نوح نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ ” ¶ اے پروردگار مت چھوڑ زمین پر کافروں کا ایک گھر بھی بسا ہوا “ حالانکہ اس آیت سے کسی طرح عام ہونا طوفان کا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس آیت میں جو ارض کا لفظ ہی اُسپر بھی الف لام ہی اور کافرین کا جو لفظ ہی اُسپر بھی الف لام ہی پس اس سے صاف ثابت ہی کہ زمین سے وہی زمین مراد ہی جہاں نوح کی قوم رہتی تھی اور کافروں سے وہی مراد ہیں جنہوں نے حضرت نوح کا اِنکار کیا چنانچہ اسی امر کی تائید اُن تمام آیتوں سے پائی جاتی ہی جو اوپر مذکور ہوئیں دوسری آیت وہ ہی جہاں خدا نے ٭ فرمایا ” اور کیا ہم نے نوح ہی کی ذریت کو بچی ہوئی “ میں نہیں سمجھتا کہ اس آیت سے کس طرح تمام دنیا میں طوفان آنے کا اِستدلال کیا جاتا ہی کیونکہ اس آیت کا مطلب صرف اِسقدر ہی کہ جن لوگوں پر طوفان آیا تھا اُن میں سے بجز نوح کی ذریت کے اور کوئی نہیں بچا پھر اس سے

† سورة مومنون آیت ۲۳ ـ
‡ سورة انبیا آیت ۷۷ ـ
§ سورة هود آیت ۳۷ سورة مومنون آیت ۲۷ ـ
‖ سورة نوح آیت ۱ ـ
¶ سورة نوح آیت ۲۶ ـ
٭ سورة صافات آیت ۷۷ ـ

تمام دنیا پر طوفان کا آنا کیونکر ثابت ہوسکتا ہی حقیقت یہہ ہی کہ ہمارے ہاں کے علماء نے صرف یہودیوں کی پیروي کرکے طوفان کا عام ہونا قران مجید سے نکالنا چاہا تھا ورنہ ہمارے قران مجید سے عام ہونا طوفان کا نہیں پایا جاتا فتدبر *

## بعض واقعات طوفان کا ذکر جو قران مجید میں مندرج ہیں

وہ واقعات طوفان کے جو قران مجید میں مندرج ہیں اور ظاہرا ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ اُنکا ذکر توریت مقدس میں نہیں ہی وہ صرف دو واقعہ ہیں یعنی حضرت نوح کے بیٹے کا اور اُنکي بيوي کا بھي طوفان میں غرق ہونا چنانچہ اول ہم اُن آیتوں کو یہاں لکھتے ہیں جن میں وہ بیان ہی *

سورہ ہود میں اللہ تعالی فرماتا ہی کہ " اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ ہو رہا

سورہ ہود آیت ۴۲ و ۴۳

و نادی نوح ابنه و کان في معزل یبني ارکب معنا ولا تکن مع الکافرین قال ساوي الی جبل یعصمني من الماء قال لاعاصم الیوم من امرالله الا من رحم و حال بینهما الموج فکان من المغرقین

تھا کنارے اے بیٹے سوار ہو ساتھہ ہمارے اور مت ہو ساتھہ کافروں کے کہا اُسنے میں چڑہ جاؤنگا پہاڑ پر بچاویگا مجھکو پانی سے نوح نے کہا کہ کوئي بچانے والا نہیں ہی آج کے دن اللہ کے حکم سے مگر جسپر وہ رحم کرے اور آگئي اُن دونوں میں موج پھر رہ گیا ڈوبنے والوں میں *

اور اسي سورۃ میں اللہ تعالی فرماتا ہی اور پکارا نوح نے اپنے رب کو پھر کہا اے رب

سورہ ہود آیت ۴۵ لغایت ۴۷

و نادی نوح ربه فقال رب إن ابني من اهلي و ان وعدک الحق و انت احکم الحاکمین قال ینوح انه لیس من اهلک انه عمل غیر صالح فلا تسئلن مالیس لک به علم اني اعظک ان تکون من الجاهلین قال رب اني اعوذبک ان اسئلک مالیس لي به علم و الا تغفرلي و ترحمني اکن من الخاسرین

میرا بیٹا ہی میرے گھر والوں میں سے اور تیرا وعدہ سچا ہی اور تو حاکموں کا حاکم ہی فرمایا اے نوح وہ نہیں تیرے گھر والوں میں سے اُسکے کام ہیں ناکارہ تو مت پوچھہ مجھہ سے جو تجھکو معلوم نہیں میں بچاتا ہوں تجھکو جاہلوں میں ہونے سے کہا اے رب میرے میں پناہ مانگتا ہوں تجھہ سے یہہ کہ پوچھوں میں تجھہ سے جو معلوم نہو مجھکو اور اگر تو نہ بخشیگا مجھکو اور نہ رحم کریگا تو ہونگا میں ٹوٹے والوں میں سے *

ان آیتوں سے بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ سواے اُن تین بیٹوں کے جنکا ذکر توریت مقدس میں ہی حضرت نوح کے ایک اور بیٹا تھا جو کافروں کے ساتھہ ڈوب گیا *

مگر یہہ خیال غلط ہی حضرت نوح کے کوئي اور بیٹا سواے اُن تین بیٹوں کے نہ تھا اور یہہ بیٹا جسکا یہاں ذکر ہی حضرت نوح کا بیٹا نہ تھا بلکہ حضرت نوح کي بيوي کا

بيٹا پہلے خاوند سے تها اور قاين كي نسل سے تها اور غالباً يهہ بيٹا نعمه كا تها جسكا نام كتابِ پيدايش باب ۴ ورس ۲۲ ميں آيا هي *

يهہ جو ميں نے بيان كيا يهہ صرف ميري راے نہيں هي بلكه همارے هاں نے مفسر بهي

تفسير كبير

انه كان ابن امرء ته وهوقول محمد بن الباقر عليه‌السلام و قول الحسن البصري و يروي ان عليا رضي الله عنه قراء و نادى نوح ابنه ابنها والضمير لامرته و قراء محمد بن علي الباقر وعروه ابن زبير ابنه بفتح الهاء يريد انه ابنها الا انهما اكتفيا بالفتح عن الالف و قال قتاده سالت الحسن من ابنه فقال والله ماكان ابناله فقال قلت له ان الله حكي عنه انه قال ان ابني من اهلي و انت تقول ماكان ابناله فقال انه لم يقل انه ابني ولكنه قال من اهلي و هذا يدل على قولي ـ

يهي لكهتے هيں تفسير كبير ميں هي كه وه جسكو حضرت نوح نے بيٹا كہا حضرت نوح كا بيٹا نه تها بلكه حضرت نوح كي بيوي كا بيٹا تها اور يهہ قول هي جناب محمد بيٹے باقر عليه‌السلام كا اور حسن بصري كا اور يهہ روايت هي كه حضرت علي مرتضى رضى الله تعالى عنه اور حضرت محمد بن علي الباقر اور عروه ابن زبير اس آيت ميں جو مذكر كي ضمير هي اور جو حضرت نوح كي طرف پهرتي هي مونث كي ضمير پڑهتے تهے تاكه حضرت نوح كي بيوي كي طرف پهرے اور قتاده نے كہا كه ميں نے حسن بصري سے حضرت نوح كے بيٹے كا حال پوچها اُنهوں نے كہا قسم بخدا كه حضرت نوح كے كوئي بيٹا جو طوفان ميں ڈوبا نه تها قتاده نے كہا كه خدا نے تو قول نوح كا يوں بيان كيا هي كه نوح نے اُس بيٹے كو جو ڈوب گيا كہا كه ميرا بيٹا ميرے خاندان ميں سے هي اور تم كہتے هو كه اُسكے كوئي بيٹا جو ڈوبا نه تها حسن بصري نے كہا كه حضرت نوح نے يهہ نہيں كہا كه ميرا سگا بيٹا بلكه يهہ كہا كه ميرے خاندان كا بيٹا اور يهہ اُنكا كہنا اُسبات پر دلالت كرتا هي جو ميں كہتا هوں *

پس ان روايتوں سے ثابت هوا كه يهہ شخص حضرت نوح كا بيٹا نه تها اور اسي سبب سے توريت مقدس ميں حضرت نوح كے بيٹوں كے ساتهہ اسكا ذكر نہيں هي جس آيت سے

سوره تحريم آيت ۱۰

ضرب الله مثلا للذين كفروا امرءة نوح و امرءة لوط كانتا تحت عبدين من عبادنا صالحين فخانتا هما فلم يغنيا عنهما من الله شيئا و قيل ادخلا النار مع الداخلين ـ

حضرت نوح كي بيوي كا طوفان ميں ڈوبنا خيال كيا جاتا هي وه يهہ هي الله نے بتائي ايك كہاوت منكروں كے واسطے عورت نوح كي اور عورت لوط كے گهر ميں تهيں دونوں دو نيك بندوں كے همارے بندوں ميں سے پهر نافرماني كي اُنهوں نے اُنكي پهر نه دفع كيا اُنهوں نے اُن سے تهوڑا سا بهي عذاب الله كا اور حكم هوا كه جاؤ دوزخ ميں ساتهہ جانے والوں كے *

اس آيت سے لوگ خيال كرتے هيں كه حضرت نوح عليه‌السلام كي بيوي بهي كافروں ميں تهي اور وه بهي غرق هوئي اور توريت مقدس سے پايا جاتا هي كه حضرت نوح كي

بي بي کشتي میں حضرت نوح کے ساتھہ تھي اور اُنہوں نے ڈوبنے سے نجات پائي * -

مگر سمجھنا چاھیئے کہ باوجودیکہ اِس آیت میں حضرت نوح کي بیوي کا ڈوبنا صاف صاف بیان نہیں ہوا لیکن اگر اسپر بھي اُنکا ڈوبنا هي سمجھیں تو اُسکے ساتھہ هي همکو یہہ بات بھي کہني چاهیئے کہ همارے هلی کتابوں سے پایا جاتا هی کہ حضرت نوح کي دو بیویاں تھیں اُن میں سے ایک بي بي ڈوبي اور ایک حضرت نوح کے ساتھہ کشتي میں گئي چنانچہ تفسیر کبیر میں ابن عباس سے روایت لکھي هی کہ کشتي میں نوح اور اُنکي بیوي بھي تھي سواے اُس بي بي کے جو ڈوب گئي بعض علماء یہود کہتے هیں کہ حضرت نوح کي ایک بي بي نعمہ نسل قاین سے تھي اور ایک بي بي اولاد حضرت ادریس سے پس کچھہ عجب نہیں کہ نعمہ کافر هو اور وہ ڈوب گئي هو اور اسیي سبب سے توریت مقدس میں اُسکا ذکر نکیا هو مگر جب یہہ بات ثابت هی کہ حضرت نوح کي ایک بي بي بلاشبہہ کشتي میں تھي تو اگر اس آیت سے ایک بي بي کا غرق هونا هي مراد لیا جاوے تو بھي کچھہ اختلاف نہیں رهتا *

## بشپ کالنزو صاحب کے اعتراضوں کا جواب جو خاص طوفان کي نسبت هیں -

† قولہ "اگر طوفان کو ایک خاص ملک میں مانا جاوے تو بھي مشکلات رفع نہیں هوتیں کیونکہ یہہ بات کہ رینگنیوالے کیڑے اور گھونگے مغربي ایشیا کے کسي بڑے دایرہ کے مختلف حصوں سے کشتي میں رینگ آئے هوں جیسا هوملر صاحب خیال کرتے هیں ایساهي ناقابل قیاس هی جیسا کہ دنیا کے مختلف حصوں میں سے آئے هوتے ایک هي چھوٹي ندي اُنکے آگے بڑھنے دینے کے لیئے روکاوٹ هوتي" *

مگر جب هم کتاب اقدس پر غور کرتے هیں تو اس اعتراض کي کچھہ بھي بنیاد نہیں پاتے خدانے فرمایا تھا کہ طوفان کے آنے سے ‡ جو زمین پر هی مرجائیگا پس جتنے جانور دریائي یا پاني کي پیدایش تھے اُنکا کشتي میں آنا کچھہ ضرور نہ تھا اور جو کہ خدا تعالی نے اُن جانوروں کے کشتي میں بیٹھانے کا اسلیئے حکم دیا تھا کہ § وہ بھي حضرت نوح کے ساتھہ زندہ رهیں جسکا مطلب یہہ تھا کہ اُنکي نسل آیندہ کو منقطع نہو اس سے ثابت هوتا هی کہ اُن حیوانات کا جو از خود بغیر تولد و تناسل کے پیدا هوجاتے هیں اُنکے لیئے کشتي میں بیٹھانے کا حکم نہ تھا چنانچہ هماري مذهبي کتابوں میں بھي صاف لکھا هی

† حصہ چہارم صفحہ ۲۰۲ ـــ

‡ باب ۶ ـــ ۱۷ ـــ

§ باب ۶ ـــ ۱۹ و ۲۰　　۷ ـــ ۳ ـــ

که حضرت نوح نے صرف اُنہي جانوروں کو جو بچه دیتے هیں یا انڈا دیتے هیں کشتي میں بٹھایا تھا پس ایسے جانوروں کا جنکا کشتي تک آنا بشپ کالنزو صاحب دشوار خیال فرماتے هیں کچھه ضرور نه تھا *

قوله "نه نوح اُن حصوں کے جنگلي خونخوار حیوانوں کي غذا وغیره کا سرانجام کرسکا هوگا جنمیں شیر چیتا اور عقاب اور گد تھے" اِس اعتراض سے پہلے بشپ کالنزو صاحب کو یهه بات ثابت کرني چاهیئے تھي که بیشک یهه جانور جنکا وه ذکر کرتے هیں نوح کي کشتي میں تھے حضرت نوح نے خود تمام جانوروں کو کشتي میں جمع نہیں کیا تھا بلکه خود خدا نے تمام چرند و پرند کو جنکا کشتي میں بیٹھانا خواه واسطے بقاے نسل کے خواه واسطے اور کسي کام کے جسکي طوفان میں ضرورت تھي مصلحت سمجھا تھا حضرت نوح کے پاس بطور ایک معجزه کے جمع کردیا تھا چنانچه اِس معجزه کا اِشاره هم خود کتاب اقدس سے † پاتے هیں پس جہاں جہاں کتاب اقدس میں سب جانوروں اور اُن کے جوڑوں کے داخل کرنیکا حکم هی اُنسے وهي جانور اور جوڑے مراد هیں جنکو خدا نے نوح کے پاس حاضر کر دیا تھا پس اگر بشپ صاحب پہلے یهه بات ثابت کردیں که اُن جانوروں میں شیر اور چیتے اور عقاب اور گد بھي تھے تو شاید اِس اعتراض کرنے کي جگهه هو *

قوله " علاوه اِسکے ایسي حالت میں کشتي کو پرندوں کے ‡ سات سات جوڑوں سے بھر دینے کي کیا ضرورت هوئي هوگي کیونکه پرندے طوفان کي حدود سے آگے بآساني چلے گئے هونگے " *

آرچ ڈیکن پریٹ صاحب نے اپني کتاب کے صفحه ٥٥ میں اس مشکل کو اس طرح پر حل کیا هي که جو جانور نقل مکان نہیں کرتے اُن میں سے بہت سوں کي عادتوں سے واقف هونے پر ایک معترض کو اسکا بھي یقین هوگا که اسیقدر کے ایک خاص طوفان میں جسقدر که وه هوا هو بہت سي قسمیں اُنکي معدوم هوجاتیں لیکن کشتي میں حفاظت پانے سے نہوئیں کیونکه گرد نواح کي ولایتوں میں سے وه بهم نه پہونچتیں *

اِس جواب کو بشپ صاحب اس طرح پر رد کرتے هیں که اس وجهه سے اُس ضلع محدود کے تمام پرندوں کو کشتي میں کیوں محفوظ کیا هو کیونکه اُن میں سے بہت سے اُسکي سرحد کے باهر موجود تھے *

مگر بشپ صاحب نے اپني یهه بات ثابت نہیں کي که حضرت نوح نے اُن جانوروں کو بھي کشتي میں محفوظ کیا تھا جو اُس ملک کي جہاں طوفان آیا تھا سرحد کے باهر رهتے

---

† باب ٦ — ٢٠ ٧ — ٩ —
‡ باب ٨ — ٣ —

تھے کیونکہ ہم یہہ کہتے ہیں کہ خدا نے ہر قسم کے اُنھیں تمام جانوروں کو حضرت نوح کے پاس معجزہ سے حاضر کیا ہوگا جنکی نسل ابھی اُس ملک سے جس میں طوفان آیا تھا اور ملکوں میں نہیں پھیلی تھی اور اس سبب سے اُنکے معدوم ہوجانے کا اندیشہ تھا یا گو اُنکی نسل دوسرے ملک میں تھی مگر وہ ایسی چھوٹی یا ایسی قسم کی تھی جنکا دور و دراز ملکوں میں سے سفر کر کر اُس ملک میں آنا اُنھیں وجوہات سے مشکل تھا جن وجوہات سے بشپ صاحب اُنکا حضرت نوح کی کشتی تک آنا مشکل تصور فرماتے ہیں یا اُن کے بچانے سے کوئی اورغرض مثلاً قربانی کی یا خوراک کی یا زمین کی خشکی دریافت کرنے کی یا اور کوئی متعلق تھی *

قولہ " لیکن بلاشبہ زیادہ صاف لفظ بہ نسبت اُنکے جو کتاب اقدس میں یہہ بات ظاہر کرنے کے لیئے مستعمل ہوئے ہیں کہ طوفان عام ہوا بمشکل مستعمل ہوسکتے ہیں † *

ان درسوں میں کوئی لفظ ایسا مستعمل نہیں ہوا جسکے معنی خواہ نخواہ ایسے ہی ہوں کہ طوفان عام ہوا ہمارا یہہ مطلب نہیں ہی کہ ہم خواہ نخواہ کتاب اقدس کے لفظوں کو مروڑیں اور اُسکے علانیہ معنی جیسے کوئی متوسط عقل والا اُنکو سمجھے نہ لیں بلکہ صاف ہمارا مطلب یہہ ہی کہ علانیہ کتاب اقدس کے دوسرے معنی اور اُسی طرح پر جیسا کہ کتاب اقدس کا محاورہ اور استعمال کا طریقہ ہی اور جیسا کہ ایک متوسط عقل کا آدمی سمجھہ سکتا تھا بلکہ بہت زیادہ سادگی اور بے تکلفی سے لیئے جاسکتے تھے اور جو ہماری عقل کے قصور اور ہماری غفلت سے ہمسے چھوٹ گئے تھے اُنکو ہم اختیار کریں ہمکو اسبات میں کہ ہمارے علم الٰہی کے کسی عالم نے قبل پیش آنے ان مشکلات کے اُن معنوں کی طرف رجوع کی تھی شیخی کرنا اور یہہ بات کہنی کہ بشپ سٹلنگ صاحب اور پول صاحب نے اس رائے کی تائید مدت پیشتر اس سے کہ قدرت کے علم کی تحقیقات نے اُسکو چاہا کی تھی کچھہ ضرور نہیں بلکہ ہمکو نہایت نیک دلی سے علماء علم جیالوجی کا احسان ماننا چاہیئے کہ اُن کی بدولت ہم اپنی اِس غلطی سے متنبہ ہوئے مگر بیشک اِسبات پر ہم فخر کرسکتے ہیں کہ کلام الٰہی جسکے ہم وابستہ ہیں کیسا اپنی اصلیت میں صحیح اور سچا ہی کہ جوں جوں علم کی زیادہ ترقی ہوتی جاتی ہی ووں ووں ہم اُسکو اصلی اور صحیح پاتے جاتے ہیں گو کسی وقت میں ہماری کم زور عقل نے اُسکے سمجھنے میں غلطی کی ہو اور گو ہماری یہہ موجودہ حالت بھی کسی غلطی میں ہو اور اُسپر بھی زیادہ تر عجیب بات یہہ ہی کہ باوجودیکہ ہم کیسی غلطی میں پڑگئے تھے یا اب پڑے ہوئے

† پیدایش ۷ — ۱۷　۹ — ۱۹　۷ — ۲۰　۲۱　۲۱　۲۲ و ۲۳　۸ — ۲۱
۹ — ۱۱　۱۵ —

هیں دونوں حالت میں کتاب اقدس هماري روحاني تربیت کو یکساں فائدہ پہونچاتي هي *

اگر سادگي اور نیک دلي سے هم کتاب اقدس کے محاورہ پر غور کریں تو هم یقین کرسکتے هیں که یهه الفاظ کتاب اقدس میں بولے گئے هیں اُن سے تمام دنیا اور ایسے عام معني جیسے که همارے اُس زمانه کے نکته چین عالم لیتے هیں مراد نهیں هیں غور کرو که بعد پیدا هونے حضرت آدم کے جب انسان زمین پر بڑهنے لگا اور اُسکي کثرت هوگئي اور وہ هر طرف دور دست ملکوں میں منتشر هوگئے اور به سبب درست نهونے راهوں کے اور نه واقف رهنے کے سمتوں ملکوں سے اور نه کافي هونے وسیله سفروں کے اور کثرت سے هونے جنگلوں کے وہ لوگ آپس سے ایسے جدا هوگئے هونگے که ایک کو دوسرے گروہ کي کچهه خبر نه ملتي هوگي اور جو گروہ کسي دور دست ملک میں آباد هوا هوگا اُس ملک کي اطلاع پہلے گروہ کو مطلق نهوگي پس حضرت نوح اور اُنکي اُمت صرف اُنهي ملکوں سے واقف هونگے جو اُن کے مسکن کے قریب قریب هونگے اور جهاں سے آمد و رفت آساني سے ممکن تهي اور حضرت نوح اور اُنکي اُمت اُسي قدر ملکوں میں جو اُنکو معلوم تهے پراني دنیا کو محدود سمجهتے هونگے کیا تم خیال کرسکتے هو که اُس زمانه میں عدن قدیم کے رهنے والے هندوستان کے همالیه پہاڑ کي بلند چوٹي کو اور امریکه کے بڑے پہاڑ کي بلند چوٹي کو جانتے تهے ؟ پس کون تعجب کا مقام هے که اُن لوگوں سے جو تمام دنیا کو صرف چند ملکوں میں محدود سمجهتے تهے ایسے طرز کلام سے گفتگو کیجاوے جس طرح که کتاب اقدس میں کي گئي هے هم صرف اِس طرز گفتگو هي سے یقین کرسکتے هیں که ایسا عمدہ طرز کلام جو که کتاب اقدس نے اختیار کیا هے ممکن نهیں که بغیر رویلیشن کے اختیار کیا جاتا جس زمانه میں که همکو امریکه سے کچهه واقفیت نه تهي اور تمام دنیا کو صرف دنیاے قدیم میں محدود سمجهتے تهے اگر کوئي شخص همکو اُس واقعه کي خبر جو صرف دنیاے قدیم میں هونے والا تها ان الفاظ سے دیتا که تمام ملک جو آسمان کے تلے هیں اُن میں یهه هوگا اور تمام پہاڑوں پر جو آسمان کے تلے هیں یهه واقعه گذریگا اور تمام جانداروں پر جو دنیا میں بستے هیں یهه مصیبت پڑیگي تو وہ شخص بلحاظ همارے علم کے جنسے وہ مخاطب هے کسي ناواجب طرز کلام سے گفتگو کرتا هے ؟ دیکهو کیا عمدہ طرز کلام هے کتاب اقدس کا که باوجود مختلف هونے همارے علم کے هر شخص اور هر زمانه میں بقدر اپنے علم کے اُسکے فائدہ سے محروم نهیں رها جب که هم دنیا کو صرف ایک هتهیلي بهر کے عرض و طول میں محدود سمجهتے تهے جب بهي هم کتاب اقدس سے یکساں روحاني تربیت پاتے تهے اور جب که همارے علم کو ترقي هوئي اور همنے دنیا کو ایک بهت بڑا وسیع میدان آسمان کے تلے پایا تب بهي اُس سے یکساں

روحاني تربيت پاتے هيں اور آينده کو اگر هم اس سے اور بهي زياده بڑي وسيع دنيا سے واقف هونگے تب بهي ويسي هي يکساں روحاني تربيت پاوينگے پس ان وجوهات سے اگر ايک سيدهے اور سادهے طور سے کتاب اقدس کے اُن الفاظ سے جو تمام دنيا پر دلالت کرتے هيں صرف محدود ملک اور اُسکے اِنسان اور اُسي کے حيوان مراد ليئے جاويں تو هميشه طرز کلام کتاب اقدس کے برخلاف کچهه بهي نکيا هوگا مگر هم جانتے هيں که همارے زمانه کے نکته چين عالم کب همکو ايسا سيدها و صاف صاف رسته چلنے دينگے اس ليئے همکو ضرور پڑا که هم علمي گفتگو سے اُنکا مقابله کريں اور کتاب اقدس ميں اُن سے بهي زياده نکته چيني کرکے اُسکا خوب امتحان کريں *

اب هم اُن ورسوں پر متوجهه هوتے هيں جنکو بشپ کالنزو صاحب نے واسطے ثبوت عام هونے طوفان کے پيش کيا هی اور بعضوں کے تو صرف عبري الفاظ کے مطابق ترجمه کرنے هي پر اکتفا کرتے هيں کيونکه اُس ترجمه هي سے شبهه رفع هوجاتا هی اور بعض کي نسبت بقدر حاجت بحث بهي کي جاتي هی *

اور ميں اب لانے والا هوں طوفان پاني کا اوپر اُس زمين کے واسطے مٹانے تمام بشر (جسم) (بشر) جسکے ساتهه هی روح زندگي کي نيچے سے اُن آسمانوں کے سب جو زمين پر هی مرجاويگا باب ۶—۱۷ *

اِس ورس ميں جو لفظ اُس زمين هی اُس سے اشاره هی اُس خاص ملک کا جسپر طوفان آنيکو تها اور اُسي خاص ملک کے تمام جسم سے مٹانے کا اور اُسي زمين پر جو تهے اُنهي کے مر جانے کا بيان هوا هی نه تمام کرۂ زمين کا *

اور سب جاندار سے سب جسم سے دو دو سب سے لا تو طرف کشتي کے تاکه زنده رهيں ساتهه تيرے نر و ماده هوويں وه باب ۶—۱۹ *

جبکه يهه بات معلوم هوئي که طوفان ايک خاص ملک ميں جسکي طرف خدا نے اشاره کيا تها آنے والا تها تو جو جانداروں کے کشتي ميں رکهنے کا حکم ديا وه اُسي ملک کے جانور تهے اور نر و ماده رکهنے سے صاف پايا جاتا هی که اُنکي نسل کا برقرار رکهنا منظور تها پس کشتي ميں وهي جانور لئے گئے هونگے جنکي نسل اُس ملک کے سوا دوسرے ملکوں ميں نه پهيلي تهي يا کمي اور سيبوں سے بعد کو اُنکا اس ملک ميں آنا اور اُنکي نسل کا پهيلنا دشوار تها *

کيونکه دنوں بعد سات کے ميں مينه برسانے والا هوں اوپر اس زمين کے چاليس دن اور چاليس رات اور مٹادونگا ميں تمام اس موجود کو جو بنايا ميں نے اوپر سے منهه اس زمين کے باب ۷—۴ *

اس تمام ورس ميں هو جگهه خاص ملک اور خاص چيز کي طرف اشاره هی پس صرف اسکا صحيح ترجمه هي اثبات کے ثبوت کو کافي هی که طوفان عام نه تها *

اور آئی پاس نوح کے تابوت ( یعنی کشتی ) میں دو دو سب اجسام جو رکھتے تھے روح زندگی کی باب ۷ - ۱۵ *

سچ ہی کہ جس ملک میں طوفان آنے کو تھا اُس ملک کے سب حیوان اُن ہی شرطوں اور اُنہی قیدوں سے جو اوپر مذکور ہوئیں بطور ایک معجزہ کے جیسا کہ کتاب اقدس ہمکو ہدایت کرتی ہی حضرت نوح کے پاس آئے مگر اس سے طوفان کا علم ہونا ثابت نہیں ہوتا *

اور پانی کا زور ہوا بہت بہت اوپر اُس زمین کے اور چھپا دیا سب پہاڑوں اونچوں کو جو تھے نیچے آسمانوں کے باب ۷ - ۱۹ *

اس میں بھی اشارہ اُس خاص ملک کی طرف ہی جس میں طوفان آیا تھا صرف ایک لفظ ( یخس ) کا جسکے معنی ہیں چھپا دیا اُسپر بحث کرنی باقی ہی مگر اسکے یہہ معنی سمجھنے کہ زمین کے اوپر اسقدر پانی اونچا ہوا کہ اونچے پہاڑ بھی اُس میں غرق ہوگئے ایک غلطی ہ بلکہ اسکے معنی صاف یہہ ہیں کہ مینہ ایسا زور شور سے موصلا دھار برستا تھا کہ اُس نے اونچے پہاڑوں کو بھی جو آسمان کے تلے تھے چھپالیا تھا یعنی بلند پہاڑ بھی کثرت مینہ سے نظر نہ آتے تھے *

اکثر جگہہ کتاب اقدس میں اِس لفظ کا چھپا دینے کے معنوں میں ایسی ہی چیز پر استعمال ہوا ہی جو اوپر سے اُتر کر کسی ... کو نظر سے چھپا دے کتاب خروج باب ۲۴-۱۵ میں لفظ یخس کا ہی اور ابر نے جو پہاڑ کو چھپا دیا تھا اُسپر بولا گیا ہی اور اسی باب کے سولہویں ورس میں لفظ یخسہو کا ہی اور وہاں خدا کے جلال کا پہاڑ سینی پر اوترنے اور اُسکے ابر سے چھپ جانے پر بولا گیا ہی اور اسی کتاب کے باب ۱۰ - ۵ میں خسہ کا لفظ ہی اور ٹڈیوں نے اوترکر جو زمین کو آنکھ سے چھپا دیا تھا اُسپر بولا گیا ہی اور اُسی باب کے ورس ۱۵ میں یخس کا لفظ اُنہی معنوں میں اور کتاب اعداد باب ۲۲ ، ۵ و ۱۱ میں لفظ خسہ اور یخس کا آدمیوں کی کثرت سے زمین کے چھپ جانے پر بولا گیا ہی پس اس مقام میں بھی جس میں ہم بحث کر رہے ہیں اس لفظ سے یہہ مراد سمجھنی کہ زمین کے پانی نے پہاڑوں کو غرق کردیا تھا ضروری نہیں ہی *

اور مرگیا سب جسم جو چلتا اوپر اُس زمین کے معہ اوڑنے والے اور معہ چوپائے اور معہ جانور اور معہ سب رینگنے والے کے جو رینگتا اوپر اُس زمین کے اور سب وہ آدمی باب ۷-۲۱ *

سب جو کہ سانس روح زندگی کی اُسکی ناک میں تھی ہر ایک سے جو تھا خشکی میں مرگیا باب ۷ - ۲۲ *

اور مٹا دیا تمام اُس موجود کو جو تھا اوپر منہہ اُس زمین کے آدمی سے چوپایوں تک رینگنے والے تک اور اوڑنے والے آسمانوں تک اور مٹ گئے اُس زمین سے اور بچ گیا فقط نوح اور جو تھا اُسکے ساتھہ تابوت یعنی کشتی میں باب ۷ - ۲۳ *

اِن تینوں ورسوں میں جو کچھہ بیان ہوا ہی خاص۔ اُس ملک کی طرف اشارہ ہوکر بیان ہوا ہی جس میں طوفان آیا تھا پس اِن ورسوں سے بھی عام ہونا طوفان کا ثابت نہیں ہوتا *

اور سونگھی اللہ نے بو رضامندی کی اور کہا اللہ نے اپنے دل میں پھر نہ لعنت کرونگا میں بعد اِسکے اس زمین کو واسطے آدمی کے کیونکہ خیال دل آدمی کا بد ہی لڑکپن اُسکے سے اور نہ پھر میں بعد اِسکے مارونگا سب زندہ کو جیسا کیا میں نے باب ۸ — ۲۱ *

اس ورس سے بھی اُس خاص ملک کی طرف اشارہ ہی جس میں طوفان آیا تھا اِسلیئے یہہ ورس بھی عام طوفان ہونے کی دلیل نہیں ہوسکتا *

اور قایم کیا میں نے اپنے عہد کو ساتھہ تمہارے کہ نہ منقطع کیا جائیگا سب جسم پھر پانی سے طوفان کے اور نہ ہوگا پھر طوفان واسطے مٹانے اس زمین کے باب ۹ — ۱۱ *

اس ورس میں لفظ ارض کے ساتھہ ہاے ہوز نہیں ہی اور ایسی حالت میں بلحاظ قرینہ مقام کے کسی خاص ملک کا بھی مراد لینا ایسا ہی صحیح ہی جیسے کہ کل کرہ زمین کا مراد لینا درست ہی اور جب کہ متعدد مقاموں میں ایک خاص ملک میں طوفان ہونے کا اشارہ ہوچکا ہی تو اس ورس میں بھی لفظ ارض سے وہی خاص ملک مراد لیئے جاوینگے اور حاصل اس ورس کا اسقدر ہوگا کہ جن ملکوں میں حضرت نوح کے وقت میں طوفان آیا تھا پھر اُن ملکوں میں ایسا طوفان نہیں آنے کا *

اور یاد کرونگا میں اپنے عہد کو جو ہی درمیان میرے اور درمیان تمہارے اور درمیان سب جان جیتی کے معہ ہر جسم کے اور نہوگا پھر پانی واسطے مٹانے سب جسم کے باب ۹ — ۱۵ *

اُس عہد کی اصلی حقیقت جسکا ذکر اس ورس میں ہی اسی باب کے سولھویں ورس کی تفسیر میں میں نے بیان کی ہی جس سے واضح ہوتا ہی کہ اس ورس کو نہ عام ہونے طوفان سے کچھہ علاقہ ہی اور نہ خاص ہونے طوفان سے پس اس ورس کو اِن دونوں میں سے کسی کے ثبوت میں لانا درست نہیں ہی *

قولہ † اسپر شک لانا ناممکن معلوم ہوتا ہی ( بشرطیکہ بیبل کے صرف کلموں پر اور نہ نااعتمادی پر لحاظ رکھا جاوے جو اُس حالت میں بیانات پر آئیگی جیسا کہ ہیوسلر صاحب اور ہیچک کوکھہ صاحب سے اطلاع یافتہ جیالوجسٹ نے اقرار کیا ہی ) کہ کتاب اقدس میں صاف صاف طوفان عام کا ذکر ہی نہ خاص کا *

یہہ بات بالکل نادرست ہی اگر ہم نہایت سادگی سے کتاب مقدس کو دیکھیں اور خواہ نکتہ چیں نظر کریں دونوں حالت میں طوفان کا عام ہونا کتب اقدس سے پایا نہیں جاتا

† جلد چار صفحہ ۱۰۳ —

جیسا کہ میں نے بیان کیا اس میں کچھہ شک نہیں کہ عام ہونے طوفان کی کہانی بغیر کسی تحقیق کے مبالغہ سے مشہور چلی آتی تھی کتاب اقدس کے بلاشبہہ الفاظ ایسے تھے کہ دونوں مراد میں لیئے جاسکتے تھے اگلے عالموں نے کتاب اقدس کے الفاظ کو بغیر کسی نکتہ چین نظر کے اُس مشہور داستان کی طرف مروڑ لیا اور پھر غلطی سے اُسیکو سچ جانا مگر ہم احسان مند ہیں علم جیالوجی کے عالموں کے جنکی سعی اور کوشش سے ہم اس غلطی سے خبردار ہوئے مگر جب ہمنے آنکھہ کھولکر دیکھا تو کتاب اقدس کو بھی تحقیقات علمی کے مطابق پایا اور اس سبب سے ہمارے ایمان نے کلام الہی میں زیادہ استحکام پایا پھر کیا جو غلطی ہماری سمجھہ یا ہماری تحقیقات کی تھی وہ کتاب اقدس پر رکھی جاویگی *

میری کتاب کے پڑھنے والے زیادہ تر تعجب اُسوقت کرینگے جب یہہ دیکھیں گے کہ ہمارے قران مجید سے صاف صاف پایا جاتا ہی کہ طوفان خاص قوم حضرت نوح پر تھا مگر ہمارے ہاں کے عالموں نے طوفان کی بے سند مشہور کہانیوں پر دھوکا کھاکر کس کس مشکل سے طوفان کے عام ہونے کا اثبات چاہا ہی اور کیسی بیفائدہ کوشش کی ہی پھر کیا اُن لوگوں کی غلطی میں پڑنے سے جبکہ ہمنے اُن کا غلطی میں پڑنا دریافت کرلیا اُس غلطی کا الزام قران مجید پر رکھہ سکتے ہیں *

میری صاحب نے بھی جیسا کہ اوروں نے غلطی سے یہہ کہا کہ کتاب پیدایش باب ۷ – ۱۹ و ۲۰ میں بالتحقیق عام طوفان کا ذکر ہی کیونکہ ابھی میں بیان کرچکا ہوں کہ ورس ۱۹ سے عام طوفان کا ہونا ثابت نہیں ہی اسی طرح ورس ۲۰ سے بھی عام ہونا طوفان کا نہیں پایا جاتا کیونکہ اُس ورس سے یہہ خیال کرنا کہ اونچے پہاڑوں سے بھی پندرہ ہاتھہ پانی اونچا ہوگیا تھا ایک غلطی میں پڑنا ہی پہلے ورس میں بہت زور شور سے مینہ کے برس نے کا بیان تھا اور اُس میں صرف یہہ نتیجہ بیان ہوا تھا کہ ایسے زور شور سے موصلا دھار مینہ برسا کہ اونچے پہاڑ بھی دکھائی دینے سے رہگئے مگر درحقیقت ایسے زور کے مینہ برسنے سے دو نتیجے ہوئے تھے ایک بلند ہوجانا پانی کا زمین پر جس سے تمام جاندار اُس زمین کے ڈوب گئے دوسرے نہ دکھائی دینا پہاڑوں کا بسبب کثرت مینہ کے اسلیئے بیسویں ورس میں اِن دونوں نتیجوں کو ایک ساتھہ بیان کیا ہی پس اُس ورس کو اسی طرح پر پڑھنا چاہیئے کہ ایسا زور سے مینہ برسا کہ پندرہ ہاتھہ پانی زمین پر چڑہ گیا اور ایسا موصلا دھار مینہ برسا کہ اُسکے متصل دھاروں کے سبب پہاڑ بھی نہیں دکھائی دیتے تھے *

کتاب اقدس میں ارارات کے پہاڑ پر کشتی کے ٹھہرنے کا ذکر ہی مگر یہہ مذکور نہیں ہی کہ اُسکی چوٹی پر کشتی ٹھہری تھی بلکہ قران مجید میں ارارات اُس پہاڑ کا جسپر کشتی ٹھہری تھی جودی الم الہی ہی اور ہمارے ہاں کے عالموں نے تحقیق کیا ہی کہ جودی ارارات کے سلسلہ میں سب سے چھوٹا پہاڑ ہی جسکو ہم ٹیلا یا ٹیکری کہہ سکتے ہیں

کچھہ شبہہ نہیں کہ کشتی پانی پر تیرتی پھرتی تھی اور پہاڑ اراراط کی چوٹیوں کے پانی سے بہت اونچا لگا ہوا تھا اُسکی طرف پہنچتی جاتی تھی جہاں کشتی ٹھہری کسی ایسے مقام پر پہونچی جہاں کوئی چھوٹا سا پہاڑ پانی کے اندر تھا تو اسلئے اراراط کے اُس پہاڑی پر کشتی ٹھہر گئی صرف اتنی ہی بات کتاب مقدس سے ثابت ہوتی ہی اسلئے ورس بیس کے یہہ معنی لینے نہ چاہئیں کہ پہاڑ کے اوپر پندرہ ہاتھہ پانی چڑھ گیا تھا بلکہ یہہ معنی لینے چاہئیں کہ صرف زمین پر پندرہ ہاتھہ پانی چڑھ گیا تھا ۔

جس لفظ کا ترجمہ ہاتھہ کیا گیا ہی وہ عبری لفظ امہ ہی جو کوہنی کہلاتا ہی اس پیمانہ کی مقدار مختلف تھی مگر اس مقام پر جو پیمانہ کی کثرت اور پانی کی بہتایت کا ذکر ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہاں وہی پیمانہ مراد ہی جو سب سے بڑا تھا اور جسکی مقدار نو فیٹ سے زیادہ تھی پس اگر ہم اسکو نو ہی فیٹ کا قرار دیں تو معلوم ہوتا ہی کہ اس ملک میں صرف ۱۳۵ فیٹ پانی بلند ہوگیا تھا مگر مشرقی ملک میں وہ پیمانہ کسی طرح بارہ فیٹ سے کم کا قرار نہیں دیا جاسکتا اور اسلئے میں بلندی پانی کی جہاں کی ۱۸۰ فیٹ قرار دیتا ہوں پس اسقدر پانی کے بلند ہوجانے سے جسقدر ملک ڈوب سکتے تھے اور جسقدر پہاڑ اس ملک کے غرق ہوسکتے تھے اتنے ہی ڈوبے تھے نہ اس سے زیادہ ۔

یہہ مت کہو کہ اگر سب پہاڑ پانی میں نہیں ڈوبے تھے تو حیوانات اور انسان نے اونچے پہاڑوں پر پناہ لیکر کیوں نہ اپنے تئیں محفوظ کیا کیونکہ جس زور شور سے مینہ چالیس دن اور چالیس رات تک برابر مسلسل برستا رہا ممکن نہ تھا کہ کوئی جانور آسمان کے تلے کسی مقام پر اپنی زندگی بچا سکے علاوہ اسکے جس زور شور سے پانی کی [illegible] زمین سے اور آسمان سے ہوئی کسی جانور کو کسی جائی تک پہنچنے کی فرصت نہیں مل سکتی اور یہہ بات ہم بلاشک ادنی [illegible] ہیں ۔

پادری صاحب کا یہہ کہنا [illegible] گئی ہی کہ [illegible]

[illegible]

کتاب اقدس میں یہہ لکھا ہی جو مذکور ہوا بلکہ یہہ ہی کہ " مرگیا سب † جسم جو چلتا اوپر اُس زمین کے اور جو رینگتا اوپر اُس زمین کے سب جو ‡ کہ سانس روح زندگی اُسکی ناک میں تھی ہر ایک سے جو تھا خشکی میں § مٹادیا تھاء اُس موجود کو جو تھا اوپر منہہ اُس زمین کے *

بلاشبہہ بیری صاحب نے غلطی کی جو یہہ سمجھا کہ نسل انسان کی اور جو حیوان اُنکی خدمت کے لئے دیئے گئے تھے وہ ابھی تک باغ عدن کے گرد کی زمین کے ایک محدود حصہ ھی میں پھیلے ہونگے مگر کیا اُنکے اس غلط خیال سے کتاب اقدس میں جو سچی حقیقت ھی وہ غلط ہوجاویگی *

قولہ " ہمنے فرض کیا کہ طوفان خاص ہوا اور بجاے آٹھہ ہزار قسموں پرندوں اور حیوانوں کے سواے کیڑے مکوڑوں کے صرف آٹھہ سو بلکہ آٹھہ دھائی یعنی اُسی قسموں کی حاجت کشتی میں رکھنے کی ہوئی اور کہ اُن میں بیس قسمیں پاک تھیں اور ساٹھہ ناپاک اس حساب سے بھی کل تعداد جانوروں کی جو کشتی میں رکھے گئے چار سو ہوتی ہی اب ہر کوئی عام سمجھہ کا آدمی خیال کرسکتا ہی کہ ایسے مکان کی کیا حالت ہوگی جس میں تمام قسموں کے چار سو جانور تنگ مقام میں بند ہوکر اُسی حالت میں بارہ مہینے سے زیادہ عرصہ تک رہے ہوں اول ہم خیال کریں کہ نوح اور اُسکی بیوی اور اُسکے بیٹے ان چار سو جانوروں کو جنکو دو یا تین دفعہ کھلانا اور پلانا ضرور پڑتا ہوگا کھلاتے پلاتے رہے اور ہر روز نیا دانا کھانا دیتے اور باسی بچے ہوئے کو برابر صاف کرتے رہے ہونگے علاوہ اسکے اس طرح سے ایک جگہہ بند رہنے سے جہاں بمشکل اُن تک روشنی اور ہوا پہونچتی تھی تھوڑے ھی عرصہ میں کشتی کا ہر حصہ خبیث مادہ اور غلاظت اور بخارات کے سبب وبا سے آلودہ نہوگیا ہوگا *

لیکن کہو کہ ایک معجزہ سے جہاز صاف رہا ہوگا اور ہوا خالص اور جانور باوجود بند ہونے اور روشنی اور ہوا نہ پانے کے تندرست رہے ہونگے ہاں بلاشبہہ بے حد معجزوں کو زیادہ کرتے تے جنکا کتاب اقدس میں ذرا بھی اشارہ نہیں ہی اور جو بیان ہوا ہی اُسکی تمام طرز تحریر سے خارج از قیاس ہی اور اس طرح ماننے کو کتاب اقدس کے ساتھہ موجب طریقہ سے پیش آنا سمجھا جاوے یا نکتہ چینی کے طریقہ سے جسکی میں پیروی کر رہا ہوں زیادہ موجب تصور ہو باوجودیکہ اس معاملہ کی صاف صاف حقیقتوں کو اور ایک

† باب ۷ — ۲۱ —
‡ باب ۷ — ۲۲ —
§ باب ۷ — ۲۳ —

مضبوط اور اُجالي روشني يا معني کو پڑهنے والے کي آنکهوں کے روبرو رکهنے ميں کوشش کررها هوں اور جهاں تک مجهه سے هوسکے ميں اپنا فرض سمجهتا هوں اور مجهکو اسبات کے بهي کهے جانے سے باز رهنا نه چاهيئے که ميں کتاب اقدس سے ناجايز آزادي سے پيش آرها هوں که ميں ايک عام اور نا لطيف قسم کي نکته چيني عمل ميں لارها هوں اور مثال ايک کامياب کمينه دشمن کے کتاب اقدس کي تفصيلوں پر مدار گفتگو کا رکهکر خوش هو رها هوں " *

يهه تقرير جو بشپ کالنزو صاحب نے کي اُنکے مطلب کو ثابت نهيں کرتي جانور جو کشتي ميں بٹهائے گئے تهے اُنکي تعداد کتاب اقدس ميں مذکور نهيں هے نه هم ابهي اسبات کے قرار دينے کے قايل هوئے هيں که کشتي ميں آٹهه هزار قسموں کے جانور تهے يا آٹهه سو کے يا آٹهه دهائي آسي کے نه اسبات کے قرار دينے کے اب تک قايل هوئے هيں که اُن ميں بيس قسميں پاک اور ساٹهه ناپاک تهيں جانور جو کشتي ميں بٹهائے گئے بلاشبهه معجزه سے حضرت نوح کي کشتي ميں آئے تهے کيونکه اس معجزه † کا اشاره هم خود کتاب اقدس ميں پاتے هيں اور بلاشبهه اُنکي نسل باقي رهنے کو وه زنده رکهے گئے تهے پس کچهه شک نهيں که صرف وهي جانور کشتي ميں تهے جنکي نسل هنوز صرف اُنهي ملکوں ميں تهي جهاں طوفان آيا تها يا اُس قسم کے جانور تهے جو اُس ملک سے فنا هوجانے کے بعد بطور نيچر نے اُنکا دور دست ملکوں سے وهاں آنا غير ممکن تها يا جن سے کوئي خاص مطلب تها پس اولاً بشپ کالنزو صاحب کو اُن قسموں کي تعداد کا ثابت کرنا چاهيئے جنکي نسل زمانه طوفان ميں اُن ملکوں سے جهاں طوفان آيا تها دوسرے ملکوں ميں موجود نه تهي اور پهر کشتي ميں جسقدر جانور تهے اُنکي تعداد قرار ديني چاهيئے مگر اُنهوں نے ايسا نهيں ديا اور صرف اپنے بے بنياد خيال پر کتاب اقدس پر اعتراض کيا پاک اور ناپاک جانور جنکا ذکر کتاب اقدس ميں هے معلوم هوتا هے که اُس سے حلال و حرام مراد هيں پس انکي تعداد قرار دينے ميں بهي اولاً ثابت کرنا چاهيئے که آدم و نوح کے وقت ميں کون کون سے جانور حلال تهے مگر بشپ کالنزو صاحب اسکا بهي ثابت کرنا بهول گئے هيں *

- ميں هرگز اسبات کي حمايت نهيں کرتا که هر مشکل جگهه پر کهديا جاوے نه يهه کام معجزه سے هوا تها اور عقل اور سمجهه کو جو خدا نے دي هے بالکل معطل کرديا جاوے بلکه ميں اُنهي مقاموں پر معجزه کا ذکر کرنا چاهتا هوں جهاں خود کتاب اقدس ميں اُسکا معجزه سے هونا بيان هے يا کسي قوي دليل سے اُسکا معجزه سے هونا پايا جاتا هے اور جهاں که خود خدا تعالي نے کسي کام کو بذريعه اسباب نيچر کے کرنا چاها هے وهاں بهي

† باب ۷ — ۱۵ —

معجزہ کا کہنا نہیں چاہتا اور شاید میرا یہہ طریقہ ایسا ہو کہ کتاب اقدس کا ادب اور عقل کا کام دونوں اس میں اعتدال سے پورے ہوتے ہوں لیکن اس مقام پر مجھکو یہہ بات کہنی ضرور ہی کہ کشتی کا اور کشتی کے سواروں کا بچنا گو اُنکی کتنی ہی تعداد ہو بلاشبہہ معجزہ سے ہوا تھا کیونکہ خود کتاب اقدس سے ایسا ہونا معجزہ سے † ثابت ہوتا ہی *

میں کسی طرح اسبات پر رضامند نہیں ہوسکتا کہ کتاب اقدس اور تمام ہولی سکرپچرز کو یہاں تک کہ قران مجید کو بھی نکتہ چیں نظر سے ندیکھا جاوے کیا کوئی یہہ کہہ سکتا ہی کہ وہ شریف چیز یعنی عقل جو خدا نے ہمکو دی ہی معطل رکھنے کے لیئے دی ہی کیا ہم ( جو ایسا کرسکتے ہوں ) بغیر اسکے کہ ہولی سکرپچرز کو ایک نہایت عمیق اور نکتہ چیں نظر سے امتحان نکرلیں اور اپنا دلی یقین اُسپر نہ بٹھالیں کرشچن یا مسلمان ہوسکتے ہیں یا ہمارے لیئے خدا کے سامنے ( اگر ہم خود غور و فکر کرکے اپنا ایمان مضبوط کرنے کے لایق ہیں ) صرف اتنی بات کہ ہمارا باپ دادا کرشچن یا مسلمان تھا اسلیئے ہم بھی کرشچن یا مسلمان ہوئے اُن نتیجوں کے حاصل کرنے کو جب کہ ہم خود ( درصورت لایق ہونے کے ) اپنے ایمان کو مضبوط کرسکتے تھے کافی ہوگی ؟ مگر بے شک میں یہہ بات چاہتا ہوں کہ اُن مقدس تحریروں پر نیک دلی اور موجب آزادی سے نظر کی جاوے نہ ناجایز آزادی سے کتاب اقدس پر اگر اس طرح سے نظر کی جاوے تو بے شک اتنی بات پائی جاتی ہی کہ اگرچہ بلاشبہہ وہ کلام الہی ہی مگر اُسکو انسان نے گو وہ نبی اور صاحب الہام ہی ہو لکھا ہی *اور نیز اُس میں اور حالات بھی جو واسطے پورا کرنے اُس سلسلہ کے جو اصلی کلام الہی سے علاقہ رکھتا تھا یا جو اصلی کلام الہی کی مراد ظاہر کرنے کے لیئے معاون تھا داخل ہیں خواہ وہ حالات بھی بذریعہ الہام کے لکھے گئے ہوں خواہ اگلی مقدس تحریروں سے نقل کیئے گئے ہوں یا اور کسی طرح پر شامل ہیں جنکو ہم نہایت ادب سے متن اور روایت ‡ کرکر تعبیر کرتے ہیں اور یقین جانتے ہیں کہ پہلے ٹکرہ میں غلطی کا احتمال نہیں اور پھر یہہ بھی خیال کرتے ہیں کہ وہ مقدس تحریریں نہایت قدیم زمانہ کے لوگوں کی تعلیم کو جبکہ علم نے کچھہ بھی روشنی نہیں پائی تھی لکھی گئی ہیں اور یہہ کہ ایسے الفاظ اور محاورہ میں جو لوگوں کے استعمال میں تھے اور جن سے لوگوں کے دل پر اثر ہوتا تھا اور جس سے وہ خدا کی طرف رجوع کرسکتے تھے مگر نہ کوئی جھوٹا قصہ اور بنائی ہوئی کہانی اُس میں داخل تھی البتہ بعض بعض

---

† باب ۷ — ۱۸ —

‡ دیکھو میری تفسیر کا پہلا حصہ

دقيق باتوں كو جنكو اب تک ترقي يافته علم كا زمانه نهيں سمجهه سكتا اور نه آگے كو سمجهيگا گو كيسي هي ترقي همارے علم كي هوجاوے بطور مثال اور تشبيهه اور استعاره كے بيان كيا گيا هى اور پهر متواتر نقليں هونے سے اور ويريس ريڈنگ كے داخل هوجانے سے اصلي الفاظ كے دريافت كرنے كي جدا مشكل ميں جا پڑے هيں پس هماري نيک دلي كا مقتضى يهه هى كه هم أن تمام حالات كو پيش نظر ركهه كر هولي سكرپچرز پر نكته چيني كي نظر كريں اور ايسا كرنے ميں بجز نيک دلي كے جسكا هر شخص كو پابند رهنا چاهيئے كچهه اور زياده هم هولي سكرپچرز كے ساتهه نهيں كرتے كيونكه هم اپني روز مره كي تحريروں كو بهي ايسي هي نيک دلي سے ديكهتے هيں پهر كوئي وجهه نهيں هى كه هم هولي سكرپچرز پر نكته چيں نظر كرنے كے وقت أن تمام حالات كو جنهوں نے هولي سكرپچرز كو گهير ركها تها بالكل مٹاديں اور موجب آزادي كو چهوڑ كر ناجايز آزادي سے پيش آويں هم اسبات سے كچهه رنجيده نهيں هيں كه بشپ كالنزو صاحب نے كوئي تاريخانه غلطي هولي سكرپچرز ميں نكالي هى ( اگر وه نكال سكيں ) بلكه هم اسبات پر افسوس كرتے هيں كه وه أس موجب آزادي سے اگر بالكل نهيں تو قريب قريب تمام كے الگ هوگئے هيں ميں عموماً عيسائيوں كي نسبت نهيں كهتا بلكه بالالحاظ أن اصول كے جو ميں نے هولي سكرپچرز كي نسبت قايم كيئے هيں اور جنكي نسبت ميں سمجهتا هوں كه بے شک وه مسلمانوں كے مذهب كي رو سے درست هيں اور نيز اكثر علماے عيسائي كا بهي ايسا هي عقيده پاتا هوں ميں علانيه كهه سكتا هوں كه اگر كوئي تاريخانه غلطي هولي سكرپچرز ميں نكلے ( اگر كوئي ايسي هو ) وه كسي طرح هولي سكرپچرز كو نا معتبر نهيں ٹهرا سكتي جب تک كه متن پر كوئي ايسي غلطي ثابت نهو جسكا ثابت هونا يقيني غير ممكن هى پس مجهكو كيا ضرورت تهي كه اگر بشپ كالنزو صاحب نے كوئي تاريخانه غلطي كتاب اقدس ميں نكالي تو ميں أسكے جواب پر متوجهه هوں مگر ميں يهه كهتا هوں كه بيبل كو بت بناكر نهيں بلكه أسي نيک دلي اور موجب آزادي سے اگر بيبل پر نكته چيں نظر كي جاوے تو وه تاريخانه غلطياں بهي جنكو بشپ كالنزو صاحب غلطياں كهتے هيں غلطياں نهيں هيں بلكه همنے خود اپني غلطي سے أنكو غلط سمجها تها اور صحيح جانا تها اور اب هماري آزادي اور نيک دلي يهه هى كه جن غلطيوں ميں هم پهنسے هوئے تهے بالالحاظ اسكے كه همارے بزرگ يوں هي كهتے چلے آئے هيں أن سے هم نكليں اور موافق حال كي ترقي يافته علوم كے از سرنو أسي نيک دلي اور موجب آزادي سے كتاب اقدس پر نكته چيں نظر كريں اور يهي باعث هى جو ميري تفسير كا پڑهنے والا جابجا ميري تفسير ميں پاويگا كه ميں كچهه پابند نهيں رها هوں أن قولوں كا جنكو يهودي عالم يا عيسائي عالم يا مسلمان عالم بلا تحقيقات بطور باپ دادا كے

تبرک کے مانند چلے آئے ھیں بلکہ میں پابند رھا ھوں صرف ھولي سکرپچرز کا اور سچ کا اور سچے خدا کا جس نے ھمکو صرف سچ پر چلنے کے لیئے نبي بھیجے اور اپني سچي کتابیں اوتاریں *

قولہ " یہہ امر بہت ضرور ھی کہ متامل شخصوں کي توجہہ کو روز مرہ کي استعمالي نظر سے ان باتوں کي طرف کھینچا جاے اور کہ اُنکو اپنے واسطے کتاب اقدس کے حالات پر خیال کرنے کي اور اپنے واسطے یہہ دیکھنے کي رغبت دلائي جاوے کہ ایسے طوفان کا خیال جیسا پیدایش کے ان بابوں میں مذکور ھوا ھی خواہ اُسکو عام لحاظ کیا جاوے یا خاص یکساں ناقابل یقین اور نا ممکن ھی پس اگر ایسا ھو تب بھي صاف لازم آویگا کہ نوح کے طوفان پر صرف اس وجہہ سے کہ اُسکو بیبل میں ایسا لکھا ھی خود ایسا یقین لانا یا اوروںکو یقین کرانا کہ وہ اصلي تاریخانہ حقیقت ھی خدا کے خلاف اور حقیقت کے خلاف میں گناہ کرنا ھی اور بیبل کو صرف ایک بت بنانا ھی *

مگر اب بشپ کالنزو صاحب جان لینگے کہ عام طوفان کا کتاب اقدس میں بیان نہیں ھی اور جس طرح کے خاص طوفان کا ذکر ھی وہ یقیني ممکن اور قابل قیاس ھی پس اُسپر یقین لانا یا اوروں کو یقین کرانا کہ وہ اصلي تاریخانہ حقیقت ھی خدا کي اور حقیقت کي پیروي کرنا اور بیبل کو ایک مودب نکتہ چیں نظر سے دیکھنا ھی *

قولہ لیکن البتہ طوفان کا پاني جس سے بلند پہاڑیاں جو تمام آسمان کے نیچے ہیں اور آرمینیا کے پہاڑ غرق ھوئے تمام زمین کے سطح پر ضرور تھا کہ ھموار پھیلا ھو اگر قانون میلان کو ایک اور بڑے معجزہ نے بارہ مہینہ تک نہ روک رکھا ھوگا *

مگر اب یہہ بات واضح ھوگئي کہ پاني نے نہ بلند پہاڑوں کي چوٹیوں کو چھپا دیا تھا نہ ارمینیا کے سب پہاڑوں کو غرق کیا تھا اور نہ قانون میلان کو کسي بڑے معجزہ نے روکا تھا بلکہ وہ خود نیچر کے قاعدہ پر روکا ھوا تھا *

قولہ ڈیلٹزک صاحب نے اپني کتاب کے صفحہ ۲۹۰ میں یہہ لکھا ھی کہ " طوفان کا عام ھونا اگر ظاھر کرنا منظور تھا تو اس سے زیادہ صاف نہیں ظاھر ھوسکتا تھا اُسکے بیان سے ایسا معلوم ھوتا ھی کہ ھمکو خیال کرنا چاھیئے کہ طوفان ھمالیہ اور کورڈیلیز پہاڑوں کي نہایت بلند چوٹي پر پہونچا یعني ۲۶۸۴۳ فیت ( ۲۸۱۷۸ فیت ) لیکن ورس ۲۰ سے جسکا مضمون یہہ ھی کہ پندرہ کیوبت اوپر کي طرف پاني بلند ھوا اور پہاڑ چھپ گئے اُسبات کو نا ممکن کرتا ھی مگر یہہ حقیقت صرف کسي خاص مقام سے ھوسکتي ھی اور اُس حالت میں یہہ مقام بڑا پہاڑ ارارات کا ھو جو قریب کے پہاڑوں سے بہت بلند چوٹي رکھتا ھی جسپر کشتي پاني کے نہایت بلندي پر پہونچنے سے ٹہري کشتي پندرہ

كيوبت كهڑے پاني ميں چڑهي پس جسوقت وه تهري اُسوقت پاني بهي پهاڑ ارارات كي چوٹي پر پندره كيوبت بلند پهونچا اگر يهه امر ايسا هو تو ورس ٢٩ كے اِس بيان كو كه تمام آسمان كے نيچے كے تمام بلند پهاڑ پاني سے غرق هوگئے به معني عام طوفان كے لفظي مراد سے نهيں سمجهنا چاهيئے *

مگر ڈيلٹزک صاحب نے يهه تكليف ناحق اوٹهائي هى كيونكه پاني نے نه پهاڑ ارارات كي بلند چوٹي كو غرق كيا تها اور نه هماليه اور نه كورڈيليراز كي چوٹي كو بلكه صرف ١٣٥ يا ١٨٠ فيٹ زمين سے بلند هوا تها *

قوله " تسليم كيا كه علم جيالوجي صرف طوفان كے عام هونے پر ايسي اور بڑي مضبوط دليليں جنكا جواب نهيں هوسكتا لاسكتا هى ليكن همكو كسي ضرورت سے اس امر كے خلاف كو ايمان كا مسئله ماننے ميں پابندي نهيں هى اور اسكي وجهه يهه نهيں هى كه هم طوفان كے عام هونے كے گويا اسليئے برخلاف هيں كه همكو يهه جاننا مشكل هوا كه اُسكا جواب قدرت كے طور سے كيونكر دين اسباب پر موجوده حقيقت بهي جس پر جيالوجي زور ديتي هى همكو تحريک نهيں كرتي ليكن وجهه يهه هى كه كتاب اقدس طوفان كا عام هونا صرف بلحاظ اُس زمين كے جو آباد تهي ( نهيں بلكه صرف بلحاظ اُس زمين كے جهاں حضرت نوح اور اُنكي قوم يعني وه لوگ جنكي هدايت كو وه نبي هوئے تهے ) اور نه بلحاظ تمام زمين كے چاهتي هى اور طوفان كے عام هونے سے اُسكو كچهه غرض نهيں هى بلكه اُس رائے كے عام هونے سے غرض هى جو طوفان كے ذريعه سے پراني دنيا پر ( بلكه يوں كهنا چاهيئے كه اُس ملک پر جهاں حضرت نوح اور اُنكي قوم رهتي تهي ) پوري † هوئي كه بجز ايک خاندان كے اُسوقت كے ( يعني اُس زمين كے ) تمام اِنسان كي نسل معه حيوانات كے جو اُنكے همسايه ميں تهي زمين كے ايک بڑے دايره كے درميان ميں برباد هوگئي ' يهي بيان صرف كتاب اقدس كا هى اُسوقت انسان كي نسل زمين كے تمام سطح پر نهيں پهيلي تهي كيونكه اُسكے بهرنے كے واسطے اُنكي تعداد ابهي كافي نهيں تهي ( مگر يهه بات صحيح نهيں كيونكه اُس وقت بهت سي سطح زمين كي اور بهت سي دنيا آباد هوچكي تهي ) *

اِس تقرير كا جواب بشپ كالنزو صاحب اس طرح پر ديتے هيں كه " علانيه طوفان كا بيان يهه هى كه تمام ‡ گوشت يعني حيوان اور انسان نے زمين پر اپنا طريقه خراب كيا تها اور اسليئے اُنكا برباد هونا چاهيئے تها پيدايش [باب ٩ — ٥ جهاں گناه كا ذكر بحالت حيوانوں اور انسانوں دونوں كے هى يعني تمهارا خون ميں چاهونگا هاتهه سے هر حيوان كے ميں اُسے چاهونگا اور هاتهه سے آدمي كے *

---

† ٢ پطرس باب ٢ — ٥ —

‡ باب ٦ — ١٢ —

مگر یہہ اعتراض اُنکا صحیح نہیں ہی ورس ۲۱ باب ۲ کتاب پیدایش میں لفظ ( بسر ) کا ہی جسکے معنی جسم کے ہیں اور زیادہ تر جسم اِنسان کے اگر ہم صرف جسم مطلق ہي کے معني لیں تو بھي گناہ میں خواہ نخواہ حیوانوں کا بھي شامل کرنا ضرور نہیں ہی کیونکہ اُس سے صرف جسم انسان ہي کے معني لینے کو کوئي امر حارج نہیں ہی اور ہم بیان کرچکے ہیں کہ جانوروں کا † طوفان سے مرنا ایک نیچر کے قاعدہ پر تھا نہ بسبب کسي گناہ کے ‡ اور ورس ۵ باب ۹ کتاب پیدایش کا اس معاملہ سے کچھہ علاقہ نہیں رکھتا کیونکہ اُس ورس میں جو حکم ہی وہ ایک بندش ہی واسطے انسان کي بے احتیاطي کے جو جانوروں کے رکھنے کي نسبت ہو جیسا کہ § پیٹرک صاحب نے لکھا ہی پس یہہ دونوں ورس عام ہونے کي دلیل نہیں ہوسکتے *

مسٹر بیري صاحب نے اپني کتاب کے صفحہ ۱۴۸ میں یہہ لکھا ہی " اسلیئے یہہ معاملہ سادگي سے اس طرح قایم ہوتا ہی کہ بجز لفظي معني کے جو موسیٰ کے بیان کي صداقت سے بالکل موافق ہی اور کوئي معني قیاس کرنا نا ممکن ہی پس اگر کتاب اقدس کسي مراد سے ملہم ہو ہمکو اُسکے اِس حصہ کو سادي اور لفظي تاریخ قبول کرنا چاہیئے *

اسکا جواب ڈاکٹر کالنزو صاحب نے اسطرح پر دیا ہی کہ " مسٹر بیري کو لکھنا چاہیئے تھا کہ اگر کتاب اقدس لفظ کے عام اور روایتي معني سے ملہم ہو کیونکہ کوئي جاں نثار اور خدا پرست شخص اِس بات میں شک نہیں کرسکتا کہ بھلائي اور سچ اور مقدس ہونے کي روح بیبل کے لفظوں میں دم بھرتي ہی اور پس کتاب اقدس زمانہ کے آخر تک تعلیم کرنے اور ملامت کرنے اور اِصلاح اور نیک نصیحت کرنے میں مفید ہوگي برخلاف اُن افسانوں اور قصوں کے جو اُس میں ہیں اور برخلاف ایسے مقاموں کے جنسے بعض بعض جاے وہ معیوب ہوگئي ہی *

بلکہ بیبل میں انسان کي ضعیف عقل اور جہالت کا اُس الہیہ سچ کے ساتھہ آمیز ہونا ہی جو خدا کا کلام ابدي ہی اُسکي ایک خاص قیمت کا سبب ہی کہ وہ ایک سچي اور قدرتي تاریخ ہی لیکن بلاشبہہ وہ تاریخ اُن خالص حقیقتوں کي جنکا اُس میں بیان ہي نہیں ہی بلکہ انسان کي زندگي اور مذہب کي ترقي کي تاریخ ہی جسکا نقشہ متامل طبیعت کے واسطے ہر صفحہ میں بخوبي کھینچا گیا ہی وہ ایسي نہوتي اگر ابتدا کے زمانوں کے جاہلانہ خیالات اُس میں صحیح صحیح مندرج نہوتے *

---

† دیکھو ہماري تفسیر —

‡ دیکھو باب ۸ — ۲۱ —

§ دیکھو ہماري تفسیر —

اس تقریر سے جو بشپ کالنزو صاحب نے کي کون شخص ہوگا جو افسوس نکرتا ہوگا اسبات کو ہم بھي تسلیم کرتے ہیں اور اکثر علماء عیسائي بھي مانتے ہیں کہ بیبل میں سوائے اُس کلام کے جو خدا نے کیا اور کچھہ بھي مندرج ہی جو مقدس مورخ نے خواہ وہ حضرت موسیٰ ہوں یا حضرت عزیر علیہما لسلام بطور روایت کے شامل کیا ہی اور ابتداء میں کلام الہي کے لکھنے کا ایسا ہي دستور تھا اور اسي سبب سے ہم مسلمان بیبل کے ہرہر فقرہ کو بلکہ ٹکرہ کے ٹکرہ کو روایت اور متن کے نام سے تمیز کرتے ہیں جیسا کہ عنقریب میں ایک بیبل مشتہر کرنے کو ہوں جس میں الفاظ متن کے سرخ اور الفاظ روایت کے سیاہ چھاپے جاوینگے مگر جو کچھہ کہ بیبل میں بطور روایت کے لکھا ہی اُسکو ایک افسانہ اور قصہ سمجھنا یا انسان کي ضعیف عقل اور جہالت کي آمیزش جاننا یا اُسکو خالص حقیقتوں کي تاریخ نہ سمجھنا جیسا کہ بشپ کالنزو صاحب نے تصور کیا ہی محض ایک غلط خیال ہی ایسا جاننا اور پھر بیبل میں اَلہیہ سچ کے موجود ہونے کا بھي اقرار کرنا یہہ دونوں چیزیں آپس میں ایسي ضد ہیں جو ایک ساتھہ جمع نہیں ہوسکتیں کیا وجہہ ہوگي کہ ہم کتاب اقدس کے اس فقرہ کو کہ "چھپا دیا † سب پہاڑوں اونچوں کو جو تھے نیچے تمام اُن آسمانوں کے" ایک جھوٹي کہاني سمجھیں اور اس فقرہ کو کہ "تجھکو ‡ دکھائي دیا میں تاکہ پہچان لے تو کہ اللہ وہي معبود ہی نہیں کوئي (معبود) سوائے اُسکے" (یعني لاالہ الااللہ) الہیہ سچ اور خدا کا کلام ابدي جانیں کیونکہ ہم کہینگے کہ جس مورخ نے پہلا فقرہ (نعوذ باللہ) جھوٹ لکھا ہی اسیطرح دوسرا فقرہ بھي اُسنے جھوٹ لکھا ہی پھر کہا ہم بیبل کو لوگوں کے ہاتھہ میں اور کم سے کم بشپ کالنزو صاحب کے ہاتھہ میں اس طرح پر چھوڑ دینگے کہ جس ورس کو وہ چاہینگے جھوٹا قصہ قرار دینگے اور جس ورس کو چاہینگے الہیہ سچ بتاوینگے یہہ نہیں ہوسکتا الوہوست اور جہوروست کي تمیز کرنے سے (اگر وہ درست بھي ہو) کچھہ کام نہیں چلتا اول اسبات کے لیئے ایک قاعدہ بتانا چاہیئے جس سے ہم افسانوں اور قصوں کي الہیہ سچ سے تمیز کرلیں. اور ایک کو جھوٹا افسانہ دوسرے کو الہیہ سچ اعتقاد کریں اگر اُس سب کو جو بشپ کالنزو صاحب نے کہا ہی درست ملنا جاوے تو ایک لفظ بیبل کا ایسے اعتماد کے لایق نہیں رہتا جسپر کوئي شخص بطور الہیہ سچ کے اعتقاد کرسکے اگر ہم مقدس مورخ کو کم سے کم ایک دیانتدار مورخ ہي سمجھیں تو اُس حالت میں بھي ہم کتاب اقدس پر ایسا گمان نہیں کرسکتے جیسا کہ بشپ کالنزو صاحب کہتے ہیں *

---

† کتاب پیدایش باب ۷ — ۱۹ —

‡ کتاب استثنا باب ۴ — ۳۵ —

بلاشبہ بیبل میں دو قسم کی تحریروں کا اعتقاد کرتے ہیں ایک خالص وہ مضمون جو خدا نے کہا اور اُسی کو ہم متن کہتے ہیں اور ایک وہ مضمون جسکو مقدس مورخ نے کسی ضرورت سے اُسکے ساتھہ شامل کیا اور اِسیکو ہم روایت کہتے ہیں اور پھر روایت میں بھی دو قسم کا مضمون سمجھتے ہیں ایک ایسا جسکو غالباً یقین کیا جاتا ہی کہ الہام سے لکھا گیا اور دوسرا وہ جسکے الہام سے لکھے جانے کی کچھہ ضرورت نہ تھی صرف یہی ایک پچھلی قسم ایسی ہی کہ جس میں ایسی لغزش کا جیسی کہ انسان سے بسبب اُسکے انسان ہونے کی ہوسکے ممکن ہی مگر نہ اور قسموں میں اور پھر وہ لغزش بھی ایسی لغزش جسکو لغزش کہہ سکیں نہ ایک جھوٹ اور سرتاپا بے بنیاد قصہ جیسا کہ بشپ کالنزو صاحب یقین کرانا چاہتے ہیں *

یہہ ہمارا کہنا صرف اِس وجہہ سے نہیں ہی کہ ہم بیبل پر بغیر ایک مودب نکتہ چین نظر کے یقین رکھتے ہیں یا لوگوں سے اُسپر یقین چاہتے ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ جو کچھہ ہمنے کہا اُسکو ہم معاندانہ بحث سے ثابت بھی کرتے ہیں جیسے کہ ہماری تفسیر کے پڑھنے والے نے اِن دونوں حصوں میں پایا ہوگا اور اُمید ہی کہ آیندہ اگلے حصوں میں بھی پاویگا انشاالله تعالیٰ *

———*———

# گیارھواں باب

۱ دنیا میں ایک ہي زبان بولي جاتي تھي ۳ بابل کي آبادي ۵ اصلي بولي میں اختلاف ڈالا جانا ۱۰ شیم کا نسب‌نامہ ۲۷ ابراہیم کے باپ تارح کا نسب‌نامہ ۳۱ تارح کا اُور سے روانہ ہوکر حاران کو جانا —

---

## توریت مقدس

(۱) وَیہِي کُل ہآرِص شَفَہ اِحَت وُدبَرِیم اَحَدِیم *

(۲) وَیہِي بِنَسعَم مِقِّدِم وَیِمصوا بِقعَہ بارِص شِنعَر وِیِشبُو سَم *

(۳) وَیُّومرو اِیش اِل رِعِہِي ہَبَہ نِلبِنَہ لِبِنِیم وِنِشرِفَہ لِشرِفَہ وُتِہِي لَہم ہَلّبِنَہ لاَبِن وِہَحِمَر ہیَہ لَہم لَحُمِر *

(۴) وَیُّومرو ہَبَہ نِبنِہ لَنُو عِیر وُمِگدَّل وَرُشو بَشّمَیِم وِنَعسِہ لَنُو شِم فِن نَفُوص عَل پِنِي کُل ہآرِص *

۱ اور تھا تمام ملک ہونٹ ایک اور باتیں یکساں —

۲ اور ہوا کوچ کرنے اُنکے میں مشرق سے کہ پائي اُنہوں نے جگہہ زمین میں شنعار کے اور رہے وہاں —

۳ اور کہنے لگے مرد اپنے ساتھي سے کہ آؤ بناویں اینٹیں اور جلاویں جلانا اور ہو واسطے اُنکے اینٹ بجاے پتھر کے اور نقاتیلي مٹي ہو واسطے اُنکے گارا کے عوض —

۴ اور کہا اُنہوں نے کہ آؤ بناویں واسطے اپنے شہر اور منارہ کہ سر† اُسکا آسمان میں اور بناویں ہم واسطے اپنے نام شاید پراگندہ ہوویں اوپر منھہ تمام زمین کے —

---

† استثنا باب ۱ — ۲۸ ..

## توریت مقدس

(۵) ویرد یہوۃ لرأت إت ہعیر و ات ہمگدل اشر

بنو بنی ہادم *

(۶) ویومر یہوۃ ہن عم احد و شفۃ احت لکلم

وزہ ہحلم لعسوت و عتہ لو یبصر مہم کل اشر یزمو

لعسوت *

(۷) ہبہ نردہ و نبلہ شم شفتم اشر لو یشمعو

ایش شفت رعہو *

(۸) ویفص یہوۃ اتم مشم عل پنی کل ہارص

ویحدلو لبنوت ہعیر *

۵ † اور اترا الله واسطے دیکھنے کے شہر کو اور منارہ کو
جسکو بنایا بنی آدم نے —
۶ اور کہا الله نے یہہ ہی ‡ قوم ایک اور ہونٹ ایک § واسطے
سبکے اور یہہ ہی شروع اُنکا واسطے کرنیکے || اور اب نہ بچائیگا اُنسے
سب جو چیز ارادہ رکھینگے کرنیکا —
۷ ¶ آ نیچے اُتریں ہم اور مختلف کردیں وہاں ہونٹ اُنکے
ایسے کہ نہ سنیں * مرد بولی ساتھی اپنے کی —
۸ ┴ اور پریشان کردیا الله نے اُنکو وہاں سے اوپر منہہ
سب زمین کے †† اور نہ سکے بنانا شہر —

---

† باب ۱۸ — ۲۱ —
‡ باب ۹ — ۱۹ اعمال باب ۱۷ — ۲۶ —
§ باب ۱۱ — ۱ — || زبور ۲ — ۱ —
¶ باب ۱ — ۲۶ زبور ۲ — ۳ اعمال ۲ — ۳ و ۵ و ۶ —
* باب ۴۲ — ۲۳ استثنا ۲۸ — ۴۹ یرمیاہ ۵ — ۱۵ ۱ کرنتھیوں ۱۴ — ۲ و ۱۱ —
┴ لوک باب ۱ — ۵۱ — †† باب ۱۰ — ۲۵ و ۳۲ —

## توریت مقدس

(۹) عَل کِن قَرَا شِمَه بَبِل کِے شَم بَلَل یَہوَہ
شِفَت کُل هَآرِص وُمِشَّم هَفِیصَم یَہوَہ عَل پِنِي کُل
هَآرِص ٭

(۱۰) اِلّه تُولِدُت شِم شِم بِن مِأَت شَنَه وَیُّولِد اِت
اَرفَخشَد شِنَتَیِم اَحَر هَمَّبُول ٭

(۱۱) وَیِحِي شِم اَحَرِي هُولِیدُو اِت اَرفَخ شَد
حَمِش مِأُوت شَنَه وَیُّولِد بَنِیم وُبَنُوت ٭

(۱۲) وِ اَرفَخ شَد حَي حَمِش وُشِلشِیم شَنَه
وَیُّولِد اِت شَلَح ٭

۹ اسلیئے پکارا اُسکا نام بابل † کیونکہ اس جگہہ مختلف
کردیئے الله نے ہونٹھ سب ملک کے اور وہاں سے متفرق کردیا اُنکو
الله نے اوپر منہہ سب زمین کے —

۱۰ ‡ یہہ ہیں نسب نامہ شیم کا شیم تھا پیدا ہوا سو برس
کا کہ پیدا کیا ارفکشد کو دو برس بعد طوفان کے —

۱۱ اور جیا شیم بعد پیدا کرنے اُسکے ارفکشد کو پانچ سو برس
اور پیدا کیئے لڑکے اور لڑکیاں —

۱۲ اور ارفکشد جیا پانچ اور تیس برس اور پیدا کیا شلح کو § —

---

† ۱ کارنتھیان باب ۱۴ — ۲۳ —
‡ باب ۱۰ — ۲۲　۱ تاریخ باب ۱ — ۱۷ —
§ دیکھو انجیل لوقا باب ۳ — ۳۶ —

## توریت مقدس

( ۱۳ ) وَیِحِی اَرفَخشَد اَحَرِی ھُولِیدُو اِت شِلَح
شَلُش شَنِیم وِ اَربَع مِاُوت شَنَہ وَیُّولِد بَنِیم و بَنُوت ●

( ۱۴ ) وَشِلَح حَی شِلشِیم شَنَہ وَیُّولِد اِیت عِبِر ●

( ۱۵ ) وَیِحِی شِلَح اَحَرِی ھُولِیدُو اِیت عِبِر شَلُش
شَنِیم وِ اَربَع مِاُوت شَنَہ وَیُّولِد بَنِیم و بَنُوت ●

( ۱۶ ) وَیِحِی عِبِر اَربَع وَشلشِیم شَنَہ وَیُّولِد اِت
پَلِگ ●

( ۱۷ ) وَیِحِی عِبِر اَحَرِی ھُولِیدُو اِت پِلِگ شِلشِیم
شَنَہ وِ اَربَع مِاُوت شَنَہ وَیُّولِد بَنِیم و بَنُوت ●

( ۱۸ ) وَیِحِی پِلِگ شِلشِیم شَنَہ وَیُّولِد اِت رِعُو ●

۱۳ اور جیتا رہا ارفکسد بعد پیدا کرنے اُسکے شالح کو تین برس
اور چار سو برس اور پیدا کیئے لڑکے اور لڑکیاں —

۱۴ اور شالح جیا تیس برس اور پیدا کیا عیبر کو —

۱۵ اور جیتا رہا شالح بعد پیدا کرنے اُسکے عیبر کو تین برس
اور چار سو برس اور پیدا کیئے لڑکے اور لڑکیاں —

۱۶ اور جیا عیبر † چار اور تیس برس اور پیدا کیا پلغ کو —

۱۷ اور جیتا رہا عیبر بعد پیدا کرنے اُسکے پلغ کو تیس برس
اور چار سو برس اور پیدا کیئے لڑکے اور لڑکیاں —

۱۸ اور جیا پلغ تیس برس اور پیدا کیا رعو کو —

---

† ۱ تاریخ باب ۱ — ۱۹ =

## توریت مقدس

(۱۹) وَیحِي پِلگ اَحَرِي هُولِیدُو اِت رِعُو تِشَع
شَنِیم وَمَاتَیِم شَنَه وَیُولِد بَنِیم وَبَنُوت *

(۲۰) وَیحِي رِعُو شَتَیِم وَشَلُشِیم شَنَه وَیُولِد اِت
سِرُوگ *

(۲۱) وَیحِي رِعُو اَحَرِي هُولِیدُو اِت سِرُوگ شِبَع
شَنِیم وَمَاتَیِم شَنَه وَیُولِد بَنِیم وَبَنُوت *

(۲۲) وَیحِي سِرُوگ شِلُشِیم شَنَه وَیُولِد اِت نَحُور *

(۲۳) وَیحِي سِرُوگ اَحَرِي هُولِیدُو اِت نَحُور
مَاتَیِم شَنَه وَیُولِد بَنِیم وَبَنُوت *

(۲۴) وَیحِي نَحُور تِشَع وَعِشرِیم شَنَه وَیُولِد اِت
تَرَح *

۱۹ اور جیتا رہا پلج بعد پیدا کرنے اُسکے رعو کو نو برس اور
دو سو برس اور پیدا کیئے لڑکے اور لڑکیاں ــ

۲۰ اور جیا رعو دو اور تیس برس اور پیدا کیا سروج کو ــ

۲۱ اور جیتا رہا رعو بعد پیدا کرنے اُسکے سروج کو سات برس
اور دو سو برس اور پیدا کیئے لڑکے اور لڑکیاں ــ

۲۲ اور جیا سروج تیس برس اور پیدا کیا ناحور کو ــ

۲۳ اور جیتا رہا سروج بعد پیدا کرنے اُسکے ناحور کو دو سو
برس اور پیدا کیئے لڑکے اور لڑکیاں ــ

۲۴ اور جیا ناحور نو اور بیس برس اور پیدا کیا تارح کو ــ

## توریت مقدس

( ٢٥ ) وَیحِی نَحُور اَحری هُولِیدُو اِت تِرَح تِشَع
عِسرِه شَنَه وُمأت شَنَه وَیُولِد بَنِیم وُبَنُوت ●

( ٢٦ ) وَیحِی تِرَح شِبعِیم شَنَه وَیُولِد اِت اَبرَم
اِت نَحُور وِاِت هَرَن ●

( ٢٧ ) وَاِلّه تولِدُت تِرَح تِرَح هُولِید اِت اَبرَم
اِت نَحُور وَاِت هَرَن وهَرَن هُولِید اِت لُوط ●

( ٢٨ ) وَیَمَت هَرَن عَل پنِی تِرَح آبِیو بِاِرِص
مُولَدتُو بِاُور کَسدِیم ●

( ٢٩ ) وَیِقَّح اَبرَم وِنَحُور لَهِم نَشِیم شِم اِشِت
اَبرَم سَرَی وِشِم اِشِت نَحُور مِلکَه بَت هَرَن اَبِی مِلکَه
وَاَبِی یِسکَه ●

٢٥ اور جیتا رہا ناحور بعد پیدا کرنے اُسکے تارح کو نو اور دس
برس اور سو برس اور پیدا کیئے اُسنے لڑکے اور لڑکیاں —

٢٦ اور جیا تارح ستر برس اور پیدا کیا † ابرام کو ناحور کو
اور هاران کو —

٢٧ اور یہہ هیں جنم پترہ تارح کا تارح نے پیدا کیا ابرام کو
ناحور کو اور هاران کو اور هاران نے پیدا کیا لوط کو —

٢٨ اور مرگیا هاران سامنے تارح باپ اپنے کے زمین پیدایش
اپنی میں اور کسدیم کے —

٢٩ اور لیا ابرام نے اور ناحور نے اپنے واسطے عورتیں نام عورت
ابرام کا ‡ سارائی اور نام عورت ناحور کا § ملکاہ بیٹی هاران باپ
ملکاہ اور باپ یسکاہ کے —

---

† یوشع باب ٢٤ — ٢ ١ تاریخ باب ١ — ٢٦ —

‡ باب ١٧ — ١٥ ٢٠ — ١٢ — § باب ٢٢ — ٢٠ —

## توریت مقدس

(۳۰) وتہی سری عقرہ این لہ ولد ٭

(۳۱) ویقح ترح ات ابرم بنو و ات لوط بن ہرن
بن بنو و ات سری کلتو اشت ابرم بنو ویصاو اتم ماور
کشدیم للکت ارصہ کنعن ویباو عد حرن ویشبو شم ٭

(۳۲) ویہیو یمی ترح حمش شنیم وماتیم
شنہ ویمت ترح بحرن ٭

۳۰ اور تھی † سارائی بانجھ نہ تھا واسطے اُسکے لڑکا —

۳۱ اور لیا ‡ تارح نے ابرام بیٹے اپنے کو اور لوط بیٹے ہاران
اپنے بیٹے کے بیٹے کو اور سارائی اپنی بہو عورت ابرام بیٹے اپنے کو اور
نکلے وہ § اور کسدیم سے جانیکو زمین || کنعان کو اور آئے وہ حاران
تک اور رہے وہاں —

۳۲ اور تھے ایام تارح کے پانچ برس اور دو سو برس اور مرگیا
تارح حاران میں —

## تفسیر

( ہونٹ ایک ) یعنی تمام ملک والے ایک قصد اور ایک ارادہ کے تھے اُن میں جو شخص کوئی بات کرنی چاہتا تھا سب وہی کہتے تھے اور وہی کرتے تھے جیسا کہ دوسرے درس سے سب کے ایک ساتھہ سفر کرنے سے ثابت ہوتا ہی ٭

۴ — ( کہ اُسکا سر ہو آسمان میں ) ان الفاظ سے صرف یہہ مراد ہی کہ اُسکو نہایت اونچا بناویں جیسا کہ ¶ شہر کنعان کی دیواروں کی نسبت بھی اِسی طرح کہا گیا ہی ٭

† باب ۱۶ — ۱ و ۲ ۱۸ — ۱۱ و ۱۲ —
‡ باب ۱۲ — ۱ —
§ نحمیا باب ۹ — ۷ اعمال ۷ — ۴ —
|| باب ۱۰ — ۱۹ —
¶ استثنا ۲ — ۲۸ ۹ — ۱ —

( هم واسطے اپنے نام ) بشپ † هال صاحب نے اس مقام پر نہایت عمدہ گفتگو لکھي هی " که خدا تعالی غرور پر تمام گناهوں سے زیادہ غضبناک هوتا هی اور تمام کوششوں کو خراب کرتا هی نه اس وجهه سے که اصل میں بري هیں ( کیونکه کیا ضرر هوسکتا تها ایک ایک اینٹ کو دوسري اینٹ پر رکهنے سے ) بلکه اس وجهه سے که اُنکو هم غرور سے اختیار کرتے هیں *

۵ — ( اور اُترا الله ) ‡ بشپ پٹرک صاحب لکهتے هیں که " اس طرح پر بیان کرنا همارے خیالات کے لیئے آساني کرنا هی اِس سے یهه مراد هی که بسبب اتروں کے خدا تعالی نے یهه ظاهر کیا که گویا اُسنے اُنکي حرکتوں کو دیکها اور اُنکے ارادوں کو جانا " *

( بني آدم ) § بشپ پٹرک صاحب لکهتے هیں که " کتاب اقدس میں اولاد آدمیوں کي خدا کي اولاد کے مقابل کي گئي هی جیسے که خراب اور بد دیانت آدمي نیک اور ایماندار کے مقابل هوتے هیں پس جو لوگ اِس کام میں مصروف تهے وہ نوح اور سام اور اُوُر نیک آدمي نه تهے بلکه نہایت برے آدمیوں میں سے تهے جو اپنے بزرگوں کي خدا پرستي سے گمراہ هوگئے تهے *

۷ — اس ورس میں اور نیز اُن ورسوں میں جو اس سے اوپر گذرے هابا ایک عبري لفظ هی جسکا ترجمه انگریزي مترجم نے اِس طرح پر کیا هی که چلو وهاں آؤ هم چلیں اور فارسي مترجم نے اسکا ترجمه بیا کے لفظ سے کیا هی اور اُردو مترجموں نے اسکا ترجمه آؤ کیا هی جسکا منشاء یهه هی که اس ورس میں جس کام کے کرنیکا ذکر هی وہ متعدد شخصوں نے کیا هی اور جبکه وہ کام بجز خدا کے کسي نے نهیں کیا تها تو اُس سے علماء عیسائي یهه نتیجه نکالتے هیں که خدا کے وجود میں جمعیت هی *

پٹرک صاحب || اور لوتهه صاحب وغیرہ اپني تفسیر میں لکهتے هیں که یهودي عالم یهه خیال کرتے هیں که یهه کلام فرشتوں سے کیا گیا اور پهر اسپر اعتراض کرتے هیں که یهه بات فرشتوں کي قوت سے زیادہ هی که انسانوں کی طبیعتوں کو ایک لحظه میں ایسا تبدیل کردیں که جس سے وہ نه سمجهه سکیں اُس شی کو جو اُنهوں نے پہلے سے کي هو اس لیئے خدا تعالی اپنے آپ سے هم کلام هوا هی اور یهه طرز کلام همکو سوجهاتا هی که الوهیت میں ایک وجود سے زیادہ هیں غرض که نه کوئي اور مگر وہ جسنے اول بولنا انسانوں کو سکهایا ایک لحظه میں اُنکے کلام کو اس طرح سے بدل سکا جیسا که آگے کے لفظوں میں بیان هی

---

† تفسیر ڈانیلي جلد ۱ صفحہ ۳۹ —
‡ ایضا ایضا
§ ایضا ایضا
|| تفسیر پٹرک اور لوتهه وغیرہ مطبوعہ لندن جلد ۱ صفحہ ۶۹ —

پس نوي شي ابنس نے مدت هوئي یهه تجویز کیا که یهه کلام اپنے بوتے ( یعني عیسی مسیح علیه السلام ) سے کیا *

مگر همکو چاهیئے که اول هم اس عبري* لفظ کي تحقیق کریں که یهه کیا لفظ هی جیسینیس صاحب اپني کتاب عبري لکسن میں لکهتے هیں که هابه عبري لفظ ( یهب ) سے نکلا هی جسکے معني دینے اور رکهنے کے هیں جیسے عربي میں اعطی اور ناول اور وهب چنانچه ایک جگهه زبور میں † یهب کا لفظ ایا هی اِس لفظ سے اس طرح پر صیغے بنائے جاتے هیں ( هابه ) ‡ مونث ( هابي ) متکلم ( هابو ) جمع اس لفظ کے معني هوتے هیں § دینے کے اور مقرر کرنے || اور رکهنے کے *

کبهي یهه لفظ متعلق فعل کے هوتا هی یعني جس کام کا کرنا منظور هوتا هی اُسپر آماده اور برانگیخته کرنے کے لیئے یهه لفظ بولا جاتا هی اور جو نه هر ایک زبان میں کسي فعل پر برانگیخته کرنے کے لیئے مناسب اُس فعل کے الفاظ مقرر هیں جیسے اُردو میں بولتے هیں نه لاؤ میں لکهه ڈالوں آؤ هم یهه کام کرلیں لو میں نے دیکهه لیا چلو اب کرلو اسلیئے هر زبان کا مترجم مطابق محاوره اپني زبان کے اس لفظ کا ترجمه کرلیتا هی مگر وه اصلي ترجمه اُس لفظ کا نهیں هوتا پس اس لفظ کا اپني زبان کے محاوره کے موافق ترجمه کرنا اور اُس ترجمه میں جو مفهوم جمعیت کا اُس زبان کے محاوره کے موافق پایا جاوے اُس سے اِس عبري لفظ میں بهي جمعیت کا اشاره قرار دینا محض ایک غلطي هی کیونکه اصل عبري لفظ میں کوئي مراد جمعیت کي نهیں هی بلکه وهاں صرف اُس فعل پر فاعل کي آمادگي ظاهر کرنے کے لیئے وه لفظ بولا گیا هی نه کسي قسم کے معني جمعیت کے ظاهر کرنے کے لیئے پهر اُس لفظ سے فاعل کے وجودوں کي جمعیت پر کیونکر استدلال هوسکتا هی اس تحقیق سے ثابت هوتا هی که اس لفظ کے اصل میں کوئي ایسے معني نهیں هیں جو وجودوں کي جمعیت پر دلالت کرتے هوں *

اُردو زبان میں ایک لفظ ( لو ) کا مستعمل هی جو متعلق فعل هوتا هی اور واسطے برانگیخته کرنے فاعل کے یا واسطے اِظهار اماده هونے فاعل کے کسي فعل پر بولا جاتا هی جیسے بولتے هیں لو مار ڈالو لو دیکهه لو وغیره اور اس لفظ سے جو امر هی لینے کا ایسے مقاموں پر کبهي اُسکے اصلي معني مراد نهیں هوتے یهه اُردو لفظ ( هابه ) کے لفظ کے ماده کے جو معني

---

† زبور ۵۵ — ۲۳ —
‡ پیدایش ۲۹ — ۲۱ —
§ روتهه ۳ — ۲۲ ایوب ۶ — ۲۲ ۲ سموئیل ۱۹ — ۲۰ —
|| ۳ سموئیل ۱۱ — ۱۵ —

ھیں اُسکے بہت قریب قریب ھی اس لیئے اس عبري لفظ کا اُردو میں تو ترجمہ کرنا کسیقدر اصل عبري لفظ کے معنوں کو قریباً صحت سے ظاھر کرتا ھی اور اسي سبب سے میں نے اُردو ترجمہ متن میں یہي لفظ اختیار کیا ھی *

( مختلف کردیں ) اکثر عالم اس ورس سے یہہ مطلب سمجھتے ھیں کہ پہلے سب آدمیوں کي ایک بولي تھي بابل میں خدا تعالی نے بطور ایک کرشمہ کے سب کي زبانیں بدل دیں اور اسي بات کو انسان کي زبانوں کے اختلاف کا باعث سمجھتے ھیں مگر میرے نزدیک اس ورس کا یہہ مطلب نہیں ھی اور نہ انسان کي اختلاف زبانوں کا یہہ باعث ھی یہاں صرف یہہ مراد ھی کہ وہ سب لوگ جو شہر اور منارہ بنانے پر ایک زبان یعني ایک ارادہ ہو رہے تھے خدا نے اُس ارادہ میں اُنکو مختلف کردیا کیونکہ اسي ورس میں ھی کہ " نہ سنیں ھر ایک زبان اپنے دوست کي " اگر اس مقام پر اختلاف زبان مراد ھوتي تو نہ سنیں کا لفظ ھرگز نہ بولا جاتا بلکہ یوں کہا جاتا کہ نہ سمجھیں ھر ایک زبان اپنے دوست کي پس نہ سننے سے یہي مراد ھی کہ ایک شخص دوسرے کي صلاح کو نہ مانے اور سب کي راے اور ارادہ مختلف ھو جاوے انگریزي مترجم نے جو لفظ ( یشمعو ) کا ترجمہ نہ سمجھیں کیا ھی یہہ ترجمہ عبري کے مطابق نہیں ھی *

٢٤—( ترح ) یہہ باپ ھیں حضرت ابراھیم علیہ السلام کے اور ھم مسلمان انکا نام آذر کہتے ھیں *

٢٦—( پیدا کیا ابرام کو ) جو اختلاف ھر ایک واقعات میں ابتداے پیدایش سے لغایت طوفان تھا وہ ھم اوپر بیان کرچکے اب اُن اختلافات کو بیان کرتے ھیں کہ جو بعد طوفان سے ولادت ابراھیم تک ھیں *

تفسیر † اسکات میں ھی کہ " عبري نسخہ سے یوناني نسخوں میں درمیان اُن واقعات کے جو گذرے ھیں طوفان سے ابراھیم کي پیدایش تک قریب ٩٠٠ برس کے زیادتي ھی *

اور اُسي تفسیر ‡ کے ایک اور مقام میں لکھا ھی کہ سپتوایجنت میں یہہ بیان ھی کہ ارفکسد ١٣٥ برس کا تھا کہ اُس سے قینان پیدا ھوا اور قینان ١٣٠ برس کا تھا کہ اُس سے سلح پیدا ھوا اور یہہ زیادتي جو ایک پشت کي ھی اسکو § سینت لوقا نے حضرت مسیح کے نسب نامہ میں داخل کیا ھی بعد اُسکے وہ بیان کرتے ھیں کہ بموجب عبري متن کے جسکا پیرو ھمارا ترجمہ ھی از روے شمار کے ھم یہہ پاویں کہ اصلي مشاھدہ جو آدم کو ھوا ابرام کے پاس دو ھزار برس سے زیادہ عرصہ پر اگرچہ اس درمیان میں صرف دو شخص اور

---

† تفسیر ھنري اسکات جلد ١ باب ٥ — ٣ و ١٠ —
‡ تفسیر ھنري اسکات جلد ١ باب ١١ — ١٠ و ٢٥ —
§ لوقا باب ٣ — ٣٦ —

گذرے پہونچا هو آدم اُس وقت تک زندہ رہا جبکہ متوسلح دو سو پینتالیس برس کا تہا اور متوسلح مرا جبکہ سام جسکي عمر قريب اُسيقدر کے هوئي جسقدر که ابرام کي قريب ايک سو برس کا تہا البتہ سپٹوایجنٹ میں سب پر ایک سو برس زیادہ کیئے گئے هیں اور اس زيادتي کا شروع ارفکشد سے هوتا هی اور ان میں سے بعض کي آخر زندگي کے زمانه میں سے سو برس کو منها کرلیا هی *

اب اس مقام پر میں ایک فہرست لکهتا هوں جس سے معلوم هوگا که اُن تینوں متنوں میں درباب واقعات بعد طوفان کے کیا کیا اختلاف هی *

| واقعات | | عبري | سپٹوایجنٹ | سامري |
|---|---|---|---|---|
| پیدایش ارفکشد بعد طوفان کے | ... | ۲ | ۲ | ۲ |
| عمر ارفکشد کي بر وقت پیدا هوئے قینان کے | ... | * | ۱۳۰ | * |
| عمر ارفکشد یا قینان کي بر وقت پیدا هوئے شلح کے | | ۳۵ | ۱۳۵ | ۱۳۵ |
| عمر شلح کي بروقت پیدا هونے عیبر کے | ... | ۳۰ | ۱۳۰ | ۱۳۰ |
| عمر عیبر کي بروقت پیدا هونے پلغ کے | ... | ۳۴ | ۱۳۴ | ۱۳۴ |
| عمر پلغ کي بروقت پیدا هونے رعو کے | ... | ۳۰ | ۱۳۰ | ۱۳۰ |
| عمر رعو کي بروقت پیدا هونے سروغ کے | ... | ۳۲ | ۱۳۲ | ۱۳۲ |
| عمر سروغ کي بروقت پیدا هونے ناحور کے | ... | ۳۰ | ۱۳۰ | ۱۳۰ |
| عمر ناحور کي بروقت پیدا هونے ترح کے | ... | ۲۹ | ۷۹ | ۷۹ |
| عمر ترح کي بروقت پیدا هونے ابرام و ناحور و هاران کے | | ۷۰ | ۷۰ | ۷۰ |
| | | ۳۰۲ | ۱۰۷۲ | ۹۴۲ |

جو زمانه ایک هزار بہتر برس کا اس فہرست میں بموجب سپٹوایجنٹ کے میں نے قایم کیا هی وہ بموجب اُن یوناني نسخوں کے هی جنکا ذکر اکثر علماء عیسائي نے کیا هی مگر بموجب ایک نسخه یوناني کے تعداد اُس زمانه کي بقدر ۱۱۷۲ برس کے هوتي هی *

متقدمین علماے عیسائي همیشه یوناني نسخه کو معتبر سمجهتے رهے مگر زمانه حال میں وہ نسخه معتبر نہیں سمجها جاتا اور عبري نسخه قابل اعتبار کے سمجها جاتا هی مگر مشکل یہه هی که جو زمانه واقعات کا عبري اور سامري میں لکها هی اُس میں تاریخانه صحت نہیں پائي جاتي جو حساب که عبري میں مندرج هی اُس سے معلوم هوتا هی که طوفان کے ۲۹۲ برس بعد حضرت ابراهیم پیدا هوئے اور بعد طوفان کے ۳۵۰ برس حضرت نوح زندہ رهے اس سے لازم آتا هی که حضرت نوح نے ۵۸ برس تک حضرت

ابراھیم سے ملاقات کي هو اور یہہ ایک ایسي بات ھی کہ کوئي مورخ اسکا اقرار نہیں کرسکتا *

علماے عیسائي بھي اس نقصان پر مطلع ھوئے اور اُنہوں نے اس نقصان کے رفع کرنے کو درمیان اُس زمانہ کے جو طوفان اور حضرت ابراھیم میں ھی ۶۰ برس زیادہ کردیئے ھیں † چنانچہ بشپ کیدر صاحب کہتے ھیں کہ کل زمانہ طوفان سے ولادت حضرت ابراھیم تک ۳۵۲ برس کا ھی مگر کوئي وجہہ نہیں معلوم ھوتي کہ یہہ ۶۰ برس جنکا کتاب اقدس میں کنچھہ ذکر نہیں ھی کیوں بڑھاے گئے ھیں اگر اسي نقصان کے رفع کرنے کو بڑھائے گئے ھیں تو گویا عبري متن میں اس نقصان کا تسلیم کرلینا ھی *

سامري توریت میں جو حساب مندرج ھی اُس میں یہہ نقصان ھی کہ اُس سے معلوم ھوتا ھی کہ حضرت آدم کے پیدا ھونے کے ۷۰۷ برس بعد حضرت نوح پیدا ھوئے اور حضرت آدم کي عمر ۹۳۰ برس کي تھي اس سے لازم آتا ھی کہ حضرت نوح نے حضرت آدم سے ۲۲۳ برس تک ملاقات کي ھوگي اور نیز اپنے تمام آبا و اجداد کو بھي دیکھا ھوگا اور یہہ بھي ایک ایسي بات ھی کہ کوئي مورخ اُسکا اقرار نہیں کرسکتا *

تفسیر اسکات ‡ میں لکھا ھی کہ ان اختلافات کو شمار کے حرفوں کي غلطیوں سے منسوب کیا جاویگا یا مترجموں کي ایسي خود بیني سے منسوب کیا جاویگا جسکا رواج بہت سي قوموں میں ھی یعني اپني تاریخ کے شروع کو بہت قدیم زمانہ سے منسوب کرتے ھیں اور جن شخصوں کا اس مقام میں ذکر ھی ممکن ھی کہ وہ پہلونتھے نہوں کیونکہ شیث آدم کا سب سے بڑا بیٹا نہ تھا مگر نسب‌نامہ اُس ھي سے جاري رکھا گیا تھا نہ صرف آدم سے نوح تک بلکہ بعد ازاں بھي مسیح تک جو تھے دوسرے آدم خدا آسمان سے *

سینٹ اگستائین خیال فرماتے ھیں کہ جو بزرگ قبل اور بعد طوفان کے حضرت موسی تک گذرے ھیں اُنکي تاریخوں کو یہودیوں نے تبدیل کردیا ھی اُنہوں نے واسطے غیر معتبر ٹھہرانے یوناني ترجمہ کے اور دین مسیحي سے دشمني رکھنے کے سبب یہہ کام کیا تھا اور معلوم ھوتا ھی کہ اکثر قدیم علماء مسیحي کي یہي راے تھي اور وہ خیال کرتے تھے کہ قبل سنہ ۱۳۰ع کے یہہ تبدیلي واقع ھوئي ھی *

مگر میري راے میں اس اختلاف کي وجہہ بہت صاف اور ظاھر ھی ھمکو تسلیم کرنا چاھیئے کہ سپٹوایجنٹ یعني یوناني ترجمہ بلاشبہہ اصل عبري متن سے ھوا تھا پس ضرور ھی کہ یوناني اور سامري کو بجاے دو عبري متن کے تصور کریں تیسرا عبري متن ھمارے

† تفسیر ڈاَیلي جلد ۱ صفحہ ۳۶ —
‡ تفسیر اسکاٹ جلد ۱ باب ۵ ورس ۳ — ۲۰ —

ھاتھہ میں موجود ھی جو بہت کرآرن بن اشر کے نسخہ کا پیرو ھی جسکا ذکر پہلے حصہ کے صفحہ ١٠٠ میں مندرج ھی *

ان تینوں نسخوں کے اختلافات کو میں منسوب کرتا ھوں غلطي اور سھو نقل کرنے والوں کي طرف کیونکہ یہہ بات تمام عالم تسلیم کرتے آئے ھیں کہ بسبب کثرت سے نقل ھونے کے اُس قسم کے اختلافات جو نقل کرنے میں ضرورتاً ھوجاتے ھیں ان کتابوں میں بھي واقع ھوگئے تھے اور یہہ مقامات جن میں اختلاف ھی ( یعني تعداد سالوں کي ) ایسے مقامات ھیں جن میں نقل کے وقت واقع ھونا غلطي کا اکثر ھوتا ھی علی‌الخصوص ایسي صورت میں کہ یہودیوں میں شمار کا حرفوں میں لکھنے کا اکثر رواج ھی اور عبري حرف آپس میں ایسے مشابہ ھیں کہ اُن میں غلطي پڑنا ایک ضروري بات ھی خصوصاً جبکہ وہ حرف ھاتھہ کے لکھے ھوئے ھوں اور نیز اُن حرفوں کے مرتبہ شمار معین کرنے میں بڑا اشتباہ پڑتا ھی کیونکہ عبري الف بے میں کوئي مفرد ایسا حرف نہیں ھی جو چار سو سے زیادہ عدد بتاسکے اس لیئے جب اُس سے زیادہ شمار بتانا ھوتا ھی تو لاچار چند حرف ملانے پڑتے ھیں اور پھر اُن میں یہہ تمیز کرنا کہ وہ حرف جو ملایا گیا ھی مئات کي تعداد بتاتا ھی یا آلوف کي خالي دقت سے نہیں ھوتا بالتخصیص اُسوقت جبکہ وہ ھاتھہ کے لکھے ھوئے ھوں پس جن قلمي نسخوں میں تعداد عمروں هر ایک بزرگ کي حرفوں میں لکھي ھوگي تو ناقل کو اُسکي صحیح نقل کرنا ایک امر نہایت دشوار بلکہ قریب ناممکن کے ھوگا پس ان باعثوں سے درمیان اصل عبري متن کے اختلافات تعداد برسوں میں واقع ھوئے یوناني مترجموں کے ھاتھہ جو نسخہ آیا جسکي صحت پر اُنہوں نے اعتماد کیا ھوگا اُن میں تعداد برسوں کي وہ مندرج ھوگي جو اُس ترجمہ میں مندرج ھی اور سامري نسخے والوں کو جو نسخہ ھات آیا اور جسپر اُنہوں نے اعتماد کیا اُس میں وہ تعداد برسوں کي مندرج ھوگي جو اُس میں ھی پس کسي کي نسبت یہہ لکھنا کہ اُسنے دانستہ تعداد برسوں میں تغیر و تبدیل کردي ھی درست نہیں ھی بلکہ ھمکو اسباب کي تلاش کرني چاھیئے کہ اُس میں سے کون سي تعداد صحیح ھی بلکہ ممکن ھی کہ کسي واقعہ کي تعداد عبري میں صحیح ھو اور کسي واقعہ کي یوناني میں اور کسي واقعہ کي سامري میں بھرحال مدت ان واقعات کي کیسےھي مختلف ھو اور کسي سبب سے اُس میں اختلاف واقع ھوا ھو مگر اُس سے کتاب اقدس کي صحت پر کچھہ اعتراض نہیں واقع ھوتا اور نہ اسبات میں کہ وہ اصل متن جسکو الھامي لکھنے والوں نے لکھا تھا اور جس سے یہہ نقلیں ھوئیں الھام سے لکھا گیا تھا کچھہ شک پیدا ھوسکتا ھی *

۲۸—( اور کلدانیوں ) یہہ جگہہ ولادتؔ حضرت ابراهیم علیہ‌السلام کي هی ( اور ) کا لفظ اُسکے ساتھہ جب هوا هی جبکہ حضرت ابراهیم علیہ‌السلام کو کافروں نے آگ میں ڈالا † تھا ( اور ) کے معنے عبري زبان میں روشنی یا گرمي کے هیں جسکو هم آگ کي لو کہہ سکتے هیں عربي مترجموں نے اسکا ترجمہ ‡ اتون کیا هی معلوم هوتا هی که اتون کالدي لفظ هی اور حضرت دانیال کي § کتاب میں آیا هی اور اسکے معنی بھٹي کے هیں اور حضرت ابراهیم علیہ‌السلام کے آگ میں ڈالنے کے سبب یہہ شہر اورکسدیم کے نام سے مشہور هوگیا حال کے عیسائي اسپر چنداں لحاظ نہیں کرتے اور کہتے هیں کہ یہہ تمام خیالات کہاني اور بے بنیاد معلوم هوتے هیں مگر اسکے سچ هونے میں کچھہ شبہہ نہیں تمام یہودي حضرت ابراهیم علیہ‌السلام کے آگ میں ڈالے جانے کے قایل هیں اور همارا قران مجید اسکي || تصدیق کرتا هی اور خود توریت مقدس میں اسکے هونے پر اشارہ هی چنانچہ عنقریب اسکا بیان هوگا *

بهر حال اب اسپر غور چاهیئے کہ یہہ شہر کہاں تھا اهل جغرافیہ نے اس میں بہت گفتگو کي هی زمانہ حال کے جغرافیہ داں میسوپوتیمیا کا شمالي مغربي حصہ قرار دیتے هیں جو ¶ زمین کالدیوں کي تھي اور زمانہ حال کے مشنري صاحب کہتے هیں کہ هاراں سے ۲۰ یا ۳۰ میل کے فاصلہ پر هی جہاں اب مقام عرفہ هی جسکو پہلے مقام ادسہ کہتے تھے مشرقي یہودي اس جگہہ کو مقام ولادت حضرت ابراهیم علیہ‌السلام خیال کرکر اب بھي زیارت کو جاتے هیں

۲۹—( یسکاہ ) * بشپ پٹرک صاحب لکھتے هیں کہ خیال کیا جاتا هی کہ سارا کا یہہ دوسرا نام تھا جس سے ابرام نے شادي کي ابرام کے سب سے بڑے بھائي کي یہہ بیٹي اور لوط کي بہن تھي هاران کے تین بچہ تھے لوط ملکاہ جس سے ناحور نے شادي کي اور سارا جس سے ابرام نے شادي کي یعني هاران کے مرنے کے بعد اُسکے دو زندہ رهے هوئے بھائیوں نے اُسکي دو بیٹیوں سے شادي کرلي شاید سارا کا ایک نام تھا پیشتر کہ وہ کالدیا سے نکلي اور دوسرا نام بعد کو هوا *

---

† یوں لکھنا لازم تھا کہ ڈالنا چاها تھا ( حاشیہ مصنف مورخہ سنہ ۱۸۸۳ ) —

‡ دیکھو عربي ترجمہ سنہ ۱۸۱۱ع —

§ دانیال باب ۳ — ۶ و ۱۱ —

|| قران مجید سے آگ میں ڈالا جانا ثابت نہیں هوتا ( مصنف ) —

¶ حزقیل ۱ — ۳ —

* تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحہ ۳۷ —

۳۱—( اور نکلی اُنکے ساتھہ ) † بشپ پٹرک صاحب اور بشپ کھڈر صاحب فرماتے ھیں کہ ترح اپنے ملک سے ابراھیم کے ھمراہ جسنے خدا کی طرف سے اُس ملک سے نکلنے کا حکم پایا تھا ‡ گیا پس ترح کی الھیہ ھدایت کی پیروی کرنے سے یہہ نتیجہ نکالا جاسکتا ھی کہ ترح جسکو ایک کافر خیال کیا جاتا ھی ( یا شاید ایک کافر کاھن خیال کیا جاتا ھی ) اصلی خدا کی پرستش کرنے والا ھوگیا *

† تفسیر دانیال جلد ۱ صفحہ ۳۷ —
‡ پیدایش ۱۲ — ۱ ۱۵ — ۷ اعمال ۱۷ — ۳ —

( دوسرا حصہ تمام ھوا )